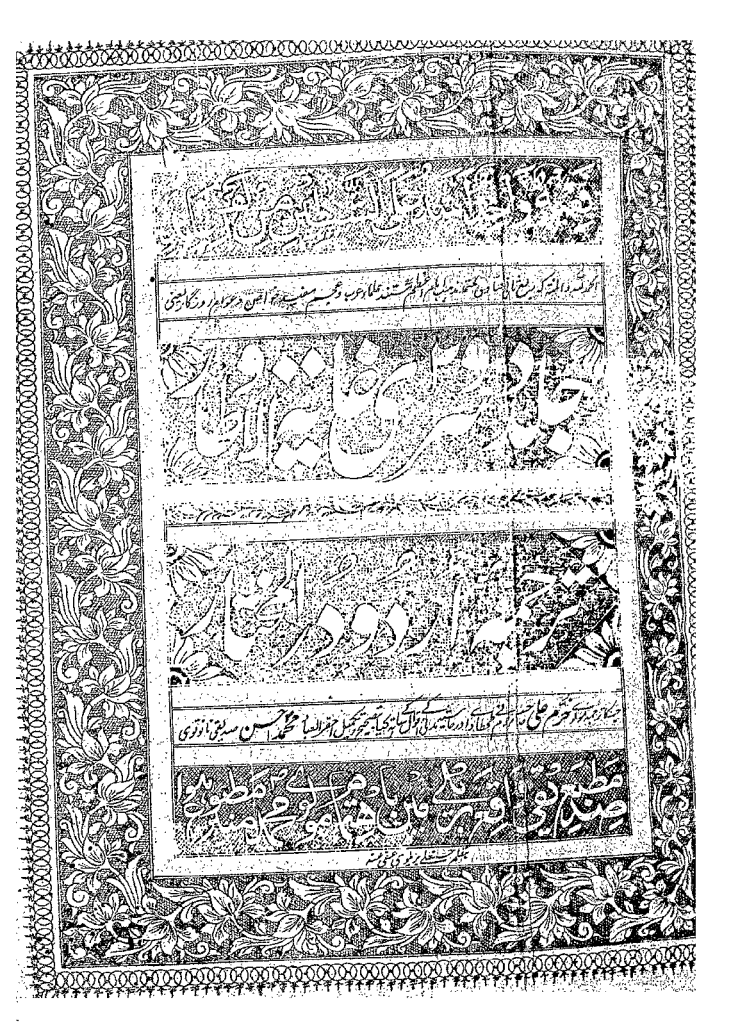

اس کلام سے وعدہ نکاح کا ہوگا تو اس صورت میں نکاح منعقد ہوگا اور لغو
ت سے کہ ایجاب میری جورو سے وعدہ سے جواب دیا کہ بیشک کاح منعقد
ور بیشک یعنی البتہ لیعنی بیاسا ہے کہ تو ایجاب یعنی حال ہوا اور قبول
نظر اس کے کہ ایجاب اور قبول لغظی شرط ہوا تو نکاح منعقد نہ ہوگا قبول قابل
ے تعالی سے تعالی بعید کہ مثلاً اپنے اپنی بیٹی کسی مرد کو دی اور اسنے
ل ما شئت بشرط اعلام الشهود بما فی الکتاب اور میں نے قبول کیا
شاہد کو مضمون خط سے آگاہ کر دیا ہو خواہ خلیہ کہ خواہ زبانی تاکید
رد نے جب حاضرین سے اس امر کا تحریری لکھا ہو کہ میں نے تجھ سے نکاح
ے کر دی تو اس صورت کہ کل میں عورت و مرد طرف کی تولی اور تصرف
ے کر دیا قائم مقام ایجاب اور قبول
خہ لیسی میں نے اپنا نکاح اوسکے ساتھ کر دیا قائم مقام ایجاب اور قبول
ح بنانا کافی ہے مالا قرار علی الخطاء خلاصۃ کقولہ علی الفرائض
یا مرد مختار سے کہ اسی العلامۃ مثل قول مرد کے کہ بھیجی میری جورو سے
یا میں حالانکہ کاح میں اتنا چاہیے وقیل ان کان مخدرۃ من النساء
ے نکاح صحیح ہوگا یعنی اس صورت میں اقرار کو انشاء نکاح قرار دیا گیا
ایسی، نقل کیا ایک اگر دو جوڑے اقرار کریں شاہدوں کے روبرو نکاح کا اور
ح آور دو جوڑے نے سر کا نام لیا تو نکاح جدید منعقد ہوا اور اگر عورت
اح منعقد ہوگا جیسا شاہدوں نے یوں کہا کہ فلانا زوجہا فلانۃ یعنی اس
لی ملتقط الزرنی وحمل الاقرار انشاء وھو اصح صحیح اور اقرار انشا
قرار دیا ولا یعتقد
ترنیا ہے سے منعقد ہوتا ہے اسرائے اوسکو ہوتا
ان یقتدر علی الکل وسمہ الظہر والبطن مثل الاشبہ فشیئا فشیئا وتجعل
ہے کہ میں نے تیرے تصرف مدن سے نکاح کیا بدت صحیح میں بانا شرائط
۔ اگر حرمت کو علیہ دیا بلکہ ضرورت سے صحت نکاح کی واسطے کر نسبت کسی
یر کی بیٹی سے پشت اور حکم جاریہ بہ نسب کے کذا فی الذخیرۃ اور
سے عمر میں کہ میں نے اپنی عورت کی پشت یا حکم کو طلاق دی تو رجعت
ب المدیر
کر سے نکاح تو صحیح ہوا اور طلاق نہ پڑی واد اوحمل
راوب
اقل الکلام علی اجرۃ لو فیہ ما یقتدر ولہ اور جب
ہور ہو
ے
ے
ت دلی
مرد سے کہا کہ میں نے نکاح کیا تیرے ساتھ پر اور
قول اتحاد المجلس وسائر شروط الصحۃ اور

شرائط ایجاب اور قبول سے مجلس کا متحد ہونا ہے اگر دونوں حاضر ہوں مجلس واحد ہو تو اگر عورت نے ایجاب کیا اور مرد نے دوسری مجلس میں قبول کیا تو نکاح نہ ہوگا کیونکہ مجلس ایک نہ رہی اور اگر کوئی غائب ہے اور اوسنے خط میں ایجاب لکھا تو اتحاد مجلس شرط نہیں ایجاب اور قبول میں اتحاد مجلس شرط ہے بخلاف بیع کے جسمیں ایجاب عورت مجلس میں شرط ہے مخبر سے وہ عورت مراد ہے جسکے شوہر نے اوس سے کہا کہ تو اپنی ذات کو خصماکر (مسکہ) اور قولہ طلاق کے تو یہ خصماکر مجلس نکاح کیساتھ متصل ہے اور اسی سے ظاہر ہوا کہ اگر مجلس سے اٹھ گیا یا مشغول ہوگیا بغیر قبول کے تو ایجاب باطل ہوگیا اور قبول سے پہلے ہو کہ ایجاب قبول کے مخالف ہو جیسے کہ مرد نے کہا کہ میں نے نکاح کو قبول کیا نہ مہر کو مثلاً مرد نے کہا کہ میں نے ہزار درم کے ساتھ تجھ سے نکاح کیا عورت نے جواب دیا کہ میں نے قبول کیا نہ مہر کو تو نکاح حالی مراد ہے کما مر مثل اور مہر مثل ہو مگر اذا لائمۃ مہر مثل اور مہر مسمی اہم مختلفین میں تو ایجاب مخالف اہل تو ہے مگر اگر ایجاب مہر مثل ہو اور قبول مہر مسمی ہو تو نکاح ہوجاتا ہے کما فی حاشیۃ الدرفی تعریف المتن ان صحیح ہے مہر کا کم کرنا عورت کی طرف سے مثل مرد نے کہا کہ میں نے ہزار درم مہر پر تجھ سے نکاح کیا عورت نے کہا کہ میں نے پانچ سو درم مہر پر نکاح قبول کیا گیا یہ مطلب ہوا کہ ہزار درم کا مہر قبول کیا اور اسی سے پانچ سو کم کر دئے اس صورت میں مرد کو کمی مہر قبول کرنا شرط نہیں اسواسطے کہ بعد اسقاط اور ابراء کے زیادۃ تبعیۃ فی المجالس مہر کا کم کرنا ایسا صحیح ہے جیسے وہ زیادتی مہر کی صحیح ہے جسکے عورت نے اوسی مجلس میں قبول کر لیا مثلاً عورت نے کہا کہ میں نے ہزار درم مہر پر نکاح کیا مرد نے کہا میں نے دو ہزار درم مہر کو قبول کیا تو صحیح ہے بشرطیکہ عورت نے دو ہزار کو اوسی مجلس میں قبول کر لیا ہو ولان لا کلیوں سمنا فاناً ولا مسلقاً کما سیجیئ اور شرائط ایجاب اور قبول سے یہ ہے کہ نکاح صناعات ہو زبان مستقبل کیطرف جیسے کوئی کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا کل کے دن یا کہا میں قبول کردں گا کل اور شرط یہ ہو کہ نکاح معلق بشرط نہ ہو جیسے کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اگر میرا باپ راضی ہوگا چنانچہ اسکا ذکر آرہیگا وکما المتن بخلاف ایجاب اور قبول ایجاب اور قبول سے یہ ہے کہ منکوحہ معلوم ہو جیسے ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں اور اوسنے ایک بیٹی کا نکاح بے نام ذکر کیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا بسبب جہالت کے لا یشترط العلم بمعنی الاشارۃ فی القبول فیما یتاتی فیہ الخ الخ اذ لم یحتج الی بینۃ بہ یفتی اور یہیں شرط ہے وانت ایجاب اور قبول کے معنی کی اوس عقد میں جسمیں قصد کرنا اور نکرنا کیسان ہے اسواسطے کہ اوس عقد میں نیت کی احتیاج نہیں اسی پر فتویٰ ہے قصداً کہ خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ طاقدیں کو ایجاب اور قبول کے معنوں کا علم ضرور ہے کذا فی الدر اور بعضوں نے کہا قصداً ضرور ہے اور ہازلہ کو علم ضرور ہے کذا فی الخانیہ اور عامہ میں روایت ہے کہ کوئی عقد بدون علم معنی کے صحیح نہیں اور بعضوں نے کہا مسلم جسمیں دین علم ہو یا نہ ہو اور بعضوں نے کہا جو عقد ایسا ہو کہ جسمیں قصد کرنا اور نکرنا دونوں برابر ہوں جیسے طلاق اور نکاح اور عتاق تو اوسمیں علم ضرور نہیں اسواسطے کہ علم سے خواص قصد کرنا ہے اور حالانکہ اوسمیں قصد اور غیر قصد دونو برابر ہیں مثلاً اگر کوئی ہزل سے نکاح کرے یا طلاق دے تو صحیح ہوگا اگرچہ اوسکا قصد متعلق نہیں اسی قول کو شارح نے پسند کیا اور ترجیح دی بخلاف بیع کے بدون علم کے صحیح نہیں کذا فی رسالۃ الدرفی واعلم ان ما ذکرنا من اشتراط العلم بلفظ النکاح وبکل لفظ لا یفہم منہ الا النکاح کالتزویج والتملیک وما جاء بمعناہ کالہبۃ والصدقۃ والبیع والشراء والاجارۃ وغیرہا وہو المفہوم من ہذا اللفظ فلا ینعقد بالکنایۃ وغیرہا کالاباحۃ والاحلال والاعارۃ والاطعام والسکنی والخدم

اجارہ دیا اپنی بیبی کو ہزار درہم کے بدلے تو صحیح ہے کہ نکاح ہوگا کہ اسمیں تملیک وائمی نہیں بخلاف صورت اول کے کذا فی حاشیۃ الرملی وقد یقع
وصیغۃ وقت وکلما تملک بہ الرقاب بشرط تبقیۃ اوقتیۃ وفقہم الشہود المقصود اور نکاح صحیح ہوتا ہے بلفظ تزویج اور بلفظ صلح اور صدقہ کے اگر
جو لفظ [illegible] کا فائدہ بخشے بشرطیکہ تبقیہ مقام کے اور سمجھ شہود کے مقصود کو یعنی بلفظ ہبہ وغیرہ کے نکاح صحیح
ہوتا ہے اگر
ہوا قرینہ ہو اور گواہ بھی اس مطلب کو سمجھ گئے ہوں ہبہ وغیرہ عین نیت کی حاجت اسمیں نہیں کہ یہ الفاظ کنایہ ہیں بیع
کے صریح نکاح [illegible] اسلئے وہ مثل صریح نیت محرم نیت کے نہوں کالبیع بلفظ اجارہ تو ہرا اور اجارہ تو صحیح ہوگا نکاح اجارہ کے لفظ سے اجارہ باطل
ہوا بنا بر عدم ہونے لفظ اجارہ سے نکاح صحیح نہوا اسواسطے کہ اسمیں تملیک نہیں بلکہ تملیک منفعت کی ہوتی ہے اور نکاح میں دوام شرط ہے
بخلاف لفظ استیجار کے جیسا کہ سابق ذکور ہوچکا اور اجارت سے اسواسطے نکاح نہیں منعقد ہوتا کہ لفظ اجارت کا تملیک میں کیونکہ اسکی موضوع نہیں
واعلم اور وصیۃ ومن وقوفیۃ وشبہا مما لا یفید الملک لکن یثبت بہ الشبہۃ فالاحوط لہا القول المتین ومقابل القول اور نہیں صحیح
سے نکاح بلفظ اجارہ اور وصیت اور رہن اور وقف اور مانند ان الفاظ کے جو ملک کے مفید نہیں لیکن اسمیں الفاظ مذکور سے شبہ نکاح کا ثابت ہوتا ہے
قرینہ نہاری جاوے گی اور سکو جیسے ان الفاظ سے نکاح کیا اسواسطے کہ حد شبہہ سے بڑے ہیں باقی ہے اساس امور تین عورتکو معلوم ہوگا کہ مرد ہر
مسی سے جبر اور فوز انہی ہوگے اور مرد مثل سے یعنی اگر مرد مسلمی ہے تو مسلمی ہوگا اور اگر مرد مثل کم از مسلمی ہے تو مرد مثل ہوگا وکذا
ثبت بکل لفظ لا ینعقد بہ النکاح فلیحتط اور اسلیے ہر شبہ سے نکاح کا ثابت ہوتا ہی ہر ایک اوس لفظ سے جس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے اسکو یاد
رکھنا چاہیئے فلہذا ہر امیہ مضمون کر رہ گیا وہ آنفا ومعنقۃ کیونکہ ذکرت لصدہ وہ کا عتق فصار عبیدہ عن شرقیۃ وتضعیف فلہم من حقیقۃ فا
لاعجاز الصرح الدلالۃ یل ظنا فلا اعتبار بہ اصلا تلویح اور نہیں منعقد ہوتا نکاح ان الفاظ سے نہیں تصحیف واقع ہوئی جیسے تحریف ہوئی
تزویج کے تصحیف لغت میں خطائی الصیغہ کو کہتے ہیں اور بیان طلق خطا مراد ہے تصحیف ہوا تحریف یقلون کی غلطی تصحیف سے جیسے زوج
یعنی جفت کو روج یعنی جان کنداں اور تحریف صیغہ کی غلطی کو کہتے ہیں جیسے لیم بروزن کریم کو لیم بروزن حسین ہونا تصحیف ہونا تحریف
سے اسواسطے نکاح منعقد نہیں ہوتا کہ اوسکا صدور قصد صحیح سے نہیں بلکہ تبدیل اوتغیر سے تو حقیقت مقصد اور مجاز اسواسطے کہ تحریف اور تصحیف
میں اصل لفظ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا اور حالانکہ مجازی معنی میں جسکے معنی سے علاقہ ہوتا لازم ہے بلکہ ایسے الفاظ محض غلط ہیں تو اوسکا کچھ
اعتبار نہیں کذا فی الکریم کما نقلہ وافق قیم علی الحق بلدا الفلیو وصدا ثبت عن فصول کان ذلک وضعا عجبا یا فیہ یا ابتی ابو المسعود
ہاں اگر اتفاق کرلیوے کوئی قوم ایسے غلط الفاظ کے بولنے پر اور صدور انکا بالقصد ہوتو ہوگا یہ اجماعی حکم وضع جدید ہوا اور سوقت میں
غلط الفاظ سے نکاح منعقد ہوگا اسمیں یہ فتوی دیا شیخ الاسلام مفتی ابوسعود نے واما الطلاق فیقع بہا قضاء کانا او اکاذیبا والاستہزاء اور طلاق تو
صحیح ہوگی البتہ غلط الفاظ سے قاضی کے روبرو بنا بر روایات کے چنانچہ کتاب شہادات وفتاوی کے اوائل میں اسکی تصریح ہے جسمیں کوئی طلاق کو نہ لاتے
یا طلاق کے طلاق واقع ہونگی بخلاف نکاح کے ولا یعتبر اہتزاله للفرق بینہما ومنعقد ہوگا نکاح قطعا سوا کے تعلیم اور تکریم فروی کے
یعنی حلت فروج اور اجناس کی طرح ذلیل نہیں کہ ایجاب اور قبول لفظی اوسمیں شرط نہو تعالی کے معنی سابق ہو چکے وشرط سماع کل من العاقدین
او الآخر لتحقق رضاہما اور صحت نکاح میں شرط ہے سننا ہر ایک عاقدین سے دوسرے کیلئے کو اسلئے ثبوت رضا عاقدین کے وضد اور جحود کی شاہدان
اور شرط ہے صحت نکاح میں موجود ہونا دو شاہد کا اسواسطے کہ فرمایا ہے شارع نے حدیث ہیچ کہ زنا کی عورتیں وہ ہیں کہ اپنے نکاح پر بدون شاہدان کے
گواہ تھیں اور محمد حسن سے مروی ہوا روایت کیا کہ لا نکاح الا بشہود یعنی نکاح صحیح نہیں بدون شاہدان کے اور جب دو شاہدوں کے روبرو
نکاح ہوا تو اولی رتبہ اعلان کا ثابت ہوا نکاح سر کا اور نکاح مخفی اوسکو نہ کہیں گے اسواسطے کہ دو شاہد دل سے زیادہ اعلان شرط نہیں اور
اگر دونوں نے کہا کہ تم اظہار نکرنا تو بھی نکاح فاسد نہیں ہوا اگرچہ ترک مستحب ہوا کہ شہرت کامل نہوئی اور ضرر سے امتیاز منکوحہ کی شاہدان کے

نزدیک اگر جہالت سے ہو اگر منکوحہ مجلس عقد میں حاضر ہو تو اشارہ اسکی طرف کفایت کرتا ہے اور چہرہ کو پردہ کی وجہ سے دیکھنا زیادہ تر احتیاط ہے پھر اگر جسم منکوحہ نظر آتا ہو تو اسکی ضرورت نہیں اور اگر منکوحہ مجلس عقد میں حاضر نہ ہو تو اشارہ اسکی طرف کفایت کرتا ہے اور چہرہ کو پردہ کی وجہ سے دیکھنا زیادہ ہے مگر اگر جسم منکوحہ نظر آتا ہو تو اسکی ضرورت نہیں کہ آدمی اور زنانہ مکان سے ایجاب اور قبول کرے سوا اگر وہاں وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز نہیں ہوتا اور اگر اسکے ساتھ اور عورت بھی ہو تو درست نہیں کہ اگر ان دو عورتوں میں سے ایک مرتفع ہوئی اور اسیطرح اگر منکوحہ نے کسیکو اپنا نکاح کا وکیل کیا تو بھی تفصیل وہاں بھی ضرور ہے اور اگر منکوحہ محارم سے ہو تو وکیل کے نکاح کا ہونا درست ہوگا اگرشاہد ہوتے رہے ہوں اور اسکو سنتے ہوں تو فقط اور اسکا نام لیتا کفایت کرتا ہے اور اگر عورت کا نام نہ لیتا ہو تو اسکا نام اور اسکے باپ دادا کا نام لینا ضرور ہے کذا فی البحر کما شہد بہ احمد طحطاوی یعنی جو لفظ کہ عورتوں کو عین معمول ہے کہ شاہد اور گواہ اسی لفظ سے تو کیل عورت کی زبانی سن لیتے ہیں اور حالانکہ وہاں عورتوں کی کثرت ہوتی ہے تو جائز نہیں اور اسطرح کہ اشہاد منکوحہ کی نہیں ہوتی تو بایں مقام میں کوئی تخلص اور صورت جواز کی نہیں سوا اسکے کہ اسکو نکاح فضولی قرار دیکر بحکم کہ عورت کی اجازت قولی یا فعلی سے تمام ہو کذا فی حاشیۃ الدرر

ترجمہ اور صحیح دو گواہ دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تو خلاصوں اور فقط عورتوں کی گواہی سے نکاح نہ ہوگا **مُسْلِمَانِ** دو عاقل اور بالغ ہوں تو ان لوگوں اور دیوانوں کی گواہی سے نکاح نہ ہوگا **سَامِعَانِ مَعَاقِلَهُمَا** اصح الاصح یہ ہے کہ دو نوں سامع ہوں عاقلین کے قول کو بنا بر مذہب اصح کے سوا اگر عاقلین نے ایجاب اور قبول ایک گواہ کو سنایا ہو اور دوسری مجلس میں دوسرے گواہ کو سنایا تو نکاح درست نہ ہوگا اور اسیطرح حضرت ثانیین اور اصحین کے نکاح صحیح نہیں **فَاجِبَانِ** اَنَّهٗ نِكَاحٌ عَلَى الْمَذْهَبِ جبر اور دو گواہ سمجھتے ہوں کہ کلام عاقلین کا نکاح ہے بنا بر مذہب مختار کے کذا فی البحر تو اگر ہندی گواہوں کے روبرو عربی یا فارسی میں ایجاب اور قبول ہوا اور انکو جانتے کہ کلام نکاح ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر فہم نہ ہو تو نکاح صحیح نہ ہوگا اور اگر فہم ہو گیا بالفاظ کے معنی نہ سمجھے تو نکاح صحیح ہوگا **مُسْلِمَانِ** فِیْ نِکَاحِ **مُسْلِمَةٍ** ولو فاسقین دو نو گواہ اگر مسلمان ہوں شرط ہے صرف مسلمان کے نکاح میں اگرچہ فاسق ہوں اسو اسکو کہ گواہی کافر کی مسلمان پر درست نہیں **وَمُحَلَّلَيْنِ** فِیْ قَذْفٍ اور اعمیین یا دو نو گواہوں پر تہمت زنا لگائے سو مار نہ کھایا ہو نواندھے ہوں تو بھی گواہی درست ہے **اَوْ اَبَوَيِ الزَّوْجَيْنِ** یا گواہ دو بیٹے زوج اور زوجہ کے ہوں جیسے عورت کا بیٹا دوسرے شوہر سے ہو اور مرد کا بیٹا دوسری عورت سے بایں امین زوج اور زوجہ جیسے دو بیٹے مومن سو حیہ دوسری صورت اوسوقت واقع ہوگی جب زوجین میں کسی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا ہو اور پھر دو نو کا نکاح ثانی کا اراوہ کریں **اَوِ ابْنَيْ اَحَدِهِمَا وَاِنْ لَمْ يُثْبِتِ النِّكَاحَ** بھما ای بالبینات **اَوِ ابْنَيِ الْمَيِّتِ** یا بیٹے دو میت کے ہوں اگرچہ نکاح ثابت نہ ہوگا **وَاِنْ اَحَدِهِمَا** یا دو نوں بیٹوں کی گواہی سے اگر بیٹوں والا مدعی ہو گا یعنی فقط عورت کے دو بیٹے ہوں یا فقط مرد کے دو بیٹے ہوں تو انکی بھی گواہی سے نکاح صحیح ہو جائیگا لیکن اگر عورت کے دو بیٹوں کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور مرد نکاح کا منکر ہوا اور عورت نکاح کی مدعی ہوئی تو اسکے بیٹوں کی گواہی سے قاضی کے روبرو اسکا دعویٰ ثابت نہ ہوگا اور اسی طرح اگر مرد کے بیٹوں کی گواہی سے اسکا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور اسیطرح اگر مرد کے بیٹوں کی گواہی سے نکاح ہوا تھا اور عورت منکر ہو گئی تو عورت کے بیٹوں کی گواہی سے نکاح ثابت نہ ہوگا **مُسْلِمَيْنِ عَدْلَيْنِ فَبِيَّيْنِ وَلَوْ مُحْدُوْدَيْنِ لِقَذْفٍ اَوْ بِتَقْبِيْلِ الْاِبْنِ بِهِمَا مَعَ اِنْكَارِهٖ** جیسے کہ صحیح ہے نکاح مسلمان مرد کا دعویٰ عورت سے دو نو میں کے نزدیک گو دو نو ذمی عورت کے دین کے مخالف ہوں یعنی اگر عورت نصرانیہ ہو تو گواہ یہودی ہوں یا بالعکس اگر ثابت نہ ہوگا نکاح کا دعویٰ عورت کی گواہی سے مسلمان کے منکر ہونیکے وقت یعنی اگر مسلمان ذمیہ کے نکاح کا انکار کریگا اور عورت مدعی ہوگی تو ذمیوں کی گواہی سے دعویٰ اسکا ثابت ہوگا اسو اسکو کہ کافری گواہی مسلمان کے ضرر پر درست نہیں **وَلَا اَصْلَ عِنْدَنَا اَنَّ كُلَّ مَنْ مَلَكَ قَبُوْلَ الْحُكْمِ بِوِلَايَةِ نَفْسِهٖ اَنْعَقَدَ بِحُضُوْرِهٖ** اور قاعدہ کلیہ ہم حنفیوں کے نزدیک صحت شہادت میں یہ ہے کہ جو شخص مالک ہو سکتا ہے قبول نکاح کا اپنی ذات کی ولایت سے اور کسکے روبرو نکاح بھی منعقد ہوگا مثلاً فاسق اور ذمی کو قبول نکاح کا اختیار ہے تو انکا گواہ ہونا بھی درست ہے **بِخِلَافِ** صبی اور مجنون کے کہ انکو اپنی ذات کا نکاح کا اختیار نہیں تو انکی گواہی بھی درست نہیں **اَمْرَاَتَانِ** اور دو عورتیں **وَرَجُلٌ** اور ایک مرد **وَاِنْ** اگرچہ

عند جل او امرأتين والحال ان لا اب ہیں صحیحا اذا حضرا کیا باپ نے کسی مرد کو کہ نکاح کر دے اوسکی منیو کا پھر نکاح کر دیا دو
وکیل نے دو مرد ایک مرد کے بادو عورتوں کے اور حالانکہ باپ موجود ہو تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ باپ کو اس عورتین عاقد قرار دیا جیسا کہ اسکا
[illegible]
مجلس میں تو اس مرد کی وکالت کی کچھ حاجت نہ تھی تو اس عورتین باپ تو گواہ عاقد ہوا اور وکیل اور دوسرا مرد [illegible]
[illegible] نکاح صحیح ہوگیا ولا لا کہ اور نہ باپ مجلس نکاح میں حاضر تھیں اور وکیل نے ایک مرد اور دو عورتوں کے روبرو نکاح [illegible]
نکاح صحیح ہوگا سو اسلئے وکیل تو عاقد نہ ہوا تو ہوا ایک مرد اور دو عورتین حالانکہ ایک مرد اور دو عورت کی گواہی سے نکاح نہیں ہوتا ولو زوج
ابنتہ البالغۃ العاقلۃ بحضرۃ شاہدین فجاءت الی مجلس القاضی فقالت زوجت نفسی من فلان وانکر الزوج فالقول قولہ لانہا اقرت بحق
لغیرہا وہو الزوج ولا ولایۃ لہا علیہ ولو کان الزوج حاضرا فقالت زوجت نفسی منہ فقال بعد ما سکتت ساعۃ قبلت لا یصح
لان القبول لا بد ان یکون متصلا بالایجاب ولو کان الزوج غائبا فبلغہا الخبر فقالت قبلت جاز لان مجلس الخبر کمجلس العقد
اگر کسی نے اپنی بالغہ عاقلہ بیٹی کا نکاح کر دیا دو گواہوں کے روبرو پھر وہ بیٹی قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے اپنا نکاح فلانے سے کر دیا
اور خاوند نے انکار کیا تو قول خاوند کا معتبر ہوگا اسواسطے کہ بیٹی نے اقرار کیا ہے ایسی بات کا کہ اسکا غیر اوسکا خاوند ہے اور بیٹی کو اوسپر کچھ
ولایت نہیں اور اگر خاوند حاضر تھا اور بیٹی نے کہا کہ میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر دیا اور خاوند نے کچھ دیر چپ رہکر کہا کہ میں نے قبول کیا
تو نکاح صحیح نہیں ہوا اسواسطے کہ قبول کا ایجاب سے متصل ہونا ضرور ہے اور اگر خاوند غائب تھا اور بیٹی کو خبر پہنچی اور اوسنے اسی مجلس میں
قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگیا اسواسطے کہ خبر کی مجلس عقد کی مجلس کی مانند ہے

ولو زوج ابنتہ الصغیرۃ او ابنہ الصغیر من کفء جاز ولو زوج احدہما من غیر کفء لم یجز ولو زوج الصغیر امرأۃ
ولا مہر لہا فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلا متعۃ لہا ولا شیء لہا من المہر ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر
مسمی فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا
ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر مسمی فدخل بہا ثم
طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا ثم طلقہا قبل
الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر

اگر کسی نے اپنی نابالغہ بیٹی کا یا نابالغ بیٹے کا نکاح کسی برابر کے سے کر دیا تو جائز ہے اور اگر کسی برابر کے سے نہ کیا تو جائز نہیں اور اگر
نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر اوسنے اوسکو صحبت کی پھر اوسکو طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو کچھ نہیں ملیگا نہ
متعہ نہ مہر اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ نہیں ملیگا اور
آدھا مہر ملیگا اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ ملیگا
اور مہر کچھ نہیں ملیگا

ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر مسمی فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر مسمی فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر

اگر کسی نے نابالغ بیٹے کا نکاح کر دیا اور مہر ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو آدھا مہر ملیگا اور متعہ نہیں ملیگا
اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ ملیگا اور مہر کچھ نہیں
ملیگا اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو آدھا مہر ملیگا اور متعہ نہیں
ملیگا اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ ملیگا اور مہر
کچھ نہیں ملیگا

ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر مسمی فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولہا علیہ مہر مسمی فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا نصف المہر ولا متعۃ لہا
ولو زوج الصغیر امرأۃ ولا مہر لہا علیہ فدخل بہا ثم طلقہا قبل الدخول بہا فلہا المتعۃ ولا شیء لہا من المہر

اگر کسی نے نابالغ بیٹے کا نکاح کر دیا اور مہر ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو آدھا مہر ملیگا اور متعہ نہیں ملیگا
اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ ملیگا اور مہر کچھ نہیں
ملیگا اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو آدھا مہر ملیگا اور متعہ نہیں
ملیگا اور اگر نابالغ نے نابالغہ کا نکاح کر دیا اور مہر کچھ نہیں ٹھہرایا پھر صحبت کی پھر طلاق دیدی صحبت سے پہلے تو اوسکو متعہ ملیگا اور مہر
کچھ نہیں ملیگا

نام میں نکل کرنے کے وقت تو نکاح صحیح ہو گا لیکن جب یہی مجلس عقد میں جانے ہوا اور اسکی طرف اشارہ کرے کہ ہم کا یہی نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو گا ہم کی غلطی اس صورت میں مضر نہیں اسواسطے کہ اشارہ تو بیشتر ہی ارادہ تھا لو لہ یبتدیٰ ارادہ تزویجہا الکبریٰ فغلط فی اسمہا یاسم الصغریٰ لم یضر للقطع بقصدہ خانیہ اور اگر اکبر کی دو جیٹھان ہوں اور اوسنے بڑی بیٹی کے نکاح کو دیکھا اور بکہا اور غلطی سے چھوٹی بیٹی کا نام لیگیا تو چھوٹی بیٹی کا نکاح صحیح ہو جائیگا فی الخانیہ بشرطیکہ کوئی اور نکاح نہوا ہو اور اگر چھوٹی بیٹی کسیکی منکوحہ ہو یا وہ نرچ کی محرم ہو تو اس صورت میں چھوٹی کا نکاح صحیح نہ ہو گا اور اسپر حد بھی نہ ہو گا کہ محل نکاح نہیں اور بڑی کا اسواسطے نہیں کہ اوسکا نام نہ لکھا ذکر الزانی حاشیہ الزینی ولو بعثت مریدا النکاح فزوجہا لاب او ابن او وصی او قاض صح ان قبل لہم فقط خلافا لہما والباقی شہود لہ یقضی فیہ او اگر بھیجا نکاح کے کہنے والے نے جنہوں نے بھیجا تھا کسی اور کے واسطے سو نکاح کر دیا باپ نے یا اور ولی نے اوسکو حضور میں تو نکاح صحیح ہو گا تو فقط ایک ولی و دو اجنبی قرار دیا جائیگا اور باقی لوگ شاہد ہو جائیں گے اسی روایت پر فتوی ہے کذا فی فتح القدیر فروع مسائل ملحقہ شارح کے قال زوجنی ابنتک علی ان امرہا بیدک لم یکن لہ الامر لانہ تفویض قبل النکاح یکہنے والے نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دے اس شرط پر کہ اوسکی طلاق تیرے ہاتھ میں ہو تو اس صورت میں باپ کو طلاق کا اختیار نہ ہو گا اور نکاح صحیح ہو گا اسواسطے کہ اسمیں طلاق کی تفویض ہے نکاح سے پہلے اور حالانکہ یہ صحیح نہیں وکذا لو قال زوجنی ابنتک بالف ففعل فہو کذلک فان قال زوجتہا منک بالف فقال قبلت فہو الوکیل فی الطرفین لم یتفقا وکیل کیا اکبر نے دوسرے سے کہ میرا نکاح اپنی بیٹی سے کر دے اوسنے کہا میں نے اوسکو فلانی عورت سے کر دیا اور جاہا کہ اوسکو طلاق دے دے تو اختیار نہ ہو گا اور نکاح صحیح ہو گا اسواسطے کہ اسمیں طلاق کی تفویض ہے نکاح سے پہلے اور حالانکہ یہ صحیح نہیں وکذا لو قال زوجنی ابنتک بالف فقال زوجتہا منک بالف فقال قبلت فہو الوکیل فی الطرفین لم یتفقا وکیل کیا اکبر نے دوسرے سے کہ میرا نکاح فلانی عورت سے کر دے اوسنے کہا میں نے اوسکو فلانی عورت سے سو دینار مہر پر بیاہ دیا اکبر نے کہا میں نے قبول کیا تو صحیح نکاح ہوا اور مہر اوسکو دینا پڑیگا اگر مہر مثل سے کم ہو گا اور مہر مثل واجب ہو گا اگر مہر مثل سے زیادہ کہ وہ مہر وکیل نے مقرر کر دیا تو صحیح نہ ہو گا اسواسطے کہ نکاح غیر ناقص کیساتھ ہو گا اور اگر وکیل نے مہر مثل سے کم مقرر کیا تو صحیح ہو گا اگر مہر مسمی مہر مثل سے کم ہو گا اور مہر مثل واجب ہو گا اگر مہر مثل سے زیاد

شارح کا مدعیہ ہوتا اور اسطرح کہ اگر فاضل آدمی کتاب النکاح میں غور کرے یہ تو بآسانی سب علوم پر مسکت ہیں محترم ھل المتدرہم ذکر کان او انثی فنکاح اصلہ ف
فجائہ لا ولد زنا حرام ہے نکاح کو چھوڑے بدرجہ ہو اعورت نکاح کرنا اپنی جڑ کا اور بیان کا اگرچہ جزئیات اوپنی مرجیسے اور اپنے اوراد اوادی پر زادا اور اپنے
مرداد اسرادادی اور نانا نانی پڑنا پڑنا نانی سزا نانا سرانی اور شاخ نہیں حرام ہو اگرچہ صاف نہیں مرجیسے بنا بیٹی پوتا پوتی پڑنا پوتا اور دادی اور نانی تائی چچا
وغیرہ
اور حرام ہے اپنی بہن سگی ہو یا سوتیلی کی دختیہ اور حرام ہے اپنی بھتیجی سگی بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی وبنتیہ اور حرام ہے اپنی بھتیجی سگی ہو یا سوتیلی یا اخیافی بہن
اور حرام ہے اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی وبنتیہ اگرچہ بہت مشتہی ہوں ذکر ہیں یعنی اصل اور فرع اور بیٹیوں اور بیٹیوں اولاد
بھانجی پڑھ لے حرام ہیں بہت مشتہی نکاح سے ہوں یا نہ ہوں وخالتہ اور اپنی ہیوی حرام ہے نکاح سے ہوا زنا سے وخالتہ اور اپنی خالہ حرام ہے نکاح
سے ہوا زنا سے خارج اگر بہت دنوں کی عورات نسبیہ آخر میں لگا دیا نہ عورات سابقہ رضاعیہ کہ سب کو شامل ہو جاتا فھذا الشبعۃ مذکورۃ فی ایۃ حرمت علیکم
امھٰتکم کہ سب عورتیں سابقوں پر مشتمل عورات کے جو موجب تحریم تم پر ہوئیں مذکور ہیں در کتاب ہیں در یدخل علیہ جلوہ وحیلہ وخالتھا ما یشتقاء وغیرھن اور
داخل ہے عمہ اور خالہ کی حرمت میں دادا اور دادی کی عمہ اور دونوں کی خالہ سواے اسہل اور فرع کے اتی مشتہی برابر ہیں حرمت میں سگی ہوں یا
سوتیلی یا اخیافی چنانچہ اسکا بیان جو ہر میں مفصل ہو وکحالہ وامکاعمتہ عمتہ امہ وخالہ خالۃ ابیہ فلانکہ دادی کی عمہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ
حلال ہے اسواسطے کہ دادی عمہ کا باپ دادی کا دادو ہم نے تو دادی کی عمہ دادی کے زوجہ کی بہن ہوئی اور جو کہ نوع اللام کی بہن حرام نہیں تو وہ جزئیہ
کی بہن بلوریں اولے تو حرام ہوگی اور اگر ہو سگی یا سوتیلی سے وعمہ کہ حرام ہے اسواسطے کہ وہ بیان عبارت ہوا کی بہن سے تو عمہ دادا کی بہن
ہوئی تو جیسے اپنی بہن حرام ہے ویسی ہی دادا کی بہن حرام ہے، وسوتیلی خالہ کی نادار اسواسطے حلال ہوئی کہ سوتیلی خالہ کی اسگی نانی نہیں بلکہ نانا کی زوجہ ہے
تو اوسکی بہن حلال ہوئی نانا کی اور نانا کی ایسی سالی نانی پر حرام نہیں اور اگر سگی خالہ دادا کی ہوتی تو اس صورت میں خالہ حلال نہیں کذا فی حاشیۃ الشرنبلالی
عن البحر عن المبسوط علی ما ذکرہ کے کہا کہ مشائخ کا یوں کہنا مناسب نہیں اور اگر کہا جائے کہ جلد جو در صفات ایسے صفت ہوا اور عادا اور عمہ ہو جاتا کیونکہ عمہ
وخالہ کا تعالیٰ لعوالہ تعالیٰ داخل لکم کرنا وذاتہ ذات ہونا چاہیا اور عمہ کی بیٹی اور ماموں اور خالہ کی بیٹی بھی حلال ہے موجب اشتراک جزء مشترک
کہ حلال کر دیا گیا پھر سوا اسکے اول جو تعالیٰ نے محرمات کو ذکر فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ سوا ان محرمات کے حلال ہیں اور جو کہ عمہ دادا خالہ کی بیٹیاں
دادی عمہ کے عمہ اور سوتیلی خالہ کی خالہ محرمات مذکورہ میں داخل نہیں تو ان کی علت صاف ثابت ہو گئی وھی ھم بالمصاھرۃ یعنی زوجیتہ الموطوءۃ لا اور
حرام ہے بسبب سسرال اپنے کے اپنی زوجہ خولہ کی بیٹی نسبیہ آخر اور اگر عورت نکاح کیا اور بدون جماع اسکو طلاق دی تو اسکی بیٹی سے نکاح درست ہے
ام زوجیتہ وھکذا ظاھر مطلقاً جزم العقد الصحیح وان لم یقترن بھا الدخول لقولہ تعالیٰ فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم اور حرام ہے اپنی زوجہ کی
اور ہوا وہ ایان ثنایان ہر طرح سے سگی ہو یا سوتیلی حرمت ثابت ہوتی ہے بجز نکاح صحیح کے اگرچہ بزوجیت صحیح یا طل کیا ہو نکاح صحیح کی اسواسطے قیدی کی ہو جو نکاح فاسد سے تو شامل ہیں حرام نہیں ہو جبکہ جماع
بالسماس فیہ ہو ہوا وان قصرت وطی الامھات البنات وبنات البنات وبنات الابناء یعنی الامھات حرمت ربیبہ کا متعلق ہو جماع زوجہ پر اور خود مقدمہ
کی حرمت ثابت ہو اسطرح ہو کہ ثابت ہو جائے ہے فرع میں کہ ماؤں کا جماع بیٹوں کو حرام کر دیتا ہے اور فقط بیٹوں کا نکاح ہو بدون جماع کے حرام کر دیتا ہے
ماؤں کو چنانچہ کلام مجید میں ہے دو دو صورتیں صاف مصرح ہیں ویدخل بنات ابنیہ والربائب اور داخل ہے ربیبہ کی حرمت میں ربیبہ اور ربیب کی
بیٹی کی حرمت وفی الکشاف والرسن خلافا لابی حنیفۃ واقرہ المصنف اور تفسیر کشاف میں ہے کہ سماس غیر مشہور ہے قائم مقام
دخول کے تو ترک ابی حنیفہ مقام اسکے کے تو فقط اسماس سے بھی حرمت ربیبہ کی امام اعظم کے نزدیک ثابت ہوئی اور اسکے مصنف نے اپنی تفسیر مختصر میں
بیان سکے کیا ہے اور زوجیۃ اصلیۃ اور حرام ہو اپنی اصل کی زوجہ یعنی جن عورتوں سے باپ دادا نے نکاح صحیح کیا وہ حرام ہیں جوڑ ہوئے کیا ہو یا نکیا ہو
دخولہ مطلقاً ولو بعیدا خلافا لاحمد اور حرام ہے مطلقاً اپنی شاخ کی زوجہ یعنی اولاد کی اگرچہ شاخ بعید ہو جیسے پوتا اور نواسی اولاد سے اپنی
زوجات سے صحبت کی ہو یا نکی ہو یعنی ہوئی اور پوتے کی زوجہ باپ اور دادا پر حرام ہو جماع یعنی فقط نکاح صحیح چاہیئے واما مست زوجہ

اَبِیہ او ابنہ فحلال اور اپنی اور اپنے باپ کی زوجہ کی بیٹی یعنی سوتیلی ماں کی لڑکی جو باپ کے نطفہ سے ہو نہیں اور اپنے فرزند کی زوجہ کی بیٹی جو فرزند کے نطفہ سے نہیں ہے
حلال ہے اسواسطے کہ دونوں میں خون کا میل نہیں وحرم الکل مما مر تحریمہ نسبا ومصاہرۃ رضاعا الا ما استثنی فی بابہ اور حرام ہیں سب جنکی تحریم
نسبا اور مصاہرۃ مذکور ہو چکی شیرخوارگی سے مگر جنکی حلت رضاعت سے مستثنیٰ ہے چنانچہ اوسکی تفصیل آگے آویگی رضاعی باپ اور بہن اور رضاعی دادی نانی اور
رضاعی بھتیجی بھانجی حرام ہیں خلاصہ یہ ہے کہ دایہ کی سب قرابت والی شیرخوار پر حرام ہیں اور شیرخوار کیطرف سے زوجین اور فروع دایہ وغیرہ ہیں چنانچہ قاعدہ
حرمت کا اس بیت میں موجود ہے **بیت** از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند وز جانب شیرخوار زوجان و فروع **فروع** نقل ... فروع متعلق بمحرمات
شارح مذکور کرتا ہے جنکی جواب دینے میں خطا کا احتمال ہے طلق امرأتہ تطلیقتین ولہا منہ لبن فاعتدت فنکحت صغیرا فارضعتہ فحرمت علیہ
فنکحت آخر فدخل بہا فابانہا فہل تعود للاول بواحدۃ ام بثلث الجواب لاتعود الیہ ابدا لصیرورتہا حلیلۃ ابنہ رضاعا ایک مرد نے جسنے
اپنی زوجہ کو دو بار طلاق دی اور زوجہ شیردار ہے اس مرد کے نطفے سے پھر عدت کے بعد اوسنے نکاح کیا کسی شیرخوار لڑکے سے سو اوسنے اوسکو دودھ پلایا تو
حرام ہو گئی اوس پر پھر اوسنے اور مرد سے نکاح کیا تو اوسنے عورت سے جماع کیا پھر اوسنے اوسکو طلاق بائن دی سو یہ عورت کیا پھر نکاح کر سکتی ہے پہلے شوہر سے ایک
طلاق سے یا تین طلاقوں سے یعنی شوہر اول دو بار طلاق دیچکا تھا سو دوسرے نکاح میں شوہر اول کو ایک باقیماندہ طلاق کا اختیار ہوگا یا تینوں طلاق کا مالک
ہوگا جواب اس سوال کا یہ ہے کہ یہ عورت کبھی نہیں پھر سکتی شوہر اول کی طرف اسواسطے کہ وہ زوجہ ہو گئی مرد کے رضاعی بیٹے کی اور یہ کبھی حلال نہیں
ہو سکتی شری امۃ ابیہ لاتحل لہ ان علم انہ وطیہا خرید کی اپنی باپ کی لونڈی تو ولد کو اوسکی وطی حلال نہیں اگر اوسکو معلوم ہو کہ باپ نے اوس سے
وطی کی تزوج بکرا فوجدہا ثیبا وقالت ابوک فضنی ان صدقہا بانت بلا مہر والا لا اسنے نکاح کیا ایک مرد نے باکرہ عورت سے تو اوسکو باکرہ نپایا
پھر اوسنے پوچھا کسنے تیرا ازالہ بکارت کیا اوسنے جواب دیا کہ تیرے باپ نے میری بکارت کا ازالہ کیا سو اگر زوج نے اوسکی تصدیق کی تو اوسکا نکاح ٹوٹ گیا بدون
مہر کے یعنی مہر دینا شوہر پر واجب نہوا قصور عورت کا تھا کہ اوسنے اول کیوں نہ ظاہر کیا اور اگر شوہر نے عورت کی تصدیق نہ کی تو نکاح نہ ٹوٹا چاہے اوسکو ... کہ
چھوڑ دے وحرم ایضا بالصہریۃ اصل مزنیتہ اور بھی حرام ہے سسرالی رشتے سے عورت مزنیہ کی اصل یعنی جس عورت سے زنا کیا تو اوسکی ما اور دادی
اور نانی مرد پر حرام ہیں اراد بالزنا الوطی الحرام معنے زنا سے حرام جماع مراد رکھا اسواسطے کہ نکاح فاسد کی منکوحہ اور جاریہ مشترکہ اور زوجہ حائضہ اور نفساء کے
جماع سے بھی حرمت مصاہرت کی ثابت ہوتی ہے تو اعتبار جماع کا ٹھہرا حلال ہو یا حرام یہ حرمت فقط زنا پر مخصوص نہوئی واصل ممسوستہ بشہوۃ ولو بشعر
علی الرأس بحائل لایمنع الحرارۃ اور حرام ہے اصل اوس عورت کی جسکو شہوت سے مساس کیا اگرچہ سر کے بیٹھے ہوئے بالوں کو مساس کیا ہوا اور اگرچہ ایسا باریک
کپڑا درمیان میں حائل ہو کہ گرمی بدن کی وصول کا مانع نہو تو معلوم ہوا کہ لٹکے بالوں کا مساس حرمت کا سبب نہیں اور اسیطرح گاڑھے کپڑے کا حائل ہونا جو بدن کی
گرمی معلوم ہونیکا مانع ہے ممسوسہ کی اصول کو حرام نہیں کرتا واصل ماسۃ وناظرۃ الی ذکرہ والمنظور الی فرجہا المدور الداخل ولو نظرہ من زجاج
او مرآۃ ہی فیہ اور حرام ہے اصل اوس عورت کی جسنے مرد کو شہوت سے چھو لیا یا مرد کے آلہ تناسل کو شہوت سے دیکھ لیا اور اوس عورت کی اصل حرام ہے
جسکی گول شرمگاہ اندر والی کو مرد نے شہوت سے دیکھا گو شیشے سے دیکھا ہو یا اوس پانی سے دیکھا ہو جسکے اندر عورت داخل ہے سو اگر عورت کی شرمگاہ آئینہ میں
دیکھی یا عورت حوض پر بیٹھی ہو اور اوسکی شرمگاہ پانی سے نظر پڑی یا ظاہری شرمگاہ دیکھی یا باطنی نہ دیکھی تو اوسکی اصول اور فروع کی حرمت ثابت نہیں ہوتی
وفروعہن مطلقا اور فروع ان محرمات مذکورہ کے حرام ہیں مطلقا یعنی جیسے عورت مزنیہ اور ممسوسہ اور ماسہ اور ناظرہ اور منظورہ کی اصول حرام ہیں ویسی
فروع بھی حرام ہیں اصول پدری اور مادری اگرچہ عالی ہوں اور فروع پسری اور دختری اگرچہ سافل ہوں والعبرۃ للشہوۃ عند المس والنظر لا
بعدہما اور اعتبار شہوت کا مساس کرنے اور نظر کرنے کے وقت کا ہے نہ بعد کا یعنی مساس اور نظر کے وقت اگر شہوت ہوگی تو حرمت مذکورہ ثابت ہوگی اور
اگر بعد مساس کرنے اور بعد نظر پڑنے کے شہوت ہوئی تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں وحدہا فیہما تحرک آلتہ او زیادتہ بہ یفتی اور مقدار شہوت کی مساس
اور نظر میں یہ ہے کہ آلہ تناسل جنبش میں آوے یا نظر اور مساس کرنے سے جنبش سابق سے زیادہ ہو جاوے اگر سابق سے کچھ شہوت تھی اسی روایت پر فتوی ہے

کذا فی بحر الرائق وفی امرأۃ وخنثی تحرک الفحل وفی امۃ اور حد شہوت کی عورت اور مرد سے کہ ان میں خنثیٰ اور ہیجڑا ہو کی مرد میں علامت یہ ہے کہ زیادہ ہو جائے شیخ کی اندھیری میں اور عورت اور مقطوع الذکر داخل ہو گئے وفی الجوہرۃ الانزال فی الفخذ لیس بجماع تحرک آلتہ بتحرک اور جو ہرہ میں ہے روایت ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے فکر کے ہیں خنثیٰ کی شرمگاہ میں ایسی ہو فتوی ہے هذا اذا لم یمس وان قذف فیہ لم یحصن ابن کمال وغیرہ کا یہ حکم جب ہے کہ انزال نہیں ہوا اور اگر انزال ہو گیا مساس اور فکر سے وان قذف فیہ لم یحصن ابن کمال وغیرہ کا یہ حکم جب ہے کہ انزال نہیں ہوا اور اگر انزال ہو گیا مساس اور فکر سے

یحصن یعنی حد زنا کی نہیں فتوی اسی پر ہے اور انزال سبب حرمت کا اسواسطے ہوا کہ جب انزال نہیں ہوا تو جماع کی تہمت ہے اور اسکو کوئی تہمت نہیں ہے اور انزال کے کہ وہ اسکے اختیار میں ہے اور سوت سلطی خواہش جماع کی نہیں ہوتی ہیں کو جماع سے تہمت ہو سکتا ہے اور اسی حاجت الدنیا فلا تلتفت الی الطلاق وقطع الخیار اما لو اخبرت بانہ جامعہا او لمسہا بشہوۃ لم یحل لہ نکاح بنتہا اور اگر خبر دی عورت نے کہ اسکے خاوند نے اسکی بیٹی سے جماع اپنی زوجہ کی ہیں کا اور اسکی زوجہ کو اور اسی حرام نہیں کر دیتا یعنی مصاہرت کی حرمت سوا زوجہ اور اصول کے اور کہیں ثابت نہیں ہوتی چنانچہ زوجہ کی بہن کے جماع سے زوجہ حرام نہیں ہو گئی لیکن اگر ظلی یا شبہ ہی ہو تو زوجہ کی بہن پر حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور حد زنا کے زوجہ کے جماع سے پھر یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ اپنی حاجۃ الدنیا کو ترک کر دے اور مساس اور نظر سے جیسے کہ عورت لان الزنی لا یثبت الا بما ہو اسکاس لا بما ہو اسکاس اور جماع حرام نہیں اصول اور فروع اوس عورت کی جسکی شرمگاہ ذاتی پر نظر پڑی آئینہ سے یا پانی سے اسواسطے کہ شرمگاہ کی شکل نظر پڑی انکاس سے نہ عورت شرمگاہ اور اسیطرح تصور اور خیال کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی هذا اذا کانت حیۃ او مشتہاۃ اما لو کانت صغیرۃ او کبیرۃ لا تشتہی او کانت مشتہاۃ لکن علم انہ لا یجامع مثلہا لعلۃ او لکبر او غیرہما یعنی الہیئۃ وصغیرۃ لو تشتہی لکن لا یتبادر الحرمۃ ہذا اصلا کلی طرح مطلقاً یہ حرمت مصاہرہ کی زنا اور مساس اور نظر سے جب کہ عورت زندہ الی سنت ہو کہ اگر یہ زنا ماضی میں لائق شہوت کے تھی اور اب نہ ہو جیسے بڑھی بہت بوڑھی اور اگر اسکے یہ معنی عورت مرد ہوا نہ ہو جس سے ہوتی ہو تو اسکے جماع اور مساس اور نظر شہرگاہ سے ہرگز حرمت ثابت نہیں ہوتی چنانچہ عورت یا مرد کے اعلام سے مطلق حرمت مصاہرت نہیں اگر کوئی سوال کرے کہ یہ عجیبات ہیں کہ فقط مساس سے اصول اور فروع کی حرمت ثابت ہو اور عورت کے اعلام سے نہ ہو حالانکہ اسمیں بھی مساس کا مل ہو جو ہے اوسکا جواب بحر الرائق میں یوں دیا ہے کہ واقع میں علت حرمت کی وجماع ہے جسکی ذکر ہوا ہے اور مساس وغیرہ سے اسواسطے حرمت ثابت ہوئی کہ اس جماع کا سبب ہے اور اعلام میں اسکا احتمال نہیں کہ اوسی غایۃ البیان وکذا فی الفتح وتبیین کونہ فی الفرج ہو الموجب لہ وہو الوطی فلا یثبت بالمس والنظر لعدم الاشتہاء اور اسیطرح ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کے ساتھ لواطت کی یا اوسکو ایک عورت صغیرہ سے کہ نہیں شہوت کے نہیں ہوا اوسکے صغیر کی ہوا اور اوسکو طلاق دی اور اوسکی عدت گذر گئی اور اوس عورت نے بعد عدت کے دوسرے سے نکاح کیا اور مسلم ہے کہ اوس دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرے اسواسطے کہ شوہر اول کے پاس لائق شہوت کے نہیں اور حرمت مصاہرت کے لئے دونوں شہوتا کے ثابت نہیں ہوتی لیکن اس عورت کی اشوہر اول پر بالشبہ حرام ہے اسواسطے کہ کل جات محرم سے احصان کا ذکر اشتراط الشہوۃ فی الاول دون الثانی فلو حامت غیر اشہوتی زوجۃ ابنہ لم تحرم فتح اور اسیطرح مصاہرت میں شرط ہے کہ منکوحہ بلوغ میں بھی کسی سے جماع کیا ہو کہ اوسکی زوج بیسی اوسکے نہ ہو جو قید البلوغ نہیں تو باب حرام نہیں کی زوجہ باب پر حرام نہیں کی کذا فی فتح القدیر یعنی بسبب عدم شہوت کے جو نہ تھی کہ باب پر حرام ہو جاوے وکذا فی قولہ فیما ذکر بان الفرج المطرز بمنزلۃ فرجین وخلخالہا والا فالمساس کما فی الکافی وغیرہ نہ کہ فرق نہیں مساس اور شہوت کی نظر سے اور جہان قصد کرنے اور جہاں جانے اور چھونے اور زیر دستی کے یعنی ہر صورت سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہوتا ہے اور نسیان اور خطا اور اکراہ یہاں سب برابر ہیں فلو اعتقد زوجتہ او بعضہا او بعض اعضائہا المشتہاۃ ویدہا انہا حرمت علیہ ولم یکن کذلک لم تحرم سوا اگر جگہا

اپنی زوجہ کو بانکا یا زوجہ شہر کو دیکھ کر شہوت کی نظر سے دیکھا گیا اور کہا اپنی زوجہ کی جوان بیٹی کو دیکھا اس وقت ہوا غیر کا لگ گیا زوجہ کا ماتحت شوہر کی بیٹی سے اوسکی مرگت بیٹا ہوا اور اسے تو اپنا بیٹا کہہ کر حرام باپ پر ہوجائیگی کذا فی فتح القدیر اسی طرح اگر بیٹے نے ماں یا زوجہ باپ سے قبل کیا ہو فی المجمع کان علی التصحیح حرمت علیہ امراتہ لان نظرہ کنظر الشہوۃ ولو عمل العکس کذا فصیحہ فی الاختیار کہ بوسہ لیا اپنی زوجہ پر کی ماں کو تو بیٹے پر حرام ہوجائیگی اور اگر بوسہ لیا بیٹے نے ماں کو تو زوجہ حرام ہوجائیگی اور اسی پر زوجہ کو اوسکی جب تک شہوت ظاہر نہ ہو گو بوسہ مرد نے لیا ہو جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے اور اگر خود شوہر نے بوسہ لیتے کے وقت شہوت ظاہر ہوگی تو زوجہ حرام ہوگی اگرچہ مرد نے بوسہ نہ لیا ہو کذا فی التبیین اسی طرح اگر بیٹے نے ماں کو بوسہ لیا ہو اور اگر شہوت ظاہر ہوئی تو بیٹے پر حرام ہوگئی اور اگر نہ ہوئی تو نہ ہوئی کذا فی الہدایہ اور اگر بوسہ لیا ہو بیٹے نے ماں کو اور

یعنی ان سے تو نہیں اگر وہ کہے کہ مجھکو شہرت نہیں تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی حرمت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی وفی الفتح قد ادعی الحنفیۃ بالفہم اور فہم القدیر میں ہے کہ رای میں آدمی طلاق دے فوجاروں کا منہ کے ساتھ یعنی قیاس میں یوں آتا ہے کہ خسارہ نکالنا بوسہ لینا اور لبوں کا برسنا کہ برابر ہے وفی الحاویۃ قیل لہ ما قلت بامر ابیک فقال جامعتہا تثبت الحرمۃ ولا یصدق انہ کذب لو جاؤ لگا اور غلط ہونے سے کہ کیا کہ جو چیز اپنی خوشد اس سے کیا اسکو نہ کہا کہ یہ ان سے زوجیت مصاہرت کی ثابت ہو جائیگی اور اسکو کاذب ہونیکی تصدیق کیجائیگی ہیچ ہستی کہا ہو وتقبل الشہادۃ علی الاقرار بالاصل القبیل عن غیرہ ولو عدلا وتحمل ہو کی گواہی شہرت سے ہوتے ہیں اسکے اقرار پر شاہدوں کے روبرو اقرار کیا کہ میں نے زوجہ کی بیٹی کو شہرت سے سن لیا ہو سب یہ جب زوجیت اسکا ہونا ثابت ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جائیگی اور اسکو کاذب ہونیکی تصدیق نہ کیجائیگی ولا تقبل علی نفس القبیل والنظیر الذکری اقرار کرنا کہ میں نے اپنی خوشدامن سے کیا اسکو سموم ہوا اور وہ زوجہ حرام ہو ج

دوسری صورتیں اگر نیتے کی جورو کو مرد فروخت کیجئے تو عورت اوسپر حرام نہیں اور اگر عورت کو مرد اُس کے لڑکے کو ہبہ کرے تو بھی یہی صورتیں اگر نابالغی کو مرد قرار دیکر تو لونڈی حرام نہیں اور اگر لونڈی کو مرد بخشے تو البتہ بی بی حرام ہو گی فان [illegible] صحیح اصطبلیۃ قد وطیہا حتی استبرأہا او لا یطأ احداً منہما حتی یستبرئ ہا علیہ السلام ہر گاہ صحیح کرلیا لونڈی کی بہن سے جس لونڈی کی صحبت میں ہو چکا ہو تو نکاح اوسکی بہن سے صحیح ہو گا لیکن دونو بہنوں سے کہ تصرف میں نہ لاوے جبتک ایک کی حلت جماع کا ہونا کہ یعنی ایک سے جماع کر کہنا بخلاف تیرے لونڈی کی صحبت سے پہلے کہ اور اگر لونڈی کو رکھا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑے لان الاستبراء حکم الوطی حتی لو کانت مشترکۃ بینہ وبین غیرہ فاسد الوطی حکماً کہ لونڈی اور اوسکی منکوحہ بہن کا حرام کرنا اوسپر علیہ ضرور ہوا کہ نکاح جماع کے حکم میں ہو بخلاف کہ اگر نکاح کیا اور وہ شریک ہے اوسکے ولی نے مشترک میں نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اور وہ عورت مرد پر حرام نہیں اسلئے کہ اوسکو ولی نے مشترک میں نکاح کر دیا تو جائز ہوگا اور اوس عورت کی اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور وہ اسطرح ثابت ہوئے جماع حکمی کے سبب نکاح پر ہونے کے اور اسلئے کہ توطیٔ سافت بالزنا کے راست یا بالواسطہ اعمال طریقہ کے حکم میں ہے ولہذا لو زنیٰ وطی الامۃ المشتراۃ او ولی الشرکۃ او ابن احدہما او ابوہ او مکاتبہ او عبدہ المأذون لہ المدیون حرمت علی الآخر حتی یستبرئہا بحیضۃ اور اگر ایک مرد نے نکاح کیا ہو دو عورتوں سے ایک ساتھ اور ایک ہی عقد میں تو دونو کا نکاح باطل ہے اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور عقد میں تھی ہر ایک سے ایجاب اور قبول علیحدہ کیا اور پہلا نکاح ہوا گیا تو جدائی کیجا دیگی دو سیاں مرد اور دو شوہر تو اوس کے اوپر جدائی طلاق ہو جو گی یعنی اوسپر طلاق کے احکام جاری ہوں گے نہ فسخ کے ولہذا یصف المہر یعنی فی مسئلۃ النسیان اذ الحکم فی نزوجہما معاً اثبات البطلان والعدم وجوب المہر الا بالوطی کما فی عامۃ الکتب فتنبہ اور واجب ہو گا اون دو نو میں سے ہر ایک کو آدھا مہر یعنی واجب نصف مہر کا نسیان کے سبب سے جہاں دو عقد سے نکاح ہوا اسواسطے کہ دو نکے ساتھ نکاح ہونیمیں بطلان نکاح اور نہ واجب ہونے مہر کا حکم سے گردش سے البتہ مہر واجب ہو گا جانچہ بیچ میں مسئلہ تمام کہ فیصلہ بین صرح بہ سو اس تمام مہر کا کہ پیدا ہو گا کہنا اور ہذا اذا کان مہرہما متساویا بان قدرا جنسا وہو مسمّی فی العقد وکانت الفرقۃ قبل الدخول واذا عدت کلٌ منہما انہا الاول ولا بینۃ لہما اور بھید واجب نصف مہر کا اوسوقت ہو کہ جب دو نو کے مہر برابر ہوں مقدار میں اور ایک جنس ہو تیں اور مہر میں ہو گیا ہو عقد میں اور جدائی قبل دخول ہوئی ہو یا ہر ایک عورت دعویٰ کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے ہوا اور دو نو کے گواہوں فان اختلف مہرہما فان مثلہا فلکلٍ رُبع مہرہا والا فلکلٍ نصف اقل المسمّیین سو اگر مختلف ہوں دو نو کے مہر یا اگر دو نو کے معلوم ہوں کہ فلانی کا آدھا اور فلانی کا آنا تو ہر ایک کو اوسکا چوتھائی مہر ملیگا اور اگر ہر ایک کا مہر مجہول معلوم نہ اگرچہ یہ معلوم ہے کہ ایک کا مثلاً ہزار ہے اور دوسرے کا دو ہزار تو اس صورت میں ہر ایک عورت کو دو تو مہر سے جو کمتر ہے اوسکا نصف نصف یعنی مثلاً ہزار ہزار سے کرے تو ہر عورت پانسو پاویگی ولہذا لو ماتت احداہما فلہا نصف المہر اور اگر مہر میں نہ تو وجہ ایک پر شائع ہو دونوں کے واسطے موت نصف مہر کے وان کانت الفرقۃ بعد الدخول وجب لکلٍ واحدۃ منہما کامل المقدر بہ بالدخول اور اگر جدائی دو نو میں کسی ایک دخول کے ہوئی تو واجب ہو گا ہر ایک کو مہر کا مثل بسبب اس کے مہر کے دخول سے ومنہ یعلم حکم خلوۃ بواحدۃ الخ اور اسی مقام سے ایک عورت کے دخول کا حکم بھی معلوم ہو گیا یعنی اگر دو عورتوں کی جدائی ایک عورت کے دخول ہونے کے بعد ہوئی تو وہ عورت کو مہر کامل ملیگا اور غیر مدخولہ کو نصف مہر کا ہی ملیگا

ولذا الحکم فیما لو جمع بینہما فی عقد کما سیأتی یعنی جیسا حکم جمع بین الاختین کا ہو ویسا ہی حکم جمع بین المحارم سے نکاح میں اوسکی تفصیل کہ کیا بیان ہو چکا ویحرم نکاحہا الموطوءۃ اور حرام ہو نکاح کرنا مالک کا اپنی لونڈی سے اسواسطے کہ جماع کی ملکیت مالک کو نکاح سے قبل حاصل ہے اور بیان حرمت سے بھید حرام ہونیمیں کہ نکاح کرنے سے مولیٰ کو لائق عذاب کے ہو گا یہ مراد ہے کہ مولیٰ پر نکاح کے احکام مثل مہر اور طلاق وغیرہ کے

اور حرام ہیں کے والعیاذ باللہ ۔ وکذا فی المالکیۃ ۔ وفی الشافعیۃ ۔ اور حرام ہے نکاح غلام کا اپنی بی بی سے اسواسطے کہ مولیٰ کی مملوک ہے یعنی
غلام کا نکاح اپنی بی بی سے اسواسطے حرام ہے کہ غلام مولیٰ کو مخلوب ہونا لازم ہے ہر غلام کا شہر ہر جا غالب ہونا منافی ہے سواسکے شخص غالب ہوتی
اور مغلوب اسی بحکم کہ ممکن ہے تعرض لو قعلہ الموالی حیاء ظاہرا کان ذلک او فیہ الا احتیاط فی علم وھو ما سیاتی ۔ وبخلافہ ما اذا ان اگر
نکاح کرے کسی لونڈی سے اعتیاط کی راہ سے تو خوبی ہوگا واسطے مولیٰ کے کہ اپنا حق ہر جگہ ہی آنا رہوا اسواسطے کہ رست بدست جائے ہے اپنا اکثر ہوتا ہے کہ قابو کرلیتا ہے
ستان سے کہ اوس لونڈی کو اپنے حق میں باطل اوسکو شمار کرے یعنی اپنے حق میں سو سکتا ہوں کے یعنی اگر الفرض اوسکو نکاح میں باہر لاتا دیا
لونڈیاں ہوں تو بھی شمار کرے اپنے حق میں مساوات نہیں یا یعنہ کہ نہ لونڈی سے ہر وہ نکاح کرے سے تو اس نکاح میں کچھ احتیاط نہیں پس اس صورت سے
اظہار پایا جاتا ہے کہ مرتے نکل لیتا ہے یعنی کہ اپنی لونڈی سے متعہ نکاح کرے اور فتاوی عالمگیری فتاوی سراجیہ سے روایت یوں ہے کہ علمائے
کہا ہے کہ اس امر میں بہتر صورت یہ ہے کہ اپنی لونڈی سے نکاح کرے نکاح کرے اگرچہ وہ توجواع اوسکا نکاح سے مسلمان ہو جاوے اور بزازیہ میں ہے کہ اگر لونڈی اوس کی
اور جائز کا رادہ کرے تو نہیں مانع ہے کہ اوسے نکاح کرلے اسواسطے کہ اگرچہ واقع میں وہ حرام ہو تو نکاح سے وہ رست وطی ہی جاتی رہی اور اگر لونڈی ہو کچھ
نکاح سے وہ رست نہیں اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرد کے پاس اپنی لونڈی کا نکاح حرام نہیں کرانی حاشیۃ الرملی وھو منکاسہ التوشیۃ بالجامع اور حرام ہے نکاح عورت
مشرکہ بت پرست کا بالاتفاق فتح القدیر میں ہے کہ آفتاب پرست اور ستارہ پرست اور صورت پرست اور مجسمہ اور زندیق یعنی ملحد اور باطنیہ اور ایسا جو بہت سی
باتوں میں داخل ہیں اور شرح وجیز میں ہے کہ جو مذہب پیدا ہوگیا اوسکے معتقد پر بکفر ہونے کا اور حرام ہے نکاح عورت سے جائز اسواسطے کہ شرک کا نام
اوس سے بکثرت ہے اور بحر الرائق میں بھی اس قسم کا مضمون ہے کذا فی حاشیۃ الرملی وحرم نکاحہ کتابیۃ وان کرہ تنزیھا اور صحیح ہے نکاح کتابی
عورت سے اگرچہ مکروہ ہے بلاحاجت تنزیہی فتح القدیر میں کہا کہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نکاح نہ کرے اور کتابیہ حربیہ ہو بالاتفاق
مکروہ ہے اگر مسلمان ہو الحرب میں رہ پڑے اور صحیح اہل کفر سے اولاد کے اعتقاد اور اطلاق نگہ رکھا جائیں کذا فی حاشیۃ الرملی وھو مقتضی ما سیجیء
من قولہ ویقرون علی ما یعتقدون ۔ وقولہ ویقرون علی ما یعتقدون ۔ وقولہ ویقرون علی ما یعتقدون ۔ وق

پاس آسمانی کتاب نہیں سمایہ ایک فرقہ ہے کفار کا اون کے اہل کتاب ہونیں ہیں تا ہو صاحب ہدایہ نے کہا کہ صابیہ عورت سے نکاح درست ہے اگر وہ کتابی کا ہمدرد اور آسمانی کتاب ہو اور اگر وہ ستارہ پرست ہوں اور کتاب نہ رکھتی ہوں تو نکاح درست نہیں اسواسطے کہ شرکین مصنف نے بھی اس قول میں صاحب ہدایہ کی پیروی کی وکانا وطیھا بملک الیمین اور نہیں حلال وطی ستارہ پرست کی ملک یمین سے والجلی بیکیہ اور نہیں صحیح ہو نکاح اکتش پرست عورت کا اور نہ اوسکی ملک حلال ہے ملک یمین سے کسی پر اجماع ہو جیسا دون آما ہو نکا والوثنیۃ اور نہیں صحیح نکاح عورت بت پرست کا یہاں عورت بت پرست سے مراد بت پرست عورت ہے بیان ہوئی اور یہاں بین عدم صحت ذکر کر چکی تو کرار نہوی اسواسطے کہ عدم صحت کو عدم حلت لازم نہیں وھذا ساقط لمن قنع بالتعلیق فی شرح الملتقی وھو عطف علی عابدۃ کوکب اور یہ جیسے مجوسیہ اور وثنیہ کا لفظ مصنف کی شرح منح الغفار کے نسخوں سے ساقط ہوا اور ہمارے نسخوں میں ثابت ہے اور وہ عابدۃ کوکب پر عطف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ عابدہ کوکب اور مجوسیہ اور وثنیہ کا نکاح درست نہیں وقیدہ بالحرۃ یعنی اور حر قید لگایا ہے عابدۃ کوکب پر عطف ہے فتنبہ کتابیۃ اور صحیح ہے نکاح اوس عورت کا جو مستور ہو یعنی باعرہ کا احوام یا اگرچہ مرد بھی محرم ہو تو بھی صحیح ہے لفظ محرم کا بیہ پر عطف ہو تو صحت نکاح محرم متابت ہوئی عابدۃ کو کب پر عطف نہیں کہ عدم صحت کو بھی سمجھے سو شارح کہتا ہے (کتاب دیکھنے والے اس مقام میں خبردار رہنا کیونکہ عطف محرمہ کا عابدہ کو کب پر نکلتا کہ مطلب اولیٰ ہو مساوی لا امۃ ولو کانت قنا یتیا ومع طول الطول اور صحیح ہے نکاح آزاد لونڈی سے اگرچہ کتابیہ ہو بالیقین کے ساتھ نکاح کرنیکا مقدور ہو نکاح حرہ کا مقدور ہو یعنی اوسکا مہر بھی مقدور ہو تو بھی لونڈی سے نکاح کرنا صحیح ہے والاصل عندنا ان کل وطی یحل بملک الیمین یحل بنکاح وما لا فلا اور قاعدہ ہم حنفیوں کے نزدیک یہ ہے کہ جو وطی حلال ہو ملک یمین سے وہ نکاح سے بھی حلال ہے اور جو ملک یمین سے حلال نہیں وہ نکاح سے بھی حلال نہیں تو کتابیہ لونڈی کی وطی حلال ہو تو نکاح سو بھی حلال ہے اور لونڈی کی وطی ملک یمین سے باوجود قدرت نکاح حرہ کے جائز ہو تو نکاح سے بھی جائز ہو اور مجوسیہ اور بت پرست کی وطی ملک یمین سے درست نہیں تو نکاح سے بھی درست نہیں فافہم وتذبقانی لامۃ اگرچہ نکاح مکروہ ہی کراہت تحریمی محرمہ کے نکاح میں اور کراہت تنزیہی لونڈی کے نکاح میں شارح نے کراہت تحریمی نکاح محرمہ کی نہر الفائق کی پیروی سے بیان کی حالانکہ بحر قول جمہور فقہا کے مخالف ہوا اسواسطے کہ انکا اقوال میں نکاح محرمہ کی علت مصرح ہوا وعلت کراہت تحریمی کے سمجھنے سے اور صحاح ستہ میں ابن عباس کی روایت سے ثابت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے سے حضرت میمونہ سے نکاح کیا اور حالانکہ حضرت کے افعال میں کراہت تحریمی کا گمرا احتمال نہیں تو قول صاحب نہر الفائق کا اور اوسکے تابع شارح کا لائق الفات کے نہیں کذا فی حاشیۃ الدفی معتمدا ومحرمۃ علی امۃ اور صحیح ہے نکاح حرہ کا لونڈی پر یعنی اگر اول لونڈی سے نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا تو درست ہے اور اوکا عکس صحیح نہیں یعنی اول حرہ سے نکاح کر کے پھر لونڈی سے نکاح کرے تو درست نہیں وہ اسلئے کہ طہارۃ اس حرہ کو منع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کا نکاح حرہ پر کذا فی حاشیۃ الدفی ولو امۃ بلیل فی عدۃ حرۃ ولو من بائن اگر یہ نکاح امر راکہ حرہ کی عدت میں ہو گو عدت طلاق بائن کی ہو تو بھی صحیح نہیں وصح لو زوجہا ای الامۃ علی حرۃ فبقاء الملک اور صحیح ہے اگر حر یعنی لونڈی کا لونڈی کا حرہ پر یعنی اگر اول لونڈی سے نکاح کیا پھر حرہ سے نکاح کیا باوجود حرہ کے تو درست ہے واسطے بقائی ملکیت نکاح لونڈی کے اسواسطے کہ طلاق جبھی دی پہر اوسکی طرف رجوع کیا باوجود حرہ کے تو درست ہوا اور اگر نکاح کیا اربعا من الاماء وحشا من الحرائر فعقل عن قیاس الا اماء لبطلان الخمس اگر نکاح کیا چار لونڈیوں سے اور پانچ حرہ سے تو باطل ہے عقد حرہ میں تو صحیح ہو گا نکاح لونڈیوں کا واسطے باطل ہونے نکاح پانچ حرہ کے یعنی جب حرہ پر لونڈی کا نکاح درست نہیں ویسے ہی حرہ اور لونڈی کا ایک عقد میں نکاح صحیح نہیں لیکن یہاں اسواسطے درست ہوا کہ جب پانچ حرہ کا نکاح باطل ٹھہرا تو چار لونڈیوں کا نکاح صحیح ہو گیا اور پانچ حرہ میں اگر ایک حرہ کو چھوڑ دیا تو بھی نکاح باقی حرہ میں صحیح ہو گیا ولا اماء فقط للاکثر آکثر اور صحیح ہو نکاح فقط چار لونڈیوں کا مرحوم کے واسطے جبکہ سوائے زوجہ حائز نہیں ولہ الاستزاد جمعا شاء من الاماء او حائز ہی حرہ کو لونڈی رکھنا صحیح ہے کہ اسکے جنسی لونڈیاں کی چاہیں یعنی لونڈیوں کی مقدار مقرر نہیں فلہ ان یجمع الاربع الاماء

مُتْعَةٌ وَلَا عِدَّةَ شَرْعًا مَاتَ فَالْمَهْرُ وَجِيْلٌ كَيْفَ عَلَيْهِ الْكُفْرُ اس پر ایک شخص کے یہ جملہ بیان اور ہزار لونڈیاں ہوں اور وہ اور ایک لونڈی کی مدیکا اور وہ کسے ہزار کی کوری مرد ملامت کرے تو اس پر ملامت کرنیوالے پر کفر کا خوف ہے اسواسطے کہ قرآن میں لونڈیوں کے تصرف پر کتنی ہی جوں ملامت ہیں تو ہمارے ملامت کرنا بڑا ہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ سکوت فرمانا کافی نہیں ہے ولو اراد التسری فقالت اعزلہ لانی اقتل نفسی لا یتمنع لانہ مشروع اور بکر اراد کیا کہ اپنے تصرف کے لونڈی کے تصرف کا اور اسکے نکاح کا باہر کرلے اور اسکی حرورے کہ میں جان کو ہلاک کرتی ہوں تو نہ بازرہے تو لونڈی کے تصرف سے اسواسطے کہ شرع نے اسکے تصرف کو مشروع کیا ہے یعنی ازبنا اور شرب جب نہیں لکن لو ترک لتلفت بجوع فلہ منعہ من قال اللہ تعالیٰ رزقہا وکسوتہن بالمعروف سے ہے اور اسواسطے کہ کوئی زوجہ کے رجع ہو تو ثواب پاوے گا اس حدیث کی دلیل سے کہ جو بیوی است پر نرمی اور شفقت کریگا توفق تعالیٰ اسپر رحم کریگا ذانی الزانیہ کہا حتی شیخ عابد جو مدت مدنی نے کہ اس حدیث کا معنا کہ معلوم نہیں لیکن اس معنوی حدیث جامع ترمذی اور ابوداؤد میں ہے حضرت نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے اور اس حدیث اور اس حدیث سے حدیث قدسی مرفوع نقل کی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری حرمت کی امید کرتے ہو تو میری خلق پر رحم کرو وفیہ فضل العقیل ولو مد برۃ او معیبۃ لانہ غیر ذلک فلا تعلل لہ التسری لانہ لا یملک الطلاق اور جنتی عبد پر کو نکاح حر کو جائز ہو اسکو نصف کا علام کو صحیح ہے یعنی دو حرہ کا اور دو لونڈیوں کا اگرچہ علام مدبرہ اور مرتع ہو اور اسکے سوا دو طلاق نہیں اسکو غرہ پر کو نکاح تصرف اسپر سیلکہ غلام کو کسی چیز کی ملکیت نہیں ہوتی اسے طلاق دینے اپنی منکوحہ کے فلام مدبرہ اسکو کہتے ہیں جس سے مالک کہے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے ومن تزوج امۃ فولدت منہ اولادا ثم ملکہا او اشتراہا لم یبطل نکاحہ لان الولد لا یحل من غیرہ الی الزانی الذی ینسبہ ولو من حربی او مستاجرہا المقربہ اور جسکو نکاح حاملہ کا جسکا حمل زنا سے ہو اسکے سوا حاملہ سے نکاح جائز نہیں اسواسطے کہ اسکا نسب ثابت ہوتا ہے اگرچہ حمل کا ظہور بعد ملک کے ہو یا لونڈی کے نسب ثابت ہونے سے ہو یا لونڈی کے اسپر دلالت کرنے سے ہو یعنی اسواسطے کہ اگر زنا سے حاملہ ہو تو نکاح جائز ہے اسواسطے کہ اسکا نسب ثابت نہیں ہوتا ہے اور اگر اقرار کرے کہ یہ حمل تو جائز ہوا اور یہ حمل میں سے نکاح کرنا جائز ہے اور اسکے حکم کے لئے ہے والد کی اپنی بیٹی سے کذا فی العنوان المرتع ہو نکاح الی طوع او بملک یمین اور صحیح ہو نکاح اس عورت کا جس سے صحبت کیجاتی تھی ملک یمین سے یعنی اگر ایک شخص کی لونڈی تھی کہ اوسکے تصرف میں اسکی تھی پھر اوسنے دوسرے شخص سے نکاح کر دیا تو درست ہو بشرطیکہ حاملہ ہو اسواسطے کہ لونڈی قوی فراش مالک کی نہیں بھاسکتا کہ اگر اوسکے لڑکا پیدا ہو تو بدون اقرار مولے کے ثابت النسب ہو نکاح باطل ہو ولا یتسری بکرا ذوجہا اور نہ ہتبر اکرے زوج اوسکا وجہ بانہ استعمالہا کذا فی الہدایہ اور امام محمدؒ کے نزدیک ہتبر استحسانا کے اور اگر لونڈی خرید کرے تو ہتبر کرنا ہتبر اجب ہے اگر یہ عورت یا اوسکے سوا جسکو کہ وہ ان ایکما حیض ہونے کے صحبت کرنا حلال ہے اسپر اعلی العبید خریدے بلکہ بیچے مالک اور واجب ہے بہتر اکرنا کہ رد نہیں سے پہلے بار بقول صحیح کے اذا فی الخزینۃ اولو طوع ۃ زنا ای جاز نکاح الزانیۃ وان کانا عاصیین فی

ولیہا بلا استبراء اور عدت کی بھی رعایت نہ کی اور نکاح صحیح قرار دیا جو حرمت مصاہرت کو ثابت کرتے ہیں اور اسکو جائز نہیں مولیٰ کہا ہے دون استبرا کے بشرطیکہ کوئی حاملہ نہ ہو جیسا کہ سابق میں مذکور ہو چکا و اما قولہ تعالیٰ الزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرکۃ فمنسوخ بایۃ فانکحوا الایامیٰ منکم الخ کما رجحہ جمہور اھل حق تعالیٰ کے اس قول کا کہ عورت زانیہ سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی مرتد اور اسکا جواب یہ ہے کہ قول مذکور کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا ہے جیسا کہ جمہور اھل حق نے کہا ہے نکاح کرو بیوہ عورتوں سے اس آیت میں باقیہ زنا کے نکاح کا حکم ہوا اور منسوخ کی دلیل یہ ہے کہ ایک عورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری عورت کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں مالتی یعنی زانیہ ہے حضرت نے فرمایا کہ طلاق دیدو اسکو کہا کہ نہیں میں اسکو بہت چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا تو اپنا مطلب نکال اور اسی سے یعنی نہ طلاق دو اور اسکو صحبت میں رکھو کذا فی الہدایۃ الی قولہ فلا عن ابن عمر ان عویمر العجلانی جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارایت رجلا وجد مع امراتہ رجلا ایقتلہ فتقتلونہ ام کیف یصنع فانزل اللہ تعالیٰ فی شانہ ما ذکر فی سورۃ النور فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قضی فیک وفی امراتک فتلاعنا فی المسجد بحضرتہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم طلقہا ثلثا قبل ان یامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجرت السنۃ بعد ذلک ان کل مطلقۃ طلقہا زوجہا ثلثا قبل ان یدخل بہا لا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ کذا فی الہدایۃ و فی الدرایۃ قولہ فجرت السنۃ الخ ای الطریقۃ المسلوکۃ فی الشرع و لا یجب علیہ الاخذ بہا کما صرح بہ الفاضل الکاکی اذ اخذ بہا قال بعض الصحابۃ و لا باس ان یتقرفا فاضا فان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتقرفا فاضا فی الوہبانیۃ ضعیفۃ کما ضبط المصنف فی مختصرہ کے باب الخلع کے آخر میں کہ ذاہب نہیں مرد بر طلاق دینا بدکاری عورت کی زنا سے ہو یا رنگ فراش وغیرہ سو ہو اور نہیں واجب عورت پر اپنا خلاص کرنا مرد پر بدکاری سے مگر اور سوقت جب وہ دونوں ڈریں کہ اقامت احکام الٰہی کی نہ کر سکیں گے تو کچھ مضایقہ نہیں دونوں کی جدائی میں سو حدیث کی روایت کہ دہلیز نہ میں ہے کہ زانیہ کی وطی زوج پر حرام ہے بدون حیض ہو جانیکے تو وہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ سو کو خوب بیان کیا ہو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں و ہی نکاح المنصوصۃ ای الحرۃ اور صحیح ہے نکاح حلال ہو گیا ہو طلاق کی گئی محرم عورت سے یعنی ایک عورت مرد پر طلاق ہے اور دوسری حرام سو ان دونوں سے ایک عقد میں نکاح کیا تو حلال ہو گیا نکاح صحیح ہو گیا نکاح باطل ہو جائیگا والمسمی کانہ لم یکن اور نہ مہر میں سب حلال ہو جائیگا ہو گا یعنی دونوں کا مہر اسکو ملیگا امام کے نزدیک جیسے کے نزدیک دونوں کے مہر مثل کو تقسیم ہوگا ولو دخل بالخمسۃ فلہا مہر المثل اور اگر صحبت کی ہو عورت نے تو اسکو مہر مثل ملیگا کما مر سو ہو بطل نکاح خمسۃ و باطل ہے نکاح متعہ کا متعہ اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص عورت سے کہو کہ میں نے تجھ سے متعہ کیا دس دن یا ایک مہینہ تک اتنوال بدا اول متعہ خیبر اور فتح مکہ میں مباح تھا جب کہ مردوں پر جہاد نہایت سخت تھا اور عورتیں قلت تھی پھر بعد فتح مکہ کے تیسرے دن تک حرام ہو گیا جیسا کہ صحیح مسلم میں ربیع بن سبرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے تین روز فتح مکہ میں متعہ مباح کرنیکا پھر فرمایا کہ اے لوگو میں نے تمکو متعہ کرنیکی اجازت دی تھی سو اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام کر دیا قیامت کے دن تک ابن عباس اول حلت متعہ کے قائل تھے آخر کو وہ بھی حرمت کے قائل ہوئے جیسا کہ جامع ترمذی میں مسرح ہے تو اجماع صحابہ کا اسکی حرمت ثابت ہوئی اور جو متعہ کو حلال جانے وہ کافر ہے جیسا کہ مضمرات میں موجود ہے کذا فی حاشیہ الدرنی و ہی مدت باطل ہے نکاح موقت کی یعنی نکاح میں مدت مقرر کرنا نکاح موقت کہلاتا ہے جیسا کہ نکاح موقت اور متعہ میں چند وجہ سے فرق ہے متعہ میں لفظ متعہ کا ہونا شرط ہے اور موقت میں لفظ تزویج اور نکاح لازم ہے اور متعہ میں تعیین مقدار مہر کی لازم ہے موقت میں نہیں اور متعہ میں گواہ شرط نہیں نکاح موقت کے کذا فی حاشیہ الدرنی وان سمیت الاجل او طلاق فی الحال فالعقد نکاح موقت باطل ہے اگرچہ مدت مجہول ہو جیسا طویل ہو جانا برقول اصح کے ولیکن ہمنہ ما لو نکحہا علی ان یطلقہا بعد شہر او نکاح موقت سو یہ نہیں کہ اگر نکاح کیا عورت سے اس شرط پر کہ اسکو طلاق دیگا بعد ایک مہینے کے اسوجہ سے کہ طلاق قاطع ہے نکاح کی تو مدت کی شرط قاطع نہیں ہوتی نہ نکاح میں تو شرط باطل ہو گی اور نکاح صحیح ہوگا بخلاف نکاح موقت کے کہ اگر اسمیں خود نکاح مشروط ہو اور نوی انہا تکتہ صحت الا اذا نوت مدۃ معینۃ فانہا تصح کہ اگر عورت نے زوجہ کے ساتھ مدت معین تک رہنیکی نیت کی یعنی صحبت کی تو نکاح صحیح ہو گیا کما فی الہدایۃ و فی الدرایۃ قولہ الا اذا نوت الخ ای کما فی النہایۃ و الکفایۃ و غیرہما و ہو ظاہر الروایۃ حتی لو نکحہا علی ان لا مہر لہا او علی ان مہرہا عشرۃ دراہم او نوی ان لا یطأہا او لا یسکن معہا او لا یخرجہا من بلدہا او من دارہا او لا یتزوج علیہا او لا یتسری او لا یطلقہا او لا یخرجہا الا برضاہا او لا یتزوج غیر

کی حلال ہے عموم نہیں خالی ہے سواے نکاح سو یعنی بتلا چکے کہ اسکو بامستہ نہیں اور ذکر کرنا فاضی نے اوسکے ثبوت نکاح کا سب گواہی اون کو اہوں کے حکم عورت نے قائم کیا اور حالانکہ درحقیقت مرد نے اوس سے نہیں نکاح کیا تھا عبث اور گواہ دو خوبصورت سو قاضی کا حکم ظاہر میں ناقذ ہوگا نفقہ وغیرہ مرد پر لازم آویگا اور ملیں بین بھی نزدیک امام علیہ السلام کے نافذ ہوگا یعنی بلا تردد حلال ہوگی امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ ایکمرد نے کو اہوں سے ایک عورت کا نکاح ثابت کیا علی الاطلاق اور اوسکے روبرو اوسکی دختر کا نکاح ایک اور مرد سے پڑھا یہ سب کو معلوم تھا اور اگر یہی حکم مشہور ہے تو میرا نکاح ہی کر دیجئو حضرت علی نے فرمایا کہ تیرے نکاح کر دینے کا حکم کیا عورت نے کہا کہ دعوی کا جھوٹا ہونا ظاہر

دخول دلانا یا ہم بستر سلانا یا کسی کے بیٹے کے ساتھ نکاح کرانا سب کو معلق علی الشرط کہتے ہیں اور نکاح مشروط بشرط فاسد جیسے اگر تجھ سے نکاح کے ساتھ ایسی شرط کی جو لوازم نکاح کے مخالف ہو جیسے مراد بقیہ نہ دینا وغیرہ ذالک اور آن یعلقہ بشرط ما یتیقن کائن لا محالۃ کہ نکاح معلق اور موقوف درست ہو جب اسکی تعلیق کسی ایسے شرط ماضی موجود یا لازمہ پر مبنی سابق سے شرط پائی گئی یا وقت ایجاب اور قبول کے حادث ہونا جس یقینی کسی کو معلوم ہو جیسے کہ کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ کو یا بشرط آنے زید کے دوسرے کے قبول کیا اور حالت قبول میں فوراً زید آگیا تو نکاح منعقد ہو جائیگا (نور الہدایہ الدنی فیکون تخییرا فینعقد الحال کما اذا خطب بنتا لابنہ فقال ابوھا زوجتھا قبلک من فلان فقال بل اتزوجھا من فلان فقال زوجتھا بابنک فقبل تزوجھا کذلک انعقد للمتعلق بہ موجود یعنی جب موجود شرط پر تعلیق ہو گئی تو نکاح تحقیق ہو گیا مطلق ہو گئی اور اسی وقت منعقد ہو جائیگا جیسے ایک شخص نے اپنے فرزند سے اسکو کسی بیٹی سے منگنی کی تو اسکے باپ نے کہا کہ میں تجھ سے بیٹا اسکا نکاح کر نیکا بالمقابل شخص نے بیٹا اسکے کسی شخص کے بیٹے سے نکاح کر دیا تو اسکا نکاح ہو گیا اور اسی وقت منعقد ہو گیا اسی طرح یہ ہے کہ اگر میں نے فلاں شخص سے نہیں نکاح کر دیا تو البتہ اسکا نکاح تیرے فرزند سے کیا سو اسنے قبول کر لیا یہ اور اسکا کرنا یہ سب علم ہو گیا جو اسکا اور اقرار یہ اور فلانے شخص کے اظہار یہ تو یہ نکاح منعقد ہو گیا اور مطلق ہو گئے نکاح کے شرط موجود ہو یعنی نکاح مطلق اس وقت سے صحیح ہو گیا جو وجود حاصل نہیں اور جب شرط موجود ٹھہری تو نکاح معلق علیہ کا تحقق ہو گیا تو البتہ صحیح ہو گا وکذا اذا وجد المحقق علیہ فی المجلس حتی لو کان الذکر جوابا لکلام سابق فقبلہ المتکلم بعد انقضاء ذالک الکلام صح ویصیر نکاح صحیح ہو جائیگا جبکہ معلق علیہ یعنی جسپر تعلیق نکاح کی ہو وہی ایجاب اور قبول کی مجلس میں پایا ہو جیسا کہ اسکو جوئی زادہ نے مذکور کیا اور یعنی سنجر زادہ نہیں جوئی زادہ کے مقام پر چنڈ اہر زادہ سے مروقم ہے اور مصنف اپنی شرح میں اسکو عام کہا ہے بہت کر کے مصنف نے محاذیہ سے نقل کی کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے زر دمہر پر نکاح کیا اگر فلانا شخص آج راضی ہو اور وہ شخص مجلس میں حاضر نہ ہوا سو اگر کہا میں راضی ہوا تو نکاح صحیح ہو گا اگر حاضر شاہد گواہ نہ حاضر ہو گا اور ظہیریہ میں ہے کہ اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے نکاح کیا اگر میرا باپ راضی اور اجازت دیوے دو دیکر نے قبول کیا تو صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ تعلیق ہے اور نکاح تعلیق کا احتمال نہیں رکھتا اور اگر باپ مجلس میں حاضر ہو گا اور قبول کرے تو نکاح جائز ہو گا تو معلوم ہوا کہ فقط وجود معلق علیہ کا مجلس میں کافی نہیں جب تک وہ راضی نہو اور اجازت نہ دے اور اگر مجلس کے بعد اجازت دیگا تو جائز نہو گا نہ فی حاشیۃ الدنی لکن فی النھر یکفی تمام الشرط فی مسئلۃ التعلیق برعی الاب الحی الا طلاق فلیتامل المقیۃ لیکن بالفاتح میں کتاب الشرط کے قبیل سے تعلیق برضاء والد کے یوں کہا ہو کہ عرق چیدہ ہو کہ تعلیق علی الاطلاق صحیح نہیں خواہ باپ مجلس میں حاضر ہو کر راضی ہوا نہ ہو اور معلق علیہ خواہ باپ ہوا اجنبی کسی طرح نکاح صحیح نہیں اس اطلاق کو صاحب نہر نے خانیہ سے نقل کیا تو یہاں ہو کہ مفتی بہ قول یہ ہے اس سلئے کہ یہ بیان ہوا اسواسطے کہ خانیہ نہایت معتبر کتاب ہو کر فتاویٰ ان کی تصحیح پر اعتماد کرتا ہے کذا فی حاشیۃ الدنی **باب الولی**

یہ باب ہے تعریف اور احکام ولی بین ھو لغۃ خلاف العدو وھو فاعل من الولی بالکسر وھو القرب ومنہ الولاء والمولی وشرعا الحر العاقل البالغ الذی لیس علیہ رق ولا صغر علی المذھب المالکیین ھکذا فی الکافی ولی لغت میں بمعنی دوست ہو خلاف دشمن اور عرف میں ولی عارف باللہ کو کہتے ہیں اور شرع میں ولی اسکو کہتے ہیں جو عاقل اور بالغ ہو اگر چہ فاسق ہو بنابر مذہب صحیح کے بنابر مذہب صحیح کے بنابر مذہب صحیح کے نہ ہو رعیت کو نہ ہو الا نہاد اس تعریف میں سلطان اور مالک عبدہ داخل ہیں اسواسطے کہ وارث نہیں تو مصنف اور شارح نے تمام کہ اکثر تعریف میں داخل کرتے ہیں ھذا ھو الذی وجدتہ علیہ فی المذھب تو کہاں گیا ولی کی تعریف سو اگر عاقل اور دیوانہ اور بیہوش اور وصی مطلقا نابالغ مذہب صحیح کے اگر بالغ کی قید نکالے اور دیوانہ اور بیہوش عاقل کی قید سے نکلا اور وصی وارث کی قید سے نکلا وصی کو مطلقا ولایت نکاح کی نہیں خواہ اسکو نکاح کر دینے کی باپ نے وصیت کی ہو خواہ نہ کی ہو اور وارث کی قید سے کافر اور غلام بھی نکل گیا تو کافر اپنے ہی مسلمان کا اور غلام حرہ کا ولی نہیں والولایۃ تنقسم الی القولیۃ علی الغیر اور ولایت عبارت ہو جاری ہونے قول اسی غیر پر یعنی دوسرے پر اسکا قول نافذ ہو جائے فتثبت بالدین قرابۃ وملک وکذا بہ وامامۃ بسنات ہو ولایت چار سبب سے اول قرابت سو جسکو نکاح پر بیٹی کے ایک مرد پر حق ہو نکاح لونڈی غلام کا مالک کر دینے سے ولایت ادا دکر نیکی جیسے کہ نکاح آزاد کا کیونکہ جو حق ثابت ہیں نکاح کا واسطے

بالرضاء بالقاضي كرنے سے ثابت اور باقي رہا يعني ولي كا قول بهر صورت معتبر ہوا نہ ہو وہ خوش ہوا يا خوش ہو بهر حال فرمان ولاية تامة على المكلف وهو البالغ اور ولايت بيان نكاح ميں دو قسم ہے ولايت سے مراد يہاں باپ وغيرہ كو اولاد كي نابالغ ہونے كي حالت ميں بغير پوچھے نكاح ميں ولي بنانے كا اختيار ہونا ہے اور ولايت كي دو قسميں ہيں ايك ولاية ايجاب على الصغير والصغيرة ودوسري ولاية ايجاب وقبول ولاية ايجاب كي تعريف يہ ہے كہ نابالغ لڑكے يا لڑكي كے نكاح كا منعقد ہونا ولي كے ايجاب پر موقوف ہو اور ولاية ايجاب وقبول كي تعريف يہ ہے كہ نابالغ لڑكے يا لڑكي كے نكاح كا منعقد ہونا ولي كے ايجاب وقبول پر موقوف ہو ولاية ايجاب كي دو قسميں ہيں ايك ولاية جبري دوسري ولاية غير جبري ولاية جبري كي تعريف يہ ہے كہ نابالغ لڑكے يا لڑكي كے نكاح كا منعقد ہونا ولي كے ايجاب پر موقوف ہو اور ولي كي رضامندي كا اعتبار نہ ہو ولاية غير جبري كي تعريف يہ ہے كہ نابالغ لڑكے يا لڑكي كے نكاح كا منعقد ہونا ولي كے ايجاب پر موقوف ہو اور ولي كي رضامندي كا اعتبار ہو ولاية جبري ہي الفاظ متن ہيں يعني ولاية ايجاب ثابت للاب والجد على الصغير والصغيرة بكرا كانت او ثيبا بكرا كانت او ثيبا يعني باپ اور دادا كو نابالغ لڑكے اور نابالغ لڑكي كے نكاح كا اختيار ہے لڑكا لڑكي چھوٹے ہوں يا بڑے كنواري ہوں يا بيوہ ہوں

یعنی وہ روایت پسندیدہ ہے تو وہ یہ ہے کہ ولی کو اسکی رد بھی روایت کی ہے حسن بن زیاد نے امام اعظم سے کہ اگر وہ جم کفو ہو تو نکاح بدون ولی کے منعقد نہ ہوگا اور اگر غیر کفو ہے تو ہو گرنا فذ ہوگا اور صاحب ہدایہ نے نقل کیا کہ بہت زمانہ میں مختار فتوی یہ ہے کہ اگر شوہر اول اور دخول نہیں ہے تو حسن کی روایت کے موافق نکاح نہیں ہے اور اگر دخول ہے تو ہر گز نافذ نہ ہوگا اور صاحب بدائع نے کہا کہ بہت زمانہ میں مختار فتوی یہ ہے کہ اگر شوہر اول

اولیک بالرضی دون بلوغ الولی بکرا ثیبا ولا رشدا حتی لو زوجت بعد الاعتداد معراج وغیرہ فصاف الوقایۃ والملتقی فیہ نظر کما بسطتہ فی الدرایۃ روتنی بدون آواز سے اور اگر آواز سے روئی تو صحیح رونا نہ اذن ہوگا نہ رد نکاح کا ہوگا یہاں تک کہ اگر راضی ہوگی لہذا اس روئے سے تو نکاح منعقد ہو جائیگا کذا فی المعراج وغیرہ وشرح مجمع روایت وقایہ اور ملتقی میں ہے یعنی صحیح نہیں وقایۃ الروایۃ اور ملتقی الابحر میں ہے کہ بعد کا رونا بے آواز ہے اور شارح نے اس اعتراض میں صاحب بحر اور شرنبلالی وغیرہ کی بیروی کی حالانکہ یہ تو مقدمہ ہیں شروع ہوا اور وہ بعد کا ہے اور ملتقی اور مجمع وغیرہ میں قضاء اور اصلاح اور اداء کی شرط ہے کوئی کہتا ہے کہ اذن ہی کی شرط ہے کوئی کہتا ہے کہ اذن اور سکوت دونوں کی شرط ہے اور کوئی کہتا ہے کہ اذن نہ ہو تو سکوت بھی کافی ہے اور یہی صحیح ہے کما فی حاشیۃ الدرر فی قولہ الا لولی ان احد الولیین اذا زوج ولیکن سکت او تبسم او بکا اذن ہو کر نکاح کا یعنی اگر ولی مجبر نکاح کرے اور لڑکی کنواری ہو تو اس کا سکوت اذن ہوگا اور اسی طرح اگر ولی ایک ہی ہے فلو تعدد الولی فزوج لو کلا منہما فالسابق اولی کما فی الدرر اور اگر دو ولی ہیں ایک بھائی ہے دوسرا چچا ہے ایک نے کہا کہ میں نے بھائی سے نکاح کر دیا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے چچا سے نکاح کر دیا ہے تو اس کا سکوت اذن ہوگا مثلاً صورت کے دو بھائی ہیں ایک بھائی نے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید سے کر دیا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے تیرا نکاح عمرو سے کر دیا ہے اور دونوں سے ستیبا اذن حرمت جب ہی تو ہے کہ سکوت اذن ہوگا واجازۃ ذکرا فی النہایۃ وان بقی التکاح بالاولی لان بقی المحل بحالہ ویقبل جوہرۃ اور سکوت بالغہ کا باکرہ کی طرح جائز رکھنا نکاح کا ہے دوسری صورت میں یعنی ولی نے قبل اس کے ان نکاح کر دیا ہو بعد خبر پہنچنے کے اس سے سکوت کیا تو یہ سکوت اجازت ہے نکاح کی اگر ولی ایک ہو اور اگر دو ولی ہوں اور بالغہ ہر ایک کی تزویج سے مشترک سکوت کرے تو یہ سکوت اجازت نہ ہوگا بلکہ وہ تو نکاح موقوف رہیں گے یہاں تک کہ ایک کو اجازت قولی یا فعلی ظاہر کرے کما فی البدائع اور اگر وہ تو کوئی جائز نہ کرے تو وہ نکاح باطل ہوں گے کذا فی حاشیۃ الدرر فی سکوت اجازت ہوگا اگر نکاح باقی ہے خبر معلوم ہونے تک اور اگر نکاح باطل ہو گیا بسبب موت شوہر کے یعنی شوہر کے مرنے کے بعد بالغہ کو خبر نکاح کی پہنچی تو اس وقت میں سکوت اجازت ہوگا اسواسطے کہ نکاح موجود باطل ہو گیا ولو قالت لم اعلم انہ یضرنی او انی کنت الوثہ فالقول لہا فاذا ثبت تعذر اور اگر بعد مرنے شوہر کے ہوئے مجھ کو میرے نکاح کر دیا تھا میرے باپ نے میرے ان سوا اور شوہر کے وارث نہیں تو عورت ہی کا قول معتبر ہوگا اور اپنی شوہر کی وارث ہو گی اور حدث پیش گی ولو قالت لم اعلم حتی لقنہ بلغنی فضیت فالقول للمولی اور اگر عورت نے کہا کہ میرے نکاح میرے ولی نے باہر سے اذن دیکر کیا لیکن جب مجھ کو خبر نکاح کی پہنچی تو میں راضی ہو گئی سو اس صورت میں شوہر کے وارث کا قول معتبر ہوگا اور اسکو نہ پہنچیگا معتبر نہیں لیکن اگر وہ کسی صورت نکاح کا علم سے ثابت کر دیگی تو اس وقت لازم آویگی کذا فی حاشیۃ الدرر فی وقولہا اجزت اول سنۃ وکذا قبل العقل لا بعدہ اور عورت کا یوں کہنا کہ خبر ہوگی کا بعد سال بھر کے بعد رد ہی قبل عقد کے نہ بعد عقد کے یعنی ولی نے بالغہ سے اذن مانگا تھا یہ سوا اذن مانگنے کے نکاح میں بالغہ سے کچھ نہیں کہا تھا اور عورت کہتی ہے کہ مجھ سے پہلے ہی تو اجازت یوں کہا کر رہو اور اگر یہ عقد کے کہا تو انکار نہ کیا بلکہ اجازت ہو گئی ظاہر ہے اور بحر الرائق میں ہے کہ اگر قبل عقد اور بعد عقد دو صورتیں ہیں یہ قول انکار ہے کذا فی حاشیۃ الدرر فی ولو زوجہا الفضولی فسکتت ثم اجازت بعد العقل لا قبلہ اور اگر نکاح کیا بالغہ کا ولی نے پہنچ ساتھ تو سکوت کرنا اور کہنا رد ہی بعد عقد کے نہ قبل عقد کے یعنی نکاح کے یہ کہا کہ ایک شخص نے اپنے تئیں میرے ساتھ بدون اذن کے نکاح کیا ہے جب بالغہ کو خبر پہنچی تو رد ساکت ہو رہی تو یہ سکوت بعد العقد رضا ہوگا اسواسطے کہ ان امور کے نکاح میں اصیل ہو اپنی طرف سے اور فضولی ہو عورت کی طرف سے اور سوا ولی عقد طرفین میں یہ شرط ہے کہ فضولی ہو ایک طرف سے تو دوطرف سے تو یہ عقد امام ابو حنیفہ کے نزدیک قابل رد اور اجازت کے نہیں بچا تا کہ اگر اجازت قولی بھی دے تو بھی صحیح نہیں اور اگر اسنے ان قبل عقد کے ہوا سکوت کیا اسکا رضا ہو جائیگا اور عقد صحیح ہوگا بالاتفاق کذا فی الغایۃ اسواسطے ابن العلم اس صورت میں وکیل ہوا اور نہ اصیل ہوا اپنی طرف سے تو اب اسکو متولی عقد طرفین ہونا صحیح ہوگا کذا فی حاشیۃ الدرر فی ولو اتہا فی مجونہ فزوجہا منہ فسکتت ثم ضحکت او ابت او قامت او خرجت لم یکن رضا صحیح ہونگے تو اس نکاح پر گواہ ہونے کی ضرورت نہیں ہوا اسکو رد کیا نما پر بعد اسکے نکاح کر دیا اس شخص کو رد سے ساکت ہو گئی بعد خبر معلوم ہونیکو تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح میں بخلاف ما لو تبا بہا فرد ت فرقالت رضیت ثم ابطلت الرد حیث ہو ہزل ہے اگر عورت کو نکاح کی خبر پہنچی اور اسنے انکار کیا پھر بولی کہ میں راضی ہوں تو نکاح نہ ہوگا بالاتفاق کذا فی الغایۃ اور اگر

انکار سے ولا اِن استحسنوا الخ یعنی عند الرقاب لان القاضی اظہار النفرۃ عند شہادۃ الشہود اور اسپر ظہور ہوا اور فسخ نے تجدید نکاح کو روکا نہ کیونکہ وہ اس لیکہ غائب کو اری عورتوں کی نظہار نفرت ہوتی ہے گمان سماعت نکاح کی وقت تھا اس لیے کہ اعلان نکاح کے وقت نکاح سے نفرت کی ہو اور نکاح قبل استیذان کے ہوگیا ہو بسبب عدم رضا کے بوجہ بعدم کے نکاح جدید کر لیوے تو یہ شبہ ہوا ہو اور اس میں کما استحسنوا اور وقت سنتے ہے جب نکاح قبل استیذان کے ہو اور اگر بعد استیذان کے نکاح ہوا ہو تو کسی کہنے کی حاجت نہیں کذا فی حاشیۃ الرملی ولو استأذنها فی معین فسکتت فوکل من یزوجها من ساعته جاز لان السکوت فی البکر فی التفویض والاذن للولی فی حق عدم المجاز او انتهاء مدته اذن بشرط سکوت کیا بر وکیل کیا ولی نے اگر کہ مرد نکاح کرے واسی سے جب کہا ہم لیدیا تو کیا اور عند وکیل جائز ہے کہ زوج اور مرد کی صرف ہو گئی ہو کذا فی القنیہ صحیح نکاح میں موقوف ہے عورت بھی اوسکو جان گئی ہو اور وکیل بھی جان گیا ہو تا کہ دوسرے سے مقدد کر دیوے اور مرد کی صرف میں خلاف ہے جیسا کہ جان لینے کے فقیہ ہم کہ یکا کہ بر صحت نکاح کی اور صرف نہیں ولیکن نکاح میں اختیار ہے اسر لیکہ فقہا نے تصریح کی ہو کہ نکاح کی وکالت حقیقی وکالت نہیں ولکہ بیان سفیر محض اور معبر ہوا ہو اور اسپر املی حقوق عقد کے وکیل کی طرف رجوع نہیں کرتے اور باب الوکالت میں آویگا کہ اگر مرکل نے قیمت معین کر دی ہو تو وکیل کو مرد سے کم و بیش کرنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ بیان بھی شہور اور معروف اور معلوم ہوں تو الیہ وکالت صحیح ہوگی ثواب کچھ نکاح کا باقی رہا کذا فی حاشیۃ الرملی ان علیت بالتزوج انه من هو اظهر من الرغبة فیها وحسنه ولو فی ضمن العام کما فی اوبنی حتی لو خصص نوعا منه لم یکن له ان یتزوج غیره کر کہ وہ کرا ہے مالک دوسرے شہر کو مرکے یہ نفرت اگرچہ علم شہر کا ہو ضمن عام کا ہو ضمن ہے ولی نے کہا کہ میں تیرا نکاح کرا ہوں اپنے ہمایوں سے یا اپنے بچا کے بیٹے سے ایک مرد سے کسانھ بشرطیکہ وہ متشابہ ہوں تو ہر ایک کا حال عورت کو معلوم ہو سکے ولا لا کما لو تزوجوص له الا مراد اگر متشابہ نہوں گے تو رضا نہ ثابت ہوگی جبتک رکھا ہو اسر سے ذکر ہو مثلاً اگر یوں کہے کہ ہر تو کرے میں اوسمیں راضی ہوں یا یوں کہے کہ میرا نکاح کر دے جو سے تو چاہو تو الیہ مرد مناسب ہوگی لا العلم بالمهر قیل یشترط وهو قول المتاخرین بحر عن الذخیرۃ واقرہ المصنف وما صححه فی الدرر عن الکافی ردہ الکمال شرط نہیں ہے کا علم یعنی استیذان میں مقدار مہر کا علم ضرور نہیں اسر سلطرح کہ نکاح مہر پر موقوف نہیں کذا فی الہدایہ اور بعضوں نے کہا کہ مہر کا ذکر کرنا ضرور ہوا اسلیکہ قلت اور کثرت مہر سے شوق مختلف ہوتا ہوا اور یہی ہے قول متاخرین کا کذا فی البحر عن الذخیرۃ اور مصنف نے بھی اسی قول کو ثابت رکھا ہو شرح منع الغفار میں اور اسکی تصحیح کی ہے مرد میں بروایت کافی نے اسکو رد کیا ہو کمال الدین محقق نے درر میں کہا کہ اگر ولی باوا دادا ہو تو ذکر شہر مہر کا کافی ہے مہر کا ذکر ضرور نہیں اور اگر باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی ہو تو مہر کا تسمیہ ضرور ہے محقق نے کہا ہوں کہ یہ کلیہ ہو سطرح پر تفصیل کر نا فاضل کی عنایت ہی ہو اسطلب کیلئے داد دینی اور اداکرنا اور ولیا میں تفرقہ کرنا محل تردد ہی ہو کہ درمیان دلالت اجمالیہ ثابت ہوئی اور بیان گفتگو باندھنے میں ہو اسمیں باپ اجنبی کی برابر ہے بدون اوسکی رضا کچھ نہیں کر سکتا ولکن اذا ادعوجها الولی الخ عندهما ای خبر تها فسکتت صح فلا صحة ان جملته کافرا و مسلمة جب نکاح کر دیا بالغہ کا ولی نے اوسکو دو مرد یا دو عورتیں جو ہر ہی تو نکاح صحیح ہوگا قول اصح میں اشرط یکہ شوہر کو اوسکے باوا ہونے کا پہچانتا ہو جیسا کہ سابق میں مذکور ہو گیا یا السکوت کالنطق فی ستة وثلثین مسئلة مذکورة فی الاشباہ اور سکوت نطق کی برابر ہی چھتیس مسئلہ میں بتلا کر شباہ میں ہو کہ الاشباہ والنظائر میں ابن نجیم صاحب بحر الرائق نے بارہ میں قاعدہ یکلی کہ سینتیس مسئلہ میں سکوت بمانند نطق کی ہو ۱ سکوت باکرہ کا وقت استیذان ولی کے قبل عقد ہو یا بعد ۲ سکوت کرنا اوسکا اپنے فیض ہر گرفت ۳ سکوت باکرہ کا اپنے باپ کے پاس اپنے خلوت نفس میں جبکہ باپ اوسکے سوا اور دوسرے سے اوسکا نکاح کرا دیوے ۴ عورت نے نکاح کر لینکی قسم کھائی ہو پھر اوسکے باپ نے اوسکا نکاح کر دیا اور وہ چپ ہی رہ گئی ہو حالف ہوگئی یعنی قسم

ٹوٹ جائیگی ۵ سکوت متصدق علیہ یعنی فقیر کا رد بھی سکوت ہے نہ موہوب لہٗ ۶ تعیں مہر پر اذن متصدق علیہ کیوقت سکوت کرنا مالک کا اذن میں داخل ہے ۷ سکوت وکیل کا قبول ہے اور رد کرنے سے وکالت رد ہوجاتی ہے ۸ سکوت مرتد کا قبول ہے ۹ مفوضہ الیہ یعنی جسکو کچھ سپرد کیجیو اسکا چپ رہنا قبول ہے اور دنیا ہار دکرنے سے ۱۰ موقوف علیہ کا سکوت جب کوئی بیزوقت کیجیو قبول ہے اور دنیا ہار دکرنے سے ۱۱ بیت المیں من مانع یا منشری سے کما کہ میں اس بیع کو بھیج کرتا ہوں اور وہ راجب رہا تو صحیحہ سکوت تصحیح بیع ہوگا ۱۲ فاعین من تقسیم مال کی وقت مالک قدیم کا سکوت راضی ہے ۱۳ مبیع سے دیکھنے دیکھ منشری یا ثمن کا سکوت کرنا یہ قائم کرتا ہے ۱۴ منشر کا قبضہ مبیع پر دیکھکر اور مثل ثمن کا بیچنے سے دیکھکر منشری یا ثمن کا سکوت کرنا بیع ہونیمیں ثابت ہوجانا ۱۵ ماذون خریدہ کا مال خریدنے فروخت کرنے دیکھکر سید کا سکوت اجارت ہوجانا ۱۶ موسے نے قسم کھانی کہ غلام کو تجارت کا اذن نہ دونگا ہر سکوت کیا خرید فروخت کرنے دیکھکر قسم توڑ جائیگی ۱۷ غلام کا سکوت اور فضولی کا بیع اور ہبہ کیوقت اقرار ہے غلامی کا ۱۸ ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلانے شخص کو اپنے گھر نہ آنے دونگا پھر اسکو باہر گھر میں آتے دیکھا اور سکوت کیا تو حانث ہوگا ۱۹ شہر کا سکوت کرا مرت کی ولادت کیوقت یا ملا کا دیکھنا دینی کیوقت اقرار ہے جنوب نسب کا پھر سکوت کے بعد نفی دعوا کا نہیں ۲۰ مولی کا سکوت نہ کیے ولادت امہ ولد کے اقرار ہے ولد کا ۲۲ قبل بیع کے بیع کا عیب سکرت کرنا رضا بالعیب ہے بشرطیکہ مخبر حاول ہو ۲۳ سکوت یا کہ کا تو یہ ولی کے معلوم ہوجانیکے وقت رضا ہو نکاح کی ۲۴ زوجہ نے یا اور کسی قریب نے نہیں بھی اور ۲ سو وقت شہر بالہ سکوت کیا تو یہ سکوت اقرار ہے اسکا کہ وہ نہیں شہر کی نہیں اسکی بوتوں ہی مشائخ سمرقند کا بخلاف مشائخ بخارا کے اور بطلوع زوجہ کا سکوت تزویج کی بیع کیوقت اقرار ہے اپنی صریح ملکیت کا ۲۵ ایک شخص نے دیکھا کہ اسکا اسباب باگر کسی نے بیچا پھر مدت تک منشری اوسپر قبضہ نہ کرتا رہا اور دیکھتا رہا تو وہ اسکا سکوت اوسکو عیکا مستقط ہو ۲۶ شرکت عنان کے دو شریک میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس لونڈی کو فلاں میں اپنیواسطے لیتا ہوں اور دوسرا چپا رہا تو اسمیں وہ بھی شامل ہوگئی ۲۷ وکیل نے موکل سے کہا کہ فلانی چیز کو میں خاص اپنے واسطے خریدتا ہوں اور وہ سکات رہا تو وہ چیز وکیل ہی کی ہوگی ۲۸ مبیع حائل کو خرید فروخت کرتے دیکھکر اوسکو ولی نے سکوت کیا تو یہ اذن ہوگیا ۲۹ غیر کو مشک بیچتے دیکھا یہانتک کہ یہ گیا جو اسمیں ہتیا تو یہ سکوت راضا ہو ۳۰ قسم کھائی کہ ملوک سے خدمت نو نگا پھر وہ بدون اوسکو امرا وہنی کے خدمت کرنے لگا اور دیکھ سکات ہو تو حانث ہوا ہدایہ کے مسئلے جامع الفصولین وغیرہ میں تھے اور صاف الگو اشیا کے مصنف نے زیادہ کیا ۳۱ اسنے بیٹی کے جہیز میں کچھ اسباب باپکا دیا اور باپکا سکات رہا تو سکوت ہبہ لینا نہیں پہنچا ۳۲ اسنے بیٹی کے جہیز میں وہ سامان دیا جو کہ اوراج ہو اور باپ ساکت تھا تو اوسکی ضامن نہوگی ۳۳ نوبہ سبز بیچا بجاہ بدون شرط کے ہر نوٹی منشری کو مبیع زیر خیار الہ کی اور وہ اوسکو لیگیا اور باپ ساکت رہا تو یہ سکوت بمنزلہ تسلیم زیر کا مالک منشری ہوگا ۳۴ استاد کے آگے شاگرد کا پڑھنا اور استاد کا چپ رہنا تو یہ سکوت بمنزلہ نطق کے ہے قول اصح میں ۳۵ بے عقد مدعا علیہ کا سکات ہونا اکثر ہوا اور بعضوں نے کہا کہ انکا نہیں فتوی کا فی قضاء الخلاصہ ۳۶ سکوت راہن کا مرتہن کے قبضہ کرتے وقت مرہون پر ۳۷ قاضی نے شاہد کا حال مزکی سے پوچھا اور اوسنے سکوت کیا تو اوسکا سکوت تعدیل ہے شاہد کی (۳۸) عموی نے ہشیا کے حاشیہ میں زیادہ کیے کہ توسب انکا اون سلسلے ہوئے جنمیں سکوت ہر ابر نطق کے ہے خوف طلاق اور شکایہ ذکر کرنا فرمودہ غیاثی فان استأذنها غیر اقرب کما یجیئ وولی بعید فاجنبیۃ بسکوتها اسوأ ان جاز اکرہ بالبینہ سے غیر ولی اقرب نے جیسے اجنبی یا ولی بعید نے اقرب ولی کے ہوتے تو اوسکا سکوت کا اوسوقت میں کچھ اعتبار نہیں بل لا بأس بالتقویل کالتقبیل المباشرۃ بلکہ اوسوقت میں بر لنا ضرور ہے مثل ثیب بالبینہ کے ثیب اوس عورت کو کہتے ہیں جسکا ایکبار نکاح ہوا اور صحبت بھی ہوئی ہو شوہر کی موت سے یا طلاق وغیرہ سے جدائی ہوئی کا فرق بینها فی الشکل نہیں فرق دونوں میں گر سکوت میں یعنی اکرہ بالبینہ اور ثیب بالبینہ میں سوا اسکے سکوت اور کچھ فرق نہیں مثلاً باپ نے اذن نکاح کا جانا تو سکوت ہی دلیل ہے رضا کی اور ثیب کا سکوت کا فی نہیں بدون رضا قولی کے لان رضاها یکون بالدلالۃ کما ذکرہ بقولہ او ما هو فی معناه من فعل یدل علی

الرضا کالطبع فیھا ونفقتھا وتمکینہ اس الوطئ ودخولہ بھا برضاھا صریحا اھ سلمی کہ دونوں کی رضا دلالت حالی سے بھی معلوم ہوتی ہے چنانچہ مسئلہ نے اپنے اس قولین بیان کرنا میں ضرور ہے رضای قولی یا جو قول کی مانند ہو یعنی وہ فعل جو رضا پر دلالت کرے جیسی اپنا ہاتھ انگنا اور نفقہ انگنا اور دطی کی قدرت دینا اور اپنی خوشی سے شوہر سے خلوت کرنا فی الظہیریہ مراد دخول سے خلوت ہے ہندوطی اسکا سلیکہ دطی کا ذکر اول ہو چکا وقولہ الفقہیۃ الصحیحۃ مسرورا واخوفہ لذلک خائفۃ او قبول ھدیتہ اور مبارکباد کی قبول کرنا اور خوشی سے ہنسنا اور ماننداں فعالہ کی رضامندی پر دلالت کرنا جیسا اپنا سباب شوہر کے گھر اور شوہر کا اپنا مکان سے عورت کی طرف نقل کرنے شوہر کے قبول کرنے اسکو تحفہ کے کہ یہ رضامندی کی دلیل ہے الذی یکاد تعلمہا بنتہ ای نظیرہا اور قولہ وحیض ادھمھا اور حیاءہ وتمکین کذلک کی حقیقۃ لغۃ بخلاف عقبۃ واطلاقہ اوطاھا یوھم جواز وطئ حائض کی عبارت زائل ہوئی یعنی شرمگاہ کا پردہ پھٹ گیا اور جلنے کودنے سے یا حیض جاری ہونے سے یا زنا اور زخم کھانے سے تو وہ عورت ثیبہ ہے اور اگر بکارت کی عبارت زائل ہوئی یعنی شرمگاہ کا پردہ پھٹ گیا اور جلنے کودنے سے یا حیض جاری ہونے سے یا زنا اور زخم کھانے سے تو وہ عورت ثیبہ ہے بطلاق مرد سے تیسرے ماندہ اوس عورت کی جسکی تفریق واقع ہوئی شوہر کے منقطع الذکر الخصیتین ہونے سے یا طلاق دینے یا مرنے شوہر سے بعد وقت قبول وطی کے اور فرنا وھذا فقط بل کلھا ان امکن کما لو خلق بلا بکارۃ زائل ہوئی ہو زنا سے اور بھی عورت نقل حکمی بکارہ ہے یعنی بغیر ایلاء کرنے کے ہو یعنی شرمگاہ کو زنا کی نوبتی ہو اور زنا کی صورتیں اور حیثیتیں قائم ہوئی ہو مطلاصہ یہ کہ اگر حقیقی اور حکمی کا سکوت وقت استیذان ولی کے بجائے نطق کے ہو یا لنا و کاشارۃ منہن ولا فتیتی کھو طوع یتہ ثیبۃ او بکر فاسدی اور اگر جنہ بارنا ہوا یا اوسے زنا کی حد ماری گئی تو وہ اگر ثیبہ ہے جو مانند اوس عورت کے جسکی سجن ثیبہ ہوئی ہے اپنا نکاح فاسد سے قال الزیلعی للبکر لیست بالغۃ بالعقل النکاح فسکوتھا فلا دلالۃ بل ردت النکاح ولا بینۃ لھا علی ذلک ولو بکرا دخل بھا وطئ لا صحیح فالقول قولھا بیمینھا علی البتۃ کہ اسنے نوج نے باکرہ بالفعہ سے کہ پھر کہ خبر ہوئی نکاح کی شوہر کی اور اوسنے کسا ملکہ میں نے نکاح کو رد کیا اور حالانکہ دونو کے گواہ نہیں اپنے اس دعوی پر اور دخول بھی رضامندی سے نہوا قول اصح مین تو لائق اعتبار کے عورت کا قول ہوگا اور اوسکی قسم کہ اسنیکہا تھا نہ بارہ قول مفتی بہ کے یعنی اگر عورت قسم کھا لیگی تو نکاح نہ ثابت ہوگا وتقبل بینتہ علی سلوھا انہا وجوہ ی یحضر الشفیع اور مقبول ہوں گے زوج کے گواہ زوجہ کے سکوت پر اسوسطے کہ سکوت امر وجودی ہو جسب ملاحظہ دونو لبوں کے یعنی جب ہو سوال عقد کا کہ سکوت عبارت ہو عدم کلام سے پھر زوج کے گواہ نفی پر کیونکہ مقبول ہوں گے شاہد نے جواب دیا کہ سکوت دو لبوں کے ملانے سے ہوتا ہے تو وجودی ہوا نہ عدمی ولو تزھا بینتہا اولی لانہا اثبت ھن علی رضاھا اور اگر دونو گواہ لائق تو عورت کے گواہ اولی ہیں لیکن اگر شوہر کو اوسکی رضامندی پر پایا اوسکی اجازت پر تو شوہر کے گواہ اولی ہوں گے کما فی الذخیرۃ ابکرا مثلا ازعاء عدم بلوغھا فقالت انا بالغۃ والنکاح لم یصح وھی صغیرۃ وقال الاب والزوج بل ھی صغیرۃ فالقول لھا ان ثبت ان سنھا تسع سنین یشتہی مثلہا وقولہ ان ثبت احتراز سے اوسکا جو ظاہر ہے تمامی سن سے کہ کہیں تو بالغہ ہوں اور نکاح صحیح نہیں اور اگر اوسکا وہ قریب البلوغ ہو اور کہا باپ نے یا زوج نے بلکہ بھی صغیرہ ہے تو اس صورتیں بھی معتبر قول عورت ہی کا قول ہوگا اگر بھی ثابت ہو کہ عورت نکی عمر تو برس کی ہے وکذا لو ادعی المراھق بلوغہ اور اسیطرح اگر وعوی کیا بھی قریب البلوغ نے اپنے بلوغ کا یعنی باپ نے اپنی بیٹی کی کوئی چیز بیچی بیٹا بولا کہ میں بالغ ہوں دونوں میری مرضی بیع صحیح نہیں اور باپ یا مشتری نے کہا بلکہ تو نابالغ ہے تو قول بیٹی کا معتبر ہوگا وقولہ بلغنی فبینۃ البلوغ اولی اور اگر باپ بیٹی دونو نے گواہ گذرانے تو گواہ اوس بلوغ کے اولی ہوں گے علی الاصح قول صغیرہ یا صغیرہ کا معتبر ہے بنا بر مبنا صحیح کے اور غیر اصح میں قول باپ کا معتبر ہے بخلاف قول الصغیرۃ ردت حین بلغت ولدت لھا الرجع لہا القول لہ لانکارہ دوا علیہ بخلاف اس قول صغیرہ کے کہ میں نے نکاح رد کیا جبکہ میں بالغ ہوئی اور زوج اوسکی تکذیب کرتا ہو تو یہاں معتبر قول زوج کا قول ہوگا اسواسطے کہ زوج اپنے زوال ملک کا منکر ہے اور صغیرہ مدعی ہے ظاہر میں اور حالانکہ لائق اعتبار کے منکر کا قول ہوتا ہو نہ مدعی کا ولو اختلفا بعد ما زال البلوغ ولو حالۃ البلوغ فالقول لھا شرنبلالی وھو بانیۃ فلیحفظ لائق بقیاد کے قول زوج کا ہے اگر صغیرہ اور زوج میں اختلاف ہوا بلوغ

زمانِ بلوغ کے اور اگر وقت بلوغ کے اختلاف ہو تو قولِ صغیر کا معتبر ہوگا کذا فی شرح الوہبانیۃ سو اگر کہتا ہے میں نے بالغ ہونے کے بعد نکاح کیا تھا اور صغیر کہتا ہے نکاح کیا تھا قبل بلوغ کے تو قولِ صغیر کا معتبر ہوگا کذا فی شرح الوہبانیۃ۔ **الصغیرۃ** جدا گانہ **ویصح** کہ شوہر ہو اور اسطرح اس لڑکے کے جسکا بیان آگے آویگا **استیلاد صغیرہ** اور صغیرہ کے نکاح کو دینے کا اختیار ہے **اگر صغیر** جب ہوا ناحق بیدار دیوانوں کے جس جنون سے ہر سال یا ہر ماہ **ولزم النکاح ولو بغبن فاحش نقص مہر** کم **وزیادۃ تبصرۃ او دفع تجافیہ** بیان **کان الولی المزوج بنفسہ** بیان **أبا وصیا وکذا المولی والمولیۃ** والا لزم ہر نکاح یعنی صغیر اور صغیرہ کو **لسبع کانت** بلوغ کے اگرچہ بنکاح نقصان مہر کیا ہو اصلح کو صغیرہ کا مہر کم کر دیا ہو اور صغیرہ کا زیادہ دیا ہو اگر صغیرہ کا نکاح ہر کفو سے کر دیا ہو اگر **وہی** جسنے نکاح **بغبن خو** بیحد **مہر** کیا ہو **صغیر** اور صغیرہ غلام اور لونڈی کا نکاح کر کے آزاد کیا اور صغیر ہو مجنون کا بیٹا **او لم یقبض منہا شیئا لا اختیار بعتابۃ وفسخا وان عرت** یا بعجز المہر کا **وافتقارا** یعنی باپ دادا کے نکاح کر دینا ی

کیا یہاں تک کہ دونوں سے کوئی مرگیا تو بسبب نکاح باقی رہنے کے ایک دوسرے کا وارث ہوگا اور تمام مہر لازم آوے گا اور حالانکہ موت بمنزلہ دخول کے ہے پھر مہر کیوں نہیں فالفرقۃ ان من قبلہا فضیخ لا ینقص عدۃ الطلاق ہر چند برائی اگر عورت کے جانب سے ہو تو فسخ ہی نکاح کا کم نہیں آتا طلاق کے صدر کہنے اگر چہ وہ بعد فسخ کے ہو جیسے اوسکے نکاح کیا تو زوج پر بھی تین طلاق کا مالک ہوگا یہاں وہ فرقت مراد ہو جو غیر سے حساب پر واقع ہو کی وہ تو محض فسخ ہے طلاق کا اوسمیں احتمال نہیں ولا یلحقہا طلاق الا فی الردۃ اور نہیں لاحق ہوتی طلاق اوس عورت کو جسنے کی اور اسی پر ہے مگر مرتد ہونا عورت کا طلاق لاحق ہوتی ہے یعنی ارتداد عورت کا اگرچہ فسخ ہو لیکن مرتدہ کی عدت میں طلاق پڑ سکتی ہے وان من قبلہ فلہا المہر کامل ارتداد فرقت جانب زوج سے ہو تو طلاق ہے فرقت زوج سے مراد وہ فرقت ہو جو عورت کی طرف سے ہو تو قبیل ارتداد اور اسلام اور ارتداد اور خیار بلوغ وغیرہ کی فرقت کل گئی اسواسطے کہ اس قسم کی فرقت طلاق نہیں بلکہ عورت اور مرد دونو کی طرف سے ہو فرقت ہوتی ہر فقط مرد ہی کی خاص نہیں اور ایلاء ملک ادیر قبل دخول یا خیار عتق مرد کی طرف کی فرقت طلاق ہو گئی لیکن ملک یا ارتداد یا خیار عتق من طلاق نہیں ملک کی صورت یہ کہ اگر بیوی نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو مول لیا تو نکاح فسخ ہو گیا تو جدائی مرد کیطرف سے ہوئی اور طلاق ہوئی لیکن ملک کی صورت یہ کہ اگر بیوی نے لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو مول لیا تو جدائی مرد کیطرف سے ہوئی اور طلاق نہیں ہوئی اور ارتداد زوج بھی فسخ ہے طلاق نہیں اور ذکر خیار عتق میں خارج سے سہو ہوا اسواسطے کہ غلام کو خیار عتق نہیں ہوتا جانا سمجھا کسی تصریح باب نکاح الرقیق میں آوے گی ولہذا لم یذکر قولہ ولا یملک علیہ الا اذا اختار نفسہ بخیار عتق اور نہیں ہے ہم خصوص نہ کے نزدیک کوئی جدائی زوج کیطرف سے حسینی زوج پر مہر نہ گرے جسکے اضافت یار کے سے اپنی ذات کو خیار عتق سے شارح کو لازم تھا کہ جیسا خیار عتق کے خیار بلوغ کہنا چاہئے ابھی کا ذکر ہو چکا یعنی زوج کیطرف کی سب جدائیو نہیں زوج پر مہر دیا واجب ہوا سوا ئے خیار بلوغ کے کہ اوسمیں مہر ساقط ہو کذا فی حاشیۃ الرملی والطحطاوی وشرط لکمال القضایا الثمانیۃ اور شرط ہے سب جدائیوں کیواسطے حکم قاضی کا اگر آٹھ جدائیوں میں قاضی کا حکم شرط نہیں وتفصیلہ فی النہر فقال اور نظم کیا ہے مہر الفاضل مین سو دین کہا اوسکو مصنف نے وقوف البکر انکحنی فلانا فابی فہی طالق وہذا الذی یحکیہ جدائیاں نکاح کی آپس تیرے پاس محجوم نافع ہو کر اور وہ دو جس میں منحصر ہیں فسخ یا طلاق اور جیسا حکم جو نفاست میں موتی کی مانند ہے انکو بیان کرتی ہے تباین الدار منفصل مہر کذا فساد عقد وفقد الکفو فیہما اول فرقت تباین دار دوسری فرقت کی مہر ہے مساقط نکاح کے اسطرح تیسری فرقت فساد عقد اور جو تیسری فرقت فقدان کفو کا عورت کی سو اسمیں تباین دار شلا عورت دار الحرب چھوڑ کر دار الاسلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمیہ ہو کر تو اپنے شوہر سے جدا ہو گئی اگر حاملہ نہ ہو تو فی الفور اوسکا نکاح درست ہو دوسری فرقت فقدان مہر سے یعنی عورت نے اپنا نکاح مہر مثل سے کم کر لیا تو ولی دونو میں تفریق کر دیگا اگر قبیل دخول کے تفریق ہوئی تو کچھ مہر نہ پاویگی اور اگر بعد دخول کے تفریق ہوئی تو مہر مسمی پاویگی تیسری فرقت فساد عقد کی جیسے لونڈی سے نکاح حرہ پر چوتھی فرقت فقدان کفو کی یعنی جب عورت نے نکاح غیر کفو سے کر لیا تو اولیا کو فسخ کرا دینے کا حق ہے تقبیل سیئ واسلام المجاور لہا ہ انصاف ضرر فاحش قدیمۃ فیہما پانچویں فرقت تقبیل کی چھٹی فرقت سبی کی ساتویں فرقت اسلام حربی کی آٹھویں فرقت سوت کے دو وہ پلا ٹھکی اسلام اور ارتضاع بھی دونمیں ہیں عدد دمیں تقبیل کی فرقت یعنی بوسے لینے سے نکاح ٹوٹنا مراد تقبیل سے جو عمل کہ حرمت مصاہرت کا باعث ہو مثلا عورت نے شوہر کے بیٹے کو شہوت سے مساس کیا یا بوسہ لیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر نے زوجہ کی بیٹی کا مساس کیا تو نکاح فسخ ہو گیا سبی کی فرقت یعنی عورت کا قید ہو کر دار الاسلام میں آنا ظاہر ہے یہاں سے ہر اسواسطے کہ باب نکاح الکافرین معلوم ہوگا کہ عورت تباین دارین سے جدا ہوتی ہے سبی سے جدا نہیں ہوتی اور اگر سبی مع تباین دار ہوا ولیکن متحفظ تباین دار فرقت بین کافی ہے سبی کی کچھ حاجت نہیں کذا فی حاشیۃ الرملی اسلام حربی کی فرقت یعنی شوہر حربی مسلمان ہوا اور عورت کے تین حیض ہو چکیا تین مہینے گذر گئے تو سبب جدائی کے ارتضاع کی فرقت یعنی جو ان عورت نے اپنی صغیرہ سوت کو دودھ پلایا جسکی عمر دو برس سے کم نہیں تو دونو کا نکاح فسخ ہو گیا وخیار عتق بلوغ حرۃ ولذا ملک البعض وقولہ الفسخ یحتمیہ تا نوں

ذکر خیار عتق کی دسویں فرقت خیار بلوغ کی گیارہویں فرقت ارتداد کی بارہویں فرقت لعان کی ان سب جدائیوں کو فسخ کہتا ہے یعنی یہ سب جدائیاں فسخ ہوتی ہیں بخلاف اگلی جدائیوں کے جو ذکر ہوئیں فسخ ہیں طلاق سنن خیار عتق کی فرقت لفظ عورت کی طرف سے ہوتی ہو زوجہ مرد کی طرف سے ہو جیسا کہ خلاف اگلی جدائیوں کے کہ وہ دونوں طرف سے ہوتی ہیں ملک بضع کی فرقت یعنی زوج زوجہ کا مالک ہوا یا زوجہ زوج کی مالک ہوئی کل یا بکلیت ہوا بعض نکاح نہیں گیا ملک بضع کے بیان کیا کہ جب ملک بضع سے فرقت ہوئی تو ملک کل سے بطریق اولی ہوگی ۵ وَاَمَّا الطَّلَاقُ فَبِخِلَافِ ذٰلِكَ اَلْخ وہ جدائیاں جو طلاق ہیں وہ علیحدہ ہیں مخالف ہیں ان جدائیوں کے جو فسخ ہیں اور ایلاء اور لعان نہیں حکم میں ان کا مگر ایلاء کے جو طلاق ہیں یعنی عورت سے مرد کو منقطع الذکر یا العنین یا اور کسی طرح عنین یعنی نامرد پائینگی جدائی اور ایلاء کی فرقت یعنی مرد نے چار مہینہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھائی اور چار مہینے بدون جماع گذر گئے تعان کی جدائی یعنی مرد نے عورت کو بدکاری کی نسبت دی ہو اور ان کو اپنی بیوی سے سچ کہ

شرعیہ کو سمجھتی و خیار الصغیر والصغیرۃ اذا بلغا لا یثبت بلا حضور ھما او دلالۃ علیہ کقبلۃ ولمس وقد قدم مھرا او جزءا منہ او نحیب کا جبکہ وہ بالغ ہوں بالغ نہیں ہوتا سکوت سے وہ بدون صریح رضامندی کے جو فعل کہ رضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسے بوسہ لینا اور مساس کرنا اور مہر کا دینا یعنی لڑکا نابالغ تھا اور نحیب بھی صغیر تھی اور نکاح خراب دیدیا گیا کہ وہ بالغ ہوکر خیار بلوغ باطل نہیں ہوتا کہ لڑکا بالغ ہوا بقیام ھما عن المجلس لا بموتہ وقتہ العمر فیبقی حتی یوجد المبطل او خیار الرضا اور خیار بلوغ باطل نہیں ہوتا وہ دونوں کے کہ ہر دو مجلس سے اٹھ جائیں اور نہ اس لڑکے کے مرنے سے اور نہ اس کے مرنے سے بلکہ خیار بلوغ باقی رہیگا حتی کہ کوئی امر پیدا ہو جو اس کو باطل کردے اور ولی تحت التلقین کما فی الصغیر اگر شوہر نے صغیرہ سے صحبت کی ہو تو یہ صحبت جماع کہلائیگی اور عورت نے رضامندی کیا کہا اور نہ جماع پر زبردستی سمجھا تو عورت کی تصدیق کیجائیگی ہوگا اسکا ظاہر الروایہ اور اسکا معتمد ہے ومقابلہ ان القول لہ مدعی الاکراہ ولی فی حبس الولی فیلحظ اور حاصل کلام جانچ کا یہ ہے کہ جو عورت کہے کہ زبردستی کیا گیا اسکا قول لائق اعتبار کے ہے اگر جو مدعی حاکم کی قید میں ہو سو اس قاعدہ کو دیکھ لو جو کہنا چاہیئے القول لمن یشھد لہ الحال العصبۃ بنفسھا ولی نکاح میں مالدین وہ ہے جو صحبہ بذاتہ ذو حریۃ تعریف ہو نکاح کے ولی کی مالک کی تعریف آگے آویگی عصبہ نفسیہ کی قید جو عصبہ بغیرہ نکل گیا جیسے بنت اخ کہ عصبہ ہوتی ہے اور بغیرہ کی بسبب اخ کے عصبہ نہیں ہوتی ہے بالمیت حتی المعتقۃ بلا مؤنۃ الی بیان ما قبلہ اور عصبہ نفسیہ بغیرہ جو عتاقہ کو میت سے ورثہ آزاد عورت سے بدون ولاء عورت کے کہا شارح نے کہ بلا توسط افتی بیان ہے ماقبل کا یعنی عصبہ بنفسہ کا مثل اب اور بیٹا اور مولی عصبہ بنفسہ میں نہ باپ کا اتصال بیٹے سے اور بیٹے کا اتصال اسی اور مولی کا اتصال آزاد عورت سے بدون توسط عورت کے متین شارح کو مناسب تھا کہ تعریف عصبہ نسبیہ میں سے لفظ نہ کہتا سو اسکیلئے نکاح میں میت سے کیا علاقہ ہے بلکہ لائق تھا کہ یوں تعریف کرتا کہ عصبہ نفسہ وہ ہے جو غیر مکلف سو یا اور اسطہ عورت کے اتصال رکھے کذا فی حاشیۃ الدمنی حل ترتیب الاولیاء والمحجر فیقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا لانہ یحجبہ بحجب نقصان ولایت نکاح کی اوپر ترتیب ولایت اور حجب کے سے تو مقدم ہوگا مجنونہ کا بیٹا مجنونہ کے باپ پر اسواسطے کہ باپ کا حجب نقصان کہ اگر بیٹا عورت تو اب سیال پاؤ اور بیٹے کے مرنے سے کل نہ پاویگا بیٹا حصہ پاویگا تو بیٹے کے حجب نقصان ہوا اسواسطے ولایت بیٹی کی باپ پر مقدم ہوئی فشرط المحجوبیۃ والتکلیف اسلام فی مسلمۃ لزیادۃ القرب فیحجب ولی مسلم لعدم الولایۃ عصبہ نفسہ کی جو شرط نہ ہونے اور مسلمان ہونے کے عورت مسلمان کے حق میں کہ ارادہ نکاح کا رکھتی ہے اور اسلام شرط ہے ولد مسلم کے حق میں اسواسطے کہ کافر کی ولایت مسلمان پر نہیں اور عصبہ اور صغیر کو تو مطلق ولایت نہیں، وکذا لا ولایۃ فی نکاح ولا مال لرقیق لشغلہ عن کافۃ الکسب العام ان یملک المسلم سیدا امۃ کافرۃ او سلطانا او قاضیۃ او شاھدا فی زماننا لسیدی جیسے کہ کافر کو مسلم پر ولایت نہیں ویسے ہی مسلم کو نکاح اور والدین کا فرہ پر ولایت نہیں کہ تمام سبب السید کی ولایت ہر سبب عام یعنی کہ مسلمان مالک ہو کافر غلام یکا یا بادشاہ ہو یا اسکا نائب ہو جیسے قاضی یا شاہد ہو ولکنہ ولی کافی مثلہ اتفاقا اور کافر کو ولایت ہے اپنے سے کافر پر بالاتفاق اصل کفر میں مماثلت چاہیئے کہ ملت ہر ایک کی جدا ہو تو نصرانی کو مجوسی کی ولایت ہو فان اتحدت کعصبۃ فالولایۃ للاقرب ثم الاب فی القضیۃ عکسہ ثم لبنت الابن ثم لبنت البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت البنت وھلم الجر الفاسد سو اگر عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو تو ولایت نکاح کی ماں کو ہے پھر دادی کو اور قیاس میں اسکے برعکس ہے یعنی اولاد ہی پھر پدر دادی کے بعد ولایت ہے مگر ماں کو مجنون اور مجنونہ کی بہ نسبت ان کے بہر دو کی بہر دو ماں کو اسلیئے آخر فروع تک پھر دو ولایت ماں کو ثم الاخت لاب ثم الاخت لام ثم لبنت الاخ کذلک سواء الاخ لاب ثم لام ثم لاب اخ کے بعد ولایت ہوگی بہن کو پھر سوتیلی بہن کو پھر دادی اولاد کو اور معین مرد عورت برابر ہیں پدر مادری اولاد کی اولاد کو ثم لابی الاب ثم لابی الاخوان ثم لابنائھم ثم لابنائھم وھلم الترتیب اولاد ھم شمعنی پھر ولایت ہوگی بقیہ ذوی الارحام کہ یعنی ہو بہنوں کی پھر ماموں کو پھر ماں کو اور ہر جگہ معین کو اور اسی ترتیب سے اوکی اولاد کو ولایت ہے یعنی ہو بہنوں کی اولاد کو پھر ماموں کی اولاد کو وعلی ھذا القیاس کذا فی الشمنی ثم مولی المولاۃ

فقہ حنفی کے اصول پر مدلل و مفصل اردو شرح
فقہ حنفی کے معتمد اور مستند مسائل کا حسین مجموعہ
قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین لاجواب کتاب
ہر مسئلہ کتاب و سنت کی روشنی میں
ہر مسئلہ کتاب و سنت کی روشنی میں
ہر مسئلہ کتاب و سنت کی روشنی میں

پہ ولایت سے تو ولی موالات کو سونپے موالات اسکو کہتے ہیں جو کسی کا ہمعہ کو کسی کا ہمعہ [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] ہو

حیث صح اجازۃ النکاح علی القول الظاہر خلافا لمن قید بما یعود الی الزوج کما مر وسیجیء بیانہ لکن فی الفتح وان کان الفضولی ابا او وصیا لم یملک تزویج الصغیر والصغیرۃ بعد البلوغ اھ فافہم وقد یجاب بان ھذا فی غیر الاب والوصی بقرینۃ ما مر من ان لھما تزویج الصغیر والصغیرۃ بعد البلوغ فافہم۔ (قولہ فاضی بکل) ای بالنکاح (قولہ حتی فی الکفو) ای بشرط ان یرضی الزوج بما یرضی بہ الولی کما فی شرح الوہبانیۃ لکن فی الفتح لو زوجہا الفاضی من غیر کفو لیس لہا ان تعترض علیہ لانہ اسقط حقہا اھ وفی حاشیۃ الحموی عن الخانیۃ لو زوجہا الفاضی من غیر کفو فل

اسکو اور اہل شام نے منع کیا اور اس کو بھی کہ جس عادر کو رکھے اسے حاجت کے باب الکفاءۃ فی النکاح
مساوا عصوبۃ او کون المرأۃ ادنی لیصیر اب کفاءت کا عرب اور عجم میں ہے اور کتاب النکاح میں کفاءت سے مراد وہ صفت
ہماری سمجھ سکا اگر ذکر ہوگا اب اور عورت کا کہ مرد سے تو اگر عورت نے اپنا نکاح کیا اپنی اصل مرد سے تو پہاں ولی کو حق تعریض نہیں اور نکاح کیا
سو نہیں ولا ہے باب الکفاءۃ فی ابتداء النکاح لقولہ علیہ السلام لا تزوجوا النساء الا الاکفاء ولا یزوجن الا الاولیاء
کی روایت تمام
یعنی مثلاً فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں ہوتا کفاءت معتبر ہے لزوم نکاح کو اسلئے جس رتبہ نکاح وہ ان کفاءت کے بھی صحیح ہے
لیکن ولی کا حق اس کی ہے برجہ اور سو نکاح ہوا تو از ہو گیا اور دوسری روایت برکفاءت کا اعتبار وہ اسی صحت نکاح کے ہے یعنی نکاح وہ ان
کفاءت کے صحیح ہیں ہوتا ہیں بجلیہ ای الرجل لان الشریعۃ نادی ان تکونی زوجا للہ فی الکفاءت کا اعتبار عورت کیجانب سو اسلئے عورت
نہ لیا انکار کر سکے کہ فاسق ہے اسے بھی کفاءت معتبر نہیں ہوتا کفاءت معتبر ہے لزوم نکاح کو اسلئے جس رتبہ نکاح وہ ان کفاءت کے بھی صحیح ہے
ل

برابر نہیں اوس سے جو کہ باپ مسلمان ہے یا جو ہے باپ اوسکا آزاد ہو اور مادر اوسکی حرہ مسلمہ ہے و من ابوہ مسلم و امہ حرۃ عتیق فولد اتہا بوبین اور مسیں رکھا باپ مسلمان ہے یا جو ہے وہ برابر نہیں اوس عورت سے جسکا باپ اور دادا دونو مسلمان ہیں و آبوان فیھما کالا باء لتمام النسب بالجد اور باپ دادا کا حر اور مسلمان ہونا برابر ہے جنایت کے اسلام اور جاری ہونے کے یعنی ولد پر جنایت کی آزادی اور اسلام میں اوس کی برابر ہے جسکے تمام رہنے کے دادا اور پردے الفقہ لا یتمثل مکاتبا فانہ مسلم بنفسہ لمعتق بنصفہ و فتح القدیر میں ہے بعید نہیں ہے برابر ہو مسلمان مفلس کی آزاد نصف سے اسم ہلو کے مسلمان کے باپ دادا اور جسکے نہ مسلمان نہیں اور آزاد کے باپ دادا مسلمان مگر آزاد نہیں تو مسیں ہے و ولاء المعتق بینھما کما مر معتق الی جمیع فلا یکافی معتقۃ الشریف اور جو مرد آزاد ہو کسی کرد ذات کا سو برابر نہیں اوس عورت کو جسکا آزاد کرنیوالا شریف ہے و اما عکسہ فلا اسلم و کفوا من اور جو مرد ہو کہ برابر مسلمان ہوا سو برابر ہوا اوس مسلمان کے جو مرد نہیں ہوا دائما الکفاءۃ بالدین فلا تعتبر الا فی البقیۃ اور کفاءت دیانت اور دو نیوں کے سو مہتبر نہیں مگر اسطرح پر فساد کے یعنی راجح اور بیکار و نور بار پر نہیں لیکن اگر رابعہ کی بیٹی نے بجائے نکاح کیا تو قاضی جوانی کرد یگا بسبب عدم کفاءت کے بلکہ اسطرح پر رفع فساد کے و تعتبر فی العرب دیانۃ و حریۃ ای تفوق فلیس فاسق کفوا لصالحۃ و افاسقۃ بنت صالح صالحا کان او لا علی الظاھر نھر اور معتبر ہے عرب اور عجم میں دیانت و پنداری کی یعنی پرہیزگاری کی تو مرد فاسق برابر نہیں عورت صالحہ کے باضافہ کے جو صالح کی بیٹی ہے فاسق خواہ صالح ہو خواہ غیر صالح بنا بر قول ظاہر کے کذا فی النھر و قالا کفاءۃ بان یقدر علی المجلل و نفقۃ شھر لو غیر محترف و الا فان یکسب کل یوم کفایتہ الی تطیق الجماع اور معتبر ہے کفاءت مال میں اسطرح کہ قادر ہو زوج مہر مجل پر بطریق روا کے اور قادر ہو اگر مہینے کے نفقہ پر اگر پیشہ ور نہو اور اگر پیشہ ور ہو تو کسب کر سکتا ہو ہر روز بقدر کفایت عورت کے قدر نفقہ ہر اوسوقت ضرور ہے اگر عورت کو جماع کی زیادتی چاہئے والا فقط مہجل کی قدرت کافی ہے کذا فی الذخیرۃ و حرۃ و مثل حائک غیر کفو لمثل حائکۃ اور برابری معتبر ہے پیشہ میں سو نہ جولاہے کو برابر نہیں مثل درزی کی بیٹی کے اسواسطے کہ جولاہا درزی سو ذلیل ہے و لا حائک البزاز و تاجر و لا ھما بعالم و قاض اور نہ درزی برابر ہے ہزاز اور سوداگر کے اور نہ وہ دونو مہر میں عالم اور قاضی کے و اما اتباع الظلمۃ فاخس من الکل و حکام ظالمین کے خدام تو سب سے زیادہ خسیس اور بدتر ہیں اگرچہ صاحب مروت اور لاد رہوں اوسواسطے کہ وہ کل ظالم اور ستم گر ہیں ہوتے ہیں و اما الوطاۃ ثم دھقن الجرکون فما حولھا کفوا للتاجرۃ و غیرہ لیس کفوا لبنت عالم و قاض و مفتی اور زمیندار جو فروتر ہیں ان میں داخل ہیں جیسے امامت اور خطبہ خوانی سو وقف کا ذلیفہ دار ہمسر ہے تاجر کا اگر ذلیفہ غیر موجب ریاضی اور فراشی و ذو قریۃ کفو لبنت لا امیر و عکسہ بالحس اور مدرس با نظام ہمسر ہے امیر کی بیٹی کا مصر میں کذا فی البحر و الکفاءۃ اعتبارھا عند ابتداء العقد فلا یضر زوالھا بعدہ اور اعتبار کفاءت کا زوج کے عقد شروع ہے سو نہ ہر نہیں کہ زوال ہو ہر کا بعد عقد کے فلو کان وقت العقد اشرف ثم فسق ثم تاب فیتسع سو اگر زوج وقت نکاح کے عورت کا ہمسر تھا پھر فاسق ہو گیا تو نکاح فسخ نہ کرا و اما لو کان دنیا ثم تجر فالاظھر لا یکون کفوا و لو عکسہ لا یکون کفوا و لا عکسہ لکن لا یفسخ اور اگر شہر سے دباغ تھا پھر تاجر ہو گیا سو اگر دباغت کی عار باقی ہو تو ہمسر نہ ہوگا اور اگر اوسکی عار باقی نہیں تو برابر ہو گا جانیہ نہر الفائق میں ہے باعتبار بحث کے نہ بنا بر روایت مذہب کے البحر و لا یکون کفوا للعربیۃ و لو کانت الجد علما و سلطانا و صلاحا فحر غیر عربی و ادعی فی البحر انہ ظاھر الروایۃ و اقرہ المصنف مرد عجمی برابر نہیں عورت عربیہ کے اگرچہ عالم ہو یا بادشاہ ہو اور بھی قول اصح ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے تابع ہے سو اور دعوے کیا بحر الرائق میں کہ یہی ظاہر الروایت ہے سو ثابت نہ کرسکا ہے کو مصنف نے اپنی شرح میں و لکن فی النھر ان فتح الحسیب بنت المنسب لیس بالبعید فیتعین کفوا للعکوسۃ بتابع و ان یکافیھا فکفو لان شرف العلم فوق شرف النسب و المال کما حررہ الزاہدی و ارتضاہ الکمال و یعتبر و الوجیہ فیہ ظاھر و لذا قیل ان عائشۃ افضل من فاطمۃ قھستانی لیکن نہر الفائق میں ہے کہ اگر حسیب کی تفسیر صاحب منصب اور جاہ کی کیجئے تو حسب والا ہمسر علویہ کا نہیں کہ نہ فی الینابیع اور اگر تفسیر حسیب کی عالم کر کیجئے تو برابر ہے علویہ کے اسواسطے کہ نہر کی علم کی فوقیت ہے بزرگی

نسب و مال سے ہو یا کم پیشہ کا بیٹی کی بات سے بزرگی اور زیادہ ہے کمال و تقویٰ اور وجہ اس کی ظاہر ہے اپنے نفیس تعلم اور ہمیشہ اس کی صحبت میں رہنا ہے
افضل بین فاطمہ ہمارے نبی سب کثرت علم کے کذا فی الشمنانی م بعضے میں تصریح ہے کہ عالم اور شاعر علویہ کا کفو نہیں تو اس روایت سے
تفصیل مما فاتنی فی شرح الوقایہ کی ہے اور قول اصح یہی ہے جو متن میں ہے بموجب قدیر کما ھو صریح عبارۃ حشی کے کذا فی حاشیۃ الرملی والخلق کفو بنت الشائخ
اور حنفی مرد کفو نہیں لیکن شایع ہے بلکہ بعضے حنفی متعصب شافعی مذہب پر طعن کرتے ہیں حالانکہ امام شافعی رکن اسلام ہیں ارکان اسلام سے اور
مجتہد حق ہیں رحمۃ اللہ علیہ تو وہ سے مقلد ہیں جو حق ہیں کذا فی حاشیۃ الرملی وھکذا عن مولانا عبد الحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ المصنف
معزز الجواہر الفتاوی اور جب یہ سوال ہو مذہب شافعی کا تو ہم جواب دیں گے اہو مذہب ہے پانچ امام کا تفصیل ان کی کیا ہو مصنف نے اپنی
شرح متن جواہر الفتاوی سے نقل کر کے جواہر الفتاوی سے متن میں یوں کہا کہ اگر ہمارا لفظ شافعی مذہب حنفی سے نکاح کیا اور باپ یا وکیل راضی نہ ہوا
تو نکاح صحیح ہے اور یہ حکم اگر شافعی مذہب سے نکاح کرے پر ہے سو اگر سوال ہو کہ یہ نکاح مذہب شافعی میں صحیح ہے یا نہیں تو ہم یہ جواب دیں گے
کہ نکاح صحیح ہے اور یہ مسئلہ کے نزدیک اور مسئلہ ہمارا مذہب ہے اور شافعی کا مذہب مرجوح اور اس مسئلہ کا باب الکفاءت سے کچھ تعلق نہیں کذا
فی حاشیۃ الرملی والقروی لکن فی السراجیہ لا عبرۃ بالبلد کما لا عبرۃ بالخال خانیہ ولا بالعقل ولا یفتی بہ فتح وھذا ھو المعلل للشافعی اور گانوں کا رہنے والا کفو ہے شہر کے رہنے والے کا اور نہ اون میں سے کا ہمسایہ نہیں جیسے خوجہ صفوی کا کچھ اعتبار نہیں کذا فی الخانیہ اور عقل کا کچھ اعتبار ہے یعنی مجنون کفو ہے عاقل کا اور نہ اون میں سے کا ہمسایہ جیسے فضو مولوی ہے جیسے جذام اور برص اور گنگ اور بہرہ ہونے سے بخلاف مذہب شافعی کے لکن فی الشرعیہ المرغینانی فی المجنون لیس بکفو لعاقل لیکن فتاوی میں منقول ہے کہ مجنون کسی عاقل کا نہیں وکذا المصنف وکذا فی شرح الوقایہ وغیرھا اور لہم ینظر بالنسبۃ الی ابیہ او امہ واجدادہ وجداتہ لان العادۃ ان الاباء یتحاکمون عن الامہات المہر والنفقۃ وغیرھا اور کفو ہے نسب کا یعنی اپنی باپ کی یا اپنی دادا کے کذا فی النہر کفو ہے بہ نسبت مہر کے یعنی مہر مثل کے چوتھائی سے کم نہ ہو کذا فی الخانیہ کفو ہے بہ نسبت نفقہ کے یعنی ایسا ہو کہ عادت یہ ہو کہ باپ اور دادا ایسے
زن اپنے بیٹوں کا مہر نہ فقد کذا فی الذخیرۃ ولو تکفل بالمہر فطالبت بہ قبل الدخول حبس حتی یدفع مہر مثلہا او یرضی الخصم بدونہ ویفرق القاضی
بینہما قبل الدخول فلا مہر لہا وان بعدہ فلہا المسمی اور اگر تفریق کر دی ولی نے دونوں میں قبل دخول کے تو وہ کہا کچھ مہر نہیں اور اگر
بعد دخول کے تفریق ہوئی تو اس کو پورا مہر مسمیٰ دینا ہوگا وکذا لو مات احدہما قبل التفریق فلیس للوارث المطالبۃ بالاتمام لانہ بمنزلۃ
النکاح بالموت جواہر الفتاوی اور یہ مہر مسمیٰ دینا ہوگا اگر دونوں میں سے کوئی مرگیا قبل تفریق کے تو ولی کو مہر مثل پورا کر دینا کچھ ضرور
نہیں ہوتا مگر اکثر ہوتے ہیں نکاح کے وقت کذا فی جواہر الفتاوی اسی واسطے ہم نے کہا ہے اما بعد دخول فلا یسقط وقالا لا یسقط وھو استحسان کما فی
تبیین الکمال یہ امر کہ ایک شخص دوسرے کو کسی عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل نہ کرے کہ وکیل نے اس کا نکاح کر دیا لڑکی سے تو نکاح نافذ ہوگا اور صاحبین نے قیاس
کو چھوڑ کر صحیح نہیں یعنی نافذ نہیں اور یہ قول استحسان یعنی قیاس خفی سے ہے یہ روایت ملتقی میں ہے ہدایہ کی بیزاری سے وجہ یہ استحسان کی یہ ہے
کہ نکاح کر لینے پر ہر ایک کو قدرت ہو تو وکیل کرنے سے عدم نفوذ کیسے ہو گی ہے کہ نکاح میں اور بارہ میں ہونے نکرنے کے دو شتر الظہار کے
قولہما احسن للفتوی واختارہ ابو اللیث واقرہ المصنف اور شرح مجمع میں ہے کہ قول صاحبین کا بہتر ہے قوت سے کیونکہ اسکو اور رسید کیا اسکو

فقیہ ابو اللیث نے روایت کیا اسکو مستفتی اپنی شرح میں وأجمعوا انه لو زوج بنته الصغيرة او مولاته لو بجكم كما امر او بمدينة او بجكم او امة فخالف او امر به بتزويجها ولم يعين فزوجها غيره كفوا صح وبجكم افتاقا اور اجماع کیا فقہا نے اسپر کہ اگر نکاح کردیا وکیل نے موکل کا اپنی نابالغہ بیٹی سے یا اپنی مکاتبہ سوا آزاد لونڈی ہوا سکی یا بیٹیوں کی یا مدبرہ سوا لونڈی سے یا ام ولد سے یا عورت سے جو مرتد ہوگئی ہو یا عورت سے جو مرتد ہوکر دار حرب کو چلی گ

نہ وکیل تو بہ نکاح موقوف ہے محمود کی اجازت پر اگر محمود نے اسکو جائز رکھا تو نکاح نافذ ہوا اور نہیں تو باطل ہو گیا نسیجی فی البیوع توقف کلام
کلھا ان لھا جیدٌ حالۃ العقد والا تبطل صغیرہ آدمی کتاب البیوع میں موقوف ہونا نام معقود وفضولی کا اگر ان عقود کا اجازت ہونا
وقت عقد کے ہو گا اور اگر حالت عقد میں انکا تحقق نہیں تو معقود باطل ہیں ولا یلزم العقران یزوج بنت عمہ الصغیرۃ اور جائز ہے چچا کے
لئے کہ وہ اپنی بیٹی کا اپنے ساتھ فاولی کبیرۃ فلا یجوز الا برضاھا ولو زوجھا بلا استیذان فسکتت او ضحکت
لا یجوز ولو زوجھا مجنونۃ او مجنونا او ابنہ او ابن ابنہ او ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابنہ او ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن

دس درم اسکا مایہ الصَّدَاقُ والصَّدُقَةُ والنِّحْلَةُ والعَطِيَّةُ والعُقْرُ بیچہ باب ضرب مہر کا صداق اور صدقہ اور نحلہ اور عطیہ اور عقر یہ سب مہر کے نام ہین اور اجرا اور علائق اور حبا اور فریضہ بھی مہر کو کہتے ہین کذا فی حاشیۃ الدنی وفی سیلاد الجوھرۃ العُقْرُ الحَدُّ الَّذِیْ وَطِیءَ بِہٖ وَفِی الْاِمَاءِ عُشْرُ قِیْمَتِہَا الْکَبْلُ وضعیف عشر قیمۃ البتیۃ اور جو مہر کے باب استطالہ مین ہین کہ یہ سیون مین مقرر مثل ہے اور نوٹ یون مین دسوان حصہ مقرر کہا کرتے ہین اور بیان حصہ یہ کا مقرر ہے اَقَلُّہٗ عَشَرَۃُ دَرَاھِمَ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا مَھْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ کذا فی الھدایۃ یعنی کم سے کم مہر دس درم ہین اور یہ حدیث ضعیف ہے اور بیہقی وغیرہ کے کہ مہر کسر دس درم ہو اور اگر یہ حدیث ضعیف ہو لیکن بسبب کثرت طرق کے اور جسمین کسی بندہ پر کوئی حجت نہین ہو سکتی گذا فی النہر ودرایۃ الا قَوْلُہٗ تَعَالٰی لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اور روایت اقل دس درم کی محمول ہے مسئلہ بخاری اور مسلم مین مسہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری مرد سے کہا تو کچھ تلاش کر لا اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور حدیث عمرو اور دین جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسنے اپنی عورت کے مہر مین دو پہر کا ستو یا کھجور کھود یا تو اسستو وطی کو طلال کر لیا حالانکہ لوہے کی انگوٹھی اور اتنے ستو اور کھجور دس درم سے نہایت کم ہین اور ایسی روایات کا شارح نے جواب دیا کہ یہ کم کی روایت ہر محمول ہے اسپر اسلیئے عرب کی عادت یہی تھی کہ بہت سی کچھ قبل دخول کے جلدا دا کرتے تھے اور یہ مہر مراد نہین کہ سوا اسکے انگوٹھی اور ستو کے اور کچھ مہر مقرر نہین کیا علاوہ اسکے حدیث جابر بھی صفحہ کو ہمارے اس قول کی تائید کرتی ہے تو قیاس نکاح کا مستلزم جائز نہین اور ایک شخص نہایت محتاج تھا جسنے سورتین قرآن مجید کی اور کہا وہ تین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکا نکاح ایک عورت سے کیا اور فرمایا لَنُکَلِّمَنَّا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ کہ مین نے تجھکو عورت کا مالک کر دیا بسبب قرآن کے جو ترے ساتھ ہے اسسے یہ نہین ثابت ہوا کہ قرآن کو مہر قرار دیا اور اسپر مسلم عورت کو قرآن کا سکھلانا شرط نہین کیا کیونکہ مطلب یہ ہے کہ حفظ قرآن کی بزرگی سے تیرا نکاح کر دیا اور اطلاق یہ ہے کہ مہر مراد کا حصہ نہ تھا خود اوا کیا ہوگا اسواسطے کہ تمام مسلمین کے اخراجات کے حضرت خود کفیل ہوا کرتے تھے وَزْنُ سَبْعَۃٍ مِثْقَالٌ کَافٍ اَلْمِثْقَالُ جانچہ گذرا دس درم جو وزن مین سات مثقال کے برابر ہین چنانچہ بیان ذکر ہو چکا دس درم شرعی کے ساڑھے اکیس اشرفی ہوتی ہین جسکو ڈیڑھ ماشہ کہتے ہین پہنچے ہوئے اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو مضروبہ یا نہ کانت اولا ولو نبقا وَتَعْتَبِرُ قِیْمَتُہٗ وَقْتَ الْعَقْدِ اَمَّا فِیْمَا یَجِبُ بِطَلَاقٍ قَبْلَ مَسِیْسٍ دس درم کی قیمت کا اعتبار عقد کے وقت ہوگا اور جو بطلاق قبل دخول کے واجب ہو اسمین طلاق کے وقت کی قیمت کا اعتبار ہوگا اگر چہ وہ کپڑا اول دس درم کا تھا لیکن جسوقت عورت کے قبضہ مین آیا تو یہ معین کا تھا گذا فی حاشیۃ الدنی فقط اَوْ عَیْنٌ اَوْ عَرْضٌ اَوْ حَیَوَانٌ وَیَجِبُ الْاَقَلُّ مِنَ الْعَشَرَۃِ اِنْ سَمَّاہُ اَوْ دُوْنَہَا اَوْ اَزْیَدَ وَاِنْ سَمَّی اَکْثَرَ یا اسسے کم کا نام لیا یعنی اگر پانچ درم کا مثلا مہر ٹھہرایا تو بھی دس ہی درم دینا واجب ہوگا اور واجب ہونگے دس سے زیادہ اگر دس سے زیادہ کا نام رکھا کتنے ہی کیون نہون زیادہ مہر کی کچھ عورتین دینا لَا یَجِبُ اَکْثَرُ مِنْ عَشَرَۃٍ اِلَّا بِرِضَاہَا اور مہر کا مرد پر اموبت اسقاطہا اور مہر کا لازم اور محکم ہونا یہ نزدیک وطی کے یا خلوت کے جو صحیح ہو گئی زوج کی طرف سے یا نزدیک مرجانے زوج یا زوجہ کے اَوْ تَزَوَّجَہَا فَمَاتَ فِی الْحَالِ یا نزدیک دوبارہ نکاح کرنیکے صحت مین صورت اوسکی یہ ہے کہ عورت کو طلاق بائن دی بعد دخول کے پھر اوسنے نکاح کیا عدت مین بطلاق وہی قبل دخول کے تو واجب ہوگا دوسرا مہر پورا اور عدت جدا گانہ واجب ہوگی مثلا اگر قبل خلوت کے اسسے اسطرح واجب ہوا کہ وجوب عدت کا ذکر نہ ہے خلوت پر کذا فی البحر اور بائن کی قید اسواسطے لگائی کہ رجعی مین نکاح دوسرا نہین اور اول ہر حال مین سوا دوسرا مہر نہین ہوا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والدنی اَوْ اِذَا لَمْ یَکُنْ رَبِیْبَۃً فِیْ حَجْرِہٖ بِخِلَافِ اِذَا لَمْ تَکُنْ کَذٰلِکَ وَاِنْ تَزَوَّجَ بِاُخْتِ الصَّغِیْرَۃِ فَاِنَّہٗ یَجِبُ الْمُسَمّٰی بِطَلَاقٍ قَبْلَ وَطْیٍ اور اگر ربیبہ نہ تھی اسکے گھر مین یعنی اسکی ماں سے نکاح کیا تھا اور ربیبہ کا حال نہ تھا اور ربیبہ کا حال نہ تھا اور ربیبہ کا حال نہ

عورت کا مہر فروخت ہے بیت اور بکری یا گیہوں سے یا مہر کی بیع سے بنا ہے اس کو اگر زوج پہلے سے نوازا اور مباشرت کا ہو گیا تو نصف مہر مسمی واجب ہو گا طلاق قبل دخول عورت کا مہر فروخت ہے بیت اور بکری یا گیہوں سے یا مہر کی بیع سے بنا ہے اس کو اگر زوج پہلے سے نوازا اور مباشرت کا ہو گیا تو نصف مہر مسمی واجب ہو گا طلاق قبل دخول والطلاق قبل الدخول ایقاع نصف مهر مثلما لو سمیت قبل الخلوة ولا شيء لها ان لم يكن خلوة نہ ہو شہاً اور اگر مباشرت سے پہلے زوج نے اس کو طلاق دی تو پورا مہر مسمی واجب ہو گا جیسا کہ بارگاہ کا ہو گا تو اس پر کوئی نصف مہر مثل واجب ہو گا اگر طلاق ہوئی عورت کو قبل دخول کے اور اگر بعد دخول کے طلاق ہوئی تو پورا مہر مثل

زوج اور مکی مالک کی بیوہ کا نکاح اس شرط پر کہ زوج اس کی کنیز بنت ترسی کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اسم سمیٰ شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح موسیٰ علیہ السلام سے کیا اور اشھد برسی یا وسل اپنی کریان جزانا مہر مقرر کرلیا اور ان سے کیفیت علی جلد ۱۰ عبدہ او امتہ واصلہ العلم رضا یا موکلا او اشیٹ آخر رضا جیسے صحیح ہو نکاح اس مہر پر کہ شہر کا غلام یا لونڈی خدمت کرے زوجہ کی یا غیر کا غلام یا خدمت کرے اجیر مالک کی [illegible] ہے یا کوئی اور ایسی خوشی خدمت کہ جو لیکن جب ہر کیونکہ خدمت ہو مگا تو زوج پر خدمت کی قیمت واجب ہو گی اور اسم سلیکہ مفوضہ [illegible] مقدار معلوم نہیں ہے [illegible] ہو ابنی ہے [illegible] کذا فی فتح القدیر و فی تعلیم القرآن للنفس یا بالاستغناء یا مال اگر واجب ہو مہر مثل [illegible] موجب نفس قرآنی کے کہ طلب نکاح کی مال سے چاہو قرآن شریف میں فرمایا کہ آن تبتغوا باموالکم یعنی نکاح طلب کرو اپنے مالوں سے تعلیم قرآن مال نہیں اسم سلیکہ تعلیم قرآن میں مہر مثل واجب کیا و بما معک من القرآن للسببیۃ او للتعلیل لکن فی النھر ینبغی التعین علی قول المتاخرین اور یہی اُزوجک بما معک من القرآن کی وہ سلیکہ سببیت یا تعلیل کے ہو یہ شارح نے وقع وقع کیا یعنی حدیث میں آیا ہے کہ حدیث میں ایک صحابی سے فرمایا کہ ازوجک بما معک من القرآن کہ میں تیرا نکاح کرتا ہوں بدلے قرآن کے جو تیرے پاس ہے تو معلوم ہوا کہ تعلیم قرآن کی مہر ہو سکتا ہے شارح نے اسکا جواب دیا کہ یہ دلیل اوسوقت میں پوری ہو گی کہ اس حدیث میں بی کا حرف فقط عوض کے معنی میں مخصوص ہوتا بلکہ سببیت اور تعلیل کے معنی اسمیں ہو سکتے ہیں یعنی بسبب قرآن یا موہونیکے یا قرآن کی برکت سے تیرا نکاح کیا تو تعلیم قرآن کا مہر ہونا ثابت نہوا چاہیئے اول باب میں اس حدیث کا بیان ہو چکا لیکن نہر الفائق میں کہا ہے کہ تعلیم قرآن مشائخین کے قول پر مہر ہو سکتی ہے کذا فی البحر الرائق اور نہر الفائق میں کہا ہے کہ متاخرین کا فتوے اس پر ہے کہ تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ پر اجرت لینا درست ہو جو پر اجرت لینا درست ہوا تو مہر ہونا بھی درست ہو گا اسواسطے کہ جسکی اجرت لینا جائز ہو اوسکا مہر ہونا بھی جائز ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ قول مفتی پر یہ تعلیم قرآن کا مہر ہونا صحیح ہے کذا فی حاشیۃ المدنی والحاصل منہ لو کان ان یعلم عبدا کاتبا او نحاتا او نحو ذلک اما الحرفۃ فلیس لہ ان یاخذ علیہ شیئا لانہ لا یعلمہ الا لیاخذ علیہ کذا استنبطہ ذھر من الاجلاء اھ اور جائز ہے جو عورت کو خدمت لینا شوہر سے بشرطیکہ شوہر غلام ہو اور اوسکی آقا نے خدمت کر سکنے کی اجازت دی ہو یعنی اگر غلام ہو جائز ہے اور مولے کی حرمہ سے نکاح کرے اور ایک برس کی خدمت مثلاً مہر ٹھہرا دی تو درست ہو اسواسطے کہ خدمت کرنیمیں غلام کی ذات نہیں لیکن جو خدمت کرنا زوجہ کی جو اسواسطے کہ اسمیں ذلت اور اہانت ہو اور اسطرح زوجہ کو شوہر سے خدمت لینا حرام ہے جنانچہ نہر الفائق میں ہے بدائع سے ولا تجب خدمۃ المثل فیما لا یلیق بھا او لم یسم لھا شیئا او تزوجھا علی ان یخدمھا او یخدم ابویھا او اجنبیا او اجنبیۃ او علی ان یعلم ابویھا او اجنبیا او اجنبیۃ القرآن او شیئا من التعلیم او علی ان یحج بھا او بابویھا او باجنبی او اجنبیۃ فلھا مھر المثل اھ اور واجب ہو مہر مثل اوس صورت میں جب کہ مہر کا نام نہ لیا گیا یعنی نکاح کیا اور مہر کے ذکر سے سکوت کیا یا نفی مہر کی کی یعنی یوں کہا کہ ہمنے نکاح کیا بدون مہر کے تو مہر مثل واجب ہو گا اگر ولی کی موجودگی نے یا دو نومیں سے ایک مر گیا ہو اور سوقت بھی دونوں شوہر راضی ہو گئے ہوں کسی چیز پر جو مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہو اور اگر کسی چیز پر راضی ہو گئے ہوں تو وہی چیز واجب ہو گی مہر مثل کی کچھ ضرورت نہیں او یسمی خمرا او خنزیرا او ھذا الحمل او ھذا العبد او ھو حر او ھذا المیت یا نام شراب یا سور کا مہر ہیں تو مہر مثل واجب ہو گا اسواسطے کہ شراب اور سور مسلمان کے حق میں مال نہیں یا شاۃ یکایک ایک برس کیٹرت اور کما کہ بھیڑ مہر ہے حالانکہ وہ شراب ہو یا ایک شخص کیطرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ غلام مہر ہے حالانکہ وہ حر ہے تو مہر مثل واجب ہو گا اسواسطے کہ تسلیم کرنا اوسکا مستحیل ہے اور اسطرح تسلیم حر اور خنزیر بھی متعذر ہے کہ مسلمان کے کام کے نہیں او دابۃ او ثوبا او دارا او لم یسم جنسہا بخش الجھالۃ یا نام لیا مہر میں جانور کا یا کپڑے کا گھر کا اور زمین کا یا انکی جنس کو کہ کون جانور گھوڑا یا بیل اور کون کپڑا اطلس یا گزی اور کیسا گھر کیا یا کچا تو ایسا مہر صحیح نہیں بسبب کثرت جہالت کے کہ کچھ امتیاز نہیں ہو سکتی لہذا ان صورتوں میں مہر مثل واجب ہو گا وتجب متعۃ ان لم یسم او سمی ما لا یصلح مھرا او سمی ما لا یصلح مھرا کالخمر او سمی ما لا یصلح مھرا کالخمر او سمی ما لا یصلح مھرا کالخمر

نصف مہر مثل لو الزوج غنیا او لا یتقص عن خمسۃ دراھم لو فقیرا اور اوسط سے تین کپڑے ہیں ایک کرتی دوسرا اوڑھنی تیسرا سوا دو سیر سے زیادہ نہ ہو ان میں کپڑوں کی قیمت نصف مہر مثل ہے اگر زوج امیر ہے اور کم سے کم پانچ درہم ہے اگر زوج متوسط ہے اور تقدیر المتعۃ بحال الیسار کما تقدر نفقۃ المعسر بحال العسار ہے یعنی اگر زوج مالدار ہے تو جیسا کپڑا اس کی متعہ میں دینا ہے ویسا ہی کپڑا نفقہ میں دینا ہے اور اگر زوج تنگدست ہے تو جیسا کپڑا اس کی نفقہ میں دینا ہے ویسا ہی کپڑا متعہ میں دینا ہے اور اگر ایک غنی ہے اور دوسرا فقیر تو کپڑا متوسط چاہیے ہو کذا فی حاشیۃ الدرنی وتستحب المتعۃ لکل مفارقۃ الا من سمی لھا مھرا ولم یطأھا ولم یخل بھا فلا متعۃ لھا بل لھا نصف المسمی ہے یعنی ہر مطلقہ کو متعہ دینا مستحب ہے مگر جس عورت کا مہر مقرر ہوا ہو اور اس کو صحبت نہ کیا ہو اور نہ اس کے پاس خلوت کیا ہو تو اس کو متعہ دینا مستحب نہیں بلکہ نصف مہر مقرر دینا واجب ہے اور جس عورت کو متعہ دینا مستحب ہے وہ ہر مطلقہ ہے سوا اس عورت کے جو کہ مہر معین ہوا اور مطلقہ ہوئی قبل وطی کے تو اس کو اسلئے متعہ نہیں بلکہ نصف مہر مقرر واجب ہے اور جس کی وطی ہوئی اس کو مہر معین ہوا ہو تو مطلقہ عورتیں چار ہوئیں ایک وہ مطلقہ جس کی وطی نہیں ہوئی نہ مہر معین ہوا تھا تو اس کو واسطے متعہ واجب ہے دوسری وہ مطلقہ جس کا مہر معین ہوا تھا اور وطی نہیں ہوئی تو اس کو متعہ دینا مستحب نہیں تیسری وہ مطلقہ جس کی وطی ہوئی اور مہر معین نہ ہوا تھا تو اس کو مہر مثل واجب ہے چوتھی وہ مطلقہ جس کی وطی ہوئی اور مہر معین ہوا تھا تو اس کو نہ متعہ دینا مستحب ہے نہ مہر مثل واجب ہے کذا فی حاشیۃ الدرنی والمعطاۃ وکما فرض بالرضا فیھما وفرض القاضی فی معنی الاصل بعد العقد الحال عن المھر او زید علیہ یا سرّی فانھا تلزمہ بشرط قبولھا فی المجلس او قول ولی الصغیر ہے یعنی جس طرح مہر مقرر ہوا ہے عقد کے وقت یا اس کے بعد زیادہ کیا ہے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے قاضی کے حکم سے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے یا اس کے بعد زیادہ کیا ہے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے مگر مہر سری کی زیادتی لازم ہوگی بشرطیکہ عورت مجلس میں اس کو قبول کرے یا ولی صغیر کے کہنے سے زیادتی لازم ہوگی اور صورت صغیر کی یہ ہے کہ باپ یا وصی نے نکاح کیا ہو کذا فی حاشیۃ الدرنی والمعطاۃ وکما فرض بالرضا فیھما وفرض القاضی فی معنی الاصل بعد العقد الحال عن المھر او زید علیہ یا سرّی فانھا تلزمہ بشرط قبولھا فی المجلس او قول ولی الصغیر ہے یعنی جس طرح مہر مقرر ہوا ہے عقد کے وقت یا اس کے بعد زیادہ کیا ہے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے قاضی کے حکم سے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے یا اس کے بعد زیادہ کیا ہے اسی طرح مہر مقرر ہوا ہے مگر مہر سری کی زیادتی لازم ہوگی بشرطیکہ عورت مجلس میں اس کو قبول کرے یا ولی صغیر کے کہنے سے زیادتی لازم ہوگی اور صورت صغیر کی یہ ہے کہ باپ یا وصی نے نکاح کیا ہو

وبقاء المہر وحینئذ تسقط الظاھر ہے یعنی اگر زوجہ نے مہر کو معاف کر دیا ہو یا زوجین کی تراضی سے یا بسبب ملے کے قاضی کے مہر مثل کو بعد نکاح کے جو فالی تمام مہر سے یا جو مہر کو معین پر بڑھا دیا ہو یا اس کو ولی نے زیادہ کر دیا ہو یا اس کو ولی نے توسیعہ زیادہ کرنا زوج پر لازم ہوجانا ہو بشرطیکہ قبول کرے عورت کے مجلس میں یا قبول کرنے ولی صغیر کے یہ زیادتی لازم ہوگی اور صورت صغیرہ کی یہ ہے کہ باپ یا وصی رہتے زوجیت کے بارہ قبل ظاہر کے کرانی السر تو اگر زوج نے کہا کہ میں نے تیرا مہر زیادہ کر دیا تو صحیح ہوگا اسی طرح کہ زیادتی محمول ہے اور اگر بعد طلاق بائن کے یہ کہہ مرجایا وہ کیا تو صحیح ہوگا اور اسطرح کہ زوجیت باقی نہیں رہی وفی الکافی صحّ الاسکاط زیادۃ الف لزمہ الف ان اقتضاہ علی الظاھر ہے اور کافی میں یوں ہے کہ زوج نے نکاح کی تجدید کی ہزار درہم زیادہ کر کے تو اسید ور دینا لازم آویں گے بشرطیکہ ظاہر کے کرانی الصغیر دو ہزار اسی طرح لازم ہوگا کہ ایک ہزار اول نکاح کے اور ایک ہزار دوسرے نکاح کے وفی الحاویۃ لو وھبتہ مھرھا ثم ارتدا معا ثم اسلما لم یعد قبلت حتی تجدد حل الزیادۃ وفی البزازیۃ لا تسقط الا بقبض بلا قصد الزیادۃ اور خانیہ میں ہے کہ اگر زوجہ نے زوج کو مہر بخش دیا پھر اقرار کیا زوج نے اُنہوں کا اور قبول کر لیا عورت نے تو صحیح ہے اور یہ محمول ہوگا صرف زیادہ کر دینے پر اور بزازیہ میں ہے اشبہ یہ ہے کہ یہ اقرار صحیح نہیں بدون قصد زیادتی کے کما یسقط کلھا بالتصدیق بالمفروض فی العقد بالنصف یعنی جو مہر کہ مقرر ہوا بعد عقد کے بڑھ گیا ہو اسکی تصدیق ہوگی طلاق قبل وطی میں واسطے مخصوص ہونے تنصیف کے عقد کے مفروض تھا جب بموجب نص قرآن کے قرآن میں ارشاد ہوا فنصف ما فرضتم یعنی آدھا مہر مفروض دینا لازم ہے اور عرف میں مفروض اسی مہر کو کہتے ہیں جو عقد کے وقت مقرر ہوا ہو اسکو جو بعد عقد کے مفروض ہوا زیادہ ہوا ہو تو کل المتعۃ فالاول ونصف الثانی فالثانی لکل واجب ہوگا متعہ اول صحیح تھا یعنی مفروض بعد العقد میں اور واجب ہوگا نصف اصل مہر کا تھا صحیح تھا یعنی زیادت علی المسمّی میں وصحّ حطّھا کلّہ او بعضہ عنہ قبل او لا وعن محمد بارد بھا اور صحیح ہے ساقط کر دینا عورت کا کل مہر کو یا بعض کو شوہر سے قبول کرنا یا شوہر کے زیادہ قبول کیا ہوا اور پھر اسی پر سے کہ کرانی الجوہرۃ یعنی زوجہ اگر زوج سے اپنا مہر معاف کر دے تو صحیح ہے خواہ زوج قبول کرے یا نہ کرے یہاں تک کہ اگر بعد موت زوج کے یا طلاق بائن کی بھی معاف کر گئی تو معاف ہو جائیگا لیکن اگر زوج یہ کہے کہ مہر کا معاف کرنا میں نہیں مانتا تو البتہ نہ معاف ہوگا اور شرح طحاوی ہے کہ صورت اپنی مرض الموت میں نہ ہو تقاط کرے اور تقیید میں ہے کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ میں تیرے پاس نہیں آؤں گا جب تک تو مہر سے ابرا نامہ سپرد نہ دے ابرا کیا صحیح ہوگا اسی طرح کہ مہر معاف ہو گیا اسی طرح کہ رشوت میں آیا ہے کہ اگر تیرا مہر معاف کر دوں تو مجھ سے ابرا کر دے تو صحیح ہوگا اسی طرح کہ اگر زوجہ نے کہا کہ تو مجھ سے ابرا کر دے تو میں تجھ سے ابرا کر دوں گی تو صحیح ہوگا اسی طرح کہ اگر زوجہ نے کہا کہ تو مجھ سے ابرا کر دے تو میں تجھ سے ابرا کر دوں گی تو صحیح ہوگا اسی طرح کہ اگر زوجہ نے کہا کہ تو مجھ سے ابرا کر دے تو میں تجھ سے ابرا کر دوں گی تو صحیح ہوگا

من البحر والخلوة مبتدأ خبره قوله الآتي كالوطء اور لفظ خلوت کا مبتدا ہے اور خبر اور کسی مصنف کا آئندہ قول کالوطی ہے یہاں سے احکام خلوت معہ کے شروع ہوئے خلوت صحیحہ رابہ وطی کے ہے بنظر فرع مواقع کے اور مبتدا اور خبر میں سوائے کا بیان ہے بلا مانع حسی او شرعی او طبعی کی وجہ ثالث عاقل ذکر کما ذکر ابن الکمال وجعلہ فی الاسرار من القسم الحسی وعلیہ فلیس الطبعی مثالا مستقلا خلوت بدون مانع حسی کے مانند وطی کے ہوا مانع حسی وہ جو حواس سے معلوم ہو جیسے زوجہ یا زوجہ کا ایسا بیمار ہونا کہ مانع وطی کا اور خلوت بدون مانع حسی کے زوجہ اور زوجہ میں سے کسی شخص عاقل کا موجود ہونا ایسا ذکر کیا ابن کمال نے اور وجہ ثالث کے اسرار میں مانع حسی سے مجھا جاتا ہے تو اس کو بقول بعضے کوئی مستقل مثال نہیں ہے و شرعی کما حرام لفرض او نفل او مانع شرعی جیسے احرام فرض حج کا یا نفل حج کا و من الحسی ان کان بغیرھا او فیھا او فی احدھما بالسکون عظم او حمق لا بفتحتین عنۃ او صغر لو من زوجہ لا بطاق معد للجماع اور مانع حسی سے رتق ہے رتق بفتحتین یعنی تلاحم کے یعنی شرمگاہ کا ایسا بند ہونا کہ دخول ممکن نہ ہو اور مانع حسی سے قرن ہے قرن بالسکون عظم ہے یعنی ایسی ہڈی شرمگاہ میں جو مانع ہو دخول کی اور بعضوں قرن کو قرنۃ بفتحتین کہتے ہیں اور بعضے کوشت زائد کہ کہتے ہیں اور مانع حسی سے عفل بفتحتین محرکہ سے تامو سیں میں کہا کہ عفل ایک خصیہ ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں نکلتی ہے یعنی مثل ذکر کے ہے جیسے فوطہ بڑھنے کی بیماری مرد کو ہوتی ہے اور بحر الرائق میں کہا کہ عفل ایک مشود ہے کہ عورت کی شرمگاہ میں نکلتی ہے یعنی مثل ذکر کے اور مانع حسی سے رکن ہے اگر چہ زوجہ ہی کا سن ہو ایسا اگر کہیں کہ قدرت ہو اس حال کے ساتھ جماع کرنیکی وبالا وجہ ثالث منھما ولو ناسیا او اعتمر ان یاتی الثالث صغیرا لا یعقل بان لا یعقل جماعا یکون بھما او مجنونا او مغمی علیہ لکن فی البزازیۃ ان فی اللیل صحت لا فی النھار وکذا لا عکسہ فی الاصح او حجارۃ احدھما فالاصح به یفتی مستبغی اور مانع وطی کے ہے بدون موجود ہونے تیسرے شخص کے زوجین کے ساتھ اگر یہ شخص ثالث مذکورا ہو یا مانع ہو خلوت کا مگر سمجھ کر تیسرا شخص صغیر لایعقل لیا جو کہ بیان نہ کر سکے جو وجود نہیں ہونا ہوا دیوانہ یا بیہوش ہو تو خلوت زوجین کا مانع نہیں لیکن بزازیہ میں ہے کہ اگر خلوت رات میں ہے اور یوں ہی بیہوش پاس ہو تو خلوت صحیحہ ہے اور دن میں خلوت صحیحہ نہیں اسی طرح مجنون کو کبھی اور اکثر ہوتا ہو اور بیہوش گاہی ہوتا ہے اور ایسا ہی حال اندھے کا ہے قول اصح میں یا شخص ثالث نوڈھی ہو نزدیک زوجہ کے تو لوگ کہا کرتا ہوا نزدیک زوجین کے پاس خلوت کا مانع نہیں بھی قول مفتی بہ ہو کذا فی التبیین جر الرائق میں کہا کہ جاریہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا جاریہ مانع خلوت کی نہیں زوجین کی ہوا اور کسی کی اور بعضوں نے کہا کہ وجہ کی جاریہ مانع ہے خلوت کی بخلاف جاریہ زوج کے اور مختار یہ ہے کہ زوج اور زوجہ دونوں کی جاریہ مانع خلوت کی نہیں کذا فی المحاذاۃ اور یہی پر فتوے ہے کذا فی التبیین اور امام شمسی نے مبسوط میں کہا دونوں کی جاریہ مانع ہو خلوت کی اور یہی ہے قول امام اور صاحبین کا اسی طرح کہ بڈھی کے روبرو جماع کرنا زوجہ سے ہو سکتا انتہے علی الخصوص زوجہ کی حاضرہ کی روبرو وطی کرنا کسی طرح حلال نہیں اسی طرح وہ اجنبی ہے زوج سے اور لائق نہیں ہے اس کا دیکھنا کہ یہ اقوال عدول دیکھے کہ یا بعضا رد روایت اور روایت کے قوی ہے اور عجب ہے کہ امام اور صاحبین کی مخالف قول کو مفتی بہ قرار دیجئے اور متن میں داخل کیجئے حالانکہ کسی طرح لائق ترجیح کے نہیں کما فی حاشیہ المدنی عن الشرنبلالی الحمشی والکلب ھینہ ان کان عقورا مطلقا او الغیر وعذری ان کلبہ لا یعتبر مطلقا او کالثور خبیثہ ولا یکلب عقورا او کان لہ لا یعتبر ورکنے کے کا ہونا زوجین کے پاس مانع ہے خلوت صحیحہ کا اگر کھلا ہو تو مطلق مانع ہے زوج کا کتا ہو یا زوجہ کا رات کو ہو یا دن اور فتح القدیر میں کہا کہ میرے نزدیک زوج کا کتا مطلقا مانع خلوت کا نہیں کتا ہو یا نہ ہو اسی طرح کہ اپنے ناک کو ہر کہ معتاد کاٹتا ہو تو وہ بھوک وطی پر قادر ہو گا یا کتا زوجہ کا ہو تو اسکا ہونا مانع ہے خلوت کا اسی طرح کہ زوجہ کا کتا اپنی بی بی کو مرد کے تئیں حکم غضب میں آ کر گیا اور حملہ کر گیا اور اگر کتا نہ ہوا کتا ہوا اور زوج کا ہو تو مانع خلوت کا نہیں اسی طرح کہ کلب عقور اپنے مالک کو نہیں کاٹتا چنانچہ فتح القدیر کی روایت میں مذکور ہو چکا وفیہ منہ علم صلاحیۃ المکان کحسی وطبعی وھو ما یوجد بہ ویثبت بہ ما لم ممنوع وما لا فلا اور باقی رہا مانع حسی سے عدم صلاحیت مکان کی یعنی مکان لائق وطی کے ہونا جیسے مسجد اور راہ اور بیابان اور چھت بدون پردہ کی اور کوٹھی

نہ کہا ہو اور نہ کہا ہو اسلئے کہ یہ کنایات آدمی وقت ہے غالبین اور باقی ہی مانع شرعی کی وہ صورت ممکنہ زوجہ کہ یہ ہے اسلئے کہ یہ قدرت وطی کی دون صورت نزدیک شرعاً متصور نہیں فصوصاً التطریح واللطم ونحوہ والکنایات والتقبیل عذر مانع لصحتہا فلا یصح الکفالۃ بالاعسار فسادہ مُقَاتَلَۃٌ اَوْ اَوْکَلَ نَاسِیًا اَمْسَکَ قَلِیْلًا اَوْ تَعَمَّدَ وَکَانَ کَثِیْرًا اَسْقَطَ الْکَفَّارَۃَ یَأْس اور روزہ نفل کا اور نذر اور کفارات اور قضا کا مانع نہیں ہے [illegible] کا قول اصح ہے ان اسلئے کہ ان روزوں کے ترک نہیں کفارہ نہیں اور مفاسد اس تعلیل کا یہ ہے کہ اگر سائل پر کفارہ لازم ہوتا تو اسکے لئے کیا پورا صورت سے وطی کرنے کی زجر حلوت صحیحہ ہو گئی اسلئے کہ یہیں کفارہ نہیں جیسا کہ اسکی تفصیل کتاب الصوم میں مرقوم ہو چکی اور یہ حلوت جو کفارہ کو ساقط کرے سوائے صحت خلوت کا نہیں کہ ترکی الصوم الدائم صوم رمضان اداءً وصلوٰۃ الفرض فقط بلکہ موانع خلوت حکماً صوم ہے اور دو ماہ رمضان کا اور نماز فرض قطعاً حواء نماز اداءً کی سوا قضا کی آدمی باقی رہ گیا موانع شرعیہ سے وہ اطلاق حلوت یہ یعنی رتج کہا صورت سے کہ اگر میں تیرے ساتھ خلوت کروں تو تجھکو طلاق ہے پھر اسسے خلوت کی تو طلاق واقع ہو گئی زوج فقد نصت صحیحاً اسلئے کہ خلوت کرنے ہی سے عورت مطلقہ ہو گئی تو وطی حرام ہو گئی فی الواقعات اور زیادہ اور خلاصہ میں ہے کہ اس طلاق میں عدت واجب نہیں کذا فی ہامشہ الوطی یَجِبُ بِہِ الْمَہْرُ وَلَوْ کَانَ الزَّوْجُ صَبِیًّا اَوْ عِنِّیْنًا اَوْ خَصِیًّا وَتَثْبُتُ اَن اَظْہَرَ اَلَہٗ وَلَا یَکْفِیْہِ مَوْقُوْفًا یعنی خلوت بدون موانع مذکورہ کے برابر وطی کے ہے ہمارا حکام ہیں جبکہ زوج کہ آلہ سے اگرچہ زوج معظوم اذکر والفحیلین ہو یا نامرد ہو یا مخصی ہو جو تاہم یکے نہ ہو یا مجبوب نہ ہو کے کھل کٹا ہوا ہو مرد ہونا اسکا ثابت ہو گیا جو آلہ اسکی خلوت مانند وطی کے ہو گی اور اگر خنثے کا حال ظاہر ہو کہ مرد ہے یا عورت تو اسکا نکاح موقوف رہیگا حال ظاہر ہونے تک تو اسپر خنثے کی خلوت مانند وطی کے نہیں وَمَا فِی الْبَحْرِ فَلَہَا شَیْءٌ عَلٰی ظَاہِرِہٖ کَمَا سَیَأْتِیْ فِی الَّذِیْنَ اور خنثے کا مسئلہ عورت کا سائل ہوا ہے اور شاید میں ہے وہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں جیسا کہ سو خوب بیان کیا ہے جو فائدہ ہیں ہم شہادہ میں کہا ہے کہ اگر خنثے کے باپ نے اسکا نکاح مرد سے کیا پھر عورت سے اور اس سے وطی کی تو جائز ہے اور اگر مرد وطی کرے تو مجھکو اسکا علم نہیں اور اگر خنثے کے اپنے اسکا نکاح عورت سے کیا پھر خنثے نے عورت سے وطی کی تو جائز ہے اور نہیں تو اسکی مدت مقرر ہو گی جیسی کی مانند اتھو عبارۃ اس عبارت سے وہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ظاہر ہونے حال خنثے کے خلوت کرنا اسکو جائز ہے اور فائدہ میں مبسوط سے نقل کیا کہ نکاح خنثی کا قبل ظاہر ہونے اسکے حال کے موقوف ہو بہ بالغ ہونیکے اگر خنثہ مرد ہو نکلا اور نکاح عورت سے نکلا تو نکاح صحیح ہو گا اور اگر مرد سے نکاح ہوا تھا تو نکاح باطل ہے اس عبارت سے صریحاً ثابت ہوا کہ خنثے کو خلوت کرنا قبل ظاہر ہونے اسکے حال کے صحیح نہیں وھذہ عن تصحیح الوھبانیۃ قلت کیون التقیۃ کمرض اوضعفہ جلفۃ اقول یہ ہے اور فائدہ میں ہے شرح وہبانیہ سے اگر ہمارا ہی ہوتی ہے ہمارا ہی بیماری سے یا ضعف پیدا ہیش سے یا رازی تصحیح ہے اوس سوال کا ہے جو فائدہ کی عبارت پر وارد ہوتا ہے فائدہ میں کہا کہ اگر خنثے بعد بالغ ہونیکے جماع پر قادر ہوا تو ہمکو مدت مقرر ہو گی مانند عنین کے اس عبارت پر سوال لگتا ہے کہ ناامردی تو در رازی معرین ہوتی ہے بلوغ کیونکر تو تحریر شرعیت کا زمانہ ہے اسوقت میں نامردی کیونکر متصور ہو شارح نے کیا جواب شرح وہبانیہ سے نقل کیا کہ نامردی فقط بیری پر موقوف نہیں بلکہ بیماری اور ضعف خلقت سے بھی ہو تی ہے کذا فی حاشیۃ الحموی فی ثبوت النسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم یعنی خلوت صحیحہ مانند وطی کے ثابت ہونے نسب میں اگر چہ خلوت زوج معظوم الوصف سے ہو مناسب یوں تھا کہ مانن ثبوت نسب کو احکام خلوت صحیحہ سے شمار کرتا اسواسطے کہ نسب تو جبھی متعدد سے ثابت ہوتا ہے جبکہ خلوت ہر صورت موقوف نہیں وقد تکلف للکل المسلک ومکمل المقل بلا استیفاء اور خلوت مانند وطی کے ہے مہر مسمی اور مہر مثل تسمیہ کے ثابت اور محکم ہو جاتے ہیں یعنی مہر مسمی وطی سے مہر مثل غیر مسمی میں زوج پر لازم ہو جاتا ہے ویسا ہی خلوت صحیحہ سے بھی وہ واقع ہو جاتے ہیں والنفقۃ والکسوۃ اور خلوت مانند وطی کے ہے نفقہ اور کسوہ لازم ہونے میں یعنی نکاح کے بعد اگر خلوت صحیحہ کرے طلاق سے تو زوج پر نفقہ اور کسوہ عدت لازم ہو گا والبیتوتۃ وحق الزفاف بہا وان لم یطأہا فی الاصح اور خلوت مانند وطی کے ہے وجوب عدت میں اور منکوحہ کی ہیں نکاح اور اسکو سوا ہو جاتا

عورتوں کے نکاح حرام ہوتے ہیں اسکی عدت کے اندر یعنی عورت سے نکاح کیا یہ خلوت صحیحہ کے بعد اور اسکی عدت میں اسکی بہن سے نکاح حرام ہے اور سیطرح سوا اوس عورت کے اور چار عورتوں سے نکاح کرنا اوسکی عدت میں حرام ہے وہ عورت کہ نکاح باقی ہے اور خلوت ماننا دطی کے ساتھ ہے اور لونڈی کے نکاح حرام ہوتے ہیں یعنی منکوحہ بعد خلوت کے مطلقہ ہوئی تو اوسکی عدت میں لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے وہ عورت کہ باقی ہے طلاق فی حقہا اور خلوت ماننا دطی کے ہو وقت طلاق کے رعایت کرنیمیں عورت کے حق میں یعنی جیسے بعد دطی کے سو اوسکے کہ بعد خلوت صحیحہ کے بھی طلاق رجعی ہے نہ حیض میں ویسے ہی بعد خلوت صحیحہ کے بھی وقت طلاق کی رعایت رکھو چنانچہ اوسکی تصریح کتاب الطلاق میں آویگی بالعکس ہے حکم طلاق بائن آخر الختیار اور سیطرح خلوت ماننا دطی کے ہو دوسری طلاق بائن پڑتی ہیں بنا بر قول تمہارے یعنی خلوت کے بعد ایک طلاق بائن دی ہو پھر عدت کے اندر دوسری طلاق بائن دی تو دوسری طلاق واقع ہوگی قول مختار میں اور اگرچہ پہلی طلاق بلفظ صریح تھی لیکن وہ بھی وہکے بائن ہے علما کے نزدیک ہتھیا ظا اور مفہوم تصریح کی حاشیہ ملتقط اور مغنی میں ہے جبکہ زیادہ خوف ہو وان ریکسے فلا یأتی کالوطی فی حق نفی الاحکام کالغسل نہیں ہے خلوت برابر دطی کے بقیہ احکام کے حق میں جیسے غسل میں یعنی دطی سے زوجین پر غسل واجب ہوتا ہے اور خلوت صحیحہ سے نہیں ولا احصان اور نہیں ہے خلوت صحیحہ ماننا دطی کے ثبوت احصان میں یعنی دطی سے حکم احصان کا ثابت ہوتا ہے اور خلوت صحیحہ سے محصن گرنا کرے تو سنگسار ہونیکو فی الخلوت والیکی وھو الصحیح اور نہیں ہے خلوت ماننا دطی کے بیٹیوں کی حرمت میں یعنی مرد سے جس عورت سے دطی کی تو اوسکی بیٹی مرد پر حرام ہے اور خلوت سوا اوس عورت کی بیٹی حرام نہیں وصہا الا فی اور نہیں خلوت ماننا دطی کے عورت کو حلال ہونیمیں پہلے زوج کیواسطے یعنی مطلقہ ثلثہ زوج ثانی کی دطی سے زوج اول پر حلال ہوتی ہے اور زوج ثانی کی خلوت سوا اوسکو حلال نہیں ہوتی والزنجانی اور نہیں خلوت ماننا دطی کے حرمتین میں یعنی دطی کے بعد طلاق دینیمیں حرمت ہے اور خلوت کے بعد طلاق دینے میں حرمت نہیں اسواسطے کہ بعد خلوت کے طلاق رجعی نہیں رہتی کما بائن ہو جاتی ہے چنانچہ ذخیرہ وغیرہ میں اسکی تصریح موجود ہے کما فی حاشیۃ الدری والمدارات اور نہیں خلوت ماننا دطی کو حق میراث یعنی اگر بعد خلوت کے طلاق دیا اور عدت میں زوج مرگیا تو عورت سے وارث ہوگی مرد کی بخلاف دطی کے وتجب بہا کما کان لہا بالختار قول مختار وغیرہ ذالک کما نظمہ صاحب الدرر فقال اور بریں خلوت والی عورت کی مثل باکرہ عورتوں کے ہوتا ہے یعنی جیسا باکرہ کو بعد خلوت کے طلاق بائن تو اوسکو نکاح ثانی ماننا باکرہ عورتوں کے ہوگا اور سوا اوسکے اور احکام میں نہیں خلوت دطی کی مانند نہیں جیسے اجازت نکاح موقوف کی خلوت سے نہیں ہوتی بخلاف دطی کے چنانچہ کو نہ الفائق کے مصنف نے نظر کیا اوپر کما وحاوی الزاہدی فی فتاوی وغیرہ وبذا العقد الخ اور خلوت کرا زوج کیا مانند دطی کے ہے چند صورتوں میں اور مانند دطی کے چند صورتوں میں اور اس نظم سے جو کہ موئید کئی اوپری احکام خلوت کی حصول ہے وتکمیل مہر فی اصل کذا نسب وانفاق سلف ومنہم اخت مقبول خلوت برابر ہے دطی کے تکمیل مہر میں اور وجوب عدت میں اور سیطرح ثبوت نسب میں اور فقہ وہنیمیں اور قسمی میں اور سن کے نکاح متع صحیحہ میں مقبول ہے جیسے قول علما کے نزدیک مرد وزن میں ہے وانہم دلکذا قالوا الا باء ولقد واعتوا زمان وافی فیہ تحیل اور خلوت ماننا دطی کے ہر چار عورتوں کے نکاح حرام ہونیمیں اوسکی عدت کے اندر سیطرح علمانے توئیدوں کو کما ہے اور مقرر رعایت کی ہے علمانے زمانہ فراق کی جیسیں وصت کرا جو یعنی طرح کہ وقت طلاق دیتا جاتا ہے تعیین کی سے واوقعوا فیہ تطلیقا اذا الخ وقیل لا اذا الصواب الاول القیل اور واقع ہے علمانے طلاق کے اندر وشرعی طلاق جبکہ وہ لاحق ہو اول طلاق سے اور بعضوں نے کہا کہ دوسری طلاق نہیں واقع ہوتی اور درست پہلا ہی قول ہے واما المختار فلا احصان یا اہل وجیہ وکذا التوریث معقول لیکن وہ احکام نہیں خلوت مشابہ دطی کے اول اوسمیں وصال ہوا ہے دوسرے مقصود اور جیسے ہوا اور سیطرح درایت منقول ہے سقوط وطی واحلال لہا اول ثم بقی بعد نکاح البکر مہار کل اور ساقط ہونا دطی کا یعنی جیسے ایکبارہ دطی کی تو اوسکا مطالبہ ساقط ہو گیا اوہ اگر تفقط خلوت کی تو زوجہ کو دطی کے مطالبہ کا

حق سے اور طلاق دینے کا یعنی زوج ثانی نے اگر عورت کو بعد خلوت کے طلاق دی تو زوج اول کو پہنچے عورت نہ حلال ہوگی تاآنکہ ولی وطی کرے اور اسپر صحیح ہوا ہے
یعنی باکرہ کیلئے خلوت والی عورت کا حکم ہوبیٹھنا ان دلیل ہے اوسکے سکوت تمام مقام نفی کے ہے باکرہ کی مانند کما الکشی والتلفیق ماشئت
عبادۃ ۔ قولہ بل تکمیل اسپر دلالت کرتا ہے رجوع کرنا یعنی زوج نے قسم کھائی کہ زوجہ سے جماع نہیں وطی کرونگا پھر اگر قسم پوری کی تو طلاق
اگر ہوئی ۔ قولہ لا مرأۃ مذکر میں وطی کی تو اوسکو فی کتب ہیں یعنی کوچ ثانی ہیں وہ مطیر ہے رجوع کی تو ایلاء کے واپسی رجوع وطی کرنے سے ہوتا ہے
نہ خلوت سے اور اسپر شرح کفایہ و دیگر علماء کہ خلوت صحیحہ سے واجب نہیں ہوتا اور وطی سے کفارہ واجب ہوا اور اسپر صحیح خلوت سے عبادت حج اور صوم اور
حاشیہ میں ہوتے بخلاف وطی کے اور اسپر صحیح خلوت سے غسل واجب نہیں ہوتا علاوہ وطی کے اور غسل کے تکمیل ہوئی اور ان مسائل کی متین خلوت مانند
وطی کے نہیں ولیوا فرقا فقالت بعد الدخول وقال الزوج قبل الدخول فالقول لها لانکارها استوفیٰ نصفی المهر ان کان
الوطی اذ گواہ ہائی ہوئی زوج اور زوجہ میں سو زوجہ نے کہا کہ مجھکو طلاق دے بعد دخول کے اور زوج نے کہا قبل دخول کے تو عورت کا قول معتبر ہوگا
منکر ہونے عورت کے مستوفا نصف مہر کو اگر یہ عورت منکر ہو وطی کی تو بھی اوسیکا قول معتبر ہوگا اور پورا مہر اوا کریگی ولو اقر تمکنه فی الخلوة فان یدعی
صحت ولا یعلم الا الیک اصالتوا ثبات کما فی خزانة المفتین و اگر شہادت قائم کرے مرد نے واپس زوجہ نے کو خلوت میں تو اگر
زوجہ باکرہ ہو تو خلوت صحیحہ ہوئی اور اگر باکرہ نہیں تو خلوت صحیحہ نہوئی اسواسطے کہ باکرہ کی وطی نہیں ہوتی گزر بدیں سے چنانچہ بھی تفصیل کی
ہے طرابلسی نے اور ثابت کرسکا ہوا سکو مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں ولو قال ان خلیت بك فانت طالق فخلا بها طلقت باتفاق
لوجود الشرط ووجب نصف المهر لا عدة علیها لمزاذیه اور اگر کہا مرد نے زوجہ سو کہ اگر میں تیرے ساتھ خلوت کروں تو تجھکو طلاق ہے
پھر خلوت کی زوجہ سو تو اوسکو طلاق بائن ہوگئی بسبب پائے جانے شرط کے اور واجب ہوگا نصف مہر اور عدت اس عورت پر واجب نہیں کذا فی البزازیہ
ہر حجب عدت ہوئی تو نفقہ اور سکنی اور لباس بھی نہوگا اسواسطے کہ بھیجہ تین فروع عدت سو ہیں کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ویجب العدة فی الکل لما
کل انواع الخلوة ولو فاسدة احتیاطا لما مر استحسانا لتوهم الشغل اور واجب ہوتی ہے عدت کامل میں یعنی کامل تمام خلوت میں اگرچہ
خلوت فاسدہ ہو خلوت سو عدت واجب ہوا احتیاطا یعنی باعتبار استحسان کے بجہت توہم شغل کے یعنی اس توہم سے کہ ہم عورت کا نطفہ زوج سے
مشغول ہوگیا ہر چند بیان میں خلوت سو وجوب عدت کا حکم مذکور ہوچکا لیکن مصنف نے بیان علیحدہ کرکے پھر اسواسطے بیان کیا تاکہ معلوم ہوجاوے
کہ خلوت صحیحہ اور فاسدہ دونوں میں عدت واجب ہی چنانچہ شارح نے اسکی طرف اشارہ کردیا اور بیان نفقہ خلوت صحیحہ کے احکام مذکور ہوچکے
وقیل قائله القدوری واختاره الفرغانی وقاضیخان ان کانت الممانعة شرعیة کصوم رمضان وحیض وجب العدة والا کمرض فلا
وهو المذهب الاول لانه نص محمد قاله المصنف اور کہا گیا ہے اس قول کا قائل قدوری ہے اور اسیپر فرغانی ہے اور اسیپر قاضیخان ہے کہ اگر خلوت صحیحہ کیا
ہو ممانعت شرعی سے جیسے روزہ و عدت واجب ہوا اور اگر ان خلوت کا حقیقی ہے جیسے کم سن ہونا
یا مرض دائمی جسمیں قوت کو بالکل توڑ دیا تو عدت نہیں اور مذہب مختار اول ہے قول یہ یعنی ہر صورت عدت واجب ہی خلوت صحیح ہوا ہو خلوت
کا تصحیح کردی ہے امام محبوبی نے جامع صغیر میں جسکو مصنف نے اسکو اپنی شرح میں کہا ہے وفی المجتبیٰ الموت ایضا کالوطی فی حق الزوجة
والمهر فقط حتی لو مات الامام قبل دخوله بها حلت بنتا ومتعتی ہیں سے کہ موت بھی مانند وطی کے ہے حق عدت کی حق مہر میں اور مہر میں فقط
یہانتک کہ اگر امام گیا قبل دخول کے تو اوسکی میتی طلاق ہوگی مالک نے زوج کو یہ قیضت الف المهر فوهبته له وطلقت قبل وطی وجب علیها
نصف المهر لعدم التعویض فی العقود فی قبض کئے زوجہ نے ہزار مدعہ مہر کے پھر وہی ہزار زوج کو ہبہ کئے اور طلاق ہوگئی زوجہ کو قبل
وطی کے تو رجوع زوجہ سو نصف مہر یعنی پانسو پھیرلے اسواسطے کہ مہر فقط ہزار تھا قبل وطی سے آدھا زوج پر واجب ہوا اور زوجہ نے ہبہ

مر لیا تھا تو آدھا مہر زوجہ کو پھیر دینا چاہئے اور زوجہ نے جو زوج کو ہبہ کیا اسکا اعتبار نہیں اسواسطے کہ جو مستحق الاستیفاء تھا وہ بعینہٖ زوج کو نہیں پہنچا بلکہ غیر مستحق پہنچا پس بے مستعین ہونے نقود کے عقود میں مثلاً اگر مرد نے عورت سے نکاح دس مہر پر جو اور اسکے پاس موجود تھے کیا پھر مرد کو اختیار ہوگا کہ دیوں کو اپنے پاس رکھے اور اوران کی بجائے دوروپے زوجہ کو دے اور سلیطہ بیع وغیرہ عقود میں نقود کی تعیین مفید نہیں وان اقر بقبضہ او قبضت نصفہ فرجعت الکل فی الصور کلہا او الاولی وما بقی وھو النصف فی الثانیۃ او وھبت عرض المکیل المعین او الوزنی قبل القبض او بعدہ لا یرجع بشیء لحصول المقصود اور اگر زوجہ نے مہر پر قبضہ کیا یا نصف پر قبضہ کیا پھر زوج کو سب کا یا پہلی صورتوں میں یعنی جس مہر کی زوجہ نے قبض نہیں لیا تھا مہر کو ہبہ کیا یعنی نصف مہر کو دوسری صورتوں یعنی نصف مہر کے قبضہ کرنے میں یا مہر نقد تھا مثلاً جنس تھی اور زوجہ نے جنس مہر کی بجائے ہبہ کی جیسے گوئی جیسیں کپڑا لیا وہ کپڑا ہبہ کیا جو کیسکے ذمہ پر قرض تھا قبل قبضہ کرنے جنس مہر کے ہبہ ہوا بعد قبضہ کرنے کے پھر طلاق ہوئی عورت کو قبل دخل کے تو ان چاروں صورتوں میں نصف مہر کا پھیر دینا زوجہ سے نہیں پھرتا بسبب حصول مقصود کے یعنی زوج کا حق بعینہٖ مل گیا تغیر ہوکر نکحتہا بالف علی ان لا تخرجہا من البلد او لا یتزوج علیہا او تسکنہا علی الف ان اقام بہا وعلی الفین ان اخرجہا فاراد وفی بما شرطہ فی الصور الاولی او اقام وھی فی الثانیۃ فلہا الف ان رضاہا بہا فلہا مہر مثلہا بالغا ما بلغ کما یاتی المصرح بہ فی الاولی وان اخرجہا فلہا الفان ان رضیت بہ فی الثانیۃ تتمیما للمہر علی تقدیر رضوخہ علی تقدیر ولا یوخذ منہ شیء علی تقدیر وھو المشہور وذکر بعضہم انہ مثل النقصان بعد الدخول فیتنصف المہر بینہما وھو ضعیف والثانیۃ تسمیۃ المہر علی تقدیر یعنی اگر زوج نے عورت کو نکاح کیا اس شرط پر کہ اس عورت پر دوسرا نکاح نہ کریگا یا نکاح کیا عورت سے ہزار درم کے مہر پر اگر مرد عورت کے شہر میں اور دو ہزار درم کے مہر پر اگر عورت کو اسکے شہر سے باہر لیگیا سو اگر زوج نے شرط کو پورا کیا پہلی صورت میں یعنی شہر سے باہر نہ لیگیا یا دوسرا نکاح نہ کیا اور دوسری صورت میں عورت کے شہر میں مقیم رہا تو عورت کو ہزار درم کا مہر ملیگا بسبب راضی ہوجانے عورت کے تسمیہ مہر تو یہاں دو صورتیں ہیں ایک تو مہر کا سمیں ہونا ایسی شرط کے ساتھ جو عورت کو مفید ہے دوسری صورت یعنے کو تسمیہ مہر کا ایک تقدیر پر اور اسکو دوسری تقدیر پر یعنی اقامت میں ہزار اور اخراج میں دو ہزار اور اگر شرط پوری نکی اول صورتیں اور اقامت شہر کی کی دوسری صورتیں تو مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ راضی ہوئے عورت کو مہر سمی پر بسبب فوت ہونے منفعت کے لیکن یہ المراد المصرح فی المسئلۃ الا خیرۃ علی الفین ولا ینقص عن الف لانہا قبضہا علی ذالک لیکن مثل زیادہ نہ کیا جائیگا اور دو ہزار سے مسئلہ اخیرہ میں یہ تمہیں شرط ہوئی تھی کہ اقامت میں ہزار اور اخراج میں دو ہزار اور کہ نہ گھٹا دے مثل ہزار سو بسبب متفق ہونے زوجین کے اسپر یعنی عورت راضی ہوگئی تھی دو ہزار پر حالت اخراج میں تو اسکو دو ہزار سے زیادہ نہ دیگا کہ نہ گھٹا دے مثلاً مہر مثل یا چھ ہزار تھے تو وہی ہزار یا دو گنی زیادہ اور اگر مہر مثل یا سو تھے تو ہزار سے کم نہ دیگا جاوے گے اسواسطے کہ مرد راضی ہوچکا تھا ہزار پر حالت اقامت میں تو حالت اخراج میں کیونکر ہزار سے کم ہوسکتا ہے ولو طلقہا قبل الدخول تنصف المسمّی فی المسئلتین لعدم وقوع الشرط وقالا الشرطان صحیحان اور اگر طلاق دی عورت کو قبل دخول کے تو آدھا مہر مسمی پا جائیگا دونو مسئلوں میں بسبب فوت ہوجانے شرط کے طلاق قبل دخول سے اور صاحبین نے کہا کہ دونو شرطیں صحیح ہیں یعنی عورت ہزار پاوے گی اگر مہر شہر میں رہا اور دو ہزار پاویگی اگر اسکو باہر لے گیا کذا فی خانیۃ الہدایۃ بخلاف ما اذا اخرجہا علی الف ان کانت فیہ وعلی الفین ان کانت جمیلۃ فانہ یصح الشرطان اتفاقا وفی الاصح تفاوت الجمالۃ مسئلہ بالا سے بخلاف ہوئی کہ جب نکاح کیا عورت سے ہزار پر اگر بدصورت ہوا اور دو ہزار پر اگر خوبصورت ہو تو بعضہ در تو شرطیں صحیح ہیں باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصح میں یہ تفاوت جمالت کے اسواسطے کہ خوبصورتی اور بدصورتی ایسی چیز نہیں کہ جسکی معرفت متعذر ہو اور اسکی حصول اور عدم حصول میں تردد واقع ہو تو دونو شرطیں صحیح ہوں گی بخلاف شرط اقامت اور اخراج کے کہ اسکا وجود اور عدم دونو محتمل ہیں تو ایسی شرط صحیح نہیں بخلاف المؤجل فی المہر ان العامۃ والکثرۃ للثیوبۃ والبکارۃ فانہا تزین غالبا الا قلیلا ولا فہم للدلیل بالزاد علی الاکثر ولا ینقص عن الاقل

فتح نہ ہوا ہو تب ہوگی اگر مرد کی قلت اور کثرت عرض سبب ثبوت ہونے اور بکارہ ہونے کے معنی یوں کہا کہ اگر عورت ثیب ہے تو ہزار مرد اور اگر باکرہ ہے تو دو ہزار مرد دیکھے تو ثیب ہوگی تو مہر پورا ملے گا اور اگر ایک ہی ہوگی تو مثل لازم ہوگا دشوار ہوگا اکثر مہر سے خالی اور ہزار سے اور کم ہوگا کچھ مہر ہے کذا فی فتح القدیر وقولہ وما یثبت بہ البکارۃ فوجدہا ثیبا فلہ الکل وعلی ہذا فی البزازیۃ اور اگر شوہر کو بکارت کی بیماری کسی قسم کی ہو مثلاً عورت کو کامل مرد نہ ملا اور مرد اور جمیع وہی ہے اس عبارت کو ہدایہ میں اس طرح لکھا کہ مہر مشروع ہے جبکہ عورت ثیب کے ساتھ نزدیکی کرنا ممکن ہو خلوت صحیحہ شرط ہوئی اور شرط فاسد سے ساقط ہو جاتی ہے اور یہ بالاجماع ہے ولقولہ تعالیٰ وآتوا النساء صدقاتہن نحلۃ الآیۃ ولانہ لفات احد العوضین وہو التمکین من الاستمتاع فیتقرر بدلہ وہو المسمی کالثمن فی البیع اذا ہلک المبیع قبل القبض وہذا لان الخلوۃ الصحیحۃ تسلیم التمکین من الاستمتاع لان التسلیم فی وسع العاقل وہو تسلیم کامل لانہ لا مانع من جہتہا ولہذا یتقرر بہا المسمی کالدخول وہو تسلیم حقیقی لانہ عبارۃ عن التمکین من الاستمتاع وہو حاصل بالخلوۃ الصحیحۃ وہو ان یخلو بہا فی مکان یقدر علی الوطی فیہ ولا مانع من جہتہا حسا ولا شرعا وہو ان لا یکون صائمۃ فی رمضان ولا محرمۃ بحج او عمرۃ ولا حائضا ولا نفساء ولا مریضۃ یضرہا الوطی ولا صغیرۃ لا یجامع مثلہا ولا یکون ہو مریضا او مجبوبا او عنینا او صغیرا لا یجامع مثلہ او صائما فی رمضان او محرما بحج او عمرۃ او معتکفا فی مسجد بیتہا او بیتہ او فی احدہما او کان احدہما کافرا او احدہما رتقاء او قرناء او کان احدہما مجبوبا او عنینا او صغیرا لا یجامع مثلہ او کان احدہما مریضا یضرہ الجماع او کان احدہما

حلال بضع ہو جیسے سواری کے لائق ہیں بعضے نہیں تو اگر مجہول الجنس کا مہر مقرر کیا ہو گا تو کہہ سکتے ہیں کہ فاسد کے موقوف میں مہر مثل واجب ہو گا کذا فی حاشیۃ الھدایۃ وھو ظاھر وقولہ فی زماننا الخ یعنی اور غلاموں میں متوسط جو اسے زمانہ میں حبشی غلام ہے ذخیرہ میں کہا کہ متوسط غلام سیاہ رنگ زمانہ میں سے ہی غلام ہے اور رومی ترکی اور اعلیٰ ہندی اور مصر میں صاحب جمال الراکی کے درمیان حبشی متوسط اور اعلیٰ رومی اور اعلیٰ سیاہ خوشگلہ اعلیٰ اور ادنے درجہ کے اور متوسط ہونا باعتبار رواج ہر ملک کے اور ہر زمانہ کے مختلف ہے جو شے ملک میں خوبیوں کے رواج کی اعتبار سے وان اتحدھما العبدین والحال ان احدھما خیر فھو بالعکس عند الامام ان ساوی اقلہ ای عشرۃ دراھم والا کمل لہ بالغا ما بلغ کان وجب المسمی وان قل عینہ او مثل المثل اور اگر مہر مقرر کیا زوج نے زوجہ کا دو غلام کو اور حالانکہ ایک ان دونوں کا مہر سے تو مہر مقرر کیا کا وسط ایک غلام ہو گا نزدیک امام اعظم کے بشرطیکہ برابر ہو اوس غلام کی قیمت اقل مہر سے یعنی دس درہم سے اور اگر اوس غلام کی قیمت دس درہم سے کم ہو تو پورا کر دیا جائیگا عورت کو متوسط دس درہم کو مثلاً اگر غلام سات درہم کا تھا تو تین درہم دیکر عشرہ پورا کر دیا جائیگا اسواسطے کہ واجب مہر مسمی کا اگرچہ بہت مقدار قلیل مہر سے ادا ہو واجب مہر مثل کا وعند الشافعی قیمۃ الحیوان علیٰ ما وجب الکمال کالو اسلمتی احداھما اور زوجہ ابو یوسف کے نزدیک قیمت حر کی لیگی اگر حر غلام ہو یعنی جب دو غلام کا مہر مقرر ہوا اور ایک اوسمیں حر نکلا تو عورت اوس غلام کو لیگی اور حر کی قیمت لیگی اسطرح کہ تو دیکھے درصورت غلام ہونیکو جو قیمت بہو سکتی ہو اسی قیمت زوج سے طلب کریگی اور اسی قول کو ترجیح دی ہے کمال نے چنانچہ دو غلاموں میں سے اگر ایک غلام غیر کا ثابت ہو تو عورت غیر کے غلام کی قیمت یا دیگی اسیطرح ایک کے مرنیمیں بھی اوسکو قیمت لیگی وصح نکاح المثلی فی النکاح فاسدا وھو الذی قدر شرعا من شرائط الصحۃ کشھود وقد وجب بوطیہ او موتہ مہر مثل نکاح فاسد میں وصحیح میں کوئی شرط نہیں اسطرح صحت نکاح سے مفقود نہ ہو چنانچہ گواہ دونوں کو گواہوں کے زوجین کے ایجاب اور قبول کو لیا یا خود انہوں اور رسول کو گواہ اور یا تو بحکم صحیح نہیں فاسد ہو اور سیطرح دونوں سے ساتھی نکاح کنا یا لیکہ ہیں کی عدت میں اور دوسری بہن سے نکاح کرنا یا عدت والی عورت سو نکاح کرنا یا پانچویں عورت سو چوتھے عورت کی عدت میں نکاح کرنا یا لونڈی سے نکاح کرنا حرہ پر بسبب تحسین نکاح کی فاسد میں اسواسطیکہ صحت نکاح کی تین شرطنہیں بالوطی فی القبل لا بغیرہ کالخلوۃ بالحرۃ وطیھا مہر مثل واجب ہوتا ہے نکاح فاسد میں قبح میں جماع کرنے سے نہیں واجب ہوتا مہر مثل بدون وطی کے مانند خلوت کے یعنی جیسا خلوت سو نکاح صحیح میں مہر واجب ہوتا ہے اور مع ہذا نکاح فاسد میں خلوت سو مہر واجب نہیں ہوتا بسبب حرام کے وطی عورت کا یعنی نکاح فاسد میں جماع عورت کا حرام ہے تو وجود مانع شرعی سے خلوت صحیحہ نہوئی اسواسطے خلوت قائم مقام وطی کے نہیں ہو سکتی بخلاف نکاح صحیح کے اور وطی میں شرط یہ ہو کہ وطی فی القبل ہو تو وطی فی الدبر سے نکاح فاسد میں مہر نہیں واجب ہوتا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وانما یجب مھر المثل علی المسمی رضاھا بالخلوۃ ولو کان دون المسمی لزمھم مھر المثل لفساد التسمیۃ بفساد العقد ولو اتفقا علی اکثر منہ او اجل لزم الا ما بلغا بہ او مھر مثل زیادہ نکیا مانگا مہر مسمی بسبب راضی ہو جانے عورت کے کمی مہر پر اور اگر مہر مثل کم ہو گا مہر مسمی سے تو بھی مہر مثل ہی لازم ہو گا نہ مہر مسمی بسبب فاسد ہو جانے قسمہ کے اور اگر نکاح فاسد میں مہر کا نام نہ لیا مہر مسمی ہو اگر چہ ان کی مقدار مجہول اور نامعلوم ہو گئی تو مہر مثل ہی لازم آویگا کذا ہی کیون نہو ہم نکاح فاسد میں اگر مہر مثل کم ہو گا سے مسمی تو مہر مثل ہی واجب ہو گا اگرچہ دس درہم سے بھی کم ہو مثلاً پانچ درہم کا مہر مثل ہو تو بھی زیادہ نہو گا بخلاف نکاح صحیح کے کہ جب اوسمیں مہر مثل واجب ہو گا اور کم ہو گا دس درہم سے تو دس درہم پورے کئے جاوینگے لیکن اگر نکاح فاسد محرم سے ہوا تو مہر مثل واجب ہو گا کتنا ہی کیون نہو اگرچہ مہر مسمی سے بھی زیادہ ہو جاوے کما فی حاشیۃ الھدایۃ والطحطاوی ویثبت لکل واحد منھما فسخہ ولو بغیر حضور من صاحبہ دخل بھا او لا ولا یلزم خروج خاص المعصیۃ فلا یأثم فی رجوعہ بل یجب علی القاضی التفریق بینھما اور ثابت ہو مرد اور عورت کو زوجین سے فسخ کر دینا نکاح فاسد کا اگرچہ بدون حاضر ہونے دوسرے ساتھی کے زوجہ وطی کی ہو عورت سو یا نہ کی ہو قول اصح میں ہر دو اور کو فسخ کا اختیار ہے گنا ہسے نکلنے کیواسطے اسواسطیکہ عقد فاسد کا واجب ہے

ہر اور سکوتہ کافر کہ کفار حوام ہے سو ملک فسخ کی منافی وجب فسخ کی نہیں یعنی اگر کوئی کہے کہ نکاح فاسد کا فسخ کرنا واجب ہے تو اتنا کہنا لازم تھا جواب کلی وجب علی کل واحد یہ تو اشارح نے جواب دیا کہ ملکیت فسخ اور وجوب فسخ میں منافات نہیں جو ملی محل واحد اتنی کو کہنا ضرور تھا اشارح نے کہا ملکہ وجب ہو قاضی پر جدائی کر دینا درمیان زوجہ کے یعنی اگر زید عمر کی زوجہ کو نکاح فاسد کر لیوے تو قاضی پر تفریق واجب ہو وبیجب العدۃ لحدیث المتارکۃ ولان المخالف یلاعن ویجب تفریق نکاح فاسد میں بعد وطی کے دو ہو خلوت کے وجب ہو عدت طلاق کی نہ عدت موت کی یعنی نکاح فاسد میں بعد وطی کے اگر زید نے نکاح فسخ کیا یا وہ مر گیا تو عورت پر طلاق کی عدت واجب ہوگی یعنی تین حیض تین مہینے یا وضع حمل اگر زوج کی موت سے عدت موت کی نہ وجب ہو یعنی چار مہینے اور دس دن کی مین وقت التفریق او مقارنا لکلمۃ الزوج والمعلم المرأۃ انما تارکۃ فلا یقع عدت وجب ہو تفریق قاضی کے وقت سو یا زوج نے چھوڑ دیا ہے سو اگر عورت کو چھوڑنے کا علم نہو قول اصح مین ویثبت النسب احتیاطا بالدرء اور ثابت ہو نسب بنا بر احتیاط وصل ولد کے بدون دعوی کے یعنی اگر زوج نہیت نسب کا مدعی نہو گا تو بھی نسب ثابت ہوگا وتثبت ملائما وھی ستۃ اشہر الوطء اور معتبر ہوگی مدت نسب کی وطی سے مدت نسب سے چھ مہینہ مین فان کانت منہ الی الوضع اقل من ستۃ اشہر یعنی ستۃ اشہر فالکل یثبت النسب لانہ لا یأتی ولدا لا قل من ستۃ اشہر کما یثبت ھذا قول محمد وبہ یفتی پھر اگر ہو وقت وطی سے پیدائش تک کمتر مدت حمل کی یعنی چھ مہینے ہون زیادہ نہ ہو تو ثابت ہوگا نسب اور اگر اقل حمل مدت سے ہو طرح کہ ہو اگر کسی کو کم چھ مہینے سے نسب نہ ثابت ہوگا بحکم قول امحمد کا اور اسی پر فتوے ہے اور اسکیلئے کہ نکاح فاسد بسبب حرام ہونیکے مرجب وطی کا نہین بخلاف نکاح صحیح کے کہ اسمین وقت عقد سے نسب ثابت ہوا ہے وقالا یثبت لامکان وقت العقد کالصحیح ورجحہ فی النہر بانہ احوط وذکر من الترجیح فی الفاسد احد عشر وانظمہا العشرۃ اللتی فی الخلاصۃ فقال اور کہا امام علیہم السلام اور ابو یوسف نے کہ ثابت ہوگا ثبوت نسب کی عقدہ کے وقت سے جیسے نکاح صحیح کے اور ترجیح دی ہے اس قول کو نہر الفائق مین اشارح نے کہا ہے مین زیادہ تر حیا ہے اور صاحب نہر الفائق نے ذکر کئے ہین اور انمین سے دو رس فہم کو یہ ہین جو طلاء صدین ذکر ہین سو نظم مین یون کہا ہے وفاسد کصحت الفصول عشر ۔ اشارۃ حکم ھذا الاخیر ۔ وجوب اجر المثل او مستوفی او کلہ صم فقد الکفء المسمی اور عقود فاسدہ دس ہین ایک انمین سے اجارہ فاسدہ اور حکم یہ کہا ہے وجوب اجرت کا اسطرح کہ اگر اجارت معین ہو گئی ہو تو کمتر اجرد و چیز کا یعنی اگر اجر مثل کم ہو گا مسمی سے واجر مثل واجب ہوگا اور اگر مسمی کم ہو گا تو مسمی واجب ہوگا یا جرا اجر مثل و واجب ہوگا مسامحۃ فقد ان مسمی کے یعنی اگر کسیکا اجر کا منوایا ہوا مجہول ہو جیسا تو اجر مثل واجب ہوگا گناہی کیون نہو اجارہ فاسدہ ہے جو چھ حسین شرط حاصل اجارہ کی ہون ۔ والواجب بالکتابۃ ۔ مثاہ ان قال ان ادیت الی مائۃ فانت حر فادی الیہا اور کتابت فاسدہ مین جو مسمی او قیمت سو ادا کرے وہ واجب ہو ۔ وفی النکاح المثل ان کان دخل ۔ وخاسر البدل المالی اجمل اور نکاح فاسد مین مہر مثل واجب ہو اگر وطی ہوئی ہو اور مزارعت فاسدہ مین جو چیز کہ پیدا ہوئی ہو کہیت مین وہ بیج کا مالک ہوگا جو بیج کا گیا ہے زمین والیکا ہے تو عامل کو اجر مثل ہے اور اگر بیج عامل کا ہو تو زمین والیکو اجرت زمین کی ہو ۔ والصلح والرہن کبدل قضہ ۔ وامانۃ اور کالصحیح حکمہ اور صلح فاسد اور رہن فاسد مین ہر ایک کو طاقتین مین سے اختیار ہے توڑ دینے کا اور بدل صلح کا مصالح کے ہاتھ مین امانت ہو اور رہن ہر طرح کے ہاتھ مین امانت ہے یعنی صلح فاسد کا مثل صلح صحیح کے حکم ہو اور رہن فاسد کا مثل رہن صحیح کے حکم ہے ۔ فوالہبۃ مضمونۃ بموتہ قبض ۔ وحکمہ بیعہ لعیبہ اقترض یا قرض فاسد مین موہوب لہ کا ضمان ہو موہوب لہ پر بسبب قبضہ کیا اور قرض فاسد مین جیسا ہاتھ سے قرض لیوے مستقرض مالک ہوتا ہے توبیع کرنا غلام کا صحیح ہے قرض لینوالیکو اور اسوقت مین اسکی قیمت کا ضمان دیگا قرض مین سو ۔ مضمونا وحکمہا الامانۃ ۔ والمثل فی المبیع والقیمۃ ۔ اور مضاربت فاسدہ مین مال مضاربت کا امانت ہے مضارب کے ہاتھ مین اور بیع فاسد مین مثلی چیز ہے تو مثل مقبوض مالک کا ضمان مشتری پر اور اگر قیمت والی چیز ہے تو قیمت کا ضمان ہے اور اگر ان عقود کی خود تصریح کر دی اسم کی

زیادہ تر تسہیم کرنا یا ان مذکورہ نسبوں والی عورتوں کا مہر مثل ان کے باپ کی قوم کی عورتوں کے مہر مثل کی وجہ ہو، اور اسکو مثل نسبی کا عہدہ ہے یعنی مہر مثل شرع میں اوسکو کہتے ہیں جو دوسری عورت برابر والیکا مہر ہو جس قوم میں اسکا أبوان یا أحدهما من قومه کنسبه عصبة وہ عورت برابر والی اس عورت کی باپ کی قوم میں سے ہو خواہ اوسکی مائی قوم میں سے ہو اور اگر اسکا بھی باپ کی قوم سے ہو جیسے اوسکی مجائی کی بیٹی تو اسکی قوم کا بھی اعتبار ہوگا اسواسطے کہ دونو ایک ہی قوم کے ہوئے اور اگر باپ کی قوم کا دو فی لفظ اصابه یعتبر باحوالها وقتا فوقتا فان لم تکن فبنت العم الاقصی فالشقیقة وبنت العم الاقصی فالتی تلیها فالتی تلیها علی هذا الترتیب فلحقت بقرابة الاب وهذا مثل مہر مثل میں اول اعتبار ہوگا عورت کی بہنوں کا اور پھر پیچھے کی تو سگی بہنوں کی پھر مجائی اور مجائی کی بیٹی کا اعتبار ہوگا انتہی اور مصنف کول خلاصہ کا بھی ہے کہ باپ کی قوم میں کوئی نہ ملے تو اسکے اول زیادہ تر قریبکے اعتبار ہے برابر اور قرابت والا درجہ بدرجہ سو اسکو اور رکھنا چاہیے ویعتبر المساواة فی کل واحد من اوصاف وقت العقد سنا وجمالا وبکارة وعقلا ودینا وبکارة وثیوبة وعفة وعلما وادبا وکمال خلق وعلم وغیرہا اور مستحب تر یہ ہے برابری اس عورت کی باپ کی قوم کی عورتوں سے وقت عقد کے ان اوصاف میں عمر میں اور مال میں اور ایک شہر کے ہونے میں اور ہمعصر ہونے میں اور عقل میں اور تقوی میں اور اکثر ہونے میں اور شیبہ ہونے میں اور اکبر اسنی ہونے میں اور علم وادب ہونے میں اور کمال خلق ہونے میں اور نہ ہونے اوسکا نہ ہونے میں اور چھوٹی عورت بڑی عورت کی برابر نہیں اور خوبصورت بدصورت کی برابر نہیں اور مالدار مفلس کی برابر نہیں اور ایک شہر کی رہنے والی دوسرے شہر والیکی برابر نہیں اور ایک دہاتی والی دوسرے دہاتی والیکی برابر نہیں اور عاقلہ اور مجنونہ برابر نہیں اور متقیہ اور فاسقہ برابر نہیں اور اکرہ غیر اکرہ برابر نہیں اور نصیفہ اور غیر عفیفہ برابر نہیں اور عالمہ اور جاہلہ برابر نہیں اور ادب والی اور بے ادب برابر نہیں اور خلیق اور بدخلق برابر نہیں اور لڑکے والی اور بے لڑکے والی برابر نہیں ویعتبر حال الزوج ایضا کما ذکره الکمال قال ومهر المثل مقدار الرغبة فیها ومعتبر ہے حال زوج کا بھی مسائل میں یعنی اس عورت کا مہر زوج اور عورتوں کے ازدواج کی برابر ہو مال اور حسب میں ذکر کیا ہے کمال ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور کہا ہے لوئیگا مہر مثل بقدر اوسکی خواہش کے ہو یعنی دیکھنا چاہیے کہ کہاں تک مہر دیسکتا ہے وہی اوسکا مہر مثل ہے اور لونڈی میں اوسکی قوم کا کچھ اعتبار نہیں بحر الرائق میں کہا کہ مہر مثل وہاں واجب ہوتا ہے جہاں نکاح صحیح ہوا اور مہر کا تسمیہ ہونا تسمیہ مجہول ہوا اور اوس چیز کا تسمیہ ہو جو شرعا حلال نہیں اور نکاح فاسد میں بعد دخلی کے مہر مثل ہی اور دخلی بالشبہہ میں جو مہر مثل لازم آتا ہے تو مراد اوس سے صحیح مہر مثل مذکور نہیں ہوتی بلکہ وہاں مہر مثل سے مراد مقدر ہے مقدر اسکو کہتے ہیں کہ اگر زنا حلال ہوتا تو اوس عورت کی کیا اجرت ہوتی اور سیدقد دخلی بالشبہہ میں دینا لازم ہوگا لذا فی حاشیۃ الدنی ویشترط فیه ایجاب ثبوته کالنفقة فما ذکر من أنه لا یجب الا بالتراضی أو بالقضاء غیر مسلم ویشرط مہر مثل میں یہ شرط ہے کہ اوسکا ثبوت واجب ہو جیسے نفقہ اور مہر مثل میں یہ شرط نہیں کہ اوسکا دینا دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا اور شرط ہو لفظ شہادت کا یعنی فقط خبر بدون لفظ گواہی کے معتبر نہیں فان الواجب هو العدل فالقول للزوج بیمینه وفاقا فی المحیط من ان القاضی فرض المهر حمله فی التصرح علی اذا اذا رضیا بذلک سو اگر باہم جھگڑیں گواہ عادل تو قول زوج کا قسم کے ساتھ تقدیر مہر مثل میں معتبر ہوگا اور محیط میں ہے کہ گواہ سنے میں حاضی کے کہا جاتا ہے مہر مثل کا مگر اس سو اسکو نہیں الفاتی میں اوس صورت پر محمول کیا ہے جبکہ زوجین زمین قاضی پر راضی ہو گئے ہوں فان لم تجمل من قبیلة ابیها قیل کالاجنبیة الا فمن قبیلة قلت الی قبیلة ابیها سو اگر نہ پائی جاویں سب اوصاف مذکورہ یا بعض عورت کی باپ کی برادری میں تو اجنبی قوم کے مہر کا اعتبار ہوگا یعنی دیکھی جاوے وہ قوم جو سادی اور مسائل میں اوسکا باپ کی قوم سے ہو اور دیکھی قوم باپ کی قوم کا اعتبار ہوگا ھم شرح مجمع اور جندی میں ہے کہ اگر سب اوصاف مذکور باپ کی قوم میں نہ ہوں تو متصفہ جو جو دہوں وہی معتبر ہوں گے اسواسطے کہ اس سب اوصاف کا وجود جوزین میں جمع ہونا مستبعد ہے کذا فی حاشیۃ الدنی فان لم یوجد فالقول له ای للزوج فی ذلک بیمینه کما مر اگر غیر قوم میں بھی مماثلت باپ کی قوم کی نہ پائی جاوے تو مہر مثل قول زوج کا ہوگا مہر مثل کی تقدیر میں قسم کہانیکا ساتھ جائے عنقریب گذرا وضمن ضمان الولی مهرها ولو المرأة صغیرة

ولو مات الولی الابعد فالسلطان ولی لا الاقرب علی الاصح ولو ادعت انقضاء عدتها من الثلث وقبل الزوج انقضت عدتها من ثلثین لم یقبل قولها علی الاصح

الضمان اور صحیح ہے نکاح میں ولی کا عورت کے مہر کو اگرچہ عورت صغیرہ ہو اور اگرچہ ولی ہی عاقدہ ہو نکاح کا تو بھی اوس کا ضامن ہونا ضمانت ہی کا ہوگا اسلیئے ولی ابعد تو محض ضامن ہوتا ہے حقوق نکاح کے اور بیہ لازم نہیں آتا ہے کہ ایک ہی شخص عاقد بھی ہو ضامن بھی اور ضامن ہی مشہور کہ ولی ضامن نہیں نزدیک امام کے ولی ابعد کا ولی ہوتا زوجہ کا خواہ زوجہ صغیرہ ہو یا جوان لیکن جواز ضمان بشرط صحت ولی کے ہے تو اگر ولی ضامن ہوگا اپنے مرض موت میں اور کفول عنہ یا مکفول عنہ وارث نہ ہو گا ولی کا ضامن ہونا صحیح نہیں اور اگر کفول عنہ یعنی جسکی طرف سے ضامن ہوا یا مکفول لہ یعنی جسکے واسطے ضامن ہوا وارث نہیں ولی کی تو صحت صحیح ہوگی ولی کے ثلث مال سے یعنی ولی کے ثلث متروکہ سے سو ہمراہ اسکا جائیگا اور دوسری شرط صحت ضمان ولی کی قبول کرنا عورت کا ہے اگر عورت نہ قبول کرے ضمان میں یعنی بیشتر لیکہ عورت بالغہ مجلس ضمان میں رد کرے ضمانت قبول کرلے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اوسکا ولی قبول کرے تب اوسکی ضمانت صحیح ہوگی خلاصہ الفتاوی میں ہے کہ اگر صغیرہ کا ولی ضامن ہوا تو اوسکا ضامن ہونا قائم مقام حضور عورت کے قبول کے کذا فی حاشیۃ الرملی وتکلما یا تشاء ضمن زفر الصبی البالغ والولی الضامن اور عورت مہر کو طلاق کے حوض سے پاپر خواہ اپنے مرد بالغ سے واہ ولی ضامن زوجہ کا ولی ضامن زوجہ کا ولی ہو خواہ زوج کا اور اگر زوج بالغ نہیں تو مطالبہ مہر کا فقط ولی ہی سے ہوگا نہ زوج سے فان ادی دفعہ علی الزوج ان اسکاھم بامرہ لم یکفل بامرہ اگر ولی ضامن ہو مہر کا اپنے باپ کے اگر مہر کیا ہو مرد نے ضامن ہونے کا چاہے بھی حکم ضمانت کا اور اگر بدون امر زوج کے ضامن ہوا تو ہیبر لینا نہیں ہوگا ولا یطالب الاب بمہر ابنہ الصغیر الفقیر ما لم یضمنہ بالدفع من مالہ لا من مال ابنہ الصغیر اور مطالبہ نہ کرے باپ سے اوسکی بیٹی صغیر محتاج سے مہر کا یعنی اگر باپ مہر کا ضامن نہیں تو اوسکی صغیرہ بیٹی محتاج کو مہر کا اور اوس سے مطالبہ نہ ہوگا لیکن نہ روے زر نقد اور اسی صغیرہ کے مہر کا باپ متولی تقاضا ہوگا کہ اپنے بیٹے کے مال سے ادا کرے اپنا مال سوا ذا دفعہ اسرافا الا اذا اضمنہ علی العقد کما فی النقایۃ فانہ لا یؤاخذ بھا الا اذا ضمن ولا یرجع للاب الا اذا اشھد اصل الرجوع عند الاداء ابن صغیر فقیر کے مہر کا باپ پر مطالبہ نہیں جبکہ نکاح کردیا ہو اوسکا کسی عورت سے یعنی فقط نکاح کردینے سے باپ کو مہر دینا لازم نہیں ہوتا اگرچہ ضامن ہو مہر کا بانا بر قول صدقہ کے چاہئے فقہ دیتے ہیں مہر آخذہ باپ سے نہیں ہوتا بدون ضمانت کے اور جبکہ باپ نے بیٹے صغیر کا مہر ادا کیا خواہ اوسکا صغیر محتاج ہو خواہ نہ ہو تو اوسکو پھیر لینا باپ سے نہیں ہوتا مگر جس صورت میں کہ باپ نے گواہ کرلیا ہو پھیر لینے پر مہر ادا کرتے وقت یا ضمان ہونیکے وقت تو البتہ پھیر لے سکتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی لما مع منہ من الوطی ودواعیہ بتمتع جسم والسفر فیہا ولو بعد فی الحلوۃ وقیہستانی ھا ان کل وطئ معقود علیہا فتسلیم البعض لا یوجب تسلیم الباقی جائز عورت کو روکنا زوج کو وطی سے اور اوسکو دواعی سے یعنی تقبیل اور مساس کے کذا فی شرح المجمع اور روک دینا اپنے سفر لیجانے سے مگر اوسکو روکنا عورت نے اوس وطی یا خلوت سے کہ بعد حق اوسکی رضامندی سے چکی یعنی عورت کو مہر مجمل کے لیئے کہ بعد وطی اور خلوت کے روکنا نہیں چاہتا ہے اگرچہ وہ اوسکی خوشی سے ایک بار وطی یا چند بار وطی یا خلوت ہو چکی ہو تو بھی اوسکو منع کرسکتا ہے حق ثابت ہوا اسواسطے کہ ہر وطی مہر پر مقصود ہے یعنی ہر وطی پر جدا جدا مہر لازم ہے تو تسلیم بعض کی موجب نہیں تسلیم باقی کی کما لا یخفی بعضہا او اخذ قدرا مما حل لمثلہا عرفا بہ یفتی لا یاخذ المعروف کما شرط ان لم یرض بقلیل وابی علیہ کلہ فلہا ما ابی تعجیلہ ان لیس

فیہ ثلث الکل لا لہ عورت کو جائز ہے روک دینا وطی کا وطی اوس مہر کے جبکہ جلد دینا بیان ہو چکا ہو کل مہر نہ یا بعض یا وہ مقدر ہے کہ جو جلد دیا جاتا ہے اوس سے عورت کو عرف میں اسکا فتوی ہے اسواسطے کہ مرجع مثل مشروط کے ہے رواج کا اعتبار ہے اگر کل مہر کی بیت یا تعجیل نہ مقرر ہوگئی ہو اور اگر کل مہر کی بیت مقرر ہوچکی ہو تو ویسا ہی کیا جاویگا جیسا کہ دونوں شرط کیا یعنی مہر مجمل میں عورت کو منع کرنا وطی سے نہیں پہنچا اور مجمل میں پہنچا ہے مشروط مروج ہے اسواسطے معتدم ہوا کہ ضریح فاسق ہے دلالت پر معلوم ہوا کہ کل مہر کی بھی تعجیل درست ہے برخلاف صاحب منظومہ کے کہ اوس نے اپنی فتاوی میں جسم سے مذکور کیا ہے کذا فی حاشیۃ الرملی اذا اجھل الاجل حالۃ فاحشۃ فیجب حالا غایۃ ابا التاجیل للطلاق او موت فیجب المعجل بنا دیا ہے مہر مجمل میں عورت کو منع وطی کا نہیں مگر اوسوقت جبکہ مدت مجہول ہو جہالت فاحشہ کی جیسے مہر کی مدت مقرر ہوتی ہو زوج کی

بشرطیکہ یہ آمد بیچ پہلے تک یا باقی پر ستی تک کہ ان چیزوں کا ایک وقت مقرر نہیں تو اسی وقت میں صرفی الحال واجب ہوگا کذا فی غایۃ البیان لیکن اگر مہر کی مدت طلاق ہونے تک یا موت تک مقرر ہو تو صحیح ہوجاتا اگر مہر میں کبھی جہالت فاحشہ ہو کہ مرگئے طلاق اور موت کا وقت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ذمانی البزازیہ زیادی نے کہا کہ تاخیر مہر کی موت اور طلاق تک خواہ مہر معجل ہو خواہ مؤجل ہو گئی ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ۱۲

اگر بلاد ہندوستان میں کبھی ایسا ہی مہر ہو جیسا کہ اگر زوج مہر نہ دیوے گا ارادہ کرے کہ تو عورت ہرگز نہیں ہوتی تا دائی ہے یا شوہر کو طلاق نہ دیوے تو طلاق نہ ہوگی ہو اور ایسا فتوی دے بدلیل استحسانی کذا فی الولوالجیہ لیکن استحسانی مہر کے جب زوج نے شب مدخولہ کی گواہوں کی موجودگی میں مہر کے ادا کرنے کا اقرار کیا ہو اور ایسا فتوی دے بدلیل

فیکن شہادۃ الفاسق من جنسہ عمل بہ وتحاکما یعنی مصر میں ہو جیسے کہ عورت کو سفر میں نہ جانا چاہئے اور میسر نہ ہو کسی کہ یعنی سفر عورت کی خوشی پر موقوف ہے اور اسی قول کی حقیقت پر مفتی کیا ہو زلائی وغیرہ نے اور تمہارے میں ہو کہ اسی پر فتوے ہے اور فصول عمادی میں ہو کہ مفتی بہ وہی ہے اور اسکی نزدیک مصلحت اور اسی معلوم ہو یعنی اگر زوج امانت دار اور صالح ہو اور مجانین عورت کی کسی کی علم ہو تو سفر میں نہ جانا چاہئے فتوے ہے والا نہ لیا جائے فتوی دیا کہ جانا فتوی دیا کہ نہ جانا فی رشیدیہ

الحاوی وفی فتاوی النسفی اذا مات الشہود او غابوا او تعذر احضارہم من المصر لم تقبل البینۃ علی النکاح بعد ذلک لانہ لیس لہا تعریف وقیل فی الثانی خلافہ یقع تحریک الی الرجوع الی طنبہ واحلفہ فی الکافی قال علیہ الفتوی اور جاتا ہے رویہ کہ درمیان عورت سفر کرے کہ ہو یعنی نہیں اور قید لگائی ہے کہ یعنی ہو فاما اگر خائف ہیں ہو لوگ یعنی ایسے گاؤں تک ممکن ہو پہنچ آنا نہ ہو سکے تو رات آنے سے پہلے اپنے وطن تک اور کافی میں اوسکو مطلق رکھا ہو دین کو کہ اسی پر فتوے ہے دین استخلافا فی المصر ھو اصلہ حلفت متکل التسمیۃ فان کل قد ان حلفت بغیب مصر المثل اور اگر قاضی کیا ہو دین نے مصر میں سوا اس مختلف اصل مصر میں کیا مطلق کہ ایک کہا کہ مصر میں تھا اور دوسرے نے کہا نہیں اور حالانکہ دونو گواہ اسکے عاجز ہیں تو قسم کھاوے منکر کیسے کہ سوا اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعوی ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو دعوے ہوگا مثل لیکن اگر عورت مدعی ہے تو مثل اوسکو دعوی سے زیادہ دیا جاوے گا حتی کہ عورت نے کہا تھا کہ مہر مثل ہزار تھا اور مہر مثل دو ہزار ہے تو ایکہزار دیا جاوے گی دو ہزار اور اگر مرد مدعی ہے تھا تو مہر مثل اوسکو دعوی سے کم کیا جاوے گا حتی کہ مثل ایکہزار تھا اور مرد دعوی دو ہزار کا ہو تو دعوی ہزار اوس سے دلائی جاوے گی مامون سے کہ اوسی حاشیہ الدینی خلاصۃ الفتاوی البزازیہ وفی الظہیریۃ حلفت اجماعا اور مہر مثل میں کہ یہ قسم سے باتفاق اجماع ہے اور دوسرے کہا نہیں اور علامہ کہ دونو گواہ اسکے عاجز ہیں تو قسم کھاوے منکر کیسے کہ سوا اگر منکر نے قسم سے انکار کیا تو دعوی ثابت ہوگا اور اگر منکر نے قسم کھائی تو دعوے ہوگا مثل لیکن اگر عورت مدعی ہے تو مہر مثل اوسکو دعوی سے زیادہ دیا جاوے گا حتی کہ عورت نے کہا تھا کہ مہر مثل ہزار تھا اور مہر مثل دو ہزار ہے تو ایکہزار دیا جاوے گی دو ہزار اور اگر مرد مدعی ہے تھا تو مہر مثل اوسکو دعوی سے کم کیا جاوے گا حتی کہ مہر

ہو گا تو نکسہ کا تعلقہ شہر طبکہ مرد سنی ہو جیسے دو مرد یا دو اور اگر مرد سنی ہوں یا بعضی شیعی ہو جیسے مسئلہ ظہار اور رؤیت ہلال میں شہادت ترویج کہنا ہو کہ مرد غلام ہو یا اور زوجہ کہتی ہو کہ مرد نے مجھ کو تین طلاق دی تھی تو دو عدد کہ مثل میگا بدون تحکیم کے مگر دو مرد ہوں متعہ مثل کی حاجت نہیں اگر زوج راضی ہو یا حاکم نصف جاریہ پر

وَاِنْ اَقَامَ بَيِّنَةً قُبِلَتْ اور دو عورتیں ہو کر گواہ ہو جائیں تو اسکی گواہ مقبول ہوگی فَاِنْ اَقَامَ فَبَيِّنَتُهَا اَوْلٰى اِنْ شَهِدَتْ لَهَا لِاَنَّ الْمَتْعَ بَيِّنَةُ الْمُتْعَةِ اِنْ شَهِدَتْ لَهَا اسکو اگر دو گواہ لائے تو عورت کے گواہ اولی ہیں اگر دو اجنبی عورتیں متعہ مثل کا مدعی ہوں تو متعہ عورت کے گواہ اسکو اولی ظاہر کرنا ثابت کرتے ہیں وَاِنْ كَانَتِ الْمُتْعَةُ بِيَدِهَا اَخَذَتْهَا وَاِنْ حَلَفَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِاَنَّ الْمُتْعَةَ وَجَبَتْ بِالنَّصِّ وَالْمَتْعُ بِالْمَتْعِ اور اگر متعہ مثل مرد کے قبضہ میں ہو تو عورت لے لیوے اور اگر مرد قسم کھا جاوے تو متعہ مثل کا واجب ہونا ساقط ہو گیا وَاجِبٌ بِمِقْدَارِ نِصْفِ مَهْرِ الْمِثْلِ وَدُوْنَ خَمْسَةٍ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْاَرْبَعَةِ وَنَقَصَ عَنِ الْخَمْسَةِ اَوْ زَادَ عَلَى الْخَمْسَةِ وَنَقَصَ عَنِ الْعَشَرَةِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْعَشَرَةِ وَنَقَصَ عَنِ الْخَمْسِيْنَ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْخَمْسِيْنَ وَنَقَصَ عَنِ الْمِائَةِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْمِائَةِ وَنَقَصَ عَنِ الْمِائَتَيْنِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْمِائَتَيْنِ وَنَقَصَ عَنِ الْخَمْسِمِائَةِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْخَمْسِمِائَةِ وَنَقَصَ عَنِ الْاَلْفِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْاَلْفِ وَنَقَصَ عَنِ الْاَلْفَيْنِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِنْ زَادَ عَلَى الْاَلْفَيْنِ وَنَقَصَ عَنِ الْخَمْسَةِ اَوْجَبَ الْمُتْعَةَ وَاِن

مہر اور اگر یہ بیوی نے اپنی عورت کو کچھ نقد یا جنس اور بیان کیا دیگر یہ کہ عورت کسی وجہ کو جو منافیٔ جہت مہر کی ہیں ہو مثلاً یہ کہ وقت مہر یا بعد مہر کہا کہ ذکر کیا سو اگر غیر مہر کو ذکر کیا طلاق دوں گی کہ اس قدر کو ضیع میں مت کرے یا مثلاً میں نہ روح سے نکاح کیا کہ وہ تو مہر میں مجھ تو اسکا قول مقبول ہوگا کذا فی القنیہ اسکو کہ وہ چیز واپس ہو سکتی ہے اور اگر قبل عقد کے کچھ بیچا خانہ اور اسکا عدیہ سپرد کیا درست ہو سکتا ہے فی الخانیہ والعلماء فقالت لھا ولی المبعوث ھاتہ وقال ھاتی مہرک ومن الکسوۃ والعاریۃ فالقول لہ بیمینہ والبینۃ لھا سو کہا عورت نے روبیہ بیزار ہے اور کہا روح کو دو مہر میں سے اپنے لباس سے یا عاریۃ ہو تو قول زوج کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر وہ گواہ لائے تو عورت کی گواہ کا معتدم ہوں گے فان حلف فالمبعوث لہ ان ردّہ وان ھلک فلا شیٔ لھا ان کان قائما ولھا قیمتہ یوم قبضہ ان کان ھالکا ولھا ان ترد العوض من جلیسہ فیلبی اور اگر یہ بیوی مہر روح سے لے چکا پھر ان میں کمال سے کہ بیان کیا دلو مَہْ ثم ادّعا ہ عاریۃ فلھا ان ترد العوض من جلیسہ فیلبی اور اگر روح نے ہدیہ بھیجا عورت کیلئے پھر مرگیا روح یا عورت تو عورت کو اختیار ہے کہ ہدیہ کی چیز کو موجود کی حالت میں واپس کر دے یا اسکی قیمت لے لے اور اگر ہلاک ہو جائے اسکو مثلاً ٹیلہ ہو جائے یا زمان بڑھ جائے یا مکان بڑا ہو جائے یا عورت کی کنیز ہو جائے تو عورت کو اختیار ہے کہ اسکی قیمت لے لے یا ہدیہ واپس کر دے اور اگر ہدیہ کی چیز کو عورت نے بیچا ہو یا ہبہ کیا ہو یا اسکو مہر میں بخش دیا ہو یا اسکو آزاد کر دیا ہو یا اسکو کھا لیا ہو یا اسکو کپڑا بنا لیا ہو یا اسکو کپڑا پہن

شوہر نے نکاح کر لیا اور اس نے بھی عدت کے بعد اگر عورت نے اس مرد سے نکاح کر لیا تو خصم کا جہیز لینا مطلقاً نہیں خواہ دونوں ساتھ کھانے پینے والے ہوں یا علیحدہ اور اگر عورت نے نکاح سے انکار کیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر عورت کو دیا ہو اور اگر عورت کے ساتھ کھانا پینا ہو تو مطلقاً واپس نہیں خواہ نکاح کیا ہو یا نکاح نہ کرنا فی الجوہر العادی و فیہ عن المنتقی جھز ابنتہ بجہاز وسلمہا ذلک لیس لہ الا استرداد ما منہا و کا لو بنتہ بعد ان سلمہا ذلک فی مختبہ یلتحقص بہ و بہ یفتی اور جو رائج میں منتہی سے منقول ہے اپنے اپنی بیٹی کو جہیز دیا اور اسکو قبضہ میں کر دیا تو اسکو واپس نہیں پہنچا اور نہ اسکے ورثاء کو بعد مرنے کے اگر دیتے وقت جہیز تسلیم کیا ہو اپنے اپنی صحت میں بلکہ اس چیز کی ملکیت بیٹی کو محض ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے اور جہیز تسلیم نہیں کیا تو جہیز واپس لے سکتا ہے اسواسطے کہ تملیک بدون تسلیم کے تمام نہیں ہوتی اور اسطرح اگر مرض الموت میں باپ نے جہیز تسلیم کیا تو وہ وصیت ہوگی اور وصیت وارث کے حق میں درست نہیں ہوتی اور کذا لو اشتراہ لہا و لم یسلمہ الی ان مات فہو میراث و لو الجہیز اور اسطرح استرداد منہا اگر باپ نے جہیز کو مول لیا مگر بیٹی کو اسکو سپرد نہیں کیا اور وہ اسی حال میں مر گئی تو یہ جہیز میراث ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور

سورت میں اگر زوج کے لائق دیسے کے آپنے کچھ دیا تو زوج کو نہ ڈال پھیر دینا چاہیے اور اسپر جبر نہیں کہ اپنی خوشی کا مطالبہ بیچا جائے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن الزیلعی فی الفرع المستفاد بقولہ اذا سکت طویلا فحصولہ قائلا اور بحر الرائق میں بھی مضمون زیادہ و نقل کیا ہے یعنی اگر مجلس نوع جیب مطالبہ سے مدت تک تو زوج کو نوع کا نہیں رہتا اور سکوت طویل کا کہ زمان طویل ہو رضامندی کی تلقی فی الفہم میں الزیادۃ الصحیحۃ انہ لا یتبع علی الاب بشیء لانہ تبرع فی التکاح غیر مقصود لیکن نہ طالبانی میں زیادہ سی متقول ہے کہ صحیح یہ قول ہے کہ زوج اپنے کچھ نہیں لے اسکو کہ مال نکاح میں متقوم نہیں کما سیاتی اور مطالبہ کے کہ یہ تصحیح مخالف ہے عرف کے اسکو کہ لوگ میں قلت مہر اور کثرت مہر کو اور ما یجب اور مال کا النکاح بین متقوم و غیر متقوم کے الالتفات نہیں کرتے فتدبر اللہ تعالیٰ نے طلب نکاح کی عورتوں کے مباح کی تفریق و مستامن ذمیہ اور حربی مرتبہ فرمایا فقال تعالیٰ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ یعنی حرام کی گئی تم پر عورتیں دوسروں کی مگر جو تمہارے ہاتھ لگیں لونڈیاں یہ حکم ہوا اللہ کا تم پر اور حلال کی گئیں تمہارے واسطے جو ان کے سوا ہیں یہ کہ طلب کرو ان کو اپنے مالوں کے بدلے نکاح میں لانے کو نہ بدکاری کو پھر جو فائدہ اٹھایا تم نے ان سے ان کے مہر دو ان کے مقرر کئے ہوئے اور تم پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کرنے کے بعد بیشک اللہ تعالیٰ ہے جاننے والا حکمت والا۔ اور فرمایا وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ یعنی نکاح نہ کرو مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے مشرک عورت سے اگرچہ وہ تم کو اچھی لگے اور نہ نکاح کرو مشرکوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تم کو اچھا لگے یہ لوگ بلاتے ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بیان کرتا ہے اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ اور فرمایا وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔ یعنی نکاح کرو بے خاوند عورتوں کا اپنے میں سے اور نیک غلاموں اور لونڈیوں کا اپنے میں سے اگر وہ محتاج ہوں تو اللہ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت والا ہے جاننے والا ہے۔ اور فرمایا وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ یعنی چاہیے کہ پاکدامنی کریں وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کا مقدور یہاں تک کہ غنی کر دے ان کو اللہ اپنے فضل سے

بالکفر للزوج المطالبة بتسلیمها ان تمکنت الرسل منہ کے اب کہ مطالبہ کرنا زوج کے ہے جبکہ ہو اگر صغیرہ زوج کو تمکن ہو اور زوج کو تسلیم صغیرہ کا مطالبہ ہے جبکہ ہو اگر صغیرہ مرد کی پرورش کر سکتی ہو قال الاوزاعی وکذا باعتبار السن کہا اوزاعی نے کہ ایسا ہی ہے صغیر کا کچھ اعتبار ہوگا کتنی اگر زوج اور باپ میں اختلاف ہو اور زوجہ نہ کہتا ہو کہ صغیرہ لائق تحمل مرد کے ہے اور باپ کہتا ہو کہ نہیں لائق ہے صغیرہ کی عورت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ قاضی صغیرہ کو حوالہ کرے گا اور عورتیں کہیں کہ لائق ہے صغیرہ مرد کے ہے اور نہیں تو نہیں کذا فی حاشیۃ الدرنی قالوا مسلما تھوبت لہ لکن لہ طلبہا سے اگر اپنے پتی کو تسلیم کی پرورہ ہو سکتی ہو زوج پر اور اسکی طلب اور تقاضا لازم نہیں اسواسطے کہ عرف کے برخلاف ہے پریشان نہیں کہ طلب زوج پر لازم ہو بخلاف نوشدی کے کہ اگر بیچنے کا حکم نہیں ہوا اور باپ کا تو زوج پر تنہا لازم ہے اسواسطے کہ بیچنے کو نہیں ہوتے پریشان نہیں لازم ہے کذا فی حاشیۃ الدرنی خرج امرأۃ وامرۃ حیس الرجل یأتی وأتی وأتی صوتہا کہ اسے فریب دیا عورت کو اور اوسکو نکال لیگیا تو وہ شخص قید کیا جاویگا یہاں تک کہ اوسکو لے آوے یا عورت کا مرنا معلوم ہو وأنہم مہر المثل یقبل العلانیۃ مہر ہی مہر ہے جو پرشیدگی کا مہر ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ ظاہر کا مہر معتبر ہے یعنی عورت سے نکاح کیا اور دیکھی ایکبزار مثلاً مہر مقرر کیا پردہ دار عورتوں کے بھائی بندوں میں سے تو دیتا رکا مہر ٹھہرایا تو اسی عورت میں معتبر ہے ہی کا اعتبار ہوگا نہ علانیہ کا الموکل الی الطلاق یتقاضا حتی یبانہا جس کو طلاق دینا سونپا ہو جاتا ہے طلاق دینے سے اور نہیں سونپا ہوا ہر عورت کیطرف مراجعت کرے ہے ولو وقعت المشہر علی ان یطلق فلانۃ فان فلانۃ ہی نکحہا اور کہا اگر عورت نے مجھ پر اس شرط پر کہ مرد اوس سے نکاح کرلے سو عورت نے سنا مگر کہا نہ قبول کیا تو مرد نہ ہی نکاح عورت سے کیا یا دیکھا تو شیخ اس مسئلہ کی یہ جواب الحق میں ہوئے کہ ایک شخص نے اپنی طلاقنامہ سے کہا کہ میں تجھسے نکاح کرونگا جب تک تو اپنا معاف نکرے سو عورت نے بشرط نکاح معاف کیا پھر مرد نے انکار کیا تو مہر ادا نہ ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی یہ صورت نکاح کی نہیں کہ مرد کا اقرار نہ ہوا اور نکاح کر نہیں سو اسواسطے ادا نہ ہوا اور نکاح کیساتھ ہو تو مہر ادا ہوگا جبکہ یہ دونوں جوہر کہ موجل ہونا ادا نہ ہونا ظاہر ہے اور نکاح کر نہیں تو مہر

یعتقہ اور غلام کی تزویج کا کوئی مالک نہیں سوائے اسکے کہ شیخ یعنی مولیٰ نفقہ زائد کا مالک ہے وہی غلام کی تزویج کا مالک ہے قولہ اور خبر و ہو ساقط ہوں مذکر ہو یا مؤنث عبد کے الگ نہیں کرنا فی الدر مختار لا یجب علی الرقیق نفقۃ علیہ ای علی الرقیق وغیرہ لو حر مسلم ولو مجنونا ہو ساقط ہوں مذکر ہو یا مؤنث عبد کے الگ نہیں کرنا فی الدر مختار لا یجب علی الرقیق نفقۃ علیہ ای علی الرقیق وغیرہ لو حر مسلم ولو مجنونا

سو ہر اگر نکاح کیا تین وغیرہ نے مولیٰ سے اقرار سے تو مہر اور نفقہ اور لازم ہوگا یعنی تین اور مکاتب وغیرہ پر ہو سو تحقیق مکاتب جب بے نفقہ اور مہر کا یعنی نکاح من غیر اذن کیا ان وغیرہ نے مولیٰ سے اقرار سے تو مہر اور نفقہ اور لازم ہوگا یعنی تین اور مکاتب وغیرہ پر ہو سو تحقیق مکاتب جب بے نفقہ اور مہر کا یعنی نکاح من غیر اذن

کیا ان سو ہو ا ویستفاد ۲ یعنی ظہر فی ثبات محل الاستیفاء کے اور ساقط ہوا مہر اور نفقہ غلاموں کی موت سو یوں ثابت ہوا محل استیفاء کے لیے نفقہ

یعنی کا مقام مرتا ہے یعنی صحیحا اور بیمار یا دیتی تین نفقہ اور مہر یعنی مالک تین کا اگر بیچ ہو اور نفقہ اور مہر اور عدت کے اور اگر مالک بیچ سے انکار کرے تو قاضی بیچ کرے کما یأتی عند قولہ ھل یباع بالنفقۃ یعنی تین بیچا جائے گا سوا اسکے تو اس کے جیسے مدبر اور مکاتب وغیرہ کی بیچ نہ ہوگی بلکہ محنت مزدوری کرا دائمی جاوے گی پھر ہم مدبر کے نفقہ سے زائد ہوگا وہ زیادہ کے مہر اور نفقہ میں مضبوط ہوگا ولو مات مولاہ لزمہ جمیع ذلک یعنی تنبیہ اور اگر وہ مدبر کا مولیٰ مر گیا تو مدبر پر کمایا گی مہر لازم ہوگا اگر اسکو عقد مہر ہو اور اگر عقد مہر ہو تو قدر تک استقرار ہوگا کذا فی النہر الفائق لکنہ یباع فی النفقۃ مراد اللہ تعالیٰ تحقیق تین بیچا جائے گا نفقہ میں بار بار اگر متعدد ہو گا نفقہ یعنی جب غلام پر زوجہ کا نفقہ آتا ہو گیا کہ دینے سے عاجز ہوا تو وہ غلام اور نفقہ کے بیچا جائے ہر جب دوسری بار نفقہ سے عاجز ہوگا تو بیچا جائے گا وعلی ھذا القیاس وفی المغرب وقیاسہ ایضا فی بعد حقیقۃ الا اذا باعہ

منہا خانیہ اور بیچا جائے گا تین مہر میں اکیلا ہر اگر مہر کچھ باقی رہے گا تو مطالبہ باقی مہر کا ہوگا بعد اسکو آزاد ہونے کے مگر اوس صورت میں نہ باقی ہر کا مطالبہ نہیں جب مالک نے غلام کو اوسکی زوجہ کے ہاتھ بیچا کذا فی الخانیہ یعنی مالک نے اپنے غلام کا نکاح ایک عورت سے کیا ہر اور دس کے مہر پر غلام کو اور اوسکو اوسی عورت کے ہاتھ تو سو درہم کو بیچا پھر دس کے نکاح ٹوٹ گیا تو تو سو درہم عورت مہر میں لیگی اور ایک سو درہم مولیٰ کو

راضا سو ساقط ہو گیا اگر غلام آزاد بھی ہو تو بھی مطالبہ نہیں ولو زوجہ المولی امۃ من عبدہ لا یجب المہر فی الاصح ولو الجبہ قال البدر بل یعقد وحل الحلال اذا تلا ۱۲ یعنی اگر مولیٰ نے اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام سے تو نہ واجب ہوگا مہر قول اصح میں کذا فی الہدایہ بنا ہی نے کہا بلکہ مہر واجب ہوگا پر احتیاط ہوگا اور واجب اور عدم واجب کا اختلاف وہاں ہے جبکہ لونڈی اذن دے اور اگر مولیٰ کی اجازت سے لونڈی تو ضرار ہو اور اوس لونڈی کا شوہر غلام ہو جیسا کہ اوسی صورت میں ہے اور مہر کے واسطے اوسکو مہلت ہوتا ہے اول لونڈی کے لئے مہر سمجھا گر لونڈی تو ضرار رہے تو پہر ہوا مولیٰ کیطرف کذا فی النہر اور میان تو لونڈی تو ضرار ہے تو اوسکے مہر سے اول اوسکا قرض ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ تو رہے تو خود لونڈی مولیٰ کی اجازت سو بیچی جائیگی کذا فی حاشیۃ الدر فلو باعہ سیدہا بعد ما زوجہ امۃ فالمہر لہا قبلہ یدا وزمعہ ان ما دام کذا فی الاستعمال یعنی اگر غلام کو اوسکا مالک بیچ

بعد نکاح کرنے غلام کے ایک عورت سے تو مہر اوس عورت کا غلام کی گردن پر ہے پہر اگر کچھ مہر میان غلام ہر گیا یعنی غلام اگر بیچ دس برس بکو اور کسی مالک کے پاس رہے مہر عورت کا اوسی پر رہا جیسے سمجھا گیا دین یعنی اگر غلام کسی شخص کا مال ضائع کر دے تو اوسکو دین میں بیچا جائیگا اگر بیچ ایک دو بار بکے ہو لکن لا یرد الا بقضاء البعض لو الباقی مہر المثل کما فی الہدایہ یعنی اگر دین کا تہائی مہر سے کم ہو تو اگر ایک دو بار بکے ہو لکن لا یرد الا بقضاء البعض لو الباقی مہر المثل کما فی الہدایہ یعنی اگر دین کا تہائی مہر سے کم ہو تو

یا باقی ہو اوسکو کہہ بھی دیں ہے تو عورت مستل تو فسخ اوہوں کے ہوئی کذا فی فتح الغفار یعنی اگر عبد اذن پر قرض ہوا اور اوسکا مالک اوسکی بیع کر تو تو فسخ اوہوں کو ہو اختیار ہے چاہیں بیع کو جائز کہیں اور اوسکی قیمت قرض میں لیں اور چاہیں بیع کو فسخ کریں اسیطرح مہر عورت کا بھی دین ہے تو اوسکو بھی فسخ بیع دین اور جائز کہنے دین کا اختیار ہے وقولہ لعبدہ الخ احتراز عما اذا زوجہ المولی فقبل النکاح اجازۃ لا یکون اذنا لعبدہ فی التجارۃ کما فی الخانیہ اور دین کنا مالک کا اپنے غلام سے کہ عورت کو طلاق رجعی دے یعنی اجازت مع نکاح موقوف کی اوسو ہلو کو طلاق رجعی بدون نکاح صحیح کے نہیں ہوتی لا کلمۃ اذا وقد یقع الاستثناء کما حققہ لو جاز بعد ذلک لا یتفق الخ والفراق والخلع والطلاق والعتاق الفضولی یعنی کنا مالک کا کہ اوسکو طلاق دے یا اوسکو چھوڑ دے و نکاح موقوف کی اجازت نہیں اور طلاق اور فراق کا لفظ چھوڑ دینے میں بھی مستعمل ہوتا ہے یعنی جیسے دو لفظ اجازت اور رد دونوں محتمل ہیں اوسو ہلو سے اور طلاق

پر محمول کیا جائے گا کہ اگر مولیٰ نے ان لفظوں کے اگر غلام کے نکاح کو جائز کر دیا تو وہی نکاح نافذ ہو گا بخلاف نکاح فضولی کے یعنی ایک فضولی نے کسی کی عورت سے نکاح کر دیا پھر جب اوس مرد کو نکاح کی خبر پہنچی تو اوس نے کہا کہ اوسکو طلاق دی تو نکاح کی اجازت ہو گئی اور اوسکو زوج کہنا جائز ہو جائیگا تو طلاق کا حکم بھی ثابت ہو گا اور طلاق بدون ثبوت نکاح کے متصور نہیں بخلاف مولیٰ کے کہ اوسکو طلاق کا اختیار نہیں وذالک لعدم ولایۃ فی النکاح فیتعظم جائزۃ وفاسدہ فلیباشر العقد المحرم من تکلمہا وذکر بعدہ انہ وفویضہا تعالیٰ لہما اور اذن دینا مولیٰ کا اپنے غلام کو نکاح میں شامل ہے نکاح باندی اور مکاتب کو تو چاہے بالغ ہو غلام اوس عورت کے جو ہمیں جس سے نکاح فاسد کیا بعد اذن مولیٰ کے پھر اوس سے وطی کی پہنچا ہے یا صاحبین کے نزدیک اگر اذن مولیٰ کا نکاح فاسد کو شامل نہیں تو نکاح فاسد میں عہد وطی کے غلام نہ بیچا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونیکے اوسپر مہر واجب ہو گا اور اگر کہا کہ اذنی لک فی النکاح الصحیح فقط تقیدا بکل ما یضاف الیہ او لانص علیہ الفاسد او صحح الصحیح ایضا ذھب اور اگر مولیٰ نے غلام کو نکاح کا اذن دیا اور فقط صحیح نکاح کی نیت کی تو بھی اذن نکاح صحیح کو مخصوص ہو گا چنانچہ اگر مولیٰ تقیید کر دے اذن میں نکاح صحیح پر تو فقط صحیح منعقد ہو گا نہ فاسد اور اگر تقیید کی مولیٰ نے نکاح فاسد کے اذن پر تو نکاح فاسد کرنا درست ہو گا اور نکاح صحیح بھی درست ہو گا کذا فی النہر ولو نکحہا بالشاہد صحیحا او نکح اخری لیلا صحیحا وقف علی الاجازۃ لانتہاء الاذن بترویج واحد نوعا اذا اور اگر مطلق اذن دیا اوسنے سو غلام نے نکاح فاسد کیا ایک عورت سے پھر بعد دوسری بار اوسی عورت سے صحیح نکاح کیا یا دوسری عورت سے پہلی عورت کے بعد تو بھی نکاح ثانی موقوف ہو گا مولیٰ کی اجازت پر اسواسطے کہ مولیٰ کا اذن کیلیا نکاح کرنے پر منتہی ہو چکا اگرچہ یوں سوائے اسکے چند بار نکاح کر لیگا نیت کی تو بھی نکاح ثانی اجازت پر موقوف رہیگا ولو متعددین محرم لہما کل نکاح العبد او اگر مولیٰ نے اپنے دو غلاموں میں دو بار دو عورتوں سے نکاح کر لینکی نیت کی تو بھی نہیت دو بار کہا صحیح ہو گی اور غلام کو دو سری عورت سے نکاح کرنا درست ہو گا اسواسطے کہ دو نکاح کرنا غلام کے نکاح کی تمامی ہے یعنی غلام کو دو نکاح سے زیادہ کرنا درست نہیں وکذا التوکیل بالنکاح اور صحیح وکیل کرنا نکاح میں یعنی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرا نکاح کر دے تو وکیل کو ایک نکاح کے سوا اور نکاح کرنیکا اختیار نہیں بخلاف التوکیل بہ فانہ لا یتناول الفاسد فلا یملکہ یعنی اذن مولیٰ کا نکاح صحیح اور فاسد دونو کو شامل ہے مخلاف توکیل بالنکاح کے کہ وہ نکاح فاسد کو شامل نہیں تو وکالت نکاح فاسد پر منتہی بھی نہ ہو گی اسی قول کا فتوی ہے یعنی اگر نکاح کے وکیل نے فاسد نکاح کیا تو نافذ نہ ہو گا اور نکاح کر لینسے اوسکی وکالت بھی منعطل نہ ہوئی تو اگر اوسی عورت سے دوبارہ دوسری عورت سے دوسری بار نکاح صحیح وکیل کر دیگا تو نافذ ہو گا اور التوکیل بالنکاح کما لا یملک التصحیح بخلاف البیع ابی ملک اور نکاح فاسد کا وکیل اوسکے نزدیک صحیح نکاح کرنیکا مخلاف بیع کے یعنی جس فاسد کا وکیل بیع صحیح کا مالک ہے کذا ذکر ابن الملک فی شرح المنتقی وفی فتاوی قاضیخان الاصل ان الوکیل بالشراء اذا خالف فی الثمن او فی الجنس لا یلزم الآمر وان وافق لزمہ وفی الخلاصۃ الحقیقۃ ان الاذن فی النکاح والبیع والتوکیل بالبیع یتناول الفاسد وبالنکاح لا اور شراء کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اصل ہر کلام میں معنی حقیقی ہیں نہ مجازی یوں کہا کہ نکاح اور بیع کے اذن میں اور بیع کی وکالت میں فاسد بھی شامل ہے اور نکاح کی وکالت میں نکاح فاسد شامل نہیں یعنی اگر مولیٰ غلام کو نکاح اور بیع کا اذن دے تو بھیجہ اذن نکاح صحیح اور فاسد کو اور بیع صحیح اور بیع فاسد دونو کو شامل ہے اور سمسار بیع کی وکالت بیع صحیح اور فاسد دونو کو عام ہے لیکن نکاح کی وکالت نکاح فاسد کو شامل نہیں والیمین علی نکاحہ وصلوتہ وصومہ وحج وبیع ان کانت علی الماضی نافع لہ وان علی المستقبل لا اور قسم نکاح پر اور نماز پر اور صوم اور حج اور بیع پر اگر فعل ماضی پر ہو تو فاسد کو بھی شامل ہے اور اگر قسم فعل مستقبل پر ہے تو اسمیں صحیح کے فاسد کو شامل نہیں یعنی اگر یوں قسم کھائی کہ میں نے نکاح نہیں کیا تو نکاح صحیح اور فاسد دونو کو شامل ہے اور اگر قسم کھائی کہ میں نکاح کروں گا تو فقط صحیح کو شامل ہے نہ فاسد کو تو حانث ہو گا اگر صحیح نکاح سے اور سمسار اگر قسم کھائی کہ میں نے نماز نہیں پڑھی اور حج نہیں کیا یا بیع نہیں کی تو نماز فاسد اور حج فاسد اور بیع فاسد سبھی حانث ہو گا اور اگر قسم کھائی کہ میں نماز پڑھوں گا یا حج کروں گا یا بیع کروں گا تو حانث نہ ہو گا مگر نماز صحیح اور حج صحیح اور بیع صحیح سے ولو زوجہ حبل ما دون یوم صح وسادت المرأۃ غرماءہ فی مہر مثلہا لا قائل والا جل علیہ تعالیٰ لیعاینہا فیعرف غرماءہا اور اگر نکاح کیا حبالے نے اپنے غلام کا دون فرسخ کے تو نکاح صحیح ہو گا اور برابر ہو جائیگی عورت غلام کے تو مخدوم ہونیمیں اپنے مثل اور

اور کمزور ہیں یعنی جیسے اور عورتوں کو غلام کی کمائی سے حصہ ملتا ہے ویسا ہی عورت بھی حصہ پائے گی اور اس میں جو ہر ایک ہے مرد سے اس کو اس سے
تو عورت غلام سے مطالبہ کریگی زنا کا تو ضرور ہوں کہ توقع نہ ہو کیونکہ بعد کذلک الخ سے مرد میں ہے یہ مرد سے کہ یعنی ایک ضرر
قوی ہے حالت صحت کا اور حالت مرض کا تو اول صحت کا دین دیا جائیگا پھر اگر کچھ مال باقی رہیگا تو دین مرض کا ادا ہوگا اذا باعتہ منہا کا مشتری کو مجبور
مولی نے غلام کو عورت کے ساتھ بیچا تو باقی مہر کا مطالبہ غلام پر ہوگا بیچنا تو یہ ہے سلسلہ ہا ہوں میں مذکور ہوا صورت اس کی یہ ہے کہ مولی نے غلام مرد یا
کا نکاح کیا عورت کا مہر ہزار درم کے مہر کیا اور غلام پر سو ہی سے ہزار درم مہر مولی نے غلام پر اور اسی عورت کا بائعہ تو صحاح ہوں کی اعانت
فروختم کی کہا تو فروختم ورہ کی تو عورتوں کے ساتھ ہیں گے اور سبقہ بصورت کلام باقی رہیگا ۔ واسقاط ہوگا کذا فی حاشیہ

ولو کاتبہ مکاتبہ قربات لا یقسم الکاتب لانہ تملک الکاتب بموت اتیہا الا اذا عجز فرق بین یعتق الثانی او
اور اگر مکاتب کیا مولی نے اپنی باندی کا اپنے مکاتب غلام سے پھر مر گیا تو نکاح باطل نہیں ہوتا اسواسطے کہ مٹی مالک میں ہوئی مکاتب کی اپنی بایاں کے مرنے
کر کے طاہر ہوا اور کہنے سے مال کتابت سے اور ہر غلام بنا لیا تو اسوقت میں نکاح فاسد ہوگا اسلیے کہ مالک ہونے زوجیت اور ملکیت کے دونوں جمع نہ
اور اگر مکاتب کیا مولی نے اپنی باندی کا اپنے مکاتب غلام سے پھر مر گیا تو نکاح باطل نہیں ہوتا اسواسطے کہ مٹی مالک میں ہوئی مکاتب کی اپنی بایاں کے مرنے
ادائم ولا کا یعتق علیہ فتویٰ واں شرطہا فی العقد او سوالہا بعدہ صح ولا یجب المہر الا بالوطی او الخلوۃ الصحیحۃ ولا یصح تزویج امۃ
زوج کے اگر مر گیا مولی نے مکاتب باندی کو تو نکاح باطل نہیں ہوتا اسواسطے کہ مولی کا حق زوج کے حق پر مقدم ہے اگر کوئی کہے کہ کیا
ہے کہ کہنے باندی کی شرط مولی پر لازم ہوتی اور اگر زوج باندی کا آزادی اولاد کی شرط کرے تو آزادی ثابت ہو جاتی ہو گا جواب اس کے اس
اگلے قول میں دیا امۃ الا بشرط الحریۃ لاولادہا فیہ صح وعتق کل من ولدتہ فی ھذا النکاح لان قول المولی الشرط والا لزوم علی
اعتبارہ ہو معنی تعلیق الرق بالولادۃ فیصح شرطہ ولزوم ذلک منہ لو باعہا او مات عنہا قبل العوض والخیر ۃ لکن اگر شرط کر دیا
زوج سے آزاد ہونا لونڈی کی اولاد کا مقدمین توجیہ شرط صحیح ہوگی اور آزاد ہوں گے جو کہ لونڈی اس نکاح میں جنے گی اسواسطے کہ قبول کیا مولی نے
کا اس شرط کو اور نکاح کر دینا اس شرط کے باعتبار بہ درحقیقت آزادی کی تعلیق سے ولادت پر ہوئی گویا مولی نے لونڈی سے یوں کہا کہ اگر تو اس نکاح
میں اولاد جنے گی تو وہ سب ہوں تو یہ تعلیق صحیح ہوئی اور جب تعلیق صحیح ہوئی تو بالضرور ثابت ہوگی آزادی اولاد کی ثابت ہوگی اور مولی کو اسمیں کچھ اختیار
باقی نہیں بخلاف شب باشی کی شرط کے کہ اسمیں تعلیق کے معنی نہیں ہو سکتے کذا فی فتح القدیر اور اس تعلیل سے یہ بھی کلا کہ اگر مولی نے اس لونڈی کو
بیچا یا اسکو مہر کر گیا قبل ولادت کے تو اولاد کی آزادی ثابت ہوگی اسواسطے کہ تعلیق نہیں صحیح ہوتی مگر اسوقت کہ تعلیق کو تعویل الاقدام
ہوا در اک ہو وجود شرط کو تو ثابت ہوگا ولو اتتہ بولد فادعی المولی انہ حلیف المولی فہو کما ادعی اور اگر وہ مدعی ہوا لونڈی کے زوج سے حریت اولاد
کی شرط کا اور اسکے پاس گواہ نہیں تو قسم کھاوے وہ مولی کہ کذا فی البحر لکن لا بنفقۃ ولا سکنی لا بابان یقال انہا لیست حقہ ولا بحق لہا لکن
لصقہ اور سکنی زوج پر نہیں بدون شب باشی کے شب باشی کا یہ طریق ہے کہ مولی اسکو اسکے شوہر کے حوالہ کر دے اور اسسے مدت بے وشغل ہو جائے
المولی وتطأ الزوج ان طہرت فاراد عن خلوۃ المولی ویکفی فی تسلیمہا فی تسعی فیہن فیہا وقتہا فیہا اور لونڈی مدت
کیا کہ سے مولی کی اور وطی کر زوج اگر وطی کر سکو یا یوں ہے مولی کی مدت سوا خالی اور کفایت کرتا ہے لونڈی کی تسلیم میں مولی کا یوں کہنا اسکو زوج
کو جب اسکو خالی پاکر تو وطی کیا کہ کذا فی الہدایہ فان ادعاہ زوجہ عنہا صح رجوعہ لبقاء حقہ وسقطت العقدۃ مگر اگر مولی نے شب باشی
کی اجازت دی ہو اور اس سے رجوع کی تو اور کا رجوع کرنا صحیح ہوگا بسبب باقی رہنے حق مولی کے اور ساقط ہوگا نفقہ زوج سے یعنی زمان آئندہ کا نفقہ
نہ طلب ہوگا اور گزشتہ کا نفقہ البتہ طلب ہوگا ولو خلی منہ ای السبیل بعد التبوئۃ بلا استخدام او استخدمہا نہارا واما لیست
الا صحیح لیلا لا یسقط لبقاء التبوئۃ اور اگر خدمت کی لونڈی نے مولی کی بعد اجازت شب باشی کی بدون خواہش کرنے کے یا مولی نے اسسے
دن کی خدمت چاہی اور رات کو شوہر کے گھر اسکو بھیجا تو نفقہ زوج سے ساقط ہوگا بسبب باقی رہنے شب باشی کے ولہ ای المولی الشغل

ای نائبہ وان الزوج ظہیرہا اور مولی کو نہ بنایا جیسی مکاتبہ لونڈی کی سفرمیں بھیجا کیا اگر یہ اور اسکا زوج غائب فی المصر ہو ولہا مولی فہو کذلک امتہ ولہا مولی اور مولی کو نہ بنایا ہے اپنی زن اور لونڈی کے نکاح میں جبر کرنیکا اگر یہ لونڈی اس اور لد پر جو اسہ سطو کو اور اسکی بیٹی کے کام میں نہ اور اسکو نکاح میں زبردستی کرنا جائز ہے اگر یہ دونو راضی ہوں کما مر کذا فی الجامع الصغیر وقولہ کالاجنبی اشارۃ الی ان استیلاد المولی ایاہا کاستیلاد الاجنبی حتی لو ملکہا بعد ذلک لا یطؤہا بملک الیمین فلو قال ولدت منہ بعد ما ملکتہ لا یثبت النسب بلا دعوۃ کما فی الاجنبی وقولہ ولا یثبت النسب بدون دعوۃ المولی والنکاح فاسد اشارۃ الی ان ثبوت النسب بدون دعوۃ المولی لا یکون بمجرد النکاح الفاسد بل یحتاج الی الدعوۃ کما فی الاجنبی وقولہ فہو مریب اشارۃ الی ان ثبوت النسب بدون دعوۃ المولی والنکاح فاسد لا یکون بمجرد النکاح الفاسد بل یحتاج الی الدعوۃ کما فی الاجنبی وقولہ فہو مریب اشارۃ الی ان ثبوت النسب بدون دعوۃ المولی والنکاح فاسد لا یکون بمجرد النکاح الفاسد بل یحتاج الی الدعوۃ کما فی الاجنبی وقولہ فہو مریب اشارۃ الی ان ثبوت النسب بدون دعوۃ المولی والنکاح فاسد لا یکون بمجرد النکاح الفاسد بل یحتاج الی الدعوۃ کما فی الاجنبی

ولو اعتق المولی الام وہی مکاتبۃ جاز عتقہ لانہا ملکہ وان لم یکن لہا ولد ولا زوج لانہا ملکہ وان لم یکن لہا ولد ولا زوج لانہا ملکہ وان لم یکن لہا ولد ولا زوج

خطاء تبعہ وھو مکلف فلو صار [illegible] بسقط اھل الرجع وکذا المضعف یسقط العقر لبنیہ البالغ محترم ان تزوّجت ولی جہیزہ اور اگر قتل کیا مولی نے اپنی
لونڈی کو قبل طلبی یا بغاوت صحیحہ کے اگرچہ قتل خطا کا ہو کہ فانی فی صح القدیہ اور حالانکہ مولی مکلف معرفت حاصل بالغ ہے تو اگر مولی ارتداد کا ہوگا تو مرد ساقط ہوگا بنا بر قول

بدون پیشاب کیے دوبارہ غسل کیا تو نفی کرنا درست ہوگا اسواسطے کہ یقینی ہے کہ نہ یہ منی دوسرے غسل میں نکلی ہوا ور نہ محدث حمل کی ہوئی ہوا ور دوسری شرط نفی کی یہ ہے کہ لونڈی غیر محصنہ ہو یعنی گھر سے باہر آتی جاتی ہوا ور اگر محصنہ ہو تو نفی جائز نہیں اسواسطے کہ غسل تو ممکن ہے کچھ منی اندر رہ گئی ہو تیسری شرط نفی کی یہ ہے کہ غیر محصنہ میں ظن غالب جاہئے کہ یہ حمل سے نہیں ہے کذا فی الہدایہ لقولہ علیہ السلام فی حدیث بریرۃ الذی رواہ الشیخان وحدیث امۃ ولوام ولد ومکاتبۃ ولو حکما کمستسعۃ بعض عتقت تحت حر او عبد ولو کان النکاح مرتبھا دفعا لزیادۃ الملک علیہ اطلقہ فشمل ما اذا طلقہ ثلثا بخلاف ما اذا خلع بائنا کما یعلم مما مر ولو اشتراھا محارم لم یطأھا احد منھم لانہ یصیر معتقا بملک القریب کما مر ولو اشتراھا زوجھا لم یطأھا لانہ یصیر طلاقا بملک الیمین کما مر ولو اشتراھا مولاھا لم یطأھا لانہ یصیر معتقا بملک الیمین کما مر ولو اشتراھا اجنبی لم یطأھا حتی یستبرئھا بحیضۃ لانہ یصیر معتقا بملک الیمین کما مر ولو اشتراھا اجنبی وزوجھا عبد لم یطأھا حتی یستبرئھا بحیضۃ لانہ یصیر طلاقا بملک الیمین کما مر ولو اشتراھا اجنبی وزوجھا حر لم یطأھا حتی یستبرئھا بثلثۃ اقراء لانہ یصیر طلا

میں مخالف سے خیار عتق کے کہ ثانی الغایۃ یعنی خیار بلوغ تقریر موقوف ہو اور سکوت سے اطلع ہوا ہو اور ظاہر کہ بھی ثابت ہے اور آخر مجلس تک محمد نہیں فرماتے اور اصحین جعل عدم نہیں جانتے پھر جو بالفعل مفسد نہ ہو کیونکر مفسد ہوگا یا لان اذنہ فیتحقق ایاعہ فاجاز المشتری فتقرر الی الی الی انما تنکح کیا اس کے نے بدون اجازت مولی کے بیچ ڈالا ہو یا بیچ الاصولی نے اور کسو مشتری نے اور کا نکاح جائز رکھا تو نکاح فاسد ہو گیا یعنی اول غلام کا نکاح مولی کی اجازت پر موقوف تھا جب آنا ہوا تو حق مولی کا جاتا رہا اب اسکی اجازت کی کچھ حاجت نہ رہی وکذا النکاح کالاجارۃ ولا خیار لہا لانہا رضیت بالتزوج دون الزوج فلم تتحقق زیادۃ الملک اور صحیح حکم ہو لونڈی کا یعنی اور کا نکاح بلا اذن بعد آزادی کے اختیار نہ ہوا یعنی بیان نکاح عبد و کنیز میں لونڈی کا اختیار نہیں بسبب ظاہر ہونے نکاح کے بعد آزادی کے تو بیان کی یہ ثابت نہیں ہوئی وکذا لو قالت زوجتہا فضولی فاجازہما المولی او اجاز احدہما المولی او اجاز احدہما المولی او اجاز احد

کرنا ہمارے نزدیک فاسد ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اور یہ قاعدہ مقسم اعظم جو قسامۂ نسل سے تو ہو نہ برابر ہو اسی طرح حقہ اسی سے ہیں حیثیت وجہ کی ظاہر ہے

لا عظم ما وقیمۃ ولدہا ما لم تکن مشترکۃ فحصۃ الشریک باب پر حیثیت لونڈی کی وجہ ہوگی نہ اسکا مہر مثل اور نہ حیثیت اسکو لڑکے کی شریک لونڈی مشترک ہو اور اگر لونڈی ہو اور اصلی میں مشترک ہو تو لقد حصہ شریک کے مہر مثل واجب ہوگا وھذا اذا ادعاہ او حلف فلو مات قبلہ ان فان شریکان قولہ الا فالا ان اور یہ چھ مسائل حالیہ کا دوسرے واجب نقطہ اب ہے جو عورت لونڈی کا باپ ہو اب بیٹی کے ساتھ جو عورت میں بھی باپ کے ہے یہ ظاہر ہوا اور بیٹے کے ساتھ باپ ہوا تو اگر باپ اور بیٹا دو شریک ہوں لونڈی کی ملکیت میں تو باپ کا دخل نہ ہوگا دو حیثیت سے ایک حصہ میں ملک حقیقی ہی دوسرے کے حصہ میں ملک حکمی اور اگر دو شریک نہوں تو اسکی دوسو تین میں ایک حیثیت کی لونڈی فقط ہوئی ہے اور دوسری حیثیت کا مہر مقدم ہے دوسرے کو یہ کہ باپ کی ملک حقیقی ہو تو رجوع بیٹی کا غیر مسموع ہوا اور ظاہر کلام خارج سے بھی کھلتا ہے کہ دوسری صورتوں بھی رجوع بیٹی کا مقدم ہے اور حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہے کذا فی الملاک اور لو وھبہا لابنہ او ولدہ المنتہی او ورثہا او کاتبہ شرح تصدق الابن اور اگر عورت کا باپ نے اپنے بیٹے کی ام ولد کی ولد منفی کا یا اسکی مدبرہ کے ولد کا یا اسکی مکاتبہ کی ولد کا تو ثابت نسب کے ہوا مگر مشروط ہو تصدیق بیٹے کی باپ سے اور عورت کی تصدیق کر یگا تو ثابت ہو گا اس مثال سے کہ باپ نے نکاح کر لیا مہر صحیح یا فاسد یا وطی شبہ یا وطی زنا سے ہو گئی ہو اور اگر بیٹے نے اپنی ام ولد کی ولد کی نفی کی تو الحاق اور اصل کا باپ سے صحیح ہوگا اور اسطرح کو نسب قابل زوال کے مثلاً صحیح کا بالبینۃ زوال ولا بینۃ بنوۃ وکذا لو بینۃ ورق فبینۃ اری فی الحکم المذاوی اور داؤد اسکا باپ سے ہے بعد زوال ہونے ولایت باپ کے بایں صورت کے یا کفر کے یا غلام ہونے کے حکم مذکور میں یعنی اگر داؤد اپنے کسی لونڈی حق لونڈی کا دعوی کرے تو صحیح ہو شرطیکہ ولایت باپ کی باسباب کور ہو زوال ہو گئی ہو لا یکون کالا قبلہ ای قبل ان زال الحائل المذکور ہوگا داؤد اصل باپ سے قبل اسکے یعنی قبل زوال دلالت مذکور کے داؤد اصل باپ سے ہو ولیشترط ثبوت ولا بینۃ من حین الوطی الی الدعوۃ اور صحت دعوی میں شرط ہو ثبوت ولایت داؤد کی وقت وطی سے دعوت تک اور اگر وطی کی داؤد نے باپ کی ولایت میں پھر شلا باپ مر گیا اور لونڈی حق داؤد کی ولایت میں تو دعوی صحیح ہوگا ولو مزوجہا ولو فاسدا ابوا ولو ابا لو بابنۃ او فرداست لو تصرم ام ولد او من زنا حاج اور اگر نکاح کیا باپ نے بیٹی کی لونڈی سے اگر یہ نکاح فاسد اسطرح کا نکاح فاسد مثل صحیح کے ثابت نسب میں اور اگر کہ باپ نے نکاح دو باپ کا ہو تو ہوگا ولو بابنۃ یہ ہے اگر نکاح کیا باپ نے بیٹی کی لونڈی سے اگر یہ نکاح فاسد اسطرح کا نکاح فاسد مثل صحیح کے ثابت نسب میں اور اگر کہ باپ نے نکاح دو باپ کا ہو تو ہوگا ولو بابنۃ یہ ہے اگر نکاح کیا بیٹے نے لونڈی سے محرمہ کہ بیٹا صغیر یا مجنون کہ بیٹا نابالغ ہو تو بھی ہو گی ام ولد باپ کی دو بھائی پیدا ہوئے ولد سے نکاح مع ولد ام ولد بدون ملک یمین کے نہیں ہوتی وتجب للاخر قیمۃ ولدھا شریک اخیہ لہ اور وجہ اسکا کہ باپ پر مرسی باشبہ ثابت نسب لونڈی کی اور بیٹا لونڈی کا آزاد ہو گا اسطرح کہ اسکا بھائی اسکا مالک ہوا تو ثابت ہوا ان اسکا مالک ہو گیا ومن الحیل ان یملک ابنہ لطفلہ فتوجب قیمۃ ولدھا جاہے کہ لونڈی سے وطی کرے اور وہ لڑکا پیدا ہو نسب اور ولد ساکنہ ثابت ہو گا اور لونڈی کو اپنے لڑکے کی ملک میں کر دے خواہ بیع سے خواہ ہبہ سے پھر اوس لونڈی سے نکاح کر لے تو جب بھی لونڈی حق تو ام ولد باپ کا ہو گی اور لڑکا ہو گا ولو بجاریۃ ابنہ او ولد ابنہ او جاریۃ فولدت واداعا لا یثبت النسب الا بتصدیق المولی فلو ادعاہ فقط الجاریۃ وقد ماثبت النسب من حیث فی الاستیلاد اور اگر وطی کی اپنی جورو کی لونڈی سے یا اپنے باپ کی لونڈی سے یا داداکی لونڈی سے یا پردادا کی لونڈی سے اور وطی کر نیوالے دعوی نسب کیا تو نسب ثابت ہو گا مگر لونڈی سے مالک کی تصدیق کے یعنی جورو اور باپ اور دادا اور پردادا کہہ دے کہ یہ لونڈی میری ہے بر طلال تھی اور یہ لڑکا اسی سے ہے تو نسب ثابت ہو گا اور لڑکا مالک نہ ہوگا اور لڑکا کی ملک کی تصدیق کی ہر صورت میں جورو اور باپ اور دادا اور پردادا کہہ دے کہ یہ لونڈی میری ہے بر طلال تھی اور یہ لڑکا اسی سے ہے تو نسب ثابت ہو گا اور لڑکا مالک نہ ہوگا اور لڑکا کی ملک کی تصدیق کی ہر صورت میں کسی وقت اور کسی وجہ سے نسب ثابت ہو گا نسب اور لڑکا کا حر ہو گا اور ہو گا باب الاستیلاد من آدم گا حر ما من احد الا وھو یرقیہ قالت اولی ان وجہا الملک لکنت عتقتہ عنی بالف او زادت وظلم من حرم اخا الفاسد اھنا کالصحیح فتعقل فسد النکاح لتعقل الملک اذ تنافیا کانہ قال یقدمنک او اعتقتہ عنک حر غلام کی شکر دے اپنے زوج کے مولی کے سو جو مہر دیا وہ کہا کہ آزاد کر دیں گے اور دیں گے ہر طرف سو جو مہر میں سے ہزار درم کے یا ہزار دینار یعنی یوں کہا کہ تجھ کو ہزار درم اور ایک غلام شراب کے اسکا آزاد کر اسطرح کا فاسد بھی بیان قیمتی احتمال متوقعہ نہیں مانند صحیح کے ہے ہر صورت میں اپنا ہی کیا یعنی اسکو آزاد کر دیا تو فاسد ہو گا نکاح اسلئے کہ ملک زوجہ کے طریق اقتضا سے کالا

کہتے ہیں کہ ابن عمر نے اپنی غلام کو تیر دیا تھا جسے پکڑا یا کہ میں نے تیری طرف سے آزاد کیا یعنی آزاد ہی ہوں گی ملکیت نہیں ہوتی جب اسکی طرف سے آزاد کیا تو اول حرہ مالک تھی جب مالک ہوئی تو تخلیہ فاسد ہو گیا لکن قولہ الا ان لک وقولہ الولی لمن اعتق المأمون والعام العقیل لو کان فی الولی شبہ السبب لما افادہ الا قولہ الولاء لمن اعتق وقولہ ہم کہا میں لیکن اگر مرد کہے میرے غلام کو تیر دیا تو میری طرف سے آزاد کیا یا کہے تو تیر لے اسکی طرف سے آزاد ہو جا یا کہے تیر لے اسکی طرف سے آزاد ہو جا یا کہے تیر لے اسکی طرف سے آزاد ہو جا یا کہے

زوجین کے خلاف قیاس اسلام ہوگی کہ دونوجنبی من اسلم المتزوجتان کلمتنی او فی عدۃ کافر یعتقدن ذلک او فی عدۃ کافر یعتقدہ وما یعتقدن ان اسلام لا نکاح لہ اسلم زوجہ اور زوجہ مجنونہ نے نکاح بدون سماع شاہدوں کے کافر کی عدت میں کیا اور حالانکہ وہ دونوں کفر میں اسکو مستقد تھیں یعنی کفر میں ملا شہود اور نکاح عدت کو درست جانتے تھے تو اوسی پر ثابت رکھ جاویں گے اسواسطے کہ ہمارے دین اور انکے معتقدات کے ترک پر وہ مسلمان ہوئیں یا ایک دونوسے قاضی کے پاس نالش کی ہو ایسے نکاح کو فی حاشیۃ الدنی و لو کانا المتزوجتان اللذان اسلما احدھما قبل الاخر ان اسلمت اولا وقد انقضت عدتھا قبل اسلامہ او بعدہ او اسلما معا ولم یعلم السابق او علم وجھل عین او علم المتقدم منھما وقد ارتفع الالتباس بموت او غیرہ فالنکاح باق بالاجماع لان الاسلام یجبّ ما قبلہ اور اگر دونو نکاح کرنیوالے جو مسلمان ہوئے محرم ہوں یا دو محرمون نے مسلمان ہوکر یا دو نے مسلمان ہوکر ایک نے دوسرے کو نکاح کرلیا ہو اور حالانکہ وہ کافرین میں عدت میں قاضی یا جسکو دوسرے حکم قرار دیا ہے عدت نکاح کرے اور دونکاح زن و شوہر ایک کافر کی نالش سے تفریق واقع ہوگئی اسواسطے کہ حق دوسرے کا باقی رہا خلاف ایک کے مسلمان ہونے کے اسواسطے کہ اسلام بمنزلہ دو نکاح کے ہے اگر اذا اسلما معا او علم السابق منھما ثم التبس ثم طلقھا ثلثا ثم طلقھا ثلثا فانہ یفرق بینھما اجماعا کما لو ھما اقرا فاسلما معا اس صورت میں عقد ہر دو کا باطل ہے اور دونو پر عدت واجب ہے اور حالانکہ اوسکو طلاق دیچکا تاہم بدون اسکے کہ دوسرے سے نکاح کیا ہو ہر مسلمان کی عدت میں یا عدت سے نکاح کیا قبل دوسرے زوج کے اور حالانکہ اوسکو طلاق دیچکا تاہم بدون اسکے کہ دونوں مسلمون میں تفریق کیجاوے بدون نالش کے کذا فی البحر عن المحیط بخلاف ذمیین اور ہاوی کذا اگر دونوں جدائی کو اسلوٹ نالش غیر طے واذا اسلم احد الزوجین المجوسیین او اسراۃ الکتابی او حربی او مرتد فاسلم علی اسلامہ فھما علی النکاح فیما لا یأبیان ابدا وصلت قبل بینھما او لو کان الزوج صبیا ممیزا اذا عقل الاسلام والصبیۃ کما لصبی فیما ذکر الا اصل ان کل من صح منہ الاسلام اذا اتی بہ صح منہ الاباء اذا عرض علیہ اور جو مسلمان ہوا اور وہ جو سی زوج اور زوجہ میں سو ایک شخص مسلمان ہوئی جو روکتابی کی تو عرض کیا جاویگا اسلام پر اور جو سی نہ کیا جاویگا کہ تو جو سی مسلمان ہوا جو اسلام لاوے تو ہو گا نکاح باقی رہا اور اگر اسنے اسلام نہ قبول کیا اسطرح کہ انکار کرگیا یا سکات رہا تو دونو میں جدائی کی جاویگی اگر یہ زوج لڑکا نابالغ مرد تو بھی اوسکا نکاح سے تفریق ہوگی بالاتفاق بنا بر قول اصح کے اور اس تمیز کی حد یہ ہے کہ جب اوسکو ایمان کا تعقل ہوا اور مضمون سے سمجھ گیا ہو اور صیبہ مانند صبی کے ہے حکم مذکور میں یعنی اگر زوج کتابی مسلمان ہوا اور اوسکی زوجہ بت پرست یا مجوسیہ تھی مسلمان نہ ہوئے کو کہا جاویگا سو اگر وہ مسلمان ہوئی تو نکاح باقی ہوگا اور اگر مسلمان ہوئی تو تفریق واقع ہوگی اور اصل علت اسکی یہ ہو کہ جسکا مسلمان ہونا صحیح ہے اسلام لانے کے وقت اوسکا انکار بھی صحیح ہے اسلام نہ کرنیوقت تو فقید مسیبی اور صبیہ کا اسلام لانا تو صحیح ہے تو انکا انکار بھی صحیح ہوگا وینتظر عقل ای تمیز غیر الممیزۃ لو کان مجنونا لا ینتظر لعدم فائدۃ بل یفرق علی الحال اسلام علی ابی وابیہ فاما اسلم بعد ذلک فلا شیء لہ اگر نابالغ مجنون ہے تو اوسکے عقل یعنی تمیز کا انتظار کیا جاویگا اور اگر زوج مجنون ہے تو انتظار نہ ہوگا اسواسطے کہ جنون کی کچھ نہایت نہیں کہ اسلام عرض ہوگا مجنون کے باپ پر جو دونوں سے اسلام قبول کیا جاویگا مجنون بھی اسلام میں اوسکا تابع ہوگا تو نکاح باقی رہیگا پھر اگر اسکا باپ یا انمیں تو قائم کرے قاضی مجنون کیلئے ایک وصی کو پھر اوسپر حکم ہوگا تفریق کا جیسا کہ اس مسئلہ کو ما قبل فی ہندسی سے اور اس سے ناظر ہی رفعۃ العلم سے نقل کیا و لو اسلم الزوج وھی مجوسیۃ او مشرکۃ بقی نکاحھا کما لو کانا کتابیین فلا یبتدأ کذلک لانھا لا تقر کتابیۃ ابدا اور اگر مسلمان ہوا زوج اور عورت مجوسیہ تھی پھر عورت مرتد ہوگئی یا نصرانیہ ہوگئی یا مشرکہ باقی رہیگا جیسے کہ اگر عورت پہلے سے مجوسیہ یا

فتراق بغیر توقف ہوجاتا ہے اسی کو بینونۃ صغریٰ کہتے ہیں اور اسی سے نکاح باقی رہا کہ وہ اس کتاب ہوئی باعتبار انجام کار کے اور مسئلہ اور کتابیہ میں تخلل دخول
والتقریر بینہما ما لا یخفی یکفی العدۃ لو کان لا لو بانت لان الطلاق کما یکون بتصریح النساء او تعریض کرنا دونوں طلاق بائن ہے کہ کم
کرنا ہے طلاق کو یعنی اگر بعد تعریف کے اور عورت سے نکاح کرلیا تو زوج نہیں طلاق کا مالک ہوگا بلکہ وہی کا مالک ہوگا اور اگر زوجہ کو لڑکی ہو گی ایک
حق نحو ولا حاجۃ وھی من اغمر نبی المسائل حیث یقع الطلاق ثمن صغیر فی مجنونۃ
منہا ذلیا باھل للایقاع ملی لان وقوع اور اخلا سی میرکا اور مجنون کی ما باپ
طلاق ہے قول اعظم مجنون اور بعید سکہ نبات عجب وغریب ہوا اسواسطے کہ طلاق واقع ہوتی صغیر اور مجنون کیطرف سے کہ ذاتی الایلی شرع کے سما کہ رہی
سے کلام میں خلل ہے اسواسطے کہ طلاق واقع ہوتی قاضی کیطرف سے اور طلاق صغیر اور مجنون پر دیر سستی والی جاتی ہے جو کہ ایسوں کو اختیار ہوتو وہ
دو طلاق کی ہے ان میں بلکہ طلاق بیٹھ کی الی میں جب طلاق کی طرف سونپی گئی تو ہیں تو جب کیا ہی لکھا تو وہ دیتی وہ یہ فانہ یقع علیہ ولو قال ان
جنت فانت طالق ثم جنت طرفہ بخلاف ما اذا قال ان دخلت الدار فانت طالق فدخلت وھی مجنونۃ واقع جیسا کہ اگر صغیر یا مجنون وارث ہوا اپنے قرابت دار کا
تو زوجہ ہوجائیگی تو جیسا آزادی شارع کیطرف سے واقع ہوتی صغیر اور مجنون کیطرف سے اور اسلیے اگر مکلفہ نے اپنی زوجہ سے یوں کہا کہ اگر میں مجنون ہو جاؤں
تو تجھکو طلاق ہے میرہ مجنون ہو گئی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق بعد موجود شرط کے واقع ہوتی ہے اور یہاں شرط تھی مجنون ہو کر جب مجنون ہوئی تو
تو تجھکو طلاق ہے میرہ مجنون ہو گئی تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ طلاق بعد موجود شرط کے واقع ہوتی ہے اور یہاں شرط تھی مجنون ہو کر جب مجنون ہوئی تو
تو تو محض مکلفہ باقی رہا بخلاف اسکے کہ اگر اوسنے کہا کہ میں اگر مجنون ہوں تو تجھکو طلاق ہے یہ اگر میں مجنون ہو کر اور مجنون ہوا تو طلاق واقع
ہوگی اسواسطے کہ معلق سے دخول پر وخول پایا گیا تو جیسہ وقوع ہوا طلاق کا نہ ایقاع اور جیسی سوتین ایقاع تمام وقوع ہوا اسواسطے واقع ہوا طلاق ہوا مکلفہ
کہ مجنون اور صغیر سے ایقاع طلاق صحیح نہیں وقوع طلاق البتہ صحیح ہے اور جیسی ہے ایقاع اور وقوع میں فرق کیا اسواسطے مجنون اور شرابت کا تو اگر میں ہوا
کذا فی ماشیۃ الزیلعی ولو اسلم احدھما ای اصل الحربیین او اسلما اکذا فی غنیۃ ای فی دار الحرب ولم یخلص احدھما الی الاخر حتی خرجا مسلمین
ثم اذا مضت علیہ ثلثۃ اشھر قبل اسلام الآخر اقامۃ فیشترط الفرقۃ مقام السبی لیست بعدۃ لان عدۃ غیر المدخول بھا اور اگر اسلام ہوا دو
حربی مرد اور عورت سے ایک یا ثانی کی عورت مسلمان ہوگئی وہاں نہیں دار الحرب میں اور جو کہ دار الحرب سے نکل صحیح سلامت دار اسلام پر شوہر تو عورت تک نکاح سے جدا
ہوگئی جہاں تک کہ ہمیں بار دیگر حیض آوے یا تین مہینہ گذر جاویں دوسرے کے مسلمان ہونے سے پہلے اسلام قائم کرے شرط فرقت کے لیئے گذرنا عدت کا
بجائے نسب وقت کے لیئے انکا اسلام کا یعنی جب زوجہ اور زوج دونوں دار الاسلام میں ہوئے یا ایک اونہیں سوا دار الحرب میں ہے تو ایک کے مسلمان ہونے
دوسرے پر عرض اسلام نہیں ہوسکتا کہ وہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں اسواسطے اتنی مدت جدائی کی قائم مقام عرض اسلام کے مقرر ہوئی اور جب عدت تمام ہوئی
اسواسطے کہ عورت غیر مدخول بہا جیسی ہوگی ایسی ہوجائی اور غیر مدخول بہ عدت نہیں ولو اسلمت زوجۃ الکتابیۃ ولو بآیۃ کما مر فیھما ۱۲ اور اگر مسلمان ہوگیا کتابیہ
عورت کا شوہر تو وہ عورت اوسکی ہوگی یعنی جدائی دونوں میں نہ ہوگی اسواسطے کہ مسلمہ اور کتابیہ کا نکاح درست ہوا اگرچہ عورت بیوقوف ہے کتابیہ ہو مگر جب
یا شرک ہو آخر کار کتابیہ ہو گئی یہ انصاف ہے ہوگئی زوجہ سابق میں اسکا ذکر ہو چکا والمراد بقولہ تبین انما تبین الدارین حقیقۃ او حکما اور عدت جدا ہوجانی
سے اپنی زوجہ سے بسبب تباین الدارین کے باعتبار تباین حقیقی اور حکمی کے تباین حقیقی جیسہ کہ دو لڑکے تباین حقیقی میں دور ہی واقع ہو جیسے شلا زوجہ دار الاسلام
میں ہو اور زوجہ دار الحرب میں اور تباین حکمی جیسہ کہ شلا دار الحرب کا رہنے والا دار الاسلام میں ہو جاتا کہ قصد سے وہ آوے مگر یہ طریق سے کوئی نہ
وارد ہو یا اگر کوئی دار الاسلام میں امان لیکر آیا تو اوسکی زوجہ بحرف نہ ہوگی اسواسطے کہ وہ حکماً اپنے ملک میں ہے گر جب کہ ذمی ہو کر ہمیشہ کو
دونوں جدائی ہو جاوے گی کما لا یخفی نہیں ہوتی عورت اپنے زوج سے بسبب قید ہونے کے یا بسبب ملت فرقت کی جانیں ایسی ہے امام اعظم کے نزدیک
یہ تفصیل ہوا اور امام شافعی کے نزدیک بالکل نہیں ہے فلی شرح اسلام احدھما الخ مسلما او ذمیا او اسلم وصار دستہ فی دار الاسلام او اخرج مستأمنا

وَلَوْ خَرَجَا مُرْتَدَّيْنِ ثُمَّ تَبَايَنَ الدَّارَيْنِ إِذَا أَهْلُ الْحَرْبِ ظَلَمُوهَا وَلَا نِكَاحَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مُسْلِمٍ حَتَّى لَوْ سُبِيَتْ مَعَ زَوْجِهَا أَوْ بِدُونِهِ وَدَارُ الْإِسْلَامِ بَيْنَهُمَا أَوْ كَانَ أَحَدُهُمَا فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَالْآخَرُ فِي دَارِ الْحَرْبِ فَسَبَيْنَا الْمَرْأَةَ وَحْدَهَا أَو

غایت تقریر ان کے فتوے کو دیوبند کے فتوے سے اور بحر الرائق میں کہا کہ یہی معتمد ہے کذا فی الطحطاوی والدر فی مختصر احکام الاسلام وعلل بقولہ لانہ لم یعرض الاسلام بسبب کفر بنا علی ان الردۃ توجب الفرقۃ بنفسہ اور زبردستی کی کیا وجہ کہ عورت مرتد کے اسلام پر اور تجدید نکاح پر مجبور کی گئی کیا مسلم ہے تو دوسرا مجبور ہے یا ایک اور ہے یہ کہ ان کا اسلام ہی بسبب کفر کے نہ تھا یہ تو صاف ہے کہ تجدید نکاح پر مجبور کی گئی اور اگر زوج اسکا نکاح ہو تو اسی سے ثابت ہوا سلام ہو تو دوسرے شوہر سے اور زبردستی کی کیا وجہ کہ اسلام اور تجدید نکاح پر اس پر مجبور نہیں ہے جب عورت مرتد کے اسلام اور ارتداد اختیار کرنے میں خیار ثابت نہ ہوا تو ہمارے مذہب کی تقسیم سے کہ اگر عورت کا کفر کا زمان ہمارے کہ جو دوم کو شریع ہونے کے اسلام اور ارتداد کا خیار ہے اور اسلام سے کفر کی طرف لوٹنے کا اختیار ہے تو دوسرا شوہر کیا ہوا اور ہر قاضی اور کا نکاح جدید کرے تو شوہر سے مرتد کی عدت کا بھی حاجت الرسے قاضی مسائغ لہ بعلم الفرقۃ بترکھا دخل وتبین الا سیتا انی تقسم فی الملتقط ترکت المال فالفہر والا فالمال لورثتہ اول من الا فتاء جا فی الولوالجی اور فتوی والشائع ہمارے یہ ہے کہ عورت مرتد سے عورت کی ہمارے کہ یہ مسلمہ ہے کہ شوہر ہو اور کا حیلہ نہ چلے اور نہ طلاق ہو اسلامی کہ ہمارے مذہب جہاں قاضی اور عالم خود علی الخصوص وہ عورت کہ مرتد ہو کر مسلمہ ہو جاوے اور صغیر الحاقی مین کہا کہ اس روایت پر فتوی دینا بہتر ہے نور اور کی روایت کے فتوے سے کمل قال المہذب ومن تصفح احوال نساء زمانا وما یقع منھن من موجبات الردۃ مکرا فی کل یوم لو یتوقف فی الافتاء وروایۃ لو ادبر اقول وقد اسیطت فی القنیۃ والمجتبی والفتح والبحر وحاصلھا انھا بالردۃ تستحق وتبوئ فیئۃ للمسلمین عند ابی حنیفۃ ویتبدیھا الرجع من الامام او یعرض علیہ لو متمردۃ والا یستتاب کالرجل المرتد بعد الردۃ ملکھا وله بیعھا ساعۃ لو تمکن ولد استتمتہ فتکون کام الولد یمکن معتدۃ فی شرح مجمع الفتاوی کہا کہ جو کوئی تفحص اور تلاش کرے حال زمانہ کی عورتوں کے احوال کو اور جو اس سے موجبات ارتداد واقع ہوتے ہیں کہ ہر دن میں تو توقف اور تردد کرے فتوا دینے کی روایت پر فتوی دینے سے شایع کہا ہوں کہ کتابوں کی روایت مرتد اور مرتدہ کی ہے اور فتح القدیر اور بحر الرائق میں اور خلاصہ اس ولوالجیہ کا یہ ہے کہ عورت بسبب مرتد ہونیکر نہیں کی جاتی ہے اور مسلمانوں کے بسلطنت ہو جاتی ہے پر ویک امام اور مفتیہ کے اور مول ہے تو زوج اسکو اور امام سے اگر وہ مصرف غنیمت کا ہو اور زوج اسکا اپنے مرتد ہین لاتا اگر وہ مصرف غنیمت کا اور اگر زوج اسپر مسلط ہو بعد ارتداد کے مالک ہو گا اور اسکو اور اسکا بیٹا دوست ہو جب تک عورت نہیں نکاح کرتی ہے اور اگر زوج کا لڑکا عورت جنوتو ہو اور کہ اسکا ہو جاوے گی ونقل المصنف فی کتاب الغصب ان عمر رضی اللہ عنہ بعث جیشا فاتی قصر بھا بالروم حتی سقط خباز ھا فقیل لہ یا امیر المؤمنین قد سقط خبازھا فقال لھا لا حرۃ لھا ومن ھنا قال الفقیہ ابو اللیث الجنی حین یسبی علی تملکہ ھی کاشتراء الرقیق والایداع فقیل لہ کیف تقول لا حرۃ لھن انما الشک فی اسلامھن کاظھن ثم یباعن اور نقل لیا مصنف نے کتاب الغصب میں کہ البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح جا پر بھیجا ایک عورت تو حمہ کر ہو ہر اور کے روز وہ سپاہ جا تک کہ اور کسی کو ہا کیا اگر ہو تا تو رکوں گا، دن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اسکو سر کا پڑ اگر ہو اور حالانکہ عورت کے سر کھولنا جائز نہیں تو فرمایا فاوی الحکم نے کہ مقرر اس عورت کی کچھ حرمت در عزت نہیں اسلام کے ضرا گی نرمانی ہر سر گرم ہو اور گا ہو تو مرتد بھی کر دیتی ہو اور اس جگہ سے فقیہ ابو لیث نے کہا جب کہ وہ گذر ہے عورت تو ہر ونہ کے کنار سے پر اور ہاتھ کہ دیتے ہیں تو اور لوگوں سے کہا کہ آپ کو بکر اکہ ہر نہ دیکھ کر اکیا اس ہو کر نکلی تو قیہ ہو سوف نے کہا کہ اگر کی کچھ عزت اور حرمت نہیں اگر کی تو ایمان میں شک ہو گیا کہ وہ عربی عورتیں ہیں اور عربی عورتیں تو زبان ہیں ہو تو اسکو سزا اور ہاتھ نہ دیجاوے اسز ہم نہیں ہم نے قول مصنف کی استدلال نہیں بلکہ روایت سابقہ کی استیناس سے اسواسطے کہ خالف حال نو مرتدی کا یہ ہو کہ باعث ارتداد کا ہو جاتا ہے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی بقی النکاح ان ارتد استتابان لم یقتل والتبین فیجعل کالکفر فورا مسلما ذلک استحسانا اور اگر زوج اور زوجہ اسلام لائے زوجہ جاوین پر بسطریح ساتھی مسلمان ہوں ساتھی مرتد ہوں جیسے شلاء و فوکہار کی جب کہ سجدہ کریں یا معاذ اللہ قرآن مجید کو اہانت سے پھینک دیں اسطریح کہ دو فرض ہیں سے کسیکے ارتداد کی سبقت نہ معلوم ہو تو فرقی کی مانند قرار دی جاویں گے یعنی دو شخص غرق ہو گئے یا جل گئے اور معلوم نہیں کہ کون

پہلے دو باپ کون بیاہ جاتا تو دونوں ساتھی فریق اور جرو قرار دیئے جاویں گے کوئی انہیں ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور یہ بیاہ بلیل احسان کے ہو خلاصہ اس کے اسم بھلو کہ جب ایک کا ارتداد منافی برالنکاح کا تو دونو کا ارتداد دیطریق اولی منافی ہوگا وفسدت ان اسلم احدھما قبل الدخول او بعدہ قبل الاستبراء بحیض ولو حبلی وصح صفقۃ واحدۃ اور فاسد ہوگا نکاح اگر مسلمان ہوا ایک قبل دوسرے کے اور مہر نہ ہوگا قبل دخول کے اگر خود بیچ مرد مسلمان ہوئی اور اگر دخول ہو چکے مسلمان ہوا تو نصف مہر واجب ہوگا اگر مہر معین تھا اور اگر مہر معین نہ تھا تو متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے ارتداد اور اسلام ہوا تو مہر مثل واجب ہوگا کذا فی حاشیۃ الدرنی قولہ ولا یتبع خیارا لابوین دینا ان الصغار الذار او لوحد ھما کان الصغیر فی دارنا وللاب ثم للجد خلاف العکس اور لڑکا تابع ہوا الدین میں بہتر دین کا یعنی اگر باپ مسلمان ہو تو لڑکا باپ کا تابع ہوگا دین میں اور اگر مسلمان ہے تو لڑکا تابع ہوگا بشرطیکہ ملک متحد ہو اگرچہ حکمی اتحاد ہو مثلاً جو کہ لڑکا ہمارے ملک میں ہو اور اسکی ذمیہ ہو اور باپ دین یعنی الحرب میں اسلام لایا ہو تو لڑکا بھی ذمی ہوگا کذا فی الکافی اور اگر ہو جہاں حقیقت دین مختلف ہو دارین سے لیکن باپ بسبب اسلام کے دارالاسلام میں حکماً داخل ہو خلاف اسکے کہ یعنی لڑکا دارالحرب میں ہو اور باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا ہو تو اس صورت میں لڑکا اسلام میں تبع باپ کا ہوگا بسبب اختلاف دارین کے حقیقۃ وحکما والمجوسی فی مثلہ تو تبع دیناً و اھل الشرک من الکتابی والنصرانی شرعاً من الیھودی فی الدارین لانہ لا ذبیحۃ لہ بل یحل بحکم کتابیۃ وفی الاخرۃ اشقاہما عذاباً اور مجوسی اور اسکی مانند مسیح پرست اور باقی اہل شرک جنکا دین آسمانی نہیں و بدترین کتابی ہے اسواسطے کہ اہل کتابی میں شامل دعوی کے آسمانی کے اسیواسطے اور انکا ذبیحہ حلال ہے بخلاف مجوس کے تو اگر مجوسی اور کتابی سے لڑکا پیدا ہوگا تو کتابی شمار ہوگا اور نصرانی تر ہے یہودی سے دارین میں اسواسطے کہ نصرانی کا ذبیحہ نہیں بلکہ جانور کا گلا گھوٹ ڈالتا ہے مجوسی کیطرح ہاں اگر نصرانی بوجہ شروع حلال کر لیگا تو ذبیحہ حلال ہوگا جیسے ہر آسمان و دنیا دی ہوئی اور آخرت میں سخت تر عذاب ہو نصرانی پر بہ نسبت یہودی کے اسواسطے کہ نزاع نصاری کا الٰہیات میں ہے اور یہود کا نزاع نبوات میں لیکن اگر نصرانی اور یہودی کا لڑکا ہو تو یہودی ہوگا کذا فی حاشیۃ الدرنی فلا تعارض النصر فی جامع الفصولین اولو قال النصرانی احد من الیھود یۃ والمجوسیۃ کفر لانہ اتیانہ الخبر لیا قبح بالقطع لکن وقع فی السنۃ ان الیھود حلال لنا من المغنم اولا یحل لنا بالجزیۃ والاشبہ عدم الکفر لانہ خالف قطعا لا عنادا لہ بزازیہ وفیھا اور جامع فصلین میں ہے اگر کوئی کہے دین نصاری کا بہتر ہے یہود کے دین سے یا مجوس کے دین سے تو کافر ہو جائیگا بسبب ثابت کرنے بہتری کے اور کہا جو دلیل قطعی سے قبیح ہونا مجوسی سوا دین اسلام کے سبب دعوی بہتری کے خبر دینا اور بہتری مستلزم ہے لیکن حیث میں واردہ کہ مجوسی خوشحال ہے متبرد لہذا اسواسطے کہ مجوسی فقط دو خالق کو ثابت کرتا ہے اور مقتدر ہمیشہ خالق ثابت کرتے ہیں کذا فی البزازیۃ والنہر سند امام اعظم وغیرہ میں بروایت صحیحہ ثابت ہوا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ یعنی قدریہ مجوس ہیں اس امت کے قدریہ سے مراد وہ فرقہ ہے جو منکر ہے قدر کا اور معتزلہ قائل ہیں کہ خدا خالق شر کا نہیں بلکہ شر بندہ کا مخلوق ہی تو بہت خالق ٹھہرے اور مجوسی قائل ہیں دو خالق کے ایک فور جسکو یزدان کہتے ہیں اور دوسرا ظلمت جسکو اہرمن بولتے ہیں ولو عبق ابوہ صغیرۃ فصار ابویہ ثم صار ابنہ بالغا عاقلا ولو کانت قد مات کل منھم نصرانیا مثلا لا کذا کلہ بہ لو کان لتناھی التبعیۃ بموت احدھما فتنبہ او مسلما او مرتدا فلو تبطل الکفر الاخر اور اگر مجوسی ہو گیا صغیرہ نصرانیہ کا باپ جو مسلمان کے نیچے سے تو جدا ہو جائیگی نصرانیہ بدون مرنے اسواسطے کہ صغیرہ نصرانیہ تابع ہو گی دین میں باپ کی پھر بہت دنوں مجوسی ٹھہری تو نکاح ٹوٹ گیا اور اگر صغیرہ کی نصرانیہ مثلاً یا یہودیہ مر چکی ہو اور باپ اسکا مجوسی ہو جاوے اور پھر بالعکس یعنی باپ صغیرہ کا نصرانی ہو جائے اور ماں اسکی مجوسیہ ہو جاوے تو صغیرہ جدا نہ ہوگی مسلم سے بسبب تناہی تبعیت کے ایک کی موت پر یا ذمی ہو کر یا مسلمان ہو کر یا مرتد ہو کر تو اسواسطے کہ باطل ہو گئی دوسرے کے کفر سے یعنی جب صغیرہ کی ماں یا باپ ذمی یا مسلمان یا مرتد ہو کر مرا تو تبعیت دین ختم ہو گئی اب دوسرے کے کافر ہونے سے نکاح نہ ٹوٹ جائیگا یا باپ کے مرتد ہونے سے اسواسطے نکاح باقی رہیگا کہ مرتد مجبور مسلمان کیا جاتا ہے اور کہ مرتد ہونے سے لڑکا مرتد نہیں ہوتا وفی المحیط لو ارتد ابوا الزنکا العرنیان کما مر یلحقا اور محیط میں ہے کہ اگر باپ صغیرہ کے دو فرزند چھوڑ گیا تو نہیں جدا

ہوگی، اور نہ زوج مسلم سے بنگ دونوں دار الحرب میں ہوں یا کہ ہجرت نہ کی ہو اور والدین سے جدا ہی اسلام ہوئی کہ ہنوز احکام اسلام کے دونوں پر تمام نہیں کیونکہ ابھی جبر کرنا مسلمان ہونگے اور اس کا کسب نہ کرنا مسلمین کا ہے اور جب دار الحرب میں صغیرہ کو لیکر چلے تو اس کا حربی ہونا ثابت ہوگیا اور مکلف مسلمین سے بالکل بالہر ہوگیا اور اگر صغیرہ دار الاسلام میں ہو تو بھی نکاح قائم رہیگا اسلام اسکا ہوگا اور اسکا اسلام بھی موجب ہوا ولو بلغت خافقة مسلمة فرجعت فاذا تباین الدارین مطلقا اور اگر صغیرہ بیچارہ مسلمہ کی تابع ہوئی حاکم مسلمان ہو کر پھر مجنون ہو گئی پھر اسکا باپ مرتد ہوگیا تو زوجہ مسلمہ نہ ہوگی کیونکہ والدین دار الحرب میں بالجملہ ہوں خواہ نہ ملے ہوں اسلئے کہ عورت خود اصلی مسلمان ہو چکی اب تبعیت والدین کی باقی نہیں منتقضہ نقضہ تم بابنہ فتجتہ او تمتہ کی بالکل ایک مسلمان کے نیچے نصرانیہ سے ہر زوج اور زوجہ مجوسی ہو گئے یا نصرانی ہو گئے تو نکاح ٹوٹ جائیگا عورت مدخولہ ہو یا نہ ہو یہی نزدیک ابو یوسف کے اسلئے کہ سبب فرقت کا یعنی ارتداد فقط زوج کیطرف سے ہوا اور عورت تو کافر اصلی اسلیے کذا فی حاشیۃ الدرنی وکذا لو ابت ان تسلم حتی مرتدا او مرتدۃ احد الزوجین مطلقا اور نہیں سمجھے کہ نکاح کس کو مرد مرتد اور عورت مرتدہ سے کوئی آدمی مطلقا یعنی نہ مرتدہ مسلم یا کافر اسلام اسکو مرد سختی سے قتل کا اور چند روزہ مہلت ضرور تامل کی کہ کہیں شاید سمجھ کر مسلمان ہو جائے اور مرتدہ واجب الحبس ہے اسلام کی طرف لوٹ آئے نکاح کے دو زن کیسکو حاصل نہیں اسلم الکافی وتحته خمس نسوة فصاعدا الی اثنتین او اقل وفیها طبل فکاحسن ان تزوجهن بقدر واحد ان رغب فالاحوط بالطبل مسلمان ہوا ایک کافر اور اسکو نیچے پانچ عورتیں ہیں یا زیادہ یا اور اسکے نیچے دو ہیں ہیں یا اور اسکی بیٹی ہے تو نکاح ان عورتوں کا باطل ہے اگر اور نسوۃ نکاح ایک عقد میں کیا اور اگر نکاح یہ ترتیب کیا یعنی اوّل پہلی سے پھر دوسری سے علی ہذا القیاس یا بہ تین تین کیا ایک مقدمہ تین سے نکاح اور دوسرے عقد میں دو سے کیا یا اوّل ایک سے نکاح کیا پھر دوسری سے وعلی ہذا القیاس اور بیٹی میں بھی نکاح مرتب ہوا تو پہلا نکاح باطل ہوگا یعنی پانچویں عورت کا یا دوسری میں کا یا کا یا بیٹی کا وکذا فی الخلاصۃ وقید بالکافی لیخرج المسلم والمرتد فانه یجبر علی ذلک وفی الدر المختار وتخیر الامة بعتق زوجها الحر وان اعتق احد الزوجین فلا خیار لها وان اعتقا معا او ارتدا معا او اسلما معا فهی علی نکاحه وان اعتق احدهما فلها الخیار ما لم تمکنه من الوطی بعد علمها بالعتق وان اعتقت قبله فلها الخیار ما لم یطأها بعد علمه بعتقها وان اعتقت قبل الدخول فلا خیار لها وان اعتقا معا فهی علی نکاحه وان اعتق احدهما

یعنی جماع میں برابری ضرور نہیں اور اسطرح کہ جماع نشاط خاطر پر موقوف ہو اور اسطرح محبت میں بھی برابر کرنا ضرور نہیں اور اسطرح کہ صحبت آدمی کے ذمہ ہے مگر نہیں بل تستحب فی الیسط حقا بترو یجب دیانۃ اکثانا جماع واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور اسا قطہ ہتا ہو حق عورت کا ایکبار جماع کرنے سے ہی ساقط ہو جاتا ہے حکم نفقہ کے اور در اصل واجب ہے جماع باعتبار دیانت کے ہے کما قال اللہ تعالیٰ فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف اور اسطرح کہ ایلا کی مدت چار مہینہ ہے جماع باعتبار دیانت کے ہے کما قال اللہ تعالیٰ للذین یؤلون من نسائھم تربص اربعۃ اشھر

قاضی کے یعنی ایک سنگدل سے پاس نہ جاوے اگرچہ اسکو تعزیر بھی کیا جاوے بدون قید کے کنائی الجوہرہ تعزیر ہوگی بقید نہ پیٹ کر دینے زوجہ کے حق کو یعنی حق زوجہ فوت کر دیا اور مضمون شرعی کا مرتکب ہوا اور بعد تعزیر اذا موقت ہوگی جب کہ زوجہ نے مخالعہ کر لیا ہو کہ میں ایک سے پاس نہ جاؤں گا اور دوسری کے پاس جاؤں اور ہاں ہی زوجہ کی باری میں اسیستدعا اسکو پاس بھی بلوا سکتا ہے اور وقت تین قاضی حکم کرے اور سیدھا کر دیوے یعنی جتنا ایک کے پاس رہا دوسری کے پاس بھی اتنا ہی رہے کذا فی النہر الفائق وَالْقَسْمُ الْمُسْتَحَقُّ لِلْمَدِيدَةِ وَالْقَدِيمَةِ وَالْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ وَالْكِتَابِيَّةِ سَوَاءٌ لِإِطْلَاقِ الْآيَةِ وَبِاكْرَاهِ وَتَبِيبِ اور جدیدہ اور قدیمہ اور بکر اور ثیب اور کتابیہ سب برابر ہیں کذا فی النہر الفائق اور مراد آیت سے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ہے اور حدیث مطلق ہے آیت قرآنی کے عدل محکومات میں اور سنداً امام احمد میں حدیث مرفوع ہے کہ جسکی دو عورتیں ہوں اور وہ ایک کی طرف کامل ہو تو وہ قیامت میں آویگا اور اسکا آدھا بدن گرا ہوا ہوگا کیہ یہ حدیث بھی مطلق ہے اگر اور ثیب اور قدیمہ اور جدیدہ وغیرہ کا تعین کیجئے وقت

(بستہ ہو یعنی اذا دلیٰ یُؤلِی حلفاً اس سے ہو فیئ کرے اور رجوع کرے عورت اوسکی طرف سے یا ہوں ہو اوسپر یعنی ہو جاوے اوسکی رات کو اوسکو پاس بستہ ہو کر گویا کہ عبادت کیواسطے اور اگر زوجہ کی بیماری سخت ہو جو مرد میں سے کہ پہنچے مضائقہ نہیں کہ حاضر ہو اوسکی پاس بیانتک کہ اوسکو آرام ہو یا جاوے مقتضا یعنی اسقدر بیمار عورت کے پاس ٹھہرے جسقدر میں سے جب کہ اوسکو پاس کوئی مونس اور مخمز نہ ہو ولو ترس ھوف بدنہ وعقلہ کالاقی فوشا کالہ لوگان یصح

مرار اذا بدلک ینبغی ان یقبل منہ ظاہر اور اگر بیمار ہو زوج اپنی عورت کو اوسکی باری میں اوسکے علیحدہ اگر تندرستی ہو اور جس اراذہ کرے یعنی بلا کراہت کو اوسکا اور حرج اوپر اوسکے نہیں ایجاد ہوگا اوپر اوسکے ایام باری کے اگر شاء الا ثلثۃ ایام او ثلثۃ ایام و لیالیہا اور اگر چاہیں تین دن اور ایک کے پاس رہے ولا یقید عدد احدھما الا ان لا یذن لہ الخ خلاصہ وزاد فی الغایۃ والرأی فی البدایۃ فی القسم البکر ثلثا فی مقدار الاقل فرھا یا یہ وتبیین اور نہ تھہرے دو میں سے ایک پاس زیادہ مگر دو سری کی اجازت سے کذا فی الخلاصۃ اور زیادہ کیا ہو خانیہ میں اور تجویز شہر مرجع یا بیوی میں زوج کیلئے ہو یعنی مثلاً اگر سفر سے آوے تو جسکے پاس چاہے رہے اور یہ مقدار دو دن کی زوج کے اختیار میں ہو چاہے ایک کے پاس سات دن رہو یا چھ کم و بیش کذا فی الھدایہ والتبیین وقیل فی الغیر تحتنا یقال ایلاء و حقہ وعمۃ فالحق فیہ فی القصر قال المصنف وظاھر حیثما انتھا لہ تخییرا حاصل ما فی الملاحۃ بین الفقیین ثلثۃ ایام کما عزاناہ علیہ فی المختصر و اللہ اعلم و سکت کما ہو فتح القدیر بین مدت دور کر ابزرد ی بحث کے ساتھ مدت ایلاء کے مگر یہا تھ سے اور عام کہا ہو مدت دور کو حجر الرائق میں سے اور احتراض کیا ہو عموم بحرنے صاحب نہر الفائق نے کہا مصنف نے صنع الضیاء میں اور ظاہر بحث صنع فتح القدیر اور بحر الرائق کی والات کرتی ہے کہ وہ دو مطلع نہیں ہے اوس روایت پر جو خلاصہ میں ہو یعنی تین دن کی تقیید سے جیسا کہ ہمنے اوسی خلاصہ کی روایت پر اعتماد کیا ہو مختصر میں یعنی تنویر الابصار میں واللہ اعلم فتح القدیر میں کہا کہ الطلاق دو کر ماشیہ تبیین اسوا سطے کہ اگر ایک ایک برس کا دورہ زوج مقرر کرے تو یہ عدد طلاق خیال میں نہیں آتا بلکہ مدت الایلاء یعنی چار مہینے کے مطلق کر کے تجاوز نہیں اور جب کہ باری تمامیں اور رفع وحشت کے لئے وجب ہے تو قریب مدت اعتبار کرنا چاہیے اور نہیں گمان میں کہ ہر ایک ہفتہ سے زیادہ دورہ مقرر کرنا تقریر رسالی ہو کہ بحر کہ دو تو اسپر راضی ہو جاوے میں فقط تو معلوم ہو کہ شارح کی عبارت میں لفظاً و یعنی اول ہے اسپر اسطرح سمجھے نہ وسیاتی حبہ کیا اور جو الرائق میں کہا کہ مدت دکور کی مطلق ہے اوسطرح کہ جب دکورہ برابر ہو تو کچھ ضرر رسالی نہیں کیونکہ عورت اپنی باری کے آنے تک مطمئن ہو کر اور نہ ضرر فقاتلی میں کہا کہ الطلاق دو رمیں نفی مضرت کی مسلم نہیں فقط یعنی مثلاً اگر مدت دکور کی دس سال کی ہو اور زوج تحویل کرے باری دوسری عورت کے تو گرانی تو ضرر حاضرہ ہے اور مصنف جو خلاصہ کی عبارت سے تبیین دن کی تقیید سمجھا سو بھی لائق اعتماد کے نہیں اوسطرح کہ خلاصہ کی عبارت محتمل ہے تمثیل کی نہ تحدید کی اور شارح قہستانی نے غایۃ اور سراجیہ سے نقل کیا کہ زوج کو اختیار ہو کہ ہر ایک عورت کو ایک سات دن رہو اور بالشاب شروع ستون کی تصریح میں مقدم ہیں فتاوی دن پر کذا فی حاشیۃ الدرنی فروع سائل لمعۃ شارح کے لو کان تحتہ اماۃ لا یحل لہ وطئہ ان لم یشافھہا انہ یقسم فقط اور ھو حسن اگر کام و مراعات کو جو مستحب ہو کیرار اور اوسکو تین موضعوں میں ہوں توشا فیہ میں ذکر کیا ہو کہ وہ دن کو باری مقرر کرے شارح کہتا کہ یہ کلام اشارہ خانیہ کا خوب ہے وحقہ علیکما ان تطیعونی فی کل ما امر تکما بہ اور حق زوج کا زوجہ پر یہ ہو کہ اوسکی اطاعت کرے ہر ایک امر مباح میں جبکہ عورت سے مکلم کرے کہ ظاہر یہ ہو کہ اوس مباح میں زوج کے امر سے عورت پر واجب ہوتا ہو جیسے حکم سلطان کا رعیت پر اور زوج کو جائز ہو کہ ترک آرائش سہو اور ترک نماز اور طہارت سے اور وضو کی عدم اعانت سے عورت کو اذا رکذا فی فتح القدیر اور اگر مرد کے پاس عورت ہو کہ نفقہ بند ہوتی ہو تو اوسکو طلاق دینا جائز ہو اگر اوسے مہر پر قادر نہو اور اگر عورت کا باپ لڑکا ہو اور اوسکا کوئی غیر گھر میں نہ ہو اور زوج اوسکو پاس جانے سے منع کرتا ہو تو اس سے تین عورت کو نہ اوٹھا لے زوج کی جائز ہو اور حضرت باپ کی ضرور ہے باپ خواہ مسلمان ہو خواہ کافر کذا فی حاشیۃ الدرنی ناظر اصل الماخذ یکرہ ولہ منعہا من الخروج ایضا ہو کہ عورت کو جائز ہو کہ عورت کو جائز نہ ہو کہ عورت کا شوہر کے کہنے سے اسوطرح کہ نفقہ اوسکا زوج پر واجب ہو دین آکل یا تاجا دی دین اور حکم جائز ہو کہ عورت کو منع کر سکے دین سے کہانے سے جبکہ بوسواسکو ملکیت ہوتی ہو جیسے کھانا پانی اور لباس اور دوا اور جبکہ کشائش اوسطرح کہ بوسہ لیتا ہو زوج کا اور بے بوسہ نفرت کرتی ہو اور بوسہ اعتماد نہ ہو

اپنوں نادیدوں میں سرمہ بچا کر کرو، اگر کرو، معلوم ہو تو تھوڑے سے عورت کو سونج کر کہ کذا فی حاشیہ الرملی بل ومن المتاخرین والمفتی ان ناذ[illegible] ومن وافقہم
نعم وقد تمامہ فیما علقتہ علی الملتقی بلکہ زوج کو چاہئے کہ عورتوں کی سونج کرے اگر اسکی وجہ سے اسکو تکلیف ہوتی ہو کذا
فی الدر المختار وایسا ہی تمام کی پوری تقریر حلبی کے حاشیہ میں ہے درمیان میں کہ بیان اس کو ہم نے کہ احکام نکاح سے ایک عنوان ہے المعروف عرجیسا بالمعروف
قرآنی کے جو ہے ۱۲ اور کہ ہم کہ عورت سے باعتبار قول اور فعل کے اور صلح کے اور صاحبت بالمعروف کی مفسر ہے یعنی معنی کے کہ مرد عورت سے ایسا
کرے جو اچھا سمجھا جاتا ہے اور پسند کرتا ہے اور یہ جس سلوک و دوستواری پر ہے آدا احکام نکاح میں سے ہے جو کہ اگر عورت نافرمانی زوج کی کرے تو اوس
اوسکو نصیحت کرے اگر نصیحت نہ مانے تو علام کرنا اور اس پر بھی نہ مانے اور مباشرت کرنا جو اگر اس سے بھی نہ مانے تو مار مارنا جیسا کذا فی حاشیہ الرملی آخر
کرے وہ مرد کو اپنی عورت سے وطی کرنا بھی حاصل اور اوجب ہے اور اوسکی عورت کے نزدیک اور اسی طرح اپنی لونڈی اور اوسکی لونڈی کے مرد پر کذا
فی حاشیہ اللوامع باب الرضاع کہ یہ باب ہے رضاع کا یعنی احسان کا حکم شیر خوارگی کے ذکر میں ھو لغۃ بفتح الرا
کسر مص الثدی وشرعا مص من نکاح آدمیۃ او لبن آدمیۃ او امیتۃ او آیسۃ او آیخۃ بالمعی الوجور والسعوط لرضاع لبنہ او کرسہ
میں چوسنا ہے چوانی کا اور شرع میں چوسنا ہے عورت کی چوانی سے اگرچہ عورت کو اری ہو یا بہ بے یا بہ بے اور چوسنے سے مجھ سے حلق میں ڈالنا اور ناک
سے نشہ کو کہتے اشارہ ہے صاحب کنز الرائق کی رد پر اوسکو کہ کسی میں ہوتا ہے اور نہیں میں نہیں جاتا اور گاہے ہوتا ہے اور نہیں ہوتا ہے اور نہیں جیسے کہ وجور اور سعوط میں شارح نے جواب دیا کہ وجور اور سعوط ملحق ہے مص سے اور جو کہ سب غالب میں جانا کہ مص ہوتا ہے اوسمیں اسکو
ذکر کیا فائدہ الفائدین میں کہ یہ مص مسلم ہے وصول کا اوسمیں کہ صاحب تاتارخانیہ نے مص کو خرید پر قیاس کر کے تقریر کیا ہے اور فی وقت خصوصی میں ہو کذا
ویصیر عندنا وعندھما فقط عندھما وھو الاصح فتح وبہ یفتی کذا فی تصحیح القدوری عن العتابی مص ہو وقت مخصوص میں ہو
وقت اڑھائی برس ہیں امام کے نزدیک اور فقط دو برس ہیں صاحبین کے نزدیک اور یہی مذہب صاحبین کا اصح ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی پر فتوی ہے
کذا فی تصحیح القدوری فالامام من ان الرضاعۃ فی حکم عن الصغیر اور لفظ حولین کا تامین سے جو کلام مجید میں واقع ہوا ہے تو رضاع بعد تمامی حولین کے
نہیں اور ہماری سے اسی روایت کو پسند کیا ھو تلک فی الجوھرۃ انہ فی المولدین ونصب ولو بعد الفطام وھو الصحیح وعلیہ الفتوی لیکن جوہرہ
میں ہے کہ ابدہ رضاع اڑھائی برس کے اندر اگرچہ بھوکا ہونا کی ہو حرمت ثابت کرتا ہے اور اسی روایت پر فتوی ہے کذا فی الواو المجید اور یہی ظاہر الروایہ ہے
کذا فی النہایہ اور فتح القدیر میں واقعات ناطفی سے منقول ہے کہ فتوی ہو گئی ظاہر الروایہ پر کذا فی حاشیہ الرملی تو معلوم ہوا کہ بعد رضاع میں فتوی مخالف ہے
تو اس صورت میں ظاہر الروایہ مرجح ہو گی واستدل لقول الامام بقولہ تعالی وحملہ وفصالہ ثلثون شھرا ای مدۃ کل منھما ثلثون
اور استدلال کیا ہے حلوانی نے امام کے واسطے قول امام کے حق تعالی کے اس قول پاک سے کہ حمل اوٹھانا کا اور دودھ چھوٹنا کا تیس مہینے ہیں یعنی مدت ہر ایک کی دونو
میں سے تیس مہینے ہیں حمل بھی تیس مہینے اور فصال بھی تیس مہینے اسود سلمی کو حق تعالی نے دو چیزیں نہ کہیں اور دونو کی مدت مقرر فرمائی تو وہ پوری
مدت دونو میں سے ہر ایک کیواسطے ہو گی جیسے کوئی مدت مقرر کرے اور دودھ چھوٹنا کا تیس مہینے ہیں کہ زید کیلئے مجھ پر ایک درہم اور پانچ من جو میں مہینہ ہر مہینہ کے حصہ
سے تو مہینہ ہر درہم کی بھی مدت ہوئی اور جو اڑھائی مہینہ جو کی بھی مدت ہو گی اب ایمان سوال ہوا کہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ مدت حمل اڑھائی برس ہو اور حالانکہ
امام کے نزدیک حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں تو اسکا جواب شارح نے یہ دیا آئندہ قول میں وباعتبار ان النقص فی الاول قائم بقول عائشۃ لا یبقی
الولد اکثر من سنتین ولم یعرف لھا مخالف کہ یہ کہ کسی صحابی کا اور امر میں یعنی حمل میں ثابت ہوئی عائشہ صدیقہ کے قول سے فرمایا کہ
نہیں باقی رہتا بچہ اوسکا پیٹ میں زیادہ دو برس سے اور مثل اس مضمون کا مسلم نہیں ہو سکتا کہ شارع کی اصل سے یعنی قیس وقت مدت میں ہوتا ہے جسکو کہ دخل نہیں
تو قیتاً معلوم ہو اکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو گا تو اسوقت میں قول صحابی کا قائم مقام حدیث مرفوع کے ہو گیا چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
اسکو شرح نخبۃ الفکر میں مشرح بیان کیا ہے اور قول حضرت صدیقہ کا سنن ابو قطنی اور بیہقی میں جمیلہ بنت سعد کی روایت سے موجود ہے کذا فی حاشیہ الرملی

پر حیران دوسرا سوال اور دوسرا کہ امام تخصیص آیت کی صحت پر کیونکر تمسک کرتا ہے حالانکہ آیت ظنی ہے اور حدیث ظنی ہے ظنی سے ظنی نہیں ہوسکتا جواب شارح نے اگھوں سے دیا اولاً بایں قولہ لانہ لو تیقن بحملہ الخ اور ثانیاً بایں قولہ لا یکون قرآنا الخ اور آیت موصوفہ اول میں یعنی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہیں بسبب تقسیم کے علما کے درت کو اقل عدت حمل پر اور فصال اکثر مدت پر یعنی ماہ حسین اور شافعی مذہب ہے تیس مہینے کیونکہ کہا کہ جب چھ مہینے حمل کے نو اور دو برس فصال کے چوبیس مہینے کی مدت حمل اور فصال پر بطریق تقسیم ہوئی تو دلالت آیت کی قطعی نہ رہی ظنی ہوگئی اور حدیث بھی ظنی ہے تو تخصیص ظنی کی ظنی سے درست ہوگئی علی انّ الوجہ علی المُقلِّد العمل بقول المجتہد والا یظہر لہ کما فی التبیین الخ علاوہ استدلال سے کچھ نہ کہا جو مجتہد ہو جس حمل کرنا مجتہد کے قول پر اگر چہ اوسکی دلیل ظاہر نہ ہو چنانچہ شامی نے اسکو بیان کیا ہو اپنے فتاوی میں رسم مفتی کے مقام میں یعنی اگر کوئی بسبب قلت کلام کے استدلال امام کو نہ سمجھے تو کچھ مرج نہیں اور ہمکو کہ مجتہد تو نہ تھا یا یہ نہیں اوسپر تقلید مجتہد کے قول کی روا ہے کو اوسکی دلیل کو نجانے تو مفتی نہ ہے کہ مثلاً امام کا قول کہا کی دلیل کا سمجھنا اوسپر ضرور نہیں للآخر فی الآخر فان خالفا فقیل یخیّر المفتی وہو اصحّ انّ العبرۃ لقولہ الدلیل لیکن حاوی قدسی کے آخر میں یوں کہ اگر خلاف کی صاحبین نے امام کی کسی مسئلہ میں تو بعضوں نے کہا کہ مفتا ہو مفتی دو قول میں جس قول پر چاہے فتوی دے اور بعضوں نے کہا کہ امام کا قول کو مقدم رکھے اور اسمو بھی کہ خلاف امام اور صاحبین میں قوت دلیل کا اعتبار ہے یعنی اگر امام کی دلیل قوی ہو تو امام کے قول پر فتوی دے اور اگر صاحبین کی دلیل قوی ہو تو اوسکے قول پر یہ مفتی فتوی دے لیکن قوت دلیل کو کون سمجھے کا بھی سوا اہل اجتہاد کے اور صاحب بحر الرائق اور نہر الفائق کو گرفتہ یا یہ اجتہاد کا رکھتے ہیں مصرح کیا ہیں کہ مدت رضاع میں دلیل صاحبین کی قوی ہو کما قال تعالیٰ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ کذا فی حاشیۃ الطحطاوی اور درمختار میں ہے ثم اثنان ہما اجر الرضاع للملتقطۃ فقط وہو الاصح بالاجماع یعنی بالاجماع پر مسلوم کیا ہے کہ خلاف امام اور صاحبین کا تحریم میں ہے یعنی امام کے نزدیک اڑھائی برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت رضعہ وغیرہ کی ثابت ہوتی ہے اور صاحبین نزدیک فقط دو برس کے اندر لیکن لازم نہ رہا دودھ پلانیکی اجرت کا طائفہ کے دو برس سے زیادہ ہونے پر اجماع امام اور صاحبین کے یعنی اگر دو برس دودھ کو طلاق دیا اور وہ لڑکے کو دودھ پلاتا ہو تو بعد طلاق کے تو فقط دو برس تک بالاتفاق اجرت پاویگی دودھ برس سے زیادہ ہونے پر اور یَتِمُّ الرَّضَاعُ فِی الْمُدَّۃِ فقط ولو بعدہا الفطام والاستغناء بالطعام علی ظاہر المذہب علیہ الفتوی فتح وغیرہا قالہ المصنف تبعاً للبرہان قہستانی قال الرملی خلاف المعتمد لان الفتوی متی اختلف صحح ظاہر الروایۃ وثابت ہوتی ہے تحریم مدت رضاع میں بقول یعنی بعد مدت شیر خوارگی کے تحریم نہیں مدت کے اندر تحریم ثابت ہو اگرچہ رضاعت موجود ہو دودھ پینا کم اور بسبب غناء طعام کے ہونا بظاہر مذہب کے یعنی اگر مدت کے اندر شلا چھ مہینے کے بچہ نے دودھ کو روٹی دال کھانے لگا ہو اور دودھ پیچھوڑ چکا ہو تو بھی اگر دو برس کے اندر دودھ پیوے گا تو حرمت ثابت ہوگی اور اسی روایت پر فتوی ہے چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں مصرح ہو کما مستفاد ہے بحر الرائق کی پیروی سے جو مدت روایت کہ ذیلعی نے اسی سے مخالف نقل کیا ہے کہ کما حررتہ فی تلک الرسالۃ کی کہ اگر لڑکے کو دودھ کی عادت ہو گئی قبل گذرنے مدت رضاعت کے تو تحریم نہیں ثابت ہوتی اور اسی پر فتوی ہے مصنف نے کہا کہ یہ قول لائق اعتماد کے نہیں ہو اسلئے کہ جب فتوی مختلف ہوا تو ظاہر الروایت کو ترجیح ہوئی اور ظاہر الروایت یہی ہے کہ مدت کے اندر مطلقاً تحریم ثابت ہے کذا فی حاشیۃ الحدیثی و لو بعد الفطام بعد ما لانہ یثبت حرمۃ الاستغناء بالطعام کما یثبت بالرضاع بہ یفتی اہ وفی تحریر الاصول الصحیح شرح الوہبانیۃ انہ اذا صار تحریم بنا بر قول صحیح کے کذا فی شرح الوہبانیہ یعنی لڑکا دو برس کے بعد ہو اسکو کہ دودھ جو زیادہ آدمی کا اور نفع لینا جو آدمی سے بغیر ضرورت شرعی کے حرام ہو بنا بر قول صحیح کے کذا فی شرح الوہبانیہ یعنی لڑکا دو برس کے بعد ہو اسکو کہ دودھ جو زیادہ آدمی کا اور نفع لینا جو آدمی سے بغیر ضرورت شرعی کے حرام ہو بنا بر قول صحیح کے کذا فی شرح الوہبانیہ یعنی لڑکا دو برس کے لڑکا کے لئے بیچنے لگتا ہو اب اگر دودھ کی ضرورت نہ ہو جیسا کہ شبہہ ہوتا تھا کہ جب انتفاع آدمی سے دودھ کا بضرورت علاج نہ ہوا تو بطور علاج کے استعمال جائز بتایا ہے سو اس وہم کو شارح نے اپنے اگلوں سے رفع کیا وفی البحر عن الذخیرۃ الاوزجندی بالحرمۃ فی ظاہر المذہب صلۃ بول المأکول کما مرّ اور صاحب بحر الرائق میں ہو کہ جائز نہیں دودھ آدمی کا بغرض علاج بالحرام کی ماخوذ ہو ہے[1] آدمی بول بالکل اللہم کہ چنانچہ کتاب الطہارۃ

[1] آدمی بول بالکل اللہم کہ چنانچہ کتاب الطہارۃ

مین تحمل فصل کیے سکتا کہ کوئی کہہ سکے کہ ماذی المحرم مین تحلات ہے ظاہر مین تو منع ہے اور بعضون کے نزدیک جائز ہے حقیقتاً دونون معلوم ہوا اور
حرمی دوسری دو ماں کو سو انہون نے اسی روایت پر فتوی دیا ہے سو یہ مذہب غریب جائز ہے کما مر ولا الا یجتمعان امتہ علی حرام قبل الحولین ان
ارضعت لانہ لا یحرم الا ما یحرم النسب کما یاتی ولا یحرم ما حرم بالصہر کما مر اھ یعنی جائز ہے کہ ایک عورت دو بچون کو دودھ پلاوے
حرام کا سوائے اس کے کہ ایک عورت دو بچون کو دودھ پلاوے جو قبل مدت دودھ بند ہو جاوے اور دوسرے کو دودھ اترا ہو اور اس کے
لیے دودھ ہو اور باپ کو یہ جائز نہین یعنی دو قسم کا جمع کرنا ایک ساتھ اگر چہ قبل مدت دودھ بند ہو جاوے یہ بھی ایک قسم ہے اور جس کے

زید کو کر کی نسبی سے نکاح درست ہے اور بسبب رضاع کے کہ زوجہ عمرو کے سوا اگر حلیمہ نے دودھ پلایا تو حلیمہ بھی زید کو حلال ہے۔ درنہ کر کی نانی حلال ہو بسبب رضاع کے زید کو حلیمہ نے دودھ پلایا تو حلیمہ کی نانی ہوئی عبداللہ کی سوتیلی کو حلال ہے بخلاف نسبی کے عبداللہ کی نانی نسبی خود اس زید کی دادی ہے اور بسبب رضاع کے زید کی بیاہی ہو رضاعی خالد اور کلثوم کی نانی نسبی ہوا رضاعی زید کو حلال ہے وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاُخْتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَحَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور دودھ حلال ہونے کے اعتبار سے رضاعی بیٹی زید کو حلال ہے اور بیٹی کی بیٹی اور بیٹے کی بیٹی اور بیٹی کی بیٹی اور بیٹے کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور رضاعت کے بسبب نسبی بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی بھتیجا زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھتیجی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھتیجی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی بھانجا زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھانجی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھانجی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی چچا زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی ماموں زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی خالو زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے خالو کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے خالو کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی بھتیجی زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھتیجی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھتیجی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب نسبی بھانجی زید کو حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھانجی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی بھی نسبی اور رضاعی تین تین پشت تک حلال ہے اور بسبب رضاعت کے بھانج

کیونکہ ہوسکتی ہے کہ اس عائشہ الرنی فاتح حُرّیۃ ام اختہ واخیہ ونسبتہ بالکوفۃ امّہ او موطوءۃ ابیہ وھذا المعنی متفق فی الرضاع سحرام ہوا
بھن اور بھائی کی امانا باعتبار نسب کے اسواسطے ہو کہ بہن بھائی کی اخود اپنی ماہو یا اپنے باپ کی منکوحہ ہو اور یہ امر متفرد ہے رضاعت میں یعنی زید کے بھائی کی
رضاعی مادیہ کی اتنہیں اور نہ اسکی باپ کی منکوحہ ہونیکا جسکا تفصیل بیان فلکم کی شرح میں مذکور ہوچکا ہو علت تحریم حرمت کی نسب میں وجب رضاعت
بین بھائی گئی تو یہ [illegible] کہ ہر کسنتی صورت کو ہر کو شامل ہوئی تو معنی خصیص عقلی کا ملاہو گیا وقیل علیہ اخت ابنہ وبنتہ وبنتہ وبنتہ ابنہ کی اور
بنتہ وبنتہ ابنہ واُمّ حالہ وخالتہ اور قیاس کرے بھائی بہن کی بابر بیٹا بیٹی کی بہن کرا اور باقی مستثنات کو یعنی ان رشتہ مین جو حرمت
کا سبب نسب ہیں وہ امر رضاعت عین مفقود ہو بیٹا بیٹی کی بہن اور بیٹا بیٹی کی نانی اور چچا اور پھوپھی کی اور ماموں اور خالہ کی باعتبار رضاعت کے
حلال ہین جناسچہ اسکا بیان شرح نظم مین شامل کے ساتھ ہو گیا اور دوبارہ بیان ضرور نہیں لیکن چچا اور ماموں کی اسی ملت وبان کو نہین سواب جان لینا چاہیئے
کہ شافعی زید کا چچا اور عمر مین نسبی اور کو ایک اپنی عورت جسکا جمیلہ نام ہو دودھ پلایا سو نہ زید چھیلہ حلال ہے اور اسواسطے اگر زید کا چچا رضاعی ہو
یعنی زید کے باپ کا دودھ بھائی اور اسکی منکوحہ کا دودھ پیا ہو یہ بھی رضاعی چچا ہے فریقہ حلال ہے اور باعتبار نسب کے چچا کا حلال
نہین اسواسطے کہ چچا کی نسبی مادی کی دادی کی حرمہ اور حیہ وہ تو حرام ہین وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
اولاد اولادہ فھی کاصلہ عین الرضاع حلال الاصل اور اسواسطے اگر زید کی حرمہ اخیافی دادی کی حرمہ ہو تو زید کی نسبی دادی اور اپنے پوتون کی ماسو سبب
رضاعت مانع ہوسکیا تاکہ رضاعت سے حلال ہین مرد کو چاہیئے اخیافی بھائی کے تعدیہ مین گذرا لیکن وہ کا بیان یہان ضرور ہوا کہ جسکے سبب زید کو دادی کی حرمہ کی بیٹی
رضاعت حلال ہے تو نسب اسواسطے کہ بھائی کی بیٹی بھائی ہوئی اور دوسری بھیجی اور دادی کی بہن کی بیٹی رضاعت سے حلال ہے نسب سے بموجب اسکے اگر زید کا چچا
ہے یا بیٹے کی بیٹی سو دودھ نہ حرام ہین وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور اسواسطے اگر زید کی حرمہ کا بھائی عورت کے بیٹے کا بھائی ہے یہ صورت کی
ہوگئی اس کے قول ام اخیہ میں یعنی شامل ہے زید کے بھائی کی مادیہ پر حلال ہوئی تو زید کے بھائی کی مادیہ بھی حلال ہوا سو زید یہ اوس عورت کی بیٹی کو بھائی بہنا
ٹھہرا شارح کہتا ہے سو دس صورتین ہوئین پہلی صورت بھائی بہن کی یا دوسری بیٹا بیٹی کی بہن تیسری بیٹا بیٹی کی دادی چوتھے چچا اور چھی کی مانچوین
ماموں اور خالہ کی ساتھین سو دادی کی حرمہ شامل ہوئی آٹھوین دادی کی بہن کی بیٹی نوین پوتے کی مادر دسوین عورت کہ بیٹے کا بھائی لیکن دسوین صورت
مکرر ہے اسواسطے کہ مقابلات سو ہو تو حقیقت مین نو صورتین ہوئین تقابل بالاعتبار الذکورۃ والانوثۃ الی عشر پھر یہ دس صورتین باعتبار مرد ہونے
اور عورت ہونے مضاف الیہ کے بیس صورتین تک پہنچی ہین سو اگر مضاف الیہ کو سب صورتون مرد فرض کیجیے تو یون ہوگا بھائی کی مادر بھتیجی کی
بہن اور بیٹے کی دادی اور چچا کی مادر اور ماموں کی مادر اور بیٹے کی عمہ اور بیٹے کی عمہ کی بیٹی اور بیٹے کی بہن کی بیٹی اور پوتے
کی نانی اور اگر مضاف الیہ کو عورت فرض کیجیے تو یون ہوگا جن کی اور بیٹی کی بہن آور بیٹی کی دادی اور عمہ کی مادر اور خالہ کی مادر
اور بیٹی کی عمہ اور بیٹی کی ممکی بیٹی اور بیٹی کی بہن کی بیٹی اور پوتے کی نانی اور ماموں کی مادر یا عتبار ما یقبل لہ الحال اربعین مثلاً یعنی تو ترجمہ باہم اخیہ
وتوترجمہ باپی اخیہا اور اس اعتبار سے کہ یہ بیس صورتین مرد کو حلال ہین یا عورت کو حلال ہین تو چالیس صورتون تک تو بیٹی ہوگی شمار اب
مرد کو اسواسطے علت ہو تو اوّل صورتین یون کہا جائیگا کہ مرد کو اپنے بھائی کی یا مکلف کرنا مذکر ہونا اور جب عورت کو یہ اسواسطے کہ اگر دوسری صورتین یون تو تین
کہ عورت کو اپنے بھائی کے باپ سے نکاح کرنا درست ہو ھم جو متن اور شرح مین شمار ہین سو مرد کی علت کی ہین اور عورت کی علت مین یون برابر ہے
کہ بھائی کا باپ اور بیٹے کا بھائی اور بیٹے کا دادا اور چچا کا باپ اور ماموں کا باپ بیٹے کا اور پوتے کا باپ اور بیٹے کی بہن کا باپ اور بیٹے کی
باپ عورت کو حلال ہے و شمار اتین خلاف قیاس تعبیر واقع ہوئی اسواسطے کہ بیٹے کا چچا اور بیٹے کی عمہ کا باپ نہ ہے بھی حرام نہین اور بیان اسکا
بیان ہے جو رضاعت سے حلال ہوتے ہے اور بعضے نسخون مین تزوجہا باپی اخیہا کے مقام پر تزوجہا باپی اخیہا واقع ہوا سو غلط ہو کذا فی تبیین
الدرنی وکل منہما یجوز ان یتعلق الجار والمجرور اعنی من الرضاع بمحذوف ای کائنا من الرضاع او کائنا من الرضاع کان تلوث لہ اخت نسبیۃ فقط

فی الرضاع کان تلوث لہ اخت نسبیۃ فقط

أُمُّ رَضَاعِيَةٌ وَبِالْمَقْلُوبِ كَالْعَكْسِ كَأَنْ كَانَتْ لَهُ أُمٌّ نَسَبِيَّةٌ أَوْ رَضَاعِيَةٌ وَبِهَا كَانَ يُحْتَمَلُ مَعَ أُخْرَى أَجْنَبِيَّةٍ وَكَأُخْتِهِ رَضَاعًا أُمُّ أَبِيهِ رَضَاعِيَةٌ فَهِيَ عَمَّةٌ وَعِشْرُونَ وَهَذَا مِنْ خَوَاصِّ كِتَابِنَا اور ایسا کہنا کہ کون جانے کہ اس کی ماں حقیقی ہے یا رضاعی یعنی اس کی ماں کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی رضاعۃً متصل ہے یعنی اس کی ماں کے دودھ میں اس کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی شریک ہے اور کہنا کہ کون جانے کہ اس کی ماں حقیقی ہے یا رضاعی اور ایسا کہنا کہ کون جانے کہ اس کی ماں کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی رضاعۃً متصل ہے یعنی اس کی ماں کے دودھ میں اس کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی شریک ہے اور جیسا کہنا کہ اس کی ماں حقیقی ہے یا رضاعی اور ایسا کہنا کہ کون جانے کہ اس کی ماں حقیقی ہے یا رضاعی اور ایسا کہنا کہ کون جانے کہ اس کی ماں کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی رضاعۃً متصل ہے یعنی اس کی ماں کے دودھ میں اس کے ساتھ کوئی اجنبی عورت بھی شریک ہے اور جیسا کہنا

اسکو دودھ سے یعنی ایک صغیرہ عورت کا دودھ دوسرا بڑا دودھ پینے والے کے لئے کیا تو صغیرہ کا زوج محرم رضاعت کا یعنی ہوا اور اسکی اگر دو مان محرمین ہوتی زوج صغیرہ کی رضاعت کا فعل کے لئے تو ہم کو اور کبڑا مائی کی نہیں حاجت نہیں اور نہ بھی کہ دے اسکو کہ عورت کا دودھ کیا محرم کر دیتا ہے اس مقام میں سوال اور جواب تو ہاں کہ کیا وجہ ہوا کہ ایسے کہ دودھ ہونے سے عورت رضاعت کی ہوئی اور ایسے سے مرد محرمیت مصاہرت کی ثابت نہیں اور کہا جاتا ہے ان کے لئے دلیل ہیں اللہ تعالیٰ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے ساتھ ماں کے دودھ پلانے والی عورت کے اور بہن کے دودھ پلانے والی عورت کے اور ثابت کیا ہے ساتھ ماں اور بہن کے مصاہرت کی اور رضاعت میں فرق ثابت کیا ہے ساتھ جماع اور خدا فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا نہ نکاح کرو ساتھ اس عورت کے کہ نکاح کیا ہے ساتھ اس کے باپوں تمہارے مگر جو گذر چکا ہے یعنی مقصود یہی رضاعت ہو نہیں ہے مصاہرت کی اور مقصود وطی ہے زنا کا ملحق ہوتا ہے ساتھ جماع میں حاصل نہیں اس اسطے دودھ سے عورت کی ہوئی اور لیکن بیان فرق میں لذت کا ذکر کیا خوبیان نہیں اسواسطے کہ اگر فطرت ثابت مصاہرت کی علت ہو تو زنا اثبات ہو اور حالانکہ ایسا نہیں قرشتاع کو یوں کہنا بہتر تھا کہ عورت مصاہرت کا سبب طلب اولاد ہوا اور جماع میت میں بسبب حاصل نہیں کنانی بہ تغییر الدرنی وخلاصہ دعاء اودولد او ابن ابنہ اخرجہ اولابن شاہ اذا غلب ابن المرأۃ وکذا اذا استولیا جماعا لعدم الاولویۃ بہ ھو الاصح بطریق حرمت رضاعت کی ثابت آتا ہے ہم دودھ کہ مخلوط ہو پانی سوا دودھ کے یا دوسری عورت کے دودھ سے یا بکری کے دودھ سے بشرطیکہ عورت کا دودھ پانی دودھ سے غالب ہو اور بطریق حرمت مصاہرت کی ثابت آتا ہے ہم دودھ کہ مخلوط ہو پانی سوا دودھ کے دوسری عورت کے دودھ سے یا بکری کے دودھ سے بشرطیکہ عورت کا دودھ پانی سے مغلوب ہو اور لیکن مغلوب ہونا دودھ عورت کا پانی کے سبب عدم تمیز کے ہو اور مغلوب ہونا دودھ عورت کا پانی کے سبب عدم تمیز کے ہو اور لیکن

بالبنت نساء نکاح کا قصد کیا ہو مطلقاً یہ کہ کبیرہ و دو یا بے عقیدت عاقل ہو اور اپنی خوشی و دو یا بلا یہ ہو یا گنجی ہو یا منیہ و کبھی کو اور در ضاعت نساء نکاح کو جانبی ہو اور دو نوع کر سکتا اور بلا کی منیہ کا مقصود و منیہ ہو تب اور کو نصف مہر دینا ہوگا ولا یکون التسبب یشترط فیہ القصد اور اگر کبیرہ نے دودہ پلانے سے نساء نکاح کا قصد کیا مطلقاً کردہ اور وقت جنونہ تھی یا سوتی تھی یا جس کسی نے جبراً یا دہ نکاح منیہ کو اور فساد در ضاعت کو نہ جانتی تھی یا اس کو دودھ گنگی اور بلا کی منیہ کی مقصود تھی تو ان سورتوں میں زوج نصف مہر کو کبیرہ سے نہ لے سکیگا اسواسطے کہ ضمان نہ دیں تعدی اور زیادتی شرط ہو اور ان سورتوں میں کبیرہ کی تسبیح نہیں والقول لہا ان انکرت فعل الفساد بصریح اور قول کبیرہ کا تسم سے ساتھ منیہ ہوگا اگر اسکی طرف سے فساد کی شہادت ہو کر قاضی مراج الدرایۃ طلاق عتعل وان لم یکن منہا

التعلیل ۲ وَاِذَا اَقَرَّ بِالنَّسَبِ لَیْسَ لِاَحَدٍ اَنْ یُّکَذِّبَهٗ لِاَنَّ مَا ثَبَتَ عَلَیْهِ بِاِقْرَارِهٖ لَا یَتَعَدَّاهُ وَلِاَنَّ فِیْهِ اِبْطَالَ حَقِّ الْمُقَرِّ لَهٗ وَهُوَ الْاِرْثُ وَلَا یَبْطُلُ حَقُّ الْمُقَرِّ لَهٗ بِتَکْذِیْبِ الْمُقَرِّ وَلِاَنَّ الْاِقْرَارَ حُجَّةٌ قَاصِرَةٌ لِاَنَّهٗ اِخْبَارٌ عَنِ الْغَیْرِ وَلِهٰذَا لَا یَتَعَدَّاهُ وَلَا یَرْجِعُ عَلَیْهِ بِشَیْءٍ مِّمَّا اَدَّاهُ اِلَیْهِ مِنَ الْمِیْرَاثِ وَالْعُقْرِ وَالنَّفَقَةِ وَالْمُقَرُّ لَهٗ اِنْ کَانَ صَغِیْرًا لَا یُصَدَّقُ عَلَی التَّکْذِیْبِ وَاِنْ کَانَ کَبِیْرًا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَهٗ وَلَا وِلَایَةَ لِاَحَدٍ عَلَی الْکَبِیْرِ وَاِنْ کَانَ مَجْنُوْنًا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَهٗ وَلَا وِلَایَةَ لِاَحَدٍ عَلَی الْمَجْنُوْنِ وَاِنْ کَانَ مَعْتُوْهًا لَا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ لِلْاَبِ وِلَایَةً عَلَیْهِ وَاِنْ کَانَ مُرَاهِقًا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَهٗ وَلَا وِلَایَةَ لِاَحَدٍ عَلَی الْمُرَاهِقِ وَاِنْ کَانَ مُرَاهِقًا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَهٗ وَلَا وِلَایَةَ لِاَحَدٍ عَلَی الْمُرَاهِقِ وَاِنْ کَانَ مُرَاهِقًا یُصَدَّقُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْحَقَّ لَهٗ وَلَا وِلَایَةَ لِاَحَدٍ عَلَی الْمُرَاهِقِ

ترجمہ اور جب اقرار کرے نسب کا تو نہیں ہے کسی کو کہ جھٹلائے اس کو اس لئے کہ جو ثابت ہوا اس پر اقرار کرنے سے اس سے آگے نہیں بڑھتا اور اس لئے کہ اس میں باطل کرنا ہے حق مقر لہ کے وارث ہونے کا اور باطل نہیں ہوتا حق مقر لہ کا جھٹلانے سے مقر کے اور اس لئے کہ اقرار حجت ہے قاصر اس لئے کہ وہ خبر ہے غیر کی اور اسی لئے نہیں بڑھتا اس سے اور نہیں رجوع کرتا مقر پر کسی چیز کا جو ادا کیا اس نے مقر لہ کو میراث اور عقر اور نفقہ سے اور مقر لہ اگر صغیر ہے تو تصدیق نہیں کی جاتی اس کے جھٹلانے پر اور اگر بالغ ہے تو تصدیق کی جاتی ہے اس پر اس لئے کہ حق اسی کا ہے اور نہیں کسی کو ولایت بالغ پر اور اگر مجنون ہے تو تصدیق کی جاتی ہے اس پر اس لئے کہ حق اسی کا ہے اور نہیں کسی کو ولایت مجنون پر اور اگر معتوہ ہے تو تصدیق نہیں کی جاتی اس پر اس لئے کہ باپ کو ولایت ہے اس پر اور اگر مراہق ہے تو تصدیق کی جاتی ہے اس پر اس لئے کہ حق اسی کا ہے اور نہیں کسی کو ولایت مراہق پر اور اگر مراہق ہے تو تصدیق کی جاتی ہے اس پر اس لئے کہ حق اسی کا ہے اور نہیں کسی کو ولایت مراہق پر

وَاِذَا اَقَرَّ بِالنَّسَبِ وَصَدَّقَهُ الْمُقَرُّ لَهٗ اِنْ کَانَ مِمَّنْ یُّوْلَدُ مِثْلُهٗ لِمِثْلِ الْمُقِرِّ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ مِمَّنْ لَّا یُوْلَدُ مِثْلُهٗ لِمِثْلِهٖ لَا یَثْبُتُ النَّسَبُ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ یَثْبُتُ النَّسَبُ فِیْ الْوَجْهَیْنِ وَهُوَ الْقِیَاسُ لِاَنَّ التَّکْذِیْبَ لَا یُعْتَبَرُ فِیْ حَقِّ الْمَجْهُوْلِ وَلَهُمَا اَنَّ الْمُقَرَّ لَهٗ لَمَّا کَذَّبَ الْمُقِرَّ فِیْ حَقِّ نَفْسِهٖ فَقَدْ اَکْذَبَ نَفْسَهٗ فِیْ حَقِّ الْمُقِرِّ لِاَنَّ الْمُقِرَّ لَهٗ لَا یَثْبُتُ اِلَّا بِتَصْدِیْقِهٖ وَتَصْدِیْقُهٗ اِیَّاهُ لَا یَثْبُتُ اِلَّا بِتَکْذِیْبِ نَفْسِهٖ وَلِاَنَّ الْمُقِرَّ لَهٗ لَوْ اَقَرَّ بِهٖ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ لَا یَثْبُتُ النَّسَبُ فَکَذَا اِذَا صَدَّقَهٗ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ وَلِاَنَّ الْمُقِرَّ لَهٗ لَوْ اَقَرَّ بِهٖ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ لَا یَثْبُتُ النَّسَبُ فَکَذَا اِذَا صَدَّقَهٗ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ وَلِاَنَّ الْمُقِرَّ لَهٗ لَوْ اَقَرَّ بِهٖ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ لَا یَثْبُتُ النَّسَبُ فَکَذَا اِذَا صَدَّقَهٗ بَعْدَ مَا کَذَّبَهٗ

ترجمہ اور جب اقرار کرے نسب کا اور تصدیق کرے اس کی مقر لہ اگر ہے ایسا کہ پیدا ہو ایسا مثل مقر کے تو ثابت ہوگا نسب اور اگر نہیں ہے ایسا کہ پیدا ہو ایسا مثل اس کے تو ثابت نہیں ہوگا نسب اور یہ حکم ہے نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے اور کہا محمد رحمہ اللہ نے ثابت ہوگا نسب دونوں صورتوں میں اور یہی قیاس ہے اس لئے کہ جھٹلانا معتبر نہیں ہے حق مجہول میں اور ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ جب مقر لہ نے جھٹلایا مقر کو اپنے حق میں تو اس نے جھٹلایا اپنے تئیں مقر کے حق میں اس لئے کہ مقر لہ کا نسب ثابت نہیں ہوتا مگر اس کی تصدیق سے اور تصدیق اس کی ثابت نہیں ہوتی مگر جھٹلانے سے اپنے تئیں اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے

وَاِذَا اَقَرَّ بِالنَّسَبِ وَصَدَّقَهُ الْمُقَرُّ لَهٗ وَهُمَا رَجُلَانِ اَوْ رَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ اَوْ اَحَدُ الْاَبَوَیْنِ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ عَبْدًا اَوْ مُدَبَّرًا اَوْ مُکَاتَبًا اَوْ اُمَّ وَلَدٍ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ عَبْدًا اَوْ مُدَبَّرًا اَوْ مُکَاتَبًا اَوْ اُمَّ وَلَدٍ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ

ترجمہ اور جب اقرار کرے نسب کا اور تصدیق کرے اس کی مقر لہ اور وہ دو مرد ہیں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں یا ایک ماں باپ میں سے تو ثابت ہوگا نسب اور اگر مقر لہ زیادہ ہے اس سے تو ثابت نہیں ہوتا مگر گواہ سے یا اقرار سے وارثوں کے یا بعضوں کے اور اگر مقر لہ کم ہے اس سے تو ثابت ہوگا بقدر اس کے جو اقرار کیا اور اگر مقر لہ غلام ہے یا مدبر ہے یا مکاتب ہے یا ام ولد ہے تو ثابت ہوگا نسب اور اگر مقر لہ زیادہ ہے اس سے تو ثابت نہیں ہوتا مگر گواہ سے یا اقرار سے وارثوں کے یا بعضوں کے اور اگر مقر لہ کم ہے اس سے تو ثابت ہوگا بقدر اس کے جو اقرار کیا اور اگر مقر لہ غلام ہے یا مدبر ہے یا مکاتب ہے یا ام ولد ہے تو ثابت ہوگا نسب اور اگر مقر لہ زیادہ ہے اس سے تو ثابت نہیں ہوتا مگر گواہ سے یا اقرار سے وارثوں کے یا بعضوں کے اور اگر مقر لہ کم ہے اس سے تو ثابت ہوگا بقدر اس کے جو اقرار کیا

وَاِذَا اَقَرَّ بِالنَّسَبِ وَصَدَّقَهُ الْمُقَرُّ لَهٗ وَهُمَا رَجُلَانِ اَوْ رَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ اَوْ اَحَدُ الْاَبَوَیْنِ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ عَبْدًا اَوْ مُدَبَّرًا اَوْ مُکَاتَبًا اَوْ اُمَّ وَلَدٍ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ عَبْدًا اَوْ مُدَبَّرًا اَوْ مُکَاتَبًا اَوْ اُمَّ وَلَدٍ ثَبَتَ النَّسَبُ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ یَثْبُتْ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ اَوْ اِقْرَارِ الْوَرَثَةِ اَوْ بَعْضِهِمْ وَاِنْ کَانَ الْمُقَرُّ لَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِکَ ثَبَتَ بِقَدْرِ مَا اَقَرَّ بِهٖ

ترجمہ اور جب اقرار کرے نسب کا اور تصدیق کرے اس کی مقر لہ اگر ہے ایسا کہ پیدا ہو ایسا مثل مقر کے تو ثابت ہوگا نسب اور اگر نہیں ہے ایسا کہ پیدا ہو ایسا مثل اس کے تو ثابت نہیں ہوگا نسب اور یہ حکم ہے نزدیک امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے اور کہا محمد رحمہ اللہ نے ثابت ہوگا نسب دونوں صورتوں میں اور یہی قیاس ہے اس لئے کہ جھٹلانا معتبر نہیں ہے حق مجہول میں اور ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ جب مقر لہ نے جھٹلایا مقر کو اپنے حق میں تو اس نے جھٹلایا اپنے تئیں مقر کے حق میں اس لئے کہ مقر لہ کا نسب ثابت نہیں ہوتا مگر اس کی تصدیق سے اور تصدیق اس کی ثابت نہیں ہوتی مگر جھٹلانے سے اپنے تئیں اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے اور اس لئے کہ اگر مقر لہ اقرار کرے مقر کا بعد جھٹلانے کے تو ثابت نہیں ہوتا نسب پس اسی طرح ہے جب تصدیق کرے بعد جھٹلانے کے

مرۃ لازم ہوگا اسواسطے کہ عدد اور مرۃ یہ امور نہیں ہوتا وہ اسلئے ہے کتاب ہے جسمیں کل طلاق کے ذکر ہیں طلاق ثلث جو عدد بین ہیں یعنی وہ قید جو یعنی بنا کہ ہو اسلئے نہ ہوا ثلاثا فان کان انت مطلقۃ ثلاثا یا سنۃ یا کتابۃ یہ کتاب ہے جسمیں کل طلاق کے ذکر ہیں طلاق ثلث جو عدد بین ہیں یعنی وہ قید جو یعنی بنا کہ ہو اسلئے نہ ہوا ثلاثا فان کان انت عورت کی ذکر قید کنائی ہو یا اشارہ اور عورت کے سوا اور چیز کی ذکر نہیں الفاظ مستعمل ہے تو اسپر اسلئے اور نہیں ہوتا ہے طلاق ہے یعنی اسواسطے کہ طلاق ہے

مطلقہ الطلاق سے مشتق ہے اور طلاق معنی طلاق کے مستعمل نہیں وشرعاً رفع قید ثابت بالنکاح فی الحال یا بالجوع یا بلفظ مخصوص ہو اور استثنا متصل

الطلاق فی الشرع الشتم بکلمات عتق وبابنۃ فانہ فسخ لا طلاق اور طلاق شرع میں رفع قید نکاح کے ہیں یعنی اور قید کی ثابت ہے یعنی اسواسطے کہ طلاق اسکے باکہ یا اگر کلام رفع قید نہ ہو ہے کہ طلاق رجعی ہو بعد تین حیض کے اسواسطے کہ زوج کو عدت کا اختیار ہوا اور اگر زوج عدت میں مرجائے تو زوجہ کا کسی وارثہ ہوگی قسم قید نکاح ہو یا اسواسطے لفظ مخصوص کے لفظ مخصوص سے مراد وہ شامل ہے طلاق بائن کے یعنی جو بائن ہوا کہا ہے جبھی ہو یا بائن تو لفظ مخصوص کی قید سے جسمیں رجع نکل گئی کہ جسمیں رجع نہ ہوگی اور بائن کی قید سے جسمیں رجع ہو اسلئے کہ اور لفظ مخصوص سے ہوگا کہ یہ کنایہ

یعنی ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوچھا یا رسول اللہ اگر تین طلاق دی ہو کیسا فرماتے ہیں آپ نافرمانی کی اور میری عورت جھگڑ ہو گئی گزرانی جماعت سے اللہ
ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ یعنی جو کوئی حد سے نکلے اللہ کی اپنا برا کیا اور جو طلاق دے بیجا اور حد سے نکلا اور اس نے اپنا برا کیا اور عورت کو تکلیف دی اور ایک طلاق سے عورت کی ملکیت سے نہیں جاتا ہے اور اگر دو طلاق بھی دیدے تو بھی عورت اس کی ملکیت سے نہیں جاتی ہے اور اگر تین طلاق دیدے تو عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ دوسرا مرد اس سے صحبت کرے اور پھر وہ دوسرا مرد اس کو طلاق دیدے یا مر جائے تو پہلے مرد کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور ایک طلاق سے رجعی ہو جاتی ہے اور دو طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاق سے مغلظہ ہو جاتی ہے اور ایک طلاق سے عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور دو طلاق سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اور تین طلاق سے نکاح بھی نہیں کر سکتا ہے اور ایک طلاق سے عدت کے بعد نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاق سے عدت کے بعد نکاح کر سکتا ہے اور تین طلاق سے عدت کے بعد نکاح کر سکتا ہے اور ایک طلاق سے عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور دو طلاق سے عدت کے اندر رجوع نہیں کر سکتا ہے اور تین طلاق سے عدت کے اندر رجوع

طلاق کی تین قسمیں ہیں اور اس عورت کے حق میں جسکو حیض نہیں آتا یعنی بڑی عمر والی اور صغیرہ اور حاملہ تو ان شروط سے طلاق سنی و طلاق بدعی طلاق حسن ہے اور سنی ہے یعنی مسنون ہے جو جب کہ طلاق حسن مسنون ہوئی تو طلاق احسن بطریق اولی مسنون ہوگی کہ احسن میں فقط ایک طہر خالی طہر میں عدت تک اور سنت کے معنی یہی کہ لائق عتاب کے نہیں اور یہ عموم ارشد میں کہ احسن میں کہ ثواب ہے اور اسکو طلاق کی تفصیل عبارت نہیں کہ ثواب کی تو تم ہو وَهُمْ أَطْلَاقُهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ أَيْ فِي الطُّهْرِ الَّذِي لَا جِمَاعَ فِيهِ وَالْمُرَادُ عَقِبَهُ فِي طُهْرٍ إِنْ أَكْبَرَ فَتَحِيضُ ثُمَّ تَطْهُرُ ثُمَّ تَحِيضُ ثُمَّ تَطْهُرُ فَيُطَلِّقُهَا وَهُوَ مَعْنَى قَوْلِهِ هُنَا وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَاحِدَةً فِي طُهْرٍ لَمْ يُجَامِعْهَا فِيهِ وَالْبِدْعِيُّ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ وَاحِدَةً فِي حَيْضٍ أَوْ فِي طُهْرٍ جَامَعَهَا فِيهِ اور طلاق بدعی کی تین قسمیں ہیں ایک طلاق بدعی یہ کہ عورت حیض والی ہو اور طلاق دینا اس حیض میں ہو چکی ہو ایک طلاق دینا مدخولہ کے حیض میں جبکہ سب صورتیں طلاق بدعی کی ہیں سو جب تین طلاق متفرق بدعی ہیں تین طلاق دینا بطریق اولی بدعی ہوگا اور اگر طہر میں طلاق بدعی دیگر جہت کے لگا تو طلاق بدعی ہائی نہ ہوگی ظاہر الروایہ اور مشہور کے نزدیک تین طلاق کیساتھ گی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے تین اور ہمارے نزدیک تینوں واقع ہو جاتی ہیں اگرچہ تین طلاق دینا کیساتھ گی گناہ ہے ہماری دلیل حدیث عجلانی کی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم میں مروی ہے اسمیں یہ مضمون ہے کہ عجلانی نے تین طلاق مدون احادیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دی اور حضرت نے انکو برا نہ کہا اور نفرتاً تو ہم ثابت ہوا کذا فی حاشیۃ الدردی لو قال انت طالق ثلثا ثلثا ثلثا کان ایقاعا واحدا کذا فی الشامیہ شامی کہتا ہے کہ اگر مصنف صاحب متن بدعی کی تعریف میں یوں کہتا کہ طلاق بدعی وہ ہے جو مخالف ہو طلاق احسن اور حسن کے تو کلام مختصر ہوتا اور زیادہ مفید ہوتا اسکو طلاق بدعی اٹھ قسمیں ہے اول قسم تین طلاق متفرق ایک طہر میں دینا دوسری قسم تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا سو یہ دو طلاق ایک لفظ سے دینا چھ ہو دو طلاق دو لفظ سے اوس طہر میں دینا تیسری قسم تین طلاق ایک لفظ سے ایک طہر میں دینا سو یہ دو طلاق ایک لفظ سے دینا چھ ہو دو طلاق دو لفظ سے اوس طہر میں دینا تیسری جہت نہیں ہوئی جو حیض میں تین طلاق دینا چوتھے اوس طہر میں طلاق دینا جسمیں طلاق دی ہو چکی ساتویں اور طہر میں طلاق دینا چھٹے حیض میں طلاق نہیں ہوئی لیکن طہر کے قبل حیض میں وطی ہو چکی آٹھویں نفاس میں طلاق دینا سواتویں اور آٹھویں قسم مصنف کی تعریف میں داخل نہیں اگر یوں کہتا کہ بدعی مخالف ہی حسن اور حسن کے تو یہ قسمیں بھی داخل ہو جاتیں کذا فی حاشیۃ الدردی و بتعدد جہتہ حاصلا لا طہر فیہ ای الحیض رفعا للمعصیۃ فاذا طہرت طلقہا ان شاء وامسکہا ان شاء بالطلاق الا ان الاختیار والاحتیاط ترک الطلاق فی الحیض کما یکرہ بجتے اور وجہ بدعت کی اوزیادہ بیطرف بنا بر قول اصح کے حیض میں یعنی حیض میں اگر طلاق دی ہو تو جرعت کرنے سے اسکو گناہ نہ ہوگا پر جب عورت حیض سے تو پاک ہو اسکو طہر میں طلاق دے یا جامع نہ ہو اسکو کہ صحیح شارع کہتا ہے کہ مصنف تقید طلاق کی اسواسطے لگائی کہ تغیر اوصاف حیض میں کرو نہیں کرانی الجملہ تغیر سے کہ دودن اپنی زوجہ کو نکاح باقی رکھتا ہو اور طلاق میں اختیار کرے اور اختیار یہ کہ نابالغ کا باپ دادا کے سوا کسی اور دلی کے نکاح کیا ہو جب وہ بالغ ہو تو اسکو اپنی ذات کا اختیار ہے چاہے نکاح کو باطل کر دے اگرچہ اوسوقت زوجہ حیض میں ہو خلاصہ یہ کہ طلاق بحالت حیض میں مکروہ ہے اور تغیر زوج اور اختیار بھی اور اسی طرح خلع حیض میں مکروہ ہے تبیین والنفاس کالحیض جو ہر اور نفاس اندیشہ حیض کے کہ ذاتی الجوہر یعنی طلاق نفاس میں مکروہ اور تحریمی اور اختیار بھی اور خلع نفاس میں مکروہ ہے ہمیں قال الموفق تحریما لانہ تحریم لانت طالق ثلثا واشتہر للسنۃ وقعن کلا فی طہر طلقہا فیہ وقعن اولہا فی طہرہا وقعت فیہ بانقضاء عدتہا کما رجع فی اثنائہا لیکہ وہ حیض آنے والیوں میں کہ تحریمی ہے کہ تحریمی طلاق میں یا دو میں منصوص سنت تو واقع ہوگی ہر طہر کے نزدیک ایک طلاق خواہ تین کہنے کی ہو یا کہی ہو ایک ہی طلاق اول تینوں سے یا دوسرے اوس طہر میں واقع ہوگی جسمیں وطی نہیں ہوئی فاوہ غیر موطوۃ طلقہا واحدۃ او ثلثا فی طہر واحد وقعت واحدۃ للحال فیہما وقعت کلہا ان کنت طلقتہا وانقضی شہر فی الاولی وقعت مسواگر وہ عورت جسکو تین طلاق مسنون ہوئی مدخولہ نہ ہو یا حیض اوسکو نہ آتا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی فی الحال بغیر خلوہ کے جب تیسرا نکاح کر لیگا اور دوسری طلاق واقع ہوگی جب تیسرا نکاح کر لیگا تیسری طلاق واقع ہوگی جسکو حیض نہیں آتا ہے ایک مہینہ گذر جانیکا طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الدردی وان نوی ان تقع عند رأس کل شہر فہو واحدۃ صحت نیتہ دیانۃ وقضاء لتعلقہ

کلایہ اور اگر تینوں کی تینوں طلاق واقع ہونگی دوسری صاحت میں بدعت کی ایک طلاق واقع ہونگی ہر صورت کے سوا تو قیت اسکی صحیح ہوگی اسم اسلوم کو اسکی کوئی ہیں اسکا بھی احتمال ہے اسم اسلوم کو بفلسفہ کلام جیسی قیاس کا کامل ہے ویسی ہی تعلیل کا بھی اتصال رکھتا ہو تو اس صورت میں اسکے یہ معنی ہونگے کہ وہ طلاق حکم سنت ہے واقع ہونا اور اسکا مذہب اہل سنت کا دیکھنا طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو بقدیرا بدلیل خلع الصبی ان اور واقع ہونے طلاق ہر بالغ عاقل اگرچہ تقدیرا عاقل ہو کما فی البدایع تقدیرا کی تنبیہ اسم اسلوم لگائی اگر سنت عاقل میں نہ ہوتی تو یعنی عقل اور شرعیت کی تباہی ہوتی اسم اسلوم کا شارع ہے اور سنت کو نوع طلاق میں عاقل مقام عاقل کے قرار دیا ہو ولو عبدا او کلھا فاق طلاقا صحیحا لا اقرارا بالطلاق اگرچہ زوج غلام ہو یا کلہ ہو یعنی زوجہ ہو یعنی ہے اس سے طلاق لوا سی اسم اسلوم کو طلاق دینا گمان کرنا صحیح ہے اور اقرار طلاق کرنا کا صحیح نہیں بلکہ بدعت ہے کوئی طلاق کا اقرار اسی پر اس افراد سے طلاق نہیں واقع ہوتی وقال الشافعی فی المشہور لا یحسم لو کرا و قال طلاق و ایلاء لا یقع و جعتہ و یکا ترجع استیلاء عفو عن العمد اور البتہ نظر کیا ہو شافعی میں اور ان مقصود کو حرام کرا اور زبردستی کے ساتھ صحیح ہو جانے میں سوا کہ طلاق ہے اور ظہار سے اور ایلاء اور رجعت اور نکاح ہو ساتھ استیلاء کے اور عفو کرنا ہو قصاص کو ولنا قولہ ع و یقاس کا و فرع کرنا ہو قصاص کو ولنا قولہ ع و تذرع ۵ قبول کرنا ایلاع کذا الصلح عن عمد رضاع سے اور مذاکی تشبیہ کما اور ایلاء کو کے رجوع کرنا اور نکاح کرنا اور دعوت قبول کرنا اسلام قصاص مستدل ہیں ہم کرا ۵ طلاق علی مال فبل بیان یا ہم انت طالق والی اسلام تدل بائن للحال اور طلاق عرض مال کے خواہ زوجہ کیطرف سے یا غیر کی طرف سواء اور قسم طلاق کی یعنی زبردستی کے کہنے پر قسم کھائی گر اگر غلاظ کام کرے تو اسکی عورت پر طلاق ہے سو اگر وہ کام کیگا تو طلاق واقع ہوگی اور اسکو بیر ہم کرنا کرنا اور مسلمان ہونا اور علام یا نوکر کا مدبر یا ولیا نجاں جان و عتق فلان ۵ تصیر ہم لو کرا کو جنس منافی العقد اور اور وجب کرنا منافی کا یعنی زبردستی یوں کہلاوے کہ میں نے تجھ پر اور غیر کو اسم اسلوم یا کسی غلام کی آزادی واجب کی تو صحیح مقصود نہ کرہ صحیح ہیں اکراہ کے ساتھ جس میں شہادت ہیں اکراہ ۵ لا یقصد تعلیقا او اسقیا حقیقۃ العقل اگرچہ وہ زائل ہو جنون یعنی خوش طبعی اور نشہ سے طلاق دی ہو تامل وہ جو کہ ہو کلام کی حقیقت مقصود نہ ہو یا وہ حقیقۃ العقل کرنہ فہم اور سکان اور لون جبلی اور تحقیق اور اقوی اور تخیر دینا یا بقیہ تصحیح القدوری ہے اسم اسلوم اگرچہ نشہ غالبہ نہ کرتا ہو یا جنگ کا ہو یا انون کا ہو یا خراسانی اجوابن کا ان جزوں کے نشوہ سے طلاق واقع ہوتی ہو اسلوم نجرد ایوخ کے تا لوگ یا زبردستی اسی پر نہ ہو سے کذا فی تصحیح القدوری نجرد ایوخ کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر خراسانی اجوابن اور انیون کو بطریق دوا کے استعمال کرے تو اسوں پر جبر نہیں ہم اسلوم کو معصیت نہیں تو اس صورت میں طلاق نہیں واقع ہوگی شرائط الدین میں کہا کہ خراسانی اجوابن کی اباحت اور حرمت میں اختلاف ہے اور حق یہ ہے کہ اگر بطریق دوا کے استعمال ہو تو طلاق نہ واقع ہوگی اسم اسلوم کو صحیح نہیں اور اگر بطریق لہو اور سرور کے ہو تو طلاق واقع ہوگی کذا فی ملتقط الدانی والمحتار مست کی طلاق اسم اسلوم واقع ہے کہ شارع نے مست کو اسکی حالت مستی میں امر اور نہی سے خطاب کیا چنانچہ خرمایا یا ایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری تا سلوم ہوا کہ اسکو سیاہ قائم العقل کے احکام شرعیہ میں مکلف کرنا ہو اسلوم قرار دیا اور قوم طلاق میں مدلک کی بھی ہو کہ عورت کو مرد سے اور آسمان کو زمین سے فرق نہ کرے یعنی نہ پہچانے اور کہا ابو یحیی قول ہمارے اصحاب کا ہو جنہیں صاحبین کا قول مختار ہے وہ یہ ہو کہ جبکا اکثر کلام بیہودہ اور ہذیان ہو اور عبارت فرٹھ ہیں مدلک نہ ہو کذا فی الخلاصہ کہ کسی کی چال و اقوال اول ہو کہ اور اکثر میں کما کہ ورق الف یعنی سنگ کے نشوہ سے باتفاق علما شافعیہ اور حنفیہ کے طلاق واقع ہوتی ہو اسلوم اسکو کہ مزاج میں ہو نے بدلا افاق ہو جاوے اور اسکی بابہ بقریب ہے اور جو اسکو سلام کہے وہ زندیق اور ملحد ہو کذا فی المبتغی اور جو مرد میں عورت انیون اور خراسانی اجوابن کی مصرح ہو کہ اور فی ملتقط التصحیح فی سکر مکلف کما علما و مختلف فی مسلم کما علما کا اور وہ شخص کہ حق میں عورت ہو گیا ہو زبردستی شیاہا نوسے یا اضطرار سے پس وہ حکم طلاق میں مثل غلاظ کے ہو کما صحیح ہو کہ اسکی طلاق واقع نہیں ہوتی چنانچہ متعدد اور شرح جامع اور خانیہ میں ہے کذا فی الطوالع والذی تحرر لی ان عقلہ باقیا او بتبایتہ لو تفکر فہم ان کرزائل ہو عقل نشاہیہ والیکی سبب دردسر یا بیماری کے استعمال جیسے کوئی انیون کا سیر طبیعت ہو دوا کو طلاق نہیں ہوتی ہو اگر وہ ان عقل و دردسر ہو نہ نشوے و فی الفتاوی ظہیریۃ انہ لو قیل لہ یقع علیک الطلاق کان تعلیقا بالمال انتہی اور فتاوی ظہیریہ

زوال نہ ہونے ممنوع ہے کہ اگر مست کی ایسی عقل زائل ہو کہ ۔۔۔ کا تصرف باطل ہو گا فعلہ یعنی نہایت مست کی طلاق نہ واقع ہو گی بحر الاکمی میں کہا کہ یہ قول ضعیف ہے والمستشفی فی الاشباہ ومن تتبع فروع المسائل ظہر لہ ان ہذا سبعۃ مسائل منہا الوکیل بالطلاق صار سکرانا وسنشرحہا بعون اللہ تعالیٰ یعنی سات مسائل کی تو میں مست اور ہوشیار کا ایک حکم ہے ان سات مسائل میں مست ہوشیار کی طرح ہے یعنی ہوشیار کی طرح طلاق کا وکیل ہو شیاری میں بھی مخالف ہے حالانکہ ہوشیاری میں مخالف کو وکیل کیا طلاق کا سو خلاف ہے مست کو طلاق دی تو صحیح طلاق نہ واقع ہو گی لکن فیہ کلام فی البزازیۃ ما یخالفہ عن علی وما وقع مطلقا الا ان یقید بما فی البزازیۃ سے طلاق وکیل کو مال کے بدلہ یعنی اگر وکیل نے عوض مال کے طلاق دی تو طلاق صحیح ہو گی اور اگر طلاق عوض مال کے نہیں تو واقع نہ ہو گی بلکہ سو خلاف ہو گا ہوشیاری میں وکیل کیا ہو خود مست ہے اور وکیل نے ہوشیاری میں طلاق دی جو مست ہے تو واقع نہیں ہوئی اور لم یقع الشافعی طلاق السکران اختیارا الخ والحق وفی التاتارخانیۃ قص التفریق والعتوق علیہ اور امام شافعی مست کی طلاق کو واقع نہیں کہا اور ہمارے نزدیک اس قول کو علمائے احناف نے رد کیا تاتارخانیہ میں تفریق سے یہ ہے کہ اس روایت پر فتوی ہے ھ صحیح یہ روایت مخالف ہے متون کے اور کتب معتمدہ میں ہر گز اس اختلاف نہیں فتاوی عالمگیری میں محیط سے منقول ہے کہ طلاق مست کی واقع ہوا و یہی مذہب ہے ہمارے اصحاب کا کذا فی حاشیۃ الدرنی اوآخرس ولو مداواۃ بان دام للموت بحیث یغمی علیہ اگر کسی کو کوئی طلاق بتاوے تو واقع ہوئی ہو اگر بہ بیہودگی گو نگا نہ ہو بلکہ مرنے تک گونگا رہے اسی پر فتوی ہے وعلیہ فتح وفی الخانیۃ وہو قول ابی یوسف وعلیہ الفتوی اور مستحسن الکمال استغراقا کذا فی البدائع اور اس شرط پر گونگے کے تصرفات موقوف ہیں مرنے موت تک یعنی اگر مرنے تک گونگا رہا تو اشارہ کی طلاق وغیرہ تصرفات صحیح ہوں گے اور اگر زبان کھل گئی بولنے لگا تو اس سے دریافت کیا جائے گا اور پیشہ کیا ہے کمال الدین بن ہمام نے اوسکی کتاب کا شرح نہایہ یعنی اگر گونگا کہہ جاتا ہو تو اسکی طلاق اشارہ سے واقع ہو گی کلشے سوداوی ہو گی یا شارۃ المعہود فاما فاتکون کنایۃ او الناطق استحسانا تو گونگی کی طلاق واقع ہو گی اور کسی اشارہ معلومہ سے اسوہ سطلق کو اسکا شارہ ناطق کے بیان کی بارہ سے باعتبار حسان کے وہ حسان کی سمجھ کر اگر وہ اشارہ مثل عبارت ناطق کے ہو تو وجب ہو گی کالاخرس وخصوصا بان اراد التکلم بقرینۃ علی انہ اراد الطلاق او لفظ بہ غیر عالم بمعناہ او غافلا او سادرا او لافظا بہ صحکۃ یقع قضاء فقط یا زوج نے خطا طلاق دی اسطرح پر کہ ارادہ کسی بات کا نہ تھا کچھ اور بات کہنے کا یا سہو زبان پر طلاق جاری ہو گئی یا طلاق کا لفظ بولا مالانکہ اوسکو معنے سے آگاہ نہ تھا یا زوج بولا کہ عقل نہ ہو سو کہ طلاق بولا یہ سہو نے کی صورت کہہ کہ اوسنے قسم کہانی کہ لفظ طلاق نہ بولوں گا پھر طلاق بول گیا یہ بولا کہ طلاق کا الفاظ تو نہ تھے بولا چنانچہ بعادت تیک تکیہ کلام ہو جاتے ہیں یعنی بولا تو ان معنوں طلاق واقع ہو گی قضاء باعتبار تضاد کے یعنی باعتبار حکم ظاہر کے نہ باعتبار دیانت کے ولا تقع دیانۃ لانہ الشارع جعل ھزلہ بہ جدا فلم تکلا منہ ہنسی کر رہا تھا اور کہہ دیا کہ تو کو طلاق ظاہر اور باطن دونوں میں واقع ہو جاتی ہے اسواسطے کہ شارع نے اوسکی ہزل کو بمنزلہ جد قرار دیا یعنی طلاق دینا دونوں کی ہنسی اور موشل طبعی کو بکار ہوا تھا وہ اسکو قرار دی فتح القدیر اور مرید صریحا وکراہۃ الوجہ التلعب یعنی زوجہ سے بیہودہ کہا کہ فرمانبردار وجود تکلیف کے یعنی کافر بھی احکام شرعی کا مخاطب ہے لیکن قاضی حکم تعزیر نہ کرے گا کافر کے حق میں اور موقوف کر رکھا جب دونوں نے اوسکو اپنا مسلمان کی ہو کر ادا فی حاشیۃ الدرنی واما طلاق الفضولی والاجنبی فلا وقوعا کما فی النکاح مزازیۃ اور طلاق دینا فضولی کا اور بیانہ سکھانا زوجہ کا عنقاء قول اور فعل کے مانند نکاح کے ہو کذا فی البزازیہ یعنی جیسے نکاح فضولی کا زوج کی اجازت پر موقوف ہوا اسیطرح طلاق فضولی کی بھی اوسکی اجازت پر موقوف ہوا اجازت خواہ قولی ہو جیسا کہ زوج فضولی سے کہے کہ میں نے تجھکو رخصت دی جو سو تو نے بھکوا دی سو میں عورت سے کہے کہ تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہو اس سے پتہ اجازت خواہ اجازت فعلی ہو جیسا کہ جب کہ زوج کو یہ اطلاع ہو کہ اوسکے اجانب عورتوں سے نکاح کر رکھا ہے تو بناء علی اعتبار الرجم المذکور یقع طلاق المولی علی امرأۃ عبدہ بمجرد ما بلغہ الخبر ہدایہ ابن ماجۃ الطلاق بید من اخذ بالساق اذا اشرف علی العقد فقال زوجتہ نفسک علی ان امرہا بیدک فقبل کلما شاءت فقال العبد قبلت ولا یدری اذا اتت زوجہا فامرہا بیدک ابدا کان کذلک خانیہ اور بناء علی اعتبار زوج کے جو سابق میں مذکور ہو یعنی ہر زوج عاقل بالغ کی طلاق واقع ہوتی ہے اگرچہ وہ غلام ہو تو اس اعتبار سے نہ واقع ہو گی طلاق مولی کی اپنے غلام کی جو در پردہ بدلیل حدیث ابن ماجہ کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق کا اختیار اوسکو ہے جسنے عورت کی پنڈلی کو پکڑا یعنی زوج کے سوا اور دوسرے کو طلاق کا اختیار

کتاب الطلاق
کتاب الطلاق

نہیں گویا کہ گویا کہ اس نے شرط کیا ہے حالت عقد میں کہ یوں کہا ہو غلام نے کہ میں بیچا جاؤں گا بہ تیرے ساتھ کہ آزاد ہوں اس شرط پر کہ عتق کا امر ہے اختیار میرے ہاتھ میں پھر جب بیچا ہوں میں غلام کے کہ میں نے قبول کیا اور بیچ کے ساتھ کہ کردن تو رہا کا اختیار ہے اختیار میرا ہاتھ میں ہوگا ہمیشہ تو اس شرط سے اب باپی ہوگا یعنی مولی کو طلاق کا اختیار ہوگا کذا فی الخانیہ والبحر ان لا یدخل فاعل قرینۃ فی جعل الشرط او کان شیئا واحدا او سلمت وھو فی اول ابوا لا بعد الایجاب فی الطلاق استیاء او تبین واقع ہوئی طلاق مجنون کی گویا کہ ملکی کیا طلاق کو کسی شرط پر حالت پر شدید کی میں پر دیوانہ ہو گیا پھر پائی گئی شرط یعنی امر وا معلوم الذکر میں پایا زوجہ مجنون کی مسلمان ہو گئی اور وہ کافر ہے اور اس کو باپ نے اسلام قبول کیا تو ان صورتوں مجنون کی طلاق واقع ہوگی لیکن اشیاء ان صورتوں میں وقوع طلاق سے ہے ایقاع طلاق متصور ہے نہ وقوع کذا فی حاشیۃ المدنی والصحیح ولو حلف بالطلاق او اجازہ بعد الملوغ او قال انت طالق وقعت وقم لانہ ابتداء ایقاع وتبین لا بالامام اسمٰعیل اور نہیں واقع ہوتی طلاق صبی کی اگرچہ کہ اقرب البلوغ ہو یا لڑکیں میں طلاق دی اور اس کو صبد بلوغ سے جائز کہو تو بھی طلاق ہوگی لیکن اگر یوں کہا کہ میں نے طلاق کو تم پر واقع جانی ہو اسطرح اس کلام میں بتدا ہو ایقاع ہے یعنی اب بلوغ میں واقع کی بخلاف اسئلہ سابقہ کے کہ اس میں طلاق العقل نہیں واقع ہوگی لیکن حال کہا اور سابق میں حکم بلیت طلاق کی متی اور امام احمد میں قبل سے طلاق صبی جائز کہی ہو والمعتوہ من العتہ وھو اختلال فی العقل اور نہیں واقع ہوتی طلاق پریشان عقل کی لفظ معتوہ کا مشتق ہے عتہ سے یعنی اختلال عقل ہو الرائج ہیں کہا کہ میرزن اقوال معتوہ اور مجنون کے فرق میں عتہ سے کہ معتوہ وہ ہو جو قلیل الفہم پریشان کلام ناقص التدبیر ہو لیکن فساد سے نہ خالی ہو اور مجنون کے والمبرسم من الذی یسام بالکسر ثم بالکسر ثلثۃ کالجنون اور نہیں واقع ہوتی طلاق برسم کی اسلام کا مشتق ہے برسام سے جو بدن کی رطوبات ہے برسام جاری کا مانند جنون کے اور بعض کتب طبیہ میں ہے کہ برسام ورم گرم ہوتا ہے جو گاہ اور اکثر یہ ورم کے درمیان ہوتا ہے پردوں میں داخل ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اس عبارت سے بیہوشی لاحق ہوتی ہو اسطرح طلاق واقع نہیں ہوتی والمغمی علیہ ھو الذی لا یعقل شیئا ولا یعرف احدا ولا یدری ما یقال لہ ولا یستطیع ان یتکلم الا کلمۃ او کلمتین فی خلال ذلک ویعرف احیانا ویعقل احیانا ویدری ما یقال لہ ویستطیع ان یتکلم بکلام کثیر

الطلاق او بجملة طالقا او قطعي بھي اور اگر نہ کہا تو قضاءً بھي اسکی نیت معتبر ہوگی اور اسکو طلاق مغلظہ کی نیت کرنا بھی ہوگی اور اسکو طلاق مغلظہ کی نیت کرنا فی الحال اور آئندہ دونوں وقت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس عنین کی طلاق حالت نوم میں صادر ہوئی تھی اور جس عنین کی طلاق بیداری میں ہوئی ہے واقع کردی اور جو طلاق اور سے ہوگی وہ بھی واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی واذا ملك احدهما الآخر كرها او بعضه بطل النكاح اور جب کہ مالک ہوا زوج اور زوجہ میں سے ایک دوسرے کا کل کا مالک ہوا یعنی ہر کا ہر کو مالک ہوگیا اور اسطرح کہ الکیہ بھی ہو مالکہ بھی اور ملکہ بھی واقع ہوا اور جب کہ مالک ہوا بعض کا بعض کا تو نکاح باطل

انتہیٰ طلاق کا وصف طلقہ یعنی طلاق والی ہے لفظ مطلقہ کا متبدر بالام ہے ہم کہتے ہیں کنایہ ہی تو ہے شارح کہتا ہے مصنف نے طلاق صریح کی مثالوں کو عورت کے خطاب سے مقید کیا جو اس شامل ہیں کنایہ سے اور دوسری اور تیسری مثال میں نیت ہو سو ہم کو اگر تسلیم کرلیا کہ اگر تخلی طلاق واقع ہو گی لیکن ان کنایوں کا کسی کو خطاب ہوا ان کے صریح تین کے قسم کہاں سے ثابت ہوئے کہ ان کے یہ بیہودہ کلام کے عورت کو طلاق واقع ہو گی بسبب نذکر کے اور اضافت کے عورت کی طرف یعنی وہ تو تین طلاق کو عورت تبھی ان کو تین کہیں گے جو اول صورت میں تین حال ہے کہ اس عورت کی طلاق واقع ہوا اس کا ذکر ہوا اور دوسری صورت میں جہاں ہے کہ اس عورت کی طلاق کی قصہ ہوا یا اس کو خطاب ہوا اور تیسری صورت میں بھی یہی شرط ہے کہ وہ عورت مقصود بالخطاب ہو تب طلاق واقع ہو گی اور اگر مقصود بالخطاب عورت نہ ہو تو مسائل طلاق کو صریح تو نہیں ماسوا کر کے بطریق تسلیم اور اشارۃ النص کے تو طلاق نہ واقع ہو گی بتصانیں عنایت من کنوانی حاشیۃ الطحطاوی ویقع الطلاق بلفظ ای لفظ الطلاق ولو بمعنا ما من التفسیر ح اور واقع ہو گی بلفظ طلاق یعنی اس لفظ کو ذکر کرے یعنی صریح کی کسی کلمہ طلاق کہنے میں سے یعنی طلاق کی طلاق ہے یا طلاق ہے یا طلاق ہے

بین ہم بحر الرائق میں ہے کہ جیسا کہ ہو اگر طلاق صریح نیت کی نہیں تو صلوۃ ہو اگر اسکو معنی کا علم نہ ہو نیز سر چل کو کسی نے لفظ طلاق سکھایا ہو اور وہ عورت کی طرف خطاب کرکے بولا تو مقتضائے طلاق واقع ہوگی بہ روایت ہیں اور شائع اور جمہ نے کہا کہ سطلقا طلاق ہ واقع ہوگی ۔ مقتضائے مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کے ہے اور اکثر مشائخ ہوئے سو مخوط ہیں بنا بریہ ہیں اسکی تصریح ہے کذا فی حاشیۃ الرملی وفی الہندیۃ ولو قال لہا انت طالق طالقا او طالقا طالقا واحدۃ او ثنتین او ثلثا او واحدۃ بعد واحدۃ او ثنتین بعد ثنتین او ثلثا ثلثا او قال انت طالق ثم طالق ثم طالق او قال انت طالق ثم طالق ثم طالق او قال انت طالق ثم طالق ثم طالق

طالق بالکسرۃ الیائیۃ وقعت علی البائنۃ کالو قبلہا بالواو التی فی وسطہ واقع ہوتی ہے طلاق بدون نیت کے اگر زوجہ سے کہا یا طالم کو زنگ کے ساتھ کہ اور کہا اسم کو طالق نہیں ہے یا طلاق غیر یہ کہ یعنی کوئی طلاق ہے تو بھی طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر انت طالق من الام کہ تو زنہ دیکر بایں طور کہا تو طلاق موصوف ہوگی بنیت یعنی بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی چنانچہ طلاق بنیت موصوف ہوتا اگر اسکی عورت سوا ہو اور جس وقت طالق الثلث کہا تو ظاہر طلقہ ثلثہ کا واقع ہونا کہ جیسے اُنت مع یعنی تو مع ہے تو ان دو اوصوت تو مین ہے دون کے بیان میں ہے بیان بھی طلاق کی کنایات ہیں اور اسی لئے ان میں نیت کی حاجت نہیں اور بائنہ واقع ہوتی ہے اور اسکو کہ بھی طلاق میں ہے اور نیت منضمہ ہونا یہ میں ہوگا کہ تو بھی طلاق ہی میرے میں داخل ہونیت کی حاجت نہیں اور بائنہ واقع ہوتی ہے اور اگر کہ تو بھی طلاق کی کنایات میں داخل ہے تو طلاق بنیت یہ موقوف ہوگی شارح نے یہاں دو اول بطور خلاصہ کے بیان کیا اور بیان طلبہ واقع کے کنائی طلاق کے اور فی الظہیر عن التصحیح الصحیح عدم الوقوع بہ وبہ نأخذ حلالی حلالی وغیرہا اور ذالقاس میں تفصیل قہستانی سے منقول ہوچکا کہ طلاق واقع ہوتا صحیح قول ہے اس کلام کے بعد جو کہا تیری طلاق بمشیۃ اللہ اور ملحقہ اس کلام کے چنانچہ اذا شئت فانت طالق تیری طلاق تیرے اختیار میں ہے اور جب تیری طلاق کو رد کردی تو بھی رد نہیں ہوتی قولہ کالو قبلہا بالواو التی فی وسطہ اور جس سے طلاق نہیں واقع ہوتی کنائی صاحبتہ الدنی واذا اضاف الطلاق الیہا کانت طالقا اما لو اضافہ الی یدہا او رجلہا او فرجہا کالرقبۃ والعنق والرأس والبدن والنصف والربع والجزء والشائع کالثلث والثلثین والدانق والدرہم علی المختار بخلاصہ او اضاف الی جزء شائع منہا کنصفہا وثلثہا وقعہ لعدم تجزیہ اور اسیطرح طلاق منسوب کی عورت کی طرف جو شائع ہو یعنی کہا تو طلاق ہے بایں قدر کی طلاق کی بات اور جو عضو کہ جس سے کل عورت کی تعبیر ہوتی ہے جیسے وجہ اور گردن اور روح اور بدن اور مبسلہ اور رقبہ اور جزء اور شائع اسیطرح یعنی جس طرح کہ کثیر ہوتی ہے کل عورت کی طرف طلاق کے مضاف کرنے سے اور جیسے وہ کل کی طرف طلاق کے مضاف کرنے سے واقع ہوتی ہے اسیطرح یہ بھی ہوتی ہے اور جیسے ید اور رجل اور فرج اور بدن اور مبسلہ اور رقبہ اور جزء اور شائع

والفرج والظهر والبطن واللسان والأذن والعنق والكتف والفخذ والساق والرجل والرأس واليد والرقبة لأنه لا يتبعض عن الجملة فلم يتكثر به كما تقدم بخلاف طلاق واقع نہیں ہوتی اگر کسی نے کسی کی طلاق کی بات کہہ کر کنایت مجازیہ سے اور نہیں واقع ہوتی اگر طلاق کی نسبت کسی عضو بدن کے اور وجہ کے اور بال کے اور ناک کے اور پیٹ کی کے اور ران کے اور پیٹھ کے اور پیٹ کے اور زبان کے اور گردن کے اور شانہ کے اور ہاتھ کے اور کلائی کے اور ہتھیلی کے اور انگلی کے اور پہلو کے اور سینہ کے اور پیٹھ کے اور ٹانگ کے اور پنڈلی کے اور ران کے اور پیٹھ

مسائل کا جو حسین سلسلہ شروع ہوا ہے اس کو بھی پیش نظر رکھیں تو اس قید سے بھی ہمارے نزدیک امام اعظم کے دوسری جماعت کو طلاق میں اصل منع سے اس لفظ کو بھی شامل سمجھنا ہی قرین قیاس ہے اور اس کا ایک شاہد خود لفظ سبیل ہے جو ایک تیسری کی اور دو مسلمان بیگانہ مرجع اور اصل کا جامع ہے جیسا کہ یہ مثال کہ پہلے سے اس کو سو ہزار تک تو اس سے دو روپیہ لینے ہوں اور پھر اور اضافہ ہوتا جائے تو ہر ہزار پر جس کے ساتھ طلقتک ثلثة وقع ثلثا ان طلقتک ثلثة وقبل ثنتان اور واقع ہوگی ۔ بخلاف اس کے کہ تین اور تین ہوں تو بھی وہ دو طلاق ہیں ۔ اتباعاً لامام زفر اور احمد کے وقع ثلثة فی الحال وثلثة فی الصفات ۔

ہیں اور اصل میں اسم اسکو کہتے ہیں جو ہر طرف کے باعتبار حیثیت کے اسم اسکو مشترک ہو دون ظرف کے نہیں ہوتا جیسے شہر و ماہ و دن شہر کے نہیں ہوتا و قولہ انت طالق ان دخلت الدار او حیضۃ او حیضتک تطلق فی الحال اور اگر یوں کہا کہ تجھکو طلاق ہے تیرے داخل ہونے کی پہلی حیض کے تو حیض قول تنجیز ہے یعنی فی الحال طلاق واقع ہوگی خواہ دار اور حیض ہر سہ موقوف نہیں ولہذا بتاء تعلیق اور اگر یوں کہا کہ انت طالق مجوالک الدار وحیضۃ کو حیض قول تعلیق سمجھا جائیگا اور دار اور حیض پر طلاق موقوف ہوگی و فی حیضۃ یا حیضۃ وھی حائض تطلق فی الحال اور اگر اس قول میں کہ تجھکو طلاق ہے تیرے حیض میں اور حالانکہ اسکو حیض نہ ہو مجبور ہو تو طلاق واقع ہوگی یہانتک کہ اسکو دوسری بار حیض آوے و فی حیضۃ اخری و انظھر اور اس قول میں کہ تجھکو طلاق ہے تیرے حیض میں یعنی کہ یکبار حیض آنے میں تو وہ مطلقہ ہوگی یہانتک کہ اسکو دوسری بار حیض آوے اور پاک بھی ہو جاوے اسم اسطرح کہ حیضہ حیض کا مل کو کہتے ہیں اور کامل حیض دو طہر کے نہیں خلاصہ یہ کہ اگر حیض ہو تو ہی بلا تعلیق طلاق حیض ثانی پر ہوگی اور اگر کے کو اسمیں ملایا تو تعلیق طلاق کی طہر پر حیض ثانی کے ہوگی کذا فی حاشیہ الدرائی و فی حیضۃ ثلثۃ ایام تطلق فی ثلثۃ ایام تعلیقی بحیض اسمہ الثانی سواء وقع حقیقۃ کان الشرط حیضۃ المستقبل او دما اس قول میں کہ تجھکو طلاق ہے تین دن میں فی الحال طلاق ہوگی اور اس قول میں کہ تجھکو طلاق ہے تین حیض کے تو تیسرے دن کے آخیر سواے اسدن کے جسمیں حیض کا ملکو کیا اسم اسطرح کہ مشروط کا باعتبار زمانہ مستقبل میں ہوتا ہو نہ ماضی میں اور آئندہ کا ابتداے دیوے میں ہوتا ہو حالانکہ وہ تکلم حیض کے دن گذرنیکا تاوقتیکہ وہ تکلم کا ثابت نہو اسم اسطرح دو سہ دن کو شہر سے کنارہ الا یوم یقع فیہ تعلیقی لغوا و یریدون کہا کہ تجھکو طلاق ہے قیامت کے دن لغو ہے یعنی اسی کلام سے طلاق نہیں واقع ہوگی اسواسطے کہ دن محل وقوع احکام شرعیہ نہیں وقیل لہ تطلق فی الحال اور اس قول میں کہ تجھکو طلاق ہے ہر روز یا ساعت سے پہلے فی الحال طلاق واقع ہوگی و فی طالق طلقۃ حسنۃ فی دخول الدار ان رفع حسنۃ یقع واحدۃ تعلیقیۃ اور اس قول میں کہ انت طالق طلقۃ حسنۃ خوا ک الدار کر رفع وا لطلقۃ حسنۃ کو تو فی الحال طلاق ہوگی اور اگر نصب دیا اور سکو تو تعلیق ہوگی اسواسطے کہ لفظ حسنۃ حالت رفع میں صفت ہوگی صورت کی تو فاصل ہوگی درمیان طلاق اور تعلیق کے تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور حالت نصب میں صفت ہوگی طلاق کی تو فاصل نہوگی تو فعل دار پر تعلیق ہوگی طلاق کی و مسائل الکیسانی فصلا عن قال لاجنبیۃ ان تزوجتک فانت طالق ثلثا و من تزوج بی اعق والطہ کر تزوج فقال ان رغم ثلثا فواحدۃ و ان نصبہ فثلث و قیامہ فی المعنی فیما علقناہ علی المطلقۃ اور مسائل کیسانی سے ہے ہندہ نے اجنبی مرد سے کہا کہ اگر میں تجھسے نکاح کروں تو تیرے اوپر تین طلاق ہے اور اگر میں تجھسے نکاح کروں اور مرد نے ہندہ سے نکاح کیا تو ہندہ مطلقہ ہوا اور طلاق تو خوہ تجھ کی ہے یعنی لعمر لعب نعمن ہے تو میں بار اور تو ہے تجھی اور ہندہ قرار ہی تو اور طلاق تو اور ہے ہندہ کا نکاح

گی تو آخر جب بعد غروب آفتاب کے طلاق واقع ہوگی اور اگر آخر شعبان کی نیت کی تو قضاءً تو اول ثانی میں تبیین ہوگی اور دیانۃً دونوں تصدیق ہوگی کذا فی انت طالق الیوم غداً وصلہا الیوم اشتہ للفظ الا ولی اور اس قول میں کہ تو طلاق ہے آج کل یا طلاق ہے کل آج بیان ملا ہوا ہے اور دوسرا لفظ لغو ہوگا اور اول قول میں آج طلاق ہوگی اور ثانی قول میں کل ہوگی ولو عطفت الواو بقی الکل اولا واحداً وفی الثانی بتنافی اور اگر شمال سابق میں عطف واو کے کہ انت طالق الیوم وغداً یا انت طالق غداً والیوم تو قول اول میں ایک طلاق ہوگی یعنی الیوم اور قول ثانی میں دو طلاق ہوگی یعنی الیوم وغداً میں اور قول ثانی میں دو طلاق ہوگی یعنی الیوم وغداً میں کہوا انت طالق باللیل والنہار او اول النہار او اول اللیل او اخرہ او وسطہ او الیوم وہو اشہر الوجوہ یا نحو ذلک اور قول ثانی میں کہ انت طالق باللیل والنہار اگر نیت قول دن کی کہا تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر یوں کہا انت طالق النہار واللیل تو ایک بار طلاق واقع ہوگی اور اگر رات کو سمجھ لیا تو نکاح الکسر ہوگا یا یوں کہا کہ انت طالق اول اسبارہ او آخرہ وسواء کہے قول اول یا در کہا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اول یا دن کہا کہ انت طالق اخر النہار یا اخر الیوم تو دو بار طلاق ہوگی اور اگر آخر دن میں کہا کہ انت طالق اول النہار او آخرہ تو دو بار طلاق واقع ہوگی اگر آخر دن میں کہا کہ انت طالق اخر النہار واللیل یا اول اللیل واللیل او آخرہ او وسطہ تو ایک طلاق ہوگی یعنی عکس الیل النہار کا یا النہار واللیل او عکس اول النہار واخرہ کا یا انت طالق یا نصف النہار او نصف اللیل ہوگی یعنی عکس کلام ہوگا یعنی ایک طلاق ہوگی اور اگر شروع صفیہ میں کہا تو دو بار طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الدرنی والاصل انہ سواء اضاف الطلاق الی زمان کاثر او مستقبل یخبر عطفہ فان بدأ بالکنایۃ الخ او بالمستقبل تعلق او قارنہ کلیہما اسقط ما بقی من جمیع ما جعلہ مضافا کذا طلاق کو دو وقت کیلئے کہ ایک اول میں ماضی سے اور دوسرا مستقبل اور دونو وقتوں کے درمیان میں فاصلہ علامت کا ڈالا اگر ابتدا ماضی سے کی تو دونو وقت متحد ہوجائیں گے اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی چنانچہ انت طالق الیوم وغداً میں اور اگر امر استقبل سے کی تو متعدد اور جدا جدا ہوگی یعنی دو بار طلاق واقع ہوگی جیسا کہ انت طالق غداً والیوم میں وفی انت طالق الیوم واذا جاء غد او انت طالق غداً بل طالق الیوم واحد للحال واخری فی الغد اور اس قول میں کہ تو طلاق ہے آج اور جب کہ کل آوے گا یا یوں کہا کہ تو طلاق ہے نہیں بلکہ کل طلاق ہے تو ہوگا ایک طلاق آج کی فی الحال اور دوسری بار کل شمال ثانی میں متکلم نے لفظ لا بل کو فی کلام سابق کی اراد کی سو ابطال متکلم کا ممکن ہیں انت طالق واحدۃ او اثنتان او ثلاثا ومع موالیہا او مع موالیہا الا ولی فقط والثانی فلا بد اضافہ لما قبلہ مشافہۃ او الی الوقوع تو طلاق ہے ایک یا دو طلاق نہیں ایوں کہنا تو طلاق ہے میری موت سے یا تھا ہے تو صحیح ہے دو قول اس معنی میں کہ طلاق نہیں ہوتی چلا قول تو اس واسطے کہ لغو ہوا کہ تیرے مرنے کا اس میں واقع ہے اور قول ثانی اس واسطے لغو ہوا کہ اس میں طلاق مضاف ہے اور موت حالت کی طرف جو مخالف ہے ایقاع طلاق کے یا وقوع طلاق کے یعنی موت دو چیز کی منافی ہے ایقاع طلاق کی کہ اوس حالت میں اوسکو اہلیت طلاق نہیں کی نہیں اور موت زوجہ کی منافی ہے وقوع طلاق کی کہ اوس حالت میں محل طلاق باقی نہیں کذا انت طالق قبل ان اتزوجک او اتزوجک او اتزوجک وقد نکحہا الیوم او سیاتی الخ سے یہ قول کہ تو طلاق ہے قبل اس کے کہ تجھ سے نکاح کروں یا یوں کہے کہ تو طلاق ہے کل یعنی جو میں کہ بیاہوں گا یا رجعی کا کہ نکاح کیا اوس عورت سے آج بیشہ دو قول اس واسطے لغو ہوا کہ طلاق کو اوسوقت مضاف کیا ہے کہ اوسکو ملکیت طلاق کی نہیں اسواسطے کہ زوجہ طلاق کا مالک ہوتا ہے قبل نکاح کے ولو نکحہا قبل اخر قولہ او ان لا یکن انشاء فی الماضی انشاء فی الحال اور اگر نکاح کیا عورت سے کل سے پہلے یعنی پرسوں نکاح کیا تھا اور پرسوں کہا کہ انت طالق اوس نے توقف نکاح کے طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ماضی کا ایقاع زمانہ موجود کا ایقاع ہوتا ہے قول الیوم او غداً او قبل ان اتزوجک او بعد ما اتزوجک اور اگر کہا کہ انت طالق امس والیوم تو دو بار طلاق ہوگی یا الٹا کہ امس کہا یعنی دو کہا کہ انت طالق الیوم وامس تو ایک رجعی ہوگی اور بعض علماء نے کہا کہ ایک بائن ہوگی اور قول صحیح تو دو بار ہوگی اور دوسری صورت میں دو بار ہوگی اور بھی قول اخیر صورتوں میں قاعدہ مسافدہ کے یعنی اگر ماضی مقدم ہو مستقبل پر تو اتحاد ہوگا اور مستقبل مقدم ہو ماضی پر تو تعدد ہوگا اور بھی حق ہے کذا فی حاشیۃ الدرنی اما لو قال لہا انت علی الحلی او انت طالق قبل ان اخلق او قبل ان اتزوجک او طلقتک او اصبحی او انا مبرأۃ او بعضک او کان معلوما کان لغوا یا یوں کہا کہ تو طلاق ہو قبل میرے پیدا ہونے کے یا قبل تیری پیدائش کے یا یوں کہا کہ میں تجھ

طلاق دی حب کہ میں اگر کہا تھا یا جب کہ میں نے سنا تھا یا جب کہ میں دیوانہ تھا اور حالانکہ اسکا جنون معلوم تھا تو جیسے قول لغو ہوگیا اسی طرح مذکورہ مسائل میں ایقاع طلاق کے خلاف ہے قولہ انت طالق ثم قبل ان اشتریک انت حر لم یقع وقد اشتراہ الیوم فانہ یقع کما یقع لو اوقعہ بعد الشراء الا قارورہ یعنی جیسا کہ برخلاف حکم سابق کے ہے جیسے قول مذکور کہ تو آزاد ہے قبل اسکے کہ میں تجھکو خریدوں مایوں کہا کہ تو آزاد ہے قبل اسکے کہ میں تجھکو خریدوں پھر میں نے خرید کیا تو آزاد ہوجاویگا اسی طرح اسکو اسطلاق اور وقوع کی مخالف نہیں ہے اسکو اور اشخص سے آزاد کیا ہو کہ وہ آزاد ہوجاوے برخلاف طلاق کے چنانچہ اسطرح بھی آزاد ہوجاویگا اگر اقرار کیا ایک شخص نے کسیکے غلام کے حق میں کہ بیچہ اسکو اور خرید کیا اس غلام نے تینوں مہینہ تک پھر آزادی ثابت نہ ہوگی بسبب اقرار کرنے قابل کے اسکی آزادی کا انت طالق قبل موتی بشہر ان کلمت قبل مضی شہران لم توطأ فی الشہر الاول وان ماتت بعدہ طلقت مستقبلا لا حال المدۃ لانعدام الموت وفائدتہ انہ لا یتداخل فیہ العدۃ ان تقضی بشہرین بنائے بعض توطأ اسے یہ ہے کہ اگر کہا تو طالق قبل موتی یا قبل مرگ میری یا قبل مرنے کے میرے تو طالق ہے دو مہینہ پہلے یا کہا اگر میں دو مہینہ تک مرجاؤں تو تو طالق ہے پھر اگر نہ مرا تو طالق ہے دوسرے مہینہ کے آخر تک پھر اگر نہ مرا تو طالق ہے تیسرے مہینہ کے آخر تک پھر اگر مرگیا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر مرگیا درمیان دو مہینہ کے تو طلاق ہوگی اسواسطے کہ عدت کی ابتدا موت سے ہوتی ہے نہ کہ طلاق سے اور فائدہ طلاق مضافہ کا یہ ہے کہ عورت کو میراث دینے کی لیکن

کہ تو طلاق واقع ہوگئی فی الحال یا بولے تجھ سے ہم مصنف نے طلاق قبل مدت معین ستاد کو ذکر کیا اور طلاق قبل قدوم معین قبل کو ذکر کیا تو ہو مطلق ستاخرے مسناد و قدوم تمہارا کو ملحق قول میں مصرح کیا اعلموان طریق تعیین الاحکام اربعۃ الا قتراب الا قتصار والاستناد والتعلیق سو حکم کو ثابت کرنے احکام شرعیہ کے چار طریق ہیں ایک اقتراب دوسرا اقتصار تیسرا استناد چوتھا تعلیق فاما اقتراب صدیرہ مالیس بعولۃ حالۃ ما التعلیق سو اقتراب یہ ہے کہ ایسے طلاق میں جو رجعی نہیں ہے واقع ہیں سو طلاق ہو جاوے چاہے تعلیق شمار میں کیا گیا ہو تو بھی سو تعلیق ہو تو بھی طلاق سے سوا خلوت کے یہ حکم نہیں ہے واقع می

طلاق سے ترجیح نے تعبیر کیا انت طالق اذا قدم فلان تو فی الفور طلاق واقع ہوگی وفی قولہ انت طالق طالما انت الطلاق مع الوصل یقع لہ مالم الطلاق طلقت بائنۃ ولا عبرۃ فقد استحسنا اور اس قول میں کہ انت طالق مالم طلاق انت طالق جیسے زوجہ نے انت طالق کہا تو اس قول المالم الطلاق سے بلاکر کہا تو صلہ مطلقہ ہوگی فقد استحسنا یعنی بطور استحسان کے یعنی اخیر قول انت طالق سے کہ وہ مخیر ہے متعلق نہیں طلاق واقع ہوگی اور اگر انت طالق کو مالم الطلاق سے جدا کر دیا وصل کیا تو مخیر نہ متعلق ہو فور واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والدر المختار **الفرع** مسئلہ لحقہ شارح کا قال لہ ان لم اطلقک الیوم فانت طالق الیوم فلم یطلقہا حتی مضی الیوم لا تطلق الا ان یطلقہا حتی تبین منہ یقتضی خلاف الان التعلیق المقید یدخل المطلق کما مر ترجمہ کے اپنی زوجہ سے کہ اگر میں آج تجھکو تین طلاق مدون نہ تجھکو طلاق ہے تو یہ طلاق واقع ہو سکتا ہے کہ اوسکو طلاق دی آج دن بزر کے یعنی یوں کہے کہ میں نے تجھکو طلاق دی بشرہ ہزار اشرفی کے اور عورت ہزار اشرفی دینا نہ قبول کرے پر اگر وہ دن گذر جاویگا تو عورت مطلقہ ہوگی اسی پر فتوی ہے کذا فی الخانیہ والخلاصہ اور المحیط اسطرح کہ تطلیق مقید واقع ہے تطلیق مطلق کے تحت میں یعنی جزیہ تعلیق طلاق مطلق پر تھی جو میں مال جیسا بالا عوض اور جو طلاق کہ زوج نے دی وہ مقید ہے یعنی بعوض مال کے جو لیکن چونکہ مقید مطلق میں داخل ہے اسواسطے طلاق واقع ہوئی انت طالق یوم قدم ابی فلان وکان قدومہ لیلا حسبت بخلاف امرک بیدک یوم تقدم ربد فقدم لیلا لم تطلق لانہ تفرد لو انہا قدما بقی الخ ترجمہ کہا مرد نے عورت سے کہ تو طالق ہوگی جسدن کہ میرا باپ آویگا پس تجھکو نکاح کروں ہر نکاح کیا اوسی رات میں تو صانت ہوگی یعنی طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ یوم اس قول میں یعنی مطلق وقت کے ہیں حورات اور دن دو فرق شامل ہے بخلاف امر الیہ کے یعنی زوجہ نے زوجہ سے کہا کہ تو امر تیرے ہاتھ میں ہے پھر تجھکو طلاق کا اختیار ہے جسدن کہ زید آوے سو پھر زید آیا رات کو تو عورت کو اختیار طلاق کا نہ ہوگا اور اگر دن میں زید آویگا تو عورت کو اختیار طلاق کا باقی رہیگا اوسی دن کے بعد تک بالاصل ان الیوم مبنی فرق بفعل لیستوعب المدۃ یرادبہ النہار کما مر الید فانہ یصح جعلہ بمعنی الیوم او شہرا ومبنی فرق بفعل لا یستوعبہما یراد بہ المطلق الوقت کایقاع الطلاق فانہ لو قال لطالق شہرا کان کذلک المدۃ لغوا وتطلق للحال اور قاعدہ کلیہ جو فارق ہو طلاق اور امر الید میں کہ ہم کہہ آئے کہ یوم جب مقرون ہو سے بفعل کے کہ پورا ہونے تمام مدت کو تو دن یوم سے مراد نہار جیسا کہ امر الید ایسی ہے کہ اوسکو عورت کے اختیار میں دیا ایک دن یا ایک مہینہ دیدیا ہو اور اسطرح پر ہو اور دکوب اور صوم کہ کہنے سے یوم میں ممتد ہو سکتا ہے اور جب کہ یوم مقرون ہو اوس فعل سے کہ کل مدت میں ممتد نہ ہو سکے تو وہاں یوم سے مراد مطلق وقت ہوگا جو شامل ہو لیل اور نہار کو جیسا کہ ایقاع طلاق اور تزوج اور کلام اور دخول اور خروج اور اعتاق ہو اگر کہدیگا کہ میں نے تجھکو طلاق دی مہینہ بھر تو ذکر مدت کا لغو ہوگا اور فی الحال طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایقاع طلاق کا فعل امتداد کے نہیں انا مسلک طلاقک او مرسلہ او ہبتہ او بیعہ او تطلیقہ او الطلاق اور اگر کہا اپنی عورت سے کہ میں تجھسے طلاق ہوں یا کہ میں تجھسے بری ہوں تو یہ قول کچھ نہیں اگرچہ اس قول سے طلاق کی نیت کرے تو بھی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ صیغہ طلاق کا صریح نہ ہے نہ موجب کہ اضافت طلاق کی مرکب کی طرف ہو سکی ترجمہ ضع ہوئی تو لفظ بری و تبارئی فی البائن ولحاقہ ای انا منک بائن او انا خلیتک حرام لان الاضافۃ الی البائنۃ والبرءۃ والخلیۃ لا تزال الحل بہما مستدرکان فتحقق الاضافۃ الیہ حتی لو لم یقل منک او علیک لم یقع اور وہما ہو جائیگی عورت بلفظ بائن اور حرام من یعنی اگر عورت سے کہا کہ میں تجھسے بائن ہوں یعنی جدا ہوں یا کہ میں تجھپر حرام ہوں تو طلاق بائن واقع ہوگی اگر نہ کہے لفظ منک اور علیک تو طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ اسمیں عورت کی طرف خطاب نہیں تو احتمال ہے کہ دوسری زوجہ کی جدائی اور حرمت ہو برخلاف انت بائن او حرام حسبت یقع اذا نوی وان لم یقل منی بخلاف اس قول کے کہ انت بائن او حرام کہنے سے قوی ہوا ہو گا کہ تو حرام ہی اسواسطے کہ اس کلام سے طلاق واقع ہوگی جب کہ زوجہ نیت طلاق کی کرے اگرچہ لفظ منی کا نہ ہو یعنی اگرچہ یوں نہ کہے کہ تو جدا ہو مجھسے تو بھی طلاق واقع ہوگی شارح نے اس کلام سے

نہرالفائق کی عبارت کو ردکیا اور حسین بن علی کہ انت ابنی سرائی نہیں ہوتی وتنکیدانت ابنی بکثی تجھے نعم واجعل امرک بیدک حاشیہ قولہ بالبائن الخ ان اگر صرح کو طلاق کا اعتبار دے تو صرح کا یوں کہنا شرط ہوگا کہ بائن نہ ہی یعنی تو مجھ سے جدا ہو یعنی وقوع طلاق میں سنی کا لفظ عورت کو کہنا قید ہے ہم بحر الرائق میں خواجہ ان مسائل کا یوں ذکر کر کے کہ اگر اضافت صرحت اور صنوٹ کی عورت کی طرف کی یعنی یوں کہا کہ تو مرا مرا بائن ہے تو طلاق واقع ہو گی روح کی طرف اضافت کی حالت نہیں یعنی یوں کہنا کہ تو مرا مرا ہے میرے ضرور نہیں اور اگر صرح کی اضافت اپنی طرف کی یعنی یوں کہا کہ میں مرا مرا بائن ہوں تو طلاق نہ ہوگی یوں اضافت عورت کے یعنی یوں کہے کہ میں حرام ہوں بحیرہ یا قوائے سے مجھے اور اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا تو صرح اور صنوٹ کی اضافت (روح اور وجہ وغیرہ) کی طرف ضرور ہے کذا فی حاشیہ الدرفی وتقیم ثانیا ذکر عن الزیلعیۃ بلا زیادۃ، وطلاق واقع ہو گی اس قول سے کہ میں نے تجھکو نہ بیچا نہ تجھ سے بدن بیچے بدون نیت کے جدائی ہو گی اسم سلخ کو جیسے قول صریح بال الخ ان ہر سہ محتاج نیت کا نہیں انت طالق بتسعین ہم صریح ہے مولا یتاک فاعتدی کسیدک طلقت بثنین ذکرہ الرحمۃ کو صرح التطلیق بعد الاعتاق لانہ شرط کہا نہ ہم نے اپنی رویہ سے جو دوری ہے کسی کہ تو طلاق ہے دو بار یا ساتھ آزاد کرنے مولی کے تجھکو یعنی ہیری آزادی کے ساتھ تجھکو دو بار طلاق ہو ہیر اوکی آسے اور سکو آزاد کیا تو دو طلاق اگر ملاحقہ ہوگی اور اوسکے نزدیک عورت کا اختیار ہو گا بسبب وجود تملیک کے بعد اسکا کہ تمکو یعنی اول آزادی ہوئی بعد اوسکو طلاق واقع ہو گئی اسم سلخ کو گویا اوسکا شرط تھی طلاق کی اور شرط مقدم ہوتی ہے شرط پر تو آزادی مقدم ہوئی طلاق پر یعنی عورت پہلے حرہ ہو چکی پھر طلاق واقع ہوئی اور وہ سے جہت کرنا دو طلاق کے بعد رسد سوا اگر کوئی کہو کہ لفظ خیار تفارت کا مقتضی ہے صدقات ہوئی تو تقدیم اور تاخیر کی کہاں گنجائش ہے ہی اوسکا جواب ہے کہ لفظ خیار کا ہو یعنی اختیر ہی حاصل ہوتا ہے اختیار ان ہر سہ امور پر یعنی بعد آسانی ہوا اور جیسے طلاب نہیں کہ تمنی اور آسانی ان دو امور میں متفاوت ہوتی ہے ابن الکمال انہ کلمہ معہ اذا الخیار ان جنس خصلتین یحمل علی الشرط اور نقل کیا ہمارین کمال نے ایمان میں ملحق ہے کہ تو ہم کا جب الیمان سے کہ دیں اور دو سوں نے تحنث کے تو قائم مقام تو ہم کا ہو جائے شرط کے تو طلاق اور عتاق اور حیض میں قبلت انہیں کلمہ ہم کا داخل ہوا اسم سلخ کا ہو شرط ہو گیا تو گویا تقدیر کلام یوں ہوئی کہ ان اعتقت فانت طالق ثنتین یعنی اگر تو آزاد کردے تو تجھکو دو بار طلاق ہے ولو شئت بالبناء للمجہول عتقتا و طالق ثنتین فہی الغد الا ان جعلہ لہا فی مجلسہا ہذا ہو الصحیح اور اگر ملتی ہوئی آزادی لونڈی کی اور طلاق اوسکی کل کے آنے یعنی اوسکے مولی نے تمام کر دیا کل کا دن اوسکو تو آزاد ہوا اور اوسکو دو سے تمام کر چکے کل تو تجھکو طلاق ہے جدا آج کل کا دن تو زوج کو حرمت کا اختیار نہ ہوا اسلئے کہ اختیار تملیک عتق اور طلاق کے ایک شرط یعنی زمانہ عتق اور طلاق کا ایک ہی ہوا کیونکہ شرط دونوں کی ایک ہی تھی بخلاف مسئلہ سابقہ کے درمیان عتق طلاق دو زمانہ تھا باختیار مرتبہ کے اور لونڈی کے حق میں دو طلاق ہیں یعنی عورت کے حق میں تین طلاق تو اوسکے زوج کو حرمت کا اختیار باقی رہا وعن ابی یوسف فی ثلثین حیضا اما اور عدت اوس عورت کی دو مسلمون میں یعنی اوس مسئلہ سابقہ میں تین حیض ہیں باہر حساباً کے ولو کان الزوج مریضا ما ترث منہ لو قوعہ وہی امۃ فلا ترث مبسوط اور مسئلہ ثانیہ میں اگر زوج مریض ہو گیا تو عورت اوسکی وارث ہوگی اسم سلخ کو طلاق اگر عورت واقع ہوئی جب کہ وہ لونڈی تھی تو وارث ہوئی کذا فی المبسوط بخلاف مسئلہ سابقہ کے کہ وہ وارث ہوگی انت طالق ثلثا مسیئا باحیا ہم یستوی وقع ہیر ہگا اسم عورت کے کو طلاق ہے یا طلع منتشر انگیز کرنے اشارہ کرے کہ تو واقع ہو گی طلاق مشائخ نے اوسکی شمار پر یعنی اگر ایک انگلی سے اشارہ کیا تو ایک طلاق اور دو انگلیون سے اشارہ کیا دو طلاق اور اگر تین انگلیون سے اشارہ کیا تو تین طلاق واقع ہو گی اسم سلخ کا لفظ ہندیان یا دسلخ تشبیہ کے ہی اور کاف بمعنی تشبیہ کے اور دو اسم سلخ اشارہ کے ہو مبتدا لان مثل ہذا فانہ ان کان کذا فہی ثلثا وفی کذا فواحدۃ لان الکاف للتشبیہ فی الذات مثل التشبیہ فی الصفات ولذا قال ابو حنیفہ ایمانی کایمان جبرئیل لا مثل ایمان جبرئیل بحسب مخالفۃ کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طلاق ہے مثل لاکھ اور تین انگلیون سے اشارہ کیا تو اگر تین طلاق کی نیت کرے گا تو تین طلاق واقع ہو گی اور اگر نیت نہ کرے گا تو ایک ہی طلاق ہو گی اور یہ مسئلہ بالاتفاق ہے کان یکذا کا مدعو ہو تو اسم سلخ تشبیہ فی الذات کے تو گویا دوسرے یوں کہا کہ تجھکو ایسی طلاق ہے جیسی ان انگلیون کی ذات کی آمد ہے

تو اس صورت میں انگلیوں کا عدد معتبر ہوگا، اور اس مسئلہ میں یعنی مثل یہ اس کلمہ مثل کا موضوع ہے اسلوبِ تشبیہ فی الصفات کے تو اس نے تجھ کو یوں کہا کہ تجھ کو طلاق دی ہے مانند ثبوت ان انگلیوں کے اور طلاق ثابت ہے ایک جس طلاق واقع ہوتی ہے، اور جب کہ کاف اور مثل میں فرق نہ ثابت ہوا تو بنا بر اسی فرقہ کے امام اعظم و ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایمانی تو ایمان جبرئیل کا مثل ایمان میرا ایمان اور جبرئیل علیہ السلام کا ایمان ذات میں کیساں ہے نہ مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے صفات میں کذا فی البحر الرائق، اور اسلوبِ کا ایمان عبارت ہے تصدیق جازم سے اور ایمان امام کے نزدیک زیادہ اور کم نہیں ہوتا تو ایمان امام کا اور ایمان ملائکہ کا اور ایمان ہر مؤمن کا ذات میں متحد ہوا، اور یوں امام نے نہیں کہا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل علیہ السلام کے ہے اور اسلوبِ کا مختلف ہیں کیونکہ علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین میں بڑا فرق ہے غرارت تقرب وغیرہ ملائکہ کو حاصل ہے وہ اور مؤمنین کو کمال کذا فی حاشیۃ المدنی و تقدیر کلمۃ کالمنصوصۃ کالمذکورۃ الآدیانۃ کذا فی شرح النقایۃ یعنی شارع کے نزدیک مفہوم اور مستعمل اگر متساوی دیانت کے یعنی اگر دو مفہوم انگلیوں سے اشارہ کرکے بدون انگلیوں کے تو فقط دیانت میں اور کسی تصدیق ہوگی مقتضائے نیت عرف کے کذا فی حاشیۃ المدنی، فالاشارۃ فی الاصل کالنطق فی الکتابۃ تنصرف الی ما یصاریم اور مستعمل کے اشارہ میں انگلیوں کا ہو یعنی اشارہ کف میں باعتبار دیانت کے تصدیق ہوگی جب تک سب اور انگلیوں کا علیحدہ علیحدہ مکمول نہ کہیگا اور جب کہ بعض کو کہیگا اور بعض کو متصل نہ کہیگا تو معتبر منتشر ہوگا انگلیاں ہونگی اسوسطلو کہ نشر کرنا انگلیوں کا فرمایا ہے علامہ طحطاوی نے حاشیۃ الطحطاوی، و نقل القھستانی انہ یصدق قضاءً بنیۃ الاشارۃ بالکف وھی واحدۃ اور قہستانی نے نقل کیا ہے کہ قضاءً میں اسکی تصدیق ہوگی اس اشارہ کف کی نیت سے یعنی جب اصابع منضم ہوں اور کف سے اشارہ کرے کہ میرا نیت کہ تو قائل کی تصدیق ہوگی قضاءً میں اور بسطرح اشارہ کف سے ایک طلاق ہوگی و لو قال ھکذا یقع واحدۃ و لا یقبل التشبیہ اور اگر کہا کہ طلاق ہے اور اشارہ انگلیوں سے کیا اور نہ کہا تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی بسبب فقدان تشبیہ کے و لو قال انت ھکذا مشیرًا و لم یقل طالق لم یقع واحدۃ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایسی ہے اور انگلیوں سے اشارہ کرے کہ اور یوں نہ کہا کہ تو طلاق ہے شارح کہتا ہے کہ حکم کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہم نے اس مسئلہ کا مگر کسی صورتیں طلاق نہ واقع ہونا نہایت صریح ہے اسوسطلو کہ بجہ لفظ نہ طلاق صریح میں داخل ہے نہ کنایہ میں اور شارہ بیان ہوتا ہے لفظ کا سو یہاں موجود نہیں اور خیر الدین رملی نے کہا کہ ایسا قول اصح ہے اگرچہ قائل نیت طلاق کی کرے اسوسطلو کہ لفظ مفہوم طلاق کا نہیں اور نیت کو بدون لفظ کے طلاق میں تاثیر نہیں اور جو بعضی نے کہا وقوع طلاق کا بعضے علماء کے قول سے تصریح کی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی و لو اشار بطرفھا فالمفھوم المعروف اور اگر اشارہ کیا انگلیوں کی پیٹھ سے یعنی پشت انگلیوں کی مخاطب کی طرف کی اور پیٹ اور کلائی کو شکم کی طرف تو معتبر ہے انگلیاں ہونگی بسبب عرف محاسبین کے یا رواج میں الناس کو ولو کان رؤسھما الی الخلف فان نشرا عن ضبط فالعبرۃ للنشر و ان ضما عن نشر فالضم ان کمل اور اگر سر انگلیوں کی مخاطب کی طرف ہو اگر افتراق کیا انگلیوں کا بوجہ اتصال کے تو اعتبار ہوگا افتراق کا اور اگر اتصال کیا انگلیوں کا بعد افتراق کے تو اعتبار ہوگا اتصال کا چنانچہ ان کمال نے کہا کہ جب کہ کرتا پہنتی ہوئی بیان طلاق بھی ہے تو اسکی بعد طلاق بائن کا بیان شروع ہوا دیقع تطلیقات طالق بائن او البتۃ و قال الشافعی یقع رجعیۃ لو موطوءۃ اور واقع ہوتی ہو طلاق بائن خواہ رجعی کے اس قول سے کہ تو طالق بائن ہے یا یوں کہا کہ تو طالق ہے البتہ تحقیق کا مصدر ہے بمعنی قطع اور جزم کے اور منصوب ہے باضمار مصدریت کے تو ترجمہ لفظی یوں ہوگا کہ تو طالق ہو قطعاً اور یقیناً اور امام شافعی نے کہا کہ لفظ بائن اور البتہ سے اور بطریق اور الفاظ آیندہ سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اگر عورت مدخولہ ہو کذا فی حاشیۃ المدنی او اخفی الطلاق او طلاق الشیطان او البدعۃ او اشد الطلاق او کاحل او کالف او مائۃ او البیت یا یوں کہا کہ تو طلاق ہو اخفی طلاق کی یا جیسا کہ طلاق شیطان ہے یا طلاق بدعت ہے یا جیسا کہ طلاق بہ تر طلاق ہے یا جیسا کہ طلاق ہزار کے یا جیسا کہ طلاق سو کے یا جیسا کہ طلاق گھر کے طلاق ہے یا تو طالق ہے مانند تیر اور کے یا تحقیق کہ تو ہر کی طلاق ہے یا وتطلیقۃ شدیدۃ او عریضۃ او طویلۃ یا یوں کہا کہ تجھکو سخت طلاق ہے یا چوڑی طلاق ہے یا لمبی طلاق ہے او اسوءھا او اشناعھا او اخبثہ او اکثرھا او اکبرھا او اعرضہ او اطولہ او اعظمہ او اعظمھا واحدۃ او بائنۃ فی

الکل لانہ وصف اللاتی بہا یجتمعن ان لو جمعن لتفاوتن فی الحرام وتتنین فی الاعادۃ فصح اقترانہ بان کما اگر تجھ کو اسود و طلاق ہے یعنی تجھ کو طلاق ہے یا احمر طلاق ہے یا اخضر طلاق ہے یا اخش طلاق ہے یا اخش طلاق ہے یا اعور طلاق ہے یا اکبر طلاق ہے یا اطول طلاق ہے یا اغلظ طلاق ہے یا اشد طلاق ہے یا اخبث

الرابعۃ صحیح بخاری و دیگر مسند راک کی جیسے ہے کہ جب لغو مدخولہ قول کو فعلی بائن اذا قال انت طالق ثلثا او وجد صحت بعد نکاح اور نکاح سابق کے ساتھ بائن کے بھی وجہی ہو ترجمہ قول کہ انت طالق علی ان لا عجلہ سے علیک اگر وجہی ہو تو کیا بعید ہے بلکہ کہا جی ہونا طریق اولی ہے اسی طرح کہ ہمیں مرت بینونۃ کی نہیں مگر تصریح صاحب ہدایہ کی اس مسند راک کے مخالف ہے کہ جب طلاق موصوف شدت اور زیادت کو ہو گی تو طلاق بائن واقع ہو گی ہے کذا فی حاشیۃ الدردیر

ولذا لو قال ان دخلت الدار فانت طالق قبل جئتہ باثنا ولما لا یصح لعدم وقوع الطلاق علیہ آنف ہی، اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی تو یہ صحیح ہے مگر بائن ہے اسی طرح کہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

وہذا صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

توجیہ صحیح مع ہو کالبیہ واقع ہونے طلاق کے عورت پر یعنی منوط طلاق معلق واقع نہیں ہوا رسکو بائن وغیرہ قرار دینا کو نکر صحیح ہو گا ہے فتدبر قول الزیلعی فطلقہا قبل الدخول بانت بواحدۃ ملک ایک طلاق کی ہے کما لا یخفی علی المتامل

اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو تو طلاق ہے پر قبل داخل ہونے کے عورت کے گھر میں جو زوج نے کہا کہ میں نے اوس طلاق کو اوس پر باتین طلاق قرار دی

ہوئی کہ طلاق ۱ استیفاء العدد ہے، دونوں طلاق اکبر الطلاق ہیں تو دو طلاق کبیرہ الطلاق ہو گئی کذا فی حاشیۃ الرحمتی وکذا کل کثیرۃ ولا قلیل علی الاشہر

مضمرات اور سیطیع دو طلاق واقع ہیں اس قول سے کہ تو طالق ہے کثیرۃ قلیلۃ بائنۃ قوای الضرات اسم طلاق کو جب نعتی کثیرۃ کی تو قلیلۃ اور بائنہ جب قلیل کی نعتی کی تو مسلسلہ دین القلیل والکثیر مراد ہوگا اور متوسطہ دین بخلاف الاقلیل والکثیر کے چنانچہ عقریب گذرا وفی الغنیۃ طالق ثلاثا الا واحدۃ فثلث وطالق اثنتین الا ثنتین فثلاث تطلیقات فواحدۃ والفرق دقیق حسن وتنبیہ میں ہے کہ اگر مورت سے کہا کہ طالق ثلاثا الا ثنتین تطلیقات تو تین طلاق ہوں گی اور اگر یوں کہا کہ انت طالق اثنتین ثلاث تطلیقات یعنی تو طالق ہے تین طلاق تو کہی پہلی طلاق تو ایک طلاق واقع ہو گی اور دو موصولہ تین کو باطل کر دیں گی پہلی صورت میں یعنی لفظ اثنتین میں لفظ آ مضاف ہی صرف الام کی طرف اور الف لام ہی اور اسی عہد کا تو اثنتین کا محمول ہونا بدون وقوع کے متصور نہیں تو تین طلاق ہو گئی بخلاف صورت ثانی یعنی اثنتین ثلاث کے کہ اس میں آ مضاف ہو کر کل تطلیقات اور کسی کی علامت عہد کی نہیں اور قائل نے پہلی تین واقع کیں بین اور پہلی صادق نہیں کر ایک پر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی والدر فی فروع مسائل الجامع شائع کے یقع بائنۃ طالق کل الطلیقۃ واحدۃ وکل تطلیقۃ ثلث اس قول سے کہ انت طالق کل الطلیقۃ ایک طلاق واقع ہو گی اور اس قول سے کہ انت طالق کل تطلیقۃ تین طلاق واقع ہو گی اسم سلیقہ لفظ کل کا جب مضاف ہو مورد کبیرات تو عموم اجزا کا مقتضی ہوتا ہے اور جب مضاف ہو کر کبیرات عموم افراد کا فائدہ دیتا ہے اسم سلیقہ کی کل الزمان اکمل فلطلہ اسم سلیقہ کہ کل اجزا ذات کے اکمل نہیں اور کل زمان صحیح ہے اسم سلیقہ کو جمیع افراد ذات کے اکمل ہیں تو کل الطلیقۃ میں جمیع اجزا ایک طلاق کے مراد ہوئی اور کل تطلیقۃ میں جمیع افراد طلاق کے ثابت ہوئے اور افراد طلاق کے تین سے زیادہ نہیں کذا فی حاشیۃ الرحمتی وحدۃ الذات واحد اور اس قول سے کہ بحکم طلاق ہو بعدد وغاک کے ایک طلاق واقع ہو گی تراب مراد ہو چیز ہے جو قلیل اور کثیر دونو پر صادق آوے جیسا کہ ہو خاک اور ہوا اور شربہ کہ ایک قطرہ کو بھی پانی بولتے ہیں اور تمام دریا کو بھی پانی بولتے ہیں اسی کو جنس افرادی کہتے ہیں تو جب کہ طلاق مضاف ہو گی جنس افرادی کی طرف تو افراد ہی جنس مراد ہو گی تو ایک طلاق پائیں گی اسم سلیقہ کو تشبیہ مقتضی ہے کچھ زیادتی کی یعنی مزینت کی کذا فی حاشیۃ الرحمتی وحدۃ الرجل ثلث اور واقع ہوتی ہیں تین طلاق یوں کہنے سے کہ بحکم طلاق ہے بعدد صدر یعنی ریگ کے مراد ریگ سے وہ چیز ہے جو قلیل اور کثیر پر صادق آوے اور جسکا جمع متاد ہوتا ہے اور صدر جنس ہے تراب اور حب اور انیر اور ایک تمرۃ بولتے ہیں اور دو تمر کو تمرتین اور تین تمر کو زبادہ کو تمر بولتے ہیں اسی کو اسم جنس بھی کہتے ہیں وعدد شعر ابلیس اوعدد شعر ابلیس کونی واحدۃ اور تین سیر کو بحکم طلاق ہے بعدد شیطان کے یا تین سیری ہتیلی کو بحکم بادی کی شمار کے برابر تو دو صورتوں میں ایک طلاق واقع ہو گی شعر ابلیس سے مراد وہ چیز جسکی نفی واثبات کچھ معلوم ہو اسم سلیقہ کو ابلیس کے ساتھ اس میں کچھ معلوم نہیں اور اسم طلاق ممکن نہیں تو جملہ شرطیہ لغو ہو گی تو فقط یہی باقی رہا کہ انت طالق تو ایک واقع ہو گی اور سیطیع الملک میں ان میں تو جملہ شرطیہ بھی لغو ہو گی وعدد شعر ظهرك وعدد ما تحت قدمك وعدد ما في فرجك وعدد ما فوق الرحم من الشعر فهي طالق ثم بعدد ان وجد لا الا اور اس قول سے کہ بحکم طلاق ہے بشمار ہتیلی کے پیٹھ کے بالوں کے بشمار میری ہتیلی کے اور جو کے یا میری ہتیلی کے بالوں کے بشمار میری سرنگاہ کے بالوں کے بشمار جس قدر طلاق واقع ہوں گی بشمار بالوں کے ایک طلاق واقع ہو گی بشمار بالوں کے الا یا الا الا اور اگر ان کوئی ولی اور مجہاں پائی جاویں گی تو ایک طلاق بھی واقع ہو گی اور اسم سلیقہ کو طلاق مطلق تھی شرط پر سو شرط نہ پائی گئی لست لك بزوج ولست لي باهراة اوقال لست لي بزوج فقال قد طلقتك ان تزوجتك خلافا للصاحبين کہنا کہ میں تیرا شوہر نہیں یا تو میری زوجہ نہیں یا زوجہ نہیں ہے زوج ہونے کا کہ تو میرا زوج نہیں سو زوج نے کہا کہ تو بھی ہو تو تجھ کو طلاق ہے اگر میرا اس قول سے طلاق کی نیت کرنا برخلاف صاحبین کے کہ انکے نزدیک بلا جوڑ نیت کے بھی بحیثیت قول طلاق نہیں ولو حلف بالقسم او سئل انك امرأة فقال لا لا طلاق ان تزوجتك او ان تزوجتك لا ان اليمين والسؤال قرينتا ارادة النفي فيهما اور اگر قول سباق کو قسم سے یا سوال کرنے سے کہ کیا یعنی یوں کہا کہ والد تو میری زوجہ نہیں یا زوجہ نہیں ہے کسی نے مجھ سے کہا کہ کیا تیری جورو ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو صورت طلقہ نہ ہوگی اتفاق امام اور صاحبین کے اگر یہ زوج نے نیت طلاق کی بھی کی ہو اور اسکو قسم کہا یا پہلی صورت میں اور سوال کرنا دوسری صورت

طلاق الصریح ایقاع الزوج او وکیلہ او رسولہ

تین دفعہ تین اور اور کہنے سے نفع طلاق کے دو نہ مسلمانوں میں یعنی پہلی صورت جاہلہ میں خبر ہے تحمل اور کذب کو اور دوسری صورت مفتی ہو سطلاق تعزیت کا بکثرت کے تو قسم سے خبر تو توی ہو گئی اور طلاق واقع نہیں ہوتی مگر جو الشبایہ سے اور سوال کا جواب بھی خلیفہ خبر نہ تھا ہے وفی الخلاصۃ قیل لہ انت طالق ثلثا ثلثا بکلمۃ واحدۃ او بحروف متعاقبۃ او خاصۃ میں ہے کہ پوچھا گیا ایک مرد سے کہ انت طالق ثلثا یعنی تو نے اپنی عورت کو طلاق دی کیا نہیں ہوئی تو طلاق واقع ہوئی لفظ واحد سے ہم ہیں یعنی اگر دو نے جواب میں کہا تو طلاق واقع ہو گی اور اگر نہ کہا تو نہ ہو گی اس سطلاق کا کلمہ بلی کا موضوع ہے اور اس منفی کے جواب کے نہ شامل ہے اور کلمہ نعم کا بھی جواب ہوا کہ ہیں سے طلاق دی اور کلمہ نعم کا موضوع ہے وہ سطلاق ثبات ماقبل کے منفی ہوا مثبت ہے مقتضاء مولا خبر تو شامل نہ کرنا کلمہ بلی کو طلاق نہیں ہوئی وفی الفتح یتبغی لحکام الفرق والفرق بین ہے کہ پہلا اور نعم میں فرق کرنا چاہئے بسبب عرف اہل زمانہ کے یعنی ہر جملہ اصل کلام ہے اور نعم میں فرق نہیں ہے لیکن طلاق میں فرق کرنا لائق نہیں اس سطلاق کو عورت میں دو فعہ ایسا ہیں تو دو نو لفظوں سے طلاق واقع ہو گی اس سطلاق کو عورت پر چہ اصل لغت پر وفی الذخیرۃ قالت لہ انا امرأتک فقال انت طالق کان اقرارا بالنکاح وطلاق لا قتضاء الطلاق الحکام وقعا جمیعا اور بزازیہ میں کہا کہ اگر عورت نے مرد سے کہا میں تیری جورو ہوں سو مرد نے کہا کہ تو طلاق ہے تو صحیح مرد کا کلام اقرار نکاح کا اور جو عورت پر طلاق واقع ہو گی اس کلام سے کیونکہ یہ اسم سطلاق ثابت ہوا کہ طلاق مقتضی ہے نکاح کا باعتبار شرع اور لغت کے تمام اَنَا اَمْرَأَتُکَ طَلَّقْتُکَ وَاَمْرُکِ بِیَدِکِ بطلاق او بغیرہ لکنا کا لو شککت انک طلقتنی او لم تطلقنی اگر کہا مرد نے عورت سے کہ تو میری جورو ہے تمام طلاق دی ہے یا نہیں دی تو نہ شک کرے کہ

تعلق انت طالق سے اس پر طلاق بائن ہوگئی یہ لفظ کنایہ کا سبب باقی رہنے محل کے لئے مگر کیا اس کو یہ زوج کو جائز ہے کہ اس عورت سے بدون محلل کے نکاح کرلے اور یہ آیت شریفہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ عورت مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی ہے غیر مدخولہ میں فوق قانی سے نکاح کرلینا شرط نہیں اور کا جواب خارج سے آئندہ قول ہے والوا قول انہ لا یقع لان الولایۃ فی الموھوم وباطل محض مستاء الغفلۃ حتما تقرر ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب اور یہ جو مضمون تم نے بیان کیا کہ انت طالق لفظا سے تین طلاق تین واقع ہوتی اور غیر مدخولہ میں محال شرعی میں نازل ہوئے آیت اور حدیث مؤمن قول باطل سے تعارض حل کے نہیں منشا اس قول باطل کا غفلت ہوا اس فائدہ سے جو مقرر ہو چکا ہے کہ مستدلال آیت اور حدیث میں اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا یعنی وجہ آیت موصوفہ مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن لفظ آیت کا عام ہے مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں کو شامل ہے اسی طرح لفظ کا خصوص سبب کا یعنی وجہ آیت موصوفہ مدخولہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن لفظ آیت کا عام ہے مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں کو شامل ہے تحقیق تعریف طلاق کی معلوم ہوئی اور جو تم نے کہا کہ ہمارے کلام میں کوئی علامت متفرقہ نہیں فلا یقع الا الاول فقط اور محمل کیا جس سے قول بصری کے قول کو غیر الاذکار میں متفرق تین طلاق ہونے سے یعنی اگر سوا ہذا تین بار طلاق کہہ گیا تو نہ واقع ہوگی اس صورت میں کہ پہلی طلاق لفظ انت اور اگر بالجمع کہا کہ تین طلاق کہہ گیا تو تینوں واقع ہوگئی سو اگر یہ قول واقع ہے تو صحیح ہے تو صحیح بصری اور جمہور میں کچھ خلاف نہیں لیکن ظاہر کتب کے مخالف ہے واللہ اعلم وارث وقی یوم یعض الوحی الی المحل الطلاق اور شیوع بالبائنۃ الا اول لا الی الحلۃ اور اگر تین طلاق کو جدا جدا کہا تاکید صفت یعنی یوں کہا کہ انت طالق واحدۃ واحدۃ واحدۃ تو اس خبر تفرق کی چنانچہ یوں کہا کہ انت طالق وطالق وطالق یا بذکر عدد کہ انت طالق واحدۃ واحدۃ واحدۃ اور انت طالق یا بدون واو عطف کے چنانچہ یوں کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق تو ان تینوں صورتوں میں پہلی لفظ سے طلاق بائن غیر مدخولہ پر پڑ جاتی ہے بدون عدد کے اور سوا طلاق کے طلاق غیر مدخولہ میں عدت نہیں چنانچہ کلام مجید میں صریح ہے والذائی لم یحضن الخ اور جو کچھ غیر مدخولہ پر اول لفظ سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے بسبب سوا سطلاق کے اور سوا طلاق ثانی تین پڑتی وثالث بطریق اولی نہ واقع ہوگی بخلاف المدخولۃ کہ اس پر دوسری اور تیسری طلاق سب واقع ہو جاتی ہیں بخلاف ان کلمۃ الشک بین وحتی التفریق فی قولہ وکذا انت طالق ثلثا متفرقات او تنتین معا طلاق فی ایاۃ قطعتا واحدۃ وقعا واحدۃ اور تداخل جو تفریق طلاق مصنفہ کی اس قول کو اور سوا سطلاق ہر یوں کہنا کہ تو طلاق ہے تین بار جدا جدا یا یوں کہنا کہ تو طلاق ہے دو بار ساتھ طلاق دوسری کے جھگڑے پر طلاق دوسری عورت کو اگر بارہ تو واقع ہوگی دو نو صورتوں میں ایک طلاق اسم سلطو کہ لفظ سوا کا مثال ثانی میں بمعنی حرف کے ہوا اور شرط مقدم ہوئی جزا پر شرط پر ورنہ ہر دو ایک طلاق تھی ایک طلاق واقع ہوگئی تو مشروط کے وسطیعنی دو طلاق کیوں کر سطیعنی محل ثانی قرار پا اور طلاق دینے کے کیا معنی ہیں یعنی بعد کے چنانچہ ایاح سے ظاہر ہے کہ اگر کہا کہ تو طلاق ہے آدھی طلاق اور ایک طلاق تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بنا بر قول صحیح کہ کنائی جزء ہر سطو کو مفید ہوتا ہے نہ مستعمل نہیں بلکہ دو آدھا آدھا کہا کہ تو طلاق ہے آدھی طلاق اور ایک طلاق تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی بنا بر قول صحیح کہ کنائی جزء ہر سطو کو مفید ہوتا ہے نہ مستعمل نہیں بلکہ دو آدھا آدھا کہا تو دو طلاق واقع ہوگئی ونصفا بنصف او لو قال واحدۃ ونصفا فثنتان اتفاقا لانہ جملۃ واحدۃ اور اگر کہا کہ تجھ کو ایک طلاق ہو اور آدھی تو دو طلاق واقع ہوگئی بالاتفاق اسم سطو کہ یہ ایک جملہ ہے موافق استعمال کے ولو قال واحدۃ وعشرین او ثنتین فثلاثۃ بالمعہود اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ وعشرین یوں کہا کہ واحدۃ وثلثین تو تین طلاق واقع ہوگئی بدلیل گزشتہ یعنی یہ ایک جملہ ہے طلاق متفرق نہیں والطلاق یقع بعدد ذکر بلفظہ بعینہ عند ذکر العدد اور طلاق واقع ہوتی ہے عدد سے جو طلاق کے متصل ہو یہ کہ خود لفظ طلاق سے نزدیک ذکر عدد کے یعنی اگر عدد سے وہی جو واحد کہ بھی شامل ہو وعند ذکرہ بالموقع ہے بالصیغۃ اور نزدیک عدم ذکر عدد کے وقوع طلاق ہوگا سو مینہ طلاق سے علامہ کیسے کہ جب طلاق کے ساتھ عدد مذکور ہو چنانچہ انت طالق واحدۃ اثنتین اور ثلثا تو وقوع طلاق متعلق ہوگا عدد سے نہ مینہ طلاق سے اور اگر عدد مذکور نہیں چنانچہ انت طالق تو میان وقوع طلاق فقط سے نہ طلاق سے متعلق ہوگا فلو ماتت تقع الموطوءۃ وحدہا ولا یقاع قبل تمام العدد لغا لما تقرر اگر تو زوجہ مرگئی خواہ مدخولہ ہو خواہ غیر مدخولہ بعد ایقاع طلاق کے قبل تمام ہونے عدد کے تو طلاق لغو ہوگی یعنی نہ واقع ہوگی اس اصل کے بموجب جو ابھی ثابت ہو چکا کہ وقوع طلاق عدد سے ہوتا ہے نہ مینہ طلاق سے اور جب کہ زوجہ سے عدد ذکر کیا تب زوجہ بسبب کے محل طلاق ہوا تھا سو جب طلاق واقع ہوئی تو عدد پورا نہ ہوا تھا کہ

رہا اور نہ رجعی زوجہ کا وارث ہو کر شارح نے لفظ تمام کا زیادہ کر کے اس کا رد کیا کہ اگر اثنا رِ لفظ عدت کے بھی حرمت مرتی گئی تو طلاق واقع ہو گی ولو مات الزوج (وَاِنْ اَوْقَعَ اَحَدُ الْمَلْفُوْظَ قَبْلَ ذِکْرِ الْعِدَّۃِ وَقَعَ وَاحِدَۃٌ عَمَلًا بِالصِّیْغَۃِ لِاَنَّ الْوُقُوْعَ بِاللَّفْظِ لَا بِالْقَصْدِ) اور اگر کہا ایک زوجہ کو اسکے سوا کہ میں نے تجھ کو ایک طلاق دی اور اسکا منشا یہ تھا کہ ذکر عدد کے تو ایک طلاق واقع ہو گی بنا بر عمل صیغہ طلاق کے اسم سلطو کہ جب عدد نہ ذکر نہو سکا تو ات طلاق (فی وقتہا اور اسی جیسی بات ہو جیسے کہا کہ در صورت عدم ذکر عدد تعلق طلاق کا صیغہ سے ہوتا ہے اور صحیح نہیں کہ عدد لغوی سے وقوع طلاق کو متعلق سمجھے اسم سلطو کہ وقوع طلاق کا لفظ عدد سے ہوتا ہے اور اسکو قصد کرنے سے بدون لفظ کے ولو قال لغیر الموطوءۃ اِنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَۃً وَاحِدَۃً بالعطف اوقبل واحدۃ او بعدہا او واحدۃ فقط وقعت واحدۃ بائنۃ (لِاَنَّ الْکَلِمَۃَ الثَّانِیَۃَ لَمْ تُصَادِفْ مَحَلَّ الْعِدَّۃِ) اور اگر کہا زید نے غیر مدخولہ سے کہ تو طلاق ہو کیکبارہ اور ایک بار یعنی او او عاطفہ بو لا یا یوں کہا کہ تو طلاق ہو کیکبارہ قبل اسکے کہ ایک بار کہے یا یوں کہا کہ تو طلاق ہو کیکبارہ ایک طلاق ایسی ہے جسکے بعد ایک اور طلاق ہے تو ان تینوں صورتوں میں ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور دوسری طلاق اسکو نہ لاحق ہو گی بسبب شروع عدت غیر مدخولہ کے وفی المدخولہ طالقٌ واحدۃً بعد واحدۃٍ او قبلہا واحدۃً او معہا واحدۃً تقعن ثنتان بالاصح اَنَّہٗ مَتٰی وَقَعَ بِاللَّفْظِ الثَّانِیْ اَوِالثَّالِثِ اَقْتَرَنَ لَا یَقَعُ فِی الْمَاضِیْ اِیْقَاعٌ فِی الْحَالِ اور اس کلام میں کہ تو طلاق ہے کیکبارہ بعد اسکے کہ تو طلاق ہے کیکبارہ یا یوں کہا کہ تو طلاق ہے کیکبارہ جسکے قبل ایک طلاق ہے یا تو طلاق ہے کیکبارہ جسکے ساتھ ایک طلاق ہے بحکم ایک طلاق بائن کے ساتھ ایک اور طلاق ہے دو طلاق واقع ہوں گی ان مثالوں میں اور زاعد کہ کیونکہ جب کہ طلاق واقع ہوئی اول لفظ سے تو دوسرا لفظ نہ ہو گا چنانچہ انت طالق واحدۃ ثلاثۃ او قبل واحدۃ او بعدہا واحدۃ میں کہ طلاق واقع ہوئی بنا بر اسی لفظ سے چنانچہ دو طلاق ہونے کی مثالوں میں تو اول اور ثانی دو نو متصل موجود ہیں کہ اسم سلطو کہ کو ایقاع فی الحال اور ایقاع فی الماضی سے یعنی زمان ماضی میں طلاق واقع کرنا منصور نہیں تو فی الحال واقع ہو گی تو گویا دو طلاق دفعۃً واقع ہوئیں بحکم تعامل جاری ہے قبلیت اور بعدیت میں اور صحیت میں توسات اقتران علت ہو وقیع بانت طالقٌ واحدۃً وَاحِدَۃً اَنْ دخلت الدار ثنتان لو حلفت لتعلقتا بالشرط دفعۃً اور واقع ہوتی ہیں اس قول سے کہ تجھکو ایک طلاق اور ایک طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہو گی دو طلاقیں بسبب تعلق ہونے دو طلاقوں کے شرط سے کیبارگی اور مطلق نزدیک وجود شرط کے مثل منجز کے ہو وقیع واحدۃ اِنْ قَدَّمَ الشَّرْطَ لِاَنَّ الْمُعَلَّقَ کَالْمُنَجَّزِ اور واقع ہو گی ایک طلاق اگر بتقدیم شرط عدد ہو مشروط بدیں معنی کہ اگر یوں کہ ان دخلت الدار فانت طالق واحدۃ دو واحدۃ تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور ثانی لغو ہو گی اسم سلطو کہ کو مطلق نزدیک وجود شرط کے مانند منجز کے ہے وقیع فی المکلوحۃ ثنتان فی کلہا لوجود العدۃ اور واقع ہوں گی دو طلاقیں دو طلاقوں کے حق میں بسبب اگلی شانہ نہیں بسبب موجود ہونے عدت کے یعنی ایک طلاق حالت بقاء نکاح میں ہو گی اور دوسری عدت میں بخلاف غیر مدخولہ کے کہ اسکی طلاق میں عدت نہیں تو طلاق ثانی کے وقوع کیلئے محل باقی نہیں ومن مسائل قبل وبعدہ قیل شعر ویقول الفقیہ ایدہ اللہ ولا تال عنہ الاحسان ہ فی فتح تعلق الطلاق بشہر) قَبْلَ رَمَضَانَ قَبْلَہٗ رَمَضَانُ ۔ وَیُشْکِلُ عَلٰی ثَانِیَتِہٖ اَوْ حَیِّہٖ اور مسائل قبل اور بعد سے دو حکم جو میں نے نظم کی ہے کہ کیا کہنا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اسکی مدد کرے اور فقیہ جیحیہ کے نزدیک احسان اور کرم نازل ہو اوس ہوا کے متقدمین کہ اوس نے طلاق معلق کی اوس مہینہ پر جسکو بالبدء قبل سے قبل رمضان سے جواب اس سوال کا یہ ہے کہ وہ مہینہ شوال کا ہو اور مصرع اخیر اظہر طرح پر پڑھا گیا ہے پہلی وجیہ کہ قبل ما قبل قبلہ رمضان دوسری وجیہ کہ قبل ابدء قبلہ رمضان تیسری کہ قبل اقبل بعدہ رمضان جو حتی ہے کہ بعدہ قبل قبلہ رمضان ہے بعدہ ابدء بعدہ رمضان تو یہ ہے کہ بعدہ اقبل بعدہ رمضان حتی تو حین کہ بعدہ ابعدہ قبلہ رمضان آخر میں کہ بعدہ قبل ابعدہ رمضان فَیَقَعُ بِتَنْجِیْزٍ قَبْلَ ذِی الْحِجَّۃِ تو طلاق واقع ہو گی منجز قبل ذی الحجہ کی تین تلفظوں سے ذی الحجہ کے مہینہ میں چنانچہ پہلی وجیہ میں ہے اسم سلطو کہ پہلی ذی الحجہ کی ذیقعدہ سے اور دوسری قبل شوال سے اور اسی کے قبل رمضان سے تو رمضان قبل قبل اقبل محرم اور یخص بعید فی جمادی الاخری اور واقع ہو گی طلاق شرف بعد کی تین تلفظوں سے جمادی الاخری میں چنانچہ پہلی وجیہ میں ہے اسم سلطو کہ بعد جمادی الاخری کے جب ہو اور بعد رجب کے شعبان ہو اور بعد شعبان کے رمضان تو رمضان بعد بعد محرم وبقبل ابدًا او ومضًا او اجزًا فی شوال وبعد ذلک فی شعبان لا لقاء الطرفین فیبقی قبلہ وبعدًا رمضان اور تم

ہوگی طلاق بلفظ قبیل سے خواہ اول ہو یا آخر ہو ان دین اور بلفظ بعد سے سیکھ رہیں یعنی بعد اول ہو یا آخر طلاق واقع ہوگی شمشان میں وہ سطلقہ بفتح ہو جو اخذ و طرفین متقابل کے یعنی قبل اور بعد سے مگر اگر وہ قبیل ان کے نزدیک بمعنوں ہوگا کہ قبل ایجابہ اور باقی ہو یکار وہ بعد جبکہ قبیل مشمان ہے بھی شوال اور اگر وہ بعد سے اور ایک قبل تو لغو ہو جائیگا ایک قبل اور بعد اور باقی ہو یکار وہ بعد جبکہ مضمان ہو یعنی مشمان سیکھ رہیں شرع کی ہے محفوظ ہے یعنی طلبی اور شریعت ہوتی اور ایجاب نے اور اس کے ان دونوں نے قیاس کو متاخر ہی عبارت منقلب ہو گئی ہو شوال کے مقام پر شمشان ہو یا ہو اس طلاق کو قابلیت مقابلہ بعد بیت کے ساتھ ہو گئی تو اس بعد بیت اور مضمان اور مضمان صدیہ ہو شمشان کے اور جہاں شارح نے شمشان کہا وہاں شوال ہو تو موجب تغیر گزشتہ کے تتابع ہے اس لیے تابع کہا ہو سب طلاق بحر الرائق کا اور صاحب غرر الفائق نے اوسکی خلاف تحقیق کی ہے جیسے مقرر الفائق اوس سبب بیان سے نہیں اور قاعدہ مسہل ہے قبل اور بعد کے جواب دیا ہے کہ یہ کہا ہے کہ جہاں دو قبل ہوں بعد کے ساتھ کیا رجح وہاں شوال ہو جائیگا اور جہاں دو بعد ہوں قبل کے ساتھ کیا رجح وہاں شمشان جو پہلے جانچ لینا علماء نے اعتقاد کو سوال ملزم کے جواب دیں یوں تکلم کیا ہے

شعر محض قبل جبکہ ہو محض بعد ہو ۔ فاجزم الاخیر ذا اعلان

تتابع بلفظین کیونکہ اگر ان بعد کہ دو سوال کہ مشمان ہو ۔ کہنے اوسے ماسٹیہ الرسکے **ولو قال انت طالق قبله انت وانت طالق** طلاق واحدة لانه منع وله خیار القبول انفاقا اور اگر کہا زوج نے کہ میری عورت کو طلاق ہے اور اوسکو دو عورتیں ہیں انہیں تو طلاق ہو گئی ایک عورت اور انہیں سے اور زوج کو اختیار قبول نہیں ہے کہ جسکو چاہے اوسکو طلاقہ مقرر ہو اوس مقام میں سوال اور جواب ہو تو کہا ہو کہ شمار ہے اوس سکلہ میں اتفاق نقل کیا ہے اور علامہ زیلعی نے ذکر کیا ہے کہ خلاف نہیں بھی صحیح ہے اور صحیح کہا شارح نے اگلے قول میں دار اتفاقا تصحیح الزیلعی فانما هو فی غیر المدخول بها کما مر آنفا حرام کرر المصنف وسیجیء ایضا اور تصحیح زیلعی کی تو فقط طلاق غیر صریح میں ہے چنانچہ دون کہنا کہ میری عورت حرام ہے اور نقل اتفاق کی طلاق صریح میں ہو چنانچہ اسکو مصنف نے تحریر کیا ہے اور عنقریب باب الایلاء میں آویگا قال لیس الا کذا ثم بتنکیر طلقتک طلقة واحدة او تطلیقة کما فی ہامش جلد باب عورت دون سے کہ تمہارے دو سیاں میں ایک طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور سطلق کو حصہ ہر ایک کا پوتہائی طلاق ہوا اور وجہ کہ طلاق تقسیم فرد نہیں اوسطلق ہر ایک کو ایک طلاق ہوگی **وان قال انت طالق بتنکیر تطلیقتین او ثلاثا او ثلثی تطلیقة او ثلاثة انصاف تطلیقة او ثلاثة اسداس تطلیقة او ثلاثة اثمان تطلیقة او ثلاثة اتساع تطلیقة او ثلاثة اعشار تطلیقة او ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من تطلیقة او ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من تطلیقة او ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من ثلاثة اجزاء من تطلیقة** قسمة کلا منها علی ثلاثة فتقع علی کل واحدة ثلثا اور اوسطلق چاہے عورتوں میں ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اگر کہا چاہے مرد نے کہ تمہارے دو سیاں تمہاری دو طلاق ہیں تو ہر ایک کا حصہ آدھا ہوا یعنی طلاق میں تو ہر ایک کا حصہ دو ہوا یا چالیس میں تو ہر ایک کا حصہ بارہ ایک پر ایک کا حصہ ہوا ایک پر ایک کا حصہ ہوا ایک پر ایک کا حصہ ہوا لیکن اگر طلاق کی قسمت رسیاں مرد کو مراد کہو یعنی تین طلاق یا چار طلاق میں ہر ایک فرد طلاق سے ہر ایک عورت کو حصہ دیا تو ہر عورت پر اس نیت سے تین طلاق واقع ہونگی اور یہ تین طلاق لغو ہو جائینگی اور اگر چار عورتوں سے کہا کہ تمکو دو طلاق ہیں اور قسمت ہر فرد طلاق کا ارادہ کیا تو ہر ایک کو دو طلاق ہونگی کذا فی حاشیۃ الدہلی اقول اطلاق الصحیح **ولو قال بتنکیر خصم طلقتک یقع علی کل واحد ثلاثا الا ان ینوی تطلیقات** اور اگر کہا چار مرد نوں سے کہ تمہاری دو سیاں ایک دو ایک تین تو واقع ہونگی ہر ایک عورت پر دو طلاق اسم سطلق کو جایا ہوں پر تقسیم ہوتی اور یا بچوں میں تقسیم ہوتی اور چوتھائی ہر ایک کو پہنچا اور اس بعض کو کل قرار دیا تو ہر ایک کو دو پوری سیکھ ہر ایک کو تین تین طلاق ہونگی **وان زاد علیها طلقت کلا احدی عشرة** اگر زیادہ ہونگی طلاق آٹھ سے تو ہر ایک کو تین تین طلاق ہونگی گیارہ تک بغیض کو کل کر دیں گے اور بارہ میں تین تین پوری ہونگی اور بارہ سے زیادہ میں زائد لغو ہو جائیں گی فی مسئلہ **قوله انت طالق فی تطلیقة خانیة او مثل بتنکیر تطلیقة** کے جو انہ تنکیر نہیں تطلیقہ یعنی تنکیر ترک کیا میں نے ایک طلاق میں کذا فی الذخیرہ **وفیها قال لاصرأتین تزوجهما بواحد منهما انت طالق اما ان تطلقا نفسك فقالت قد طلقت نفسی واحدة او ثنتین او ثلاثا لا یقع شیء ولو قالت واحدة او ثنتین فله ایقاع الطلاق علی احدهما بعینها تفرق الطلاق علی المدخول بها کما علی غیرها اور اختیار تین ہو گیا زوج سے ایسی دو عورتوں سے جو مدخولہ نہیں ہیں کہ میری عورت طلاق ہو میری عورت طلاق ہو پھر زوج نے کہا کہ میں نے اس طلاق کر دیا سے اون دو میں سے ایک عورت کے طلاق کا ارادہ کیا وہ کہا نہ دونوں عورتوں کو تو کہا تو اوسکی تصدیق ہوگی اور اگر دو عورتیں مدخولہ ہیں تو زوج کو اوسمیں سے ایک پر طلاق واقع کرنا جائز ہو بسبب تفریق طلاق کے دخولہ پر غیر مدخولہ پر یعنی مدخولہ کی تو عدت پوری ہے**

ف: قال الطلاق بعض مصنفین کے نزدیک صریح ہے اور بعض کے نزدیک کنایہ ہے اور بعض کے نزدیک صریح ہے اور بعض کے نزدیک کنایہ ہے اور بعض کے نزدیک صریح ہے اور بعض کے نزدیک کنایہ ہے

اور دوسری طلاق واقع ہوگی اور تیسری کنایات میں سے خلیہ وغیرہ کے کہ اسکی عدت نہیں تو دوسری طلاق کا وہاں محل نہیں اور اسطرح تو نیچ کی تصدیق ہوگی شافعی کے نزدیک قال (میری بیوی طالق) ولم ینوہ (اور نہیں نیت کی اس سے) لہ امرأۃ معروفۃ طلقت امرأتہ استحساناً کہا نیچ نے کہ میری عورت طالق ہے اور عورت کا نام نہیں لیا اور اسکی ایک عورت مشہور ہے تو اسکی وہی عورت مطلقہ ہوگی باعتبار استحسان کے اور قیاس یہ ہے کہ بدون نیت کے طلاق نہ ہو کما ذہب الیہ زفر رح اور دوسری عورت کا نہ ہو اور ایک ہی اسکی عورت مشہور ہو تو قیاس مقتضی ہو اسکی طلاق کا فان قال فی امرأۃ اخری واتاھا عنیت لا یقبل قولہ الا بالنیۃ ولو کان لہ امرأتان کلتاھما معروفۃ لہ حرۃ الی اللہ بھما شاء خانیہ ولو تحیاً خلیاً سو جب کہ نیچ کی ہو ایک عورت سے تو ہو جائے اور دوسری عورت کو طلاق ہے ہر اگر نیچ کہے کہ میری غیر مشہور عورت کی طلاق کا ارادہ میں نے کیا تو اسکا یہ قول نہ مقبول ہوگا بدون گواہوں کے اور اگر نیچ کی دو عورتیں ہیں اور دونو مشہور ہیں تو اسکو بہ اختیار ہے طلاق کو جسکی طرف چاہے پھیرے کہ اسی الخانیہ اور خانیہ کے مسئلے اس مسئلہ میں خلاف فقہا کا نہیں منقول کیا **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے کم لفظ الطلاق وقع الکل فان نوی التاکید دین کہ کہا لفظ طلاق کو یعنی یوں کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق تو جائز ہے طلاق علیحدہ علیحدہ واقع ہوگی پھر اگر کہے کہ میں نے طلاق ثانی سے طلاق اول کی تاکید کی نیت کی تو باعتبار روایت کے اسکی تصدیق ہوگی نہ باعتبار قضا کے کذا فی الخلاصہ کذا فی التاتارخانیہ ولو قال انت الطلاق ان انت العتاق وقعا ولا نیۃ لہ اگر نہ کہا کہ طالق اور لونڈی کے حق میں کہا کہ عتاق تو پھر بھی دونو کو طلاق کہا اور لونڈی کو عتاق اگر نیت طلاق باعتاق کی تو طلاق و عتاق واقع ہوگی اور اگر نیت نہیں کی تو عتاق واقع ہوگا نہ طلاق قال لامرأتہ ھذہ الکلبۃ طالق طلقت والعبد ہ ھذا الجمار حر عتق کہا اپنی زوجہ سے کہ یہ کتیہ طالق ہے تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اگر کہا اپنے غلام سے کہ یہ گدھا آزاد ہو جائیگا اور اسطرح کہا کسی عورت میں کہ اگر اسکو اور اور طلاق کا اور دوسری صورتیں ہیں گا ہی کا قصد کیا اور آزادی کا قال انت طالق او انت حر عتق یقع الاول کذا فی الکافی وقع قضاء لا ان اشھد علی ذلک کہا زوجہ سے کہ تو طالق ہے یا کہا غلام سے کہ تو حر ہے اور ارادہ دوسرے سے جھوٹ خبر دینی کا کیا تو طلاق اور عتاق باعتبار حکم ظاہر کے واقع ہوگی اگر جب کہ گواہ کر رکھے ہو خبر دینے پر تو باعتبار دیانت کے بھی اسکی تصدیق ہوگی اور باعتبار قضا کے بھی تکذیب کی جائیگی استحسانا عند استحلاف الظالم بالطلاق الثلث انہ لم یحلف کاذبا صبر حتی قضاء ودیانۃ شہر وھو بابہ اور اسطرح مظلوم جب کہ گواہ کر رکھے کہ وہ نہیں قسم کھائے گا ظالم کے جس طلاق کی اس بات پر کہ مظلوم جھوٹی قسم کھائیگا تو اس وقت مظلوم کی قضاء اور دیانت دونو میں تصدیق ہوگی کذا فی شرح الوہبانیہ اور اگر گواہ نہ کر رکھا ہو کسی قسم کھانے پر تو قضا میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اسکی زوجہ پر طلاق کا حکم ہو جائیگا تاہم ان میں اختلاف ہو کہ قسم میں قسم کھانیوالے کی نیت کا اعتبار ہے یا قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اور دونوں قسم کی فتوی اس پر ہے کہ اگر قسم کھانیوالا مظلوم ہو تو اسکی نیت کا اعتبار ہے اور دونوں تو قسم لینیوالے کی نیت معتبر ہے کذا فی حاشیۃ الرملی و اقطاع الاشباہ وفی الدر مختار قال فلانۃ طالق وسمی ما کذبا لم یقع قضاء وان عقبہ بغیر صلۃ فاصل ولو بغیر کم صدق قضاء لا دیانۃ ولو بالثانی من ہر کہ کہا فلانی یعنی زینب طالق ہے اور واقع ہوئی اوس عورت کا نام بھی زینب بتاتا ہو اور کہا زوجہ سے کہ میری بیٹی زینب ہے سوا اور عورت جسکا نام بھی زینب ہو اور یہ کہنا ہو بھی روایت میں تصدیق ہوگی نہ قضا میں اور اگر اسکی زوجہ کا نام زینب نہ ہو تو قضا میں بھی اسکی تصدیق ہوگی وعلی ھذا لو حلف للامیر بطلاق امرأتہ فلانۃ ولیس اسمہا غیرہ لو طلق او حلف بطلاق غیرہ کما مر فی الیمین اور اگر قسم کھائی اپنی زوجہ زینب کی طلاق کی اگر فلاں دن آوے میں نہ آدے گی اور طلاقکا اوسکی زوجہ کا نام زینب نہیں بلکہ حلیمہ ہو مثلاً تو اوسکی زوجہ پر طلاق نہ واقع ہوگی وقال کذا فی الرمل انت طالق ثم علی اثر ہ ذہبت فقال المفتیہ ینبغی ان یحکم بوقوعہ قضاء ودیانۃ اور البتہ یہ کثرت مستعمل ہے ہمارے زمانہ میں مرکبا دون کہنا کہ تو طلاق ہے پھر جاوے دوں مذہب پر یعنی بلا فاق ذہب ائمہ ثلثہ کے کما مر مصنف اپنی شرح منیہ المفتی میں کہ لائق ہے یہ تفصیل کرنا وقوع اس طلاق کا قضا میں بھی اور دیانت میں بھی اور فتاوی حدیثی میں ہے کہ یہ طلاق رجعی ہے بنا بر ان اسمر اسطرح کہ مذہب ائمہ کا اتفاق ہے کہ انت طالق سے طلاق رجعی ہوتی ہے اور ان کذا فی حاشیۃ الرملی ولو قال انت طالق فی قول الفقہاء او فلان القاضی او المفتی قیل او اگر کہا کہ تو طالق ہے فقہا کے قول میں یا فلانے قاضی کے قول میں یا

قولے مفتی کے لیکن میں نوا نہاں ہوں کہ اسکی تصدیق ہوگی یعنی طلاق واقع ہوگی ہوں بیت کے لیکن قضا میں تصدیق نہ ہوگی قال لِنِسَاءِ الدُّنْیَا کُوْنِیْ سَاعَۃً الْعَاقِلَۃِ کُوْنِیْ اَوْ تُطَلِّقُ اِمْرَأَتُہٗ بِغَلَابِنِ بِنَاءِ الطَّلَاقِ اَوِ الدَّارِ اَوِ الْبَکْرَۃِ کے حاصر دے تو دنیا کی عورتیں ایجان کی عورتیں طلاق ہیں تو اسکی بہت العاقلۃ کو اختیار ہے تو طلاق اِمْرَأَتُہٗ بِغَلَابِنِ بِنَاءِ الطَّلَاقِ اَوِ الدَّارِ اَوِ الْبَکْرَۃِ کے حاصر دے تو دنیا کی عورتیں ایجان کی عورتیں طلاق ہیں تو اسکی بہت کرتہ طلاق ہوگی اسواسطے کہ بعید طلاق میرے نہیں کہ ذاتی حاضیہ للطلاق فی قاطع الجر لیکن اگر بیت کرے گا تو طلاق ہوگی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی بخلاف لفظ اَنْتِ طَالِقٌ اگر میرے کو صرف کرتا ہوں کہ اسکی زوجہ بھی داخل ہو تو اسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی عورتوں کے یعنی اگر تو اِن کہا کہ اکملہ کی عورتیں ہیں اگر میری عورتیں مطلقہ ہیں اور اپنی اسکی زوجہ بھی داخل ہو تو اسکی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی وفی بِنَاءِ الْبَلْدَۃِ خلافاً لِاَبِیْ یُوْسُفَ اشاتی اور گلاوا اور شہر کی عورتیں نہیں خلاف ہوا ابو یوسف کا یعنی اگر یوں کہا کہ گاؤں کی عورتیں یا شہر کی یہ مطلقہ ہیں تو اِمْرَأَتُہٗ طَالِقٌ کے مزدیک اسکی زوجہ پر طلاق نہ ہوگی وَلَوْ قَالَ اَلْبَتَّۃَ او مثل طلاق کے یعنی اگر کہا کہ دنیا کے غلام اجان کا غلام آزاد ہیں تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ گاؤں کے غلام آزاد ہیں تو اسکا غلام آزاد نہ ہوگا اور اگر کہا کہ محلہ کے غلام آزاد ہیں تو دوسری کے غلام آزاد نہیں تو اسکا غلام آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ گاؤں کے غلام بشہر کے غلام آزاد ہیں تو اسکا غلام ابو یوسف کے نزدیک آزاد نہ ہوگا اور محمدؒ کے نزدیک آزاد ہوگا قَالَتْ لَہٗ اَیْ بِجَوَابِ طَلِّقْنِیْ قَالَ فَعَلْتُ طَلَّقْتُکِ اَوْ اَنْتِ طَالِقٌ اَوْ اَنْتِ مُطَلَّقَۃٌ اَوْ

دو نو کو شامل ہے اور حالانکہ قسم دالا نہیں مگالہ اپنی ذات کو قسم سے نو مگنت ہو گا یعنی طلاق واقع ہو گی لیکن اگر جانت ہوئی تو کسی کے سوا کوئی اور ہو لا تو اوسکا حکم بیان ہو گا اور ظاہر ا اوسکی حکم سے طلاق ہونگی اسواسطے کہ تعلیق اور قسم متکلم کے غیر پر جاری نہیں والسلام اعلم کذا فی حاشیۃ الطحطاوی

باب الکنایات

بھیر اب ہو کنایات طلاق میں سب بیان احکام طلاق صریح سے کہ حقیقت میں وہی اصل ہو ذرا جت ہوئی تو ذکر بیان احکام کنایات کا

اَلْکِنَایَۃُ عِنْدَ الْفُقَہَاءِ مَالَمْ یُوْضَعْ لَہٗ اَیْ لِلطَّلَاقِ وَاحْتَمَلَہٗ وَغَیْرَہٗ کنایہ طلاق فقہا کے نزدیک اس مقام میں وہ لفظ ہو جو طلاق کیواسطے نہ موضوع ہو اور احتمال رکھے طلاق کا اور غیر طلاق کا مثلاً لفظ بتہ کا دانسے طلاق کیواسطے موضوع نہیں کیا لیکن طلاق اور غیر طلاق دونو کا احتمال رکھتا ہے اسواسطے کہ بتہ بمعنی قطع ہو سو قطع نکاح کا بھی مراد لیسکتے تو یعنی طلاق ہو اور اگر قطع الف اور قطع آدمیت کو اراده کیجئے تو طلاق کا محمل نہیں مستعمل کنایہ کی تعریف بصیغہ عام کی تو معلوم ہوا کہ کنایہ منحصر نہیں شرح ملتقی میں کہا ہو کہ الفاظ کنایات پچیس ہے زیادہ ہیں کذا فی حاشیۃ الرملی فالکنایات یَقَعُ بِھَا قَضَاءً اِلْبَیْنُوْنَۃِ اَوْ کَلَالَۃِ الْحَالِ وَھِیَ حَالَۃُ مُذَاکَرَۃِ الطَّلَاقِ اَوِ الْغَضَبِ سو کنایات سے طلاق نہیں واقع ہوتی باعتبار قضا کے مگر بینونت طلاق سے یا دلالت حال سے دلالت حال یہ ہو کہ اوسوقت گفتگو طلاق کی یا رنج یا غصہ ہو ہم شارح نے قضا کی قید اسواسطے لگائی کہ وقوع طلاق باعتبار دیانت کے محض نیت پر موقوف ہو اور سوسین دلالت حال کا کچھ اعتبار نہیں اور کنایات سے وقوع طلاق میں نیت یا دلالت حال اسواسطے شرط ہوئی کہ الفاظ کنایہ سے طلاق اور غیر طلاق دونو کے محتمل ہیں تو احتیاج پڑی طرف مرجح کے کہ وہ غیر طلاق کے احتمال کو قطع کر دے اور بیان ایسا مرجح ہوا یا دلالت حال نے کوئی نہیں مذاکرہ طلاق اسطرح پر کہ زوجہ نے زوج سے کہا کہ مجکو طلاق دی اور زوج نے کہا اَعْتَدِّیْ کما دلالت مذاکرہ طلاق کرتی ہی کہ اس لفظ سے زوجہ نے طلاق کا اراده کیا فَاِنْ کَانَا یَحْتَلَّانِ ثَلٰثٌ رَضِیَا اَوْ غَضِبَ وَاِنْ اَکَّرَّ وَالْکِنَایَاتُ ثَلٰثٌ مَا یَحْتَمِلُ الرَّدَّ وَمَا یَصْلُحُ لِلسَّبِّ اَوْ لَا وَلَا سو حالات تین ہیں ایک رضامندی کی حالت دوسری رنج و غصہ کی حالت تیسری مذاکرہ طلاق کی حالت اور الفاظ کنایات کے بھی تین احتمال سے خالی نہیں بعضو احتمین محتمل ہیں رد کو یعنی عورت کے سوال طلاق کا رد انہیں سے ہوتا ہو جواب طلاق کے بھی محتمل ہیں بعضو احتمین صلاحیت سب اور دشنام کی رکھتے ہیں اور محتمل ہیں جواب طلاق کے بھی یا بعضو احتمین کہ رد سوال کے محتمل ہیں نہ صلاحیت سب اور دشنام کی رکھتے ہیں لیکن جواب طلاق کا احتمال رکھتے ہیں فَھِیَ اَحَدَ عَشَرَ وَاحِدٌ وَھُوَ اَنْتِ تَقْنُقِیْ تَحْرِیْجًا اَسْتَبْرِیْ تَسْتَقِلُّ اَلْطِقِیْ اَعْزُبِیْ اَخْرُجِیْ مِنَ الْغُرْبَۃِ اَوِ الْغُرْبَۃِ وَھُوَ یَحْتَمِلُ مَرَّۃً اَسوا سنہ اخرجی اور اذہبی بوقوعی کے تقنعی تحریری استبری استقلی انطلقی اغربی احتمال رکھتے ہیں یہ الفاظ رد سوال طلاق کا اور جواب کے بھی محمل ہیں اور صلاحیت دشنام کی صلاحیت نہیں رکھتے سو اخرجی بمعنی نکل یعنی اس مکان سے نکل یا کہیں تو چلی جا یعنی تیرے نجات ہو تو یہ رد جواب طلاق کے سوال کا یا یہ مطلب کہ نکل سے گھر سے اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور اذہبی بمعنی چلی جا یعنی اپنے کام کو جا یہ رد ہو سوال کا یا یہ مطلب اپنے گھر جا اسواسطے کہ تو مطلقہ ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور قومی بمعنی اوٹھ یعنی اپنے ضروری کام کو یا اوسی جگہ سے جہاں سے اسواسطے کہ تجھکو طلاق ہوئی یہ جواب ہے سوال کا اور تقنعی یا مشتق قناع سو بمعنے قناع یعنی چادر ہو یعنی اپنا منہ کپڑے سے چھپا لے یہ رد ہو سوال کا یا مذکر یا قناعت سے یعنی اس کلام سے قناعت کر یا بزہ ہو یہ رد ہو سوال کا یا استتار اور پردہ ہو کلام کا اسواسطے کہ کلام کرنا طلاق واقع ہونی سے ہو جواب ہے سوال کا اور تحریجی بمعنی گلا یعنی سر بخار زکام خمارہ و کپڑا جس سے سر چھپایا جاتا ہے یہ بھی اس لفظ میں بھی مانند تقنعی کے دو احتمال ظاہر ہیں اور استبری بمعنی چھپ اور پردہ کر یہ شرما کا حکم اسواسطے کہ تجھکو طلاق ہوئی تو رد ہو سوال کا یا اسواسطے کہ مجھ کو تیرا دیکھنا جائز نہ اب طلاق کے یہ جواب ہو سوال کا اور استقلی اور انطلقی بمعنی چل جا مانند اذہبی کے دو احتمال ہیں اور اغربی بمعنی بھاگ اور اغربی بمعنی بھاگ اور مانند اذہبی کے دو احتمال ہیں اور اخرجی بمعنی نکل اور اخرجی بمعنی نکل اور مانند الفاظ فعلیہ یہ ہو حرام ہیں اور ہم معنی ان الفاظ کے مثل بتہ اور بتلۃ کے صلاحیت رکھتے ہیں سب اور دشنام کی مراد سے یہ وہ کلام ہو جس سے اَمْرُ دِیْنِہٖ سو بمعنی کوئی ان الفاظ میں سے سوال طلاق کا احتمال نہیں لیکن جواب سوال طلاق کا احتمال رکھتے ہیں یعنی جواب ہو جس سے یہ مفہوم ہو کہ تو طلاق ہوئی یا طلاق

کلمہ سے بھی جواب سوال کا ہو تو بہ یعنی فوجہ نیت حرمی ہی بائنگی ہے مری اور حرام بمعنی خبیث یا خوبصورت ہے اور کہے گا
ذکر ہو گا کہ جہاں زمانہ میں لفظ حرام طلاق کا بن رائج ہوتی ہے جو بوجہ کثرت استعمال اہل زمانہ کے اور بائن بمعنی منفصل ہے بقی خوبیوں سے منفصل اور منقطع ہے
یعنی شمار ہو بائنگی سے منفصل ہے بھی ہو سکے سوال کا اور نیت حرمتی ہو تب بھی تعلق کے اور سلب قیدی سے تبل ہو سکتی المقلل مثل الفاظ بائنہ کے
ان الفظوں میں بھی ایسے اور جو الگ ظاہر اور بیارہے وغیرہ اعتدی واستبرئی رحمک انت واحدۃ انت حرۃ اختاری امرک اختاری امرک
میدان میں ہے تو نیت مدعیہ ہو گی اور اگر نیت نہ ہو تو واحدہ بائنہ ہو گی یعنی اپنی ذات اختیاری یعنی اپنی ذات اختیار کرلے اور حرۃ بمعنی خوبیوں میں ہے
شمار کرلے جیسا کہ اس سوال کو کہ واحدہ کیا ہے مطلب کہ تو ایسا حرۃ ہے کہ اس کو ہمکو طلاق دوں تو ہمیہ وعدہ ہو جاوے طلاق کا ایسا کلام
کر رہی کہ اس سوال کو کہ مطلقہ ہوئی تو یہ جواب سے سوال کا یہ مطلب کہ تو ایسا حرۃ ہے کہ اس کو ہمکو طلاق دوں تو ہمیہ وعدہ ہو جاوے طلاق کا ایسا کلام
طلاق نہیں ہوتی انت واحدۃ یعنی تو طلاق ہے بطلاق واحدہ ہے سوال کا یہ مطلب کہ تو میرے نزدیک ایسی برادری میں ایک ہے جیسے خوبیوں میں بیار ان
میں پہنچا ہے تو نیت مدعیہ ہو گی انت حرۃ یعنی تو آزاد ہے حقیقۃ مملوکیت سے یا آزاد ہو جا ملکیت نکاح سے اختاری یعنی اپنی ذات اختیار کرلے اور حرۃ بمعنی تیرا
کرلے اور اگر نیت نہ ہو تو واحدہ بائنہ ہو گی اختاری امرک یعنی اپنی ذات اختیار کرلے اور حرۃ بمعنی تیرا
اور ہر دو احتمال میں ہو چکے ہے دونو الفاظ کنایہ ہیں تفویض طلاق سے تو صرت مطلقہ ہوگی جبکہ کہ وہ اپنی ذات کو طلاق نہ سوا اور کنایات طلاق میں ان دو اور نو لفظوں
اور ہر دو احتمال میں ہو چکے ہے دونو الفاظ کنایہ ہیں تفویض طلاق سے تو صرت مطلقہ ہوگی جبکہ کہ وہ اپنی ذات کو طلاق نہ سوا اور کنایات طلاق میں ان دو اور نو لفظوں
اسوا سطلو دخل کیا کہ طلاق اور غیر طلاق کا بھی انہیں احتمال موجود ہو چنانچہ اختاری مسکب البراق اولی عمل ابینی اختیار کر اپنی ذات
کو لیب فراق کے بالبسنہ کرلے اپنی ذات کو کسی کام کی شغولی میں آزاد مرکب یہ کہ یہ میں سمجھ احتمال ہو کہ امرکب یہ کہ فی الطلاق اور فی تفرقہ اور تفریق میں ہے
فاہرین ہو طلاق یا کوئی اور کام اور غیر الفائنی میں خواشی سعدیہ سے متفول ہو کہ ان دو اور لفظوں کا ذکر کہ ان کنایات طلاق میں مناسب نہیں اسوا سطو کہ اس کی
حت سو بطہ معنی ظاہر علیہ میں واقع ہوگے سمجھ لگان کر سکے کہ ان لفظوں سے طلاق واقع ہو جاتی ہے دیدوں ایقاع زوجہ کے اور شمار ہے بھی ہو گا اور
کرلے اختاری کنایات تفویض طلاق سے ہو تو ایقاع طلاق ہے کہ وہ فی حاشیۃ الرملی والطحطاوی تمسک بہ سراج العبہ سو یعنی ارسال کے یعنی بن سے
ہمکو کسی کام کو سپرد کیا اسوا سطی بھیجا کہ تو مطلقہ ہو اور سلیم فارغ ہمکو یعنی کسی کام کو سپرد کیا اسوا سطی بھیجا کہ تو مطلقہ ہو اور ان الفاظ
بین احتمال رسوال اور شمار کا سین کلیہ مخصوص ہیں جواب کیہ اسوا سطی چاہیا صاحب بحر الرائق اور قہستانی نے اسکی تصریح کی ہے اور بعضے محشین نے فہم ہو
کہ انت واحدۃ میں احتمال شمار کا موجود ہو یعنی تو کہا ہمیں ہیں کہا چاہیا جمیع الفائدیں اس کی تصریح ہے اور احتمال شمار میں بھی احتمال شمار ہے کہ ان
قائم کو جو سمجھ صادر ہو کہ انہ فی حاشیۃ الرملی ففی حالۃ الرضا علی غیر الغضب والمذاکرۃ توقف فی اقسام الثلثۃ تائید اعلی الثبت فلا
توحات رضا مندی میں یعنی سوای حالت جنگی اور مذاکرہ طلاق میں تینوں قسم کے کنایات کی تاثیر نیت پر موقوف ہے بسبب احتمال کے یعنی اس حالت میں احتمال ہے
کہ زوجہ سے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور غیر نیت کی کوئی موجود نہیں تو بدون نیت کے ایقاع طلاق کی کوئی وجہ نہیں اگر کوئی کہے کہ وجہ احتمال کو جو
کیوں مخصوص ہیں تو ہمکو یوں ہے کہ رضامندی میں اوں سے طلاق بدون نیت کی بھی واقع ہو جاتا اور کہا جواب یہ ہے کہ یہ مطلب نہیں کہ وہ الفاظ فقط
جواب دینے کیو اسوا سطی موضوع ہیں بلکہ وہ الفاظ مطلق کلام کے جواب ہیں اور اگر عرف نے طلاق کا سوال کیا اور زوج نے جواب کا لفظ کہا تو یہ حالت مذاکرہ طلاق
کی ہے کہ اس حالت میں وقوع طلاق نیت پر موقوف نہ ہو گا کما فی حاشیۃ الرملی والقول لہ بیمینہ فی عدم النیۃ ویکفی تحلیفہ مالہ فی میزلہ فان
ابی لم یحلف لہ الا فان نکل قضی علیہ بما یجب کما فی الدرر اور قول زوج کا قسم کے ساتھ معتبر ہے عدم نیت میں اور کفایت کرتی ہے قسم لینا حجت کا زوج سے
اوسکے گریبان سو اگر زوج نے قسم کھانے سے انکار کیا تو عورت دائر کرے اوسکی حاکم سو ہمکو اگر زوجہ دان بھی قسم کھا تا تو قاضی دو نو میں جدائی کر دیتا
کہ انکی لیکن قسم کھانا غیر مجلس قاضی میں باعث تفریق کا نہیں وفی الغضب توقف الا ولان ان نوی وقع وقضاء الا ان یقر بالنیۃ اور غصہ کی حالت میں دو نو
محشین یعنی نیت پر موقوف ہیں کہ یعنی قسم سلامتیہ رد اور جواب کی دیکھی ہے اور جو کہ دیانت تم اور جواب کی کہتی ہے اگر وہ وسیل قسم نہ نیت طلاق کی کرے
تو طلاق واقع ہو گی اور اگر نیت کی تو واقع نہ ہو گی لیکن الفاظ جواب کیو سلطنتین میں اور حالت غضب میں اور نہ بلا توقف نیت کے طلاق واقع ہو جاوے گی

اسم اسطو کو نصب زیتہ مرجعہ طلاق کا وفی مذاکرۃ الطلاق یوقف الاول فقط اور مذاکرہ طلاق کیا ہے میں فقط اول قسم نیت پر موقوف ہے یعنی جملہ حالت مذاکرہ اور مراجعہ کی کہ سنی ہو وقیتہم بالاجنبیۃ لان عدم الدلالۃ لایصلح للقضاء فی نفی النیۃ لانہا قد تکون ظاہرۃ والنیۃ باطنۃ والباطن یترک بالظاہر علی الدلالۃ لاعلی النیۃ الا ان یقام علی اقرارہ بہا عادۃ اور واقع ہوئی ہے طلاق اور نیز قسوت یعنی جو صفت ہے دشنام کی رکھے اور یہ جو دشنام اجنبیہ کو نہیں ہوا اور اگر طلاق واقع ہوتی ہے اگر یہ جو نہ نے نیت طلاق کی تھی جو اسم اسطو کیا ہو دلالت نہیں ہے اس بات پر کہ مذاکر طلاق اور حالت غضب کی مروی تصدیق نہ کیجائیگی باعتبار قضا کے نفی نیت میں اسطو کہ دلالت قوی نہ ہونے سے ہیں ہے کیونکہ دلالت ظاہر ہے برخلاف نیت کے اور ہم نے ظاہر پر حکم کیا ہے اور نیت اور باطن ہم کو سوا اور ہم کے کوئی نہیں جان سکتا اور قاضی کو حکم ہے ظاہر پر عمل کرنیکا اور چونکہ دلالت اس ظاہر پر ہے اور باطن اسپر اسطو مقبول ہوتی گواہ عورت کو دلالت کے اثبات پر نہ نیت پر گریہ کہ گواہ قائم کریں جو بیان نیت کرنے زوج کے اقرار یعنی اگر زوج نے اپنی نیت کا کہیں اقرار کیا ہو اور پھر منکر ہو گیا ہو اور اسکا اقرار کے گواہ اسپر مقبول ہوں گے کذا فی العنایہ قولہ وقیتہم بالنیۃ الخ قولہ ان الشروط الخ یعنی نیت کرنا زوج کا اپنی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو اور اگر نیت کرنا ہو زوج کا اپنی طرف سے تو معنی جواب دونوں کے ایک ہیں اگر نیت کرنا طلاق کی نیت کرنا ہو اور اگر نیت کرنا ہو طلاق کی نیت کرنا ہو اور اگر کہا میں نے نیت کی ہے اس لفظ سے چند مرد طلاق واقع ہوئی تو معنی کے کہ اکیلا مرد اور قسم کہ ہیں طلاق بیت مفرد و بائنہ ہوگا کذا فی البدائع اسکو یاد رکھنا چاہیئے سوال یہ ہے کہ ذکر اسم اسطو یہ جاہیئے کہ سائل کا یوں سوال کرنا کہ چند مرد طلاق واقع ہوئی کچھ صاف دلیل ہے نیت طلاق کی اب بات کا ذکر کیا گویا حیلہ کرلیا ہے انکایت کا وتفہم جمعیۃ بقولہ اعتدی واستبرئی رحمک وانت واحدۃ او انت علی کالف الا واحدۃ او انت طالق ثلثا الا واحدۃ او انت طالق واحدۃ بائنۃ او واحدۃ رجعیۃ بقولہ اعتدی واستبرئی رحمک وانت واحدۃ او انت علی کالف الا واحدۃ او انت طالق ثلثا الا واحدۃ او انت طالق واحدۃ بائنۃ او واحدۃ رجعیۃ یعنی جو صفت ہے اعتدی کی یعنی جو صفت ہے اعتدی کی ہے اگر یہ جو نہ نے ایک سے زیادہ نہ نیت کی ہو اور کچھ اعتبار نہیں ہے مصدر کا وصف محذوف کی مثل ہیں یوں نہ کہا کہ انت طالق ثلثا واحدۃ او اگر واحدۃ کو مرفوع کہا تو طلاق نہ واقع ہوگی اگر یہ نیت کی ہو اسم اسطو کی اور واحدۃ اس صفت ہے مرفوع کی یعنی صفت ہے طلاق کی اور اگر واحدۃ کو منصوب کہا تو طلاق واقع ہوگی اگر یہ نیت کی ہو اسم اسطو کی اور واحدۃ اس صفت ہے منصوب کی یعنی صفت ہے طلاق کی اور اگر واحدۃ کو مجرور کہا تو طلاق واقع نہ ہوگی اگر یہ نیت کی ہو اسم اسطو کی اور واحدۃ اس صفت ہے مجرور

کما فی سائر الفاظ کنایات ہیں ہوتی کی نیت کرے یعنی سے سوا الفاظ متارکی کے سو اسکو کوئی طلاق کی نیت کرا لفظ متارکی میں بھی یعنی ہیں ہوتا ہے
امر متبری و حلک اور ان واحد تین یعنی نہیں ہوتا ہے اب تو ہیں طلاق بین ہو گئی ہے ہوتا ہے طلاق بائنہ ہوتا ہے ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ہوتا ہے
ہوئی ہے ہوتا ہے کہ ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا ہے

اول سے طلاق اور ثالث حیض کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی تو اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور اول کو کچھ نیت نہ کی ان کا بیان صورت پنجم میں ساقط ہوئیں مگر تین تک دو طلاقیں واقع ہوگئی اعتبار بین بھی کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی اور ثانی سے طلاق کی نیت کی اور ثالث سے کچھ نیت نہ کی تو اول اور ثالث سے طلاق کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی ان چہ صورت تھیں ان سب میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کسی لفظ سے طلاق کی نیت نہ کی تو تعمیم ہوگا اور سطر پنجم میں ہوگا مثلاً فقط حیض کی نیت کی اور ثانی میں کچھ نیت نہ کی اور ثالث سے طلاق کی نیت کی ان چہ صورت تھیں ان سب میں دو طلاقیں واقع ہوگئی اعتبار بین بھی کہ فقط اول سے حیض کی نیت کی اور ثانی سے کچھ نیت نہ کی اور ثالث سے طلاق کی نیت

فرد صریح سے طلاق بائن واقع ہوتا ہے جیسی کہ ذاتی فتح القدیر سو طلاق صریح میں داخل ہوتی ہیں بالطلاق ویا تو صحیح طلاق ثلث صریح ہو اور بائن رد نہ کو لاکھ ہم معین نے کہا کہ طلاق صریح وہی جس سے رجعی واقع ہو شامے نے اس قول کو رد کر کے کہا تعمیم صریح کی ثابت کر کے اور فی الواقع طلاق ثلث نہ الطلاق بدل کے اگر بائن صریح ہو جیسا کہ معین کو گمان سے تو طلاق بائن کو نہ لاتی ہوتی حالانکہ وہ تو اسکو لاتی ہوتی ہیں کذا فی حاشیہ الرحمٰن وکذا الطلاق علی مال فانہ یقع بہ البائن الجامع ویجب المال والبائن کذا فی الخلاصۃ اور ہمیشہ طلاق علی مال کے صریحین داخل ہیں تو رجعی اگر کوئی کہے کہ بعض صریحا عورت کو وہیب ہوگا اور بائن کو طلاق ہوگی اور دال وفاء کے سین لازم نہ آویگا کذا فی الخلاصۃ ہم کہیں گے بعد ادا وینا اسم رجعی کے [illegible] رجعی کو اختیار ہے کہ رجعی کرے اور عورت کو بھی چھوڑے تو صحت اپنی جان چھڑانے کا دیا اور بائن میں زوجہ کا عورت سے رد ہونا اور اسکی رضامندی کے کچھ اختیار باقی نہ رہا تو عوض دینی کی کچھ حاجت باقی نہ رہی قالہ المصنف وقد صرح المصنف بالفرق المبنی علی الشہود بہ فی صریح الطلاق فی البائن لفظ ہو معنی جناب تو ان شہر کے یعنی اگر لفظ صریح نیت کا نہیں تو وہ صریح ہو خواہ طلاق اوس سے بائن پڑیگا جیسی کہ صریح میں طلاق ثلث اور طلاق علی مال کے واقعی ہوگا اور عوکہ بلذا ہو اوس سے بائن میں داخل ہے اسواسطے کہ عدم اشتباہ نیت کی اوسمیں طاری ہو گئی ہے بسبب تبدیل استعمال عرفی کما یقع البائن الباتن اذا نوی جملہ اخبارا عن الاول کانت بائنۃ بائنۃ بتطلیقۃ واحدۃ لانہ اخبار فلا صریح فی جملہ اثنتہ اسکا معنی یہ ہیں طلاق بائن اول طلاق بائن کو جب ممکن ہو وہ صریح بائن کا اول بائن سے خبر دینا جانچہ اول کہا انت بائن دوسری بار کہا انت بائنۃ یا دوسری بار یوں کہا کہ اینک تطلیقہ یعنی میں نے تجھکو ایک طلاق بائن کا جدا کیا تو صحیح وہی طلاق بائن ہوا تو ہو گی اسواسطے کہ صیغہ اخبار کا اول سے تو کچھ ضرورت نہیں اسکو انشاء طلاق ٹھہرانے میں یعنی بائن ثانی سے دوسری طلاق بائن پیدا کرا کچھ ضرورت نہیں اسواسطے کہ اسکا فرد اول اول سے ممکن ہو یعنی اول کلام سے طلاق واقع کی اور کلام ثانی سے دوم طلاق سابق کی خبری ہم بھیجو کہ کہ بائن سوختی نہیں ہوتی برابر ہے جو کہ بائن بلفظ کنایات ہو وہ لغو نہیں ہوتی اور اگر بائن بلفظ کنایہ نہیں تو وہ واقع ہوتی ہے جانچہ اگر اول یوں کہا کہ انت طالق وسختی الطلاق پھر دوسری بار کہا انت طالق الحق الطلاق تو یہ طلاق ثانی بھی واقع ہوگی اور یہ جو شامے نے کہا خبار کی مثال انت بائن بائن کہ ذکر کرکے عجب نہیں بلکہ یوں کہنا مناسب تھا کہ انت الحق الطلاق تو یہ طلاق ثانی بھی واقع ہوگی اسواسطے کہ بیان مراد اخبار سے بخوبی نہیں بلکہ علیحدہ خبر مراد ہو گی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی سے بخلاف اینشئ یا اشرئ او انت طالق بائن او کقولہ وہبت منیتک الکبریٰ لتعدد حکمہ علی ما اختارہ فخیل انشاء بخلاف سابق کے یہ ہو کہ اوّل طلاق بائن دی ہو پھر کہا میں نے تجھکو دوسری طلاق کہ بائن کیا یا اوّل طلاق بائن دی ہے پھر کہا انت طالق بائن ہے اوّل کہا انت بائن ہے اور کہا میں نے تجھکو ثانی بائن سے بہتر کہ یعنی بہت بڑی جدائی کی نیت کی تو ان تینوں صورتوں میں دوسری طلاق بھی واقع ہو گی بسبب تعدد محل کے اور اس کلام کے اخبار پر تو یہ کلام ثانی انشاء طلاق قرار دیا جائیگا ہم صورت اول میں لفظ اخری کا بائن ہے محل اخبار ہوا اور صورت ثانی میں لفظ طالق کا صریح ہے اور محل انشاء کا نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں اور لفظ بائن کا بلحوہ اور صورت ثالث میں ہیئت کبریٰ صریحی طلاق کے کا اور دو کیا ہر جگہ تینوں صورتوں میں بسبب وجود مذکورہ کے محل علی الاخبار نہ سمجھا تو خواہ مخواہ دوسری طلاق بائن بھی واقع ہوئی ولذا لو قدم المتعلق کما قال لا اذا کانت البائن معلقۃ بشرط او مضافۃ قبل ایجاد الصریح البائن لقولہ ان دخلت الدار وانت بائن او انت الطلاق ثم ابانہا ثم دخلت بانت بالثانی لانہ لا یصلح اخبارا اور سیوطی یعنی بسبب عدم محل اخبار کے واقع ہوتی ہے طلاق معلق جانچہ مصنف نے کہا کہ بائن معلق نہیں ہوتی بائن سے مگر جبکہ بائن معلق بشرط ہو قبل ایجاد صریح بائن کے جیسے ان دخلت الدار وانت بائن یا انت طالق ثم ابانہا پھر دخول کیا بعد اسکے تو بائن معلق بشرط واقع ہو گی مانند قول زوجہ کے اگر تو گھر میں داخل ہو گی تو بائن ہو گی تو تجھکو طلاق کی نیت سے یہ دو اسکے بعد عورت کو طلاق بائن دی یہ عورت گھر میں داخل ہوئی تو دوسری طلاق بائن ہو گی اسواسطے کہ طلاق معلق کو صلاحیت نہیں خبر واقع ہو چکی ہے ہیچ تعلیق تبدیل ہو چکی ہے اور خبر نہیں ہوتی مگر بعد عدم عدہ کے ومسئلۃ المضاف کالمعلق بائن عند قولہ انت طالق بائنا فقد حلفت بالتعلیق

اور اگر مسئلہ کے دو صنف ہیں چنانچہ اول زوجہ ہے کہ اسکو طلاق بائن ہی کہا ہو مگر آج ہی طلاق بائن ہی ہر جب دوسرا دن آویگا تو دوسری طلاق بائن واقع ہوگی بسبب اضافت بوجہ اسکے اسم اسکو مضاف بھی بسبب اضافت سابقہ کے غیر متبین ہوسکتا وفی البحر عن الحلیۃ انت بائن کنایۃ مطلقا کان اختار الاثنتین او بحر الا الی الستۃ او بسبب اضافت سابقہ کے غیر متبین ہوسکتا وفی البحر عن الحلیۃ انت بائن کنایۃ مطلقا کان اختار الاثنتین او بحر الا الی الستۃ

اور قید میں ہو کہ زوجہ نے نکاح کر لیا اپنی زوجہ کا غیر سے تو جملہ تزویج یہ طلاق نہیں اسواسطے کفر دیجہ طلاق صریح ہیں داخل ہو کنایہ میں پس صاحب قنیہ نے جو حکم بنا کیا ہے اشارہ کر کے واقع کا اگر شوہر اس تزویج سے طلاق کی نیت کرتا تو صورت معلقہ ہوگی اور فقہاء ہم طلاق مشہور کرتا فی حاشیۃ الدرنی آقائی الحموی اذھبی وتزوجی یقیم ولا حاجۃ طلاقیہ کے بمعنی نہ زوجہ سے جاؤ اور نکاح کر لے تو اس قول سے ایک طلاق بدون نیت کے واقع ہوگی کما فی البزازیہ اور تاتارخانیہ کی شرح ثابت ہے نہیں یعنی کہ اگر زوجہ نے کہا کہ اپنے تئیں تزویج کر دی اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ مطلب صحیحہ ہو کہ تو نکاح کر لے اگر تیرا نکاح صحیح ہو اور مطلب فاسد ہو کہ تو نکاح کر لے اگر تیرا نکاح فاسد ہو اور دونوں کلاموں میں فرق ظاہر ہے اور دونوں کا فرق کسی مناسبت بعیدہ سے ہو کہ تو نکاح کر لے اگر تیرا نکاح صحیح ہو اور مطلب دونوں کلاموں میں اختلاف ثابت ہو اور دونوں کلاموں میں واو اور دو

تفویض و توکیل و رسالۃ اور ایلاء غیر کی تین قسمیں ہیں ایک تفویض یعنی خیر کو طلاق کا مالک کر دینا دوسرے توکیل یعنی دوسرے کو طلاق کا وکیل کرنا تیسری قسم رسالت یعنی غیر سے طلاق کو کہلا بھیجنا فرق تفویض اور توکیل میں یہ ہے کہ جسکو تفویض ہووہ اپنی ذات پر کو اسطرح عمل کرتا ہے اور توکیل میں وکیل امر ہوتا ہے غیر کو اسطرح عمل کرتا ہے اور رسالت تو محض نقل اور سفارت سو عبارت ہے الفاظ التفویض ثلثۃ تخییر و امر بید و مشیتۃ و الفاظ التوکیل امر کے تین ہیں ایک تخییر دوسرا امر بالید تیسرا مشیت قال لھا اختاری او امرک بیدک او شئت تفویض الطلاق الیھا کنایۃ فلا تطلق الا بنیۃ او دلالۃ تفصلک طلقی نفسک او طلقی فی مجلس علمت بہ مشافھۃ او اخبارا اگر کہا زوجہ نے زوجہ سے کہ اختیار کر لے یا اپنا امر تیرے کو تصویض ہو یا تجھ میں ہو یا تو طلاق دینے پر ہے تو طلاق واقع ہوئی میں مدون نیت کی محل تھیں زوجہ نے یوں کہا کہ طلاق دی مجھے اپنی ذات کو تو ان تینوں صورتوں میں زوجہ کو اختیار ہے کہ اپنی ذات کو طلاق دے یا نہ دے یہ علم تفویض کی مجلس میں یعنی جس جگہ عورت کو تفویض طلاق کا حال معلوم ہوا ہو میں تک اوسکو اختیار حاصل ہو خواہ بالمشافہ زوج سے اسکا علم ہوا ہو خواہ وکیل یا رسول سے خبر پہنچی ہو یا زوج کا خط آیا ہو ورنہ قال لھا اذا کذا فالیس لھا ان تطلق بعد ما قام عن ذلک المجلس او اخذ فی عمل آخر او مشی الی مکان آخر او قال لھا طلقی نفسک ثلثا فطلقت واحدۃ فلھا ان تطلق ما دامت فی ذلک المجلس یا زیادہ و مجلس طول میں ہے تک اختیار ہے جب تک یہ زوج سے تفویض کا وقت نہیں مجھا یا اور حال ایسے کہ اگر وقت معین کر دیا قبل علم زوجہ کے یعنی مثلاً زوج نے کہا کہ تجھ کو زوجہ کو جمعہ تک اختیار ہے پھر زوجہ کو خبر ہوئی بعد غروب آفتاب جمعہ کے تو تفویض باطل ہو گئی مالم تقم قرینۃ تدل علی اعراضھا او قطعھا او فیما ھی فیہ او علی ما یقطعہ عادۃ او علی اعراضھا فی الحال او تملک الحلیلۃ او تمکن من نفسھا او تقبل علیہ او تکلمہ او تاکل او تشرب او تقوم او تقعد او تمشی او تجلس او تنام او تصلی او تصوم او تعانقہ او تصافحہ او تقبلہ او تلمسہ بشھوۃ او تنظر الی فرجہ او الی ما تستحسنہ عادۃ او تقبل علی اعراضھا او تشتغل بما لا یشتغل بہ عادۃ او تاکل او تشرب

کے کہ اذا علقہ بالمشیۃ فیصیر تملیکا لہ توکیلا لو کیل بین رجوع کرنا درست ہو گر حق کہ وہ نے طلاق کو مشیت وکیل سے معلق کیا تو یہ مشیت بین توکیل تملیک ہو جاوے گی توکیل یا فی ہو گی یعنی جو کہا کہ اگر تو راضی ہو جاوے تو اپنی موت کو طلاق دے تو اب رجوع کرنا درست نہ ہو گا اس قول کی جانب نہیں ہو سکتی کہ یہ تملیک نہ ہو گی بلکہ تملیک ہو گئی اور اسکو کہ وکیل سے فعل مطلوب ہوتا ہے وہ جاتا رہا اور اب اسکی حد ہیچ اور ایسا ہی ہے کہ مالک نے کہا اسکو کہ اپنی عورت سے مرافق نفقہ کرنا چھوڑ دے کہ وکیل کی اس فعل سے روکدیا ہے اور کہا

سواری کا مانند پیلو عورت کے ہو یا نانکہ نہ ہو یعنی مجلس کشتی کے ہو یا سوا اور مجلس کے ہو یعنی سوار ہونے پیدل کے عورت کی طرف اسواسطے کہ سواری کے چلانے پر جانور چلتا ہو بخلاف کشتی کے کہ لایمکن معہ سکونہ اور یکون ناقی محل یقومہا الملاح فانہ کالمقیم فی السواری کے چلانے سے سوار نہ ہو تو چلنے سے مجلس بدل جاتی ہو گر اوسوقت مجلس نہیں بدلتی اور اسو جواب میں نوزہ کے چپ رہنے کے ساتھی یعنی قرار استکت جائز ہے یا اپنے قدم اور استکت سے جواب دیا اور اگر سوائے قدم اور سوا جواب قولی طلاق نہ واقع ہو گی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کما مر ہمارے مذہب میں ہر ان اور ارشد کو اوسط والا کہتا ہوا اور سوائے قسمین مثل کشتی کے یعنی اوسکی چلنے سے مجلس نہیں بدلتی وفی اختار و تفصیلہ لعدم التنوع بالاختیار بخلاف انت بائن اوامرک بیدک اور اختاری نفسک یعنی اپنی ذات کو اختیار کر لے اسمیں صحیح نہیں عورت کو تین طلاق کی نیت کا یا سب عدم تنوع مراد ہے اختیار کے یعنی اختیار ایسا امر میں جو چند قسم ہو بخلاف انت بائن کے یا امرک بیدک کے اسواسطے کہ میونہ چند قسم ہو سکتی ہو یعنی میونہ صغری یا میونہ کبری ہو یا میونہ کبرے تو اگر انت بائن میں تین طلاق کی نیت کرے گی تو صحیح ہو بسبب تنوع کے اور امرک بیدک میں چند قسم ہو نیوجہ کو اختیار کرے یا طلاق کو ہر طلاق جسی کو اختیار کرے یا بائن کو ہر میونہ صغری کا ارادہ کرے یا کبرے کا بخلاف اختاری نفسک کے کہ اوسمیں صحیح نہ تنوع اور ارتدہ کو گمانیش نہیں اوسواسطے کہ اختیار عورت کا صفت ہے استعلاص نفس کو اور متعلق اوسکا میونہ متناقضا ثابت ہوا اور جو چیز انقطاع آئیت ہوتی ہو اوسکو عموم نہیں ہوتا تو بقدر ضرورت تصحیح کلام کے اوسکی تقدیر ہو گی اور قدر ضرورت بیان ادنی درجہ کے یعنی میونہ صغری اور اسواسطے کہ میونہ صغری اسمیں بھی استعلاص نفس کا ملک زوج ہوتا ہو تو میونہ کبری یعنی تین طلاق کی نیت کرنا صحیح ہو گا کذا فی حاشیۃ الرملی علی البحر وان قالت اخترت نفسی او انا اختار نفسی استحسانا بخلاف قولہ طلقی نفسک فقالت انا طالق او انا اطلق نفسی لم یقع لانہ وکل جوابہ بالیس بخلاف اوفی البدائع ثمانیا فلو اختاری نفسک مین بائن ہو گی عورت ایک طلاق کی اگر ایوں کہیگی کہ میں نے اپنی ذات کو اختیار کیا یا یوں کہے کہ میں اختیار کرتی ہوں اپنی ذات کو اسے طلاق واقع ہو گی ۔ دلیل استحسان کی بخلاف قیاس کے بخلاف اس قول کے کہ طلقی نفسک یہ قول عورت جو میں کہا کہ میں طالق ہوں یعنی میں مطلقہ ہوں یا یوں کہا کہ میں اپنی ذات کو طلاق دیتی ہوں تو طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ وہ صیغہ ایقاع طلاق کا ہے قول خود ایقاع طلاق نہیں کذا فی البحر پس ظاہر ہوا وقوع طلاق جسیسک ہو کہ دونو طلاق اس لفظ سے متحارت نہ ہوا نیت طلاق کی نہ فی ہوا اور اگر اوس زمانہ میں صیغہ مضارع سے یا ہمیشہ سے طلاق واقع ہو اسواسطے کہ یہ وہ صیغہ ہے جو خود بخود طلاق واقع ہوتا ہو بغیر نیت کے ایسی ایقاع طلاق کی نیت کی ہو اور نیت طلاق واقع ہو گی ۔ قیاس چاہتا ہو کہ انا اختار نفسی سے طلاق واقع ہو اسواسطے کہ یہ وہ صیغہ ہے جو خود بخود طلاق واقع ہوتا ہو بغیر نیت کے لیکن استحسان کے اس لفظ سے طلاق واقع نہ ہو وجہ استحسان کی یہ ہے کہ صحیح مسلم میں حدیث عروی ہے کہ جب آیۃ تخییر کی نازل ہوئی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ عمل کیا تو صدیقہ نے کہا کہ انی اختار اللہ ورسولہ والدار الآخرۃ یعنی میں اللہ اور اسکے رسول اور آخرۃ کے گھر کو چاہتی ہوں اور مسلم کی دوسری روایت میں ہو کہ لا اختار اللہ ورسولہ ثم انی اسئلک ان لا تذکر امرأتی منہما یعنی میں اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کرتی ہوں اور سوا عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کو بمنزلہ مضارع مصدر کہا وہ ذکر النفس اولا اختیارا فی احد کلامی صحیحا شرح صحیح البخاری للوخری بالاجماع اور وہ ذکر کرنا نفس کا بالفظ اختیار کا ذکر دونو میں سے ایک کلام میں شرط ہو اسطرح سے وقوع طلاق کے باجماع صحابہ یعنی وقوع طلاق کا بلفظ اختیار کا باجماع صحابہ کے ہو کما معلوم مواحی ص ۔ وذکر نفس اور اختیار کا بالخصوص ضرور نہیں بلکہ جو لفظ کو قائم مقام نفس اور اختیار کے ہو وہ بھی اسمیں دو نو لفظوں کی برابر ہو وفیشترط ذکرہما مشیرا فاکانا منفصلا قالت فی المجلس صح لا ان قال فیہا لانشاء او مشترطوہ ذکر نفسہا کما یا اختیار کا منفصل کلام میں ہونا شرط ہو اگر ایسی مجلس میں انشاء طلاق کی مالک ہو تو ذکر نفس اور اختیار دونو کی بھی مالک ہو وہ الا لاحاجۃ الی ذکر النفس علی اختیار او النفس فیہ وذکر احدہما یغنی عن الآخر للنفس مدلولا تبعیا والیاقی لکن ترکہ الکمال وتفصیلہ الاکمل یقبل فاختی ضعف فہما اور اگر نفس کا عورت نے مجلس میں نہ کہا تو ایقاع طلاق صحیح نہیں تخییر میں باطل ہوئی مگر اگر زوجین نے اختیار نفس کو

Marfat.com

وقال زفر بالبینونۃ ہے نزدیک کی کہ اختیار نفس ختم کیا تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ دو تو کا کلام کہ نفس سے خالی ہو کذا فی الدرر والغرر وغیرہ اور اما بات کہا ہوا اس کو اختیار ہوتا ہے لیکن ذرا سا اختیار ہو اسکو کمال الدین محض سے اور نقل کیا ہوا اس قول کو اکمل الدین نے بنائے اس پر کہ تمہیں اختیار تمہیں اختیار کے لفظ سے دو مرتبہ ذکر کیا ہے تو یہ دو مرتبہ ذکر نفس کے تصادق نہ ہونے کی وجہ سے ہے کذا فی النہر الفائق فاروقی) اختیاری اختیار کی طلقۃ اختیار کی طلقۃ اختیار کی طلقۃ

اور درایہ کے بھی قول متعہد ہو کہ مدت شرط ہو تو ذکر نفس کو فی حاشیۃ الرملی وقالا یقع فی اختر ی الاولی الی آخرہ واحدۃ بائنۃ واختارہ الطحاوی
بحرم اختر الشافعی فی الجامع القدوری وبہ یأخذ اشتہی فقد افادان قولہما ھو المفتی بہ لان قولہما وبہ یأخذ من الالفاظ
المعلوم جاھا علی الاتیان بہا بخلاف الشروح التی حشی الاشباہ اور صاحبین نے کہا کہ اختر الاولی من اور اختر الوسطی اور اختر الاخیرۃ
میں ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طحاوی نے اسکو پسند کیا ہو کذا فی البحر اور ثابت کیا ہو اسکو مقدسی نے اور مادی قدسی میں ہو کہ اسی روایت کو
ہم لیتے ہیں تو مادی قدسی کے کلام سے اتنا فائدہ ہوا کہ صاحبین ہی کا قول مفتی ہو یہ اسواسطے کہ یوں کہا کہ یہ ہے
من ادون الفاظ جس پر علامہ شامی نے اتباع کیا ہو اسی کے مستند سید ولی الکبیر المدرس ملتقی الابحر
اور اختر ت فقری مطلقۃ او اختر ت الطلقۃ الاولی بانت بواحدۃ فلا صح لتقویضہ الیہا بالبائن فلا تملک غیرہ اور اگر عورت نے
کہا تو نے فقری کو جواب میں کہ طلاق دی میں نے اپنی ذات کو ایک طلاق کے ساتھ میں نے پہلی طلاق کو اختیار کی تو ایک
طلاق کہ بائن ہوگی زوج صاحب ہو اسلم کہ زوج نے طلاق بائن کو تفویض کی ہو تو عورت مالک نہیں غیر بائن کی یعنی رجعی کو اختیار نہیں کر سکتی اضراب
بدل اختر ت فی طلقۃ و اختاری تطلیقۃ فاختارت نفسہا طلقت رجعیۃ لتقویضہ الیہا بالصریح والمفہوم البتۃ اذا قال
بالصریح صار صریحا کنایتہ زوج نے کنایۃ امر میرے ہاتھ میں ہو ایک طلاق بین اور اختیار کہ ایک طلاق کو سو عورت نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو
اوسکو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ زوج نے اوسکو صریح طلاق تفویض کی اور صریح طلاق سو رجعی طلاق واقع ہوتی ہو غیر بائن اور لفظ
کہ مونث کا فائدہ دیتا ہو جب صریح سے متصل ہوگا تو بائن بھی رجعی ہو جائیگا چنانچہ العکس اسکا یعنی جب صریح متصل بائن کے ہوگا تو صریح بائن ہو جائیگا
چنانچہ است طالق بائنہ میں طلاق بائن ہی واقع ہوگی جیسے جواب ہو سوال مقدر کا یعنی لفظ امر بالید اور لفظ اختیار کا مونث کا مفید ہو یہ طلاق رجعی کیلئے
کیا و بہ شارح نے جواب دیا کہ جب بائن کے بعد یہ صریح متصل ہوتا ہو تو جیسے یہ صریح ہو جاتا ہو اور صریح کے بعد بائن جب متصل ہوگا تو رجعی ہوگا قد یقع
وشاملہا الیاء بخلاف تطلق نفسک او حتی تطلق فلعی بائنۃ مقید کیا مونث سے تمثال مذکور کے بحر فی اور شمل فی نسخے کو بھی ہو مقید کیا
بسبب مخالفت لتطلیق نفسک یا حتی تطلقی کے کہ اسمیں ایک طلاق بائن ہوتی ہو یعنی اگر کہ بیدک فی تطلیقۃ میں رجعی طلاق ہوتی ہو بے الفصال صریح کے بائن
کے ساتھ اسواسطے کہ فی اور حتی اسواسطے ظرفیت کے ہیں اور ظرف کو اتصال صریح ہو بخلاف اگر کہ بیدک تطلیق نفسک کے یعنی تیرا امر تیرے
ہاتھ میں ہو تا کہ تو اپنی ذات کو طلاق دے یا یوں کہا کہ اگر کہ بیدک کہ حتی تطلقی یعنی تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو طلاق دینے تک کہ اسمیں لفظ طلاق کا مضمر
ہے اسواسطے کہ علت اور غایت شرع کی شرع میں ہوا ہی تو جب صریح بائن سے متصل نہوئی تو بائن ہی واقع ہوگی کذا فی حاشیۃ الرملی کا ان جعل
امرہا بیدہا الی ان تفصل نفسہا متی شئت فلم تفصل فلم تطلق کان بائنا لان لفظۃ الطلاق لم تکن فی ضمنہ
الامر چنانچہ اگر عورت کو طلاق کا اختیار دیا اسطرح کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہو اگر میری طرف سے تو مجکو نہ چھوڑے تو طلاق دے لینا اپنی ذات کو جب چاہا سے
زوج کیطرف سے خرچ نہ پایا ہو عورت نے اپنی ذات کو طلاق دی تو یہ طلاق بائن ہوگی اسواسطے کہ لفظ طلاق کا لفظ امر کی ذات سے متصل نہ تھا جب الفصال صریح
کا بائن سے تیرا تو امر بائن طلاق واقع ہوگی ھم نفس الامر سے بیان واقع مراد نہیں بلکہ لفظ امر کہ بید کہ مراد ہو فتاوی فا و ع مسائل مختلفہ
ثابت رکے قال لہا اختاری اختارت فرأتی فاختارت نفسہا یعنی زوج نے کسی عورت سے کہا طلاق کا اختیار دی میری زوجہ کو سو عورت طلاق کو اختیار نہیں کر سکتی جب تک
وہ مرد عورت اختیار نہ دے اسواسطے کہ زوجہ نے ایک امر کیا جو متملک وہ مرد اوسکو کر سکتا ہو گیا زوجہ کا امور نہ خاصل ہوگا کذا فی حاشیۃ الرملی فالقول لہ
بخلاف اخیرہا بالخلاف قالہ یہ بخلاف اس قول کے اگر زوجہ نے کسی مرد سے کہا کہ خبر کر دی عورت کو اختیار کی سو عورت نے قبل خبر پہنچنے کے اور مرجع
کے طلاق لی تو طلاق واقع ہوگی بسبب اقرار کرنے زوج کے اختیار کی یعنی اس قول میں اختیار مقدم ہو خبر پر تو گویا زوجہ نے خود عورت اختیار کا اقرار کیا قال
انت طالق ان شئت واختاری فقالت شئت واخترت وقد علمت ان زوجہا قال لہا ما امرک بیدک الا واحدۃ فاختاری فقالت

کہ کہا زید سے کہ میں نے اختیار کیا تو زید طلاق واقع ہوگی ایک منکوحہ سے اور دوسری منکوحہ سے اختیار سے قال اختارک الیوم وطلقک امس کہا زید سے کہ میں نے اختیار کیا تجھ کو آج اور طلاق دی تجھ کو کل یہ بھی اختیار ہوا اگر عورت رد کر دیگی تو بھی کام نہ آئیگا اور طلاق واقع نہ ہوگی ولو قال اختارک الیوم واختارک غدا لم تطلق غدا اگر کہا میں نے اختیار کیا تجھ کو آج اور اختیار کیا تجھ کو کل تو عورت رد کر دے اختیار کو تو بھی کام نہ آئیگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اختیار کو آج پر اور اختیار کو کل پر معلق کیا اور تعلیق باطل ہے اور اگر عطف کے واو کو بمعنی او کہا ہو تو اختیار کو آج پر معلق کیا اور طلاق کو کل پر معلق کیا تو طلاق واقع ہوگی کل کو اگر اختیار نہ کرے آج اور اختیار کرے کل تو یہ معنی ہوئے کہ اختیار کو آج پر معلق کیا اور طلاق کو کل پر معلق کیا اور

رشمار میں اور پھر ہوا اور ہوا میں ہے اور اس پر اجماع ہے اور ہمارے نزدیک اس کا قول مخالف ہے بحجہ اقوال مذکورہ اور کہا ہے کہ تین طلاق واقع ہوتی ہیں مگر ایک طلاق رجعی ہے اور اس قول میں کہ امر بید السر بیدہ کہ ذکر اسم اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ہوتا ہے اور اگر ان اقوال میں سے تین طلاق کی نیت کرلی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی ولو طلقہا ثلثاً متفرقاً فی طہر واحد او لا وقع واحدۃ ولا یملک الرجعۃ ولا یحل لہ نکاحہا الا بعد زوج اور اگر اس کو طلاق دی ہو یا خلع کیا ہو یا فسخ کیا ہو یا ایلاء کیا ہو یا ظہار کیا ہو یا لعان کیا ہو یا اس کے ساتھ خلوت کی ہو یا اس کے پاس آیا ہو یا اس کو بوسہ دیا ہو یا شہوت سے اس کو چھوا ہو یا اس کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا ہو یا اس کی شرمگاہ کے اندر کی طرف

اسم اشارہ کہ ایک ہی تو نہیں مجھی و اوقاتی اخراج بیدائی الیوم و امر بیدہ عزاما ھما ثلاثا و لا یدخل اللیل کما لا یخفی اور اگر زوم
کہے کہ اور تیرا تیرے اختیار میں ہو تو ایک اور امر تیرا تیرے اختیار میں ہو کل تو جو چاہے اور اس اسم اشارہ کو دو کلام متصل میں اور انہ میان میں اس سلسلہ میں اختلاف نہ کیا کہ زوم
نہیں کیا اور اس مجلس میں رات داخل نہیں خلاصہ یہ مجلس نہیں کذا فی حاشیہ الدری تنبیہ یہ آگا ہ کرنا شارح کہ یہ مفہوم تاقص و مفہوم ظاہر ہے اقرار انہ
یوقع [illegible] الصادقۃ انہ یوقع قبل قولہ لا بعد ا کا بتر فوقہ مطلب اس کا یہ ہے کہ اختیار عورت کا ہو جانا ہو اور کہ وہ کہے کہ میں نے اپنی
نفس پر طلاق دی اگر الیدہ دم عورت کے وہ کہ میں دو نہیں ہوا تو وہ قول تین ناقص ثابت ہوا لیکن ناقص میں توفیق اس ناقص کی یوں ذکر ہے
کہ امر بیدہ یعنی اختیار عورت کا بیدہ ہوا تو قبول کرے اور کہے کہ قبول کیا کیونکہ یعنی اگر عورت نے ہو تو نہ کہے کہ قبول نہیں کیا تو رد کر سکتی ہے اور نہ قبول کرکے چپکو رہے تو نہیں کر سکتی اقتضاء کے یعنی قرینہ سے اگر کال چپ رہنا قرینہ ایسے کے قبول کرنے پر صرف نہیں لیکن اوسکو رد کر نہیں دے ہو جاتا ہوا اور اقبول سے بیان
ساقط ہو سکتی ہے اور ظاہر مطلب سوال کا ذکر ہے کہ تحریر تین میں یعنی اگر کہے کہ الیوم فقائمین اگر عورت اول ان اختیار کر لی تو دوسرے تین میں اختیار عورت کا باقی نہ رہے گا
اور دو اول سے تین ہوئیں تو اس کو اگر زوج نے کہا کہ تیرا امر تیرے اختصہ میں ہو اس مجلس میں یا اس مجلس کے سوا کسی اور مجلس میں تو اپنے زوج کو چاہے کہ اپنے اوپر سے رد کر دے تو باطل ہو گا اختیار کا
اور سوائے جلس اوسکے کہا اور عائد عورت کو کہ اپنے نفس کو اختیار کر اسکے بعد اوسکو رد کر دیا امام کے خلاف ہے ان دونوں کے اور وجوہ تحریر مختصر ہو چکی وہ ان کے
رد کرنے سے اور سے رد ہوں گا اختیار باقی رہا تو یہ قول اول قول ہوا مناسب ہوا اور وجہ قول امام کی وہ ہے کہ جب تین میں ذکر ہو کہ جب تین کے ساتھ ذکر ہو گا اور تو ہو گا
تعلیق معتبر کریں گے اور اگر وقت ذکر نہ ہوں تو اوسکو تملیک قرار دیں گے جلیے کی کیساں اور زمانہ تعیین میں وقت ذکر ہو تو شارح کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے
مبہم الحق ہے کہ ذکر شارح کو سوا ثبات تاخیر میں منظور ہو جو زوج ناقص کو اتی حاشیہ الدری تبقی لو قالت فی الحال مرا ان کان التفویض خیرا لعدۃ
و ان کان مختلفا کان لہ دخلت الدار او متوقتا کا عادیۃ فی رمضان اس مسئلہ کا کہ اگر زوج نے اول تفویض کی پر اوسکو طلاق بائن دی تو اب باطل ہوا اختیار عورت
کا جواب یہ ہے کہ اگر تفویض مقید تھی مثلاً متی شرط ہو یعنی زمان اوسکا اختیار باطل ہوا اوسکو اگر اب باطل ہو تو نہ ہو آدی عاص ہوا بائن کا یا نہ ہو اور طلاق
رجعی ہو تو نہیں اور اگر تفویض مطلق ہو اسلئے کہ اگر زوج نے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار میں ہو تو اپنے نفس پر جب تک کہ مجلس نہ بدلے یا کسی اور کام میں مشغول نہ ہو جائے
جس سے رجوع کرنا قرار پاتا ہو جائے اور مجلس بدل گئی یا اور کام میں مشغول ہو گئی تو اختیار نہیں رہا اور یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے لیکن بحر الرائق میں قنیہ
سے منقول ہے کہ ظاہر روایت یہ ہے کہ تفویض مطلق مانند تفویض مقید کے ہے یعنی دونوں میں فرق نہیں ہے اور جو امام کی تفصیل متقدمین میں اسکو سطحی کہ
ظاہر روایت یہ ہے قولہ وھو مسئلۃ سوال اوسکا تاسع کے نکتہ پر ہے کہ اگر اوسکا اختیار باطل ہوا تو اوسکو طلاق بائن دی تو اب باطل ہوا اختیار عورت کا
ہے ھم بحر الرائق میں خلاصہ اور بزازیہ سے اسی تفصیل کو نقل کیا ہے یعنی اگر یہ شرط ہو کہ عورت کو اختیار نہیں اور اگر عورت کی طرف سے امر تیرا تیرے
کذا فی حاشیہ الدری قولہ ولو اذعت جعلی امرک بیدک فقالت قبلت فقط لا یصیر امرہ بیدہ اگر اوسکا اطلاق نفس کو چاہے کہ لا یصیر امرہ بیدہ فقط
صحت کو تو اس وجہ سے کہ اوسکی ساعت موتی کی ہے کہ طلاق دی عورت نے اپنی ذات کے موجب امر زوج کے پس اس تفویض کا رجوع کیا تو معدوم ہو گیا اور اگر وہ طلاق ہوتی تھی
قالت طلقت فی المجلس بل قبلت او اکل کا القول لھا کما مر یعنی تحریر سے طلاق دی اپنی ذات کو مجلس میں بلا تبدیل مجلس کے اور زوج نے اوسکا انکار کیا
تو عورت ہی کا قول معتبر ہو گا جعل امرھا بیدھا دون ضربھا فقبلت فضربھا فقبلت لہ لانہ تملیک فرد سے موکل طلاق کہ اختیار دیا
اگر اوسکو تو فقط اوسکو اختیار ہوا اور اوسکا اختیار ہو تو زوج مختلف ہو کر نوع کہتا ہے کہ میں نے تفویض کیا اور وہ کہتی ہے کہ نہیں بلا تفویض کیا تھا قول معتبر زوج کا اسلئے کہ اوسکو
رد کرنے کا حق ہے فتفصل فیھا علی الشرط المذکور یعنی جو قبول ہوتا ہے اس کو اگر عورت کے شرط اصلی پر پایا جائے باب التعلیق میں کہا گیا کہ اگر عورت گواہ لائے کہ

کہ زوج نے اسکو وکیل بنایا تو اگر اس سے یہ کہہ کر قبول ہوں چشمہ نمی گیرم تو شرعاً منعقد نہ ہوگا اور قبول نہیں ہوا ھذا ما ظہر لی فلیتامل الا ان یثبت بالنص ما یخالفہ ماتریدی افضل ماتن فخر فظنہا ابو ھا لم تطلق لان لہ رجعۃ النقوی والقول لہ فیما یخالفہ عورت سے اور اگر عورت کی طلاق طلب کی سو زوج نے اسکو کہا ہے کہ تو مجھسے کیا چاہتا ہے کہ تو میرا جیرا جا ہوا اور یہ کہکر زوج باہر نکلا یہ عورت سے باب ہے اور کہ طلاق رجعی تو عورت کو طلاق ہوگی اگر زوج نے اس قول سے تعریف طلاق کا ارادہ نکیا اور زوج رجعی کا قول اسمین معتبر ہوگا گذا فی الخلاصہ کما یدخل کنایات الا الخلیۃ فی فتاوی قاضیخان اھ اگر زوج نے کہا کہ تو مجھ سے نکل جا یا نکل جا یا نکل جا یا

متفرق ہیں ہوا تو اسکو بھی جلسہ آئندہ میں طلاق دیدیگا اختیار امر ہو گیا کہ جلسہ تین میں توکیل ہوگی تو زوج ہو گئی کہ جو چاہے کرے
یعنی جب ہو گیا تو اسکو بھی جلسہ آئندہ میں طلاق دیدیگا اختیار امر ہو گیا کہ جلسہ تین میں توکیل ہوگی تو زوج ہو گئی کہ جو چاہے کرے یعنی
جب دو جلسہ ہو گئے اور تین نہیں ہوئے تو وکالت باقی رہی اور تین جلسہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط تھی کہ تین جلسہ میں وکالت ہو
تو اب وہ وکیل ہے سوال نہیں کہ کیا کام ہے کیونکہ کام تو کوئی نہیں بتلایا گیا کہ یوں کہے کہ تین جلسہ میں وکالت ہو کیا کہ اتنی عبارت
کہنے کی ضرورت ہے کہ تین جلسہ میں وکالت ہو کیونکہ یہ بھی صحیح ہے فَتَتَقَيَّدُ بِهِ وَهُوَ عَلَيْهِ كَالْوَكِيلِ بِالطَّلَاقِ فَيَتَقَيَّدُ بِالْمَجْلِسِ
وَلَا يَمْلِكُ الرَّدَّ بَعْدَ الرَّدِّ فَيَمْلِكُ الرَّدَّ فِي الْمَجْلِسِ الثَّانِي وَلَا يَمْلِكُ الرَّدَّ بَعْدَ الثَّالِثِ لِأَنَّ الْمُفَوَّضَ إِلَيْهِ
یعنی طلاق دینے کی وکالت کو اگر تراخی چاہے تو اسوقت میں مقید ہو جائیگا اور زوج رجوع کر سکتا ہے بسبب ہونیکے توکیل کے تیسرے جلسہ میں یعنی جب وکیل کی خواہش پر تین
طلاق دیدیں تو اب وکیل کو اختیار نہیں کہ دوبارہ طلاق دیدے کیونکہ اختیار تو ایک ہی بار دیا گیا تھا اور اس نے استعمال کر لیا اور اگر تین جلسہ میں طلاق نہ
ہوئی تو وکالت باقی رہی اسواسطے کہ وکالت میں خواہش بالعموم ہوا کرتی ہے اور وکیل نہیں ہوتا مگر خواہش ہی سے اور اسواسطے کہ وکالت میں خواہش کی تکرار نہیں ہوتی
فِي مَجْلِسٍ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مَلَّكَهُ ذَلِكَ فِي مَجْلِسٍ هُوَ مَجْلِسُ عِلْمِهَا فَأَفَادَ تَعْمِيمَ الْمَجْلِسِ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ طَلِّقْ نَفْسَكِ
مَتَى شِئْتِ أَوْ إِذَا شِئْتِ فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَقَعَتْ لِأَنَّهُ بِبَعْضِ مَا فَوَّضَ إِلَيْهِ وَلَا تَمْلِكُ الرَّجْعَةَ لِأَنَّ الْوَكِيلَ لَا يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ
یعنی عورت طلاق کی خواہش کریگی یہ جب عورت طلاق کی خواہش کریگی اپنی مجلس سلام میں تو وکیل کو طلاق دینا اپنی مجلس میں نہ ضرور اسی مجلس میں اسواسطے کہ
مجلس عورت کی مجلس علم ہے یعنی ذات کو اسکی خبر ہوگی اور وکیل اس مسئلہ سے غافل ہیں یعنی وکالت نہیں جانتا کہ انقطاع
طلاق مشیت کی مجلس کے ساتھ ہے یا نہیں اسواسطے کہ وکالت مجلس کی مقید نہیں کنائی ماشیۃ الولی والطلاق کے ظاہر الروایۃ قال لہا طلقی
نفسک ثلثا واشتبہ فطلقت واحدۃ وقعت لانہ ببعض ما فوض الیہ ولا رجعۃ لہ لان الوکیل لا یملک الرجعۃ کہا زوج نے زوجہ سے کہ طلاق دو اسی مجلس میں اسواسطے
پورا اختیار زوجہ کے ہاتھ میں دیدیا یعنی ذات کو ایک طلاق دی تو یہ ایک طلاق واقع ہو گئی اور اسکو ایک طلاق بعد ہو گئی تفویض زوج کی یعنی جب تک کہ اختیار امر تو بعض کا
بھی ہو گیا اور وکیل ہو گیا کہ تین طلاق دیدیں تو کہ عورت نے تین ہزار کے عوض اپنے کو تین طلاق کا اختیار دیا اور وکیل نے ایک طلاق واقع کی تو واقع ہو گئی اور اگر
وکیل نے زوجہ کو یوں کہا کہ زوجہ کو تین طلاق دو بعوض ہزار روم کے شلاثا اس صورت میں اگر وکیل ایک طلاق واقع کریگا تو واقع ہو گئی لا یقع شیء وان کان
وقع ایک واحدۃ بائنۃ واقع ہو گئی کیونکہ ایک کا تین میں یعنی اگر یوں کہا کہ ایک طلاق دو اسی ذات کو سو عورت نے یکبارگی تین طلاق دیدیں تو کوئی طلاق نہ واقع
ہوگی امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ایک واقع ہو گی وَإِنْ شَاءَتْ ثَلَاثًا فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَقَعَتْ لِأَنَّهُ بَعْضُ مَا مَلَّكَهُ وَلَا يَقَعُ
بِالزَّائِدِ شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَا يَمْلِكُ الْإِيقَاعَ بَعْدَ الْوَاحِدَةِ لِأَنَّهُ لَا يَمْلِكُ الرَّجْعَةَ لِاشْتِرَاطِ الْمِلْكِ فِي الْمُوَكِّلِ فَتَقَعُ وَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ لِأَنَّ التَّفْوِيضَ
لَا يَتَنَاوَلُ الرَّجْعَةَ لِأَنَّهُ تَعْلِيقُ الْحَالِيَةِ أَمْرَهَا بِيَدِهَا وَلَوْ طَلَّقَتْ ثَلَاثًا أَوْ بِوَاحِدَةٍ وَطَلَّقَتْ نِصْفَ الْوَاحِدَةِ يَقَعُ ثِنْتَانِ لِأَنَّهُ مَلَّكَهَا
یعنی طلاق دی عورت نے اپنی ذات کو ایک طلاق اور اسیطرح بالعکس یعنی طلاق دو اپنی ذات کو اسکو سو عورت نے تین طلاق واقع کیں تو تین طلاق واقع ہو گئیں اور
اور نصف تو تین طلاق واقع ہو گئی ہوا تین شرط ہونے موافقت لفظی کے اسواسطے کہ خانیہ کے باب التعلیق میں ہے کہ اگر یوں کہا زوج نے زوجہ کو دس طلاق کا اختیار دیا
اپنی ذات کو دس طلاق دی اگر قبول ہو گیا ہو عورت نے تین طلاق واقع کیں دو اگر یوں کہا ایک طلاق کا اختیار دیا اپنی ذات کو تو دو نصف تو تین طلاق واقع ہو
گئی تو یہ مخالفت لفظی کے اس مسئلہ میں بدون موافقت لفظی کے موافقت معنوی کافی ہے جیسا کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ تین طلاق کا اختیار دیا اور نصف
فَعَلِمْتَ فِي الْجَوَابِ فَرْعًا أَمْرُ زَوْجَتِهِ بِيَدِهَا يُمْلَكُ بِعْضُهَا وَلَوْ حَاصِلَاتِ الْمُخَالَفَةِ فِي الْوَصْفِ لَا تَبْطُلُ خِلَافًا لِأَصْلٍ وَهَذَا إِذَا أَرَادَ بِالْبَعْضِ مُعَلَّقًا
بِمَشِيئَتِهَا فَإِنْ طَلَّقَتْ بِمَشِيئَتِهَا فَعَلِمْتَ أَنَّ تَفْوِيضَ الطَّلَاقِ تَعْلِيقٌ لَا تَنْجِيزٌ فَافْهَمْ إِلَيْهَا حَانِيَّةٌ مَحْصُولُ اگر کہا مرد نے عورت کو طلاق بائن کی
کا سو عورت نے جواب میں بالعکس کہا یعنی پہلی سو تین طلاق بائن اور دوسری صورت میں طلاق رجعی اور دو واقع کی تو وہی طلاق واقع ہو گی جو کہا زوج نے اور کیا عورت
نے اہل طلاق حاصل ہوا بعضہ زیادتی وصف کے یعنی جس مرتبہ اصل تام ہو چکی اور وصف لغو ہو جائیگا اور خلاف کیلئے ان مسائل کے جو کہ مخالفت
جواب کی تفویض سے اگر وصف میں ہو تو یہ مخالفت جواب کو باطل نہیں کرتی بلکہ وصف باطل ہوتا ہے جیسا کچھ بائن اور رجعی کی مخالفت مخالفت مخالفت وصف
کا اور صحیح جواب باطل ہو جاتا ہے جبکہ ایک کے نزدیک ایک طلاق کی تفویض میں تین طلاق واقع کرنا اور یہ وصف کا لغو ہونا اور یہ جب تفویض تو جمع
کا اور صحیح جواب باطل ہو جاتا ہے جبکہ ایک کے نزدیک ایک طلاق کی تفویض میں تین طلاق واقع کرنا اور یہ وصف کا لغو ہونا اور یہ جب تفویض تو جمع
وَإِنْ شَاءَتْ ثِنْتَيْنِ فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَقَعَتْ وَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ قَالَ فِي الْبَحْرِ قَالَ فِي الْخَانِيَةِ قَالَ لَهَا أَنْتِ طَالِقٌ إِنْ شِئْتِ فَطَلَّقَتْ إِنْ شِئْتُ قَالَ

شئت بيني الطلاق او قالت شئت ان كان العدد هو اي لو ردد بعد كان شاء اني او ان خالد الليل وهو في النهار طالق لا يقع لعدم الشرط لانها
عورت كو طلاق ہو اگر وہ چاہے عورت نے کہا مرد نے کہا میں نے چاہا اگر تو نے چاہا ہو اس قول سے طلاق کی نیت کی یا عورت نے جواب میں یوں کہا کہ میں نے
چاہا اگر ایسا امر ہو جس امر معدوم پر تعلیق کی مراد امر متعذر ہو اور امر ہو محال الوجود ہو لیکن مرد نے موجود جیسا سمجھا تھا یعنی میں نے چاہا اگر سورج جاتا ہا
یوں کہا کہ میں نے چاہا اگر سورج اور چاند اکٹھے ہوں تو ان دونوں سے تو ان دونوں سے طلاق ہوگی اور یہی طلاق واقع ہوتی ہے عورت کے چاہنے سے جبکہ وہ طلاق کے
اسباب پاتی ہو مثلاً اگر اس کو اور اس کے خاوند کو ایک جگہ جمع دیکھا ہو اور عورت ایسی صفت کو موصوف ہو جس صفت کو موصوف ہونے میں شوہر اس کا ہو مثلاً اگر کہا
ان كذا لا مرد فمضى اذا فيما مضى لتحقق رجوعه كان كان كنت في الدار وهو ذهب او كان كذا لما لا يعرفه به مثلا لطلاقه انه يخبر او اگر
انفس ذکر کرے کے جو اس عورت کی نسبت کہتا ہے اگر ایسا ہو یعنی معلق کیا امر ماضی پر مراد ماضی سے وہ امر ہو جو ثابت الوجود ہو جیسا عورت کے خاوند نے کہا اگر میرا باپ
گھر میں ہو اور خاوند کو اور عورت کو معلوم ہو کہ باپ گھر میں نہیں ہے چاہا اگر یہ عورت اس وقت ان نہ جانتی ہو جس سے طلاق ہو مثلاً اگر عورت مطلقہ ہو گی
اسے وقت اس مسئلہ کی تطلیق امر ثابت الوجود زید و حقیقت علیہ میں یہ کہ مجرد ہو قال بها ان شئت طالق متى شئت او اذا شئت او اذا ما شئت
فردد ذا الامر ما لم يرد او يرجع كما لا يخفى لا تطلق نفسها الا واحدة لانها لا تملك الا فعال قيامك التطليق في كل زمان لا تطليقا بعد
تطلیق کیا عورت ہو کہ تو طلاق ہے جب چاہے جس وقت چاہے جس گھڑی چاہے جس گھڑی چاہے جس وقت چاہے تو طلاق ہے یوں کہا عورت نے کہا اگر تو نے چاہا اگر جب چاہا
مرد نے جانچا ہو جو عورت کو یہ کہا میں نے اپنی ذات کو طلاق چاہی ہو دوسری مجلس میں یوں کہا ہو میں نے چاہا ہو تو عورت ہو اس کو
تین طلاق کو ایک مجلس میں مسلم ہے کہ ہو جاتی ہیں اور مرد نے طلاق چاہی ہو اس لفظ عموم کا جو اس صیغہ میں افراد کے تو اور اس صیغہ اور قرینہ کا ارادہ صحیح ہے تین طلاقیں
بعدد واحد آخرا لا يقع الا واحدة ان كانت طلقت نفسها ثلثا متعرقة والا فالمتفرقة بعدها بعد عدتها وهي بسنة السلام لا ثانية ولا ثالثة اور اگر طلاق واقع کی
عورت کو بعدد دو تو رجوع کرنے کو طلاق نہ واقع ہوئی اگر اپنی ذات کو تین متفرق طلاق دی ہوگی اگر زید نے مخالف ہے کہ ذات طلاق کی خاصیت سے اسنے
تین طلاق متفرق اور تین متصل پڑتی ہیں اور اسنے طلاق سنی ہوگی یا بدعی ہے یا نہیں ہے تو اسنے کہا ہو گی یا اور باقی ذات پر طلاق واقع کی تھی یا
ثانی واقع ہوگی اور اسطرح کو تفصیل ہوگی اس کی اول کا ذکر تھی تو اس ملکانہ ثانی ہوتی ہے اور اگر عورت نے اپنی ذات پر مطلق طلاق خود اپنے کی تھی یا
تین طلاق ایک مجلس میں کہی کی ہیں یا لفظ ایک ہی طلاق یا دو طلاق ایک مجلس میں واقع کی تھی تو صحیح کہتی ہو متفرق طلاق واقع کرنیکا اختیار ہے بعد دوسرے
زوج کے اور اسکا مسئلہ الیمین نام ہو جواب التعلیق او باب الرجعة میں اور کہا انت طالق حيث شئت او اين شئت او اني شئت او اذا شئت او في
التعليق ان قامت من مجلسها قبل مشيتها لا مشيتها لها تهاما للبر او لا تعلق الطلاق به محملا خلافا عن ان لا تهام الباب
کہا تو مرد نے انت طالق حیث شئت یعنی تو طلاق ہو جہاں چاہیں تو کہا انت طالق این شئت یعنی تو طلاق ہو جس گھر تو چاہے عورت طلاق نہ پڑیگی اگر
جب کہ جا اٹھیگی مجلس علم میں اور اگر اوٹھ کھڑی ہوگی اپنی مجلس سے قبل مشیت کے تو اب اوسکی خواہش کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اسواسطے کہ حیث اور این موضع
ہیں اور اسطرح مکان کے اور ملا کا کہ طلاق کو کچھ تعلق نہیں مکان سے تو مکان کا وجود اور عدم بالنسبت طلاق کے برابر ہوتا ہے اسواسطے حیث اور این اختیار کرنے
یعنی ان شرطیہ کے تو اوہ گی اسواسطے کہ ان شرطیہ اصل ہو باب تعلیق میں علاقہ فجا کا ہے کہ وقوع اور شرط میں مناسبت ہے اسواسطے معطوف بدون واسطے
نہیں ہوتا جیسے کہ شرط واو بدون الشرط کے نہیں ہوتا کذا فی حاشیۃ الدرنی والطحطاوی وفي كيف شئت يقع في الحال رجعية
اور انت طالق کیف شئت یعنی
میں یعنی تو طلاق ہو جس طرح کہ تو چاہے جو ایک طلاق رجعی فی الحال واقع ہوگی یعنی قبل مشیت عورت کے طلاق رجعی ہوگی امام کے نزدیک اور صاحبین کے

صحت طلاق نوکی دلیل عام ہی کہ جو زوج سے طلاق کو خود واقع کرے اور وصف طلاق میں بھی داخل ہے کہ زوج کہ یہ ہمارے کہ اپنی عبارت الطلاق کان شاءت بائنۃ او ثلثا وقعت ما شاءتہ منہ نیتہ ولو اقر جمیعا لم یقع علیہ الا واحدۃ بائنۃ وان طلبا الامر فقبل الزوج او البعض قبل الدخول طلقت بعدد ما قبلہ سوا کہ کہ صحت طلاق میں شرط ہے کہ طلاق اپنی کو بتایا تو یہ طلاق واقع ہوگا جو کہ وہ جاہلیگی سو اسکو کہ وہ جاہلی وصف اور جو وہ ہیں شرط ہے کہ طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہے دیوے کے مخالف نہ ہو شرط نہ ہو ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر شوہر نے دو کی تعداد کی تھی اس سے زیادہ کی تعداد ہوگی اصل و قوع ہوگا

معلق کرنے میں ملکا ہو اور ایقاع طلاق تعلیق میں تعلیق علت سے مربوط کرنے حصول مضمون ایک کلام کا متاخر حصول مضمون دوسرے کلام کو یعنی مضمون جزا کو مشروط سے کنایہ اور کنایہ کا ہر کو تعلیق کہتے ہیں چنانچہ ہدایہ میں ہے طلاق ان دخلت الدار تعلیق ہے اسکا کہ طلاق کی تخاطب کی وقوع اس پر دخول یعنی طلاق کا حصول دخول کے ساتھ کائن فی السماء فهو قمر خبر المبتدا محذوف ای هذا قمر اور تعلیق کو کہتے ہیں یعنی مجازاً کہتے ہیں وشرط کون الشرط معلقا علی ما علق علیه خبر ان ہو تعلق کے ساتھ جو معلق علیہ کے ساتھ ہو یعنی طلاق کا حصول دخول کے ساتھ کان کائن السماء فهو قمر خبر المبتدا محذوف ای هذا قمر اور تعلیق کو کہتے ہیں یعنی مجازاً کہتے ہیں وشرط کون الشرط معلقا علی ما علق علیه خبر ان ہو تعلق کے ساتھ جو معلق علیہ کے ساتھ ہو یعنی طلاق کا حصول دخول کے ساتھ

آسمان ہمارا اور زمین پر قمر ہونا محال نہیں قمر اثبات الوجود جیسے انکانت السماء فوقنا یعنی ہر تعلیق تعلیق نہیں الگ کہ کوئی یوں کہے کہ اگر طلاق ہو تو طلاق ہو اگر وقوع طلاق واقع ہوگی کیونکہ یہ تعلیق الا بالخطر اور شرط محض تعلیق کی ہر شرط تعلیق نہیں بلکہ وہ شرط تعلیق ہے جو خطر ہو یعنی اگر طلاق پر معلق ہو اگر وقوع طلاق واقع ہو گ

سبب تعلیق میں جیسے کہ کہا ہی میں ولو قال لھا انت طالق بالاشارۃ او ملفاظ الوصف اور اگر کہے گا اپنی عورت کو طالق کی طرح یا جیسی عورت ہے اس جیسی میں کہے گا تو طلاق ہو جائے گی اگر کہا ہو اس سے نکاح کرنے کا اور اگر کہے گا اسکو کہ وہ میں ہو جائی اس شہر کے مگر نہیں جائے گی مگر ہو اجازت شوہر کی اپنی اجازت کو چھوڑ کے یا بغیر اجازت ہو گی اسکو وصف معتبر کا تو خبر ہو گی اس وصف میں ہو صف کی کیا حاجت ہے بلکہ ہو صفت معتبر کی وہ خبر ہو صفت کی ہو تو

بتوی اس پر دینا کچھ نہ گنا ہی اگر زلیہ شریف الاسلام حنفی اور موصوف نے فتاوائے درمختار کی عبارت کو سمجھ کر کیا ہے تو وقت ضرورت کے اپنی رفت پر عمل کرے علوم الٰہی کے کیا اسکا علم نہیں کہ تو مفتی ہے تمام لوگ ہم مذہب پر اہ نہیں اور جو اہل حق ہیں زاویہ معتزلہ میں مشغول ہیں کہاں سے زمانہ میں صحیح معین کو جانچ حنفی مذہب کو اطمع کر کے تلاش پاس جائیں اور اپنی معین کا فوز کریں ہی مختار ہم طرف نکاح فضولی کے بیان کرے سوحالانکہ نکاح عورت سے کر دیا اور جب تک اجازت نہ دی ہے نکاح کر دیا تو اس تدبیر سے نکاح کبھی ہو گیا اور جانت بھی نمودار کنداں حاشیہ الدرالمختار وَمُبْطِلُ التَّخْيِيرِ الثَّلَاثِ إلَّا قَوْلَهَا فِي الثَّانِيَةِ لَا تَعْلِيقَهُ لِلثَّانِيَةِ وَمَا وَهِمَا اور باطل ہو گیا ہوئی حال تین طلاق واقع کرنے کے حق میں اور دو طلاق لونڈی کے حق میں تین طلاق کی تعلیق کو اور تیسری سے کہ کوئی مبطل نہ ہو تین طلاق یا تین کی بیر ایک جدید تین طلاق کو بلا تعلیق سے فی الحال واقع کر دیا تو اگلی تعلیق کا کچھ اعتبار نہ رہا اگر اس طلاق سے بعد رجعت کے نکاح کر دیا اور بعد اسکے شرط تعلیق پائی جائیگی تو طلاق نہ واقع ہوگی لانَّ الْمُضَافَةَ إلَى الْمِلْكِ كَالْحَاصِلَةِ تحریر تین طلاق کی بمنزلہ ہے تعلیق کی مگر اس تعلیق کو موجلہ کہ کر جو سوچا ہو اضافت ہے مبطل نہیں چاہے سابق میں مذکور ہو چکا ہو اور تعلیق مضاف سوء ہے تعلیق ہو جو لفظ کہا ہو چکا ہو مگر تاز و بمنکب فاضیہ طلاق یعنی جو بار بار کہنے میں تحریر ہو چکا کردن تو دو طلاق ہو تو تحریر تین طلاق کی اس تعلیق مضاف کی مبطل نہیں ہو سکتی کذا فی حاشیہ الرملی وطحطاوی کے کہا ہے جو شاہد ہے کہا کہ یہ سئلہ مگر ہو چکا سو درست نہیں اسوسطے کہ سابق میں ہے کہ تحریر نہیں ہوا لانَّهُ تَعْلِيقٌ مَعْنًى وَلَهَا مبطل تعلیق تین کی نہیں تین طلاق سے کہ تحریر اعلام ان التعليق لَيْسَ بِزَوَالِ الْحِلِّ لَا بِزَوَالِ الْمِلْكِ رہا یہ کہ تعلیق طلاق کی باطل ہوتی ہو زوال حلت سے نہ زوال ملکیت سے اور حلت زائل ہوتی ہو بنسبت کہ تحریر سو ہو تین طلاق ہو تین اور دو طلاق سے تو بڑی میں ہر جب تین طلاق کے بعد عدا ہی کامل ہو گئی اور حلت باطل ہو چکی تو اب و قوع طلاق کا محل باقی نہ رہا تو تعلیق بھی باطل ہو گئی اور جو حلت کہ بعد رجوع ثانی کے پیدا ہوگی وہ بالفعل جدید ہے اور معدوم لانَّ اعْتِبَارَ كَوْنِ الثَّلَاثِ أَوَامِرَ وَظَاهِرٌ فَهُوَ الْإِيقَاعُ الثَّلَاثُ ثُمَّ تَخْرِيجُ الثَّلَاثِ ثُمَّ تَنْجِيزُهَا بَعْدَ التَّعْلِيقِ بَطَلَ التَّعْلِيقُ فَلَا يَقَعُ بِمَا يَجِيءُ بَعْدَهُ اعتبار کے نہیں تین طلاق یا کہ تو کی تعلیق و دخول اور جو کچھ بیر ی الحال تین طلاق کو واقع کر دیا پھر نکاح کیا اور اسی عورت سے بعد تحلیل تین رجع ثانی تو اگر زوج نے تین طلاق یا کہ تو کی تعلیق و دخول اور جو کچھ بیر ی الحال تین طلاق کو واقع کر دیا پھر نکاح کیا اور اسی عورت سے بعد تحلیل تین رجع ثانی تو باطل ہو گئی تعلیق مذکور تو نہ واقع ہوگا کہ عورت کے دخول اور اسی سوسطے کہ اثر تعلیق کا بہ کچھ باقی نہ رہا تعلیق کے وقت کی حلت بالکل مٹ گئی اور حلت حادثہ سوا اس تعلیق کو کچھ علاقہ نہیں وَلَوْ كَانَ أَخْرَجَهَا الزَّوْجُ بِمَلْكٍ فَيَقَعُ الْمُعَلَّقُ كَمَا لَوْ اور اگر زوج نے تین طلاق یا کہ تو کی تعلیق کی پھر فی الحال دو طلاق یا ایک طلاق کو واقع کر دیا تو تعلیق نہ باطل ہوگی تو بالکل معلق واقع ہوگا تعلیق اسوسطے باطل ہوئی کہ حلت زوج کی ایک یا دو طلاق سے زائل ہوئی زوج کو طلاق حادثہ ایک یا دو طلاق کی بدون رجع ثانی کے مطلقہ کی بنسبت اسی نکاح کر لینا اس سوء تین تو فقط ملکیت زوج کی بسبب مینونت صغری کے زائل ہوئی تھی اور ثابت ہو چکا ہے کہ زوال ملک سے تعلیق باطل نہیں ہوتی ہر مسئلہ علت باقی ہو تو تعلیق بھی باقی ہو جب عورت زوج مطلق محقق کے پاس سو کر گئی اور شرط پائی جائیگی تو جملہ طلاق کی تعلیق ہوئی تھی سب واقع ہو گئی خواہ ایک طلاق ہو خواہ دو خواہ تین وَاحِدَةٌ بَقِيَّةُ الْأَوْلَى وَهِيَ مَسْئَلَةُ الْهِدَايَةِ اور واقع کرنے تین امام محمد بقیہ اور واقع کرنے تین جب تحریر تین طلاق سو کر گئی ہوئی تو بتصدیر ملک اول میں بعد طلاق کے باقی رہ گیا اور تین بعد وجود شرط کے واقع ہوں گے مثلاً رجع سے تین طلاق کی تعلیق کی اور فی الحال واقع کر دی اور بعد رجع ثانی کے پھر زوج اول کے نکاح میں عورت آئی اور شرط تعلیق کی پائی گئی تو دو طلاق واقع ہوئی اور اگر ملک اول میں دو طلاق کی تحریر ہوئی تھی تو ایک سے بھی طلاق واقع ہوگی اسوسطے کہ اتنا ہی بقیہ تھا ملک اول کا اور یہ مسئلہ زوجہ کا ہے جواب اچھا ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تحریر تا دو ثلث میں اتفاق ہے تین اور محمد تعلیق باطل نہیں ہوتی لیکن خلاف ہے وقوع معلق میں تحریر کے نزدیک کل معلق واقع ہوتا ہے اور تحریر کے نزدیک جتنے میں طلاق سے باقی رہا اتنا واقع ہوتا ہے وَهُوَ وَاحِدٌ فَيَقَعُ وَاحِدٌ ثُمَّ تَنْجِيزُ تَنْتَدِفِ فَتَكُونُ بَعْدَ رَجْعَةٍ فَتَقَعُ وَاحِدَةٌ اور یہ مسئلہ اس سوسطے کہ زوج ثانی نے طلاق مجرد کہہ دی کہا تو ہوا اسکا وصف ہی نہا تو زوج اول کو ملک جدید ہیں تین طلاق کا مختیار حاصل ہوا پھر جیا یک

فقط واللہ اعلم بالصواب

اور بعد از ان کہنا تین طلاقیں واقع ہوں گی اور کہنا کہ تو میرے کہنے سے نہ نکلی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور ان عبارتوں کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ یہ
تعلیق بالشرط کی عبارتیں ہیں اور تعلیق بالشرط کا یہ حکم ہے کہ جب شرط پائی جائے تو جزا واقع ہو جائے اور یہ عبارتیں اس حکم کے خلاف ہیں
اور اس حکم کے خلاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تعلیق کے لئے یہ شرط ہے کہ جزا کو شرط کے ساتھ ملا کر کہے اور ان عبارتوں میں جزا کو شرط کے ساتھ
نہیں ملایا ہے اس لئے یہ عبارتیں تعلیق کے خلاف ہیں اور جب تعلیق کے خلاف ہیں تو تعلیق باطل ہو گئی اور جب تعلیق باطل ہو گئی تو
طلاق واقع ہو گئی اور جب طلاق واقع ہو گئی تو عورت اس پر حرام ہو گئی اور اس کے ساتھ نکاح کرنا زنا ہو گا اور اس کے ساتھ صحبت کرنا
زنا ہو گا اور اس کے ساتھ رہنا زنا ہو گا اور اس کے ساتھ رہنے والے سب لوگ زانی ہوں گے اور اس کے ساتھ رہنے والے سب لوگ
زانی ہوں گے اور اس کے ساتھ رہنے والے سب لوگ زانی ہوں گے اور اس کے ساتھ رہنے والے سب لوگ زانی ہوں گے اور اس کے
ساتھ رہنے والے سب لوگ زانی ہوں گے

ملکہ کلما امرتہ فعلت کہ جب کہ اس نے کہا کہ جب کبھی میں تجھ کو حکم کروں تو کرے تو اس کا کہنا کرنا طلاق ہے اور اگر کہا کہ جب کبھی میں تجھ کو حکم کروں تو نہ کرے تو اس کا کہنا نہ کرنا طلاق ہے اور اگر کہا کہ جب کبھی میں تجھ کو حکم کروں تو کرے یا نہ کرے تو اس کا کہنا کرنا یا نہ کرنا طلاق ہے

وَاِنْ اخْتَلَفَا فِی وُجُوْدِ الشَّرْطِ فَالْقَوْلُ لَهٗ مَعَ یَمِیْنِهٖ فَالْقَوْلُ لَهٗ مَعَ الْیَمِیْنِ لِاِنْکَارِهٖ الطَّلَاقَ اور اگر اختلاف کریں وجود شرط میں تو قول اس کا ہے قسم کے ساتھ کیونکہ وہ انکار کرتا ہے طلاق کا

یعنی جب شوہر نے کہا کہ جب میں تجھ کو حکم کروں تو کر اور عورت کہے کہ تو نے حکم کیا تھا میں نے نہیں کیا تو قول شوہر کا ہے قسم کے ساتھ کیونکہ وہ انکار کرتا ہے طلاق کا

وَاِنْ اَقَامَ کُلٌّ مِّنْهُمَا بَیِّنَةً فَالْبَیِّنَةُ بَیِّنَةُ الزَّوْجِ لِاَنَّهَا تُثْبِتُ الزِّیَادَةَ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے مقبول ہوں گے کیونکہ وہ زیادتی ثابت کرتے ہیں

یعنی جب شوہر نے کہا کہ جب میں تجھ کو حکم کروں تو کر اور عورت کہے کہ تو نے حکم کیا تھا میں نے نہیں کیا تو قول شوہر کا ہے قسم کے ساتھ کیونکہ وہ انکار کرتا ہے طلاق کا

وَاِنْ اَقَرَّ بِالْفِعْلِ وَاَنْکَرَ الْاَمْرَ وَقَعَ عَلَی الْاَصَحِّ اور اگر شوہر نے فعل کا اقرار کیا اور حکم کا انکار کیا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ جب میں تجھ کو حکم کروں تو کر اور عورت کہے کہ تو نے حکم کیا تھا میں نے نہیں کیا تو قول شوہر کا ہے قسم کے ساتھ کیونکہ وہ انکار کرتا ہے طلاق کا

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا وَقَعَ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ الْیَوْمَ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا لَمْ تَطْلُقْ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا وَقَعَ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ الْیَوْمَ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا لَمْ تَطْلُقْ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا وَقَعَ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ الْیَوْمَ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا لَمْ تَطْلُقْ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا وَقَعَ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع ہو جائے گی

وَاِنْ قَالَ اِنْ لَّمْ اَضْرِبْکِ الْیَوْمَ فَاَنْتِ طَالِقٌ فَقَالَتْ قَدْ ضَرَبْتَنِیْ وَلَمْ یَضْرِبْهَا لَمْ تَطْلُقْ فِی الْاَصَحِّ اور اگر کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

یعنی جب شوہر نے کہا کہ اگر میں تجھ کو آج نہ مارا تو تجھ کو طلاق ہے پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ کو مارا اور شوہر نے نہ مارا تھا تو اصح قول پر طلاق واقع نہ ہوگی

ان حضت فانت طالق وکذا ان کنت حائضا ویکفیہ حیضۃ واحدۃ ان طلقہا فی طہر لم یقربہا فیہ وان قال ان حضت فانت طالق ثم حضت وطہرت طلقت واحدۃ بلا عدد ولو قال ان حضت حیضۃ فانت طالق ثم حضت وطہرت طلقت واحدۃ بلا عدد ولو قال ان حضت

ہوگی اور اسکو عدت لاحق ہونے کے مقتضی نہیں ہوئی اور اسکو بائنہ واقع ہوگئی طلاق کی وجہ سے اور اسکو ثلاثا واحدۃ یا ثنتین دفعۃ کی اول بقع ثنتان قضاء ثلاثا اور اگر عورت ایک لڑکا اور دو لڑکیاں اور سیلا اور اسکو معلوم نہیں تو وہ ثلاثا طلاق باضابۃ قضاءً واقع ہوگی اور نہیں پاسکتا باضابۃ کے اسکو سکو اگر لڑکا اول یا سیلا میں ہو کا تو نہیں ہوگا تو نہیں ہوگی ایک اسکو سبب اور دوسری لڑکی کو سبب اور اگر لڑکا آخر ہوگا تو وہ طلاق لیلی لڑکی کے سبب کی ہے ہیرانی اور دسکو کہنہ واقع ہوگا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ثلاثا عن الدر وان ثلاث ثلاثا بین وجاریۃ فواحدۃ قضاء وثلث ثلاثا اور اگر عورت ایک لڑکا اور دو لڑکیاں جاریہ حیض اور سیلا اور اسکو معلوم نہیں تو وہ ثلاثا طلاق واقع ہوگی اور جاریہ حیض سیلا کے تین اسکو سکو اگر وہ ثلاثا میں ہو تو ایک صدق ایک غلام کے سبب سے واقع ہوگی دوسری غلام کے سبب سے کہ وہ واقع ہوگا اسکو سکو تعلیق اجل ہوئی بسبب قول غلام کے اور نہ لاوت جاریہ حیض کے سبب ہوگی اسکو سکو انقضاء عدت اور اسکی دلالت سوئے متعلق ہے اور اگر جاریہ اول ہو یا وسط تو تین طلاق واقع ہوگی ایک طلاق بسبب اول غلام کے اور دو بسبب جاریہ کے تو ہیرے کے قضاء میں ایک کو اور تین کو تو قضاء میں اقل لازم ہوگا اور نہ یا قضاء کے اکثر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی ھذا ان قال ان کان حملی فانت طالق ثلاثا فانت طالق واحدۃ وان کان جاریۃ فثنتین فولدت غلاما وجاریۃ لم تطلق لان الحمل اسم للکل فما لم یکن الکل غلاما او جاریۃ لم تطلق اور یہ مسئلہ دلالت کا مخالف ہے مسئلہ حمل سو اسطرح کہ اگر کسی زوجہ سے کہ اگر میرا حمل لڑکا ہو تو تجھکو ایک طلاق ہو اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں ہیرہ لڑکا اور لڑکی کے ساتھی جنی تو طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ حمل ہو کل کا اسواسطے اسمیں نہیں معلوم ہوتا کل حمل لڑکا یا لڑکی ہوگا تو جبتک کل حمل لڑکا یا لڑکی ہوگا تو طلاق واقع ہو گی بسبب یا ہی کے شرط کو ولکن ان قال ان کان فی بطنک غلاما والمسئلۃ بحالہا بالعموم تا اور اسطرح طلاق دو واقع ہوگی اگر خوبچہ نے کہا کہ خوبچہ پیٹ میں ہی اگر وہ لڑکا ہو تجکو ایک طلاق ہو جبرہ لڑکا اور لڑکی کے ساتھی جنی تو طلاق دو واقع ہوگی جیسے عموم لفظ اگر کہا طلاق ہے یعنی ہے فی البطن لڑکا ہو تب طرح یا ہی طاہ کہا ہے اسمیں ثلاثۃ ان کان فی بطنک غلام او جاریۃ والمسئلۃ بحالہا انہ یقع الثلث لعدم اللفظ العام بخلاف مسائل کے میں مسئلہ ہو کہ اگر زوجہ نے کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو تو تجکو ایک طلاق ہو اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہیں ہیرہ عورت لڑکا اور لڑکی کے ساتھی جنی تو تین طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ اس قول میں کوئی عام لفظ نہیں کہ جمیع ما فی البطن مراد ہو بلکہ لفظ فی البطن کا لڑکا اور لڑکی دو ذوات متفارق آتا ہے فروع مسائل ملحقہ شارح نے لو علق طلاقہا بتحیلہا لو تطلق حتی تلد لاکلہ من ستین من وقت الیمین اگر سلمی کی طلاق کو عورت کے حمل پر تو طلاق اسیوقت واقع ہوگی یہانتک کہ جنو دو برس سے زیادہ وقت تعلیق سے یعنی تعلیق کے جبتک دو برس سے زیادہ دلالت ہو گی طلاق نہ واقع ہوگی اور اگر قبل دو برس کے جنی یا پوری دو برس میں جنو تو طلاق ہوگی اسواسطے کہ احتمال ہو کہ شاید حمل تعلیق سے پایا ہو کذا فی حاشیۃ الدری قال ان ولدت ولدا فانت طالق او اخرج او اذا فانت طالق ولدا میتا لم تطلق حتی تلد ولدا میتا او آذا ہی ہیرہ عورت مردہ لڑکا جنی تو طلاق واقع ہوگی اور لڑکی جنی آذا ہوگی اسواسطے کہ مردہ کو بھی لڑکا کہتیہیں قال ان کلم فلانا او ان ولدت فانت حرۃ فعقیبی بہ الید کو جو ہم کہا ہے کہ اسنے کہا اگر تو جنی گی تو آذا ہو جبرہ مردہ لڑکا جنی تو اسکو سوام ولد کی عدت منقضی ہو جاتی کذا فی المحیط ہو ہم علمی اور منطقا کے مخیرین ہیں کہا کہ اس مسئلہ میں مسمود واقع ہوا ہو اسواسطے کہ عدت نہیں ہوتی گر جبکہ آذا ہو تو کذا ذادی ثابت نہیں ہوتی گر جبکہ ولادت کے تو کہ ولادت سے منقضی ہو گی شیخ رحمتی محشی نے جواب دیا کہ قیاس تو یہی ہے لیکن عدت سے مقصود تو یہ ہو کہ رحم کی صفائی معلوم ہو اور ولادت سوء صائع ثابت ہو گئی مغنا ولادت ہی پر اکتفا کی ہو اسلم کنانی فی حاشیۃ الدری حتی النفاس والطلاق ولو التلث بشیئین حقیقۃ تتکرر الشرط او کان جاء زید وبکر فانت کذا یقع المعلق ان وجد الشرط الثانی فی الملک ولا یشترط الملک حالۃ الیمین والمسئلۃ بحالہا تعلیق کی حالت میں طلاق کی کوئی علت ہوں دو چیز پر فی الحقیقت وہ تعلیق موجب تکرار نے شرط کے اسطرح کہ اگر آدمیگا نہ اور اگر آدمیگا تو تو طالق ہو یا تعلیق دو چیز پر دون تکرار شرط کے ہو اسطرح کہ اگر آدمیگا زید نہ اور بکر تو تو طالق ہو یا آذا ہو تو شرط اور طلاق موقوع ہوگی اگر شرط فی الملک میں پائی جائیگی اگر چہ طلاق کی تعلیق دوسری شرط پر ہو اگر ہی ہے ملک کے وقت یعنی تعلیق ٹوٹنے کے وقت ملک موجود ہو جبرہ شرط فی الملک میں حاصل ہوئی تعلیق وہ واقع ہوگی اور شرط اول کا ملک میں حاصل ہونا

بخلاف تیسری صورت کے مسئلہ رجعی ہوتا ہے یعنی چار صورتیں ممکن ہیں پہلی صورت یہ کہ دو تو ہیزیں ملک میں ہوں اور تیسری ملک میں ہو تو ہیزیں ملک میں تو پہلی دو تو ہیزیں سے تین طلاق ہو گئی تیسری صورت یہ کہ اول چیز ملک میں ہو گئی تو دوسری تو ہیز سے تین طلاق ہو گئی چوتھی صورت یہ کہ دوسری چیز ملک میں ہو گئی تیسری سے تین طلاق واقع ہو گئی علی الثلث والبقیۃ کلہ بالوطی حتی بالتقاء الختانین ولو بعد ألف سنۃ بعد الإیلاء لات للمدۃ لیس بوطی حتی لا یثبت الإحلال للأول ولا سقوط الکفارۃ بالعود ولا الرجعۃ بالقول ولا الفیئۃ بالجماع ولا یحد بہ ولا یحصن ولا یحل للمطلق الثلث ولا للمحلل وطؤہا ولا یحل لہا تزوج غیرہ ولا یحل لہ تزوج

لیکن وہم نہ ہو کہ اس نسبی کے لیے اور اس سببی کے لیے بلکہ ان پانچ میں سے کسی کے مفہوم پر کہ صریح ہو یا کنایہ طلاق یا تحصیل طلاق کو فاصل کرنا
آئندہ کی مثال جیسا کہ انت طالق طلاقا انشاء اللہ اور فاصل تحصیلی کی مثال جیسا کہ انت طالق واحدۃ او اثنتین انشاء اللہ اور فاصل لیب فاصل کی جو صریح ہو
کہ طلاق کا لفظ ہو یا کنایہ جو صریح معنی طلاق کے لیے بنایا گیا ہو انشاء اللہ اور صفیہ طلاق کی مثال جیسا کہ انت طالق واحدۃ او اثنتین انشاء اللہ اور
انشاء اللہ جو ہے [illegible] ہو یا نہ ہو مگر اس کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ہم یہ کہیں کہ انشاء اللہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ انت طالق
انشاء اللہ واحدۃ تو واحدۃ بھی واقع نہ ہوگی حالانکہ ایسا نہیں ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ انشاء اللہ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر اس کا فاعل نہ ہو اس کو
لفظ طلاق نہ موصوف ہو اسطرح طلاق جیسے کہ توجیہ کنندہ نے بیان کیا ہے تو واقع ہوگا بہت سے مشائخ کا اور اگر ہم یہ کہیں کہ انت طالق انشاء اللہ تو نہ طلاق
نہ واقع ہوگی اس سے کہ صحیح فاصل نہ ہوا بہت سے مشائخ کا کما تقدم فاصل تحصیلی ہو جیسا کہ مصنف نے کہا ہے الا ان یقصد بہ الاستثناء
الا الاصح قیدہ وقع کما فی البحر اور اگر نہ ہو سے تعلیق اور یا سے انشاء اللہ تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں کی نیت سے نہ ہو تو بھی کیا نیت ہے کہا ہے
قیدہ وقع کما فی البحر اور اگر نہ ہو سے تعلیق اور یا سے انشاء اللہ تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں کی نیت سے نہ ہو تو بھی کیا نیت ہے کہا ہے
قیدہ اور تقریب وہی ہے وہ جو تعلیق کو خارج کرنے والی ہو جیسے کہ توجیہ کنندہ نے بیان کیا ہے اور مصنف کی تقسیم سے اور سر طلاق میں اس کی نیت ہو جیسا اور اللہ اعلم
شیخ شہاب الدین احمد علیمی نے بعض مراکین کی تقریب کی کہ جب مراحت دلیل کے لیے نہ ذکر ہو جیسا کہ طلاق کا نوٹ بنی کی بھی یہی حکم ہے صالحی کی ہوگی
اور جب کہ ذکر ہو ان سر طلاق نہیں ہوتی تو اس کی نیت بھی طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیہ الحموی منیۃ المفتی ہو قولہ الا ان یقصد بہ الخ یعنی
فصح استثناء کا صحیح حاصلہ استثناء متصل صحیح ہو اسطرح کہ اگر ایک کہے کہ کوئی شخص ہمارا کان پکڑے تو میں اس کے ہمنہ کو کاٹ لوں اس کے توسیع کا استثنا کرنا
ہر فرد آدمی کا کہ ذوالید یعنی جس کا ہاتھ ہو جیسے مردی کو دوسرا آدمی کان لگا دے تو میں اس کے منہ کو کاٹ لوں یہ استثنا صحیح ہوگا کہ ہر فرد مرد خواہ مرد نہ ہو اس لیے کہ
اس کا ہاتھ ہو تو یہ قول جو مشہور ہے غلط ہوگا کہ مسموم قول وہ ہے جو کہ ہمیشہ اس سے ہر بہتری کی امید نہ ہو کذا فی حاشیہ الحموی یا بقیہ مالیات ہو واقع ہوگی اطلاق الجواب
کہنے سے سو لب شک کے ہو سو شک تو زوجہ نے طلاق کو سمجھ لیا خدا کی قسم یہ طلاق ہی ہے اور اگر کہا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی اور اللہ اعلم اس نیت میں ابد کا لحاظ نہ ہوا
ہو چکا یا ایسین تو طلاق نہ ہوگی بہ نسبت کے واقع ہوگی بہ نسبت کے واقع ہوگی اگر یہ زوجہ مدخولہ ہو یا نہ ہو مگر کہنے والے کہ تو ہے یا ایسین
یعنی زوج نے اسے قسم کھائی کہ انت طالق ہزار انشاء اللہ کہنے کی نیت نہ کی تو زوجہ خالیہ ہو گئی اگر یہ زوجہ مدخولہ ہو گئی تو بھی طلاق واقع ہوگی عدم طلاق کی نہ ہوگی کہ زوجہ
غیر موطوء کا زوج وارث ہوگا اور اگر طلاق پڑتی تو زوج اس کا وارث ہوتا کذا فی حاشیہ الحموی وان مات یقع اور اگر زوج مر گیا قبل انقضاء العدۃ اور اللہ کے
تو طلاق واقع ہوگی بہ نسبت کے عدم استثنا کے اور اگر طلاق پڑتی تو زوج اس کا وارث ہوتا کذا فی حاشیہ الحموی وان مات یقع اور اگر زوج مر گیا قبل انقضاء العدۃ اور اللہ کے
کیا ہو یا نہ ہو شرط فیہ الفصل اور شرط ہیں جس مستثنا میں تصدیر مستثنا کا تو اگر زوج نے تین طلاق دیں کہا اور اللہ کی اور اللہ کی زبان سے نہ
طلاق ہوئی اور اللہ اعلم تحل کہا تو استثنا صحیح ہوگا طلاق نہ واقع ہوگی ولا التقطع بہما اور شرط نہیں ہونا طلاق اور مستثنا کا فلو لفظ بالطلاق ولکتب
الاستثناء ومحی ولا ان علی الاستثناء بعد الکتابۃ لو نقد عادیہ اگر کہا طلاق کے اور کہا استثنا متصل ہو لیکن کہا ہے
کہ الحکم کیا یعنی طلاق کو لکھا اور استثنا کو زبان سے کہا ہو یا طلاق اور استثنا دونوں کو لکھا ہو بہت سے مشائخ کا یہ ہے اور ان تین میں سے نہ ہونے میں طلاق واقع
ہوگی اسی طرح کہ لفظ شرط نہیں کذا فی العادیہ ولا العلم بہا حتی لو شیہ عن غیر قصد لا یقع خلافا للثانی اور شرط نہیں ہونا علم مستثنا کا یہاں تک اگر
غیر اللہ اور اللہ کو بھول گیا اور اس کا ارادہ کیا ہو اور اس کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی خلافا امام ثانی حتی لو نسی المستثنی او نوی الاستثناء ولم یعلم بہ او سبق لسانہ
علی نوی بالطلاق فاستثنی للتبرک لا تحتسب الوقوع فی الاصح قلت والمراد لا یعلم بہ علما تاما واللہ اعلم اور فتوی پر ہے یہ ہی ہے کہ تین
جیسے قسم کھائی کسی چیز پر طلاق کی ہو غیر اللہ کی اور بھول گیا ہو اگر ایسا کہ ظاہر حال سے معلوم نہ ہو تو اگر کہے کہ میرا یہ الاصح ہے استثنا کرنا گمان کرنا ہو فتوی
دیا عدم وقوع طلاق کا اگر چہ بلا استثنا کے ہو یعنی ظاہر کا اوس حال کے نزدیک صحیح ہے لیکن عدم وقوع کا فتوی دیا شارح کہتا ہے کہ ہمنے اپنے علماء حنفیہ کے کسی کو نہیں دیکھا
جس نے اس مسئلہ کا تعرض کیا ہو اور مسلم الثبوت کے مجملا کہ ظاہر کلام علماء حنفیہ کا یہ ہے کہ اگر متکلم شرط ہو تو قرینہ کا استثنا کا صحیح ہونا گواہ اللہ اعلم

قولہ ان یقصد بہ الاستثناء الخ
قولہ ولا العلم بہا الخ
قولہ ولا ان علی الاستثناء الخ

ولو شهدا بقوله وهو لا يذكر ذلك وكان يحال لا يذكر في مثله تسقط شهادتهما لاحتمال السهو والنسيان اور اگر دونوں گواہ ہی دونوں کو اقرار نے شہادت دی یعنی نشاء اللہ کہنے کی اور وہ کہوا ہو نہیں اور یہ کہتا ہو اگر دونوں وقت تکلم کے اس حال پر تھا کہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بکتا تھا اور کسی زبان سے سبب غصہ کے تو دونوں کو شہادت کی اجازت نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایسی حالت میں تھا کہ کسی حوالہ سے نہیں جانتا ہو کہ کیا کہتا ہے تو قبول ہوگی شہادت ان کی وتقبل لو شهدا بإباء الزوجة وإنكاره في ظاهر الرواية وعن محمد أنه يقبل لأنه بينة وعليه الاعتماد والفتوى لما شاع من الفساد خانیہ اور مقبول ہوگا قول زوج کا اگر وہ مدعی ہو بہ ستانکا اور منکر ہو اوسکی عورت ظاہر الروایت میں جو مروی ہے صاحب ہدایہ سے اور یہ کہ قول زوج کا قبول نہیں ہوتا گواہوں کے اور اسی قول پر فتوا اور فتوی ہونا بہ احتیاط کے سبب غلبہ فساد زمانہ کے کہ زنی الخانیہ یعنی اہل زمانہ میں بسبب شیوع فسق کے طلاق حرام کی تمیز نہیں تو بدون گواہوں کے قول زوج پر اعتماد نہ کیا جاوے پھر اگر ہو بھی گواہ تو بھی اگلے زمانہ کا حال ہوا ہم اپنے زمانہ کا کیا حال بیان کریں کہ بدلیل یکطرف بعضو علما طبع دنیا سوا اسکے کچھ بھی سمجھا نہیں تا کہ طلاق نہ واقع ہو بسبب دعوی استثناء کے مستثنیٰ اللہ کہیں ضرور افسانہ قبول ان ہی چیزوں بالطلاق فالقول له أي لا بعضو علمائے یعنی کمال الدین ابن العلم کے فتح القدیر میں کہا کہ اگر زوجہ معروف بصلاح و تقوی ہو تو گواہ کیساتھ قول معتبر ہے ہم خیر الدین رملی نے منح الغفار کے حاشیہ میں کہا کہ جب وہ قول کی جو چیزوں تحلات پر ہو تو ظاہر الروایۃ کیطرف رجوع کرنا واجب ہے کذا فی حاشیۃ المدنی وحكم من لم يوقف على مشيته فاعترف بالإباء واللجاج والحال دل عليه كذلك اور حکم اوس شخص کا جسکی مشیت نہیں معلوم ہوسکتی امر بہ کہ یعنی تعلیق بالمشیت میں چنانچہ آدمی اور جن اور مشتہ اور دیوار اور گدھا یا ایسی ہی جو بے مشیت خدا کا حکم ہو یعنی اگر زوجہ نے ان سے کہو کہ تو مطلقہ ہو اگر بے آدمی یا جن یا فرشتے چاہیں یا دیوار اگدھا چاہے تو طلاق نہ واقع ہوگی اور سطلق سب آدمیوں کی خواہش معلوم نہیں ہوسکتی اسلیئے جن اور فرشتوں کی مشیت معلوم نہیں ہوسکتی اور دیوار اور گدھے میں تو مطلق مشیت نہیں دیوار سے مراد جمیع جمادات اور گدھے سے مراد جمیع حیوانات ولو شرك لك كأن شاء الله وشاء زيد لو يقع إلا بمشيتهما أو أراد بإحداهما مشيت خدا کسی صاحب کی بھی مشیت معلوم ہوسکتی ہو طلاق ان کو کہ اگر تو مطلقہ ہو اگر چاہا خدا نے اور چاہا زید نے تو طلاق الصلاۃ واقع ہوگی اگر ہر دو نے چاہا ہو وفعل إن لا وإن لم يوقعا أو أوقعا أحدهما أو أوقعا بعد ما لم يوقعا أو أوقعا بعد ما أوقعا أو أوقعا بعد ما أوقع أحدهما أو أوقعا بعد ما أوقع أحدهما إلا اثنتين أو ثلاثا إن أراد أو لا يعني اگر زوجہ نے کہا ان طلاق دوں گی اگر نہ چاہا اللہ نے اور اگر نہ چاہا زید نے اور اگر نہ چاہا دونوں نے یا ایک نے یا ایک نے چاہا بعد اسکے کہ دونوں نے نہ چاہا تھا یا ایک نے چاہا بعد اسکے کہ دونوں نے چاہا تھا یا ایک نے چاہا بعد اسکے کہ ایک نے چاہا تھا یا ایک نے چاہا بعد اسکے کہ ایک نے چاہا تھا مگر دو یا تین اگر ارادہ کیا ہو تو واقع ہوگی جیسے قول ان شاء اللہ کا کہ نہیں واقع ہوتی طلاق اگر ارادہ کیا ہو اسکے ساتھ کہ نہ واقع ہو طلاق اگر ارادہ کیا ہو اسکے ساتھ کہ واقع ہو طلاق اگر ارادہ کیا ہو اسکے ساتھ کہ واقع ہو طلاق اگر ارادہ کیا ہو اسکے ساتھ کہ واقع ہو طلاق مگر دو یا تین اگر ارادہ کیا ہو تو واقع ہوگی اور اگر ارادہ نہ کیا ہو تو نہیں واقع ہوتی مگر ایک طلاق رجعی یعنی

نہر البحار میں اس قول کے ساتھ تصریح فرمائی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ص۱۵۰ میں اس کا بیان ہوگا اور قول ثانی عطف تفسیری ہے تو مستحسن معلوم ہوگا کہ علامہ نے اذا وبکما والذا یقع الطلاق بقولہ انشاء اللہ اتیت بھا الخ فانہ تطلیق صدرھا بما یلیق عندہ الی ان سنح لہ الاتصال المسئول بالمجاز المرسل کما ذکرہ الحموی وصححہ البدر الغزی والحامدیۃ صل قولہ ان یوجب الفرق وقیل الخلاف بالعکس وعلی کل فالمقصد عدم الوقوع انتہی منہ

قولہ وانت یا فلانۃ الخ وسیجیء واقع ہوتی ہے طلاق اس قول سے کہ انشاء اللہ تعالیٰ طلاق ہو اس کو یہ قول الطیبی الخ امام موصوف کے نزدیک ابو یوسف کا قول ہے اور ہمارے ائمہ کا قول ابی یوسف کے ساتھ ہے اس مسئلہ کے ساتھ کہ ایک مثل ہے ہر اس شے کی جو ہو اس شے کے ساتھ اور ایجاب ہو ایجاب طلاق ہو سبب کہ ایجاب الطلاق واقع ہوتی ہے طلاق ہو ساتھ اس کے کہ ان شاء اللہ متصل ہو ساتھ ایجاب کے

طلاق انشاء اللہ کرے ہے کہ فرقہ علم میں ہے احمال طلاق واقع ہوگا اور سیطرح قدرت میں اگر نیت کی زوج قدرت سے صحت حاجزی کی طلاق واقع ہوگی بسبب وجود تحقق قدرت
حق تعالیٰ کے بضابطہ نام علم الٰہی کے یعنی اگر یوں کہا کہ انت طالق فی علم اللہ یا فی قدرۃ اللہ تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اس واسطے کہ علم الٰہی
قدرت الٰہی ظلی الوجود میں اور علم قادر علیہ کے سوائے قدرت نفی علم اور قدرت کی متصور نہیں تو گویا یہ تعلیق ایسی کی گئی ہے کہ علم الٰہی
سے تقدیر کی بحث کی نوٹلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ تعلیق کسی مطلق کا ہوتی ہے کہ متصور نہیں اور اگر یوں کہا کہ انت طالق ان احاط علمی بک
ذات اضافت الی العبد کان تعلیقاً فی الاظہر لانہ لو وقع وما بعدھا کان لغواً وھو یفید التعلیق فیکون تعلیقاً فی ظاہر الروایۃ
فی تو تملیک ہوگی پہلے بارہ امور میں یعنی مشیت اور ارادہ اور محبت اور رضا میں اور جو لفظ کہ انکو ہم معنی کہا جاتا ہے مثلاً کہ انکو ہم معنی محبت اور خواہش اور رضا
معنی مودت قلبی اور یہ اضافت تعلیق ہوگی ان چار وں خبر میں اور وجہ یہ ہے کہ ان امور میں معنی امر اور علم اور تمنا اور آگاہی اور علم اور قدرت ہو اگر زوج نے
یوں کہا کہ انت طالق ان شاء اللہ یا ان مشیۃ زید تو بوجہ تعلیق ہونے طلاق کا اختیار اس کو ہوا اگر یوں کہا کہ انت طالق فی امر زید تو بوجہ تعلیق ہونے
ایقاع ان تضاف الیہ او للعکس والعشر ان اتان تکون بناء الاکام او فی فعلی مسئول بہا لم الفاء عشرہ اضافات ہوں خدا کیطرف یا عبد
کیطرف تو بیس ہوئے اور مبہوں تین حال سے خالی نہیں یا سابقہ ہے کے مستعمل ہیں لاحق ہے کے جانچہ انت طالق بعلم اللہ او لعلم اللہ او فی علم اللہ او فعلم اللہ
او بعظیم ہو فی علم زید تو بوجہ مساوی ہونے مبہوں تین ہوئیں اور ہو سکتے ہیں کونین میں سے کم کرنے سے ساٹھ رہے ہیں وفی المزاجۃ تنبیہ الطلاق واستثنائہ
بالکتابۃ کالعبارۃ صریحہ اور مزاجہ میں جو کہ لکھا زوجہ کو طلاق کو اور مستثنا کیا ساتھ لکھنے کے تو صحیح ہے اس عبارت سے اور مفہوم ہوئیں ایک کہ ایسا
طلاق اور مستثنا کو یا بھی بولے دوسرے کو اور دوئم کہ دو کو ساتھ لکھے ہر اگر ایک کو اور دو میں ضرب کیجئے تو ایسے ہوئیں اس سے بیس کم کیجئے تو ایسے ہوئیں
کا اور اگر کہیا لیکھا وعلامۃ عن العلم اذیۃ فھی عالمۃ وعلامۃ اور بنا راس قول کے جو عادیہ ہے اس باب میں عشر ضرب ہے اس سے بیس زیادہ نہ ہوگا تو ایک
استثنا ہے اس میں بھی احتمال ہے کہ ہوئیں ایک کہ طلاق کو لوٹا اور مستثنا کو فوراً کھا اور دوسری یہ کہ طلاق کو لکھا اور مستثنا کو فوراً لوٹا بسبب اس کے کہ لکھنے کے بمنزلہ بولنے کے ہے اور اگر مستثنا کو نہ لوٹا کھا اور مستثنا کو فوراً لوٹا بسبب اس کے کہ مستثنا بولنے
کیطرف یا بندہ کیطرف تو بیس ہوئے اور ہر ایک حال سے خالی نہیں کہ مستعمل ہوں ظرفیہ سے یا سوا لاحق ہوئے ہو سکتے ہیں الفاظ عشرہ یا مشترک ہوں یا
چار حال سے خالی نہیں ایک یہ کہ طلاق اور مستثنا و فی وغیرہ ظرفیہ سے ہوئے ہوں دوسری یہ کہ دونوں حروف ہوئیں کونین میں سے کوئی ہوں تیسری یہ کہ
حروف مختلفہ ہوئیں تین سے بیس ہوئیں ہوئی ہوں کونین میں سے کوئی ہوں چوتھی یہ کہ دونوں حروف ہوئیں ایک ہی حرف ہوئیں ہر ایک ہوئیں ہوئی ہوں
ظرفی علم علیحدہ علیحدہ رہیت تفصیل کی متوقف ہوئے ہوئے حاجیہ شیخ عابد سندھی کی مراجعت کرے خوف طوالت سے ذکر نہیں کیا گیا تفصیل کا مفہوم ہوا اور فی ذلک مقنع لاولی الالباب
بیسبب تعلیق بالمشیۃ کے فوائد ہے وگیا ثابت طلاق اور اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی حاشیہ الدر المختار ہو سکتا ہے کہ خلاف ہو مذکور سے کہ کیفیت باطل ہو گئی
ہوئیں نا برگر ایسا نہیں وہ طلاق واقع ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ مستثنا قبل کے اکثر ہو جیسا کہ اس سے پہلے استثنا ہوئی بعد از اخر استثنا ہو گئی ہو تو طلاق
ہوا اگر اتی تین کہا کہ تین مستثنا و تسع ہو ایک مستثنا و حرفی و مورد استثنا ہو مستثنا قبل کا اکثر ہو جیسا کہ مذکور ہوا بعد از اخر استثنا ہو گئی ہو تو طلاق
ہوا ہو جیسا کہ بعد الا اخوات الا کہ مذکور مراد بعد الا الا کا حکم میں خواہ ہو جیسا قبل الا مستثنی منہ کہتی ہیں اور بعد الا مستثنی ہوتی ہیں و فی الاشباہ تقع ثلاث
اور اس لئے کہ تین ہوئیں طلاق ثلاثا الا اثنتین لیعنی بھی کہ تین طلاق ہیں مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگی و فی الاشباہ لو قال انت طالق ثلاثا الا ثلاثا یقع ثلث لان استثناء الکل باطل کان لفظ الصدر اذی
ہے اگر لفظ صدر کلام نہیں مستثنی منہ کے ہوا یعنی مذکور ہوا ہو اور کسی سے مستثنا نہ ہو تو مستثنا کل کا کل باطل ہو جاتا ہے
ثلاث مستثنی ہوا اور مساوی کی بہ مثال کہ طلاق ثلاثا الا واحدۃ و واحدۃ و واحدۃ اور اگر کہا انت طالق ثلاثا الا واحدۃ زینب و عمرو و رشید و سعید ای اسواد حرف

الا بقیۃ ایاہ الی قولہ سالما وغانما وراشد وخاطبہ الکل صح کما سیجیء قال الاذرا ہ اگر استثناء کل کا بغیر نفد صدر اور بغیر ساری ہو جانا چنانچہ کہا تم
الا زید او یعنی سری حرمتیں مطلقہ میں کہ سوا زید کے اور کسی کو طلاق نہ دی ہو تو یہ استثناء صحیح ہے مگر یہ استثناء کل ہے یعنی طلاق الا زینب وعمرہ یعنی سری حرمتیں مطلقہ ہیں مگر زینب اور عمرہ اور ہند اور ہند کو طلاق دی ہے
یہ استثناء کل ہے یعنی سری حرمتیں مطلقہ ہیں سوا زینب کے مگر یہ استثناء کل ہے یعنی غلام آزاد ہیں مگر سالم اور غانم اور راشد اور عالم کہ اسکی حرمتیں اور غلام ازنگی ہیں اور یہ کہا تم کو طلاق الا زید یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر زید کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا عمرہ یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر عمرہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا ہند یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر ہند کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا خاطبہ یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر خاطبہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا راشد یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر راشد کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا غانما یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر غانمہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا سالما یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر سالمہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا عالما یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر عالمہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا راشدا یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر راشدہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا خاطبہ یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر خاطبہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا ہند یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر ہند کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا عمرہ یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر عمرہ کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا زینب یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر زینب کو نہیں دی ہے اور یہ کہا تم کو طلاق الا زید یعنی سری حرمتیں مگر یہ استثناء کل ہے یعنی سب کو طلاق دی ہے مگر زید

ہے اب کہو یہ دسویں تیسرا اور عدد رابع کو دوسرا ہیں ہیں اور سہ کو پہلا جانا جائے یعنی ہیں اور ایک ہیں میں ہیں اور اخیر ایک ہیں ناقصہ کے اعداد کو دوا نی ناقصہ کے اعداد سے جو عدد حاصل ہو جملہ کے باقی رہ دسی دانع سے تو مثال دیگر ہیں ستینی اقل کو کہیں گے دوسرا تحتین میں پہلا دوانی کا یعنی آٹھ کو ہاتھ میں میں پہلا مخالف یعنی سات کو دوسرا تحتین میں اور دوانی کو تیسرا ہاتھ میں میں پہلا پھر خامس یعنی پانچ کو دوسرا تحتین میں پہلا مخالف یعنی تین کو دوسرا ہاتھ میں میں پہلا مخالف یعنی دو کو تیسرا ہاتھ میں میں پہلا پھر رابع کو دوسرا تحتین میں پہلا مخالف یعنی ایک کو دوسرا ہاتھ میں میں پہلا مخالف یعنی ایک کو تیسرا ہاتھ میں میں پہلا پھر ایک ایک کو دوسرا تحتین میں پہلا مخالف یعنی ایک کو دوسرا ہاتھ میں میں پہلا مخالف یعنی ایک کو تیسرا ہاتھ میں میں پہلا باقی رہا ایک اور حکم ہو جو ہاتھیں میں پہلا تو ہاتھیں میں نو اور سات اور پانچ اور تین اور ایک حکم ہو جو ہم نے کہا جو ہم نے کہا تین اور ہاتھیں میں پہلا تو ہاتھیں میں چھ اور چار اور دو اور ایک حکم ہو جو ہم نے کہا ہیں ہر ہاتھیں میں نہ کے اعداد کو یعنی میزان کے اعداد کو یعنی میزان کے اعداد کو یعنی میزان

بعد عورت کے ۔ وقوع طلاق کے لئے تین بار کہنا ضروری ہے اور اس کو طلاق رجعی کہتے ہیں ۔ اور اگر تین سے کم کہے تو بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی ۔ اور اگر دو سے کم کہے یعنی ایک ہی کہے تو ایک طلاق بائن

باطل ہو گی طلاق واقع ہو گی حلفہ یکفر ان شاء اللہ تعالیٰ کذا فی الخلاصۃ وفی الظہیریۃ اذا حلف بالطلاق علی الماضی فقال ان کنت فعلت کذا فامرأتی طالق وقد کان فعلہ یحنث فی یمینہ ولا تطلق امرأتہ ولو قال ان کنت فعلت کذا فامرأتی طالق ثلثا وقد کان فعلہ یحنث فی یمینہ وتطلق امرأتہ ثلثا کذا فی الذخیرۃ وفی الخانیۃ

باب طلاق المریض

باب الخلع والطلاق علی المال

ت ایلاء کے اور یکے مرض میں فوت ہوا
ت تو ہر ہو گی میرا سلمان کی مرض میں
التوریث [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

بسبب مرض طلاق اور مرض موت کے اپنے استطاعت پر اسی پر اقرار کیا غیر ہا یا مریض وھو اذا کانا فی الصحۃ او التعلیق فقط وفعلھا او لھا منہ بحال اور اون صورتوں کے غیر میں وارث ہوگی اور وہ غیر وہ ہیں کہ تعلیق اور شرط وہ نوبت میں ہوں خواہ تعلیق اجنبی کے فعل پر ہو خواہ وقت کے آنے پر خواہ زوج یا زوجہ کے فعل پر فقط تعلیق صحت میں ہو یا تعلیق مرض موت کے فعل پر اور طلاق اور سکوا بدین خواہ تعلیق اور شرط وہ نوبت میں ہوں خواہ تعلیق صحت میں ہو اور شرط مرض میں ہو یا صحت میں بائنہ کبریٰ لان التعلیق اما جری وقتی او بفعل اجنبی او بفعلھا او کل وھو حینئذ لا یمین التعلیق والشرط اما فی التعلیق او المرض او اسراھما وقد عملوا تحقیقھا فالحاصل سوال نہ ہوں میں اسی کو تعلیق طلاق کی تاریخ کہتے ہیں اجنبی کے فعل پر یا زوج کے فعل پر یا عورت کے فعل پر تو صحت چار صورتیں ہوئیں اور مرض چار صورتیں ہوئیں اسی اسکو تعلیق اور شرط صحت میں ہیں اور مرض میں ذکر کیا صحت ہوئیں اور ضرر اور مرض کے تعلیق تعلیق صحت میں اور شرط مرض میں یا شرط صحت میں اور تعلیق مرض میں تو یہ صورتیں ہوگئیں جاہر کو جانا ہیں نہ کہ سے اور اپنا تحقیق معلوم ہو چکا حکم ان صورت کا کہ یہ صورتیں ہوئیں عورت وارث ہو اور وہ صورتیں ہوئیں ہم تفصیل وہ مذکور کے احکام کی یوں ہے پہلی صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق اور فعل اجنبی مرض میں ہو کہ تو عورت وارث ہوگی ۲ صورت یہ کہ تعلیق اور فعل مذکور صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۳ صورت یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق مرض میں ہو لیکن تعلیق صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۴ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق مرض میں ہوئی اور شرط صحت میں ہوئی وارث ہوگی ۵ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں ہوئی وارث ہوگی ۶ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر تعلیق ہوئی مرض میں ہوئی اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۷ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونو مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۸ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر لیکن تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۹ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونو صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۰ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر اور تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۱ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۲ یہ کہ تعلیق کی اجنبی کے فعل پر تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں تو وارث ہوگی ۱۳ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط دونو مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۴ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر تعلیق ہوئی صحت میں اور شرط مرض میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۵ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر تعلیق ہوئی مرض میں اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی ۱۶ یہ کہ تعلیق کی عورت کے فعل پر اور تعلیق اور شرط صحت میں ہوئی تو وارث ہوگی کذا فی الھدایۃ حاشیۃ الرملی قال لھا ان تزوجتک او انا وفلانا فانت طالق ثلثا فی مرضہ فتزوجھا ثم برئ ثم مرض فمات لا ترث لانہ علقہ بشرط لا یوجد الا فی المرض وھو التزوج بعد البرء وکذا لو قال ان تزوجتک او فلانا فانت طالق ثلثا فی مرضہ فتزوجھا ثم برئ ثم مرض فمات لا ترث لانہ علقہ بشرط لا یوجد الا فی المرض وھو التزوج بعد البرء وکذا لو قال ان شئت انا وفلان فانت طالق ثلثا فی مرضہ فشاءتہ ثم برئت ثم مرضت فمات لا ترثہ لانہ علقہ بشرط لا یوجد الا فی المرض وھو المشیئۃ بعد البرء وکذا لو قال ان شاء فلان او فلان فشاءا معا او شاء احدھما بعد الآخر او شاء الزوج وحدہ او شاء الزوج والاجنبی معا او شاء الزوج والاجنبی علی التعاقب او شاء الاجنبی وحدہ او شاء الاجنبی والزوج علی التعاقب او شاء الاجنبی والزوج معا او شاء الاجنبی ثم شاء الزوج بعد ذلک او شاء الاجنبی ثم شاء الاجنبی بعد ذلک او شاء الاجنبی والزوج معا ثم شاء الاجنبی بعد ذلک او شاء الاجنبی والزوج علی التعاقب ثم شاء الاجنبی بعد ذلک او شاء الاجنبی والزوج معا ثم شاء الزوج بعد ذلک او شاء الاجنبی والزوج علی التعاقب ثم شاء الزوج بعد ذلک فی الحالۃ والمرض کذا فی الخانیۃ والفرق لا یخفی اذ بمشیۃ الاجنبی اذا وجد صار الطلاق معلقا علی فعلہ فقط اور اگر جاء الطلاق کو اجنبی کے فعل پر اور دو عورت وارث ہوگی کذا فی الخانیہ اور فرق دونو سورتوں میں پوشیدہ نہیں اسھو طحطاوی کے اصل عبارت اس کی یہ ہے طلاق معلق ہوگی فقط زوج کی کے فعل پر یعنی تمام علت طلاق کی زوج ہی کے فعل پر ہوگی بخلاف اول صورت کے کہ اس میں علت زوج کی جزو علت کی تمام علت کی فتصادفا فی المریض مرض الموت لا ترث فی الصحیح وعلی مقتضی الوقایۃ ترث لھا وان علق او اوصی لھا بشیء فلھا الاقل من ذلک ومن میراثھا لانھا متھمۃ فی حق الورثۃ اور اگر کہا زوج نے کسی سے کہ میرا کہا ہوا تو تیرے کہنے سے کسی سے کہا تو بیچ دے یا وصیت کر دے عورت کو اور بیچا کسی چیز کی تو عورت کو اختیار ہا وصیت اور میراث سے کم کر دیگا وہ یعنی اگر اقرار ہا وصیت کا مال کم تر ہو میراث سے تو اقرار ہا وصیت کا مال عورت پاوے گی اور اگر میراث عورت کی کم تر ہے اقرار ہا وصیت کے مال سے تو میراث ہی پاوے گی کم تر مال یہ کہ اس تمت کے کہنا سے عورت طلاق کو اختیار ہا طلاق کی تو ہوا اختیار ہا وصیت کا اور اصل صحیح ہو گا کہ میراث سے زیادہ ہا وے اور اقرار ہا وصیت وارث کے حق میں صحیح نہیں اور احتمال ہے کہ زوجہ کی صحت میں زوج کے اقرار ہا وصیت کا صحیح ہو گیا ہو اور قدرت ہو اس کو صحت نہیں ابتدا کمال عورت کے اور حکم تبرع ہو گا اور تعلق کی وقت اقرار ہا وصیت کی عورت اس شرع مہر کی وقت ہی اقرار زوجہ سے ہوا ہی وقت ہی

ولو بانت بثلثٍ متفرقةٍ بانت بالاولى وبطلت الثانية والثالثة حتى لو تزوجها في العدة فدخل بها لا يقع عليها طلاق آخر ولا تحرم عليه حرمة المغلظة وهذا عند ابي حنيفة رحمه الله وقالا يقع عليها الثاني والثالث وتحرم عليه حرمة المغلظة وهو قول الشافعي رحمه الله لهما ان الثانية والثالثة صادفتا المعتدة لان العدة لا تنقضي الا بالاغتسال او بمضي ثلث حيض عندنا وعنده بثلث اطهار وهي في الحيضة الثالثة فتقعان ولابي حنيفة رحمه الله ان الثانية والثالثة صادفتا المبانة لان البينونة تثبت بالاولى لانها تلحق الطلاق الرجعي وهو ما يزيل الملك لا الى غاية او ما يقطع الوصلة بين الزوجين في الحال لا الى غاية وهذا كذلك لان الزوج لا يملك الرجعة ولا تحل له الا بعقد جديد ولا يملك الاستمتاع بها الا بعد التزوج بزوج آخر وهذا هو الحكم الا ان الطلاق الثاني والثالث لم يصادفا محلا لان المحل هو الزوجية وقد زالت بالاولى ولان الطلاق بعد البينونة لا يلحق لانه لا يملك ما لا يملك الا ترى ان الطلاق قبل النكاح لا يلحق لانه لا يملك ما لا يملك وهذا لان الطلاق انما يلحق بالنكاح والنكاح يملك الطلاق والرجعة فيملك ما دونه من الطلاق والرجعة ولا يملك ما فوقه من الطلاق والرجعة وهو الطلاق بعد البينونة والرجعة بعد الطلاق البائن وهذا لان الطلاق بعد البينونة لا يلحق لانه لا يملك ما لا يملك وهذا لان الطلاق انما يلحق بالنكاح والنكاح يملك الطلاق والرجعة فيملك ما دونه من الطلاق والرجعة ولا يملك ما فوقه من الطلاق والرجعة وهو الطلاق بعد البينونة والرجعة بعد الطلاق البائن وهذا لان الطلاق بعد البينونة لا يلحق لانه لا يملك ما لا يملك

فصل في الطلاق البدعي والسني

السنة في الطلاق ان يطلق الرجل امرأته طاهرا من غير جماع واحدة رجعية او يتركها حتى تنقضي عدتها والبدعة ان يطلقها ثلثا بكلمة واحدة او ثلثا في طهر واحد بكلمات او واحدة بعد واحدة او واحدة في حيض او في طهر جامعها فيه او في نفاس بعد ما طهرت من حيضها او في حالة الحيض وهي حائض او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك

فصل في الطلاق البدعي والسني

السنة في الطلاق ان يطلق الرجل امرأته طاهرا من غير جماع واحدة رجعية او يتركها حتى تنقضي عدتها والبدعة ان يطلقها ثلثا بكلمة واحدة او ثلثا في طهر واحد بكلمات او واحدة بعد واحدة او واحدة في حيض او في طهر جامعها فيه او في نفاس بعد ما طهرت من حيضها او في حالة الحيض وهي حائض او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك او في طهر جامعها فيه بعد ما حاضت حيضة واحدة وطهرت منها ولم تحض بعد ذلك

عن المحاسن وتحرم به فی الکافی قال فی الفرکان هو المذهب فاطلاق کانت مضافة الیه وقیل قائله الزلبی هو کالاول فیقربها بجاورت واقع بعدت کے دو قولوں میں سبب متقدم الذکر ہونے کے اور زاموری اور سلار کے کہ ان سے نزدیک نہیں زوج وارث نہ ہوگی زوجہ کا بایں روایت عائشہ اور فتح القدیر کے خلاف سے اور صحیح روایت یہ ہیں کما ہو کافی میں بحوالہ الراتی میں کما تو سبق سبب متقدم اسم اسلم کو مبتدا قرار دینا اور قول سبب متاخر ہونے کی کیفیت منسوب ہوگی

مناسب حال ہوا اور سین عورت کا قول مشہور ہوا اور جو سبب کہ عورت کے ثناب جال جانے اور بوڑھی ہونے کے اور ترک کار ہو گئے کا فی حاشیہ الدسوقی ۲

باب الجمعۃ

الجمعۃ بالضم والضم والتسکین یوم سمی لاجتماع الناس فیہ لاداء الصلوٰۃ بہ اسم ہو جمعت کا جمعت کی وجہ سے اور اسکو کسر اور سکون سے بھی ثابت ہوا اور فرض جمعہ کا ہفتہ میں ایک دن ہونا اجماعی ہے اور فرض ہونے کے بعد اسکی فرضیت میں اختلاف ہوا ہے کہ جمعہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ اور اصح یہ ہے کہ جمعہ فرض عین ہے اور ظہر فرض عین کے اور اصل اس اختلاف کا یہ ہے کہ جمعہ ظہر کا بدل ہے یا ظہر بدل ہے جمعہ کے اور اصح یہ ہے کہ جمعہ ظہر کا بدل ہے اور ظہر اصل ہے اور اسی پر اختلاف ہے کہ جمعہ ظہر کا قائم مقام ہے یا ظہر جمعہ کا قائم مقام ہے اور اصح یہ ہے کہ جمعہ ظہر کا قائم مقام

کی زوجیت میں قرار دیا جائے یا نہیں جواب اس سوال کا یہ ہے کہ درمیان دو قول ہیں ایک قول تو یہ ہے کہ دوسرے قول میں نہیں یہ مختار ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ہاں عدت میں بعضیہ تعالیٰ اور ہر محل میں عمل ہوتا ہے جب طلاق رجعی ہے اور عدت میں نہ ہوتا ہے جب رجعت کرنے والے کی اطاعت عورت اور اسکی بہن کو ہوگا اور اسی سے ہوگا اور عورت سے ہر محل میں یہ فسخ عدت اور اس مرد کی بدت مختصر ہی طلاق یا بعوت ہو اور نہیں قریب تر ہے ہر عورت کو طلاق رجعی دی ہو اور قریب یا ہی کی طلاق رجعت مرد کی ساقط ہو گئی اور ہر محل عمل ہوگیا جب طلاق کے یعنی بشتابی طاعت اور اگر نہ مرگا اور لازم ہوا ہر جب بعد طلاق کے رجعت کی اور ہر محل ہوگا ہے عورت ہر عورت گی اسی کو ہر محل کو مدت ساقط ہو گئی جب طلاق کے اور ہر محل ساقط ہوتا ہو دیر ہر عورت نہیں کہ نکالا فی حاشیۃ الرملی وفی الصیریفیۃ یا کیاول المؤجل کما حی مقتضی اور میر شیخ میں یوں ہے کہ مدت والا فی الحال جب الادا نہیں ہوتا جب طلاق رجعی کے جب تک اسکی مدت نہ منقضی ہو جاوے ہم کو ظاہر عبارت میر شیخ کی مخالف ہے خلاصہ کے اور بشارہ کہ تو فیق و مو فو قول میں یوں ہو کہ خلاصہ کی عبارت اس صورت پر محمول ہے جبکہ مدت مہر کی طلاق ہو اور میر شیخ کی عبارت اوس صورت پر محمول ہو جبکہ مدت مہر کی فراق رجعی ہو واللہ سبحانہ کہ تعالیٰ فی حاشیۃ الرملی وقد بسط الکلام علیہ فی الفصل العوائد فان نکحہ ثم طلقہ قبل الدخول بھا وان دخل بھا فبثلثھا ان دخل بھا ولم یخل بھا او خلا بھا ولم یطأھا او وطئھا فیما دون الفرج او فیہ ولم ینزل او انزل بعد ما جب منہ او بعد ما ارخی ذکرہ او بعد ما ارخیہ او بعد ما فعل ما یوجب العدۃ من عدۃ الوفاۃ او الطلاق او الفسخ او الانقضاء بشھادۃ رجلین او رجل وامرأتین او بشھادۃ النساء العدول او بشھادۃ رجل واحد علی اقرارہ بانقضاء عدتھا منہ او من غیرہ او بشھادۃ امرأۃ واحدۃ علی اقرارھا

بلوغ من عشر سنین مرۃ او مرتین بالا تو قف جواب میں کہا کہ میری مدت منقضی ہو گئی تو یہ حیض صحیح نہیں گنی جائے گی کیونکہ ادائم کے نزدیک انقضاء عدت سے پہلے تک کہ اگر مدت حیض گزر جائے تو انقضاء عدت کا تو وقت صحیح ہو گیا قاضی ادائم اور صاحبین کے نزدیک یعنی جب تک عدت کے صحیح نہیں تو جب بالکل مدت حیض گزر جائے تو انقضاء عدت کا ثبوت ہو جائے گا اور ابو حنیفہ کی طرف سے جواب یہ ہے کہ ادائم کی دلیل کا جواب ہو چکا اور صاحبین کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قول ان کا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ان کے نزدیک انقضاء عدت کے لئے تین حیض کا گزرنا اور غسل کا ہونا شرط ہے اور یہ شرط نہیں پائی گئی اور

پانی خشک کا موجود نہیں سوا تیمم کر کے نماز پڑھ لی حدث منقضی ہوگیا وقی الکفایۃ بخروجہ بانقطاع ملتبسۃ بعدم خطابہا فالت معہ ان الجنونۃ والمعتوھۃ لذلک اور مطلقہ کنایہ میں تجرد حیض قطع مرتبہ حدث منقضی ہوتی ہے کہ خطاب ہوتا ہے یعنی احکام شرعی کی وہ مخاطب نہیں شارع کہتا ہے اور اس تعلیل سے ستثنا ہوا جو دیوانی عورت اور معتوھہ یعنی جس کی عقل ہلکی ہو اس کی عدت بھی تجرد انقطاع حیض سے منقضی ہوگی اسواسطے کہ دم حیض سبب زوال عقل کے احکام شرعی کی سمجھ نہیں ولھذا غلبت النساء فی الحائض فلو ثبتت عدم الوصال اور ترکہ علیہا کا بانقطاع اور اگر غسل کیا حیض سے بعد اتصال حیض کے اور رسول کی کسی سنت کو ترک کیا تو عدت منقطع ہوگی اور دلیل سنت مضی کا انقطاع ہوسکے احتمال جلد شک ہوا یا نہ کرے تو اگر عدت کو دیانی نہ سمجھے کہ امر ہوا ہے سنت کے ترک کرنے سے تو عدت منقطع ہوگی اور دلیل سنت مضی کا انقطاع اور اگر غسل میں ہو رہ جھنڈ کیا یا نہ کیا ناخن نہ کترے تو عدت منقطع ہوگی وھکذا حاصل ان الحیض لا یتجزی بالنسبۃ الی الاستباق کالا یقل ولا یتجزا حیض کو اجزا کل اصل الصحیح الا جزاء متصلہ اور بستباق سے انہ نہیں کہ ہوا سوا سوا کے کہ وہ دو دن کا ایک حیض میں نہ ارقل حیض کے تو اگر کلی کرنا بھول گیا غسل میں تو عدت منقطع ہوگی طلق ماسلا لاستدراکہا وھکذا اذا جعل قبل الوضوء فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشھر من وقت الطلاق او لستۃ اشھر فصاعدا لم یمض وقت الکفایۃ صحت رجعۃ السابقۃ للطلاق یعنی جاملہ کا دعوی طلاق سے کرے عورت سے تو جب تک حمل تمام کے پیدا ہونے سے کتنوں طلاق دیتو جو بچہ پیدا ہو تو بچہ پیدا ہونے سے اس سے زیادہ مدت میں جنی نکلے کہ ممکن ہو کہ اس حمل کا وضع حمل طلاق کے پیچھے ہوا ہو تو اس بچہ کے پیدا ہونے سے اس مدت

اور اگر رجوع سے انکار کرے اور تصدیق اس کی مگر یہ اور عدالت کا فیصلہ نہ ہو تو زوجہ کو جبت کا اختیار نہیں اور اسکو کفارہ نہ لازم آئیگا بخلاف اس کے اگر رجوع سے انکار کرے اور عدالت کا فیصلہ ہو جائے اور

را لا یلزم لیکن مطلقہ رجعی سے حلت کرا کر وہ ہی کہ ہمت نہ رجعی بشرکہ زوج کو رجعت کا قصد ہو اور اگر رجعت کا قصد ہو تو حلت کرا کر وہ نہیں ویکفیہ القسم لہا ان کان من قصدہ الرجعۃ ولا قسم لہا بعد البائن قال ولصح حوایان لہ شرط اسرائہ علی ان لا یراجعہا او للمبانۃ رجعیۃ اور مطلقہ رجعی کیواسطے شوہر کی ثابت ہی اگر زوج کو قصد رجعت کا ہو اور اگر قصد رجعت کا نہیں تو اوسکی باری بھی نہیں تو اوسکی باری کے دن صاحب المحرر الی اوس سے کہ اوسکو ہبہ کرے تصریح کی ہی کہ زوج کو اوسکی باری ہبہ کرنا جائز ہی اور یہ ہبہ اور مطلقہ رجعی کو بھی شامل ہی اسواسطے کہ طلاق رجعی میں زوجیت عادت منقطع نہیں ویکفیہ مباشرۃ ما دون الثلث فی العادۃ وبعدہا یأتی بواجع ونکاح کرے زوج مطلقہ بائنہ سے جو تین سے کم ہی یعنی اگر ایک طلاق بائن ہی دی اور طلاق مغلظ تین سے کم کے اندر بدلیل اجماع نکاح جائز ہی اور بعد عدت کے بھی جائز ہی لفظ واجع اجماع سے مستفاد ہی ہوئی العدۃ کا تو معلوم ہوا کہ اوسکا حاصل اوسکے قریب ہوا اور یہ جواب ہی سوال مقدر کا تقریر سوال یہ ہی کہ حق تعالی فرماتا ہی ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ یعنی نکاح کا قصد کرنا اوسکا عدت سے تمام ہو اور یہ خطاب شامل ہی زوج اور غیر زوج دونو کو پھر زوج کو عدت میں نکاح کرنیکی کیا وجہ ہی خلاصہ جواب یہ ہی کہ زوج اس عموم سے بدلیل اجماع مخصوص ہی کذا فی حاشیۃ الدانی فاطاعن الزاہد المتسمی ومنع غیرہ فیہا باشتباہ النسب اور غیر زوج ممنوع ہی عدت میں نکاح کرنیسے بسبب اشتباہ نسب کے یعنی اگر غیر زوج کو عدت مطلقہ میں نکاح جائز ہوتا اور بعد رجوع کے اوسکو آنا پڑتا تو نسب میں شک ہوتا کہ نوزاد اوسکا ہی یا اوس غیر کا ہی تیسرا مانع اور اوسکا عدت وفات قبیل زوج اور مدت بھی سے متفرع ہی تو یوں کہنا چاہیے کہ بعض قرآنی سے عدت میں نکاح کرنا حراما ہی اور زوج اوس سے بالا

[illegible] اول پر اور دوسرے طلاق ثانی پر کریگا اتفاقاً ثلثہ

اور اگر فی الحال نہ کرے اور وکیل طلاق کرے گا اتفاقاً ثلثہ

جبکہ زوجہ ثانی کہنا خود ولی کرے اور وہ زوجہ ثانی کی حیثیت بھی گویا بیچ ہو عدت طلاق کی جو خاوند کی خاطر ہوتی ہے اور اس کا [illegible] کہ [illegible] ہے

الزوج بالنصف فاذا لم یکن لها علی الموالی اور طلاق نہیں کرتی بلکہ وکیل ہے [illegible] تو زوجہ ثانی کی طلاق کی کوئی ولی ہی کی نسبتی زوجہ ثانی کی

ولی کی دو ولی ہے [illegible] زوجہ ثانی ہے موت خلیفہ حرام ہو گئی پھر اس کی ولی ہے ایک ایسی کی ولی ہے ایک ایسی کی مالک ہیں عدت تو وہ ولی ہی ہے

ہو گی اسکو اسلم کہتے ہیں ثانی میں عدت موقوف ہو زوج کی ولی ہے ایک مالک اقامۃ بعد الطلقتین اور عدۃ الک زوجہ ثانی کی بعد دو طلاق کے

یعنی جیسے شوہر کی ولی ہے کیونکہ اور وہ بعد طلاق ہی ہے اس اور ثانی ثانی کی ولی ہے اور اسکی مالک ہیں طلاق ہیں اسکو اسلم کہتے

مطلقہ کی غایت موجود ہے ہیں یعنی زوجہ ثانی کی ولی قال فعلی ہے فتحت ظرف زوجا غیرہم مسلم کتاب ایسا کہ کالطلاق ولی الموالی او بیعتہ ہیں

اسکو طلاق کو وہ شوہر کی ملک پر ظلم ہے کیونکہ اسکی تو زوج اول پر بعد ہو گئی اور اسکو زوج ثانی کے ذکر کیا کذا فی حاشیہ الہدایہ اور ہیں ثانی ولی

وہ ہیں ہے ایک مرد ہے کئی عورتیں طلاق کے اور مرد ہو نے اور کہا فرار ہو گیا عورتیں ایک مرد ہے اپنی زوجہ عورتیں ہیں طلاق واقع ہو گئی ہیں ہر ایک کو

ہیں گواہ کہا کہ ایک مالک نے اور اس سے ولی کی تو زوج اول پر بعد عورت طلاق ہو گی اور اسکو زوج ثانی کی ولی غایت ہو گئی ہے ایک ہیں ولی ظاہر

ہیں فرق ہو گئی ہیں ہر ایک کو طلاق ہو گئی یعنی ولی مقبوض ہو گی ہیں ہر زوجہ ہو گئی اور اور الاسلام ہیں گر فتاوی ہیں ہر زوج اور اسکا مالک ہو گیا اور عورت مرد پر

کہی طلاق ہو گی یعنی کہا ہیں بعد ہیں کنارہ کے اور لعان ہیں بعد ہیں ابطال لعان کے طلاق ہو گی شوافع کے کلام ہو گی عورت مرد ہو گئی کہ کر ہیں

ہو اس کہا ہو گی ہیں اور ہیں بعد ہو گئی ہیں کذا فی حاشیہ الہدایہ ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

تفصیل کی ہے کہ مکان مفلس ہیں ولی واقع ہو گیا ہیں ہو گی محل شہنی ہو گی اگر ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

ہو مقتضاء کرنے والے کذا فی البزازیہ مقتضاء اس عورت کی کہتے ہیں جسکے قبل اور زوج ہو ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

جبکہ ایک عقد ہو گیا کہ ایک ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

گر جبکہ عقد ہو گیا کہ ایک ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

اور فوت ہو گیا ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

حالت ہو گئی تو یہ فرق ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

فلا تصدیر علی الولی فی قصورہ الا ان یکون مقصرا فی الحکم چنانچہ اگر مطلقہ ثلثہ کہ ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

پر بحال ہو گی اگر تیسرا عدت ہو ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

ثانی کا آزاد تاسل طلاق ثانی نہیں لیکن حکمی دخول سے ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں ہو گی ہیں

حکمی کے اوس ولد کا نسب زوج ہی ثابت ہو گا کذا فی فتح القدیر جب دخول حکمی ہی علت ہو الحلیل کی اور قصار کرنا صبیہ کا شرط بحال ہے ذکر ہیں

فقط ولی پر قصور ہو عبارت ہو گر سیہ کو ولی کو عاجز ہو ولی حکمی سے تو البتہ تصور ثانی ہو گا مفہوم الذکر ہی ولی حکمی ہیں اول ہو گا کذا فی

فی تحلیل الیکر تحلیلها والموت عنها کالقبلة واستشکله المصنف اور اور عامل عمل بکارت ہیں طلاق کر ہو تا ہو عورت کو زوج اول پر اسکے

اور مولانا زیدی نے فرمایا کہ عورت کو چھوڑ کر مجلس نہیں کرتا یا دون وطی کے کذا فی الفتیہ اور مشکل جانا ہوں اس حائل کو مستحق نہیں ہے شرح میں اور اصل اشکال مساحقہ
بحوالہ اس کا ہو تقریر اشکال کی یہ ہو کہ نہیں میں کہ اگر مجرد ادخال حکم بکارت میں بسبب ملت کا حالانکہ یا وجود رائی ہونے پر وہ بکارت کا متصور نہیں
اور تحلیل میں وہ ادخال متیقر ہے موجب موجب غسل کا اور غسل بدون دخول حشفہ کے واجب نہیں وذالک لانہ کما فی التبیین یشترط لایقاع
الایلاء بہ موجب للغسل وھو الغیبۃ الحشفۃ او قدرھا من مقطوع الحشفۃ اور نہر الفائق میں کہا ہو کہ شاید قولہ فتیہ کا ضعیف ہو اس واسطے کہ تبیین میں بدون
ثابت ہو کہ تحلیل میں شرط ہے کہ وہ ادخال ہو موجب موجب غسل کا اور موجب غسل کا ملنا اور دونو شرمگاہ بلکہ بدون حائل ہونے اور ہم نے حرارت کی
مشیخ رحمتی معنے نے کہا کہ ادخال فی محل البکارۃ سے مراد یہ ہو کہ بعد ازالہ بکارت کے ادخال ہو اس واسطے کہ دو چیز کا حلول کرنا محل واحد میں محال ہو تو اشکال
مساحقہ کا اور تضعیف صاحب نہر الفائق کی سند نہر ہو گی کذا فی حاشیۃ الدرری وقولہ عن قولہ فیہ فلا یتم اس کا یقال علیہ الا بمساعدۃ الیہ
الا اذا انعسل وغسل ولو حیضٍ ونفاسٍ واحرامٍ وان کان حراماً وان لم ینزل لان الشرط اللذی لا الشبہ اور شرط تحلیل یہ ہونا
ادخال کا اپنی قوت ذات سے تو عورت کو زوج پر حلال کر دیگا وہ شخص جو ثابت نہیں ادخال بدون مدگاری ہامۃ کے گر اسروت ملت ثابت ہو گی جبکہ بعد
ادخال بساعۃ عنیۃ کے اسکو مساگری حاصل ہوا دخل کرے یعنی بلا مساعدت داخل کرے اگرچہ اور حائل حیض اور نفاس اور احرام ہو اگرچہ وطی ان
حالتہ میں حرام ہو لیکن تحلیل صحیح ہو گی اگرچہ اس وطی سے ازالہ نواسہ اسطوکے تحلیل میں لذت یا نا شرط ہونہ کہ میری جماع سے قلت لذت فی المجتبی الصواب
سلما مایلی خرق الحشفۃ مطلقا لکن فی شرح المشارق لابن ملک لو قطع ذکرہ فادخل قدر الحشفۃ من ذکر غیرہ فاتی بھا زوجھا الاول لعدم ذوق العسیلۃ وینبغی
ان یکون الوطی فی حالۃ الاغماء کذلک شارح کہتا ہو میں کہتا ہوں کہ مجتبی میں ہو کہ حق یوں ہو کہ ثابت ہوتی ہو حلت عورت کی دخول حشفہ میں مطلقا خواہ
بمساعدت ہامۃ سے ہو خواہ بلا مساعدت لیکن ابن ملک کی شرح مشارق میں یوں ہو کہ اگر کسی عورت سے وطی کر یگا تو عورت کو زوج اول پر حلال کرے گا بسبب
عدم ذوق عسیلہ کے ذوق عسیلہ کنایہ ہو لذت جماع سے یعنی حدیث صحیح میں مروا ہو اور عورت ہو تو کہ واسطے جماع کی لذت پانے تحلیل کی شرط قرار دی ہو حالانکہ سوائے حرمت
حولت حاصل نہیں اور نزاد ایرون ہو کہ میرو حتی کی بحالت کی وطی کی اسیطرح ہو جیسی مانندہ وطی نائمہ کے کہ مشیر حتی محتسبی نے کہا کہ مستد رال شارح کا اس
اعتماد کے نہیں اسواسطے کہ شرح مشارق نفتہین ایسی کتاب معتمد نہیں کہ اسکی روایت نقل مذہب میں معتبر ہو اور طلاق متون اور شروح کا دیکھ کر دیا ہے اور
ذوق عسیلہ نائمہ کو موجود ہو کہا گیا تو نہیں جانتا کہ جب نائم ذراوت کرہا دی تو اور غسل واجب ہے حالانکہ حرمہ حتی بدون لذت کے اور موجب غسل کو نہیں تو ہم
کو حکم غسل کا نہیں مگر بسبب وجود لذت حکمی کے اسواسطے کہ اگر یہ ہو کہ لذت ہا حاصل ہوتی ہو مگر بسبب قتل نوم کے یا بیہوشی ہو یعنی کہ اذا فی فرکہ الذکر
للثانی شرحا لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ بشرط التعلیل لکن وجدت فی حاشیۃ الدرری وان حللت الاول لاطلاق الحدیث الکاسم ورد بطلان
الشرط فلا یثبت علی الطلاق کما حققہ الکمال اھ لما رمحہ الدراری اور کہ وہ تحریمی ہو زوج ثانی کو حکم کرنا تحلیل کی شرط سے موجب حدیث صحیح
جس سے موجب جامع ترمذی میں بروایت صحیح مروی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ تحلیل کرنیوالا پر اور موجب صحیح کے واسطے تحلیل کے
یعنی زوج ثانی اور زوج اول دونو پر لعنت ہو شرط تحلیل کا طریقہ میں جیسے کہ زوج ثانی عورت سے کہو کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ میں تجھ کو طلاق
دونگا اگر یہ نکاح بشرط تحلیل سے عورت حلال ہو گی زوج اول کو بسبب صحیح ہونا فی نکاح مشروط کے اور باطل ہونا نکاح مشروط بالتحلیل کے تو زوج ثانی پر چہ نہیں ہو سکتا
طلاق دینیو جہ خانیہ اسیکو تحقیق کیا ہو کمال الدین محقق نے بخلاف زعم بزازی کے بزازی نے کہا کہ نکاح بشرط تحلیل میں نکاح بھی جائز ہو اور شرط ہی
جائز ہو یہانتک کہ اگر زوج ثانی طلاق دینے سے انکار کریگا تو قاضی مجبور اس سے طلاق لا لیگا اور فتح القدیر میں محقق نے اور کہا کہ یہ قول ظاہر الروایۃ
ہیں ثابت نہیں اور تو احد مذہب کے مخالف ہی اسواسطے کہ یہ شرط ایسی ہو جسکو مقتضی نہیں تو اہل نکاح صحیح ہو گا اور شرط باطل ہو جائیگی کذا فی حاشیۃ الدرری
ومن الطریف الجمیل قولہ ان تزوجتک وجامعتک او مستکتک فوق ثلثۃ بشرط کذا فانت بائن اور تحلیل کو اسواسطے طیف جملہ زوج کا یوں کہنا
ہے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں اور جماع کروں تو تو بائن ہے یا اگر میں تجھ سے یہ رات سے زیادہ رہوں تو تو بائن ہے تو اگر بعد جماع کے تین رات کے

واما زوج ثانی عورت کو کہ کیا تو عورت مطلقہ ہو کر بعد عدت کے زوج اول پر حلال ہو جاوے گی و لو جامعت ان لا یطلقها فقول و تبلک نعمی علی ان یطلقها و یطلق تعالیٰ فی العادۃ اور اگر عورت اس شخص زوج ثانی کو کہ زوج ثانی اس کو طلاق دیگا خرید کرے اور اسلوب سیلہ ہو کہ عورت ایجاب کے وقت یوں کہے کہ میں نے اپنی ذات کا نکاح تجھ کو اس شرط پر کیا کہ امر بیدا امر تھ میں ہے یعنی طلاق کا مجھ کو اختیار ہو گا کہ انی الزمی امر بیدی تو یہ عورت میں سے ہم فصول ۱۲ اور ہو ہے کہ جب عورت اسکا کہنا مان لے ڈرتی ہوں کہ کہیں نے اپنی ذات کا نکاح تجھ کو کیا اس شرط پر کہ بیدہ امر بیدی اختیار میں ہے اور اندر ہو کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا اور اگر عورت کے منکر ہو کہ مدعا ثابت نہ ہوا اور اگر زوج نے ایجاد کی اور کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اس شرط پر کہ بیدہ امر بیدی اختیار میں ہے اور عورت نے اس بات کو قبول کیا تو نکاح ہو جاویگا اور طلاق کا اوسکو اختیار ہو گا اور موفق کی یہ ہے کہ جب زوج نے عورت کو طلاق تفویض کی تو اوسکے نکاح میں رہتی اور انما تفویض یہ دو کان لہ اضافت الی سبب الملک کے جیسے نہیں حالانکہ زوج اور امر دونوں موجود نہیں کیا ان پر حاصل ہوتا ہے کہ جب زوج نے قبول کیا تو عورت کے منکر ہو کہ مدعا ثابت نہ ہوا تو بیض نے کہی گئی لہذا تعلیم ہوئی اذا قالت قصی لک الا کثیرۃ و کان الرجل یجعل القضیا الی صلاحہ و تاویل اللغو اذا قالت ثلثا فی واحدۃ اور اگر قصد تعلیل کا ہو زوجہ ثانی نے رئیس کہا یعنی زبان سے کہا تو اوس پر دو کو جواب ایکا قصد نہیں اصلا جب کہ جواب ارادہ عورت و رئیس ہونے کو اور اوسکا تاویل یعنی طلاق کی یہ ہو جبکہ کہے اعورت تحلیل پر ہوئی کہ انکو اگر الزینہ فی ثم هذا لک ثم طلقک فلا عدۃ علیہا لان الکنایات ملاقی بہا جاز فی الکنایات ملاقی بہا جاز فی الصریح و لفظ خلیۃ و بریۃ و بتۃ و بائن و حرام و اختاری و امرک بیدک و امرک بیدک و اختاری و اختاری نفسک و اختاری بالکنایات ملاقی بہا جاز فی الصریح و لفظ خلیۃ و بریۃ و بتۃ و بائن و حرام و اختاری

دوسرا شوہر پہلے ایک یا دو طلاق کے گزار دیا یعنی صحبت فرما چکا اور زندگی کے باقی طلاق کا مزہ اول کو حاصل ہو گا یعنی اگر پہلے نے ایک طلاق دی تھی جواب دو طلاق کا اختیار ہو گا اور اگر اول نے دو طلاق دی تھی تو اب ایک طلاق کا اختیار ہو گا اور بھی قول امام محمد کا ہی ہے کذا فی فتح القدیر اور اسی کو ثابت کیا ہے مشائخ بلخ نے اور اسی شرح مجمع میں اور مصنف کے سوا اور علماء نے اور صاحب ہدایہ اور صاحب مجمع اور شیخ زادہ اور شیخ محقق نے اور صاحب منتقی نے اور صاحب ملتقی نے اور صاحب نہر نے اور صاحب درر نے اور صاحب غرر نے اور صاحب وقایہ نے اور صاحب مختار نے اور صاحب مواہب الرحمن نے اور صاحب اصلاح نے اور صاحب اصلاح نے اور صاحب اصلاح

عن المنفصلة الا ترى انه كما لم يصح ايقاع الثلاث في طهر واحد لم يصح ايقاع الثلاث في طهرين ولا فرق بين ان يوقع الثلاث متفرقة او جملة واحدة وهذا قول زفر رحمه الله وقال الشافعي رحمه الله يقع الثلاث في الطهر الواحد ويقع في الطهرين ولا يقع في الحيض وهذا قول ابن ابي ليلى رحمه الله وقال مالك رحمه الله يقع الثلاث في الطهر الواحد وفي الحيض ويقع في الطهرين وهذا قول الثوري رحمه الله وقال احمد رحمه الله يقع الثلاث في الطهر الواحد ولا يقع في الحيض ولا في الطهرين وهذا قول ابن المبارك رحمه الله وقال داود الظاهري رحمه الله لا يقع الثلاث في الطهر الواحد ولا في الحيض ولا في الطهرين وهذا قول ابن علية رحمه الله وقال ابن المنذر رحمه الله ثبت عن ابن عباس رضي الله عنه ان الثلاث لا يقع في الطهر الواحد ولا في الحيض ولا في الطهرين وهذا قول طاوس رحمه الله وقال

بتاسع عشر قسم کہا یعنی کنایہ ہی پر کفارہ واجب ہوگا اور امام محمد اور امام کے نزدیک اسکو ایلا کہنا فائدہ ہوا شامی نے لکھا قولہ من الحلف بالله او بالتعليق وقوع الطلاق اور ایلا کی معنی کی فائدہ وقوع طلاق یعنی اگر بعد ایلا کے چار مہینہ تک قربت نکرے تو طلاق واقع ہو گی ومن شرائطه عدم النقص عن المدة اور ایلا کی شرائط سے ہے مدت معینہ کم نہ ہو اگر کوئی قسم کھائے کہ میں ایک مہینہ قربت نکرونگا تو ایلا نہ ثابت ہوگا وحكمه وقوع تطليقة بائنة ان لم يفء اور ایلا کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق بائن واقع ہو گی اگر اسنے قسم پوری کی یعنی چار مہینے تک وطی کی والكفارة ايلاء المعلق ان حنث بالقران اور کفارہ اور خیار مہینہ لازم آوے گی اگر اسنے قسم توڑی بسبب علی کے ھم والجزاء کا وہ معنی اور مہینہ کی قسم کھائی یا نہ توڑی میں ایک مہینہ کی قسم کے ہو تو چار مہینہ لازم ہونگے اور اگر قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر قسم نہ توڑی تو چار مہینہ کے بعد ایک طلاق بائن واقع ہو گی اور اسی معنی پر ہے قولہ ومن حلف لا يطأ امرأته اربعة اشهر فمضت ولم يطأ فهي طالق بائن ولا حد عليه لانه وطئ شبهة ولا كفارة عليه في الاصح اور اگر قربت کر دی تو کفارہ ادا کرنا ہوگا اور خیار اسا تھی لازم آیا جو سب کے خلاف ہوا تو تعلیق مقام مہینہ کا چار مہینہ کی قسم کھائی ہو یا نہ کھائی ہو برابر ہے قولہ ولو حلف لا يطأ اربعة اشهر ثم آلى شهرين ولا حد عليه لانه وطئ شبهة فان لم يطأ حتى مضت اربعة اشهر وقع واحدة بائنة فان وطئ فلا شيء عليه لانه وطئ شبهة ولا كفارة عليه في الاصح

وان جامعها وجب الحد وسقط الایلاء اتفاقا بین العلماء سواء جامعها فی القبل او فی الدبر اگر اس نے وطی کی دبر میں تو حد واجب ہوگی اور ایلاء ساقط ہوگیا اتفاق ہے علماء کے درمیان سواء جامعہا فی القبل او فی الدبر یعنی خواہ قبل میں وطی کی ہو یا دبر میں وطی کی ہو حد واجب ہوگی اور ایلاء ساقط ہوگیا اتفاق ہے علماء کے درمیان

ثم اذا مضت اربعة اشهر ولم یفئ وقعت تطلیقة بائنة وسقط الایلاء اور اگر چار مہینے گزر گئے اور اس نے رجوع نہیں کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور ایلاء ساقط ہوگیا

لقوله تعالی للذین یؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر فان فاؤا فان الله غفور رحیم وان عزموا الطلاق فان الله سمیع علیم اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی عورتوں سے ایلاء کرتے ہیں چار مہینے انتظار کرنا ہے پھر اگر رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا عزم کرلیں تو اللہ سننے والا جاننے والا ہے

وقال زفر رحمه الله تقع تطلیقة رجعیة وهو قول ابن ابی لیلی رحمه الله زفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور یہ قول ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کا ہے

لان الفیئة فی المدة هی الجماع وقد وجد فیها فصار کما لو جامع فی بعضها ولنا ان الفیئة فی المدة هی الجماع وقد وجد فیها فصار کما لو جامع فی بعضها ولنا ان الفیئة فی المدة هی الجماع وقد وجد فیها فصار کما لو جامع فی بعضها ولنا ان

کیونکہ فیئ مدت میں جماع کرنا ہے اور جماع پایا گیا مدت میں پس ایسا ہوگیا جیسا کہ اگر جماع کرلیا بعض مدت میں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ

الفیئة فی المدة هی الجماع وقد وجد فیها فصار کما لو جامع فی بعضها ولنا ان الفیئة فی المدة هی الجماع وقد وجد فیها فصار کما لو جامع فی بعضها ولنا ان

اور اگر قسم دائمی کہائی ہو نسلے تو صورت سو وطی کی بعد دوسرے زوج کے تو کفارہ دیگا بسبب باقی رہنے یمین کے کفارہ لازم ہو بسبب قسم توڑنیکے یعنی ہر چند حنث میں طلاق نہ
پڑ جاویگی اب چوتھی طلاق نہ پڑیگی لیکن یمین بحالہ قربت کی ہنوز باقی ہے تو وطی سے کفارہ لازم ہوگا واللّٰہ لا اقربک شہرین و شہرین بعد ہٰذا الشہرین ایلاء لتحقق
المدۃ اور یون کہنا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد اگلے دو مہینون کے تو ایلا ہے بسبب محقق ہونے مدت ایلا کے اسواسطے کہ واو عاطفہ موضوع ہے واسطے
جمع کے تو چار مہینے ثابت ہوئے ولو مکث یوماً اراد بہ مطلق الزمان اذ الساعۃ کذلک بحر اور اگر زوج نے کہا کہ واللہ مین دو مہینے تجھسے قربت نکرونگا پہر اوس نے
ایکدن توقف کیا شارح کہتا ہے مصنف نے لفظ یوم سے مطلق زمانہ مراد رکہا اسواسطے کہ ایک ساعت کا توقف بھی مانند یوم کے ہے حکم مین کذا فی البحر الرائق ثم قال
واللہ لا اقربک شہرین لم یکن مولیاً قال بعد الشہرین الاولین او لا لنقص المدۃ پہر بعد توقف ایکدن یا ایک ساعت کے کہا کہ واللہ دو مہینے تجھ سو قربت نکرونگا
دو مہینے بعد پہلے دو مہینون کے یا بعد الشہرین الاولین کے لفظ کو نہ بیان کیا یعنی ایسقدر بولا کہ واللہ مین دو مہینے تجھسے قربت نکرونگا تو دونو صورتون مین مولی نہوگا یعنی ایلا
نہ ثابت ہوگا بسبب کم ہونے مدت کی یعنی جب اوس نے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینے صحبت نکرونگا تو دو مہینے اس یمین سے ثابت ہوئے پہر اوس نے ایکدن توقف کر کے
دوسری قسم کہائی اسطرح کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا دو مہینے بعد پہلے دو مہینون کے تو دونو یمین کے چار مہینے ہوئے ایکدن توقف کا درمیان میں ساقط ہوگیا
تو ایکدن کم چار مہینے باقی رہے اور حالانکہ مدت ایلا کی پوری چار مہینے مین لہذا ایلا نہ ثابت ہوا اور جبکہ زوج نے بعد الشہرین الاولین کو یمین ثانی میں نہ ذکر کیا
تو دونو یمین متداخل ہونگی مثلاً یمین اول غرہ محرم سے شروع ہوئی آخر صفر مین تمام ہوئی اور یمین ثانی دوسری تاریخ محرم سے شروع ہوئی غرہ ربیع الاول
کو تمام ہوئی مدت ایلا کی اسمین بھی نہ پائی گئی لکن ان قاربہا انحلت الکفارۃ والا لتعددت لیکن اگر بعد الشہرین الاولین کہیگا تو وطی سے ایک ہی
کفارہ لازم آویگا اور اگر نہ کہیگا تو دو کفارہ لازم آوینگے پہلی صورت مین اگر پہلے دو مہینون مین وطی کریگا تو ایک کفارہ لازم ہوگا اور اگر پچھلے دو مہینون
مین وطی کریگا تو بھی ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ مدت ہر یمین کی جدی جدی ہے متداخل نہیں اور دوسری صورت مین اگر دو مہینے کے اندر وطی کریگا تو دوہرا
کفارہ لازم آویگا ایک کفارہ یمین اول سے اور دوسرا کفارہ یمین ثانی سے اسواسطے کہ دونو یمین کی مدت متداخل ہے جدی جدی نہیں او قال واللہ لا اقربک
سنۃ الا یوماً لم یکن مولیاً للحال بل ان قربہا وبقی من السنۃ اربعۃ اشہر فاکثر صار مولیاً والا لا یا زوج نے زوجہ سے یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت
نکرونگا ایک سال مگر ایکدن تو فی الحال مولی نہوگا بلکہ اگر قربت کری عورت سے اوسوقت جب کہ باقی رہگئے ہون ایکسال سے چار مہینے یا زیادہ اوسوقت مولی ہوگا
اور اگر سال مین سے چار مہینے باقی نہیں رہے مثلاً تین مہینے باقی رہے تھے کہ اوس نے قربت کی تو مولی نہوگا ولو حذفت سنۃ لم یکن مولیاً حتی یقربہا فیصیر
مولیاً اور اگر مثال مذکور سے سال کا لفظ گرادے یعنی یون کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا مگر ایکدن تو مولی نہوگا بدون قربت کے پہر جب عورت سے قربت
کریگا تو مولی ہوگا بعد غروب ہونے آفتاب کے وطی کے دن اور یہی قید مثال سابق مین بھی ہے کذا فی حاشیۃ المدنی ولو زاد الا یوماً اقربک فیہ لم یکن مولیاً
ابداً الا انہ استثنی کل یوم یقربہا فیہ فلم یتحقق منعہ ابداً اور اگر اوس نے مثال مذکور مین الا یوماً اقربک فیہ کو زیادہ کیا یعنی یون کہا کہ واللہ مین تجھسے
قربت نکرونگا ایک سال مگر وہ دن جسمین تجھسے قربت کرونگا تو کبھی مولی نہوگا خواہ قربت کرے یا نکرے اسواسطے کہ اوس نے ہر ایک اوسدن کو مستثنی کر لیا
جسمین عورت سے قربت کرے تو اوسکا ممنوع ہونا وطی سے کبھی متصور نہیں تمام سال او قال وھو بالبصرۃ واللہ لا ادخل مکۃ وھی بہا لا یکون مولیاً لانہ یمکنہ
ان یخرجہا منہا فیطأہا یا کہ زوج بصرہ مین ہے اور اوس نے یون کہا کہ واللہ مین مکہ مین نجاؤنگا اور حالانکہ زوجہ مکہ مین ہے تو اس قول سے مولی نہوگا اسواسطے
کہ ممکن ہے کہ عورت کو مکہ سے بلا لیوے پہر اوس سے وطی کرے آلی من المطلقۃ رجعیاً صح لبقاء الزوجیۃ ویبطل بمضی المدۃ اور ایلا کیا رجعیہ مطلقہ سے تو یہ صحیح ہے
بسبب باقی رہنے زوجیت کے اور باطل ہوگا ایلا بعد طلاق بائن پڑنیکے بسبب گذرجانے مدت ایلا کے یعنی چار مہینے گذرگئے اور ہنوز عدت رجعی کی باقی ہے بسبب ابتداء
لہ کے اور اگر مدت عدت کی قبل مدت ایلا کے گذرگئی تو بھی ایلا باطل ہوگا بسبب باقی نہ رہنے محل کے کذا فی حاشیۃ المدنی ناقلا عن النہر والبحر بعضی نسخون مین
بمضی العدۃ ہے بجائے بمضی المدۃ کے چونکہ نسخہ محشی مدنی کا دوسری عبارت کو شامل تہا لہذا اوسکو مترجم نے اختیار کیا ولو آلی من مبانۃ او اجنبیۃ لم یصح
بعدہ ای بعد الایلاء ولم یضفہ الی الملک کما مر لا یصح لفوات محلہ ولو وطیہا کفر لبقاء الیمین اور اگر ایلا کیا مطلقہ بائنہ سے یا اجنبیہ سے عبرت سے بعد

ن
العدۃ

یا جیسے کہ گئی ویسا یا بنات الی الملک کہا یعنی تعلیق کی جانب کی ہو پھر کہا تو ایلا صحیح ہوگا یا نہیں کیونکہ وہ ایلا کے یعنی تعلیق کو اور اگر صحیح ہوا تو ایلا کے اسکنہ بھی ہے وہی اور اگر کہا تو لازم آوے گا بطلان بائی ہونے تین کے یعنی باوجود تین کے بائن ہونے عدم وقوع کی جانب ہو قولہ اما ظاہر ان مضت عدتہا کوئی اللعدۃ بانت بائن لم یلحقہ ایلاء اور اگر دو طلاق دیکر ایلا کیا پھر رجعی دی اگر مضت عدت ہوئی تو ایلا کا حکم نہ رہا اور اگر دوسری طلاق بائن دیگا اور عدت ہو گئی تو دوسری طلاق واقع ہوگی کذا فی الحاویہ عبر عنہا بقولہ حکما کما حرام ولکن یحتاج الی الفرق طلاق بائن دیگا اور عدت ہو گئی تو دوسری طلاق واقع ہوگی کذا فی الحاویہ عبر عنہا بقولہ حکما کما حرام ولکن یحتاج الی الفرق

ہدایہ ہے یا امتناع کی اور اسی طرح کہے اسکو اور ہر طلاق کہ ہے بائن ہے یا رجعی اور ہر ایلا کہ ہے بات ہے یا رجعی اور ہر ظہار کہ ہے رجعی ہے اور ہر ظہار کہ ہے بات ہے اور ہر ظہار کہ ہے موقت ہے اور ہر ظہار کہ ہے مؤبد ہے اور ہر ظہار کہ ہے مطلق ہے اور ہر ظہار کہ ہے مقید ہے اور ہر ظہار کہ ہے منجز ہے اور ہر ظہار کہ ہے معلق ہے اور ہر ظہار کہ ہے مضاف ہے اور ہر ظہار کہ ہے مرسل ہے اور ہر ظہار کہ ہے مشروط ہے اور ہر ظہار کہ ہے مقرون ہے اور ہر ظہار کہ ہے مفرد ہے اور ہر ظہار کہ ہے مکرر ہے اور ہر ظہار کہ ہے مؤکد ہے اور ہر ظہار کہ ہے مؤکد ہے اور ہر ظہار کہ ہے مؤکد

کذا فی الصغیر سے اور بعینہ کلام ایک بائن طلاق ہوگا اگر اوس کی نیت کی اور نہیں تو رجعی طلاق واقع ہوگی اگر اوس نے تین طلاق کی نیت کی اور نہ کی اور نہ کوئی اور نیت کی تو بعینہ کلام سنی انت علی حرام طلاق بائن ہی ہوگا اگرچہ دو ہی نے طلاق بائن کی نیت کی ہو بسبب غلبہ استعمال کے یعنی بالفعل یہ قول طلاق ہی میں کثیر مستعمل ہے دلیل اس قول کے سوا اور مردوں کی قرآن نے تین میں کما مار ولو لم یکن لہ اسراۃ الا واحدۃ فطلقہا ثلثا ولو کانت اربعۃ لا تحل لہ الا بعد زوج اٰخر وشرط التزوج یتحقق فیما دون الثلث ایضا فلا ینقلب طلاقا بائنا اور اگر مرد سے کوئی زوجہ خود اور دوسرا کہہ کہ کل علی الحرام یعنی حرام مجھ پر لازم ہوا یا کہا عورت نے لفظ حرام تم کی یعنی زوجہ نے خطاب کرکے مرد کو کہ تو مجھ پر حرام ہے تو جملہ قول تین ہوگا نہ طلاق بائنہ اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اگر میں ظلم کروں گا دار یں پھر زوجہ مخاطبہ پر کوئی ظلم نہ کیا تو بھی طلاق بائنہ ہوگئی دلیل اس حدیث کے الیسب طلاق قبل دخول سے ہر شرط پائی گئی یعنی مثلاً ظلم نہ کرنا اور طلقتہ نہ ہوگی اوسکی وہ عورت جس سے بعد موت زوجہ اول کے نکاح کیا اسی قول کو کہتے ہیں کہ زوجہ ثانیہ پر طلاق نہ واقع ہوگی بسبب یہ ہونے شرط کے یعنی جب زوجہ مخاطبہ پر کوئی ظلم نہ کیا تو طلاق بائن ہوگئی تو اسی منعقب ہونے طلاق تین ہوگئی وہ مثلاً انت علی حرام والحرام یلزمنی او حرمتک علی او انت حرۃ او حرام او حرمتک علی او انت طالق او وقیل طلقتک او انا علیک حرام او حرمتک او حرمت نفسی علیک او انت حرام کلحمی او دمی او الحقی بامک او اختک او بقولہ یا حرام کہنا اس قول کی دو تین صورتیں ہیں پہلا قول کہ تو حرام ہے سے حرام مراد ہے اور یہی سے مجھ کو حرام کیا اور تو مجھ پر حرام ہوا یہ اس مثال میں مجبور کا لفظ نہ ہو لا یعنی فقط اسی قدر کہا کہ تو حرام ہے یا حرام ہے اور میں تجھ پر حرام ہوں یا تو حرام ہوں مجھ پر کہ میں نے اپنی ذات کو تجھ پر حرام کیا یا کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے مانند کہ جیسا سور کے گوشت کی الیزار یعنی ان مثالوں سے طلاق بائن واقع ہوگی بقول متقی ہے اور اگر قائل کی زوجہ نہ ہوگی تو جملہ اقوال تین ہوجاویں گے تو مانند کفارہ لازم آوے گا اور لو کان لہ اربع نسوۃ او المسئلۃ بحالہا وقع علی کل واحدۃ منہن طلقۃ ثالثۃ وقیل طلقۃ واحدۃ منہن والیہ المیال کما صرح فی الصغیر وہو المختار کما شبہ ذکرہ الزیلعی والبزازی وغیرہما وقال الکمال لا شبہ عندی لاولویۃ فی فتاواہ وصححہ فی جواہر الفتاوی واقرہ المصنف فی شرحہ اور اگر زوج کی چار عورتیں ہوں اور یہ مسئلہ بحال خود طلبہ سابق کے ہو مذکر تحریم میں یعنی چار عورتوں کے زوجہ نے کہا کہ انت علی حرام یعنی میری عورت مجھ پر حرام ہو تو ہر عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور زوج کو اختیار ہوگا ان تین میں جس پر چاہے اسکو ذکر کرکے طلاق صریح دیوے یا بکنایہ اور یہی قول ظاہر الروایہ ہے چنانچہ زیلعی اور بزازی اور ذکر کیا ہے اسکو صدر الشہید اور فخر الاسلام اور ذخیرہ اور بحیدی نے اسکو ذکر کیا ہے اور کمال الدین محقق نے فتح القدیر میں کہا کہ یہی نزدیک شبہ بحمل قول اول کے ہے یعنی ہر عورت پر طلاق واقع ہوتا اور یہی قول کیا ہے صاحب بحر الرائق نے اور فتوی دیا ہے اور جواہر الفتاوی میں بھی اسی قول کو اپنی شرح میں قائم کیا ہے اور صاحب النہایہ اور بعض شراح نے کہا کہ یہ قول اصح ہے اور صاحب فتح القدیر نے کہا کہ یہ نزدیک شبہ بحمل ہے وہ جو فتاوی میں ہے اور اسکو کہا کہ طلاق ہندا الطلاق یعنی ہر عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور یہ قول ہے ابن شجاع کا اور اسی کو کہا کہ ہمارے مشائخ نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب ہدایہ نے

کے دو قولوں میں تعلق ہو گیا ہو اور ہمارے مذہب میں دو قول کا اختلاف امر اتی تو امر پر مبنی ہو جو فقہ کا دوسرے کے قول میں ہو امر اتی کی اضافت کو اضافت مبنی کہتے ہیں اور جو خصوص کے قائل ہیں وہ اضافت عہدی کہتے ہیں قولہ سبب ہو کہ الف لام طرح پر ہیں تمام اول طلاق علیہ طلاق السنۃ سو عہدیہ ہو اور یہی مراد ہے اضافۃ کی اور کمال الدین محقق اور مصنف کی اپنی تحریر میں تصریح فرمائی ہے کہ تو ہمارے امر اتی مبنی حرام میں اختلاف ہو کہ اتی ما ضیۃ اور اتی فی وقع سائلی مثلاً مرد کہے انت طالق حراماً الف مرۃ یقع واحدۃ کذا فی التبیین نے زوجہ سو کہا کہ تو میرے حرام ہو یا مرا یا ہو ایک طلاق واقع ہوگی اسم مشکوک حرمت ہے اسم تسمیہ دو کی ہے اور حرمت میں مختلف طلاق کے وہ شبہ ہے کہ قولہ واحدۃ قولہ انت حرام ثلاثا ثنتین وقع واحدۃ یعنی عورت کہ ایک طلاق دی ہے کیا اور ہے اسم تسمیہ دو کی ہے اور حرمت میں مختلف طلاق کے وہ شبہ ہے کہ

ہوگا کذا فی الخانیہ بلفظ الخلع خرجہ الطلاق علی مال فانہ عند محمد یقع رجعی الا اذا کان بلفظ خلع مرتین اس سے طلاق بعوض مال کے تعریف خلع سے نکل گیا اسی واسطے طلاق کو حقوق زوجیت کے ساقط نہیں کرتا کذا فی فتح القدیر وذا قولہ اوفی معناہ لیدخل لفظ المبارأۃ فانہ مسقط کما تقدم ولفظ البیع والشراء فانہ کذلک کما صححہ فی الصغری خلافا للخانیۃ یعنی خلع عبارت ہے اس لفظ سے ہو اس لفظ خلع ہوا اور لفظ سے ہو جو معنی خلع و صفت اس قول کو اسی واسطے زیادہ کیا کہ مسیارات کے لفظ خلع میں داخل ہو جاوے اسی واسطے وہ بھی حقوق زوجیت کا مسقط ہوجاتا ہے چنانچہ عنقریب آوے گا اور ذکر خلع بلفظ بیع اور شراء داخل ہو جو خلع میں اس واسطے کہ وہ بھی اسطرح مسقط ہوجاتا ہے اسکی تصحیح کی جو فتاوی صغری میں برخلاف خانیہ کے ہم اب تحریر کرتے ہیں کی پوری ہو گئی اور اسی کی جامع اور غیر کی مانع وافادا التعریف بصحۃ خلعہ علی المطلقۃ رجعیا اور فائدہ وبا تعریف مذکورہ نے مطلقہ رجعی کی صحت خلع کا اس واسطے کہ خلع عبارت ہے ازالہ ملک نکاح سے اور بقا عدت تک طلاق بھی ہیں ملک ثابت ہو لہذا زوجیت بدون تجدید نکاح کے درست ہوگا یا اس بہ صدق الحاجۃ الی تقدیم الواو اور کچھ ضرورت نہیں خلع کرتے ہیں وقت ضرورت کے وجب الیہیں ہوئے بڑا بنا افاقی ہے اور مراد کہ مال لینا عورت سے وجوب نفقہ کے لیے جائز ہو لیکن لیا نہ اقدا مرد کو کیونکر ہے سے نہ چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت عبد الرحمن عباس ثابت بن قیس کہ ایک عورت نے ایک باغ انہوں نے دیا تھا اپنی زوجہ سے راضی ہوئے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ باغ پھیر کر خلع کرلے اور بلا ضرورت عورت کو خلع کی خواہش کرنا حرام ہے جامع ترمذی میں کہ بہت سے مواضع ثابت ہے جو مرجوح ہے کہ بلا ضرورت زوجہ سے طلاق کی خواہش کرنی تو دو بہشت کی خوشبو حرام ہو لیکن جب اسطرح موافقت نہ ہو سکے تو جب نص قرآنی کے ہدایۃ میں کہ ذکر کذا فی حاشیۃ الطحطاوی بما یصلح للمفہم اغیر عکس کلی لصحیح الحاکم بدون العشر فلو بہا وطئہا وطئ خمسا وجوز العینی العکس اسکا صلح جائز ہو عوض مال کے جو مصالحت مصری کا مکمل ہو بدون عکس کلی کے یعنی جو مصالحت خلع کی مکمل ہو وہ مصالحت مصری کی بھی ہو سکے یہ کلیہ صحیح نہیں بسبب صحت خلع کے کہ مرد نشوز مرد ہم سے اور بدون عوض مال کے جو عورت کے تنشیز میں ہو اور بعوض اوس کے جو کہ مرد کے تنشیز میں ہو اور علاوہ دس ہم کے جو مرد عورت کے متنشز ہونے سے بسبب مجہول ہونے مال کے اور بیٹ کے بھی ہے سو صحیح نہیں اور علامہ عینی نے اس کا انعکاس جائز کہا ہے کلام عینی میں انعکاس سے مراد انعکاس منطقی ہے اسی واسطے منطق میں موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ثابت ہو سہان صحیح ہے عکس لغوی کا بطریق صحیح نہیں ہو سکتا و شرطہ کالطلاق اور شرط خلع کی مانند شرط طلاق کے صحیح ہے یعنی مکروہ مرتد زادہ ہے اور اہلیت زوج کی نوسہی اور مجنون کا خلع صحیح نہیں وصفہ بانہ ذکر قبولہ ھو بمعنی فی حاشیۃ لانہ تعلیق الطلاق بقبول المال فلا یصح رجوعہ قبل قبولہا ولا یشترط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس ای مجلسہ وقیدنہ قبولہا علی مجلس علمہا اور خلع میں ہے مرد کی جانب میں اسی واسطے کہ وہ تعلیق طلاق کی مال کا قبول پر تو صحیح نہیں بلکہ زوج کا حق ہے قبل قبول کرنے عورت کے اور صحیح نہیں رجوع کرنا اپنے اختیار کا اور مختصر نہیں زوج کی مجلس پر یعنی اگر زوج مجلس سے اٹھ گیا تو خلع باطل ہوگا اور موقوف ہو قبول کرنا عورت کا اپنے علم کی مجلس پر یعنی جب علم عورت کو خلع کی خبر ہوا ور وہ مجلس میں نہ قبول کرے ائمہ ثلثہ کے نزدیک مرتد خلع باطل ہوگا وذھبا بہا معاوضۃ بمال فصح رجوعہا قبلہ وصح شرط الخیار لہا ولو لاکان من ثلثۃ ایام بخلاف ما یقتصر علی المجلس کالایجاب وعورت کی جانب میں خلع بدلا ہی ہو عوض مال دینے کے تو صحیح ہے عورت کا رجوع کرنا قبل قبول کرنے زوج کی اور صحیح ہو عورت کو شرط کرنا اگر تین روز سے زیادہ نہ ہو بمقابلہ کے شرط کرنے کذا فی البحر الرائق اور موقوف ہو صحت خلع کی عورت کی مجلس پر اتنے سے فائدہ یشترط فی قبولہا علمہا بعینہ لانہ معاوضۃ بخلاف طلاق وعتاق وقد یکون إسقاطا ولا إسقاط یصح تعلیقہ کالجعلی فائدہ شرط ہو عورت سے قبول میں دریافت کرنا عورت کا کہ معنی خلع کے زوج سے اگر تو دیوے مجھ کو اتنا عوض میں تو میں خلع کرتی ہوں طلاق اور عتاق امر تعلیق کی کہ اوسمیں علم ناظر ہو ضرور نہیں اسی واسطے صحیح ہو جاتا ہے اسکے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے یعنی فقط قبضہ صحیح ہو جاتا ہے کذا فی حاشیۃ الملوی وطرف العبد فی المتاقی علی مال کطرفہا فی الطلاق اور جانب خلع میں کہ آزادی بشرط مال ہیں مانند جانب عورت کے ہے طلاق میں یعنی اگر غلام نے مولی سے کہا کہ عوض اتنے مال کے مجھ کو آزاد کیجیو تو ظلام کو رجوع کرنا قبول مولی کے درست ہوا اور اگر مولی کہے کہ میں نے عوض اتنے مال کے

ہوتا کہ اگر تو مال اس کلام سے پیدا نہیں ہوسکتا اور شرط خیار اور اقتصار علی المجلس کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے اور التحاق اور انطلاق والمتارکۃ فسخ نفسہ اور طلاق کو خلع والمتارکۃ علی کذا اور اذا ما فلانۃ وقعت طلاقی فلانۃ اور خلع پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں بینونت صغریٰ واقع ہوتی ہے بخلاف خلع کے کہ اس سے بینونت صغریٰ واقع نہیں ہوتی بلکہ فسخ ہوتا ہے بخلاف ان کے کہ ان میں بینونت صغریٰ واقع ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خلع میں عورت نے اپنی ذات کو اپنے شوہر کے ہاتھ بیچا ہے اور بیع میں بائع کو اختیار ہوتا ہے کہ اگر مبیع کو ثمن کے بدلے نہ دینا چاہے تو اس کو واپس لے لے اور اس کو فسخ کہتے ہیں اور اگر مبیع کو ثمن کے بدلے دینا چاہے تو اس کو اقالہ کہتے ہیں اور اقالہ بیع ہی کی مثل ہے اور فسخ بیع کی مثل نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اقالہ

زوجہ یعنی اگر شوہر نہ دیوے تو دیوے اور نہ دیوے تو دیوے درہم خلع کی عوض لے تو بھی جائز ہے مگر یہ بات ہے کہ اس کی وجہ خوب ہے کہ کذا فی فتح القدیر و قولہ یعنی اگر شوہر نہ دیوے الخ قولہ وتعبیر المتن بلا بأس بہ یشیر الی انہ خلاف الاولیٰ وبہ یحصل التوفیق اور تحقیق اس کے سوا یہ ہے کہ ہدایہ نے جو کہا ہے کہ اس کی وجہ خوب ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کراہت تنزیہی سے حاصل ہوگیا اتفاق دو قولوں کا سو حاصل یہ ہے کہ روپیہ زیادہ لینے کو کہنا سو کس کراہت تنزیہی کا ارادہ کرکے ہے اور جو نفی کراہت کی کرتا ہے وہ کراہت تحریمی کی نفی کرتا ہے تنزیہی کی تو اختلاف جائز رہا اگر المرأۃ الزوج علیہ نفقۃ بلا مال لان الیاس اشرف لزم المال وسقوطہ غیر مستحق کی صورت پر زوجہ نے خلع قبول کرکے پھر بدون مال کے لینے پر تو وہی ہوگی اسقاط رضا سے شرط سے لازم ہوگا مال اور ساقط ہوئے سے لازم نہیں یعنی خواہ عورت نے مال دینا اپنے اوپر جب سے لازم کیا ہے اسقاط کرکے قول کیا تو مرد میں مال لازم ہوگا اور نہ مرد سے اسقاط ہوگا قطعاً ہوگا ملک بدل کالمتن ولو ھلک قبل القبض او استحق فعلیھا قیمتہ لو ھالکا قیمتاً ومثلہ لو مثلیاً لان الظلم لا یقبل التخییر اور اگر ہلاک ہوگیا بدل خلع کا عورت کے ہاتھ میں ہلاک ہوگیا کوئی اور مال کسی عورت کے سوا تو اگر وہ بدل قیمتی مال چیز تھا جانچہ غلام یا کپڑا تو عورت پر اسکی قیمت دینا لازم ہوگا اور اگر بدل مثلی تھا جانچہ گیہوں یا مانند اسکے کوئی چیز تو عورت کو اسی کا مانند دینا لازم آوے گا اور سطر کو فلم فسخ ہوگیا قبول نہیں کرے گا بخلاف بیع کے جب کہ بائع کے پاس ملک موجود ہے اسی سطر کو بیع فسخ ہوسکتی ہے خلعھا او طلقھا بالمال الیدل وھو الثمن او بغیرہ بغیر لفظہ ومنویہ کالبیع بمال او قدم طلاق بائن فی الخلع او غیرہ وجعلی فی غیرہ وقوعھا قبلہ بالمال الیدل وھو الثمن کما تقدم یعنی خلع کیا عورت کو طلاق دی اور کہا تو طلاق دی اسکو عوض شراب یا سور یا مردار یا مانند اسکے اس قسم سے کہ وہ مسلمان کے حق میں مال نہیں تو طلاق بائن واقع ہوگی خلع کے لفظ میں اور طلاق جعلی ہوگی خلع کے سوا اور الفاظ میں اور نوعہ تو دونوں میں طلاق کا واقع ہونا صفت ہوگا بالبائن کے بدل کے اور یہ سود، شراب جو کہی آدمی کا شارع کے وعدہ کیا تھا ولو سمت کلا لاکھا او الخل او اذا کھا او خمر او جمعہ او الصلیب او الدم او لا شیٔ لہ اور اگر عورت نے عوض خلع میں طلاق مال کا نام لیا جانچہ یوں کہا کہ مجھ کو خلع کر عوض اس سرکہ کے حالانکہ وہ شراب تھا تو زیج سرکہ ہو پہنچے گا اگر وا کیلا ہوا اور اگر ہنوز دیا نہیں تو ساقط ہوا بشرطیکہ زوجہ کو شراب ہونا کہا نہیں تھا اور اگر زوجہ جانتا ہو کہ وہ سرکہ نہیں بلکہ شراب ہے تو صفت طلاق واقع ہوگی صورت کا قائم رہیگا اسی سطر کو قریب عورت کا ثابت نہیں اس صورت میں کما قدمنا علی ان بیدای الحرۃ ولا شیٔ فی ید العاقلۃ الخ یعنی جانچہ مقدمہ میں گذرا کہ آزاد عورت کے ہاتھ سے کسی نے خطا سے قتل کیا تو دیت عورت کی عاقلہ پر ہے اور عاقلہ کے ہاتھ میں کچھ نہیں فھو لہ علیھا او لا مرأۃ فنفسھا بقبولھا لکن اگر زوجہ کے ہاتھ میں عورت کا جواہر ہو گا اور عورت ہاتھ والی چیز پر خلع قبول کرلیگی تو وہ جواہر عورت کا ملک ہو جاویگا عورت کو ہاتھ میں جواہر رہے گا نہیں کیونکہ علم ہوا کہ جواہر عورت کے اپنی ذات کا اسکو قبول کرلینے سے وان زادت فمن مالہا او مدراھم وقد علیہ فی الاول وھو ان قبضتہ والا لا یعنی علیھا بھو ھو ان ثلثۃ دراھم فی الثانیۃ اور اگر عورت نے مثال مذکور میں مال یا دراہم کا لفظ زیادہ کیا یعنی یوں کہا کہ مجھے خلع کر میرے ہاتھ والے مال پر یا میرے ہاتھ والے دراہم پر اور حالانکہ اسکے ہاتھ میں نہیں تو بھی صورت یہی ہے کہ عورت کو کہا مال اپنا صورت کر دیوے اگر صورت دے اپنی ہوا اگر صورت ہنوز نہ پایا ہو عورت کو کچھ دینا لازم نہیں یعنی اگر صورت میں نہ ملے تو زوجہ کو عورت کو کچھ دینا پڑیگا یا کہ عورت میں دو درہم کو صورت دے دوسری صورت میں یعنی صورت ذکر دراہم کے ھم ہاتھ سے مراد اتنی دو درہم کی صورت نہیں ظاہری کہ ہاتھ نہیں بلکہ متصور ہو دے ولو فی یدھا فقد سلمتا اور اگر شامل ذکر دراہم میں عورت کے ہاتھ میں تین درہم سے کم ہوں یعنی ایک درہم یا دو درہم تو دیر کرے تاکہ اکمل ہو پایا جاوے ولو سمت دراھم فبان دنانیر او اکثر او اقل بھو اور اگر عورت نے جو عوض خلع میں دراہم کا نام لیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کے ہاتھ میں دراہم نہیں بلکہ دنانیر ہیں تو خلع تمام ہوگیا کما صححہ فی الھدایۃ یہ صاحب ہدایہ نے کہا کہ اس صورت میں دراہم ہی واجب ہوں گے دنانیر نہ ہونگے لیکن اسکو کہیں صحیح نہیں دیکھا کذا فی حاشیۃ الدنی والبنایۃ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم والیہ المرجع والمآب وبیدہ الفتح

رقم التشریح کالمدخول بہا والکبیرۃ والصغیرۃ والمسلمۃ والذمیۃ کالمسلم والذمی حیث یقع علی کل واحد منہما طلاقہ لان الرق والکفر لا یمنعان وقوع الطلاق کما لا یمنعان وجوب العدۃ علیہا بالاتفاق وہذا لان الطلاق یتنصف بالرق فیکون ثنتین والکفر لا یؤثر فیہ لانہ لا یزیل الملک ولا یمنع صحۃ النکاح ابتداء فلا یمنع وقوع الطلاق بقاء کالمسلم ولہذا یملک الرجعۃ والایلاء والظہار واللعان والتوارث بینہما وبین سائر المسلمین وکذا یجب علیہا العدۃ بالاقراء او بالاشہر لما بینا ولہذا یجب علیہا ان تعتد فی منزل الزوج لان المسکن یجب لہا علیہ بحق الشرع وہو الاحتباس فی منزلہ لحق العدۃ وہذا لان الاحتباس فی منزلہ یمکنہ من الرجعۃ علیہا متی شاء وفی الخروج عن منزلہ تفویت ہذا الحق وہو حرام علیہا لقولہ تعالیٰ لا تخرجوہن من بیوتہن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ ای لا یخرجن من منازل

دینار فقبلتُ طلقتها بصیر طالق وکبر الرائی من آثار خانہ سے منقول ہے کہا اپنی عورت تو سے تم میں سے ایک مطلقہ ہوجاوے ہزار درہم اور دو ہزار درہم کے بدلے سودرم کے سوتبول کرلیا اور سکو دونو نے نو دو زن طلاق واقع ہوگی صفت لبیب مجہول بنے مال کے اسی طرح کہ ہر عورت پر کہ سکتی ہے تحریر لازم نہیں دینا مگر سو درم کو انت طالق وعلیک الف او انت حُرّ وعلیک الف او انت طلقت وعتق علیک فانا وان لم یقبلا ان قوله وعلیک الف جملة تامة وقانا ان قبلا صح وتلزم المال حالا بان الواو فی الحال واو فی الحاشیہ وبقولہ ما یفتی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے ہزار درہم پر تو تحریر ہزار درہم دینا لازم ہے یا اس کے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تحریر ہزار درہم دینا لازم ہے تو عورت مطلقہ ہوگی اور غلام آزاد ہوگا بشرطیکہ عورت اور غلام دونو نہ ہزار درہم دینا قبول بھی کریں ہمارے امام سے ہوا ہے کہ اگر ایک کا ہونا کہنا اور علیک الف ہم پر ہو جملہ پہلے جملہ سے الگ تامہ ہے یعنی اگر ایک نے قبول نہ کیا تو عورت پر کچھ لازم نہ ہوگا اور غلام کو اختیار ہوگا چاہے آزاد ہوجاوے چاہے نہ ہو اور اگر دونو نے قبول کیا تو عورت پر ہزار درہم اور غلام پر سو درہم لازم ہیں اور اگر ایک نے قبول کیا تو اسی قدر لازم ہوگا جو قبول کیا ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو طالق ہے ہزار درہم پر تو تحریر ہزار درہم دینا قبول کیا اور غلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو عورت مطلقہ ہوگی بائن اور غلام کو اختیار ہوگا چاہے آزاد ہوجاوے چاہے نہ ہو

استحساناً اذا لم یقبضہ من زوجہ اور اختلفا فی القبض والاصل ان القول لہ فالقول لہ فی قولہ نے خلع سو کا مکر کیا یا خلع میں دعوی شرط کا کیا مثلاً یوں کہا کہ میں نے خلع کیا تجھ سے بشرط رضامندی ابیہ اب کہے یا دعوی کرے مثلاً کہا کہ یعنی خلع کے ساتھ میں نے بشرط ابیہ دعوی کیا کہ عورت کہے کہ ابیہ نے اجازت دی کہ میں نے خلع کیا

شرط پر کہ وہ عورتیں کیسی کیسی ہوں ساتھ ہی یہ ضرور ہے دعویٰ کیا کہ نہ ہو سکے یعنی نیز ہی اتنی دعویٰ عصمت کے زمرہ پر تو یہ دعویٰ صحیح ہے بسبب مخصوص ہونے عبارت کے ساتھ حقوق نکاح کے یعنی خلع سے حقوق نکاح البتہ ساقط ہو جاتے ہیں مثلاً نفقہ العدۃ وسکناھا فالزوج یسقط عنہ النفقۃ والسکنی لا الکسوۃ لانہا فی مقابلۃ الشرع الا اذا ابرأتہ عن مؤنۃ الکسوۃ فیصح ابرأہا عنہا وبہ یستغنی عما یذکرہ اذا النفقۃ والسکنی لو ابرأتہ قبل ان یعود علیہا صح ابراؤہا عنہا حقوق متعلق بنکاح ساقط ہو گئے یعنی نفقہ عدت کا اور سکنی عدت کا بسبب اس کے کہ یہ نفقہ اور سکنی عدت کی نفی پر نفقہ عدت کا مقابلہ ہوگا نہ سکنی اور سکونت کا کیونکہ شرع حق تعالیٰ نے ذمہ کیا کہ جب تک عورت عدت میں بیٹھی رہے تب تک مکان سے یعنی ادا مقضا عدت کو جب کہ عورت اور کو بری الذمہ کرنا بھی دشوار اور سکنی کے حرج سے ظاہر کہ شاید وہ تو کرایہ کے مکان میں رہتے ہے تو عورت ان پیسوں اور کرایہ بنا لازم کر لیا یا یوں بولی کہ میں دوں گر کرایہ کہ تو نہ لوں گی یا کہ اپنی ملک کو ہمیں رہنے دو یا ظاہر صحیح مذہب کے لذا فی فتح القدیر مطلقاً سکنی کیسے ہر حال ساقط نہیں ہو سکتی کہ البتہ ازاں ساقط ہوتا ہے شامل کتاب کہ نفقہ عدت اور سکنی کے مستثنیٰ کرنا بھی کچھ حاجت نہیں ہو جب ہمارے بیان سے یعنی قولہ اثبات و منتفیٰ بعد قول المصنف کل شئی کی اس طرح نفقہ العدۃ وسکنی وہ جن کا بیان وقت خلع اور مبارات ان کی ملک بعد ادا ہو کر وہ جب ہو چکیں یعنی کہ مصنف نے بیان تو ان کی قید لگانا جب بھی خالی سے نہ تھا کہ سکنی کی کچھ حاجت نہیں ہوتی لیکن چونکہ مصنف نے اوس قید کو ذکر نہیں کیا تو البتہ مستثنیٰ کرنیکی حاجت ہوگی اور بعض حواشی میں یوں ہو کہ قید بات کی مصنف قول منتفیٰ متوجہ ہوتی ہے اسطرح کہ اثبات ساقط ہوا ہو گو کہ اہم عبارت تو اس توجیہ سے الا النفقۃ العدۃ مستثنیٰ منقطع ہو گا لذا فی حاشیہ الرملی وقول الطلاق الی قولہ مال یسقط للمہر کالجامع والمعتدۃ لا ذکر لہا الزیلعی اور قول مستثنیٰ یہ ہو کہ طلاق عوض مال کے بھی ہو کہ ساقط کرنا نہیں خلع کے اور قول مستثنیٰ یہ ہو کہ ساقط نہیں کر سکتا کذا ذکرہ الزیلعی ولا یدرأ بأن اللہ ذکرہ الجصاص اور نوہم ہوتی نہیں تو عورت کو اس قول کو خود اجمالاً ہوتی کہ چنانچہ ہنسی نے اسکو فہم کر کیا ہو اور اوسکا شارح کے مخالف ہونا بھی اسکو خالی میں لیکن قاضی ہدایہ نے اسکے خلاف منقوحی دیا ہو اور کہا ہو کہ اس قول سے طلاق واقع ہوگی اور ایسا صحیح ہوگا اور گا دروغی اوسکا تابع ہو گیا نہ تو قاضی ہوں اور علامہ مقدسی نے فتاویٰ کہ ہمارے زمانہ میں بھید اس کے ہو کہ مرد عورت سے برأت چاہتا ہے سو عورت کہتی ہو کہ اللہ تجھکو بری کرے اور مین نے تجھکو باہم کہ یہ برأت صحیح ہو بسبب عورت کے لذا فی حاشیہ الرملی فلا عبرۃ الاستقاط شرط البرأۃ من نفقۃ الولد ان وقتا کسنۃ صح وازم والا لا بحر وفیہ عن المبتغی غیرہ لو کان الولد رضیعا صح وان لم یرتضعہ ثم حولین بلا ذکر فالظاہر شرط کہ یا نہ ہو نے خلع میں اپنا بری الذمہ ہونا اور الکیہ خرچ سو اگر وقت اوسکی عدت مقرر کی جیسا ایک سال کی مدت اور یہ شرط صحیح ہو اور عورت پر نفقہ لڑکے کا لازم ہو گیا اور اگر مدت نفقہ کی مقرر کی نہ شرط بھی صحیح ہوگی اور عورت پر نفقہ یہی لازم ہوگا کذا فی الہدایہ اور اوسمین مستثنیٰ دغیرہ سے مستقل ہو کہ اگر لڑکا شیر خوار ہو تو شرط برأت کی صحیح ہوگی اگرچہ دو تین مہینہ مقرر کی ہو اور عورت اوسکو دودھ پلاوے تو مرد پر بس اسوا سطرح کہ شیر خوار ہونیمین قرینہ دلالت کرتا ہو کہ تا مدت رضاعت نفقہ مراد ہو بخلاف اوس لڑکے کہ جو دو دھ چھوڑ چکا ہو کہ اگر اوسکی پرورش مین مدت مقرر نہیں تو عورت پر نفقہ لازم ہوگا لیکن خلع صحیح ہوگا بسبب قبول کر لینے عورت کے کذا فی حاشیہ الطحطاوی ولو تزوجہا او ورث ابوان الولد ہو ہم بیضۃ نفقۃ الولد والعدۃ اور اگر خلع کیا عورت سو شرط برأت نفقہ عدت اور نفقہ ولد کے اور یہ اوس عورت سو نکاح کیا یا کہ عورت نفقہ ولد سے بری نکلا یا کہ عورت بعد شرط مذکور کے مر گئی یا کہ لڑکا مر گیا تو زوج پر پھیر یا نفقہ ولد اور نفقہ عدت کو در صورت نکاح کے لیتو تحقیقہ کر کے زوج پر نفقہ عورت کا لازم ہو گیا اور یہان اگر لڑکے کو بھی اوسکے باپ کے حوالہ سے کہا لایق مذاد زوج کو بسبب قبول عدت بعد نکاح کی اوائی ہی ہوگی اوسی عدت کا نفقہ عورت کا اور نفقہ ولد کا پھیر غیاثیہ جائز ہے اسواسطرح کہ وہ عوض مال خلع کے ہا اور در صورت ہونے ہی بعینہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا اسواسطرح کہ عورت اوس شرط کو بیع کہا ہے باب المرابحہ مراد ہو کہ نفقہ رسالی ہے عورت ہماگی کذا فی الفتح الفاتح یا پھیر مراد ہو جاوز یعنی فرمانی کرے تاکہ نفقہ عدت کا ساقط ہو جاوے کذا فی الجواہر الاکمل اور در صورت ہو جانے عورت کے اوسکو متروک ہے بقیہ نفقہ کو زوج پھیر نہ لیگا کذا فی حاشیہ الرملی اذا ثبت برأت ہا اتنہا در صورت مرنے عورت باہر خلع ہونے کے بقیہ نفقہ کو زوج پھیر لیگا اور موقوف نہ لیگا جب کہ عورت نے یہ برأت نہ لی تو یعنی خلع میں وقت عورت نے یہ شرط کر لی ہو کہ میں کو دیکھی یا کہ لڑکی

مرگیا تو میں بری الذمہ ہوں نفقہ نہ دے ولہا اسمائہ یکرہ الصبی اذا استغلت علیہ ایضا اولا علیہا فیضع ثالثہا شہرا وحبس مہر تین کی علت نفقہ عدتہ ہے اور نفقہ عدت کا حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو حمل نہ ہو تو شوہر کو اختیار ہے کہ چاہے تو عورت کو اپنے گھر میں رکھے اور چاہے تو اس کو اس کے باپ کے گھر بھیج دے اور اگر عورت کو حمل ہو تو شوہر کو اختیار نہیں بلکہ اس کو عورت کے باپ کے گھر بھیجنا پڑے گا اور اگر عورت کو حمل ہو اور شوہر اس کو اپنے گھر میں رکھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے

ساقط ہوگا وان شهلا ای الزوج الضمان علیکما ای الصغیرة فان قیل وجه من اهله بان کانت تعقل ان النکاح خالص الظلم سلم الملتبس بالنافع لعدم اهلیة العزامة وان لم تقبل او لم تعقل او لم تطلق لم یقع الا احتیاطا زیلعی اور اگر زوج نے بدل خلع کی ضمانت صغیرہ پر شرط کی سو اگر صغیرہ نے خلع قبول کیا اور حالانکہ اسکو لیاقت تھی قبول کرنے کی بطریق برگ نہ دینا جو سمجھتی ہے کہ نکاح سراسر خالص ظلم ہوتا ہے اور خلع سے ال جاتا ہے تو اسپر طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق بائن اور اگر صغیرہ نے ضامن ہونے کی صفت اسمیں نہ پائی یعنی اور اگر صغیرہ نے خلع بشرط ضمان نہ قبول کیا یا قبول کیا لیکن اسکو سمجھتی نہ تھی یعنی اسکو اہلیت حاصل نہ تھی خلع سے تو نقصان نہ ہوا تو اسپر طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ اسکو جانے قبول کر لیا ہو اسکی طرف سے قبول کرنا ولی کا صحیح ہے کذا فی شرح الزیلعی وقد بلغت واجبا ذات حالہ نقیم اور اگر صغیرہ نے بالغہ ہوئی اور اسنے قبول سابق کو جائز رکھا تو خلع جائز ہو گا کذا فی التقدیر والمنتہی من کہا کہ اگر صغیرہ نے بعد بلوغ کے اپنے سابق قبول کو درست رکھا تو جائز ہوگا اور مطلقاً نہیں کہا کہ یہ بھی احتمال ہے کہ صغیر بعد بلوغ کے اپنے قبول سابق کو جائز نہ کرے کذا فی حاشیہ الدرر قال الزوج خلعتک فقبلت المرأة ولم یزد کرها لا یقع الا ان طلقت او اجرت او ابت فی القبول فی مجلس العلم الموصل لو کان حاضرا والا لیکون علیه من الموصل قبل علمها بذلک وقیل لا یشترط العلم لانها مساومة فتعتبر بقدر الامکان کذا زوج نے کہا میں نے تجھ کو خلع کیا سو عورت نے قبول کر لیا مگر زبردستی سے نہ کیا یعنی اکراہ اور دھونس سے نہ کیا کہ عورت مطلقہ ہوگی بسبب پائے جانے اکراہ اور قبول کے اور زبردستی الذمہ ہوگا مجلس میں جو زوج کے اور عورت کے مجلس ہے کہنے ہوئی رہا ہوگا تو عورت بیزار ہو سکتی جبتک وہ مجلس زوج اور عورت کی رہے اسطرح کہ بیزار نہ ہو جائے مگر یہ ذکر ہوچکا ہے اور اسکو کہ بیزار ہو جائے عورت کیطرف سے تو یقدر بقدر امکان معاوضہ صغیرہ ہوگا حاصل المرتضیٰ تعتبر من الثلث لانه تبرع فله الاقل من ارثه وبدل الخلع ان مات من مرضه والا فالاقل من ارثه من الثلث ان مات من العلة والا فمن کل المال وقیل ان خرج من الثلث فمن کل المال والا فمن الثلث والاقل من ارثه والثلث ان ماتت من العلة والا فمن کل المال وقیل لا تحول فلا یدخل فی الفصول اور بدل خلع بیمار عورت کا صحیح ہے اسکو ثلث مال سے اسطرح کہ بیماری میں خلع کرنا تبرع ہے اور تبرع صحیح نہیں مگر ثلث مال سے تو اور اثنت اور بدل خلع میں سے جو کم ہو سو زوج اور اسکو پاوے گا بشرطیکہ ثلث زیادہ ہو بدل خلع سے اور اگر ثلث زیادہ ہو اور اثنت اور بدل خلع سے تو اور اثنت اور ثلث میں سے جو کم ہو سو زوج کو ملیگا یعنی اگر زوج کی ارث کے موافق ثلث سے تو ارث پاوے گا اور اگر ثلث کم ہو ارث سے اور مورتین جو حب کہ عورت مدت میں مرگئی ہو اور اگر عورت بعد عدت کے مرگئی یا خلع قبل الدخول کے بعد مرگئی تو زوج بدل خلع کا پاوے گا اور بدل کتابت مولٰی سے اور اگر بدل ثلث سے کم ہو تو ثلث ہی پاوے گا اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین میں ہے اختلفت المکاتبة اذا مات المولی بعد العتق وقبل اداء بدل الکتابة فابرأها المولی عن البدل فعجزت عن السعایة فی حال حیاته فی قولهم لا تعتق ولا شیء لورثة المولی بعد موته عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله وعند محمد رحمه الله تسعی فی قیمتها لورثة المولی بعد موته وهو قول زفر رحمه الله وبه اخذ الفقیه ابو اللیث رحمه الله وهو الصحیح کذا فی الظهیریة مکاتبہ نے آقا سے بدل کتابت کا بری کرا لیا پھر آقا مر گیا پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی اپنی حیات ہی میں تو نہ آزاد ہوگی نہ ورثاء مولی کو کچھ ملیگا یہ قول ہے امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکاتبہ اپنی قیمت ورثاء مولی کو دیوے اور یہی قول ہے امام زفر رحمہ اللہ کا اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور یہی صحیح ہے کذا فی الظہیریہ وصارت امة للمستسعی فلا یطأ الکاتب امة ولدها علی قیمتها ان زوجها حر صح الخلع مجانا وان زوجها عبد فان اجاز المولی والا صح

اگر وہ تو بھی کہا کہ تجھ کو طلاق ہو یا ہوجائے جب خلع باطل ہوا تو طلاق بھی باطل ہوگا تو وہ بی بی کا نکاح پر گا تو خلع کی تصحیح میں بطلان طلاق ہر طرح کہ آئے اس کی ہے یا ہوجائے یا ہو گا کہ جب خلع باطل ہوا تو طلاق بھی باطل ہوگا اور وہ خلع باطل ہوگا تو وہ بی بی کا نکاح پر گا تو خلع کی تصحیح میں بطلان طلاق ہر طرح کہ آئے اس کی ہے

اور حاصل یہ ہے کہ اگر

اور تقیید میں کہا کہ کوئی روایت نہیں ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ جب میں تجھ سے بشرط طلاق رجعی کے سوا دے دوں اور سکو رجعی طلاق ہی دینے کی ہے صورت بائن طلاق ہوگی بوجہ استقلال مال کے یا رجعی ہوگی باعتبار انتفاع کے لیکن زیادت میں یوں ہے کہ مرد نے کہا کہ تجھ کو آج کی ایک طلاق رجعی ہے اور کل دو کل رجعی طلاق ہے عوض ہزار درم کے تو ہزار درم ہے اور دو طلاق کا ہوگا اور دو طرفہ طلاق بائن ہوگی لیکن آج ایک طلاق بعوض بائن ہوگی اور کل دو رجعی طلاق ہوں گی اور دو سری طلاق دو ماں کے واقع ہوگی اگر دوبارہ ملک زوج کی ثابت ہوئی یعنی اگر زوجہ نے پہلی طلاق کے بعد عورت سے نکاح کیا تو عورت پر مال دینا واجب نہ ہوگا اور اسی طرح مطلقہ بائنہ کا اقرار مال صحیح نہیں بسبب نہ پانے دو ملکیت زوج کے تو عوض بلا عوض کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر بعد طلاق کے دوسری بار نکاح کر لیا پھر دوسری طلاق بعوض نصف مالمعی کے دیدہ واقع ہوگی جو کچھ زیادت سنوات ہوا کہ طلاق رجعی بعقابلہ مال کے بائن ہو جاتی ہے تو وہ جو قنیہ میں کہا کہ مسئلہ مذکورہ میں دو سنین سواد بسکی روایت کچھ ثابت نہ ہوگئی کہ فی حاشیۃ الدرنی وفی الظہیریۃ قال لصغیرۃ ان غبت عنی فانت طالق بعد ان تبنی من المھر فبنی جاز الشرط فان اتاہ وطلقت قضی لہا بنصف المھر لانہ المھر بقدر ما بنی من المھر فی حال الشرط فان اتاہ ولم تبن لا یسقط

جزء لکہ غیر مفرد ہے ظاہر ہے جو کلمات اپنی زوجہ اور بہو اور ام الولد اور مکاتبہ اور امۃ کے لئے ان سے ثابت ہے ثابت ہے ان سب کے لئے ان کے اس طلاق کا ثبوت ہے اور اس کا وقوع ہے اور اس کا نفاذ ہے اور اس کا لزوم ہے اور اس کا اعتبار ہے اور اس کا حکم ہے اور اس کا ترتب ہے اور اس

وکی بیٹھ اور باقی اعضا کی ہو تشبیہ ہو گئی پس شارح نے اسکو ذکر کیا جو محیط کبیر نسب کر کے صحیح اضافۃ الی الباقی اور سببیۃ کان ذکرہ اسکی طرف اشارہ کیا قال ان تزوجتک فانت علی کظہر امی ماتۃ مرۃ فعلیہ لکل مرۃ کفارۃ تاتا خانیہ اور صحیح یہ ہے کہ اضافت طلاق کی طرف ہے کہ اضافت حرمت ملک کے زمانہ تک الا ان مراد یہ ہے کہ سنکیہ وہ تحریم طالعین ظہار کرنا اور اضافت الی ملک ہو اور یہ کہ قبول ان تکلم تین تکلم خلاف ظہار کرنا چاہیں جن کی کفارہ ان تکلم کرو ان لیسا نا تک گا اگر یوں کہا کہ اگر میں تجھ سے تکلم کروں تو میری ماں میری پیٹھ پر سوار ہو تو یہ ایلاء ہو گا ایک کفارہ لازم آوے گا اگر ان تکلم خارجہ طہارا کفارہ لغو ہو گا لاحرم تکرر الکفارۃ بتکرر الحنث فجاء الکفارۃ یا تکرار الحنث فجاء الکفارۃ یا تکرار کفارۃ یا تکرار الحنث فجاء الکفارۃ یا تکرار الحنث فجاء الکفارۃ یا تکرار الحنث فجاء الک

لو قضیتا بانا یقال الکاذبۃ ہو روبا مودکر کرد ملکی کہ بیان اگر عورت و ملکی زنکا قبل کفارہ و نیز بکہ ہمسطور کہ حرمت ہنوز تمام ہے و مشکوٰۃ اللہ کذا
فلا یتزوجہا ابدا مگر اگر قاضی حرم کرد اورا بعد از ان لا یطلقہا کذا کفارہ علی قول عامۃ اصحابنا وبہ یاخذ یکون عائدا الی ما ہو الاصح عندی قال الفقیہ ابو اللیث
واللام بمعنی حتی اور مودکہ زنا زوج کہ او ہست آیت قرآنی مین مذکور ہے یعنی تحریم ثابت نمیشود الا بعد از ان مرد اورا دوبار سے مذکور ہے یعنی تحریم ثابت نمیشود الا بعد از ان
استبعاد بعید پس اگر زوج نیت ارادہ و ملکی کا کیا ہو یا نہ کیا ہو و یا قصد کرد نفی تحریم کا تو مجبور کفارہ لازم ہوگا ہمسطور کہ عزم مو کدہ کہ نزلت آیت کا ہمین مطلب ہوا کہ ہمین پر فتوی
سے یعنی حرمت مغلظہ ثابت نمیشود الا بعد از ان مرد اورا دوبار و ملکی کا کرین زنا نخعی نے کہا کہ تحریم ثابت نمیشود الا بعد از ان یعنی حاصل کلام یہ ہوا کہ سبب کفارہ
واجب ہونیکا ظہار اور قصد و ملکی ہی اور کفارہ عود پر ہمسطور مقدم ہوا کہ کفارہ رافع حرمت ہے جیسے ظہار بعد قبل ارادہ کفارہ کے رافع وحدت کی وطی اور آیا
ان تطلبوا الی قولہ تعالی حتی تنکح زوجا غیرہ کہ عورت کو کرد زوج مظاہر سے مطالبہ ملکی کا کہ کفارہ دالا کہ سبب ہمین ہے کہ ہمسطور ہوا کہ بعد قول
ان تمتعہن الا بستمتاع حتی یکفر قبل ان یکفر علی القاضی الزامہ بہ او بالتکفیر دفعا للضرر عنہا بحبس او نحوہ الی ان یکفر اور حبس کرنا قاضی
ہر زوج کو کہ ظہار کرد کے زوج او وملکی اور دو اعاجی ہی کفارہ ہیتک نہ دیوے تا کہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے ثلاث کہ ہمین پر لازم کرنا زوج کا بجہت کفارہ ہیتک نہ دینے کا کہ عورت سخت ضرر و زحمت میں
ہر زوج کا ضید کرنا یا لازم کرنے ہی تا نکہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے فان ابی فرق بینہما الحاکم ہو یفرق بالکلام ہو اگر زوج نہ کہے کہ مین
کفارہ ظہار کا دیکھا ہون تو اسکی تصدیق کرنا جاہیے ہیتک کہ مشہور بد دیانتی نہ ہو اور اگر وہ کتاب کرے تو ہمون کو انہون نے تصدیق کرنا چاہیے
و لو قبلہا یا برجلہا فعلیہ عتق رقبۃ بمنزلۃ ظہارہ اگر زوج نے ظہار کی کوستی پر مہین یا دستر کر مباشرت کی تو اوپر ہوئی گذرے جانے سوائے ایک بہیمہ کے کہ اگر اس نے تو
بہیمہ کے اوپر اگر وطی کی ارادہ کے کہ گیا تو کفارہ لازم ہوگا اور بہیمہ کے کفارہ ساقط ہوا و ہو قولہ تعالی ومثلہ بخلاف مستبرأۃ فلان اور قبلیہ
کہ ظہار کا حکم تعالی کی مشیت پر ظہار کو احمل کرنا ہمسطور ہوا کہ ہمین کہنا کہ انت علی کظہر امی نہا اور ظہار کو اطلاق کرنا جیسے کہ طلاق کو باطل کرنا بخلاف مشیت
خدا نے شخص کے یعنی اگر ظہار مشیت زید پر معلق کرے گا تو اوسکی مشیت سو ظہار صحیح ہے یہ ان شاء اللہ او ان لم یشاء اللہ کذا کما مر و لذا لم یذکر علی خلاف ہذا
اطلاقا او ظہارا صحت بنیتہ و وقع ما نوی لانہ کنایۃ اور اگر اس قول سے کہ تو میرے نزدیک میری امی کی مثل ہی یا جیسی امی کی ہی بولا اور
اسپر ظہار ہوا اگر طلاق کا لفظ محذوف کرد یا یعنی یون کہا کہ انت مثل امی تو اگر زوج نے اس قول سے تعظیم زوجہ کی نیت کی باطلاق یا ظہار کی نیت کی تو صحیح ہے
نیت اوسکی اور عینیت کی گیا ہی واقع ہوگا اسواسطے کہ یہ قول کنایہ ہے اور کنایہ ہمیشہ نیت سے ہوتا ہے کہ تعظیم کی نیت کرے گا تو ظہار اور طلاق کیونہ واقع ہوگی اور
طلاق کی نیت سے طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت سو ظہار ہوگا و ہو قولہ وہو مأثور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وہو قول الاکثرین کذا فی العینی الکلوانی اور اگر اوس
قول یعنی انت علی مثل امی سے کچھ نیت نہ کرے گا یا کاف کو یا مثل کو حذف کر گیا یعنی یون کہا کہ انت امی تو یہ قول لغو ہوگا اور معین ہوگا کہ تو نے تعظیم اور تکریم
مراد ہوگی ظہار یا طلاق نہ واقع ہوگی کمتر مفہوم اسواسطے اور ہوا کہ حتی الامکان کلام مہمل نہ ٹھہرے و ہو قولہ انت امی یا امی بنت امی و یا امی اخت امی و نحو اور
کردہ ہو زوج کہون کہ انتا امی زوجہ ہو گی کمتر مفہوم اسواسطے اور یون کہا کہ تو میری بیٹی اور تو میری بہن اور مانند اسکے جیسے خالہ اور عمہ کہنا جبنیت اس قول سے
انشاء ثابت نہین اسواسطے کہ انشاء تشبیہ کے خالی ہو لیکن کردہ تحریمی ہی اسواسطے کہ قریب تشبیہ ہی اور سنن ابی داؤد مین بہ بہت مرفوعا ثابت ہوا کہ جو کردہ کہن کی مثل ہو
اور کردہ ہو کہ زنا کی مانند ہو تو ہے و ہو قولہ ومن شبہ بمحرم کانت محرما او نحوہا او بما لا یحل کالمیتۃ والدم ولحم الخنزیر ارادہ الکرامۃ زیادۃ لفظ الشر صحیح و ان لم یذکر
اور کردہ ہو کہ زنا کی مانند ہو تو ہے و ہو قولہ ومن شبہ بمحرم کانت محرما او نحوہا او بما لا یحل کالمیتۃ والدم ولحم الخنزیر ارادہ الکرامۃ زیادۃ لفظ الشر صحیح و ان لم یذکر
الا ذا فی وہو الصحیح اور اس قول سے کہ تو مجھ پر حرام ہے میری ماں کی مانند حرمت کہ ظہار یا طلاق کی اگر گیا تو صحیح ہے اور جائز نہین اس قول سے تعظیم کی
ارادہ کرنا بسبب زیادہ ہونے لفظ تحریم کے مخالف انت علی مثل امی کے کہ اوسمین تحریم کا لفظ نہین اور اگر کہہ گیا تو اولی ثابت ہوگا یعنی ظہار
قول ہمین من دون ثابت علی الظہار اتی وثبت الظہار کما تقدم کہ صحیح ہے اور اس قول سے کہ تو مجھ پر میری امی کی پیٹھ کی مانند ہی تو ظہار ہی ثابت ہوگا طلاق
نہ تعظیم اسواسطے کہ یہ لفظ صریح ظہار ہی ہے ظہار مین تو بہ دون نیت ظہار کے بھی ظہار ثابت ہوگا اور اگر تکلم طلاق یا ایلا کا ارادہ کرے گا تو لغو ہوگا و لا یلزمہ شیء
اصبہ و ظہار صحیح نہین اپنی لونڈی ہی ہو نہ ام ولد اور نہ مکاتبہ ہے اسواسطے کہ لفظ نساء کا جو آیت ظہار مین واقع ہے وہ لونڈی کو شامل نہین اسواسطے کہ اوس

میں نسار رجل اوسکی زوجات کو کہتے ہیں نہ زوجہ ہی اور حرم کو کذا فی حاشیۃ الوانی والمراد ہم ظہارہا ظہارہا نقرارہ ثلثۃ لعدم الفی بمجیئہ اور ظہار صحیح تین امور سے ہوتا ہے کہ نکاح کیا ہو دون اوسکے بعد دون سے قبل کہا ہو صورتے نکاح کو جائز کرنا جیسے ہم زوجیت کو یعنی وقت ظہار کے دو زوجہ ہونی اسو اسطرح کہ اوسکو کہا کہ تجھ پنتی فضولی ہے اور سکا نکاح کر دیا ہا انتہیٰ قولہ اتفقوا علی ظہارہ واحدۃ ومتعددۃ اجمالاً وکذا لو کانوا فی قال الکل اجمالاً کلکم کظہر واحدۃ کا ہالا ہر دے کہا اپنی عورتو نے کہ تم کو میری ماں پیٹھ تو یہ ظہار ہوا جب عورتو نے باتفاق فضا کے اور کفارہ دو مرد ہر صورت کیوں نہ اسٹے اور کہا امام مالک اور امام احمد جنہوں نے کہا ایک کفارہ واجب عورتو کی علت کو پوری نہ جانا انکے اوپر کے یعنی اگر بر تقدیر تسلیم کہا کہ یمین اپنی عورتو نے سے صحیح نہ کرنگا ہر ایک سے یہ ایک کفارہ دینی سے سب عورتیں علال ہو جاوین گی ظہار کا یہ مراد ہوا کہ فی مجلس واحد لیس علیہ الا کفارۃ واحدۃ کما فی ظہار الکفارۃ فان حق التکرار للتاکید فان مجلس صدق قضاءً ولا یلا علی التعدد ولذا لو لفقہ تبین حرمۃ الثانیۃ وما فوقہا دیانۃ لتصدیق لکن لا یقبل قضاءً اور اسی طرح حکم ہوا اگر تعلیق ظہار کی اپنیکے کہا ہو کہ میری جانچ نہ سکی تصریح نہ کی تو اسکا خیال ہے اسی طرح ہر مکی ہم مصنفت تصدیق آلہ میں اتحاد مجلس کی قید لگائی اور شارح نے بھی اسکی پیروی کی حالانکہ مصنف کا قول اوسکی روایت کی مخالف ہے یعنی صاحب بحر الرائق کے بحر الرائق میں یوں ہے کہ اگر اپنی عورت سے چند بار ظہار کریگا ایک مجلس میں واجب مجلس میں تو اور سیر عورتیں ہر ظہار کے کفارہ لازم آویگا جو صاحب ایک کی نیت کریگا یعنی تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا کما ذکرہ الاسبیجابی وغیرہ اور یعنی کہنا یہ نہیں ایک مجلس اور چند مجالس میں فرق کیا ہوا اور مستند اول ہی قول ہوا جسکے مضمون اور مصنف نے اپنی شرح منظم الغفار میں تفصیل ایک مجلس اور مجالس کی اسیطرح منسوب کی ہوا اور حالانکہ اسیطرح کا قول بموجب روایت صاحب بحر کے مطلق ہوا تفصیل اور تقیید دعا بلکیری میں بھی قول صاحب بحر کا اسیطرح منقول ہوا جو کذا فی حاشیۃ الوانی قولہ ثم ع ف مسائل ظہار کے انت علی کظہر امی کل یوم الخ ولو قال کلما جاء یوم فکلما جاءہ یوم تصدق بدرہم فجاء یوم ولم یکفر ثم جاء یوم کفر عن الکل لانہ لما جاء یوم ولم یکفر صار مظاہرا عن الکل کذا فی الخانیۃ اور اگر دو مہینے کی مدت دی اور کہا کہ تو میرے لیے جیسی کہ میری ماں کی پیٹھ ہو اگر دو مہینوں تو یہ قول ایک ہی ظہار ہوا اور پورا ہوا اور لغا وطی حرام ہے دون کفارہ کے اور اگر شمال مذکورین نے کی لفظ لا یا یعنی یوں کہا کہ انت علی کظہر امی فی کل یوم یعنی تو میرے لیے جیسی ہے کسی کی پیٹھ ہر دن یعنی تو ہر روز حرام ہے مجھ پر جب دن آویگا تو روز مظاہر ہوا جاویگا اور دوسرا دن آفتاب نکلیگا تو دوسرا ظہار شروع ہوگا ولیکن مرد کو صحبت کرنا حالت سیر میں جائز ہوگا اور اسطرح کی طرف کیے اسطرح موصوم ہے اور ظرف میں معنی شروع کے ہر تو یوں تو کفارہ ظہار کا ساقط ہوگا کذا فی حاشیۃ الوانی قولہ فان کظہر امی الیوم وکلما جاء یوم فکلما جاءہ یوم تصدق بدرہم بقیاس ظاہر اظہارا آخر مع بقاء الاول اور اگر یوں کہا کہ تو میرے لیے جیسی کہ میری ماں کی پیٹھ ہو آجکے دن اور جب دن آویگا تو اوس دن میں تو ہمیں جب کہ دن آویگا تو روز مظاہر ہوا جاویگا اور دوسری ظہار کی یعنی ہر روز ہے۔ اجاء اظہار ثابت ہوگا یا وجود ذاتی سے یا وجود حکمی سے مثلاً ظہار کیا مجھ پر دو ماہ شامل ہے کسی کی مخالفت ہے جو ہر الرائق میں ہے کہ اگر اسطرح کہا انت علی کظہر امی الیوم ثم کلما جاء یوم تو مظاہر ہوگا آیکے دن عینیت سے اور جب دن گذر جاویگا تو یہ ظہار باطل ہوگا اور ان دین روز کو تو مثلاً عتبار ہے جب کل کا دن آویگا تو دوسرا روز یہ ظہار ہوگا کہ اسیطرح ہمیشہ نیا نیا ظہار ہوتا رہیگا انتہیٰ کذا فی حاشیۃ الوانی اور یہ جو شارح نے ظہار اول کی تاکید کو ذکر کیا سو وہ اوس صورت میں ہے جب یوں کہے کہ انت علی کظہر امی کلما جاء یوم تو ظہار روز اول کا تو ہمیشہ ہوتا باقی رہیگا اور جب دن آویگا تو روز مظاہر ہوگا دوسری ظہار کی جو کفارہ کو ظہار اول کے باطل ہونا کذا فی الخلاصہ جو شرط تخلیس الحاجہ ہے الکبیر وغیرہ کی لو قال بشرط مستقبل ویکون اور جب ظہار کو شرط مستقبل پر معلق کریگا تو ظہار بھی منکر ہوگا مثلاً یوں کہا جب کہ تو فلانی گھر میں داخل ہوگی تو تو میرے نزدیک میری ماں کی پیٹھ کی مانند ہوگی تو جب گھر میں داخل ہوا تبھی یہ ظہار ثابت ہوگا تو کفارہ لازم آویگا ہر بار جب داخل ہوگی جیسے کہ شمار ہے دلو قال ان کظہر امی رمضان کلما دخلت الدار استعسانا وہو تلفیق فی ترتیب لان شعبان کمرظاہر ہستثنے دوم للبقعۃ مثلاً ان کفر فی یوم الاستثناء لم یقربہا حتی یجاوزہا وان کفر یوم کما کہ تو میرے نزدیک ایسی جیسی میری ماں

پہنچے رمضان میں اور جب بعد تعجیل کیے ہی ظہار ہوا مثلاً جب چار مہینے کفارہ دینا اس کو لازم تھا مہینوں میں اس کفارہ دینے سے پہلے ہی ظہار رمضان ہی میں ہوا تب بھی ظہار کے بعد ایک مہینہ روزے رکھنے ہوں گے اور جب بعد تعجیل کفارہ کے ظہار ہوا مثلاً جب چار مہینے کفارہ دینا اس کو لازم تھا مہینوں میں اس کفارہ دینے سے پہلے ہی ظہار رمضان ہی میں ہوا تب بھی ظہار کے بعد ایک مہینہ روزے رکھنے ہوں گے

باب الكفارة

وجہ کفارہ ظہار کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَٰلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اَلْمُجَادِلَة ۱ الظِّهَارُ وہ کہنا قول زوج کا اپنی عورت کو یا جزو شائع کو یا جزو معین کو جو معین عرفاً ہو اس کے ساتھ جو حرام ہو ابد کے سبب جیسے ماں جورو کا یا جزو معین جو عرفاً معین

ادا ہو کفارہ ظہار اور سکو سول لیا تو کفارہ ادا ہوگا اسو سطے کہ مول لینا اور سکا اختیاری فعل ہو بخلاف ارث کے کہ وہ فعل اختیاری نہیں یعنی اگر کوئی اپنی قرابت والے پر ارث میں بادہ ہوا اور خریدے اور اسکو کفارہ کے کو توصحیح نہیں اسو سطے کو وارث ہونا اختیاری فعل نہیں تو کیسے اختیاری ہو گا بلکہ محض ہو گا جانچہ اسکے ذکر سے اشارہ کر دیا واعتاق نصف عبد مشترک فرقانیہ عنہ استسعا ثابت فی المشترک کا یعنی جو آزاد کرنا اپنے نصف غلام کو یہ شریف باقی کو کفایت کرتا ہو کفارہ کیواسطے یہ دلیل قیاس فی مخالف مشترک غلام کے جانچہ اوسکا ذکر آویگا یا شریف تھے ثالث جنس المنفعۃ لانہ ھالک حکما کفایت نہیں کرتا ارنا اور کسی غلام کا بکی جنس منفعت فوت ہو گئی یعنی منفعت سمع اور بصر کی اور بولنا اور ہاتھ سے تھامنا اور پاؤں سے چلنے کی اور عقل کی فوت ہو گئی ہو اور سکو آزاد کرنے سے کفارہ نہ ادا ہوگا اسو سطے کہ وہ حکمیت سو اور مردا فوت منفعت سمجھے ہو گا اکثر منفعت فوت ہو تو لفظ ہاں منفعت کا اور اعضاء میں ضرور نہیں کہ کل اعضا ہو جو تلف ہو یا بعقل کا فضی تلفہ ہو جو ہو فی حال افاقتہ و مریض کا یعنی مرد کہ وساقط الاسنان غلام مقرون المنفعۃ جیسے اندھا اور پاپا دوا ہو جو کچھ سمجھتا ہو موجود ہو یا نہ کہ کبھی ہوش میں آجاتا ہو اور سکا آزاد کرنا جائز ہو موجب اختیاری کی حالتوں اور ایسا بیمار سکی صحت کی امید نہ ہی ہو اور جسکو موت گریب ہو جیسے اسو سطے کہ بوڑھا جانے بنا رد نہیں المقطوع یدا او اثنتا اما او اقداما او ثلث اصابع من کل یا رجل او ید او رجل من جانب اور جائز نہیں وہ غلام جسکو دو ہاتھ یا دو پاؤں سے یا انگوٹھوں پر ہاتھ کی کٹی ہوں یا دو پاؤں یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کہ ایسے کٹے ہوں اسو سطے کہ ان امور سو نہیں تمامی اور چلنے کی منفعت اکثر مقود و معقود علیہ کا فی اور جس غلام پر کہ بیخبری اور بیہوشی غالب ہو کہ ذاتی الکافی ھا لا یفیق یوما او اکثر الرای یعنی بدلہ و لو یفیق نفسہ فان عجز فیق فی اکثر الوقت کا جائز ہو وجہ حیلہ الجواز بعد اداء ثلثہ شیئا اور کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا مدبر کا اور ام ولد کا اور اسی مکاتب کا جسنے ابھی کتابت کا کچھ بدلا ادا کیا ہو اور وہ عاجز نہیں ہو گیا اور باقی سے سو اگر عاجز ہو گیا پھر اوسکو مالک نے آزاد کر دیا بہ نیت کفارہ تو جائز ہو اور یہی عاجزی حیلہ ہو اعتاق مکاتب کا بعد کچھ ادا کرنے کے یعنی جس مکاتب کو مولا نے مکاتب کیا ہو اور اوسکا مالک بنیت کفارہ اوسکو آزاد کیا جانچہ اوسکی بھی نہیں ہے اگر مکاتب اپنی عاجزی کو ظاہر کرے واعتاق نصف عبد مشترک فرقانیہ بعد ضمانہ للقابض النقصان اور کفایت نہیں کرتا آزاد کرنا نصف عبد مشترک کا پھر نصف باقی کو آزاد کرنا بعد ضامن ہونے اوسکی قیمت کے جو اسطرح ہو جانے نقصان کے نصف اخیر میں یعنی ایک غلام کے دو مالک تھے نصف سو ایک مالک نے بنیت کفارہ ادا کیا حصہ آزاد کر دیا تو نصف اخیر کی حکومت میں نقصان پڑ گیا یعنی دوسرا مالک اب اوسکو پوری نہیں سکتا لہذا اگر آزاد کرنیوالا نصف باقی کی قیمت کا ضامن ہو کہ باقی کو آزاد بھی کر گیا تو بھی کفارہ ادا ہوگا ان آزاد ان آیا حصہ آزاد کرنا اور نصف باقی کا ضامن ہو کر کل عبد کو آزاد کرنا تو صحیح تھا و نصف عبد لا عن تدبیر او ثوابہ بعد ما ضمن ظاھر من قال لا قربن التاجر اور کفایت نہیں کرتا نصف غلام کو آزاد کرنا بنیت کفارہ یا نصف باقی کو آزاد کرنا اور طے اوس عورت کے جسے اظہار کیا اسو سطے کہ حکم کفارہ دینے کا طلاق بعضہ کے ہے اور نہیں طے کی نصف آزاد کرنا اور کفایت نہیں کرتا نصف صحیح نہیں فان لم یجد الظاھر الا یقدر وان استطاع الخ صیام الاطعام والقضاء عندہ لانہ جعل حقیقۃ بدلا فہو فیما فی الجوھرۃ لہ عبد لظہارہ او لموتہ یقوم الصوم لان کلا منھما یقدر نوعا ما ثم یقدر بعدم العبد والموافی کلا منھم ویستقل برجوعہ الی الکفارۃ بخلاف ما لو اعتق عبدہ الا نصفہ فانہ لا یستقل برجوعہ الی الکفارۃ بالنصف الباقی لان ھناک لا یقدر علی الاعتاق بوجہ ما بخلاف ما نحن فیہ اھ اگر نہیں پاتا ظہار والا مگر ایسا غلام کہ اوسکی بیع کا اپنو قرض ہو اور کسیکے واسطے اوسکو آزاد کرنا واجب ہو تو غلام مرہنی اٹھتا ہو اور روزہ کفارہ جائز ہو گا شارح نے بھی ضمیر کو ان کی طرف پھیر کر یہ مطلب جوہرہ کا بیان کیا کہ اگر کلام اسکا اور نقلہ کے کلام سے موافق ہو جاوے اور یہ صحیح ہو تو حال ہو گا کہ ضمیر کو ان کی طرف پھیر کر یہ مطلب ہو گا کہ اگر الگ الگ ہو تو کفارہ کرنا آزاد کر دینا روزہ رکھنا ہو لیکن اس صورت میں قبل روزہ کے اوسکی ملک ہونے تک کے ہو یعنی اگر تکفیر کیا ہو بعد ملک ہونے کے تو ہو جائیگا اور اگر ملک ہونے سے پہلے ہو تو ہو جائیگا اور اگر ملک ہونے کے بعد ہو تو نہیں ہو جائیگا اور اسکی توجیہ معقول کر دی اختلاف مندفع ہو جاوے و لا یقدر علی مستکنہ یعنی اور گھر اوسکا مستور نہیں یعنی اگر مظاہر کا ایک گھر ہو جسمیں وہ نہ رہتا ہو تو اوسپر اوسکا بھیجنا اوسکی

قیمت اور کفارہ غلام کی پیدائش تک ادا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ کفارہ ضروریات میں داخل ہوتا ہے، ہر صوم لازم ہو گا اور اصل یہ ہے کہ ہر صوم جو کفارہ کے طور پر لازم ہوا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے شروع کرنے سے پہلے اس کا توڑنا جائز ہے اور اگر شروع کر چکا ہو تو توڑنا جائز نہیں ہوتا اگر توڑ دے تو قضا لازم ہوتی ہے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر حیض آ گیا تو حیض کے دن شمار نہیں کئے جائیں گے اور حیض کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر نفاس آ گیا تو نفاس کے دن شمار نہیں کئے جائیں گے اور نفاس کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے دن شمار نہیں کئے جائیں گے اور بیماری کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر سفر کیا تو سفر کے دن شمار نہیں کئے جائیں گے اور سفر کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر عید الفطر یا عید الاضحیٰ یا ایام تشریق آ گئے تو ان دنوں کے روزے شمار نہیں کئے جائیں گے اور ان دنوں کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر ان دنوں میں سے کوئی دن آ گیا جن میں روزہ رکھنا حرام ہے تو ان دنوں کے روزے شمار کئے جائیں گے اور ان دنوں کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر ان دنوں میں سے کوئی دن آ گیا جن میں روزہ رکھنا مکروہ ہے تو ان دنوں کے روزے شمار کئے جائیں گے اور ان دنوں کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر ان دنوں میں سے کوئی دن آ گیا جن میں روزہ رکھنا مستحب ہے تو ان دنوں کے روزے شمار کئے جائیں گے اور ان دنوں کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر ان دنوں میں سے کوئی دن آ گیا جن میں روزہ رکھنا مباح ہے تو ان دنوں کے روزے شمار کئے جائیں گے اور ان دنوں کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کرے اور اگر کفارہ کے روزے رکھنا شروع کر دیئے پھر ان دنوں میں سے کوئی دن آ گیا جن میں روزہ رکھنا واجب

کہ کفارہ قتل مرتبہ مذکورہ میں مطلقاً کیا ارادہ قتل عمداً یا خطأً اور ابتداءً یا بناءً فی المختار وغیرہ وتقیید ان ذلک باللیل لغلبۃ الخطأ فیہ فتنبہ اگر وطی کری کی نظیر والی عورت سے بیٹھ کر ہاتھ کر یا دن کو بالقصد یا بھول کر ہمارے نزدیک اطلاق مصرح بخلاف مصرح وغیرہ میں اور تقیید کیا ابن ملک کا وطی شب میں ساتھ عمد کے غلط ہے بموجب ہمارے ملک کے اگر رات کو عمداً وطی کرے تو مغلظ کفارہ ہوا اور مسہو اسفر تہیں ہو سکتا قول غلط ہوگا عمداً اور مسہواً اطلاقاً مصرح ہے اور جن کتابوں میں وطی لیل میں عمد کی قید ہے تو اتفاقی ہے اور اتفاقی کافی شرح المجمع اور غایۃ البیان اور عنایہ میں تصریح کر چکے قید اتفاقی پر محمول کیجیے بنا بر اسکے صاحب کفایہ اور اسکے تابعین نے کہا ہوا لاک صاحب عنایہ نے اسکی طرف الشتات نہیں کیا استعجاب کلام الفقہ تابع شیخ حسن منحنی نے کہا کہ تتمہ اتفاقی غلط کوئی میں ابن ملک کے موافق ہو گیا اور جن کتب کی عبارتیں قید اتفاقی پر محمول ہیں اون سے استدلال کرنا ہو اور حالانکہ کتب معتمدہ میں مصرح ہو کہ عمداً و نسیاناً دونو پر برابر ہیں جیسا کہ مختار اور کفایہ اور غایۃ البیان اور عنایہ اور اطلاق صاحب کنز اسی طرح ہیں کذا فی حاشیۃ الدرر اور استأنف الصوم لا الاطعام ان وطیہا فی خلال الاطلاق النص فی الاطعام وقتیدہ فی قطر بمرض یصیبہ یعنی اگر کفارہ ظہار میں ایسا عذر روزہ افطار کر جیسا ظہار والی عورت سو وطی کرے روزے سے استیناف کرے کیونکہ اطعام کا یعنی ہمیشہ سے روزہ پھر کھانا شروع کرے لیکن اطعام کا استیناف لازم نہیں اگر درمیان اطعام کے اسی عورت سو وطی کر بسبب مطلق ہونے نص قرآن کے اطعام میں اور مقید ہونے روزے کے ساتھ مرض کے اور صیام میں بموجب قول اللہ تعالیٰ کے کفارہ ظہار میں قبل مساس کے قید نہیں لگائی اور وطی منعقد ظہار نہیں ہوا تھا اور صیام میں قید لگائی کی کفارہ قتل مماس ہو ابتدا وطی منعقد صیام ہو تو استیناف لازم ہوا والعمد اولیٰ منہ کما یشیر الیہ المحبی وعلیہ یدل علی المعتمد اور غلام اگر بیچ مکاتب ہوا یا بیچا غلام کے جسکے آدھے کو شبہ آزادی کا ہو یا آدھا دراثی کسی سے ہو اور ان کی طرف سے مکاتب ہو اور ہر دو بیٹھ کر وطی کر یا مولیٰ اس کی حالت کے سبب سے مالک نہ ہو یا مولیٰ بنا بر قول معتمد کے یعنی بموجب قول صاحبین کے لا یتحری لا الصوم المذکور غلام وغیرہ کو کفایت نہیں کرتا اگر صوم نہ کر یعنی دو مہینے پورے نہ رکھے کفارہ ظہار میں واجب ہے مکاتب اور مدبر رحمۃ اللہ علیہ کو اور اوس غلام کو جو بعض آزاد ہو اور نہیں اور بسبب عدم تدبر کے ان پر عتاق اور اطعام نہیں ہے اس مقام میں سوال وارد ہوتا ہے فاعدہ کیہ ہر جگہ غلام پر نصف اور عقوبت آدمی ہوتی ہے اور کفارہ بھی عقوبت ہو تو لازم ہوں تھا کہ کفارہ عبد کا نصف ہو تا کفارہ حر یعنی ایک مہینہ کا صوم غلام کو کفایت کرتا اس سوال اس عقد کا جواب شارح نے اپنے قول میں ربما وقد یتنصف لما فیہ من معنی العبادۃ اور کفارہ غلام کا آدھا نہیں ہوا اسکا سبب کفارہ میں معنی عبادت موجود ہے یعنی عبادت بوجب کفارہ میں تغلیب عقوبت اور صغیر میں عبادت دو نو ہیں لیکن عبادت اسمیں غالب ہے اور حالانکہ عبادت میں تنصیف نہیں چاہیئے صوم اور صلوٰۃ میں اسپر جواب کفارہ آیہ ہے فتحریر رقبۃ للسیدین منعتہ منہ اور مالک کو فہیا رہیں غلام کو صوم سے منع کرنیکا جسکو ہمنے حقوق نکاح کے سبب سے واجب الادا کیا ہے غلام کو نکاح کی اجازت دی تو اوسکو سبب حقوق کے واجب اور ہو گیا لازم کر لیا تو اب کیونکر صوم کفارہ سے روک سکے ولو وصلیۃ لتسع یستبدا بہ او الطعم ولو ما لم یعد لعدم التملیک الا الاحصار فیطعمہ المولیٰ قیل نذا یقبل حوائج کفارہ ظہار میں عتاق اور اطعام غلام کو کفایت نہیں کرتا اگرچہ ہو مالک اوسکی ہے آزاد کرنا اطعام کو کیونکہ جسکو اطعام ہو بموجب سبب تملیک کے یعنی عتاق اور اطعام ہو دون ملک کے نہیں ہو سکتا اور غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ ہو مالک اوسکو تملیک کر چکے حصار میں غلام مالک ہوتا ہو یعنی اگر غلام باجازت مولیٰ کے احرام کر باندھے پھر مالک اوسکی صحیح کر چکا ہو تو مولیٰ اوسکی طرف سے اطعام کرے یعنی قربانی کرنا جانور اوسکی طرف سے حرم میں بھیجے کہ وہاں ذبح کرے تصدق بہ یضحی عنہ علانیۃ کما قدمناہ بخلاف ما لو تصدق بہ سرا مولیٰ اور بعضوں نے کہا کہ جب ہو اطلاق اطعام کا ارسال قربانی پر غیر مشہور ہے ہمارے نزدیک اسمیں منعقد نہیں اور صحیح کی پیروی کی ہو فان مخرج عن العہدۃ ہو اصح

ترجمہ اور کہا ابو حنیفہ نے مالک سے اور شافعی اور علماء مدینہ سے اور احمد سے اور اسحاق سے اور ابو ثور سے اور ابو عبید سے اور داؤد سے اور علماء مکہ سے اور علماء یمن سے اور علماء بصرہ سے اور علماء کوفہ سے اور علماء شام سے اور علماء خراسان سے اور علماء مصر سے اور علماء مغرب سے اور علماء مشرق سے اور علماء حجاز سے اور علماء تہامہ سے اور علماء نجد سے اور علماء عرب سے اور علماء عجم سے اور علماء بادیہ سے اور علماء حاضرہ سے اور علماء سہل سے اور علماء جبل سے اور علماء وبر سے اور علماء مدر سے اور علماء شعر سے اور علماء وبر سے اور علماء مدر سے اور علماء شعر سے اور علماء ظاہر سے اور علماء باطن سے اور علماء سنت سے اور علماء بدعت سے اور علماء جماعت سے اور علماء فرقہ سے اور علماء اہل سنت سے اور علماء اہل بدعت سے اور علماء اہل جماعت سے اور علماء اہل

مشترج کو دے اور مسکہ بیٹے پر کھلادے یا نہیں روزہ رکھے وہ اباحۃ وتملیک اور جائز ہوگیا اور تملیک کے بچانے کیلئے عشر سے بچنے کیلئے کہ اگر مسکہ محتاج کو ایک قفت کھلادے اور دوسرے وقت کو کسانکی قیمت دیدے تو یہ محتاجوں کو طور اباحت کے کھلانا ہوگا اور تیسرا کو تملیک بعض صاع گیہوں تملیک کرے بدون الصدقات والعشر صدقات اور عشر میں یعنی مذکورہ اور صدقہ فطر اور عشر میں اباحت صحیح نہیں بلکہ تملیک ان میں ضروری ہے والظاہر بطلانہ اَنَّ مَا شُرِعَ بِلَفْظِ اِطْعَامٍ وَطَعَامٍ جَازَ فِیْہِ الْاِبَاحَۃُ وَمَا شُرِعَ بِلَفْظِ اِیْتَاءٍ وَاَدَاءٍ شُرِطَ فِیْہِ التَّمْلِیْکُ اور قاعدہ کلیہ جس جگہ اباحت اور عدم اباحت کا ہے وہ کہ جو لفظ اطعام اور طعام مشروع ہو تو اس میں اباحت جائز ہوا اور جو لفظ ایتاء اور ادا مشروع ہو تو اس میں تملیک شرط ہے کفارہ ظہار اور کفارہ یمین اور کفارہ فطر اور کفارہ صید میں قرآن مجید میں طعام اور طعام کا لفظ ارشاد ہوا ہے اور اطعام عبارت ہے کہ تمکین سے یعنی طعام پر محتاج کو قادر کر دینا خواہ بالاباحت ہو خواہ تملیک اور زکوۃ وغیرہ صدقات میں لفظ ایتاء اور ادا اور ادا مشروع ہوا ہے اور ایتاء کے معنی ہیں کہ تملیک ہو لہذا ان میں تملیک شرط ہے بالاباحت کافی نہیں سترجم عبدی عن ظہار یمین اور اما آدمیین واحد اول صحیح عندھما وسئلہ فی الصحیح الصیام اوعدنا شھر بالاطعام ماۃ وعشرین فقیرا لا اتحاد الجنس مطلب ہر نے آزاد کیا دو غلام یمین کے کفارہ ظہار کا ایک سو ساٹھ ہوئے اور دو مہینے روزے رکھنے ہوں اور دو مہینے کے ساٹھ روز ہوئے معین اور مقدر تو یکبارگی کسی ایک غلام کو کسی ایک ظہار کفارہ ظہار کے واسطے یعنی یوں تعیین نہ کی کہ یہ غلام اس ظہار کے لئے ہے اور دوسرا غلام ثانی ظہار کے لئے ہے تو یہ عتاق دو ظہار کیلئے کفایت صحیح ہوگیا اور اسی کی مثل صحت میں روزے رکھنا جائز معتبر کا وہ ظہار ہے اور اطعام ایک سو تیس فقیر کو دو ظہار پر یہ بھی صحیح ہے یعنی دو ظہار جو مختلف ہیں لہذا نیت تعیین کی کچھ حاجت نہیں بدون نیت تعیین بھی صحیح ہوا حاصل ہو مختلف الجنس اختلافہ الاٰن شیئ یکمل کلا فیصح بخلاف اتحاد جنس جیسے کسی شخص پر کفارہ ظہار اور کفارہ یمین اور کفارہ قتل ہوا اور دو تین غلام کو بلا نیت تعیین آزاد کر دیا تو صحیح نہ ہوگا جب کہ ہر غلام کو ہر کفارہ کے واسطے مقرر کرلیا اسواسطے کہ یہ کفارات مختلف الجنس ہیں یہ عتاق صحیح نہیں اگر ہر طرح پر ہر غلام کے عتاق کے ساتھ ایک کفارہ کی نیت کر تو صحیح ہے جیسے آسمین بیت یا تم نے ظہار یمین کے رفع جہالت اور رفع ابہام نہیں کیا تو جہالت مضر عتاق نہیں کذا فی المحیط اور طعام کی کہا کہ یہ متباہ ہوا رہتا ہو کلام شارح سو کہ ہر غلام سے ہر کفارہ کی نیت کرے صحیح ہوا اور دو تین غلام کو بلا نیت تعیین آزاد کر دیا تو صحیح نہ ہوگا جب کہ ہر غلام کو ایک کفارہ کی نیت کر کے بلا تعیین ظہار یمین کے تو ہوا جائے گا اور ہر غلام کو اسواسطے کہ منتج الغفار میں یوں مصرح ہے کہ اگر آزاد کرے گا ہر غلام کو ایک کفارہ کی نیت کر کے بلا تعیین ظہار یمین کے تو ہوا جائے گا اور حاشیہ الدری نزد مختار صام عنھما شھرین متتابعین ولہ وطی الاولی لا الاخری اور اگر دو ظہار کو ایک ظہار سے آزاد کیا یا دو مہینے روزہ رکھا تو یہ عتاق دو مہینے صحیح ہوگا اور اس ایک ظہار سے جس کو ظہار مقرر کرلے یعنی ظہار مقرر ہتا یہ کہ اس عتاق یا صوم کو اول ظہار ثانی کا کفارہ قرار دے اور ظہار کو دطی اور اس عورت کی درست ہوجائیگی ظہار کا کفارہ دیا نہ دوسری عورت کی وعن ظہار دطی قبل الاتیان بالکفارۃ ما لم تعزم علی الوطی فتصیر ناسیا الحرم صلاتہ للقتل اور اگر ایک غلام آزاد کیا کہ اس کو دو ظہار اور کفارہ قتل سے تو یہ عتاق صحیح نہیں کسی کفارہ سے تک کہ نہ غلام کو نہ آزاد اور کسی اور سبب کا نہ غلام کو آزاد کر گیا تو یہ عتاق صحیح ہوگا کفارہ ظہار سے یا قتل استحسانا لعدم صلاحیتہ للقتل اور جب کہ غلام کو آزاد کیا کفارہ ظہار سے یا قتل استحسانا کے لعدم صلاحیتہ رقبہ کے واسطے کفارہ قتل کے یعنی کفارہ قتل میں غلام سلم کا آزاد کرنا شرط ہے تو عتاق کافر کا ظہار ہی کیوں نہ ہو جائیگا اسواسطے کہ ظہار میں عتاق مسلم اور کافر دونوں کا درست ہے ہم کفارہ ظہار اور کفارہ قتل میں عتاق صحیح عبد لا لاتعیین نیت اسواسطے صحیح نہیں کہ یہ دونوں کفارے مختلف الجنس ہیں نیت ضرور ہے تعیین کی چنانچہ ہم کہا یہاں سابق میں مذکور ہو چکا الاطعم سبتین وصلیتا کالصیام عن ظہار یمین واحد اول لان اذا فسح الشرع واحد الذی لم یفسح کالذی لم یشرع کذا فی المحیط اور جس عورت کو ظہار کیا اس کے بدلے دو عورتوں کو آزاد کیا یا دو عورتوں کو ایک ظہار سے یا دو مہینے روزہ رکھا تو یہ عتاق دو مہینے صحیح ہوگا ایک ظہار کی کفایت سے اسواسطے کہ ایک صیام گیہوں کا دینا دو ظہار کی کفایت صحیح ہوا ایک عورت سے ہو دو ظہار کی دو عورتوں سے ہو جیسا کہ سابق میں مذکور ہو چکا اور یہ عتاق صحیح ہوگا ایک ظہار کی کفایت سے اسواسطے کہ ہر ایک صیام کو ہر ایک عورت سے ہو دو ظہار کی شرح کی نسبتوں میں اور اول میں قسم کی نسبتوں میں ہو شرع سے علی وجہ ہر ایک ظہار کا واقع ہونا اور اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر صیام کو ایک صیام گیہوں کا دینا دو ظہار کی طرف سے صحیح نہیں بلکہ ایک ظہار سے درست ہو برخلاف امام محمد کے کہ انکے نزدیک دو ظہار کی کفایت نہیں صحیح ہوا اور اسی قول کی تائید وی ہے کمال الدین بن الہمام فتح القدیر میں ہم ترجمہ میں گیہوں کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا کہ اختلاف شیخین

اور دو کو ایک صاع گیہوں اور دو صاع جو اور کچھ نہ دے کذا فی حاشیہ المدنی قال ملا علی بالجواز بخلاف ما لو کفر بغیر ما ذکر کما فی الخانیۃ اھ سو جو زیادہ دے گا اگر ایک صاع گیہوں اور دو صاع جو اور کچھ نہ دے گا تو لا تفاق دو نو کفارے کفایت نہ ہوں گے کذا فی حاشیہ المدنی قال ملا علی الکافی لکن روی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ یجزیہ عن کفارۃ الیمین اھ کفارہ ظہار کے بیان سے فارغ ہوا اب کفارہ قتل کے بیان میں شروع ہوتا ہے کذا فی حاشیہ المدنی قال ملا علی وھو مناسب لما قالوا من ان الکفارات کلھا من باب واحد اھ

باب اللعان لعان سب ہے لعن سے مشتق ہے اور لعن کے معنی لغت میں دور کرنے اور ہلاک کرنے کے ہیں اور لعان کے معنی ہوئے ایک دوسرے کو دور کرنا اور ہلاک کرنا اور لعان کی نسبت مرد کی طرف اس لئے کی گئی کہ مرد ہی ابتدا کرتا ہے لعان کی اور عورت کی طرف اس لئے نسبت کی گئی کہ عورت ہی لعان کا سبب ہوتی ہے اور لعان کی نسبت دونو کی طرف اس لئے کی گئی کہ دونو لعان کرتے ہیں اور لعان کی نسبت ان

تو غضب کا لفظ اور کو واسطہ زیادہ ترزجر اور زوں کو باعث ہو کو قاعمۃ شہادۃ انہ مقام حد القذف فی حقہ وشہادۃ انہا مقام حد الزنا فی حقہا
ای اذا لاعن سقط عنہ حد القذف وعنہا حد الزنا کان الاستثناء باللہ مالک کالحد بل اشد فی مردی کو اپنا ن قائم مقام ہیں حد
قذف کی، وسکے حق میں اور عورت کی کو اپنان قائم مقام ہیں حد زنا کی اور سکے حق میں یعنی جبکہ مرد نے اپنے لعنت کی تو مرد سے حد قذف کی یعنی سقط نہ گئی تو
کی ساقط ہو گئی اور عورت سے زنا کی حد ساقط ہوئی اصل واسطہ تو ہے تر جو اسکو ہلاک ہوشی حد کے لیکن سو بھی سخت تر ہوا واسطہ کے مصحم
سے ہیں ثابت ہو کو مجھ تحمی تسمہ ملک کو اجاڑتی ہو بلکہ بدسے بھی زیادہ سخت تر ہوا واسطہ کو مدسے تو فقط دنیا میں تکلیف ہوا اور عورت کو ہے دنیا اور آخرت
دونوں میں تکلیف ہو فتنہ واسطہ قیام الزوجیۃ وکون النکاح صحیحا فاسدا اور شرط لعان کی تمام زوجیت ہوا اور نکاح کا صحیح ہونا نہ فاسد ہونا مراد مطلقہ
قبلہ اور مطلقہ بائنہ اور منکوحہ جسکو نکاح فاسدہ کا قذف لعان کا موجب نہیں ہے جب مرد زوجیت اور عدم صحت نکاح کے ویسببہ قذف الرجل زوجتہ فقط
یوجب الحد الاجنبیۃ حصنت بذالک او بانہا ھی المعنی وقد قلنہ لہا شروط الاحصان اور سب لعان کا تہمت لگانا ہو مرد کا اپنی زوجہ
کو ایسی تہمت کہ اگر بیگانی عورت کو ایسی تہمت لگا وسی مرد پر حد واجب ہو یعنی عورت آزاد مسلمان پاک دامن ہو حرام کاری سے اور مرد کے دعوی پر
گواہ نہوں اور عورت منکر ہو تہمت سے حورت مخصوص ہے بشرط مذکورہ اصل واسطہ ہوئی کو تہمت اوسی پر لگی ہے تو شروط احصان کی اوسکو واسطہ ہوئی جائیں
وترکنہ شہادات مؤکدات باللہ واللعن واللعن او لعان کا رکن گواہان ہیں جو مرد کو مقسم لعنت ہوں وصلہ حرمۃ المؤبد لا باستیفاء بعد التلاعن
ولو قبل التفریق بانہما لملاعنان کا باہم تا ابد حرمت وطی اور استمتاع ہوا ہم لعنت کرنیسے بعد اگرچہ قبل تفریق حاکم
کے یعنی بعد تلاعن کے وطی اور مباشرت حرام ہے اگرچہ حاکم نے ہنوز حکم جدائی کا نہ دیا ہو اور حکم لعان سو جب تفریق ہے اور دائم ہونا طلاق بائن کا
بعد تفریق کے اور وجب نفقہ اور سکنی کا حاکم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
الملاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان ابدا یعنی زوجہ اور زوج لعان کرنیوالے جب جدا ہوں تو جمع نہوں یا قطن بن حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ
مضایقہ نہیں یعنی جرمت نوری نہیں لیکن الائق حال کے ہو اور حضرت عمر اور علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے عبدالرزاق نے روایت کی کہ یہی سنت
جاری ہو کہ لعان کرنیوالے کا جو تجزیہ نہوں یعنی جبتک لعان کی حقیت پر اصرار کریں تو بالاتفاق اوپر ہیں اتفاق کا ہو نہیں ہو سکتا اور اگر بعد لعان کے اپنی
تکذیب کریں تو بعد طلاق بائن واقع ہو نیکے، امام اعظم اور مجھ کے نزدیک باہم نکاح درست ہوا اور ابی یوسف اور امام شافعی کے نزدیک عورت دائمی ہے
کذا فی حاشیہ الہدایۃ واھلہ من ھو اھل للشہادۃ علی المسلم اور اہل لعان کا وہ ہو جو مسلمان پر گواہی ہو سکی کا اہل جو یعنی عاقل بالغ آزاد اور
کافر اور کافر اور دیوانہ لاکر لعان کے نہیں فیمن قذف بصریحہ الزنا فی دار الاسلام زوجۃ بینہا ولد یصلح للحیۃ بینہا صحیحۃ ولو فی عادۃ او الزوجیۃ العقیقۃ عن
فعل الزنا وتحمتہ بان لم تطالب او طالبہ ولم یبینہ ولا بینہا ولا بالاب جو شخص عیب لگا یا صریح زنا کا اور اپنا اسلام میں ہونا زندہ
زوجہ کو جو کہ منکوحہ ہو جسکا جو طلاق بعض کی عدت میں عیب لگایا ہو اپنی زوجہ کو جو باپ کہ دین میں ہو فعل زنا سے اور تہمت زنا سے عفت زنا سے بشرطیکہ
کہ اوس سے کسی سے حرام وطی نکی ہو یا کیا ہو بھی بشبہ علت کی اور نہ نکاح فاسدہ سے اور نہ تہمت زنا ملطرح کہ عورت کا بچہ ایسے باپکو ملحق قید ذکر وصف مولد
ہوا کہ کنایات زنا سے اور قذف مرد سے عورت سے اور قذف غیر عفیفہ اور متہمہ سے لعان ساقط ہو وصل لاداء الشہادۃ علی
المسلم فحد فریۃ وبعبدہ دخل لا الاعلی الفاسق کما تہما من اہل الاداء اور زوج اور زوجہ صلاحیت رکھتا ہو من حیث مسلمہ کی شہادت پر
تو اس قسم سے غلام اور صغیر نکل گیا اور مرد داخل ہو گیا اس سے بین ہوا اور مسلمان فاسق اصل واسطہ کہ وہ نہ اہل ہوا ہی شہادت کے اوس طرح فاسق
الولایۃ منہ او من غیرہ بالاحسنے نسب او لعان او غیرہ سے فسق کی ہو اور اپنے غیر سے یعنی یوں کہا مرد کہ بچہ اوکا زنا کا ہو میرا نہیں ہو اور نہ میری زوجہ سے او
ولا لسنہ او طالبہ الولد المنفی اھ ای بمجرد القذف وھو الحق عند القاضی ولو بعد التقادم والتقادم فات تقادم الزمان کا یبطل
الحق فی قذف وقصاص وحقوق عباد جو ہر اور طالبہ کیا ہو زوجہ نے کہ یا واسطہ کیا ہو اوس سے ولد منفی ملتسب نے اور کہ قذف سے جسے

ہوتا ہے یعنی عورت یا مرد نے قاضی کے پاس قذف کا مطالبہ کیا ہو اگر یہ مطالبہ بعد صحو ا ہو اور گذشتہ مدت میں ہو ہم کہتے ہیں کہ حد قذف ساقط ہو گئی اور اگر مطالبہ مدت گذشتہ میں ہوا ہو تو حد قذف ساقط نہیں ہوتی اور مدت کے گذرنے یا نہ گذرنے کا مطالبہ بھی بطل مطالبہ میں ہم کہتے ہیں کہ مدت گذشتہ یا بطل مطالبہ کی وجہ سے حد قذف کا ساقط ہونا اس وقت ہے جب کہ قاضی نے عورت کا اپنی زوجیت سے رفع نہ کیا ہو اور اگر رفع کر دیا ہو تو حد ساقط نہیں ہوتی اور اگر عورت مطالبہ نہ کرے تو لعان ساقط ہو ہم کہتے ہیں کہ لعان میں حد قذف کا ساقط ہونا اس وقت ہے جب کہ عورت لعان سے رفع نہ کرے کیونکہ [illegible] اور اگر عورت مطالبہ کرے تو لعان ساقط نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں کہ لعان میں حد قذف کا ساقط ہونا اس وقت ہے جب کہ عورت لعان سے رفع نہ کرے

اگر دو عیسائیوں نے شہادت دی کہ ہم نے اس کو عیسائی ہوتے دیکھا اور دو مسلمانوں نے شہادت دی کہ ہم نے اس کو مسلمان ہوتے دیکھا تو دونوں شہادتیں ساقط ہو جائیں گی اور اس کو عیسائی بھی نہ کہا جائے گا اور نہ مسلمان اور اس کی بیوی اس کے نکاح میں رہے گی اور اس کا مال اس کے ورثاء کو ملے گا اور اس کی بیوی اس کے ورثاء کی عدت گزارے گی اور اس کی بیوی کو اختیار ہے کہ چاہے اس کے ورثاء کے ساتھ رہے اور چاہے دوسرا نکاح کر لے اور اگر اس کے ورثاء نے اس کی بیوی کو اس کے نکاح میں رہنے دیا اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کے ورثاء کو اختیار ہے کہ اس کو اس کے نکاح میں رہنے دیں یا اس کو اس کے نکاح سے جدا کر دیں اور اگر اس کے ورثاء نے اس کی بیوی کو اس کے نکاح میں رہنے دیا اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کے ورثاء کو اختیار ہے کہ اس کو اس کے نکاح سے جدا کر دیں اور اگر اس کے ورثاء نے اس کی بیوی کو اس کے نکاح سے جدا کر دیا اور اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا تو اس کے ورثاء کو اختیار ہے کہ اس کو اس کے نکاح میں رہنے

ہمراہ دارد ہونے کے قبل تفریق اوس حاکم کے سمجھ کے سامنے لعان واقع ہوا ہو اور حاکم صدائی کرا دیوے اگرچہ وہ نہ جدا ہی ہے راقعی نہوں اور بطور کہ صدیث میں آیا ہے کہ ہرگز لعان کرنے والے نہیں جمع ہوئے ہیں کہ پھر تفریق نہ ہوئی ہو اور حاکم صدائی کرا دیوے اگر بعد لعان قبل تفریق کے ایک لعان کی نوبت آئی ہو گئی تو اگر زوال اہلیت کا ایسی ہیئت سے ہوا ہو کہ اوسکا دور ہونا متوقع ہے جیسا کہ جمعوں تو حاکم عورت کو عدت گذارنے دیوے اور اگر زوال ایسی ہیئت سے ہوا ہو کہ اوسکا دور ہونا متوقع نہ ہو جیسا کہ عورت کو عجب آلہ ہو جانا یا عورت کو کسی مرض لاعلاج کا ہو جانا جس سے کہ اوسکے ہمبستر ہونے کا زوال نہیں ہوتا ہے تو حاکم عورت کو عدت گذارنے کا حکم نہ دیوے بلکہ اوسی وقت میں تفریق کر دیوے اور اگر عورت کو عجب آلہ ہو جانا یا عورت کو کسی مرض لاعلاج کا ہو جانا جس سے کہ اوسکے ہمبستر ہونے کا زوال ہوتا ہے تو حاکم عورت کو عدت گذارنے کا حکم دیوے اور اوسی عد

مرگیا اور اسکے نسب کا اوسنے دعوی کیا تو اوسکو حد قذف کی مار پڑیگی ولہ بعدہ لان نفیہ ان ینکحہا حلالا اولا اور جائز ہے جو زوج لاعن کو مرد ہونے کی تکذیب کیے کہ لاعن کرکے اوس عورت سے حد قذف کی اوسکو ماری گئی ہو یا ماری گئی ہو اسواسطے کہ بعد تکذیب کے لعان باقی نہیں تو جو حد مرت کے سبب لعان کی ماری ہوئی تھی سو زائل ہوگئی وکذا ان قذف غیرہا فحدت وصدقتہ او زنت وان لم تحد لان زوال الموقعۃ والحاصل ان اللہ تعالیٰ درء عنہا احد الحدین اما حد اللعان اھلیۃ اللعان اور سیطرح اگر زوج نے کہا کہ لینا جائز ہوا اگر زوج نے یہ کہا کہ یا اپنی زوجہ سے کسی عورت کو جو ما اوسپر حد قذف کی ماری گئی یا عورت نے قذف زوج کی تصدیق کی یا زنا کیا اگرچہ ابھی زنا ہوئی ہو تو بھی جائز ہوگا بسبب زوال عفت کے خلاصہ یہ ہوا کہ زوج کو اپنی زوجہ کے ساتھ لعان کے جائز ہونے کیلئے دو قول ہیں ایک اہلیت لعان سے کہ کل جارحے ولا یلاعن ان کانا احد ھما او کلاھما لوطئ بعد ذلک الوطئ الذی حد بقذفہا او اللعان قبل القذف فلا تقرر بالکلیۃ ولا حد علیہ لو قذفہا بعد ھا فقط اشہد بھم فقط الرکن وھو لفظ اشہد ولا یلاعن الا بالکتابۃ اور لعان تین اگر زوجین کو گونگے ہوں یا ایک اونمیں سے کوئی گونگا ہو اگر عقد گونگی بہری گونگی ہو تو طاری ہوگئی ہو قبل تقرر حد حاکم کے تو حد ساقط ہوگئی تقرر نہیں ہوگئی نہ اسواسطے کہ گونگے کو شہادت کا لفظ رکن ہے لعان کے یعنی اشہد کا لفظ رکن ہے لعان کا سو یہ گونگے سے متصور نہیں اور جو کہے لفظ اشہد کا سو رد ہے فتوا ہم لعان کرا لکھنے سے جائز نہیں ہے جب زوج گونگا ہوگا تو اوسکو حد قذف نہ مارے گا ولو لا لاعن بقی الحمل لعدم الاقرار بہ ولا ینتفی عندنا الا باللعان چاہئے لعان نہیں حمل کی نفی سے بسبب نہ متیقن ہونے حمل کے نزدیک قذف کے اسواسطے کہ شاید یہ حمل نہ ہو ہماری سے پیٹ پھولا ہو ولو انتفیہ بولدین انتفیا بالاول لانہ بصیر کانہ قال ان کنت حاملا فولدک ھذا لیس منی والقذف لا یصیر تعلیقا بالشرط اور اگر حمل کا لعین ہو گیا بسبب ولادت کے لعنت قذف سے کہ یہ صیغہ میں ہنوز تو بھی امام اعظم کے نزدیک لعان ثابت نہیں غایۃ الامر یہ ہوگا کہ اوسکی قذف میں متہم ہوگا کالاعان بقی الحمل لعدم التیقن

آپ امور نسب ولد کا متعلق ہونا موصوف کا قول ہوسائق کہہ گیا کہ قذف ولدیت حاکم اور اسکا نسب نفی کی وجہ سے ہے اطلاق پر نہیں بلکہ وہ متعلق ہے بقید
نفی کے یعنی جب نفی ولد کی باجتماع شرائط نفی کے صحیح ہو تب قذف ولدیت حاکم نفی نسب کی کرے یہ مطلقاً نفی اقل النفاس واقرباتا ثانی محمد ان
لم یرجع ملتعنا بہ نفسہ مرد نے نفی کی اول تو اس کی اور اقرار نسب کا کیا اور دوسرے تو اس کو قذف نہ کیا مارجوع سے نسب ملتعن کو زائل نہ ہوا
کے ہم تو امام ابن دقیق العید کو کہتے ہیں مگر ولادت میں چھ مہینے کے کم سے گذرنے ہی تو جب اول کی نفی کی اور تاثانی کا اقرار کیا تو اسکی کیسے نہیں
عادم آل اسرائیل ہو اور ایک ہی فطفہ سے پیدا ہوئی ہیں اسلئے کہ اقل مدت بدرے حمل کی چھ مہینے کی ہے تو ایک کا اقرار دوسرا کی نفی معتبر نہیں شیخ
مدیں عدم رجوع کی قید لگائی ہے اگر ایسے قول سے یہ جائیگا تو عدم رجوع کا اسکا اس قول سے ساقط ہونا حد اور
اقرار سے اور سکو کذیب نفس لازم ہوگئی اسلیئے کہ دونوں ایک مقدمہ سے ہیں تو وہ قاذف ہو یکبار ہے رجوع کا اسکا اس قول سے ساقط ہونا حد اور
بحر الرائق اور نہر الفائق اور فتح القدیر میں اس طرح ہے کہ ذکر نہیں کیا ہے یہ الفاظ کتاب کے اس اعتبار سے کہ اسکا کلام کذافی حاشیۃ
ولی طلس یعنی ان لم یرجع لقذفہ یعنی اور اگر سابق کے بالکس کہدیتا اول تو اس کے نسب کا اقرار کیا اور ثانی کی نفی کی تو لعان کرے
ترکیب کے پہلے قول سے یعنی نفی ثانی سے نہ ہوئے لعان لازم ہو کیونکہ قذف عورت کے ایکی نفی سے یعنی جب اول کا اقرار کیا تو عورت کی عفت کا قائل
ہوا جو مبطل ایکی نفی کی تو قذف منعقد لازم آیا لہذا لعان واجب ہوا والا لمستقیم ثابت ویہما تعالما من ما یہ واحدا اور نسب دو ولد کون کا
دو مولود تین ثابت ہوا اسواسطے کہ دونوں ایک ہی فطفہ سے پیدا ہوئے ایک کا اقرار اور دوسرے کی نفی ممکن نہیں ولو جاءت ثلثۃ فی بطن واحد
فنفی الثانی واقر بالاول والثالث لاعن وھو منہ اور اگر عورت تین لڑکے جنی ایک پیٹ سے سو مرد نے دو تا ایکی نفی کی اور اول اور ثالث ولد
کے نسب کا اقرار کیا تو لعان کرے بقید یہ کہ عورت کی نفی ولد سے اور دو تین لڑکے بیٹوں پر مرد کے سوا رائق میں نوادر سے بروایت فتح القدیر محمد لعان
ہی کو ثابت کیا ہو بحر الرائق میں کہا ہے کہ اسمیں جو سائق ہوا تلہ کے نہیں کہ قول مذہب کے مخالف ہو کذا فی حاشیۃ الدنی ولو نفی الاول والثالث
واقر بالثانی یثبت نسبہ وھو ابن لاکثر من ستۃ اشہر اور اگر ولد اول و ثالث کی نفی کی اور ولد ثانی کے نسب کا اقرار کیا تو اور عدم رجوع کے سبب
کہ یہ ہے لعنس کے اور ولد کے اوسکے لیئے من آمد رجائے ایک لڑکے کے کہ اول کہلسنی یعنی اگر مدعی قبل لعان کے کوئی لڑکا مجاوہ تو انکا
نسب نفی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ نفی میں حیات شرط ہے ہر ایک کا نسب ثابت ہو اور الباقی کا بھی ثابت ہو گا مات ولد اللعان وله ولد فادعاہ
للاخر ان ولد اللعان ذکرا ثبت نسبہ بما وان انثی لا لاستفاضۃ بنسب امہ خلافا لھما ان مات مرگیا ولد لعان کا
اور اوسکا ایک ولد ہو اگر کسی مدعا نے کہا کہ لعان کی نسبگار حمد ہو گیا تو اگر ولد لعان کا مرد تھا تو انکا نسب ثابت ہو گا باتفاق امام اور صاحبین کے اسواسطے کہ یہ حیثیت سے مستغنی ہو گیا لڑکا اگرچہ محتاج ہو نسب کا بوجہ دعوی ملاعن کا صحیح ہو گا اسلیئے
اثبات نسب ولدیت کو اور اگر وہ ولد لعان عورت تھی تو انکا نسب ملاعن سے ثابت ہو گا اسواسطے مستغنی ہونے ولد البت کے اپنے لیئے یعنی جبکہ
اوسکی نسبت ایسے نہیں لیکن اوسکا باپ تو ثابت ہے اسلیئے اوسکی کے واسطے ثبوت نسب کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ اصل ثابت ہے ہی نہ ماں
مذہب صاحبین کے کہ انکو ایک اس صورت میں بھی ملاعن سے نسب ثابت ہو گا کذا ذکرہ ابن ملک فروع مسائل ملحقہ شارح الوقایہ الا ولا یحل لاحد
لیکن منہ حرام کالنکاح یا استیلاق نسب کن لیس منہ بشرا اقرار کرنا اوس لڑکے کے نسب کا جو اوسکے نطفہ سے نہیں حرام ہے اسنے
سکے یعنی جب معلوم ہو کہ یہ اولاد کسی کے نطفہ سے نہیں تو اوسکو اپنا بیٹا کہنا یا جانکر سکوت کرنا کہ لوگ اوسکی اسکا بیٹا کہنے کیسے گمین تو یہ اقرار
اور سکوت حرام ہے واسطے لاحقیہ نسب اوس شخص کے جو اوسکے نطفہ سے نہیں کذا فی البحر الرائق یعنے نسب کا غلط لاحق جائز نہیں تو کیونکر نطفہ سے ہو
اوسکی سماں نفی کر دے کہ غلط نسب نہ جاری ہو عن ابی داؤد عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
عورت ایک قوم میں اوسکو ملا دیگی جو اوس قوم سے نہیں یعنی ولد الزنا کو اپنے زوج کا بیٹا ظاہر کریگی اوسکو خدا بہشت میں نہ داخل کریگا اور جو مرد کو اپنے بیٹے

[illegible] کرنا ہے اور سکو اولیں و آخرین میں نصیحت کہ گیا و فیہ معنی سقط الملعن بوجہ یا اونیت النسب یا اولا و اولا بطریق الحکم لم یرتفع نسبہ ابدا اور بحر الرائق میں ہے کہ جب لعان ساقط ہو کسی وجہ سے یا بثبوت ہو کر بوجب ایکہ کے اقرار سے انساناب ہو گیا بطریق حکم کا فرض ہے تو ان مسائل میں اسکا نسب کبھی نفی نہیں ہو سکتا خلو نفاہ و لو یا لاعن حتی قذفہا اجنبی یا زوج محلہ فقد ثبت نسب الولد و کا ینتفی بعد ذالک اگر زوج نے اور لڑکا ہو کسی نفی کی اور منور لعان نہیں کیا یا تک کہ اجنبی شخص نے زوجہ کو زنا کے کا عیب لگا یا یعنی یوں کہ کہدیا کہ اسکے زوج کا نہیں سو اجنبی بسبب اس قذف کے حد ماری گئی تو البتہ نسب ولد کا عورت کے زوج سے ثابت ہو گیا شرعاً تو اب بعد حکم قاضی کے بھی صد پر اس لڑکے کا نسب نفی نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ حد سے الحاق نسب فسخا ثابت ہو گیا ہم یہ مسئلہ قول بائن پر متفرع ہے تفی نسب القوامان ثم ذمات احدا ھما عن توأمہ و ارثہ و لا عکس فلا ارث فرضا و ردا للام السدس و للاخرین الثلث و الباقی یرد علیھم و بہ علم ان نفیھم لیس لحرمان من نفی عنہ عصبۃ اور بحر الرائق میں شرح تحفیں سے منقول ہے کہ نفی کی ایک مرتبہ دو توام کی پیدا ایک اور میں سے مر گیا اب تو ام بھائی اور ماں احیافی بھائی کو چھوڑ کر تو ان میں وارث قرار نہیں ہوتا ثلث سے ہو گا باعتبار فرض اور دو بار دینے کے اسطرح کہ ماں کا حصہ اور دو نو بھائیوں کا تہائی تہائی یا نصف سو انہیں تین کو چھوڑ دیا جاوے یا رد قرار پر اپنے کے تہائی تہائی بعد فرض ادا ہو نے کے ملا اور اس مسئلہ کی توضیح سے معلوم ہوا کہ دو نو توام کی نفی نے زنہ دو توام کو عصبیت کا ہوتے دیا جو شبہ دو نو توأم ایک نطفہ سے پیدا ہیں لیکن سبب قطع نسب کے زنہ و تو امیت تو ام کا عصبیت نہیں ہو سکتا ہم سطر کے اگر عصبتا تو رد شائی کہ فی حاشیہ الرملی تو لا عن الحمل قال قد صح ابقاء نسبہ بعد القطع و کل الاحکام لقیام فراشہ اھ و تحکمین الارث والنفقۃ فقد حکم لا تصح دعوۃ غیر الثانی و ان صدقہ الولد انتھی کما صاحب بحر الرائق نے اور البتہ تصریح کر دی ہو فقہا نے ولد ان کے نطاقوں کے بعد قطع نسب کے جمیع احکام ہیں یعنی و لد منفی ہیں جمیع احکام ولدیت کے ثابت ہیں سب سبب قائم ہونے فراش عورت کے یعنی زوجیت کے مگر دو حکم ہیں اوسکی ولدیت ابت نہیں ہو سکتا اور ثابت ہیں اور ایک وجوب لفظ یعنی مرد و لد کی وراثت پاسکتا ہو نہ و لد مرد کی اور و لد کا نفقہ مرد پر واجب نہیں بلکہ اوسکی باپر و اجب ہے و ثبوت اور نفقہ کے سوا باقی سب احکام و لدیت کے ثابت ہیں یہاں تک کہ نفی کر نیوالے کے سوا کیکہ اوس ولد کے نسب باوجود عورت کی تسلیم نہیں چاہتا ثابت النسب ہیں صحیح نہیں اگرچہ و لد اوس غیر کے و عورت کی تصدیق بھی کرے تو بھی اسکا دعوی صحیح نہیں انتہے کلامہم مادی عالمگیری میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ و لد ملاعنہ بعضی احکام میں ثابت النسب ہے چنانچہ اسکی گواہی ملاعن کیو اسطے مقبول نہیں اور نہ ملاعن کی گواہی کے اسطے اور نہ زکوۃ دینا و لد کا ملاعن کو جائز نہیں اور نہ ملاعن کو زکوۃ دینا و لد کا جائز ہے اور و لد کے فروع ملاعن کے فروع پر حرام ہیں اور کسی اجنبی انسان کا دعوی نسب لد ہیں صحیح نہیں باوجود تصدیق و لد کے اور بعضی احکام میں و لد ملاعنہ مثل اجنبی کے ہے یعنی ارث اور نفقہ میں فقال الا یھنی ان کان من یولد مثلہ للشبہ او ادعاہ بعد ما لاعن فلیحفظ شارح کہتا ہو منبی کے کہا کہ دعوی نسب و لد لعان کا عورتانی کے صحیح نہیں اس صورت میں صحیح ہے کہ شخص غیر اتنی عمر والا ہو کہ ایسی عمر والیکا ویسا و لد پیدا ہو سکتا ہو اگر غیر تے و عدہ سو و لد کا بعد موت ملاعن کے کیا ہو سو اس مسئلہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم طحطاوی نے کہا کہ منبی کے اس قول کو کسی اپنی تقیید کیوقت نسب کیا کہ جو لائق عمر ا و ہو لیے ہیں ہے تنا اطلاق کے کیا ہے ہو مخالف ہو تو بدون سند کے لائق اعتماد کے نہیں باب اللعان وغیرہ یعنی باب لعان اور غیر اب ہے یعنی لیئے نامرد اور عنہ اور کے احکام غیر عنین یعنی جنسی اور کمزور اور نپنسی مشکل اور محبوب اور شیخ کبیر اور نگاہ داخل ہیں نگاہ ہوزن عناد اور سکو کہتے ہیں عورت کے کہ بیچ منزل باوے پر اوسکا تا سل کر سکتا ہو کہ جماع کر سکے کذا فی حاشیہ الدنی ھو لغۃ من لا یقدر علی الجماع فعیل بمعنی مفعول و منہ عنۃ عن کذا یعنی عنین ہوزن سکیلن لغت میں اوسکو کہتے ہیں جو مطلق جماع کر سکے پر قادر نہ ہو عنین بروزن فعیل بمعنی مفعول ہو یعنی محبوس اوس عورت سے جماع کر سکی ہیں و شرع عالمگیر کا یقدر علی جماع فرجہ زوجتہ لعنہ لما نبہ منہ کبر سن او مرض اذا لم یقدر علیہ اختیارا لھا لدم منہ ما عنۃ اھ علامہ شرح عین عنین اوسکو کہتے ہیں جو اپنی زوجہ کے جماع فرج پر قادر نہ ہو تو مخلص کہ دخلی فرج پر قادر نہ ہو اور دخلی دبر پر قادر ہو وہ بھی عنین ہے

یعنی ہر مرتبہ ثالث تصور کرکے ہر بار ثالثہ کہا یا جارہا ہو اسی لفظ کو جس عورت کی شرمگاہ بسبب زیادتی گوشت کے بند ہو اور سکو احتیاء نہ ہو تین نہیں
اسی لفظ کو اس عورت میں نفساء ان عورت کی طرف سے ہے مرد کبیر کو سنکر ذا فی الحانیۃ اذا قال لھا انت طالق ثلثا ذو جھا مجبوبا او مقطوع الذکر
فقط او صغیرا یجامع مثلہ لا تطلق الا واحدۃ لان الفرقۃ بھذہ الالفاظ لیست الا بالفرقۃ بحکم فیہ فتقع رجعیۃ فی المدخولۃ وبائنۃ فی غیرھا
مجبوب یعنی مقطوع الذکر والخصیتین یا فقط مقطوع الذکر ہو دے آلہ تناسل کا نہایت صغیر ہو یعنی نہیں کی گئی ہو دے اور اگر آلہ تناسل
چھوٹا ہو کہ اسکے اندر داخل نہ کرسکے تو عورت کو دعوی کا اختیار نہیں کذا فی البحر الرائق اور اسمین بحث اور گفتگو ہو یعنی جب بسبب
نوجوانی کے اندر داخل کرنا نہ ہو تو محض مقطوع الذکر کی برابر ہے پھر کیا وجہ کہ عورت کو فرقت کا اختیار ہو کذا فی شرح الوہبانیہ اور اصل اس امر میں
کی صاحب بحر الرائق نے سے بعد نقل عدہ عبارتوں کے محیط سے کذا فی حاشیۃ الرملی وفیہ المجبوب کالعنین الا فی مسئلتین التاجیل وھی الولایۃ
اور بحر الرائق میں ہے یہی مذکور ہے کہ تفریق مجبوب میں بغیر شرط ضرر کے بخلاف عنین کے اور تفریق مجبوب میں صبر ہے مجبوب شرط نہیں بخلاف
عنین کے کذا فی حاشیۃ الرملی فرق الحاکم بطلبھا او تحکیمھا بالغۃ عنین فقالا او قرناہ او خیرھا فی حالۃ بحالہ قبل النکاح وغیر اضیۃ بہ بعدہ
اور اگر مرد مجبوب ہو تو عدالی کرداد ر حاکم عورت کی درخواست سے اگر عورت حرہ بالغہ ہو تو تفریق کردے اور سکی شرمگاہ میں گوشت زائدہ اور ہڈی یا فرجہام
ہو اور قبل نکاح کے زوجہ کا حال بھی نہ جانتی ہو یا بعد نکاح کے اس حال پر راضی ہو گئی ہو اور اگر عورت مجبوب کی لونڈی ہو تو فرقت کا اختیار اسکو
نہیں بلکہ اسکی مالک کو ہو اور اگر صغیرہ ہو تو اسلوم تفریق نہ ہوگی کہ شاید وہ راضی ہو جاوے ہاں اگر اسکی شرمگاہ میں گوشت زائد یا ہڈی ہو
تو نفساء عورت کی طرف سے ہے تو اسکا طلب فرقت میں حق ثابت ہے اور اگر بیان کرے راضی ہوئی تو بھی اسکو طلب فرقت میں خیار نہیں بدیھما
فی الحال ولو المجبوب حتی خیرا بعد علم فالمتأخر مجبوب اور اسکی زوجہ میں حاکم بعد درخواست عورت کے فرجہ اجانبی کردے اگرچہ مجبوب
نابالغ صغیر ہو بسبب نے نابالغ نہ ہونے کے خلاف بحکم بعد وصولہ الیھا مرۃ او اصدا وعینا بعد ای الوصول لا یقدر الحصول لھا حقھا
الوطی مرۃ او اگر ایکبار عورت سے جماع کرنیکے بعد اسکے آلات تناسل کا کوئی کٹ گیا کہ زوجہ عنین ہو گیا عورت سے ایکبار جماع کرنیکے بعد تو زوجہ عورت
نہیں تفریق کیلئے اور نہ کسی سبب حاصل ہونے حق کے ایکبار جماع کرنیسے اور ایکبار سے زیادہ جماع کرنیکا استحقاق دیانۃ ثابت ہو قضاءً کذا فی
البحر الرائق اقامۃ عن جامع قاضی خان اور اگر یا وجود قدرت جماع کے شرارت سے ترک کرگیا تو گنہگار ہوگا اور اسکی ترک ولی میں کچھ اثر نہیں ہوتا ہے
کذا فی حاشیۃ الرملی اقامۃ عن النہایۃ امرأۃ المجبوب یرادوا ولو تعلم بحالہ فادعاہ ثبت نسبہ منہ علیھا النفقۃ مناخانیہ
اور اگر عورت مجبوب کی ایک لڑکا لائی یعنی مدعی اور عورت کو زوجہ کا مقطوع الذکر ہونا معلوم نہیں ہو سکتا ہے اوس لڑکے کا دعوی کیا ثابت ہوگا یا
نسب اوسکا بعد اسکے عورت کو مقطوع الذکر ہونا زوجہ کا معلوم ہوا تو اوسکو مدعی نہیں ہو سکتا ہے کذا فی التاتارخانیہ ولو ولدت لاقل من سنتین ثبت نسبہ
التفریق الی سنتین ثبت نسبہ لانہ لا یحتمل التفریق بل بقی بحالہ بالنفاس جتیہ اور اگر عورت مجبوب کی بعد تفریق کے دو برس
کے لڑکا جنی تو اوسکا نسب مجبوب سے ثابت ہوگا کیونکہ احتمال اتصال حمل جو مجبوب کے ساتھ عورت نے تفریق بحال خود رہا تھا جو بسبب بقاء
مجبوبیت کے ولو کان عنینا بطل التفریق لو قال کنت جامعتھا فیما بین ذلک نسبہ کما یحتمل التفریق بالبینۃ علی اقرارھا بالوصول قیل التفریق
لا یبطل بالبینۃ فسقط نظر الرملی اور اگر زوجہ عنین ہوگا اور قاضی نے تفریق کردی بعد مدت امروی کے پھر عورت اوسکی لڑکا جنی دو برس
کے اندر تو تفریق باطل ہو گئی جو اسلوم زوال لگی تھی اور نسب ثابت ہو گیا کیونکہ باطل ہو گئی تفریق گواہوں نے یعنی گواہوں نے گواہی دی کہ عورت جماع سے زوجہ کا اقرار کرچکی تھی قبل تفریق کے تو تفریق باطل ہوگی اگر گواہی دی کہ بعد تفریق کے عورت نے جماع کا اقرار کیا تو تفریق

باطل ہوگی بہت سے تو اعتراض زیلعی کا ساقط ہو گیا تم زیلعی نے شرح کنز میں کہا کہ طلاق واقع ہوگی عالم کی تفریق سے اور صید طلاق بائن ہو پر یہ تفریق کیونکر باطل ہوگی چاہئے صورت کا اقرار جماع بعد تفریق کے مبطل تفریق نہیں ہوتا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ یہ صورت تب ہے جب کہ باحتمال نزال ہو اور تفریق بسبب قطع آلات حاصل تھی سو موجود ہے بخلاف ثبوت نسب کے عنین سے ہوا ہو کہ ثبوت نسب کے زوال اور موہی ظاہر ہوتا ہے اور تفریق بھی باعتبار مرد ہی کے ہے مرد ہی کے زائل ہوئی تو متفرق بھی باطل ہو گئی بخلاف اقرار بعد تفریق کے کہ اس صورت پر تحت ہے ابطال قضا کی یعنی جہاں کہ عورت جھٹلا اقرار نے کرے تو ہر کہ قاضی کا باطل نہ ہو جاوے اور اقرار لائق ساعت کو نہیں کہا فی حاشیہ المدنی قائلا عن المجتبی ولو وجد قرار [illegible] ان لا یصول الی النساء فیزنین او کذب اویشرب المغصوب وهما نیه اور اگر عورت نے اپنے زوج کو عنین پایا عنین وہ ہے جو وطی نہ کر سکے باعتبار نہ کرنے کے جب بیاری کے یا جادو کے یعنی مرد پر ایسا جادو کیا ہو کہ جماع نہ کر سکے اور سحر کو معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ ذاتی اثر ہوا ہے اور اہل السنت والجماعت کہتے ہیں کہ ذاتی اثر اللہ تعالیٰ کا ہے اور سحر کے معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ ذاتی اثر ہوا ہے اور اہل السنت والجماعت کہتے ہیں کہ ذاتی اثر اللہ تعالیٰ کا ہے اور سحر کے [illegible] ولکن بالتخصیص اور سحر کو کہ اس سبب اشکال نہیں ہوتا کیونکہ خصی ہونے کے یعنی شاید کہ یہ کوئی خصی ہو اس کے ساتھ جماع نہ کر سکے اور ہر خصی عنین ہو اور ہر عنین خصی ہو یہ عنین خاص ہے اور عنین عام ہے پس ہر خاص عام کے حکم میں داخل ہوتا ہے لیکن بالتخصیص اور سحر کو کہ اس سبب اشکال نہیں ہوتا کیونکہ خصی ہونے کے یعنی شاید کہ یہ کوئی خصی ہو اس کے ساتھ جماع نہ کر سکے اور ہر خصی عنین

فی اثناء التسعۃ فانہا تعتد بالاقراء اور اگر مدت عنین کی دو سال چھ ماہ کے مقرر کیجائے تو سال کا اعتبار ایام کے ساتھ ہوگا یا جماع سب علماء کے نزدیک اور اگر مدت سال قمری یا شمسی کا اس طور پر ہو جیسے کہ اہل ہند و عرب عادت رکھتے ہیں تو بالاتفاق سال کو بارہ ماہ سے ہوگا نہ سیزدہ ماہ سے اور اگر سال شمسی کا ہو تو تین سو پینسٹھ دن کا سال ہوگا اور اسکو سال عددی کہتے ہیں کذا فی حاشیۃ الدردیر وشرحہ الصاوی وَاَیَّامُ حَیْضِہَا مَنَاوَلَا تَحِیْضُ عَنِیْنُہٗ لِاَنَّہٗ عَجْزٌ وَعُنَّۃٌ وَعَجْزٌ وَعَنَّۃٌ وَمَرَضُہَا مُطْلَقًا وَبِہٖ یُفْتٰی وَلَوِ الْحَجِّیَّۃُ اور ایام حیض اور عورت کی مدت حیض میں سے ہیں پس اگر عورت کی مدت حیض تین دن ہو تو ایام حیض میں سے نہیں ہیں اور عنین وہ مرد ہے کہ جو عورت کے جماع پر اور سفر کی مدت سال پر بڑا ہی جاوے کسی بیماری کی وجہ سے اور مرض حیض اور ایام حیض اور عورت کی مدت حیض اور عنین اور مرض اور ایام حیض اور مدت حیض اور عنین اور مرض اور ایام حیض اور مدت حیض اور عنین اور مرض اور ایام حیض اور

تو عورت کو اختیار دیا جاوے اور اسی مجلس میں رسمال اور جدائی کا سوا اگر راضی ہو گئی تو قبل طلب تفریق کے تو نہ اختیار باطل ہو گا اور یہ مسئلہ مخالف ہو مسئلہ سابق کے کہ وہاں مدت دراز اختیار باقی ہوا اور یہاں مجلس تک منحصر ہے اور سکوت ایسا جیسے ہو کہ مسئلہ سابق بنا بر ظاہر الروایت کے ہے کما فی المحیط الیہ رائع اور یہ مسئلہ بنا بر قول مفتی بہ کے کما فی المحیط دالہ واقعات کذا فی حاشیۃ المدنی وان قالت ھی تثبت وکانت تثبتاً صدقت بحلفہ فان نکل فی الابتداء اجعل دفی کلا انتہاء خیرت اور اگر مشتی عورت نے کہا کہ یہ عورت تثبیہ ہو کر آئی ہے مشتین ہو کر اور قبل نکاح ہم زوج کے شیشہ ہی تو زوج کے قول کی تصدیق کی جاوے گی ساتھ قسم کے سو اگر زوج نے قسم سے انکار کیا ابتدا میں یعنی قبل تجیل کے تو سال ہو گیا اور اگر انتہا میں انکار کیا یعنی بعد تاجیل کے تو عورت کو مجلس تک اختیار دیا جاوے گا یا جا زوج کے پاس رہے جا جو چاہے ہو جاوے کما یصدق لو وجدت ثیبا وعنت وقال عدت بھا بسبب اخر غیر وطیہ کاصبیہ مثلاً لانہ ظاہر الاصل عدم السبب الی تعلم جہۃ اخر کہ زوج کی اس صورتین میں تصدیق ہو گی اگر عورت ثیبہ بائی جاوے اور وہ گمان کرے اپنے زوال بکارت کا دوسرے سبب سے اور وطی زوج کے یعنی مشتبہ ہیں ظاہر کر کے زوال بکارت کا زوج نے اپنی اوگلی سے کر یا اس صورتین قول زوج کی اسواسطے تصدیق ہو گی کہ ظاہر حال اسی پر دلالت کرتا ہے کہ زوال بکارت کا جا ہر ہی سے ہوا جو اوگلی سے اور اصل اور سبب کا عدم ہی سوا جماع کے اور قول اسکا معتبر ہے جو متمسک بالاصل ہو اور ظاہر حال اسکا شاہد ہو کذا فی المدارج وان اختارت نفسہا ولو لا لہ بطل حقہا کالو وجدہا منادلیل اخر بان قامت من مجلسہا او اقاما اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان تختار شیئا بہ یفتی واقعات لا بمکانہ معہ القیام فان اختارت ثلثی او فرق القاضی اخ یعنی اگر عورت نے زوج کو اختیار کیا اگر یہ اختیار باعتبار دلالت حال کے ہو اظہر کہ مہر اور نفقہ مانگو تا قبل ہو جاوے یا گاہ اوسکا جانچو اور مطرح ہی اوسکا حق باطل ہو جاتا ہو گا اوس سے اعراض کی دلیل پائی جاوے یعنی طلب فرقت سے یا اتفاق کرے اظہر کہ کہڑی ہو جاوے اپنی مجلس سے یا اوسکو مدد گار قاضی کی کہڑا کریں یا قاضی خود کہڑا ہو جاوے قبل اختیار کرنے فرقت کے اسی قول پر فتوے ہے کذا فی الواقعات عورت اور قاضی کے کہڑے ہونے سے اسواسطے اوسکا حق باطل ہو گیا کہ کہڑی ہونیکے ساتھ بھی اوسکو خیار فرقت کا ممکن تھا پر باوجود ایسے سکوت کرنا دلیل ہے رضا کی سو اگر عورت جدائی کو اختیار کرے تو زوج طلاق دے اور اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو قاضی تعزیر کرے تو زوج الا اول اذا مرأۃ اخرے عالمۃ فیہا لا اختیار لہا علی المذہب المفتی بہ بشرحہ من المحیط خلافا للثانیۃ خرج کما حیض عنین نے پہلی زوجہ سے بوجہ تاجیل اور تعزیز قاضی کے جدا ہو گئی تھی یا کچھ اور دوسری عورت سو جو عنین کا حال جانتی ہو کہ اوسکی زوجہ بین سبب نامردی کے جدائی زوجگی سو توجب نکاح سے عورت کو جدائی کا اختیار نہیں نہ زوجہ اولی کو نہ دوسری عورت کو بنا بر مذہب مفتی بہ کے اسواسطے کہ وہ اباحق ہونے باطل کر چکی کذا فی البحر الرائق صدر المحیط اور یہ قول مفتی بہ مخالف ہو تسلیم خانیہ کے ولا یثبت الخ احد الرقین حبب العیب الخ فی قاضی کجنون وجذام وبرص وزنج وقرن اور زنجین میں سے کسیکو اختیار جدائی کا نہیں دوسرے کے عیب سے اگرچہ نہایت برا عیب ہو جیسا کہ جنون اور جذام اور برص اور زنج اور قرن اول تین بیماریاں تو مرد اور عورت دونو کو شامل ہیں اور پچھلی دو بیماریاں عورت کے مکان مخصوص ہیں کہ بسبب زیادتی گوشت اور چربی کے مانع جماع سے لیکن قسم ثانی میں ہو کہ مجھ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو اختیار فرقت کا اور اصح یہ ہے کہ عورت بدون مشورت اور اوسکے پاس نہ جھکے عورت کو اختیار ہو کذا فی حاشیۃ المدنی وخالف ابو یوسف فی الخصیۃ لو بالزوج وقضی بالفرقۃ فخرج اور خلاف کیا ہے ابو یوسف نے یعنی بالکل اور شافعی اور احمد نے اوراض قسم سے کہ مذکورہ میں اگر یہ بیماریاں زوج میں ہوں اور اگر قاضی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی بسبب ان بیماریوں کے حاکم کو زوج کر دے تو صحیح ہو گا اور سکا حکم کذا فی فتح القدیر صاحب شارح کے اس قول میں چند فضل ہیں اول یہ کہ ظاہر کلام شارح اسکا مقتضی ہے کہ اگر شافعی کے نزدیک زوج کی بیماریوں سے عورت کو تو اختیار فرقت کا ہو گا حالانکہ حق یہ ہے کہ اوسکے نزدیک جنون اور جذام اور برص میں دونو کو اختیار ہے اور جبلی دو بیماریوں میں مقطوع زوج کو اختیار ہے دوسرا فضل یہ کہ اس قول سے لازم آتا ہے کہ رتق اور قرن کی بیماری زوج کو ہوئی ہے حالانکہ یہ خلاف واقع ہے بلکہ شیخ حسنی مخشی نے کہا کہ فتح القدیر میں

ہیں دونوں کو ملا دیں گے تو یا شاید کہ جس صورت ہو گا تو ہیں کی بلکہ جواب یہ ہو گا کہ جس صورت میں الرائی کا ہو گا کہ اتنی عاقلہ الولی فولو تصیاب السلام
وزوجتہ علی الکلام فانما یعد التفریق حیث اور اگر دو زنیں عین اور اسکی عورت راضی ہو گئی دوسری ہو کر کے ہے تفریق کے کو جیسے
ہے یعنی تفریق عین کی مثل لعان کی تفریق کے نہیں جو ابھی ہو

التسلیم الی الزوج [illegible] لا یمکن بدونہ فھو ابدا کہ کوما

اور جب ہو نہ ہو کہ ابھی وہ کہ ہی سکتی ہے نا جائز ہو اور اگر دو ہیں تو اس کیا دست پرستی کرنا دست ہو ظاہر ہے ملتا ہو کہ دست ہو
اس ہو کہ [illegible] نفس کو عورت پر جب ہو وہ دن کے کہ ہیں کہ ان الجبر الفائق قلت وافادہ الیقضی انما تعد تفریقہ علی الحکم
او قادر کل المھور بالنفقۃ فان خلافہ ابطل انہ فلان بن فلان فاذا ھو لیط دان زنا کان لھا المھر فلیحفظ شارح کہ کہ
بیشتر نے بیان کیا ہو کہ اگر عورت نے نکاح کیا اور اس شوہر کو زوجہ جو ہو ہاتھی و ہے اختیار ہو ہے اور شوہر پر ظاہر ہو گا کہ زوجہ اس کے خلاف
ہے یعنی غلام ہو یا فضلی یا غیر ہی ہو یا محتاج ہو اور اسکو معلوم نہ تھا کہ مستور نہیں ہو اس شوہر پر نکاح کیا کہ فلاں بن فلاں ہو اور آزاد کہاں ہو
فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ اس مسائل میں اختیار ہے فرقت کا مہر اسکو پاوے کہتا جائے ہو گا کہ اسکو کہیں ہو اور الدون اور اسکی ہو ہلکا
اور ام عورت کیونکہ ان مسائل میں اختیار فسخ مہر السبب فقدان کفاءت کے اول میں رفعت کے لیے اور ثانی میں کفاءت ہی میں ہو ان کفاءت میں کفاءت
الی ہیں اور رابع میں کفاءت بالنسبی نہیں باب العنین یہ باب احکام عورت کے بیان میں تو لغۃ بالکسر احصاء
بالضم یا استعداد بلا انعل لغۃ میں کہ اول و تشدید ثانی یعنی کام اور کنی کے ہے اور فقہ دال اول و تشدید ثانی کسی کام پر مستعد ہونے اور ہوتے
امر کشیدہ ہیں اول مال اور ہر تہہ ہو کہ ہی کہتے ہیں جو عورت وارد نہ کیوں ہلکا ہو کہ کہو تو قاضی یوم المرأۃ الرجل عند ہی تسلیم
اور رفعت یا کہ شرع میں اوس توقف اور انتظار کو کہتے ہیں جو عورت کو یا امر کو لازم آتا ہو تو ہیں کہ ہو کہ اس کے ہو ہے اور کہ اس کے ہو ہے
ہے وہ واضح مراد ہیں کہ جو عنین ہو اسے ہیں ولی ہے اور ہیں ہے انتظار مرد ہو اطلاق مدت کا نہ کرنا جائز ہو کہ ہو کہ اطلاق مدتیں ہیں مخصوص ہو کہ
انتظار کرو ہے کہ اس فتح القدیر و ہو اصبہ تربص عشرون مذکورۃ فی الزیادۃ و حاصلہا رجحہ الزمن متنہ لکاحہا حاصلہ ما تبع
لہم زوالہ کہ نکاح احتجا و اربع سوا ہا اور مواضع انتظار مرد کے بیان میں خزانۃ المفتین میں کہ ہیں ہو کہ ہو کہ ہو کہ

فاسدہ او من فرقۃ لنفی زوجیتہا و بقی زیادۃ او شہرا لیشتمل حرۃ امۃ الاولیٰ اور اصطلاح نفہا مین عدت عبارت ہوا وس تعاریف جو عورت کو لازم ہے یا صغیرہ کے ولی کو لازم ہے نزدیک اہل بیتے نکاح کے تو عدت نہین لازم ہے دیکھے زنا کی اسواسطے کہ عدت نہین ہوتی گر زنا کی نکاح سے زنا دہا شبہ نکاح سے جیسے کہ نکاح فاسد یا جیسے وہ عورت جس کو عورتین شب زفاف مین زوج کے سوا کسی اور مرد کے پاس چوک کر پہنچا دین اور کہین کہ یہ غیر ہی دوسرا مرد ولی کرے کو اور یہ عورت زوجہ ہے شارع کہتا ہے کہ تعریف عدت مین لائق ہیے ہو کہ مشابہ نکاح کا لفظ بھی زیادہ کیا جاوے تاکہ یہ تعریف ام ولد کی عدت کو بھی شامل ہو جاوے کہ ام ولد کو بھی آزاد کرے یا اور سکو چھوڑ کر مولی مرجاوے اسواسطے کہ ام ولد کو [illegible] لازم ہے مانند اوس کے بسبب ہم بستری مولی کے کذا فی البحر الرائق ہم شبہ کہ بسکون اول وکسر ثانی اور بفتح اول فتانی بھی صحیح ہو یعنی مشابہ نکاح نے ولی صغیرہ کا لفظ اسواسطے زیادہ کیا کہ صغیرہ پر لیعت موت زوج کے بتقاریر وجہ نہین اسواسطے کہ وہ ہنوز مکلف نہین نو اسوقت مین صغیرہ کے ولی پر انتظار کہ لازم ہو کا تعریف عدت پر اعتراض وارد ہوتا ہو کہ یہ تعریف طلاق رجعی کی عدت کو شامل نہین اسواسطے کہ طلاق رجعی مین نکاح نہین زائل ہوتا اسواسطے بالاجماع یہ نکاح عدت مین رجعت کرنا صحیح ہے لہذا الا اور کتب فقہ مین بدائع اور ابن کمال کی تعریف خوب ہو کہ عدت نام ہو اوس مدت کا جو کہ وہ اسکے انقضا سے بقیہ آثار نکاح اور فراش کے مستر ہو ہی ہو خواہ یہ اوسپر ازدواجت کی دلائل ہو گوئی ہو یا نکاح کہ بقیہ فراش عدت ام ولد کی بھی داخل ہو گئی اور صغیرہ کا احتراض رفع ہو گیا اسواسطے کہ اس تعریف مین لازم نہین کہ ذاتی حاشیۃ الدنی **حکایت عجیبہ** قبل مشہور ہے امام اعظم کے ایک مقام پر علم اور فہم ہوا و دو بہائیون کا جھگڑا نکاح ہوا تھا دونون نے جوگ کر اوسکی زوجہ اوسکے پاس کر دی اور اوسکی اوسکے پاس آنے سے صبح کیہہ حال کہا اور فقہای مشہور سے فتوے ہو رہا فت کیا کیا سب علمانے فتوے دیا کہ ہر عورت پر عدت لازم ہو عدت گذار کے ہو عورت اپنے اپنے زوج پاس جاوے اور ہر ایک بھائی بپسبب طی بالشبہ کے مرتکب ہوا ہے امام اعظم نے فرمایا کہ سب علمانے خطا کی ہے کہا کہ سب حضرات نے سخت حکم فرمایا میرے نزدیک اس سے آسان تر حکم ہو سکتا ہے علمانے فرمایا کہ وہ کیا ہے یہان کر دامام اعظم نے دو نو بہائیون کو بلایا اور پوچھا کہ تم دو نو کو یہ پسند ہو کہ ہر ایک کے پاس یہی رات والی عورت یہی رہو دونو نے کہا کہ ہم جہل ہیسی امر پر راضی ہین امام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دیوا اور اپنی اپنی عورت سے نکاح کرلے تو ہمین عدت لازم نہو گی اسواسطے کہ طلاق قبل دخول مین عدت نہین سب علمانے اسکو نہایت پسند کیا اور امام کی ذکاوت کی تعریف کی کہ ہر ایک کی ہم بستر ہر ایک کے پاس بھی رہی اور عدت کی حاجت نہوئی **ومسبب وجوبہا عقد النکاح المتاکد بالتسلیم وما جری مجراہ من موجبہ صحیحۃ او فاسدۃ فلا تجب بالخلوۃ الرتقاء** اور عدت واجب ہونیکا سبب عقد نکاح ہو جو کہ تاکید تسلیم کلی تمام مقام وہی عقد نکاح ہو عورت سے اوسنے خلوت صحیحہ کی ہو یا خلوت فاسدہ سے تو عدت لازم نہین زنا کی خلوت سے اسواسطے کہ زنا کی خلوت صحیحہ مین سبب مانع حسی کے زنا کی عورت جو اسپر سب کی نگاہ کے لائق جماع کے نہین **وشرط لہا الفرقۃ او موت احدہما وجب کونہا من نکاح تام لا فاسد فلا عدۃ علی مقر وطی بنکاح فاسد او بملک او شبہۃ وصحۃ الطلاق فیہا ای فی العدۃ** اور عدت کے رکن وہ حرمتین ہین جو سبب عدت کے ہوتین جیسے بغیر زوج ہو نکاح کی حرمت اور زوج کے گھر سے نکلنے کی حرمت اور طلاق واقع ہونیکی صحت عدت کی اندر شیخ رحمی مشیخی نے کہا کہ رکن کہتے ہین حقیقت نہین شو کو تو مصنف اور شارح کو مناسب نہا کہ نظر کو رکن عدت کا کہتے اور حرمات مذکورہ کو حرمت ہیسی بہتر ہے اپنے ہین تو حرمات کو رکن عدت کا کہنا مناسب اسواسطے کہ حکم اوسکے کہتے ہین جو شی ہو ایسی جو ہیر طریق صحیح طلاق اور حرمت ہوت ہو جیسی حکم مین داخل ہے تو بہتر کہ رکن کہنا اور بعض کو حکم قرار دینا تھا اور سخن بے دلیل ہے کذا فی حاشیۃ الدنی اور صاحب درغرر نے ایسا ہی کیا ہے یعنی جگہ بیان رکن کیا اور کہا کہ حکم عدت مین مذکور کیا ہو جلہما حرمۃ بکاہم اختہا اور عورتون مین سے نکاح حرام ہونا حکم عدت کا وانواعہا حیض او اشہر او حمل کا افادہ بقول اور اقسام عدت کی حیض اور مہینہ اور وضع حمل مین بیان کرینگے مصنف نے اپنا آیندہ قول مین ذکر کیا وہی حیض ہو ولو ثلثۃ قصت مسلم بحیض لطلاق ولو جنبا او فی بحیض سابقہ وصلہ الغرفۃ بقبیل ابن الفضیل ظہر ان عدت حر وحے تین اگر چہ دو حیض اور ایک طہر ہو مسلمان کے عدت اوس عورت کی جو کہ حیض تام ہو خواہ عدت بسبب طلاق کے ہو اگر چہ وہی طلاق ہو بسبب نکاح کے درحیض یا حالت جنابت کی

Marfat.com

کتاب النکاح بین اسباب فسخ کے تفصیل دیکھ چکا اور جو فسخ وہ ہے کہ حاصل ہوتی ہے اپنے نزوج کے فرزند کے بوسہ لینے سے کہ فرانی الظہیر
فسخ النفاس من مست فی حالہ فسخ کہ کہ سکتا ہے کہ جمیع اسباب فسخ کو شامل ہے سوا رضاع اور حیاض حرمین اور ملک اصداز وجین اور استاد واصداز وجین اور
عدم کفاءت کے وبعد الدخول حقیقۃ او حکما اسقطہ فی الشرح وہو مافی قولہ لان وطئت اجمع للجمیع بعد خول حقیقی سے
کہ وطی بعد خول حکمی مثل خلوت صحیحہ کے بھی شرح مجمع النہار میں حقیقۃ اور حکما کو ساقط کر دیا ہے اور یہ تعمیم نہیں معلوم ہوتا کہ اسکا بعدہ قول یعنی ان وطئت مکرر شامل
ہے یعنی عدت کا بالاشہر کو تو یہاں حقیقۃ اور حکما کہنا کیونکر غیر مدخول بہ حقیقی اور حکمی وغیرہ کو شامل ہے تلک حیضۃ کوامل
لعدم تجزی الحیضۃ ہو مذکورہ کی عدت پوری تین حیض میں بسبب عدم تجزیہ حیض کے یعنی بموجب نص قرآنی جب عدت کی توبہ حیض کامل ہو سکے
تو اگر عورت نو حیض کے اندر طلاق ہوئی تو ناروا ہوگا اور اسکی تکمیل بسبب حیض کے آجائے کے ہوگی بلکہ یہ معلوم ہوا کہ جو حیض تجزیہ ہو اور نہ اسکے لائق
تین ہوں لہذا تکمیل حیض ایسی حالت عدت ہوگی اور حیض اول بسبب نقصان کے العدم مرۃ فالاول المتوسط بینہما قولہ الحیض والثانیۃ لحرمۃ النکاح ان
الثالثۃ لفضیلۃ الوقت یعنی جب معلوم ہوا کہ عدت تین حیض میں تو اب اسکو مستوعب دن میں حکمت دریافت کرنا چاہئے تو پہلا حیض دشمن ہوا اور متوسط
نعم کی جو اسم اسکو اگر کامل ہوا تو حیض نہ آئے اور دوسرا حیض دشمن اسلام تعلیم بکمال کے یعنی تاکہ زیادہ زمانہ خصت نکاح کا تاسف کرے کہ کوئی عدت اسکو حاصل
نہیں اور کھانے پکڑنے کا کہو۔ اسکو فکر نہ ہوا اور تیسرا حیض دشمن فضیلت آزادی کے اسم اسکو کہ زندگی کی عدت دو حیض میں تو وہ اسطلق شمار اور عزت
مرد کے تہیر احیض زیادہ ہو جاتا ہے فانی الجواز الرائق اور یہ بھی احتمال ہو کہ دشمن اضیاء ثلاثہ کے تین حیض کو مقرر فرمایا کہ متاہیہ حیض اقل زمانہ ہے جو
کہ استحاضہ شمل نہیں ہوتا اور ہیں یا حیض کا آنا قاطع ہو تمام کا کذا اجزاء تم ولادات سہ لاہا او اسقطہ لان بہا فراشا کما شرح بہ بالتمکین
حاملا او آئسۃ او صغیرۃ علیہ او ابہ یعنی عدت ام ولد کی بھی تین کامل حیض ہیں جبکہ مالک مرگیا اور اسکو وہ اسکے آزاد کر دیا ہو حاملہ کہ اسکو
کوئی بھی بسبب ثبات حمل کے یعنے عدت ام ولد کی اور صغیرہ کہ جسکو وہ حاملہ اور آئسہ اور مالک یہ حرام ہو اور اگر حاملہ ہوگی تو اسکو وضع حمل
اسکی عدت ہوا اور اگر آئسہ ہوگی تو تین مہینے اور اسکی عدت ہوا اور اگر مالک یہ حرام ہو گئی کسی سبب سے تو یہ عدت نہیں اور مالک یہ حرام ہونگی یہ صورت
ہے کہ غیر کے نکاح یا عدت میں ہو یا اسولی نے فرزند کی شہرت تفصیل کی ہو کذا فی ملتقی الابحر والغایۃ ولو جاءت بولدین فعدتہا بالاول لتقدم بأربعۃ اشہر وعشر وایا ما بعد الاخر بین بحرا اور اگر مولی ام ولد کا اور زوج اسکا مرگیا اور معلوم نہیں کہ کون پہلے مرا تو وہ عدت
چار مہینے دس دن کرے یا کہ جو دو عدتوں میں طویل تر ہو اور سکو عدت مکملہ ہو کذا فی البحر الرائق اگر معلوم ہو کہ مولی پہلے مرگیا تو ام ولد پر عدت نہیں
اور اگر زوج کی موت اولی ثابت ہو تو اسکے دو مہینے بقیہ ان عدت تین اور اگر مولی زوج کی عدت میں مرگیا تو پر عدت نہیں اور اگر مولی اجنبہ عدت
زوج کے مرگیا تو تین حیض کامل اسکی عدت ہوا اور اگر مولے اور زوج کی موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہو تو اسکی تفصیل بحر الرائق میں یوں ہے
کہ اگر استعد معلوم ہو کہ وفات کی موت تین دو مہینے اور پانچ دن کی مدت سے کم تر ہے تو اس صورت میں ام ولد کی عدت چار مہینے اور دس دن ہے
بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور اگر معلوم ہو کہ دو فاتی کی موت میں دو مہینے اور پانچ دن کی مدت یا زیادہ گذر گئی ہو تو اسکی عدت چار مہینے اور دس
دن ہیں باعتبار اشکال تین حیض کے اور اگر دونوں کی موت کے درمیان کی مدت معلوم ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرگیا تو ام ولد کے مذہب کیا
مہینے دس دن کی عدت ہے بدون اعتبار کرنے تین حیض کے اور صاحبین کے نزدیک اجل الاجلین عدت ہو یعنی چار مہینے اور دس دن باستکمال
حیض اور اجل الاجلین کی تفسیر اور توضیح بعد تبیین وزق کے آگے کی کذا فی حاشیۃ الدقائق ولا تترک من مرجعہا لعدم تحقق حریۃ کما یموت
ام ولد اور وارث نہوگی باعتبار نزوج کی سبا صورت زوج نہیں ثابت ہے آزادی ام ولد کے اجس نزوج کی موت کے دن ولا عدۃ علی حرۃ ولو لصغیر او مجنون
یطأ مثلہ لعدم العلوق فانیت سوھرو اور عدت نہیں لونڈی پر اگر نہ ہو برجس مولی وطی کرنا ثابت ہے جب جانے کہ کوئی فراش نہیں کہ ذاتی الحمل ہو اور لونڈی اور
عورت سے ولد کا نسب مولی سے ثابت ہوگا جو دن اقرار مولی کے بعد اتمام ولد سے کہ اور کا فراش شمل ہو کہ ثابت ہو جاتا کہ اور کی ولد کا نسب ثابت

سے ۔ بندہ جو دو دن آزاد کے بھی رکن اسوطی ہو بیشمہ کہ کن ذلک لغیر مولاہا اور کاح فاسد کموت فی المرو الفرقۃ تعلق بالصوم تین صغار اور اسکی تین حیض کامل کی عدت جو اس حرت کی کسی طرح بیشمہ ہو گی مثلاً جو عورت سب زفاف میں اپنے زوج کے ساتھی اور عرصے اس پر بیتا جی گئی یا اسپر بھی رات میں زوج نے اپنی زوجہ جان کے کسی اپنی عورت سوء ظن کا وطی بنکاح فاسد یا وطی بشبہ کاح موقت اور متعہ سوا در نکاح بلا شہود سوجہت مذکور لازم نہیں مرد کی موت میں بھی اور جدائی میں بھی خارج کنتا ہو موت اور جدائی دو نو صورت سے متعلق ہے یعنی وطی بشبہ سے موت اور جدائی میں تین حیض کی عدت ہے اور وطی بنکاح فاسد سے بھی موت اور فرقت میں تین ہی حیض کی عدت ہو ان صورت میں مرد کی موت سے عدت وفات اسپر لازم ہے ہی کی عدت وفات اور وطی اظہار عنہا کے بعد یوم کے فوت ہو جانے سے یا رجوع کرنے سے ساقط ہو نا بخلاف ان صورتوں کے کہ انمیں اصل زوجیت ثابت نہیں کذا فی حاشیۃ الدرنی والعدۃ فی حق من لم تحض حرۃ او امۃ او لصغیرۃ یأت لو تبلغ شہرا او کبیرۃ یأس بلغت سنا الا یأس اور عدت اوس عورت کی حق میں جسکو حیض نہیں آتا یا حیض آنا بند ہو گیا ہو مثلاً عورت نابالغہ کہ یعنی بندرہ برس کی ہوئی اور نہوز اوسکو حیض نہیں آیا اور حیض نہ آنیکی وجہ سے اس مسئلہ سے خارج ہو گئی ہو ان عورت کیلئے طرائی جسکو حیض آنیکا یا جیرا یا سکا ختم ہونا اور در آنہ ہو گیا تو اوسکی عدت یا اعتبار تین مہینے کے نہیں بلکہ اسکی عدت یا اعتبار حیض کے ہو گی یہانتک کہ تا امیدی کی حد پہونچی یعنی پچاس یا پچپن برس اگر حیض نہ آیا ہو تو اوسکی طلاق یا فسخ کی عدت آخر ہو گی اور جب پچاس یا پچپن برس کی ہو گی تب تین مہینے کی اوسکی عدت ہو گی کذا فی الجوہرۃ وغیرہا وفی شرح الوہبانیۃ وعن ابی حنیفۃ اقصاہ خمسون سنۃ وہو قول غریب خالف فیہ الروایات الاخیرۃ یہ اور جو رد یہ کہ شرح وہبانیہ میں ہو کہ لغیر طرائی کی عدت تو مہینے میں منحصر نہیں ہو سکتی اور رد یہ مذکور ہے جمیع روایات معتبرہ کے موکوی مفتی بہ مذہب اوسکا فتوی ہو ندی ظاہر عبارت شارح سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ اوسکی عدت تو مہینے ہی کی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب جوان عورت کو چھ مہینے تک حیض نہ آیا تو سب دو تین مہینے کی عدت کو تو اسطرح چھ مہینے اور تین ملا کر نو مہینے ہوئے شرنبلالی نے شرح وہبانیہ میں کہا کہ اگر جوان عورت کو چھ مہینے تک حیض نہ آیا اور بعد اسکے اوس نے تین مہینے کی عدت کی اور قاضی نے اسپر حکم دیا تو ما سر ہو اسطرح کہ یہ عدت صحیح نہیں ہے اور چھ مہینے اور کہنے کے لائق ہو اسواسطے کہ کثیر الوقوع ہو اور بعضوں نے کہا اس روایت پر فتوی دے سے اور یہی مذہب ہمارے امام مالک کا ہو اور شرح زاہدی میں کہا کہ بعضے ہمارے اصحاب اور اوستاد امام مالک کے قول پر فتوی دیتے ہیں اس مسئلہ میں بنا بر ضرورت اور مجبوری کے اور جامع الفصولین اور شرح منظومہ میں بھی اقتضاء عدت نو مہینے ہی مذکور ہے لیکن بحر الرائق میں یوں ہی کہ روایت نو مہینے کی روایت مقتدہ کے مخالف ہو لائق تعویل کے نہیں مفہر الفائق میں کہا کہ اس روایت پر فتوی دینے کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ قاضی یا مالکی کیطرف مراجعہ کرنا کافی ہے کہ وہ مذہب اپنے مذہب سے فیصل کر دیگا فتحاللہ کے کہا کہ نہر الفائق کا قول غیر مسلم ہے اسواسطے کہ بقول عموی اکثر مشائخ ہمارے حنفی مذہب میں مثلاً بخارا اور ہند و ستان میں اور دیار قاضی مالکی نہیں ہو کہ اسکے پاس مراجعہ کرے اور خصوصاً بقول امام صاحب نہیں تقلید ہے اور اسکے علاوہ یہ کہ ہمارے امام کا مذہب ہو کہ قاضی کیلئے جائز نہیں ہو کہ اپنے مذہب کے کیخلاف حکم کرے اور اسکے خلاف کا فیصلہ کر دیوے اور اسکو نافذ کر دیوے کذا فی الخانیۃ لو قضی بخلاف مذہبہ او ما رجح خلافہ کان باطلا وفی الخلاصۃ وان قضی بخلاف ما فی الکتب المشہورۃ کان باطلا وفی البحر والنہر اور کہیگا کہ قول مرجوح پر دیا جا سکتا ہو اور حالانکہ خلاصہ کی کتاب الکتاب میں یوں مذکور ہو کہ اگر حنفی نے مالکی کو قاضی مقرر کیا اور اوسنے کہا کہ میں نے اپنے مذہب کے خلاف حکم کیا تو اوسکا حکم نافذ ہو گا یعنی حنفی مذہب) اوسکو قبول نہیں کریگا اسواسطے کہ اگر مجتہد فیہ بسبب حکم قاضی کے معمول بہا ہو جاتا ہو تو اوسکے بعد

خلی محل اضطراب اضطراب کرنا ہو اور متقدمین غیر مذہب کو خطا اور اضطراب کا وجہ نہیں بلکہ خفا نے تعبیر کر دی ہو کو تطبیق مستحسن کی جائز ہو اور وجوہ فاسل کے حالانکہ
اشہر ﴿ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ ﴾ (دین بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۹۳) ﴿ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ﴾ (دین بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۹۳) ﴿ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ (دین بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۹۳) ﴿ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ﴾ (دین بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۹۳) ﴿ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ﴾ (دین بدائع الصنائع ج ۳ ص ۱۹۳) ﴿ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ

اور میں نے اسکو کسی کتاب میں صریح نہیں دیکھا سوائے دیکھنے والے اور المحتار کے اب اس مسئلہ کو تلاش کیجئے کہ کتب فقہ میں ہم المطلقات کے کہاں متفرع ہے کہ اگر کو عدت وفات سو کوئی خارج نہیں سوا حاملہ کے تو اوس قاعدہ کلیہ میں صغیرہ داخل ہے تو اب مراجعت اور تلاش کتب کی کیا حاجت ہے وفی حق امۃ نصف الطلاق او فسخ نصف حصتان لعدم التجزی اور جس لونڈی کو حیض ہوتا ہو تو اوسکو طلاق یا فسخ کاح کے اوسکی حر میں دو حیض کی عدت ہو اور جو دو حیض کی باندی ہو اوسکو ڈیڑھ حیض کی یعنی قاعدہ شیخ کا جیسے حر کو عدت لونڈی کی حر کی عدت سو اوسی طرح لونڈی کو ڈیڑھ حیض یعنی پکی دو حیض میں سے پہلا حیض میں نصف اور ڈیڑھ متصور نہیں لہذا نصف کو پورا کریا وقالا ۃ لم یختص للطلاق او فسخ او مات عنہا وزوجہا نصف مالحرۃ لقبول التنصیف اور اوس لونڈی کے حق میں جسکو حیض نہیں آتا بسبب خوردی یا بزرگی کے یا جسکو طلاق یا فسخ کے یا اوسکا زوج اوسکو ڈھور چھوڑ کر مرگیا ہو کہ اوسکی عدت جو بسبب لیاقت مضیف کے یعنے حر کی عدت ایسی صورت میں نہیں آدھی ہو سکتی تھی لہذا لونڈی کی عدت بیان آدھی مقرر ہوئی تو صغیرہ اور آئسہ اور بالغہ ظاہر میں کی عدت الطلاق یا فسخ میں ڈیڑھ مہینہ ہوا اور عدت وفات دو مہینے پانچ دن ہے وفی حق الحامل مطلقا او لولدۃ او کتابۃ او من زنا بآیات تمر بہم حیضۃ من فرقۃ حملہا او موتہ او اطلقہا تعتد بالوضع جواہر الفتاوی وضع جمیع حملہا لآیات الحمل اسم جنس محلی باف البطن اور حاملہ کے حق میں مطلقاً اگر چہ حاملہ طلاق بڑی ہوئی ہو یا کتابیہ ہو یا حاملہ زنا سو ہو اسطرح پر کہ شوہر نے اوسکو زنا کرتے دیکھا یا اوس عورت سے شوہر نے زنا کا اقرار کیا ہو یا اوسکا شوہر مرگیا ہو یا شوہر نے اوسکو طلاق دی ہو تو اوسکی عدت بوضع حمل ہوگی کذا فی جواہر الفتاوی وہ وضع جمیع حمل عدت ہو حاملہ کی اوس اسطرح کہ حمل تمام جمیع افراد فی البطن کا تو اگر شکل آج ایک اولاد کا جنی اور بعد مہینے کے دوسرا شکل کا جنی تو اوسکی عدت پچھلے لڑکے سے منقضی ہوگی اول ولد سے وفی البحر جمیع الثمرۃ للولد کالکل فی کل الاحکام الا فیما احتیاطا اور سراج الوہاج میں ہے کہ کثیر ہوں ولد کا مانند کل بدن کے ہے سب احکام میں مگر عدت کو حلال ہونے میں دوسطرح پر اولاد کے اکثر بھی حمل نہیں بنا برا حتیاط کے یعنی اگر حاملہ کے پیٹ سے اکثر بدن ولد کا نکلا آیا اور اقل اندر رہا تو عدت تمام ہوئی نہ ہوا اول پر حرام ہو گئی لیکن زوج ثانی کو ہنوز حلال نہیں بنا برا حتیاط کے کہ جمیع حمل کا دضع نہیں ہوا لا یعرج الا برأس ولو مع الاقل او القصاص بقطع او کجہ اعتبار نہیں سر نکلنے کا اگر چہ قدری دیر تک ساتھ سر نکلا ہو اور اسقدر نکلنے سے عدت اگر نہ ہوگی اور قصاص بھی نہ ہوگا اور کے قطع کر نہیں بلکہ پورا انسان بہاسی وجب ہو گا بلکہ میراث حسنہ خون بہا کا لازم ہوگا گذا فی حاشیۃ الدری اور اگر حمل گر گیا تو اگر کپڑا ضائع ہوا جلا معلوم ہوتے ہوں تو عدت آخر ہوئی اور اگر خون بہہ گیا تو نہ ہوگی کما فی التبیین اور اگر حمل گر گیا اور بعضے اعضا بدن کے نہ بنے ہوں تو عدت آخر ہوئی اور اگر خون بہہ گیا تو نہ ہوگی کما فی العالمگیریۃ فلو اعترض البالغ وبہ یفتی نسبۃ من المثانۃ لو لا قل من ستین قرأتہ کالید اور نہ ثابت نہیں ہوتا نسب ولد کا سر نکلنے سے عورت بائنہ کے پیٹ سوا کے کمتر دو برس سے نکلا پہر اوسکا باقی بدن بعد دو برس کے نکلا ولو کان زوجہا المیت صغیرا غیر مراہق ولدت لاقل من نصف حول من موتہ لو لاقل من اربعۃ اشہر وعشر لاحتمال عدت حاملہ کی وضع حمل ہے اگر چہ زوج اوسکا جو مرگیا ہو صغیر ہو نہ قریب البلوغ اور جنی ہو صغیری زیادہ کتر چھ مہینے سے ابتدا ہو عورت زوج سے بنا بر قول اصح کے جو صغیر سے حمل متصور نہیں لیکن انقضاء عدت بدون وضع حمل کے نہیں بسبب عموم آیت قرآنی کے حق تعالے نے فرمایا کہ حمل والیوں کی عدت وضع حمل ہے اسمیں خصوصیت بالغ کی نہیں فرمائی تو صغیر اور کبیر کی موت یکساں ہو گئی اور یہی قول امام اعظم کا ہے بخلاف ابی یوسف کہ انکو نزدیک اوسکی عدت لازم ہوتی ہے حمل کی وفیمن حبلت بعد موت الصبی بان ولدت لاقل من ستۃ اشہر من یوم موتہ اجماعا لعدم الحمل بیان المراد اور اوس عورت کو جس صغیر کے بعد موت ہو گئی بعد موت صغیر کے اسطرح پر کہ جتنی مدت پہلے زنا سے ہوئی ہو اوسکے بعد سے تو اوسکو موت کی عدت لازم ہے بالاجماع بسبب ثابت ہونے حمل کے صغیر کی موت کے وقت بلکہ بعد موت صغیر کے حمل حادث ہوا اسلئے کہ پہلی صورت کے ولا یثبت النسب الا فی الحی کما فی الحیط اور نسب ولد کا صغیر سے ثابت نہیں دو نو صورتوں میں اسطرح کہ صغیر صریح منی نہیں ہر چند منی تو ولد کہاں لہذا یعنی نہیں ولد من المراہق لعدم تیقن القابلیۃ ان لا تکن ہو بنت نسب ولد کا زوج قریب البلوغ سے بنا بر احتیاط کے کذا فی فتح القدیر قریب البلوغ دس برس کی لڑکی

کو کہتے ہیں کہ مرد بچہ یا لونڈی بدلہ یا بیع تقاسم قولہ الا ان یقول او یتبایعا عبدا یا اس نص اور اگر لڑکا عادۃ کے پیٹ میں مرگیا اور اسکی
لکانا عدت اسکے گرنے کی سنا وارد ہے کہ عورت ناامید ہی کی کہ اس امر الفاظ کی عام یعنی سنسل نہیں ہیں سو تو بڑا ہو گیا
عورت کی بیس حیض ہیں اور صاحب ہدایہ کی عمر کا پہنچی تو ہیں لیکن یہ مخالف ہے حکم آیت قرآنی کے کہ حمل والیہ کی عدت وضع
حمل ہے اور شاید حضرت نے عدہ امام سے روپیس پوری کا اور اسکو کیا موجب حسن الیاس کا اسواسطے کہ فعلا کا میدان کہ لڑکا دو برس سے زیادہ
پیٹ میں نہیں ٹھہرتا زندہ اور مردہ دونو کو سنا ہے کہ ذاتی حاشیہ الربانی وفی حق امرأۃ الفارسی الطلاق البائن ان باشت وضع العلۃ
الاصغر ہے ان من حق الولادۃ وعلم الطلاق احتیاطا بان تمکث اربعۃ اشہر وعشرا بعد وقت الموت منہ تمت حیض من وقت
الطلاق تمامی وفیہ قصور لانا لو لم نر حیضا بعد ثلثۃ اطہار تعتد بعد اشہر حیض حتی لو امتد طہرہا اکثر من عشر تنقضی عدتہا
اور دونو فاسد ہے کہ حیض میں طلاق بائن کی عدت اگر وہ مرگیا ہو عورت کی عدت میں تو البدا الاجلین ہے یعنی عدت وفات اور عدت طلاق میں جو بڑی تیسرے
زوجہ کو لازم ہے خاوند احتیاطا کے اصطرح پر کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کرے سو جبکہ وقت سو اسی چار مہینے دس دنوں میں کبھی گنا جاویں
مرد مطلقہ نے کہ اور کہ احسنی اور اس بیان میں قصور ہے یعنی البدا الاجلین کی تفسیر پر مشہور نے کی پوری نہیں کہ سب عورتوں کو شامل نہیں
اور اسطرح اگر عورت کے چار مہینے دس دنوں حیض نہ دیکھا تو وہ بعد چار مہینے دس دن کے تین حیض کی عدت کرے چھ مہینے دو مہینہ پر ہیں تک کہ اگر عورت کی
طہر دراز ہو جاوے حیض نہ آوے تو اسکی عورت باقی ہو گی اور اسی کی نہ کہ ذاتی فتح القدیر اور بعد کے چار سو برس کے تین مہینوں کی عدت ہو گی
اور ہمیشہ البدا الاجلین کی آسان طریق پر موافق فقہ و قانون کے یوں ہو کہ اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض بھی گذر جاویں تو عدت منقضی
ہو گئی اور اگر چار مہینے دس دن نہ ہو لیکن اور تین حیض ہو لیکن تو مدت کہ تین ماہ حیض ہو گا عدت آخر ہو گی اور اگر تین حیض قبل چار مہینے دس دن کے
ہو لیکن تو بدون تمام ہونے چار مہینے دس دن کے عدت منقضی ہو گی **فائدہ** عدت البدا الاجلین چار صورت کو تین ہو تی ہے ایک فاسد کی صورت ہو چکا
حیاتی ابھی تیسری صورت یہ کہ نوجہ کی دو حیضوں میں اور اوسنے ایک کو سمیں کر کے طلاق دی بشرطیکہ وہ نوے دن کی ہو گیا ہو اور دو حیض اور
ہوں پھر نوجہ نے ایا اور خاوند کو دو حیض میں سے مطلقہ کر دی تو ہر عورت پر وجہ ہے البدا الاجلین تیسری صورت یہ کہ دو عورتوں سے ایک کو لونڈی
تھی بار طلاق دی اپنی صحت میں بیمار مگیا بدون بیان کرنے تعیین کے تو ہر عورت کی عدت البدا الاجلین ہے چوتھی صورت یہ کہ دو عورتوں سے
ایک کو طلاق دی بالتعیین صحت میں بیمار اپنے مرض الموت میں بیان کر دیا کہ فلانی کو طلاق دی تھی اور قبل انقضا عدت طلاق مرگیا تو مطلقہ پر
البدا الاجلین کی عدت واجب ہو گی کما فی فتاوی قاضیخان اور تین صورت البدا الاجلین کی وہ ہے جو کہ شارح اسی بیان میں مذکور کر چکا یعنی
ام ولد کا مولی اور زوج دو نو مر جاویں اور معلوم نہ ہو کہ کون پہلے مرگیا و قید بالبیان لان الملفقۃ الخ حتی مالو بین احتاط نار کی زوجہ کی
البدا الاجلین چھوٹے نہ میں مصنف نے طلاق بائن کی تعیین کی اسواسطے کہ اوسکی مطلقہ رجعی کی عدت وہ ہے جو عورت کی عدت ہے الاتفاق یعنی چار مہینے
دس دنوں کی عدت ہو خواہ اوسمیں تین حیض ہوں اور نہ ہوں والعلۃ فلمن اعتقت فی عدۃ رجعی بالحاء الباقی ولا الموت ان لکل کفارۃ حر
اور عدت اوس لونڈی کے حق میں جو آزاد ہو گئی طلاق رجعی کی عدت میں نہ طلاق بائن کی عدت میں اور نہ موت کی عدت میں یعنی یہ کہ پوری کرے
عدت کہ مانند عدہ کے عدت کی یعنی لونڈی کے زوج نے اوسکو طلاق رجعی دی تو اوسکی عدت تین حیض یا ڈیڑھ مہینے لیکن ہنوز اوسکی عدت منقضی
نہ ہوئی تھی کہ اوسکے مولی نے اوسکو آزاد کر دیا تو اب اوسپر جو کہ عدت پوری لازم ہو گئی یعنی تین حیض کی عدت اور اگر معتدہ ہو آزاد کرنے تو تین مہینے
کی عدت ولو اعتقت فی احد اطہای البائن والموت فکعدۃ الحرۃ للقاء النکاح فی الرجعی دون البائن والموت اور اگر لونڈی آزاد ہوئی طلاق
بائن یا زوجہ کی موت میں تو اوسکی عدت مانند لونڈی کے ہو بسبب باقی رہنے نکاح کے طلاق رجعی میں بدون بائن اور موت میں یعنی چونکہ رجعی میں نکاح
قائم ہے لہذا عدت رجعی کی مانند عدہ کے ہو بخلاف بائن اور موت کے وقد تنتقل العدۃ سنۃ کاملۃ صغیرۃ منکوحۃ لحقت حیضتان ثم

ونصفہ فاضت بعشرۃ حیضتین فاعتدت تسعۃ ثلثا فاستقبلت بثلثہا الایاس تسعۃ اشہر فہذہ مسائلہ بالحیض فمات فی حیض
تسعۃ اتبعۃ اشہر وعشرا اور اگر بارہ مہینے سے عدت چھ طرح پر چھ مہینے کی صغیرہ مسکوحہ کو طلاق رجعی ہوئی تو اسکی عدت ہوگی دو مہینہ بیس مسکہ
قبل گذرنے دو ۲ مہینے کے حیض آیا تو اب دو حیض کی عدت ہوگئی بیس مسکہ قبل اقتضاء عدت کے وہ آزاد ہو گئی تو اسکی عدت تین حیض کی ہوگئی دو مہینہ
تین حیض کے طہر اور سات روز ہو گیا یعنی پچاس برس کی عمر کہ حیض نہ آیا تو اب اسکی عدت تین مہینے کی ہوگئی دو مہینہ قبل گذرنے کے حیض جاری ہوا
تو تین حیض کی عدت ہو گئی دو مہینہ قبل اقتضاء تین حیض کے ذریعہ اسکو مرگیا تو اب چار مہینے دس دنکی عدت ہوگی توجیہہ پانچ بار انتقال ہوا اور شارح چھ
کے انتقال کا قائل ہے فرماتا ہے کہ اوسنے پہلی صورت کو بھی انتقال قرار دیا ہے واللہ اعلم اقول اذا کانت عدتہا بالاشہر اقرء عدتہ بالاشہر جاریۃ
حاملا او حبلت من زوج آخر بطلت عدتہا وفسد نکاحہا واستانفت بالحیض لان شہر الحاقیۃ تحقق ایاسا من الاصل
وذلک بالحبل لا الاقراء الماضیۃ وہو ظاہر الروایۃ کما فی الغایۃ واختارہ فی الہدایۃ فتعین للصیرورۃ الیہ قالہ فی النہر بعد حکایۃ
سنۃ اقوال مصححۃ واقرہ المصنف انتہے تحقیق یہ ہوکہ اصل میں تو یہ ہے کہ عدت بحیض ہو اور تحقق انتہاء ایسی کیلئے ایسی ہی دائمی کے مرتا ہو مرتا کہ اور اس
صورت میں سبب حیض ملنے یا حاملہ ہونیکی تا ایسی ہی اسرہ اسکو ہو کہ اسکو وہ حیض ہو جسکو حیض نہ ہو حمل اور ہی اطلاق اور اصناف عدت ظاہر الروایۃ
سے کذا فی الغایہ اور اسیکو پسند کیا ہو ہدایہ میں تو اسی روایت پر رجوع اتفاقا مقرر ہو گیا ایسا کہا ہو کہ ابو الرائق میں بعد نقل کرنے جملہ اقوال کے جسکی
تصحیح ہو چکی ہے اس مسئلہ میں اور اسی ظاہر الروایۃ کو ثابت رکھا ہو مصنف متن اور شرح میں مم اللہ کے حیض جاری ہونے کی مراد میں جسنے قول ان میں
لیکن ترجیح میں کثرت سیلان ہی کو مذکور کیا اسو اسکو کہ بحر الرائق میں دیکھو سے کہ معراج الدرایہ میں اسی قول پر فتوی ہے لکن اکثر ایہ ہے
فالاختیار کما الشہیدان انہا ان رأتہ قبل تمام شہر ثالث عشر بعدہا قلت وہو الاختار صدۃ الشریعۃ وصدر الاسلام واقرہ
المصنف مع باب الحیض وعلیہ فالنکاح باق وتعتد فی المستقبل بالحیض کما صحح فی الخلاصۃ وغیرہا وفی البحر والمجتبی انہ الصحیح المختار
وعلیہ الفتوی وفی تصحیح القدوری وہذا التصحیح اول من تصحیح الہدایۃ وفی النہر انہ اعدل الاقوال وقامہ فیہا علیہ علی الملتقی
لیکن اختیار کیا ہو ہندسی نے جسکو تسہیل سے اختیار کیا ہو یہ ہو کہ اگر اسکے نے قبل تمام مہینے تین مہینے کے حیض کو دیکھا تو عدت مہینہ کی باطل ہوئی ہو
سے حیض کی عدت شروع کر دی اور بعد تمام مہینے تین مہینے کے حیض دیکھا تو عدت پوری ہو گئی اب اسیتیاں عدت کا اگر کوئی شارح کہتا ہو ایسی صدر الشریعۃ
نے شرح وقایہ میں اور ملا خسرو اور باقانی نے پسند کیا ہو اور اسی قول کو مصنف نے باب الحیض میں ثابت رکھا ہو اور بموجب اس قول مختار کے بعد
تین مہینے کے نکاح زوج ثانی کا جائز ہو نہ فاسد اور زمان مستقبل میں اگر زوج ثانی طلاق دیوے تو عورت بحساب حیض عدت کی جو بیانچہ اسیکی تصحیح کی ہو
علامہ وغیرہا میں اور جو ہرہ اور مجتبے میں کہا ہو کہ یہی قول صحیح اور مختار ہو اور اسی پر فتوی ہو اور تصحیح قدوری میں یوں ہو کہ تصحیح اس قول کی
بموجب تصحیح ہدایہ ہے اور نہر الفائق میں کہا ہے کہ یہی قول اسد اور اولی ہے اور پوری تقریر اسکی شارح کی اوس شرح میں جو ملتقی الابحر
پر لکھی ہے والصغیرۃ لو حاضت بعد تمام الاشہر لا تستأنف الا اذا حاضت فی اثنائہا فتستأنف بالحیض کالمستأنفۃ البعد
بالشہور ومن حاضت حیضۃ واثنتین ثم ایست ثم رأت عن الحیض والحبل اور صغیرہ کو اگر حیض آوے بعد تمام ہونے تین
مہینے کے تو استیناف عدت کا حیض سے نکر ہو مگر اسکو اور مسکوحہ یعنی تین مہینے کے حیض آوے تو حیض سے عدت شروع
کرو جا بیانچہ استیناف عدت کا مہینوں سے وہ صورت کرتی ہو مسکوحہ کو ایسا زیادہ دنوں حیض آیا ہو یہ واسکے ہو گئی یعنی پچپن برس کی ہو پھر کئی ایام سے تو

مین یعنی عدت جبرو کو دوسری عدت کا حکم اسواسطے ہوا کہ حیض ہو جاتے اصل اور بدل ہی جاتے اسواسطے کہ بدل رد عورت تعدد اصل ہوتا ہے تو کہ عدت اصل حوالہ کیونکہ بدل بجہہ جائز ہوتین ولیا یاس سنہ للرد میضۃ وغیرہا خاص فرق عند الجمہور وعلیہ الفتوی وقیل الفتوی علی سنتین اور ایاسی بنین یا اسیدی کی عمر کو اور عورت رومی کی ہو والی ہو اور کسی ملک کی ہو چونکہ ایک اکثر فقہا کے اور اسی قول پر فتوی ہوا فتاوی ہندیہ اور اور قول ضعیف پر پچاس برس پر فتوی ہے کذا فی النہر الفائق محمد سے روایت ہو کہ رومی کی عورت مین عدایاس پچپن برس اور ازسکے سوا اور ساتھ باستر برس لیکن اس روایت پر فتوی نہین کذا فی البحر الرائق وفی البحر عن الجامع صغیر لو بلغت ثلثین سنۃ ولم تحض فحکمہا حکم ایاسہا اور بحر الرائق مین جامع سے منقول ہو کہ صغیرہ نہیں برس کو پہونچی اور ازسکو حیض نہ آیا تو اوسپر ایاس کا حکم کیا جاویگا وہذا ہو المتون حیۃ فکانت فاسدۃ لاعدۃ فی باطلہ وکذا موقوفۃ قبل الاجازۃ واختیار لکن الظہار ثبوت العدۃ والنسب بحر اور عدت شکوہ بیگانہ کا ہے اور عدت شکوہ بیگانہ کا ہے اور عدت شکوہ بیگانہ کا ہے والمطلوم لا یتبین بہ وان تقدیم مہر زوجہا الاول وخرج بإذنہ فی العدۃ لقیام النکاح بینہما ما لم یتزوج الموطی حتی تلد فتنقضی وکسوتہا بحر یعنی اذا الرکن عدۃ راضیۃ کا مسجیئے اور عدت اوس عورت کی جسکی وطی شبہہ ہوئی اور منجملہ وطی شبہہ غیر کی عورت سے نکاح کر لینے کے اور اسنے جانکہ آخر اجنبی ہو آویگا اور اگر مرد نے دہنہ غیر کی عورت سے نکاح کیا تو وہ شبہہ مین صریح زنا ہی اور اسمین عدت نہین اور کسی وطی شبہہ ہو گئی اوسکو اپنے اول زوج کے پاس رہنا جائز ہے اور نکلنا گر سے اوسکی اجازت سے عدت مین لازم ہے بسبب قائم ہونے نکاح کے دونو مین اور زوج اول کی حوالہ فتوی نفقہ وطی سے عدت تک قیام نکاح کا بیان ثابت ہو کہ زوج اول کی عورت کا نفقہ اور لباس مثلا لازم ہو کذا فی البحر الرائق ساتھ کہنا زوجہ اول ہو اور سوتک لازم ہوگا جبکہ عورت وقت اور اضی ہو یعنے وہ قبیلہ مین ایک قسم ضرور ہی وجوب نفقہ مین جانبہ اگر عورت وقت ہو کہ یہ شخص میرا زوج نہین لیکن میرا وسکو مرد کے پاس جب ارفاف مین کر دیا ہوا اور مرد سے کہا ہو کہ میری نہ ہی ہو اور وقت وطی کے جبہہ عورت نے کہا ہو کہ مین فقیر کی زوجہ ہون لیکن اوسنے اعتبار نکیا ہو اور اوسنے دھوکا ہی ہو تو اس صورت مین کسی پر حد نہین مرد پر بسبب شبہہ کے اور عورت پر بسبب جہہ کے اور حد بعد وطی کے اوسپر واجب ہوگی اور منقطع زوج اول پر لازم ہوگا اسواسطے کہ عورت کا یہ قصور نہین کذا فی حاشیۃ الزیلعی واُم الولد والمدبرۃ والمکاتبۃ وام ولد کی ثلثہ اقراء والحامل ان حدثہا بالوضع وعدت ام ولد کی تو اس قسم سے وہ ہوا اور منقطعہ بردت حیض ہو اور اگر ایک ام ولد آئسہ اور حاملہ ہو اسواسطے کہ عدت آئسہ کی سنین سے ہے اور عدت حاملہ کی بوضع حمل ہے التحیض للموت اتفاقا موت الولی وغیرہ کعکسہ وصار کالاقراء لانہا عدۃ ھو لہا یتعرب بواۃ ھو یحیض ولم یکف بحیضۃ متبادلۃ یعنی عدت منکوحہ بنکاح فاسد اور موطوء بشبہہ اور ام ولد کی بشرط عدم ایاس اور حمل کے نفقہ تین حیض ہین وطی کرنیوالی کی موت سے یہی حیض کی عدت ہو نہ سہ حیض کی اور میرموت سے یہی تین حیض ہی کی عدت ہو غیر موت کی عدت جیسے نکاح فاسد مین فرقت ہوئی ہو حکم قاضی یا اقتضاء ترک وطی کے عزم کا آپسی اور تنگی عدت بالحیض ہوئی ذا لانہ اسواسطے کہ عدت آئی محض رد اسطے برفیت کرے صفای رحم کے ہوا اور یہ رفیت نہین ہو سکتا مگر حیض سے اور ہر حیضہ ایک حیض سے بھی صفائی معلوم ہو جاتی ہے لیکن ایک حیض پر کفایت کی نکیا جاتا ہے تاکہ تین حیض مقرر ہوئے ولا اعتداد بحیض طرأ فیہ اثناء ثلاث اور اوس حیض کا جسمین طلاق واقع ہوئی عورت پر شمار نہین عدت مین لا جماع اسواسطے کہ قرآن سے حرہ کی عدت مین تین حیض اور عدت سی لونڈی کی عدت مین دو حیض ثابت ہین تو ہر حیض مقدر مگر ناقص لہذا طلاق والا مین ساقط الاعتبار ہے یعنی اوسکو سوا تین اور حیض کے اور دو حیض لونڈی مین لازم ہون گے واذا وطئ المعتدۃ اتنہا اولی من المطلق وجب الاکمل تحلیلا للسنۃ اخلاصا والمرئ من الحیض

منهما وكذلك ان ذكر العدة الثانية قبل الاولى اور جب طہر ہوگئی عدت والی عورت کی مشہور ہوا اگر چہ طلاق دینے والے نے رجعی ہی طلاق کی تو جب ہوگئی معتدہ پر دوسری عدت بسبب دو حیض کے اور دو حیض عدت میں داخل ہو جاویں گے یعنی مجاوین گی اور حیضوں کو جب وجوب عدت ثابت ہی کہا جائے گا وہ دو حیض شمار ہوگا اور جب ہو گا مستحاضہ یہ دو حیض اگر تمام ہو گئی پہلی عدت پہنچا تو اگر عورت کو طلاق بائن ہو جاوے اور اوسکو ایک حیض آیا اور اوسنے دوسرے زوج سے نکاح کیا اور جب وطی کی تفریق ہوئی ہو عورت کو اور وہ بارہ حیض کیا تو یہ تین حیض دو عدد تین حیض ہوا ہو گئی تو زوج اول کی عدت تو پوری ہو گئی بایں حیض اور یہ دو حیض اگر اور زوج ثانی کی عدت میں فقط دو حیض ہیں بسبب ایک حیض اور کے باقی ثانی کی عدت تمام ہو گی خلاصہ یہ ہو کہ یہاں طرحیض ہیں پہلا حیض تو پہلی عدت کو مخصوص ہوا اور پچھلا حیض دوسری عدت کو مخصوص ہے اور درمیان کے دو حیض دو عدد تو ہیں مشترک اور متعدد اصل ہیں فہم معتدہ سے مراد طلاق بائن کی معتدہ ہے تا کہ زوج مطلق کی وطی داخل رجعی وطی شبہہ میں اور اگر طلاق رجعی کی عدت میں معتدہ سے زوج وطی کر یگا تو جب ثابت ہو جاویگی کذا فی حاشیۃ الہدایۃ وقال الزیلعی وجہ حال معتدۃ وفاء اور بسبیطہر متدا اصل ہو گئی دو عدد میں اگر ہر ایک عدت مہینوں کی ہو تا ایک عدت مہینوں کی ہو اور دوسری حیضوں کی اگر معتدہ وفات ہو جاوے چار مہینے دس دن کی عدت میں تھی کہ اوسکی وطی شبہہ ہو گئی تو اگر چار مہینے دس دنوں میں حیض بھی ہو گئی تو دونو عدتیں منقضی ہو گئیں بسبب داخل کے اور اگر اس مدت میں حیض جاری نہ ہوا تو بعد اس مدت کے تین حیض کی عدت ثابت علیہ ہو گی کذا فی البحر الرائق وانما یزید ثلثۃ اشہر وعشرا منہا لعدم العلم بوجود الوضع فی الاشہر عدۃ الوفاۃ ولا تنقضی العدۃ بالحمل کما مر رضی اللہ عنہ فی البدائع جب معلوم ہوا کہ تداخل دو عدد کا بھی ایسا حیضوں کی عدت میں ہوتا ہے ویسا ہی معنوی کی عدت میں ہوتا ہے تو اگر مصنف اپنے قول الرابع منہا کو محذوف کرتا یعنی رویت حیض نہ مذکور کرتا تو دو قسم کی عدتوں کو شامل ہوتا اور اوس معتدہ کو بھی شامل ہوتا جو عدت میں حاملہ ہو گئی تو اوسکی عدت وضع حمل ہے یعنی اس عورت کو دو عدتیں لازم ہیں ایک حیض کی دوسری وضع کی لیکن دو نو عدتیں وضع حمل سے منقضی ہو جاویں گی اسواسطے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا کذا فی الکافی ہر حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اگر معتدہ کو وفات کی عدت مہینوں کے حساب سے ہو سوا وسکو تین حیض سے چنانچہ گذر گئی اسکا بیان تو یہ ہے صغیرہ میں جب کہ بعد موت صغیر کے وہ حاملہ ہو جاوے اور اسی روایت کی تصحیح کی ہے ابو اللیث و صدر الائمۃ بعد الطلاق وبعد الموت حملی الاقرء او عدت کا شروع بعد طلاق اور بعد موت کے ہونا چوتھی فی الفور بلا توقف ومقتضی العدۃ وان حیضت المرأۃ بعضای بالطلاق والموت لانہا اجل فلا یشترط العلم بقضیۃ سواء اعتدت بالطلاق او الموت اور آخر میں جاوے گی چوتھائی اگر عورت کو خبر نہ تھی طلاق اور موت کی یعنی زوج نے طلاق دی اور تین حیض ہو گیا دو مہینے اور چار مہینے دس دن گذرے کہ عدت آخر ہو گئی عورت کو طلاق اور موت کی خبر نہ تھی اور اسواسطے عدت معین ہے مدت معین کا سو گذر گئی تو اوسکے گذرجانیکا عالم شرط نہیں خواہ تو زوج طلاق کا معتدہ ہوا ہو سکر فلو طلق المریض او ارتد ثم مات او قتل علیہ بینۃ وقضی القاضی بالقود کان اتبعہ علیہ فی سؤال وقضی بہ فی المحرم فالعدۃ من وقت الطلاق لان القضاء مزایلہ سو اگر زوج نے طلاق دی اپنی عورت کو بیمار شکر ہو گیا اور گواہوں نے اوسکو جھوٹا کیا اور قاضی نے حکم دیا عدالتی کا شہادت کے دعوے کیا کہ زوج نے اوسکو شوال میں طلاق دی تھی اور حکم عدالتی کا ہوا محرم میں تو عدت کی ابتدا طلاق کے وقت سے ہو گی یعنی شوال سے نہ قاضی کے حکم کے وقت سے یعنی محرم سے کذا فی الزیلعی وفی الطلاق المبہم من وقت البیان اور طلاق مبہم میں ابتدا عدت بیان کے وقت سے ہو گی نہ طلاق سے ولو شہد ابطلاقہا ثم بعد اياما قضی بالعدۃ فالعدۃ من وقت الطلاق لا القضاء اور اگر دو شاہد بروں نے گواہی دی عورت کی طلاق کی پھر بعد چند روز کے عدالت شاہد نے گواہی ثابت ہونے پر قاضی نے حکم عدالتی کا دیا تو ابتدا عدت طلاق سے ہو گی نہ قضا سے بخلاف مالو اقر بطلاقہا منذ زمان ماض فان القرء اقرار مطلقا فیلزمہ المواضعۃ بخلاف اس عورت

کہے کہ اگر زوج نے اقرار کیا عورت کی طلاق کا شروع زمان ماضی سے مثلاً جب تین محرم طلاق دی تھی تو عورت کو اختیار ہے کہ ابتداء عدت اقرار سے قرار دے یا زوج سے ہر وقت کہ چاہے نکاح کرے اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طلاق دی تھی تین محرم کو اور عدت اقرار سے قرار دی تو عورت کو اختیار نہیں ہے کہ نکاح کرے دوسرے سے جب تک کہ تین حیض نہ آویں اور اگر زوج نے کہا کہ میں نے طلاق دی تھی تین محرم کو اور عدت اقرار سے قرار دی تو عورت کو اختیار

طلاق نسخ ہے طلاق واقعی کذا فی الجوہرہ اور نکاح فاسد میں عورت زوج کے گھر میں جب تک کہ آخر کرے اسوجہ سے کہ واقع ہوئی وہ زوج ہی نہیں کذا فی البزازیہ قالت مضت عدتی والمدۃ تحتمل ذلک وقال قد راجعتک قبل قولہا لانہ اقتدر علی الرجعۃ بقولہا لانہ امین فیما یرجع الی حال الظہر کما مر اسکو ہم نے تیسری عدت پر حکمی اور عدت حکمی سمجھ رکھی ہے اقتضائی عدت کو اور زوج عورت کی تکذیب کرتا ہے تو مقبول ہوگا قول عورت کا ساتھ قسم کھانے عورت کے اور اگر عدت میں انقضاء عدت کا اختلاف ہوا ہے تو قول عورت کا مقبول نہیں اسوجہ سے کہ جب عورت اس بات میں امین ہے اور امین کا قول البتہ مقبول ہوتا ہے لیکن امین کے قول کی اوسوقت تک قبول ہوتی ہے جب ظاہر حال اوسکے بیان کے مخالف نہ ہو اور جو مدت میں گنجائش انقضاء عدت کی ہو ظاہر حال اوسکا مخالف ہوا لہذا اوسکا قول صحیح مقبول ہوگا بخلاف لو قالت ہو بالحیض وقد مضت ثلثۃ اشہر بالاہلۃ حیث لا یقبل ولو قالت حضت فی کل شہر حیضۃ وانقضت عدتی فی ثلثۃ اشہر یقبل لانہ امین فی الاخبار عن الحیض فاقبل فی التقدیر بہ اسکی مذکور ہوگی یعنے طلاق اور فسخ میں تین حیض اور موت میں چار مہینے دس دن اور اگر لونڈی ہو تو آدھی ہے اور اگر عدت حیض کی ہو تو کیفیت انقضاء عدت کی حرہ کے حق میں ساٹھ دن ہیں اور لونڈی کے حق میں چالیس دن ہم ساٹھ دن میں حساب ہمسے کرتے ہیں گو اول طہر میں طلاق واقع ہوئی ہو قبل وطی کے ہم سلطرح سے طلاق مختلی ہے عورتوں کو تین طہر کے بیشک ایس دن ہوئے اور تین حیض کے اعتبار سے مطلقہ پندرہ دن تو سب ساٹھ دن ہوئے اور سیطرح لونڈی کے وطلاق کے تین ان اور دو حیض کے وسلان دن مجموع چالیس دن ہوئے جسکے مذہب امام اعظم کا ہم بروایت امام محمد کے اور صاحبین کے نزدیک اقل مدت حرہ کی اٹھائیس دن میں اسی حساب سے کہ گویا اوسکو آخر طہر میں طلاق ہوئی تو وہ طہر کے تیس دن ہوئے اور تین حیض کے نو دن بحساب اقل حیض کے اور لونڈی کی اقل مدت اکیس دن ایک طہر کے پندرہ دن اور دو حیض کے چھ دن مجموعہ اکیس دن ہوئے تو بموجب امام اعظم کے مذہب کے اگر حرہ دعوی کرے ساٹھ دن کے بعد کہ میری عدت آخر ہو گئی تو اوسکا قول مع الیمین مقبول ہوگا اور اس وقت تک مرتد مقبول نہ ہوگا بالوتیقع السقطۃ کما مر ثم الرجعۃ والمرتد طلاقہا معلقا بولادتہا فیصح لذلک خمسۃ وعشرین للنفاس کاملا وثلثۃ للحیض اسل اقل مدتہا اعتبارا بوقت تک یہ بیشک عورت نے مستولد لکھا اپنے پیٹ سے ہو حمل نہیں کہا جیسا کہ پہلے بموجب اس تصریح کے مذکور ہو چکی اور بیشک کہ طلاق عورت کی اوسکی ولادت پر معلق ہو اور اگر طلاق ولادت پر معلق ہوگی تو اقل مدت کے ساتھ پچیس دن نفاس کے ملا کر جاوین گے چنانچہ اسکا بیان ابھی گذر چکا خلاصہ یہ کہ اگر عورت اسقاط حمل کا دعوی کرے کسی شرط کیوجہ سے کہ اعضا بن گئے ہوں تو قبول ہوگا بجز اسقاط کے عدت آخر ہو جاوے گی اور اگر زوج نے یوں تعلیق کی کہ اگر تو بچے گی تو مطلقہ ہے تو اس صورت میں کمترین اقتضاء عدت حرہ کے چھ حیض دن ہیں ساٹھ دن حیض کی عدت کے اور پچیس دن نفاس کے ہر چند نفاس کی اقل مدت معین نہیں لیکن عدت کی تعیین میں پچیس ہی دن مقرر ہو چکے ہیں کما مر سابقا ولان من فاسد ہا طلقہا قبل الوطی ولو حکما کما یجب علیہ مہر تام وعلیہا عدۃ مستدأۃ بالاقل لبقاء آثارہ وہو العدۃ ولو من صحیح مستأنفۃ بالاکمل لانقضاء ہا بالاقراء او الاشہر کما مر ثم الفاسد قد یرد علی النکاح صحیح کما یأتی معتدت اگر یہ عدت اوسکی نکاح فاسد ہی کے سبب سے ہو اور طلاق دی اوسکو قبل وطی کے اگر یہ وطی بھی نہ ہوئی ہو بعد خلوت کے تو وہ جو کچھ حق مہر پورا اور لازم ہوگی عورت پر دوسری علت سرفوت اسوا سطے کہ عورت مرد کے تبدیل قابو ہوئی بسبب اول وطی کے بوا سطے بقا ہی اثر وطی کے وہ اثر اوطی عبارت ہو عدت سے تو جب اوسنے دوسرا نکاح کیا تو قبض اول ہی کا قبض متصور نہ ہوا جب قبض ہی میں ہو اور وہ دوسرا وسکے الک ہے اوسکو خرید کرے تو بحکم خرید کے وہ قابض محکم تحدید قبض کی کچھ حاجت نہیں وھذا ہو احد المسائل العشر التی ذکرنا ان الاول لا تحول فی الثانی کما قال ومدخول فی الثانی اور یہ ایک مسئلہ ہوا دس مسائل عشرہ کا جنکی بنا اس قاعدہ پر ہے کہ نکاح اول کی ملکی قائم تھا مے سے نکاح ثانی کے دعوے کے ہم تفصیل ان مسائل عشرہ کی یوں دیتے ہیں کہ پہلا مسئلہ تو مذکور ہو چکا ۲ نکاح فاسد کیا اور بعد دخول کے تفریق ہو گئی ہر ادسی عدت میں نکاح صحیح کیا اور قبل دخول کے طلاق دی تو مہر کامل اور عدت مستقلہ واجب ہوگی شمار اس مسئلہ ثانیہ کے ملحوظ رکھ کر یہ مسئلہ مذکور کرتے ہیں کہ ۳ نکاح کیا اور بعد دخول کے صحت مہین طلاق بائن دی ہر عدت کے اندر نکاح ثانی کیا پھر حالت مرض الموت میں قبل دخول طلاق بائن دی ۴ عورت نے غیر کفو سے نکاح کیا اور قاضی نے ولی کی بالش سے تفریق کر دی دو نوں ہر عدت کے اندر اوس مرد نے نکاح ثانی ہر جدید کیا اور قاضی نے پھر تفریق کر دی اور ہر دو نے قبل دخول کے طلاق

دی کا صغیرہ سے نکاح کیا اور بعد رخول کے طلاق بائن دی پھر صغیرہ سے نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی پھر وہ ناراض ہوئی نکاح سے قبل رخول کے ۶ ایک مرتبہ
نکاح کیا پھر بعد رخول کے اوسکو طلاق دی پھر وہ مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر عدت میں زنج نے اوسسے نکاح کیا اور قبل رخول طلاق دی ۷
بعد نکاح اور رخول کے طلاق دی پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اوس سے عدت میں نکاح کیا پھر قبل رخول طلاق دی ۸ بعد
تیسرے اور رخول کے طلاق دی پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ مرتد ہو گئی قبل رخول کے ۹ نوبتی سے نکاح کیا اور بعد رخول کے وہ آزاد ہوئی سو اسنے
اپنی ذات کو خستہ کیا پھر نسخ نکاح کیا پھر عدت میں اوس سے دوسرا نکاح کیا اور قبل رخول کے طلاق دی ۱۰ نوبتی کو بعد نکاح اور رخول کے طلاق دی
پھر عدت میں نکاح کیا پھر وہ آزاد ہو گئی اور اوسنے فسخ نکاح کر دیا تو ان مسائل عشرہ میں رخول کے سوا ان مسائل میں رخول کے قائل بھی ہو رخول کا نکاح نا سخ ہے یا نہ
اعظم ابو یوسف کے نزدیک یہ اصرار اوسکا عدت مستقلہ واجب ہو گی اور محمد کے نزدیک نصف مہر اور تکمیل عدت سابقہ واجب ہو عدت مستقلہ کرا فی
حاشیہ الدنی از اتقانی الجوہرہ قول زفر کا جاء علیہا البناء المعتدۃ بما یطول وجزم بان القاضی اعلم اذا خالف مشہور مذہبہ یقضی
حکمہ قلت ہو کذا لو ارتکبی الا ان یقضی السلطان حمل العمل بقولہ لشہور فیتبع فیصیر حقیقیا زفریا وھذا الوقیہ بل الواقعہ مثلا
فلیحفظ اور زفر کا یہ قول کہ جس صورت میں وہ خرابہ کا نکاح ہوا اور قبل رخول طلقہ ہوئی اوسپر عدت واجب ہیں سو اس قول کو مصنف نے بالمثل بیانیہ
بحکم قویل اور یقین کہا ہے اسپر کہ اگر قاضی مقلد نے اپنی مشہور مذہب کی مخالفت کی تو اوسکا حکم جاری نہو گا قول اصح میں جبکہ اگر سلطنت لیکر حکم
کر گیا جاری ہو گا حکم بہ کہ سلطان تم ہو کر دو مسئلہ قضا میں غیر مشہور پر عمل کر سکیں تو حکم جاری ہو جاوے گا تو اسوقت میں وہ ضعیف زفری ہو گا اور ایسا
حکم سلطان کا منسوخ واقع نہیں ہوا بلکہ حکم سلطان روم کا اسکے خلاف واقع سے یعنی قول راجح پر عمل کر دیگا حکم ہے تو روم اور شام اور جزیرہ میں شوہر
نو اسکو دیکھ کر کہنا چاہئے تو قضیہ غیر حاصل فلہذا ذوی اولات حملہن عدتہن ان یضعن حملہن اذا اعتقد واذلک کانا اصرا کما یفیدہ ما
التقیید الات بسبب فیحالہ کو طلاق زوجی دی نے یا زوجہ کو زندہ چھوڑ کر وہی مر گیا تو، سپر عدت نہیں بتوڑک ام مرغلہ سے جب کہ کفار نے وہی عدت کے
مقتضیات ہوں اسواسطے کہ ہم اہل اسلام امور بعدہ پر تعرض نہیں ہوتے اور ان کے اعتقادات سو اسواسطے کہ کفار مخاطب باحکام شرعیہ نہیں ولہذا کانت
الذمیۃ حاملا تعتد بوضعہ اتفاقا وقبلہ الو لم یعلم بہا اذا اعتقدتہا اور اگر ذمیہ حاملہ مر تو وہ عدت کرے موضع حمل اتفاق امام اور امام ابو
کے اسواسطے کہ اوسکے پیٹ میں اوسکا ثابت النسب کذا فی الہدایہ اور لو الحق نے وجب عدت حاملہ پر کے سنید کیا ساتھ اس قید کے کہ جب کفار ذمی وہی
عدت حاملہ کے مستقد ہوں اور یہ قول ضعیف ہے اور بہلا اصح ہے کذا فی شرح الغفار والذمیۃ لو طلقہا مسلم او مات عنہا فعتدت اتفاقا مطلقا لان
المسلم یعتقد ذلک اور ذمیہ کتابیہ کو اگر مسلمان طلاق دی یا اوسکا شوہر مر جاوے تو وہ عدت کرے بالاتفاق مطلقا خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو کیونکہ
کہ مسلمان عدت کا مستقد ہے ولکن لا تغسل مسیئۃ فارقت بتبایین اللہ ان لان العدۃ حیث وجبت وجبت حقا للمعدی
والحرج علی تقدیر الحمل لا یعتبر لان الحامل قد تزوج بہا لانہا معتدۃ قبل لان فی بطنہا ولدہ ثابت النسب اور مسلمہ جس سے زوجہ
وہ عدت نہ کرے جو دار الاسلام میں گناہ کر کے زوج سے جدا ہو گئی بسبب تباین دارین کے، اسواسطے کہ عدت جہاں کہیں واجب ہوئی ہو
تو اوسکے محفوظ نہ ہونے حق مبارز کے واجب ہوئی اسواسطے کہ فرار حق کے ساتھ جائز اور جائز ہے سوا حالہ حربیہ کے کہ اوس سے نکاح کر لینا صحیح ہے
بعد عدم صحت ہونے سے نہیں کہ وہ منتہ ہو بلکہ اس وجہ سے کہ اوسکے پیٹ میں اوسکا ثابت النسب حربی حربیۃ الیہا مسلمۃ او ذمیۃ
او مستامنۃ فاسلمت او صادفت ذمیۃ فاسلمت لم یجز لہ ان یتزوج بالحامل لعدم صحتہا پس جبکہ وہ حربیہ عدت کرے جو وہ دار الحرب جو وہ کر
جو وہی طرف نکل آئی مسلمان ہو کر یا ان لشکر مسلمان ہو گئی یا ذمیہ ہو گئی اسواسطے کہ ذکر ہو چکا کہ حربی جانور اور تہریں دار نکل
سوا حالہ کے بدلیل گذشتہ یعنی حربیہ اور ذمیہ عدت نہیں لیکن بحمال اور ثابت النسب اوس سے نکاح کرنا صحیح نہیں ولکن الاحتیاط ان لا تزوج
امرأۃ الغیر وطیہا حاملا بالزنا ثم رأیت فی نسخ المتن ودخل بہا ولا بد منہ وبہ یفتی وظہر لی ان مع العلم بالحرمۃ فنا والمراد

طلاقہ ثم علی زوجہا وفی شرح الوھبانیۃ لو زنت المرأۃ لا یقربہا زوجہا حتی تحیض حیضۃ بعد التوبۃ عن الزنا فلا تسقط عدۃ رجعیۃ
فلیحفظ لعزۃ الفتوی اور سیلزم عدت نہیں اگر نکاح کرے کسی اور شخص کے ساتھ اور ولی کرے اوس سے فیر کی منکوحہ عدت جان کر اور دین کے مسئلوں میں خلل
ڈالنے سے اور مصنف کی شرح سے ساقط ہوا اور جو لاعلمی قید لگائی کہ نہ جانے اور اسکو اسطرح کہ اگر جانتی کہ نکاح کرنے سے حرام ہوگا تو عدت کا احتمال ہی نہیں اور
اسی قول پر بیٹھے عدم عدت منکوحہ غیر پر ثابت ہوتے اور جو کہ منکوحہ غیر پر عدت نہیں بسبب نکاح فی کے اسپر اسطرح مرد نے جماع بھی کیا تب وہ ثابت
موت کے اسواسطے کہ غیر کی منکوحہ سے حرام جانکر وطی کرنا یعنی زنا ہے اور زنا سے ثابت نہیں اور جس عورت سے زنا کیا وہ اپنے زوج پر حرام نہیں
اسواسطے کہ زنا کے ظلمت کی کچھ شرع میں عزت نہیں اور شرع وہبانیہ میں یوں ہے کہ اگر عورت نے زنا کیا اور اسکا زوج اوس سے پہلے سے بیگانہ تھا
کہ اوسکا کیا سمجھیں آجاوے بسبب جہال نظر نہ رہجانے کے تو نہ سمجھے زوج کا پانی فیر کی کھیتی کو سو اس روز اوسکو ایک حیض رکھنا چاہیے بسبب عزت
کے وبسبب احتمال کے اور اسطرح کہ روز بیشک مستقر منی ہو میں کچھ عدت نہیں اور فصل محرمات میں شارح تنویر کو لکھا ہے کہ روز وہبانیہ کی نصیحت کے خلاف کرنے میں
کہ اگر روز وہبانیہ کو استحباب پر محمول کیجیے نہ وجوب پر تو کچھ ضرر نہیں کذا فی حاشیہ الدرری خلاف ما اذا لم یعلم حیث یحرم علی الاول الی ان
تنقضی العدۃ ولا نفقۃ لہا علی الاول اذا صارت ناشزۃ بخانہ غلبت علی الظاہر اہ ناشزہ کا حکم قدیم کیلاوں ہے جسکہ زوج ثانی کو معلوم
نہو کہ عورت غیر کی منکوحہ ہے اور وہ زانیہ نکاح اور ولی کرے تو اسوقت میں عورت حرام ہوگی زوج اول پر ہمیشہ تک کہ عدت نکاح ثانی کی منقضی ہووے اور
اسواسطے کہ نہ زنا میں شبہ نکاح ہے اور نہ زوج پر کسی عدت کا منقطع وجب نہیں اسواسطے کہ وفا زان ہوئی کذا فی الخانیہ شارح کہتا ہے کہ عورت زانی
اسوقت ہوگی جب کہ وہ رضامندی اپنی وقت نکاح کرے اور اگر زبردستی یا جبر سے نکاح ہوا ہوگا تو وفا زان نہیں اور تنقضہ عدت کا زوج اول پر لازم
ہوگا چنانچہ اسکی تفصیل اوسی باب میں مذکور ہوگی سوا اوسکو غرر اور تاسل کر فروع مسائل متفرقہ صلح اکملت منیۃ فی فروع شہاۃ ثم اعلم ان ما تقدم
لا خلاف بین المتقدمین بل کذا فی الدرر فی النہر ثم ان ظہر حملہا تعین کونہ لا عن الزوج کما فی الذخیرۃ اہ عورت نے زنا کیا اور وہ حاملہ تھی اوسکو اور اوسکے
شوہر کو اسکی خبر نہ تھی اور نہ اوسکو اوسکے حمل کی خبر تھی اور اوسکے شوہر نے اوسکو طلاق دی اور سات حیض گذرے کہ عورت نے دوسرے زوج سے نکاح
کیا اور نکاح صحیح میں بیشک کہ اوس مدت میں تین حیض اوسکو نہ آوین اگر حیض نہ آیا ہو اسکو حیض نہ آیا ہو اسکو حیض نہیں آتا وہ
حاملہ نہیں ہوئی تو اوسکی عدت حیض کی ہوگی نہ حیسنی کی وفیہا طلقہا ثلثا ویقول کنت طلقتہا واحدۃ او ثنتین وقضت عدتہا فلہ رجعتہا معلوما
عند الناس لیرتفع ولا تتم اور تنقیہ میں ہے طلاق دی اور زوجہ نے عورت کو تین یا اور بعد تین طلاق کے کہتا ہے کہ میں نے اوسکو ایک طلاق دی کہتا ہے
اور اوسکی عدت بھی گذر گئی یعنے تین طلاق سے پہلے ایک طلاق کی عدت گذر گئی زوج کی فرمش اس کلام سے یہ ہے کہ تین طلاق نہ واقع ہوں بسبب
عدم بقاء ملک کے تاکہ اوسکو رجعت کا نہ ملے نکاح جدید عورت اوسکو حلال ہووے تو اگر طلاق اول کی عدت کے گذرنے کو لوگوں کو معلوم ہو تین طلاق نہ واقع
ہونگی اور اگر لوگوں کو انقضاء عدت نہ معلوم ہو تین طلاق واقع ہونگی اور بلا توسط زوج ثانی عورت اوسکو حلال نہوگی ولو حکم علیہ بوقوع الثلث
البتۃ بعد الانکار لم یقبل فی حق ان یتزوجہا قبل ذلک بمدۃ لو طلقہا قبل ذلک لم تقبل بحر اور اگر قاضی کا حکم ہو چکا ہو زوج پر تین طلاق واقع ہونیکا بسبب

شہادت کے بعد انکار رجوع کی ہو سو اگر زوج گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ عورت کو ایک طلاق مدت سے قبل ان تین طلاق کے دیکھا ہو تو بھی گواہی قبول کرنی فی الجواہر الرائین اسی پر ہے اطلاق عکم تاضی گواہوں سے تین ہو سکتا وفیہ عن الجوھرۃ اخبر ھانیۃ ان زوجھا الغائب مات او طلقھا فتزوجت ثانیا ما ھذا کلہ یدل علی ان الکبری ایھا ما حتی ذکر ایاس ان تعتد وتتزوج اور بجر الرائق میں جو ہر نیرہ سے منقول فتاوی ہے کہ عورت کو خبر دی شہ نے کہ اوسکے غائب زوج نے اوسکو طلاق دی تین ابانہ وہ مرگیا عورت کے اس زوج کیلئے حلف سے خط آیا طلاق کا مہینہ شہر کے ماننہ سو اگر عورت کو ظن غالب ہو کہ خبر اور خط جھوٹ ہے تو کچھ مضایقہ نہیں کہ عدت کرے اور بعد عدت کے نکاح کرلے وکذا لو اخبرت امرأۃ رجل ثقۃ او ثقتین او اثنتین وانقضت علیھا کما یاس ان تحیضا اور ایسا ہی اگر کسی عورت نے کسی مرد سے کہا کہ اسکے زوج نے تجکو طلاق دی ہے اور اوسکی عدت منقضی ہوگئی تو کچھ مضایقہ نہیں کہ مرد اوس سے نکاح کرلے فھم کما یاس کی قید سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنا اولے ہے، کمتیقن کما دل علیہ اطلاق الحاکم لو شکت فی وقت موتہ تعتد من وقت تتیقن بہ احتیاطا اور بجر الرائق میں کافی حاکم سے منقول ہے کہ اگر عورت کو شک پڑی زوج کی موت کے وقت میں تو عدت کرے اور موت سوکہ یقین ہو جاوے موت کا بارہ برس تک والیہ عن المحیط لکنہ فی مدۃ یحتمل ان تسقط نفقتھا وحاذلہ نکاح اختھا مثلا یخبر بموتہ بعد الامکان ولو ولدت لاکثر من نصف حولی ثبت نسبہ والا فلا ویفسد نکاح اختھا فی الاصح فترثہ لایات دون العدۃ اور بجر الرائق میں محیط سے منقول ہے مرد نے دعوی کیا کہ عورت اپنی انقضاء عدت کی خبر دیتی ہے اور عورت اوسکی تکذیب کرتی ہے اوس مدت میں جو انقضاء عدت کی محتمل ہے تو نفقہ عورت کی عدت کا مرد سے ساقط ہوگا اور جائز ہوگا مرد کو کہ نکاح کرلیا اوسکی بہن سے یا عمل کرنے دو دکی خبر دن پر حتی الامکان قدم مقبول اور نفقہ من عورت کی خبر پر عمل کیا اور اوسکی بہن کے جواز نکاح میں مرد کی خبر پر عمل کیا اور اگر عورت مطلقہ تین چھ مہینے سے زیادہ مدت میں تو ولد کا نسب ثابت ہوگا اور فاسد ہوگا نکاح عورت کی بہن کا قول اصح میں تو اوسکی بہن ہی دائمہ ہوگی مرد کی اگر وہ مرگیا نہ عورت معتدہ، فصل فی الجدادۃ وھی فعل ما یحسن المیت من غسل وتکفین ودفن وما یتبع ذلک من الصلوۃ علیہ والمشی امام جنازہ کے اور حمل میت کی چارپائی کے اور تدفین کے بجمیع اسکے افعال اور تصدر اور تقدم سے اور حمیم کمی کے بجائے ماء مہملہ کے قطع یعنی قطع زینت اور اصحی سنکر ہے الاباب افعال کا کذا فی الصحاح وھو لغۃ کافی القاموس وھو شرعا ترک المرأۃ الزینۃ لاجل العدۃ اور عدہ الرافعۃ میں بنایا ہے قاموس میں ہے عبارت ہی ترک زینت ہے بسبب موت کے خواہ طلاق بائن ہو خواہ جبکی عورت کا فوت ہونا متیقن ہو تو معنی لغوی عام ہے معنی شرعی سے وشرعا ترک الزینۃ وھی ھنا المعتدۃ البائن او الموت اور اصطلاح شرع میں عدد اور عبارت ہے ترک زینت اور ترک شہوت وغیرہ سے واسطہ موت، وطلاق بائن اور عدت کے لئے بضم الحاء وکسرھا کما مر مکلفۃ مسلمۃ ولو امۃ منکوحۃ بنکاح صحیح ودخل بھا بدلیل قولہ اذا کانت معتدۃ بائنۃ او موت وان امرھا المطلق او المیت بترکہ لانہ حق الشرع اظھارا للتاسف علی فوات نعمۃ الزوج سوگ کرے عورت عاقلہ بالغہ مسلمہ اگر چہ زوجہ لونڈی منکوحہ ہو نکاح صحیح اور زوج اوسکی دخلی کر چکا ہو سوگ اوسوقت واجب ہے جبکہ زوجہ قطع نکاح اور موت زوج سے عدت میں ہو یہ قید یعنی قطع نکاح عبارت ہے تین طلاق سے یا طلاق بائن سے یا تین سے کم طلاق رجعی کی وقت سے قطع نکاح اور موت سے سوگ واجب ہوگا جبکہ زوج طلاق رجعی دیوے والا بایں حیثیت کہ سوگ نہ کرنے کی وصیت کر گیا ہو اسلئے کہ ترک زینت حق شرع کا ہے اور اسلئے ظاہر کرنے نفسوں کے نسب نکاح ثابت ہو جائے تو اس سوگ کی تعمیر سے معلوم ہوا کہ صغیرہ اور مجنونہ اور کافرہ اور مکرہ پر بھی سوگ واجب ہے اور مطلقہ بھی یہ سوگ کرنا لازم نہیں شامل ہے کتابیہ کو نکاح میں دخول کی قید لگانی سے اس قول مصنف تک کہ معتدہ وفات پر ترک زینت واجب ہے شرع کا ہے اور اسلئے ظاہر کرنے نفسوں کے ھم طلبی نے کہا کہ قید دخول کی معتدہ کیلئے ہے لیکن معتدہ موت کیواسطے تصریح ہے اسوا سطے کہ معتدہ کے موت پر ہر صورت ترک زینت واجب ہے خواہ ہیا خود اس قید کا ساقط کرنا ہی لازم تھا بقولہ الزینۃ بحلی او حریر او استعمال الطیب بالفتح لا انسان والطیب ان لم یکن لہ کالخلوق فیہ والا فمن لہ لا طیب کزیت خالص والکحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر مصبوغ بغیر ما ذکر او بہ ما لا یعد

راجع للجمیع اذ الضرر واقع علیہم المکلفون بہ سوگ کرے عورت ترک زینت خواہ آرائش زیور کی ہو یا رشی کپڑے کی ہو یا بارک دانو تک کنگھی کرنے سے ہو کشادہ دانو تک کی کنگھی منع نہیں اسود سکو کہ وہ سنگھار کی چیز نہیں داخل تکحیف ہے کذا فی البحر اور سوگ کرے تو خضبہ کے ترک سوا اگر ہو عورت کو کوئی اور پیشہ ہو سوا خضبہ سازی کے اور تیل سر میں لگانا ترک کرے اگر ہو تیل بے خوشبو کا جو جیسے خالص زیتون کا تیل یا سیسمے کا تیل یا کبھی کذا فی البحر اور مسہ اور مہندی ترک کرے اور کشمہ اور زعفران اور گیرو اور ورس کا رنگین کپڑا نہ پہنو قرمس گھاس ہے زرد رنگ خوشبو دار جس میں ہوتی ہے اوس سے کپڑوں کو نگتے ہیں ان سب چیزوں کا استعمال جائز نہیں گو عذر ہو اسود سکو کہ ضرورت صباح کر دیتی ہے یہ مضمون کہ تو لیقینی کپڑا پہناد اسود دفع خارش اور جوں کے جائز ہے اور سرمہ لگانا اگر کوئی کی بیماری میں درست ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ شب کو لگا دے اور دوا کو دھو ڈالے اور اگر کوئی کی بیماری نہ ہو تو کسمہ اور زعفران کا رنگین کپڑا پہننا جائز نہ ہے وبأبأس بأسن واذرق ومعصفر حتی له والحمرة له اور کچھ مضایقہ نہیں سیاہ اور کرکچ کپڑے میں اور کسمہ کے رنگین پرانے کپڑے میں جس کسمہ کی خوشبو باقی نہیں کذا فی المحیط وصبغ یزیل شعثہ وتنظیف رأسہ معتدة عن میت فوق ثلاث عن أم ولد او معتدة لکاسر فاسد او وطی شبهة او طلاق رجعی سوگ نہیں سات عورتوں پر کافرہ اور صغیرہ اور مجنونہ اور آزاد ہو یکی عدت والی پر جنانچہ مولی کی موت اوم ولد کو چھوڑ کر اور نکاح فاسد اور وطی شبہ اور طلاق رجعی کی عدت والیوں پر کافرہ اور صغیرہ اور مجنونہ پر اسود سکو سوگ واجب نہیں کہ وہ مکلف نہیں اور ام ولد قید عنوکیت سے چھوٹی تو اوسکو اسقاط کیا مقام ہو اور نکاح فاسد اور وطی شبہ سے مدت نکاح کی فوت نہیں ہوئی کہ آئموس کی جگہ ہو بلکہ گمانا سے خلاصی ملی اور مطلقہ رجعی پر سوگ کا کیا ذکر ہو بلکہ اوسکو آرائش اور سنگار کرنا واجب ہو کہ اوسکا زوج اوس پر رجعت کرے وبیاح الی احد اقل قرأیه ثلثة ایام فقط والمرجع منعها کان الزینة حقه فجعه دینه حتی الزیادة قوله الثلثة اذا رضی الزوج او لیتین ضرتها ظهرا وسیاح ہو ترک زینت کرنا قرابت والی کی موت میں فقط تین دن تک اور زوج کو درست ہو کہ اپنی زوجہ کو تین دن سے زیادہ کرنے میں اوسکو اگر آرائش حق ہو مرد کا کذا فی فتح القدیر اور دلائل یوں ہو کہ مطلق موزیادہ ترک زینت تین دن سے بھی زیادہ ہو جب کہ زوج عورت کا راضی ہو اور منکر ہو یہ کذا فی النہر الفائق وهم صحیحین ہیں اسلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں اوس عورت مسلمان کو جو حق تعالی اور قیامت کو حق جانتی ہو کہ تین دن سے زیادہ کسیکے غم میں سوگ کرے مگر اپنے زوج پر چار مہینے اور دس دن فتح القدیر میں اسیقدر ہے کہ بموجب اس حدیث کے تین دن سے زیادہ ترک زینت حرام ہے غیر از دواج کی موت میں اور بحر شارح منے فتح القدیر کیطرف نسبت کیا کہ تین دنہیں بھی منع کر دینا زوج کو درست ہو صحیح دہم ہو گیا ہو اور کسو سہ فتح القدیر کی عبارت نہیں بلکہ صاحب نہر الفائق کی یہ عبارت ہو اور بحر جو صاحب نہر نے بشرط رضای زوج یا عدم منع زوج تین دن سے زیادہ سوگ کرنا قرابت والی کے واسطے مجرد یکہا ہو اطلاق حدیث مذکور کی اور مخالف ہے روایت فقہ کے آئمہ محمد نے نوادر میں کہا کہ حلال نہیں عورت کو سوگ کرنا اوپر باپ اور بیٹے اور بھائی یا اوکی موت میں تین دن سے زیادہ سوگ مخصوص ہے زوج کیو اسکو کذا فی حاشیہ الدری وفی التاتارخانیة ولا تتزین فی لبس الثیاب وهو زینة الرائحة وفی زوجها فتعد ثلثة ایام قال فی الهدایة وظاهره منعها من السواد تاسفا فعل موت زوجها فوق الثلث اور فتاوی تاتارخانیہ میں ہو کہ عورت معتدہ رنہیں سیاہ کپڑے پہنو میں تقرب ماتم اور وہ اوس سیاہ بوشش سے کہ نگار ہے گر زوجہ اپنے زوج کے حق میں سوگ میں ہو کہ معتدہ ہو رہی ہو گر اوس میں کوئی کہ ظاہر بگلام تاتارخانیہ اسپر دلالت کرتا ہو کہ عورت کو سیاہ پوشی معلوم ہو اپنے زوج کی موت کی تاسف پر تین دن سے زیادہ هم شارح منحہ فتح القدیر کہ کر چکا ہو کہ سیاہ پوشش میں کچھ مضایقہ نہیں اور تاتارخانیہ سے معلوم ہو اکہ جائز نہیں تو مطلب یہ ہے کہ اگر قبل موت زوج کے سیاہ کپڑا نکالا ہو تو درست ہو اور اگر بعد موت کے تقرب ماتم رنگین کپڑا تو جائز نہیں جنانچہ سیر مفصیل تاتارخانیہ کی عبارت سے معلوم ہوتی ہے وفی النهر لو بلغت فی العدة ان معها الحداد فیما بقی اور نہر الفائق میں ہو کہ اگر زوجہ صغیرہ بالغ ہو گئی عدت کے اندر تو اوسپر سوگ کرنا لازم ہوگا یعنی عدت میں وظعنة ای معتدة عن غیر میت فیخرجها معتدة عتق وتکاسل فاسلم

وامّا الحالیۃ فحظر الخ یعنی حرام ہے کوئی عدت والی ہو کذا فی العینی تو معتدہ رجعی اور معتدہ کنایہ کا نکاح فاسد کا بھی یہ حرمت شامل ہے اور جو عورت کہ عدت سے خالی ہو تو اس سے پیام نکاح درست ہوا موقوف جبکہ دوسرے نے اوسکو پیام نہ دیا ہو اور وہ راضی ہو گئی ہو اور اگر عدہ پیام کے عورت نے سکوت کیا ہو تو اقبال کیا ہو انکار نہ دیا ہو دونوں قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ پیام دینا جائز ہے اور دوسرا قول یہ کہ جائز نہیں ھم اصل ان دو اقوال کی وہ حدیث متفق علیہ ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لا یخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ یعنی کوئی تم میں سے پیام نکاح کا نہ دیوے اپنے بھائی کی پیام نکاح پر لفظ خطبہ کسر اول سے بمعنی پیام نکاح اور بضم اول بمعنی اہل بیت الضم اول یعنی تامل ہیں وفتح الغین بیّن کذا فی القاموس اور معتدۃ الوفات لا یطلق اجماعا لا قضایۃ الاحداد اور المطلقۃ ومفادہ کہ جواز عدۃ حق زوج کا ہے فاسد و باطل ہے اور صحیح تر تعریض کی معتدہ وفات اور صحیح تر تعریض کی معتدہ طلاق بائن کی ہے اور معتدہ رجعی کو تعریض جائز نہیں اور اصل تفصیل یہ ہے کہ ان صورتوں میں کہ ان کو طلاق دینا اپنی عدالت کا خوف ہو لکن فی الھندیۃ نص المنصف ان بناء التعریض علی الحرج لیکن تتمۃ فی المحیط میں مستورات سے زنان متوفی عنہا زوجہا کو مستثنا کیا ہے اور عورت کے نکلنے پر ہے اسی واسطے کہ اگر کہے اندھا کر تعریض کرنا درست نہیں اور سوا معتدہ وفات کے کسی معتدہ کا اگر ہے کہ نکلنا جائز نہیں اسی واسطے کہ فقہ سب عدت والیوں کا مرد پر فرض ہے سوا معتدہ وفات کے کہ بیچ نکلنا اور عدت والوں کو جائز ہوا تو تعریض کر اسکتے ہیں مگر وہ کہ اسکو تصریح معتدۃ رجعی وبائن یا مع قربۃ کانت علی ما فی الظہیریۃ ولو مختلعۃ علی نفقۃ جاز فی الاصح باختیار اوحل الشکل فیلزمھا ان تلزم بیت الزوج مع محارم لھا ومنزلہ ولو من فاسق، اور بخلاف معتدہ رجعی اور بائن کسی طرح جدا ہی ہو گئی ہو کہ اسکے الظہیریۃ اگرچہ عورت نے اپنی عدت کے عوض صلح کیا ہو تو بھی نکلنے کا قول اصح میں کذا فی الاختیار تا عوض نہ کہتے کے صلح کیا ہو تو لازم ہے اگر عورت پر اس صورت میں زوج کے گھر کو کرایہ لینا کہ عدت کذا فی المعراج کیونکہ عدم خروج لازم ہے اگر مستاجرہ ایسی نوٹدی ہو جسکو زوج نے ایک مکان معین کر دیا ہو اگر جو عدت نکاح فاسد کی ہو تو بھی اسے گھر سے نکلے ھم اگر لونڈی کسی اسطرح خرچ کے مکان کو نہ معین کر دیا ہو تو اسکو عدت میں نکلنا درست ہو خواہ وہ خالص لونڈی ہو یا مدبرہ ہو خواہ ام ولد خواہ مکاتبہ اسی واسطے کہ خدمت مولی کی اوسپر واجب ہے کذا فی البرہان مکلفۃ من بینھا اصلا لا لیلا ولا نھارا ولا الی صحن دارھا منازل لغیرہ ولزیارۃ ابویہ لا بنہ حتی اللہ تعالی بخلاف خروجہا لتعلم حتی العلیل یعنی بخلاف معتدہ بائن کے گھر سے جسمیں قبل عدت کے رہتی تھی اصلا نہ نکلے رات کو نہ دن کو اور نہ گھر کے اس صحن میں کہ جسمیں خود زوج کے مکانات ہوں اگرچہ زوج کی اجازت کلمہ میں ہو تو بھی نہ نکلے اسی واسطے کہ گھر سے نہ نکلنا حق ہے اللہ تعالی کا تو نہ زوج اسکو باطل نہیں کر سکتا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن یعنی عدت والیوں کو نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں بخلاف لونڈی کے کہ اوسکو عدت میں نکلنا جائز ہے بسبب مقدم ہونے حق عبد کے یعنی مولی کی خدمت کے ومعتدۃ من تزوج فی العدۃ الخ یعنی عورت کہ نکاح کیا اوسنے عورت کا عدت میں اور ہو عورت کہ عدت میں تھی اوسنے اپنے شوہر سے یا عدت میں تھی اوسنے طلاق بائن سے یا رجعی سے اور شوہر نے رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو نکاح کرنا اوسکے ساتھ جائز نہیں ہے اور اگر کیا ہو تو نکاح فاسد ہے اور اگر اوسنے اوسکے ساتھ صحبت کی ہو تو اوسکو حد نہ لگے گی اور اگر اوسکے ساتھ صحبت کی ہو تو اوسکو حد

درستی کرے مثلاً جیسے کمیتی کی نگہبانی کے واسطے اور حالت میں جب کہ کوئی اور کا کام نہ ہو مثلاً لقطت او مات وهي الزوج في غير مسكنها عادت الى

فوراً کہ وہ جس جا پر کہ اطلاقہ ہوئی یا کہ زوج مر گیا اور حالانکہ وہ اپنے رشتہ داروں کے لئے گئی تھی یا اور کسی مکان میں تھی اور گھر کے سوا اور طلاق بائن سنکر فوراً اپنے گھر میں پلٹ آوے اور اسواسطے کہ عورت پر پلٹنا واجب ہے وتعتد ان اي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه ولا تخرج منه اور معتدہ طلاق اور معتدہ کو موت عدت پوری کریں اوس مکان میں جسمیں عدت واجب ہوئی ہے اور نہ نکالی جاویں اور اسے

الا ان تخرج او يتهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها او لا تجد كراء البيت ونحو ذلك من العذر وتخرج لاقرب موضع اليه وفي الطلاق الى حيث شاءت الن وبيع معتدة كو نکلنا جائز نہیں مگر اور سوقت جبکہ کوئی مزور نکالے خواہ زوج یا صاحب مکان یا ورثہ یا گھر منہدم ہو جاوے یا ڈرہو گھر کے گر پڑنیکا یا اپنے مال کے تلف ہونیکا یا عورت کو معتدہ در تہوا گھر کے کرایہ دینکو عورت کو معتدہ در تہوا اسی قسم کی مزورتوں نکلنے اور رجعی اوس مکان میں جو مکان عدت سے قریب تر ہو یعنی جتنی الامکان دور نہ جاوے ہو حکم معتدہ کو وفات کا اور طلاق کی عدت میں اگر اس قسم کی مزورتیں پیش آویں تو وہاں رہے جہاں کہ زوج چاہو ولو لم يكن فيها نصيب لها من الدار وبقدر من الاجانب يحتمل وطأهم ويجب الشراء ولو قادرة والكراء بخمر اقرأ آخرا والمصنف قلت لكن الذي رأيته يشتكي الحيض استدت وسكن معها فيحبس ان

اور اگر معتدہ کو وفات کو کفایت نہ کرے اوسکا حصہ جو زوج کے گھر سے بطور وراثت کے اوسکو ملا تو خرید کر سکتی ہے یا کرایہ دینکو دے سکتا ہے ذاتی المجلد اور ظاہر کلام مجھنے کا دلالت کرتا ہے جو مال لینے کے وجوب پر اگر اوسکو معتدہ در ہونا کرایہ دینے کے وجوب پر کفایت ذاتی البحر الرائق اور اوسکو صاحب بحر کے بہائی لینے صاحب نہر نے اور معتمد ہے اپنی شرح میں مسلم کہا شارح کہتا ہوں کہ میں نے مجتبے کے دانستوں میں دیکھا ہو کہ جائی عورت کے معتدہ ہونے جسکا مصدر اختیار ہوتا اوسکو تحقیق اور تفتیش کرنا چاہئے تو اس تقدیر میں مطلب مجتبے کا یہ ہو کہ اگر حصہ عورت کا ہو تو کفایت نکرے تو عورت جبکہ لوگوں سے پردہ کرے طبلی اور شیخ زادہ حنفی نے کہا کہ جن دانستوں میں شارح نے معتمد دیکھا ہو غلط نسخہ تھے اسواسطے کہ صورت تو یہ مقرر ہے کہ حصہ عورت کا اتنا تنگ ہو کہ رہنیکو کفایت نہیں کرتا پھر جب مکان بقدر کفایت نہوا تو پردہ کرنیسے کیا کام نکلیگا علاوہ ہے کے پوری عبارت مجتبے کی یوں ہے کہ اشترت بعض الاصاحب دالاولاد اکابر یعنی عورت خرید کریگی یا نوں اور تو وہ کی اولاد کبار سے تو وہ صورت اختیار کے مطابق پھر ہوگا کہ زوج کی اولاد کبار بھی پردہ کرو الا کہ زوج الاکابر یہ نہیں اور اگر ہو تو حکم مزکور کفایت کا ہوگا ولا يدخل من يشتهى بعضهم او الباقون بالأولى بخلاف ما يجيء ومفاده ان الخامل منهم الخلوة للحرة اور طلاق بائن میں مزور ہے پردہ مرد اور عورت کے درمیان تا کہ مرد کو اجنبی عورت سے خلوت نہو یعنی اجنبی عورت ہو گئی تو پردہ کرنا ضرور ہوا اور اس کلام سے معلوم ہوا کہ حامل مانع خلوت فحسب کا یعنی اگر کوئی عورت حامل نہو تو بھی پردہ

میں حامل ہونا اسکی کا پردہ نہ کرنیکا پردہ تو ہوا مگر خلوت ثابت نہیں ہوتی ودن ضاق المنزل عليهما او كان الذي هم فاسقا فر وجه اولى لان مكثها واجب لا ملك ومفاده وجوب الحكم به ذكره الكمال اور اگر تنگی کے سبب مکان مرد و عورت پر یعنی پردہ کرنے سے لائق گذرنے کے نرہے یا کہ زوج فاسق ہو جسکو حرام حلال کی کچھ تمیز نہیں تو نکل جانا ہوگا اوس مکان سے بہتر ہو اسواسطے کہ رہنا عورت کا اوس مکان میں تا عدت واجب ہے ورکا رہنا اوس مکان میں کچھ واجب نہیں اور اس تعلیل سے مستفاد ہوتا ہو کہ واجب ہے حکم کرنا زوم کے خروج پر کہ ذاتی فتح القدیر ہم ہر جند نفقہ زوجہ فاسق کے خروج کو اولی کہا ہے اور اولی ہے واجب نہیں ثابت ہوتا ہو لیکن ادلہ کی تعلیل میں وجوب کفت عورت کو ذکر کیا ہو اوس پر یہ ہے اولی یعنی ارجح ہے تو حکم خرد ہو کا رجحان ہوگا اسواسطے کہ جب یتیح اور محرم متعارض ہوتے ہیں تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے کہ ذاتی فتح القدیر وحسن ان يجعل القاضي بيدهما امرأة ثقة ترزق من بيت المال وشرعي فلخص الحاجم قادرة على الحيلولة اور ترجب یہ ہو کہ قاضی مرد اور عورت کے درمیان ایک ثقہ معتمد عورت کو مقرر کر دے جسکی روزی بیت المال سے دیجا وے کہ ذاتی البحر عن تلخیص الجامع وعورت ایسی ہو کہ قادر ہو مرد و عورت کے مابین حائل ہونے پر یعنی ہوشیار قوت والی ہو کہ مرد کو ڈانٹ اور اگر نہ مانے تو شور کر کے لوگوں کو بلا سکے وقيد بالحيلولة لانه ليس له الافضل الخلوة لانه ليس

لو سفرا فما مر آنفا لهما ان لم تكن لها عادة في وطنه والا فالى وطنها الاصلي او وطنها الذي توطنت فيه ستة اشهر
اور جیسے میں اور سے کہ بہتر یہ ہے کہ آزاد کو مدی بار بے پردہ ہو اور اگر زوج فاسق ہو تو ایک عورت مقرر کیجاوے کہ وہ حاضر رہے دو عورتیں
کی اجتہے کے مصنف نے کہا جائز ہو اور عورت کو رہنا ایک گھر میں بعد عدت کے بشرطیکہ وہ فوت نہ ہو اور وہ یہ کیطرح سے ملتی ہوں شما عورت سے
اور اما ہوں کو بہرہ نگرانی مرد کے ساتھ اور بشرطیکہ وہ فوت کے ایک عبارت میں کچھ فساد کا خوف نہ ہو انتہے کلامہ وسئل شیخ الاسلام عمر
زوجہ این افترقا بالموت او بالطلاق فقال ان كانت حاملا فعدتها ان تضع ما في بطنها وان لم تكن حاملا فعدتها اربعة اشهر وعشر
ولا يلتقيان التقاء الازواج هل لهما ذلك قال نعم واقره المصنف اور کسی نے سوال کیا شیخ الاسلام سے زید میں جنہیں طلاق
دیا ہے یا موت سے جدائی ہو گئی اور عدت گذر گئی اور ہر ایک کی ساتھ ساتھ برس کی عمر ہے اور وہ کے اولاد ہو سکے ہو کہ انکا ہو سکتا ہو تو نہیں مشکل ہے
سرد نہ اولاد والے گھر میں رہتے ہیں اور ایک فرش پر جمع نہیں ہوتے اور آپس میں جور و خاد یکیطرح نہیں ملتے کیا اسطرح کا رہنا انکو
درست ہو شیخ الاسلام نے کہا کہ ان درست ہے اور مصنف نے بھی اس روایت کو یعنی شرح میں مسلم کہا ہے اما بائنا او ثلاثا او ما دون الثلاث
ولو في مصر واحد ليس بينهما دون ستة اشهر ما لم يسافر سفرا صحت فيه ولو بين مصرين هما اقل الخ الطلاق بائن دی عورت کو یا
اور سکو چھوڑ کر سفر میں سرد ہو گیا اگر چہ راہ میں نہیں بلکہ کسی شہر میں طلاق یا موت واقع ہوئی ہو اور شہر و سہان اس جگہ کے اور درمیان مدت
کے سفر کی مدت یعنی تین دن کی راہ نہ ہو تو عورت لوٹ آوے اپنے شہر میں اور اپنے گھر میں عدت منقضی کرے اور اگر عورت کے شہر میں
اور اوس جگہ میں دن کی راہ ہو اور جہاں کو جاتی تھی اوسکی مسافت دہان سے تین منزل سے کم ہے تو وہیں چلی جاوے وان كانت
تلك اي مدة السفر في احد جانبي منها ولا اعتبار فيما وراءها ويستوي ان كان في مقام حيث يباح له الترخص او لا
وقيل الا في الصحيح تبين الخ اور اگر اوس جگہ سے دو تو طرف مدت سفر کی برابر ہے وطن سے وطن بھی تین منزل ہو یا زیادہ اور مکان مقصود
بھی تین منزل ہے یا زیادہ، تو اگر امکان طلاق یا موت کا جنگل ہو تو عورت کو اختیار ہے وطن کے پھر آنہیں اور مکان مقصود کیطرف چلی جانے میں
اور رہنے لگیں کہ اگر کوئی مستحق جبر ہو تو اوسکا کچھ اعتبار نہیں عورت کے ساتھ کوئی اوسکا محرم ہو یا نہ ہو دو سفر تو نہیں یعنی جب وطن
تک مدت سفر کی ہو تو عورت پر رجوع وطن واجب ہے اوسکے ساتھ محرم ہو یا نہ ہو اور جب دو تو طرف مدت سفری ہو تو عورت کو پھرنے اور چلے جانے
میں اختیار ہے خواہ محرم ساتھ ہو یا نہ ہو والعود احمد لعقد في منتصف الزوج اور جب دو تو طرف مدت سفری ہو تو جہنچہ عورت مختار ہے
لیکن وطن میں پھرنا مستحب ہے کہ عورت کو زوج کے گھر میں منقضی کرے ولكن ان مرت بما يصلح للاقامة كاف الخ وعبر وزاد في
النهر وبينه وبين مقصدها سفرا ان كانت في مصر او قرية تصلح للاقامة تعتد تمة ان ترتحل محرما اتفاقا والا فان ارتحلت
عندنا لا ما لم تخرج بحيث لو ان كان وليكن اگر عورت کا جانے یا پھرنے میں اوسے مقام پر گذار ہو اجو جنکے لائق ہو یعنی شہر یا گاؤں جنگل
کافی البحر وغیرہ اور نہر الفائق میں اتنی قید اور زیادہ کی کہ اوس محل اقامت میں جہاں گذارہ ہوا اور عورت کے مکان مقصود میں سفر
کی مدت ہو یا کہ عورت طلاق اور موت کے وقت کسی شہر یا گاؤں میں ہو جو لائق رہنے کے ہو تو وہیں عدت کرے اگر محرم کو نہ پاوے اتفاقا
امام اور صاحبین کے اور بشرطیکہ وہیں عدت کرنا چاہتی ہو اگر محرم کو بھی پاوے نزدیک امام کے برابر ہے عدت کے وطن سے نکلے اور اپنے وطن
کو آوے اگر محرم ساتھ ہو اور اگر محرم نہ ہو تو اوسکو تین منزل زیادہ سفر کے حرام ہے جانا کہ اوسکا محرم آوے یا کہ عورت وہاں کسی سے نکاح
کرلے اور نہر الفائق کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر درمیان کے شہر سے اور مکان مقصود سے سفر کی مدت سے کم مسافت ہو گی تو عدت وہیں کرا جیسے بیرہ
بلکہ اگر عورت چاہے تو مکان مقصود کو چلی جاوے کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وتنتقل للمعتدة المطلقة بائنا او رجعية فتح معراقبل الكلام في نفقتها
حيث مر فروعات تتعلق بالمكان في الكافي ثلاث طلقها به فله ان يخرجها ولا يلزمها ان تخرج الا لمنزل يسكنه اور نقل مکان کرنی ہو وہ عدت والی ہو

طلاق واقع ہوئی جنگل میں کذا فی فتح القدیر یعنی جب زوج مرد صحرائی اور بادیہ نشین ہو اور گاؤں شہر سے کہ ایک جگہ نہیں ٹھہرتے جہاں جہاں چارہ اور پانی اونٹ کا ملے وہاں ٹھہرتے ہیں ہر جب چارہ ہو چکا تو پھر کوچ کرتے ہیں تو اگر کسی بادیہ نشین نے طلاق دی تو عورت اوسی چارہ پانی تلاش کرنیوالوں کے ساتھ نقل مکان کرتی رہے ڈولی میں یا خیمہ میں اپنے زوج کے ساتھ اگر عورت کو خبر ہو لوگوں کے پاس رہتے ہیں اوس مکان میں جسمیں زوج نے اوسکو طلاق دی کچھ ضرر و جان یا مال کا تو اس صورت میں زوج کو جائز ہوگا اوسکو ساتھ لیکر چلنا ہوا ہو ڈولی یا خیمہ میں اور اگر عورت کو طلاق کے مکان میں کچھ مضرت نہو تو رہیں عدت کو آخر کے زوج کے ساتھ نہ ہے لقولہ تعالیٰ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ الخ بالمعتدۃ ولو عن رجعی بحر اور جائز نہیں زوج کو سفر میں لیجانا عدت والیکا اگرچہ عدت رجعی کی ہو کذا فی البحر الرائق اور اسطرح کے بعد عدت کے صورت اجنبی ہو جاویگی اور اجنبی عورت کو غیر محرم کا غیر زوج کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں وعطف التبیین علی ما مر ۱۲ منہ

عن مفارقۃ زوجہا فی مدۃ السفر لقیام الزوجیۃ بخلاف المتارکۃ اور مطلقہ رجعیہ بائن کی مانند ہے احکام سابقہ مذکورہ میں یعنے اگر سفر میں طلاق رجعی ہوئی تو اگر وطن میں منزل سے کم ہو تو قدر راہ آنا ہو اور اگر مکان مقصود کتر ہو تو اور پر بھی حاد ہے وغیرہ ذلک مطلقہ بائنہ اور رجعیہ میں فقط اتنا فرق ہے کہ اگر جنگل میں طلاق رجعی ہوئی ہو اور وطن تک اور مکان مقصود تک سفر کی مدت ہو تو مطلقہ رجعیہ کو ممنوع ہے اپنے زوج کی مفارقت سفر کی مدت میں بسبب قائم ہونے زوجیت کے بخلاف مطلقہ بائنہ کے کہ اوسکو مفارقت واجب ہے فروع مسائل محمد شارح طحاوی ان یمسکہا بالرجعۃ او لا یراجعہا وانما تعتد فی مسکن المفارقۃ طہرۃ بدون زوج اور خواہ کی قاضی سے حرمتہ کو اجنبی پر ثابت کرے تو قاضی اوسکو نہ قبول کرے اور میں عدت کر رہی عورت جہاں مفارقت ہوئی قبلت ان زوجہا غائبا او المفقود تبارخانیہ زوجہ نے اپنی زوج کا پوسٹ مشہور لیا تو عدہ ہو گئی اور عدت لازم آئی تو زوج پر عورت کو بعد سکونت کا مکان دینا لازم ہوگا نفقہ دینا کہ نہ فی التاتارخانیہ لا تتم معتدۃ نکاح فاسد الا من الزوج حتی قلت من العزازیۃ خلافا لکل فی البدایۃ منہم الخصاف ما یہ کذا فی جنوبۃ ام ولد اعتقہا فلحقہا ولد یکون میں معتدہ کا نکاح فاسد کو بار بار لکھنے سے کہ ذا فی المجتبے شارح کہتا ہوں کہ مراد بہ بار بار نہ ہے کہ مخالف گذرا ہے لیکن بہ ایں ہمہ کہ مرد کو جائز ہو منع کرنا معتدہ کا نکاح فاسد کا اپنے نفقہ کی حفاظت کیوں اسطرح جیسے معتدہ کا کتابیہ اور مجنونہ اور ام ولد کا جسکو مولے نے آزاد کر دیا ہو اور کہا جائز ہو اسطرح حفاظت نفقہ کے تو اس تفصیل کو بہادر کیا چاہیے نعم شارح نے کلام نہ ایں سے سمجھے اور ظہیریہ کا تعالیٰ نشاء اللہ یعنی مجتبے کی منفی مع خروج اسپر محمول ہو کہ روکنا حق اللہ میں نہیں اور دربارہ ظہیری کے اسپر محمول ہو کہ روکنا باعتبار حق شرعی کے نہیں کہ اپنے نفقہ کی حفاظت کر سکے اسے اور جبکہ شارح نے کہا کہ روایت ہزازیہ کی مخالف ہو سو یہ سمجھ کا تب ہے اسکا اسطرح کہ روایت مع خروج ظہیریہ سے ساتھ مذکور ہے ہزازیہ میں

فصل فی ثبوت النسب

یہ فصل ہو ثبوت نسب کے بیان میں یعنی ولد کا نسب زوج سے کس امر میں ثابت ہوتا ہے اور کس میں نہیں الذی دل علیہ قولہ تعالیٰ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا تمام الثلثۃ اربع سنین زیادہ سے زیادہ مدت حمل کی دو برس میں یہ دلیل ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے موجب الاضاح میں مذکور ہو چکی اور تین امور کے نزدیک یعنی امام مالک اور شافعی اور احمد کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہے اور بیہقی میں بطریق ابن مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حمل زیادہ تین ٹھہرتا دو برس سے بقدر گردش ظل مغزل یعنے چرخی دہیا چرخی کا گھومنے کے وقت ٹھہرتا ہوا سقدر بھی دو برس سے زیادہ حمل نہیں ٹھہرتا یعنی کہنا یہ ہے کہ اس عرصہ سے اور جو یہ بعد اثر ہے حدیث نرخوم ہیں لیکن چونکہ تعیین مدت داخل اجتہاد نہیں قابل بصدر یہ مسموع ہو گا شارح سے اور بیہقی و ولیہ میں سے روایت کی کہ میں نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو امام مالک کے روبرو ذکر کیا اور انہوں نے کہا سمعت ابن الدیلمی یعنی محمد بن علان کی زوجہ تین برس میں جنی ہو گا چار برس میں لیکن یہ قول تمام نہیں اسطرح کہ حکایت معارض روایت کی نہیں ہو سکتی اور انقطاع حبض اور پیٹ کا ہونا دلیل نہیں ہو سکتا اسطرح کہ استدلال ہوتا ہوا اور بیماری سے پیٹ بھی ہو جاتا ہے یہانتک کہ مواد اور ریاح سے حرکت بھی حمل کی طرح معلوم ہوتی ہو اور حالانکہ حمل نہیں ہوتا کذا فی فتح القدیر

زاد فی بیانہ اشہر اجماعاً (یعنی عدت حمل کی جو مدت بیشی ہے اجماع ذکر اور بیان اسی کی نسبت ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فرما کر یہ نہیں بتایا کہ حمل کی عدت کتنی ہے اور نہ اس کو کسی حد تک محدود کیا ہے اور فصال کو بھی فرمایا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا تو ثلثین شہراً کی تفصیل عدت پسر و دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ فصال کی مدت دو برس میں تو معلوم ہو گیا کہ باقی چھ مہینے حمل کی مدت ہیں اور یہ جو علماء نے آیت مذکورہ باب الرضاع میں امام کے مذہب کو بہ اعلیٰ اسلوب اختیار کیا کہ تیس مہینے رضاع کی مدت اور تیس مہینے اکثر حمل کی مدت اس آیت سے ثابت ہوئی ہو لیکن حدیث عائشہ صدیقہ سے ثابت ہوا کہ دو برس سے زیادہ حمل کی مدت نہیں ہوتی خواہ بستہ للال صحیحہ نہیں اس اسلوب کے لفظ تفنوں سے اطلاق واحد میں رضاعت کو دو سال تیس مہینے وارد ہوا اور حمل کو بسلوب تحریر جیسے اشارہ کر دیا جمع من الحقیت والمجاز سے حالانکہ یہ صحیح نہیں علاوہ اسکے تحقیق یہ ہے کہ عدد میں گنجائش مجازیت کی نہیں کذا فی فتح القدیر فیثبت نسب ولد معتدۃ اتت حین ولدت لا اشہر کما یثبت بہ ایضا وفاسد النکاح فی ذلک کصحیحہ وتھسنا فی وان ولدت لاکثر من سنتین ولی اعشر سنۃ لاکثر لاحتمال استدامۃ ظھرھا وطلوقھا فی البوائن توابت ہو کا نسبت ہے جیسی کہ ولد کا اگر یہ عدت اور اسکی مہینوں کے حساب سے بلا بیان کے کذا فی البدائع اور نکاح فاسد فقط ثبوت نسب میں برابر نکاح صحیح کے ہے کذا فی التبیین اگر چہ مدت وجی بعد طلاق کے دو برس سے زیادہ ہیں بھی ہو گو کہ بعد بیشی برس بڑھ جائے وہ سکے ہوتی تو بھی نسب ثابت ہوتا چاہئے بسبب احتمال دوران حمل کے طرف اور احتمال اوسکے حاملہ ہونیکے عدت میں یعنی احتمال ہو کہ مثلاً بعد طلاق کے اشہار و برس تک اوسکو طہر اً حیضہ نہ آیا ہو تو حاملہ ہونیکا علم ہے پر عدت میں زور ہوئے ولی کی اور حمل رہا اور دو برس میں لڑکا پیدا ہوا تو سبب لڑکا کی ثابت النسب ہے یعنی نزج ہی کا ثبوت گو حاملہ فتنقضی عدتہا بالولادۃ ولو بعد موتہ وسقط ولد ثابت النسب اور اسی تبیین ہو گا جب کہ عورت اقرار کرے میں ہو انقضای عدت کا اور حالانکہ مدت بھی انقضای عدت کی محتمل تھی تو اگر طلاق سے بعد آٹھ مہینے کے ہوا اور پہلے انقضای عدت کا طلاق سے اٹھارہ دن کے بعد اقرار کر چکی تھی تو ثابت النسب نہ ہو گا اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی امام کے نزدیک چھ مہینے اور اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں تو اسی انقضای عدت اور عدد شامل اور تولد کے محتمل ہیں اور اگر انقضای عدت کا اوسنے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے سے کمتر مدت میں جنی تو ولد ثابت النسب ہو گا اسواسطے کہ مدت انقضای عدت کی محتمل نہیں تو شرعاً عدت کی تکذیب ہو گی اسواسطے کہ چھ مہینے سے کمتر مدت میں لڑکا پیدا نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ دو میں مدت حمل رہا تھا ہم ہایہ اور کنز اور بائی متون عقدہ میں یہی روایت مصرح ہے اقرار کے وقت سے اگر چہ بیسے سے کم تیس میں عورت جنی تو ثابت النسب ہے اور یہ تشریح و تائید میں کہا جو اقرار طلاق کا لفظ ہو سے اسکے کذا فی الدر و رکاکت الولادۃ وحدھا تولی الاکثر یضعہا اولیا ما یعلم انہا فی العدۃ لاقل من اشہر من وقت الطلاق لم یثبت نسبہ لانہ لا یکون حبلی ولا ولادۃ فی اقل من ستۃ اشہر ولا یثبت النسب بالشک وان ولدت لاکثر من سنتین من وقت الطلاق لم یثبت نسبہ لاحتمال ان الحبل حدث بعد الطلاق ولا یثبت بالشک وان ولدت لاقل من سنتین من وقت الطلاق ثبت نسبہ لانہ یتیقن بوجود الحبل فی العدۃ وان ولدت لاکثر من سنتین من وقت الطلاق لم یثبت نسبہ لاحتمال ان الحبل حدث بعد الطلاق ولا یثبت بالشک یعنی اگر عورت نے اقرار کیا انقضای عدت کا اور اسکے بعد اقرار کیا انقضای عدت کا دو برس سے کمتر میں جنی تو ثابت النسب ہو گا اور اگر بعد اقرار انقضای عدت دو برس سے کمتر اور چھ مہینے سے اگر زیادہ جنی تو ثابت نسب نہ ہو گا اور اگر بعد اقرار کے

چھ مہینے سے کمتر میں جنی گی تو ولد ثابت النسب ہوگا اور اسطرح کہ عورت کی شرعاً تکذیب ہوگی لیکن یہ حکم مبتوتہ بہ خلوہ بہ خصوص سے اور اگر خلوہ نہ ہوئی اور وقت زفت سے چھ مہینے یا زیادہ میں جنی گی تو ثبوت نسب نہ ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کمتر میں جنی تو ثابت ہوگا کذا فی البرجندی شیخ الاسلام حنفی الوسیع تصریح کی کہ اگر خلوہ خلوت نکاح سے پورے چھ مہینے میں جنی تو ثابت نہ ہوگا کما مر وَلَا يَثْبُتُ النَّسَبُ وَقِيلَ يَثْبُتُ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا يَثْبُتُ لِلْمُتَارَكَةِ لِأَنَّ الْمَوْتَ يُقَرِّرُ الْفِرَاشَ وَالطَّلَاقَ يَقْطَعُهُ وَجْهُ الْأَوَّلِ أَنَّ الْمَوْتَ يُقَرِّرُ الْفِرَاشَ وَالطَّلَاقَ يَقْطَعُهُ وَفِي الْمُتَارَكَةِ لَا يَثْبُتُ النَّسَبُ وَقِيلَ يَثْبُتُ وَلَا يَثْبُتُ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا لِلْمُتَارَكَةِ لِأ

مطلقا

اور حسین نظر حسین کہ بیٹھ کر خبر الحمرۃ ما تقضاء حدا فاوا ذا المیتہ ان ولادت لاقل من وقت لا قرار اذا الرفع حیلا اقامہ اتصلہ کذب جس پر اپنے کہ اپنی انقضاء عدت کا اقرار حسین کیا اور سہ سطر اور سہ سطر اور اس شوہر کا ولادت اسے سے ہو جبکہ مہینے سو کم تر حسین ہوئی اقرار کے وقت سے ہو اور عورت حسین سے جب کہ مرد اپنے اپنا عامل ہونا کہا اور اگر مرد کا رجوع کیا تو وہ بالفعل کی انتہی ہو کہ اقل من تسعۃ اشہر من طلاقہا لکونہ العلوق فی النکاح او العدۃ ولا لاحقا بعد وقوعہا لاحتمال کونہ من غیرہ فیما اذا قارنہا نفی نسبہ کما اذا قارنہا اقرار بغیر من غیرہ کا وقت ثابت النسب وجعل منہ بعد طلاق کے دو مہینے سو کم تر مدت حسین ہوئی حمل رہنے کے لگاؤ حسین ہوئی اور اگر دو مہینے سو کم تر حسین ہوئی بلکہ پورے نو مہینے یا زیادہ حسین ہوئی تو ثابت نسب نہ ہوگا بسبب احتمال رہنے حمل کے بعد عدت کے اسوا سطر کو بسبب کم تری اس راہنہ کو اور اسکا سکوت بھی اقرار انقضاء عدت قرار پائے گا ہم یہ جواب جو اس سوال کا ہے کہ جب راہنہ خود نو مہینے یا زیادہ میں ہوئی تو محال ہے کہ اسکو نکاح میں عدت میں حمل رہا ہو کیونکہ وہ عدم نکاح کی اور اسکے معتقد ہونے کے عدم اقرار کا ان اگر اقرار انقضاء عدت کا کوئی اور اسکے بعد پورے چھ مہینے یا زیادہ دین ہوگا تو قابل قبول نہ ہوگا اور نسب ثابت نہ ہوگا جواب اسکا یہ ہے چونکہ انقضاء عدت مرد راہنہ کا بسبب کم تری کے مخصوص ایک ہی طور پر ہونا یعنی مطلقہ حسین پر تو بعد طلاق کے تین مہینے کا گذر جانا اور بسبب کم تری کے اسکا سکوت کرنا بعد تمام اقرار کے ہم تو جب کہ یہ تین مہینے کے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں ہوئی تو معلوم ہوا کہ حمل عدت کا پیدا ہوا لہذا سبب ثابت ہوگا فلو اقامت حیلا فہی کاذبۃ فی بعض الاحکام لا عراضہا بالتوجہ سو اگر دعوی کیا مرد راہنہ نے حمل کا تو وہ اب برابر اسکے ہو گی لیکن بعض احکام میں بسبب اقرار سابقہ کے ہم ہو گی الرائی میں کہ اگر مرد راہنہ نے دعوی کیا طلاق دینے حسین میں کہ اگر طلاق دینے حسین میں ہو کر تین مہینے سے زیادہ اور طلاق دینے حسین میں تین مہینے سے کم تر میں ہوئی تو اسکا دعوی نہ کیا ہوگا بسبب اقرار سابقہ کے اور اگر طلاق دینے حسین میں تو کم تر اور طلاق دینے حسین میں زیادہ تر ہوئی لیکن اور احکام میں برابر ہیں مثلاً طلاق دینے حسین میں اگر مرد راہنہ مذکور سے چھ مہینے یا زیادہ میں ہوئی تو ثابت ہوگا نسب کم کے کی اور کے کو اور اسکا نسب ثابت نہ ہوگا بسبب اسکے اقرار کے کذا فی حاشیۃ الدرنی ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ ولو کتابیۃ تحت مسلم وقت ولادتہا بعد موتہ لا قل من سنتین

وقت فراق سے دو سال کے کمترین مدتِ حمل سے زیادہ مدت میں جنی گی تو ولدالثابت النسب ہوگا اگرچہ وقت اقرار سے کچھ مہینے سے کمتر مدت ہو جنانچہ اگر بعد فراق کے بائیس مہینے کے بعد اس نے اقرار الخ تو عدت کا کیا پورا ہوا تو میدہ ولدالثابت النسب ہوگا اس واسطے شروع فی نہائی گئی اگرچہ شروع اول موجود ہو کر کافی منع الفساد والا یثبت باحتمال حدوثہ بعد کالاقرار اور اگر وقت اقرار سے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں وقت فراق سے دو برس سے زیادہ میں مقرر جنی تو نسب ثابت ہوگا بواسطہ احتمال حدوث حمل کے بعد اقرار کے یا بواسطہ قضاء کے اکثر مدت حمل کی وقت فراق سے یثبت نسب وللمعتدۃ بہ بتوریۃ اوطلاق ان جاءت لاقل من سنتین او اکثر فما یجیء تاما وکذا بالعکس بالقیاس علی ما مر جنی ہو اور ثابت ہوتا ہو نسب اور معتدہ کو موت یا طلاق کا اگر عورت کی ولادت کا انکار ہو گیا ہو مہینے زوج نے طلاق میں اور زوج کے وارثوں نے موت میں انکار کیا ہو کہ معتدہ حین جنی وہ معتدہ یا جی ہو ولادت کی تو ثبوت نسب پوری دلیل سے ہو گا یعنی دو مرد دں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک فقط دائی تنہا کی گواہی ثبوت نسب میں کافی ہو اور ایک روایت یوں ہے کہ صاحبین کے نزدیک ایک مرد کی گواہی بھی کافی ہے اور یحلف ظاھر وھل تکفی الشھادۃ علیہ ظاھرا فی الاصح خلافا لھما فعلیہ حاصل ظاہر ہے کہ اور اگر چھ مہینے سے کم تر مدت میں جنی ہو تو ثابت نسب ہو گا بواسطہ اقرار زوج کے اور صاحبین کے نزدیک ثابت ہو گا حمل ظاہر سے یہ اور اگر چھ مہینے سے کم تر مدت میں جنی ہو تو ثابت نسب ہو گا بواسطہ اقرار زوج کے یہ حمل ظاہر ہے یہ اور اگر نسب

الآن نقال لا جل الرواية فتأمل ولم أر من تعرض لذلك وقد كنت سألت شيخنا المحقق الرملي عن ذلك فلم يجب بشيء وقد رأيت بخط بعض المتأخرين أن ما ذكره الشارح من أن الشرط المعلق كالمنجز إنما هو في الطلاق لا في غيره كالعتاق والوقف والنذر وغيرها فإن الشرط فيها معتبر كما في الأصل وهو ظاهر ا هـ ويؤيده ما مر في الوقف من أن الشرط المعلق كالمنجز إلا في مسائل ليس هذا منها وما مر في النذر من أن المعلق بالشرط لا ينعقد نذرا ما لم يوجد الشرط وما مر في العتاق من أن المعلق بالشرط كالمنجز في الحال إلا في مسائل ليس هذا منها وما مر في الطلاق من أن المعلق بالشرط كالمنجز إلا في مسائل هذا منها فتأمل ثم رأيت في الفتح ما يؤيد ما ذكرته حيث قال وإذا علق الطلاق بالشرط فوجد الشرط وقع ولا يملك بعده تنجيزا ولا تعليقا ولا غيره من الأسباب حتى لو قال لها إن دخلت الدار فأنت طالق ثم قال لها إن دخلت الدار فأنت طالق لم يقع بالدخول الثاني شيء لأنه لا يملك التنجيز بعد التعليق بالشرط ا هـ وقد علمت أن الشرط المعلق كالمنجز في الحال إلا في مسائل هذا منها فلا يرد ما ذكره على ما ذكرته فافهم

قوله وهو ما يقبل الرجعة) أي ما يصح فيه الرجعة بأن كان مدخولا بها وطلقها واحدة أو اثنتين ولم تنقض عدتها بعد كما يأتي بيانه قوله ولو بلا رضاها) أي ولو كان بلا رضاها وقوله ولو بلا علمها) أي ولو كان بلا علمها وقوله ولو بلا إشهاد) أي ولو كان بلا إشهاد وقوله ولو بلا نية) أي ولو كان بلا نية وقوله ولو بلا كناية) أي ولو كان بلا كناية وقوله ولو بلا مال) أي ولو كان بلا مال وقوله ولو بلا قبول) أي ولو كان بلا قبول وقوله ولو بلا دخول) أي ولو كان بلا دخول وقوله ولو بلا خلوة) أي ولو كان بلا خلوة وقوله ولو بلا وطء) أي ولو كان بلا وطء وقوله ولو بلا تلفظ) أي ولو كان بلا تلفظ وقوله ولو بلا كتابة) أي ولو كان بلا كتابة وقوله ولو بلا إشارة) أي ولو كان بلا إشارة وقوله ولو بلا إيلاء) أي ولو كان بلا إيلاء وقوله ولو بلا ظهار) أي ولو كان بلا ظهار وقوله ولو بلا لعان) أي ولو كان بلا لعان وقوله ولو بلا إباء) أي ولو كان بلا إباء وقوله ولو بلا إسلام) أي ولو كان بلا إسلام وقوله ولو بلا ردة) أي ولو كان بلا ردة وقوله ولو بلا تباين) أي ولو كان بلا تباين وقوله ولو بلا تقبيل) أي ولو كان بلا تقبيل وقوله ولو بلا لمس) أي ولو كان بلا لمس وقوله ولو بلا نظر) أي ولو كان بلا نظر وقوله ولو بلا خلع) أي ولو كان بلا خلع وقوله ولو بلا فسخ) أي ولو كان بلا فسخ وقوله ولو بلا إبانة) أي ولو كان بلا إبانة وقوله ولو بلا إزالة ملك) أي ولو كان بلا إزالة ملك وقوله ولو بلا إزالة حل) أي ولو كان بلا إزالة حل وقوله ولو بلا إزالة قيد) أي ولو كان بلا إزالة قيد وقوله ولو بلا إزالة عقد) أي ولو كان بلا إزالة عقد وقوله ولو بلا إزالة نكاح) أي ولو كان بلا إزالة نكاح وقوله ولو بلا إزالة زوجية) أي ولو كان بلا إزالة زوجية وقوله ولو بلا إزالة عصمة) أي ولو كان بلا إزالة عصمة وقوله ولو بلا إزالة حرمة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة وقوله ولو بلا إزالة حرمة غليظة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة غليظة وقوله ولو بلا إزالة حرمة خفيفة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة خفيفة وقوله ولو بلا إزالة حرمة مؤبدة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة مؤبدة وقوله ولو بلا إزالة حرمة مؤقتة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة مؤقتة وقوله ولو بلا إزالة حرمة مغيا) أي ولو كان بلا إزالة حرمة مغيا وقوله ولو بلا إزالة حرمة مقيدة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة مقيدة وقوله ولو بلا إزالة حرمة مطلقة) أي ولو كان بلا إزالة حرمة مطلق

سنتین حتی یمضیہ فایہ کما سموئے نے یعنی لونڈی سے کہ اگر تیرے پیٹ میں لڑکا ہو اور حالانکہ حمل اوسوقت موجود تہا تو وہ میرا لڑکا ہو پہر ایک عورت نے گواہی دی ولادت کی وہ عورت دائیٔ جہاں کو کہی اور عورت ہو تو وہ لونڈی گہلم اولد ہو باتفاق اگر وہ بیچی گئی چہ مہینے سے متقاربہ مولی کی قیمت سو اور اگر چہ مہینے سو نو ماہ مدت میں جنی تو ام ولد ہو گی لو ہوسطی متمال حمل چہ مہینے کے بعد مقام مولی کے مصنف ؒ اس سے کہ تخلیق کو مقید کیا اسواسطے کہ اگر مولے نے بلا تخلیق یوں کہا کہ یہ لونڈی حاملہ ہے مجہسے تو ولد کا نسبہ ثابت ہو گا اور یہ بس نہیں ہو سکتا کہ اوسکی نفی کر سو مولی کہ اوسی غایۃ البیان قال لیقال ہو ابنی وبات لاقل فقالت انہ المعروفۃ بحرابۃ لا اصل لہ الاسلام یا اعلم انا اعلم انہ الغلام انا اعلم انہ ابنی وہو انہ ابنی استحسانا کہا اور کہدے ایک لڑکے کو کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرگیا متوہو سو کہا اوسکی ماں جسکی حریت اصلی اور مسلمان اور لڑکے کی ماں نہ مشہور ہے کہ میں عورت ہوں متوفی کی اور لڑکے اوسکا بیٹا ہو تو بہہ دو وارث ہوں گے اوس پر متوفے کے بدلیل استحسان بشرطیکہ متوفی کی اتنی عمر ہو کہ ایسا لڑکا اوسسے پیدا ہو سکتا ہو اور لڑکا معروف النسب اور مرد کی تکذیب بھی نہ کرے کذا فی حاشیۃ السدائی فان جہلت عرفہا او امرہا بیدہا قولہ تقال وارثہ اتت ام ولد ان قیمۃ ولدہا فی الحال کذلک لو یوم یقبض شیئا وکان صغیرا کما فی الحر او کانت نصرانیۃ وقت موتہ او لم یسلم اسلامہا وقت اوقال وارثہ کان مرتدا لہ وہی امۃ لا ترث فی القن ویوقف المذکور یؤدی الہا مما مر للمثل قیل نعم ہذا اگر عورت کا حرہ ہونا اور ولد کی ماں ہونا معروف اور مشہور تو عورت وارث متوفی کی ہو گی تو عدم وراثت بین مصنف کا یہ قیاس لگانا کہ جب وارث متوفی کا کہو کہ تو میرے باپ کی ام ولد ہے یہ قیاد اتفاقی ہے نہ احتراز ازی اسواسطے کہ اسیطرح عدم وراثت کا بہی حکم ہے اگر وارث کہیگا کہ تو کافی الحال ہے متوفے کے وارث کو عورت سو کہا کہ تو نصرانیہ تہی وقت موتے متوفے کے یا وقت مرگ متوفے عورت کا اسلام معلوم ہوا وارث نے یوں کہا کہ وارث کی ذمہ اور تہی اور یہ عورت لونڈی ہو تو ان مسائل مذکورہ بین وارث نہو گی فقط اولاد کا وارث ہو گا اور کہا اس عورت کو مرتد نہیں لیگا بعضوں نے کہا کہ ان صورتوں کا حکم قرشی اور صاحب فتح القدیر وجب ہے کہ قاضی بین اور انقاذ نے اوسکو رد کیا جو کذا فی النہر الفائق زوج امتہ من حر او عبد فجاء ت بولد فادعاہ المولی لم یثبت نسبہ للمولی فیسقط الحکم وہو لا یقبل القسمۃ تا کہ اوسکے نکاح کر دیا اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے پہر لونڈی والا جنی سو اوسکا دعوی کیا مالک نے یعنی کہا کہ میرا بیٹا ہے تو اوسکا نسب مالک سے ثابت نہو گا بسبب لازم ہونے فسخ نکاح کے یعنی اگر نسب لڑکا مالک سے ثابت ہو تو لازم آئیگا کہ نکاح غلام فسخ ہو جاوے اور حالانکہ نکاح فسخ ہوا بعد تمام ہونیکے عدم ترجیح میں تمام ہونیکی قید لگائی تا کہ فسخ دیکھکر اور فسخ خیار بلوغ اور خیار عتق کا اعتراض نکلے اسواسطے کہ وہ فسخ قبل از تمام ہوا اگر کوئی کہے کہ ارتداد سے بہی تو نکاح فسخ ہوا سو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ فسخ نہیں بلکہ انفساخ ہے یعنی نکاح خود ٹوٹ گیا بدون توڑنے کے اور فسخ عبارت ہو توڑنے سے وعتق الولد المتصور لا امۃ ام ولد ولا اقرار لہ بالبنوۃ وامومیتہا اور لڑکا آزاد ہو گا اور لونڈی اس ولد کی ام ولد ہو گی بواسطے اقرار کرنے مولی کے ولد کے بیٹے ہونیکا اور لونڈی کے ام ولد ہونیکا ولد امتہ الموطوءۃ لہ ولد اتوقف بثبوت نسبہ علی وجہ یثبت بہ بضعف فراشہا مالک کی لونڈی سے وہ لڑکا جنی ایک لڑکا کو موقوف ہو گا ثبوت نسب لڑکا کا مالک کے دعوی پر یعنی بدون دعوی مولی کے وہ لڑکا نسب نہو گا بسبب ضعیف ہونے فراش لونڈی کے بخلاف ام ولد کے کہ اوسکا ولد بدون دعوی مولی کے بہی ثابت النسب ہے لیکن نفی کرنیسے نفی ہو جاوے اسواسطے کہ ام ولد کا فراش لونڈی سے سو قوی ہوا دو مشکوحہ سے ضعیف کما مر مشتق کاۃ بین اثنین یستولد ہا ولہما ولہ حکم الحر ام یستولد الا من ولد جاءت بولد لا یثبت النسب بدعواہ فیما لہ رقیقا وطیہا کما مر ولہما کانا کما بہما چنانچہ لونڈی مشترک دو شخصوں میں کہ اوسمیں سے ایک شخص طلب لڑکے کی یعنی اوسکی وطی سے اولاد کی خواہش کی اور کتاب ور کی بہہ عبارت ہو کہ دو نے خواہش اولاد کی پہر وہ مشترک لونڈی ایک لڑکا جنی تو نسب ثابت نہو گا بدون دعوی کے بسبب حرام ہونے وطی لونڈی مشترک کے جیسے اس ام ولد کی وطی حرام ہے جسکے مولی نے اوسکو مکاتبہ کیا تو اوسکا ولد بہی ثابت النسب نہو گا بدون دعوی مولی کے وسیجیء فی الاستیلاد الفراش حلی الکبیر صاحب اور منتخب باب الاستیلاد میں آویگا کہ فراش عورت کا چار مرتبہ ہو ہوا ایک مرتبہ ضعیف وہ فراش لونڈی کا کہ اوسکا ولد بدون دعوی کے ثابت النسب نہیں دوسرا متوسط یعنی فراش ام لڑکا

کو اور اسکا ولد ہونا دعویٰ کو ثابت ہے لیکن یوں کہ کیسے نفی ہو جاتا ہے جبکہ اقوی یعنی فراش منکوحہ اور صدقہ رجعی کی اگر انکا ولد ہونا دعویٰ کو ثابت ہے تو اور اسکی نفی نہیں ہو سکتی بدون دعوی لعان کے پھر تو اقوی یعنی فراش صدقہ بائن کہ اسکا ولد ثابت النسب بلا دعوی اور اسکے ولد کی نفی نہیں ہو سکتی کیسے اور اسکو کہ نفی موقوف ہو لعان پر اور لعان کی شرط ہو قیام زوجیت سو وہ بائنہ میں قائم نہیں اور سیطرح منکوحہ فاسدہ اور وطی شبہ کی ولد کی نفی نہیں ہو سکتی بے لعان اور ام ولد کی نفی ہو لعان پر اور لعان کے لیئے نکاح صحیح اور حریت وقد اکتفوا بقیام الفراش من اول الامر لکنہ ترجح المغرب فیما یظہر بشہادۃ القابلۃ کما افتی بہ الخلیلیۃ اھ یعنی مدت حمل ترجیحاً لقولہ ﷺ الولد للفراش وللعاہر الحجر والبتہ کفایت کی ہو مغرب سے قیام فراش بلا دخول بشرط نسب بین قیام فراش صحت بلا جلت ولے سے بحیثیت کے ہو اگر یہ دخول متیقن اور حکمی کہ جیسی خواہ مثل نکاح ہو مرسل ہے صورت منکوحہ یعنی ہو مثنا و مغربا اور حریت مثنا و مشرقا بین اتو فاصلہ سے بیتے ہوں کہ دو فرد کے درمیان سال بھر کی اور ہو سکو کہ مشرق ہو یا مغرب یعنی جتنی مدت نکاح سے تزویج و دخول تک بسبب متصور ہے ولی کے باعتبار کہ ہست یا استمرار ہو کہ زمانہ فتح القدیر یعنی ممکن ہے کہ بعد نکاح کے ازدواج ہست یا بعد وطی تسمیہ جن کے درمیان چھ مہینے کا ہو اور ایک ساعت میں ولادت ہو اس کو ساعت اور اس ساعت میں نوع کا زوجہ کے پاس ہونا متیقن اور متصور ہو لکن فی النشر لا یقتضاہ بل الامکان اھ الی الساعۃ لکن ہو زمن الکرامۃ قلت لکن تقدم التعذر الجزم بالاول بقولہ فیما سیاتی التقلین الغنی بل سئل عما لو تکلم ان الکلمۃ کلمات زور او واحدۃ اجاب الاول کما فی ھل یجوز القول بہ فقال حرکۃ العادۃ علی سئل الکرامۃ بل اھل الولایۃ مبارکۃ عند اھل السنۃ و الجماعۃ اھ اقول وقد عزی الرسالۃ وبالجملۃ فکلہم ذہبوا الی الکرامۃ وتمامہ فی شرح الوہبانیۃ من السیرۃ عن قولہ ﷺ من یزر ولدا فی قریۃ فسافۃ ۔ ویجوز حصول نذر بعض کفر ۔ وانما تھاوی کل کان خارقا ۔ عن السنی الخبر الراوی ونصرا ۔ اھ

یقتضی ھذا القول بعض حصتہ انما تومن ذکر انہا کرامات الاولیاء لکن نسر الفائق من ہو کہ تصور وطی مغربا من دوسری اجوبہ یعنی استمرار من ہو اختصار کما مر شرح اسطو کہ سات بیدہ کا ہو کرامۃ ولی من ہو کرامات من داخل ہیں شارح کہتا ہے لیکن شرح مقائد الدین تفتازانی میں طاعبد الدین تفتازانی نے روبہ اول کا یقین کیا ہو یعنی ہو مسافت کو رکھت میں داخل کیا ہو اتباع متقی تقلین امام بحر الدین تفتازانی کے بلکہ امام مدوح سے سوال ہوا کہ جیسے حدیث ہے کہ کعبہ ملنے ایک ولی کی زیارت کو جانا جائیہ ہے یا نہیں ہو متقی تقلین نے جواب میں کہا کہ خرق عادت بطریق کرامت اہل ولایت کے اہل سنت کے نزدیک اور کہا التماس نہیں کرامت میں ساتھ معجزہ کے یعنی جیسے کہ کرامت اور معجزہ دونو خارق عادت ہیں تو کیا فرق ہے کرامت اور معجزہ میں اسو ہطو کہ معجزہ نہیں ہو مگر بعد دعوی پیغمبری کے اور اعلانی رسالت سو نور آگاہ فرمتا ہو ولی پر کرامت کہ ان بلکہ وہ استدراج ہے اور پوری تقریر اسکی شرح وہبانیہ میں کتاب الصلوۃ کے اول قول منظوم کے پاس ہے کہ جو دلیل اسطو مسافت کو جائز کہتا ہو جواب ہو پر بعض علماء اسکو کافر کہتے ہیں اور ثابت کرامت کہ ارادہ خارق عادت ہیں خواہ ولی مسافت جاوے خیر الدین تفسی سے منقول اور منصف کہا یعنی اس قول کی نصرت اور ایسا ہی احمد کی اس قول پر کہ ہم تصور نہیں کرتے ہیں کرامات اولیاء کی ہم اگر خرق عادت مدعی رسالت کا ہو پر ہو معجزہ ہو اور اگر مومن متقی کے ہاتھ پر ہو وہ کرامت ہے اور اگر کافر و فاسق کے ہاتھ پر ہو وہ استدراج اور کہتے ہیں اگر ہم تقریر ایک تسم کا دوسری قسم سے اشتباہ نہیں مرجح دیانیہ جیسے کہ ہی ہمارے نزدیک ہے کہ خوارق عادات بطریق کرامت کے جائز ہیں سوا اس اسکے جو بدیل قطعی مخرم الوقوع ہو جیسے قرآن کی برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور قول ابو نصاب امام تفسی کا کلام ہو جو مذکور ہو چکا ہے کذا فی حاشیۃ الرملی خاتمۃ امر بہ فتدبر وجئت باخر وقد اشار الاولاد فوجاء تیجہ جاء الزبیر الاول قالا ولا والتناقض علی الذہب الذی جمع الکل

الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ والجوھرۃ والکافی وغیرھا وفی حاشیۃ شرح المنار لابن الشحنۃ وعلیہ الفتوی ان احتملہ الحال لکن فی اخر عن عمر رضی اللہ عنہ قال فرفئ یا اخت المصنف ھذا ان ملک یاتہ المشفر من حقیقۃ والرأل الفرزدق الحقیقی فان کان فاسدا لزم تمامہ فیہ فراجعہ فافہم اھ قلت وبہ ظہر ان ما فی الکافی من خبر یونسی سہو اور اسہ سکوت زوج ثانی عن ذلک فی الاولی بعد عدت اول زوج ثانی فی الثانیۃ سے تحقیق کیا یا عورت سے بدون خبر سننے و خود عورت یا طلاق کا رک کے بعد عدت کے نکاح کیا اور زوج ثانی سے اولاد بھی پیدا ہوئی اگر زوج اول کہے کہ میں نے طلاق نہیں دی بلکہ زوج ثانی کی اولاد ہونے پر فتوی ہو بلکہ ظاہر حال اور مکان محتمل ہو بطرح کہ بعد نکاح ثانی کے پورے چھ مہینے میں اولاد کا پیدا ہوا ہو اور اگر اس سے کم مدت میں ہوگا تو زوج اول ہی کا نسب ثابت ہوگا لیکن مجمع البحرین کی آخر کتاب الرجوع سے اس مسئلہ میں بایہ قول نقل کئے ہیں پر فتوی اوسی پر دیا ہے جسکو مصنف نے منعۃ بتایا ہے یعنی زوج ثانی کی اولاد ہونے پر اور دلیل منعۃ یہ ہے کہ ایسی ان ملک کے شرح مجمع البحرین میں یوں بیان کی ہے کہ تحقیقت میں زوج ثانی ہی سے متفرش ہے یعنی مالک اس ہی عورت اوسکے تحت تصرف میں ہے تو نسب اول کا فراش حقیقی کیوجہ سے ثابت ہوگا اگر یہ نکاح فاسد ہے اور پوری تقریر اسکی شرح مجمع البحرین میں ہے سو اوسکی طرف رجوع کرو اھ قلت وقد اجاز نوجہ ثانیکے نکاح زوج ثانی سے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہونے کی شرط ضروری ہو کہ نکاح ثانی سے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں ولادت ہو چنانچہ حاشیہ مبناء سے اوسکی تصریح ہو چکی اور یہ خلاف اوس مفتی بہ ہوا فقط اولاد کے نسب میں یہ شرط ضروری ہو کہ نکاح ثانی سے پورے چھ مہینے یا زیادہ میں ولادت ہو اور اگر اول آوے تو عورت اسکو لوٹا جاوے گی باتفاق امام اور صاحبین کے اگر ذی حاشیہ الدرر فروع مسائل الحدیۃ شاح کے تکملۃ امۃ فطلقھا فتزوجھا فولدت لاقل من ستۃ اشھر من یوم تزوجھا او لاکثر من سنتین من یوم طلقھا فتزوجھا فولدت لاقل من ستۃ اشھر من یوم تزوجھا او لاکثر من سنتین من یوم طلقھا فالولد لمولاھا ان ادعاہ لانہ لم یوجد فراش صحیح ولا شبھۃ فراش لان الفراش الصحیح ھو الذی یکون بعد الدخول والشبھۃ ھی التی تکون بعد الخلوۃ اھ قلت وقد مر ان الخلوۃ لیست بشرط فی الشبھۃ کما فی الخانیۃ وفی الرجوع لکثیر مطلقا ابدا ان یکون لاقل من نصف حولی منذ شراھا فی المتسلسلین او طلاق رجعی ولم تبلغ المنتہی فاجرا گر بعد طلاق کے دو برس سے زیادہ مدت میں پیدا ہو گئی ہی مدت زیادہ ہو یا پانچ برس یا دس برس بشرطیکہ ابتدا اس عرصہ سے چھ مہینے سے کمتر مدت ہو و تو صورت نہیں یعنی صورت سوئے مطلقہ مراد ہے جسکو بعد دخول کے ایک طلاق بائن ہوئی اور وہ صورت صورت مطلقہ رجعی مراد ہے فرق ان مسائل مذکورہ کا یہ ہے کہ جب غیر کی لونڈی سے نکاح کیا پھر اوسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید کیا تو غیر متعاقبین میں بالاتفاق قبل دخول کے دخول اور بعد دخول کے طلاق و دعاق میں خالی نہیں کہ یا طلاق رجعی ہے یا بائن و طلاق بائن دو قسم ہے یا تو صغری ہے جسکو بائن یا بینونت کبری کہتے ہیں و طلاق بائن بخلاف حرہ کے کہ اوسمیں تین طلاق سے بینونت کبری ہوتی ہے دوسرا تو اگر طلاق قبل دخول کے دی تو اگر دو طلاق

طلاق بین چھ مہینے سے کم مدت ہوا نکاح تو دے سے چھ مہینے یا زیادہ میں ثابت ہو اور اگر نکاح چھ مہینے سے کم مدت ہوا تو تین تو ثابت نہیں اور اگر ایک طلاق بائن دی بعد خلوت کے تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کم مدت ہوا اور ولادت اور طلاق میں دو برس سے کم مدت ہو تو ثابت ہو اور اگر ولادت ہو تو میں پورے چھ مہینے یا زیادہ کی مدت ہو تو اور بیاہ سے کسب نہ ہو میں مگر دو سال اور طلاق میں پورے دو برس کی مدت ہو تو ثابت ہو گا اور اگر طلاق رجعی دی تو اگر ولادت اور خرید سے چھ مہینے سے کم مدت ہو اور ولادت اور طلاق سے دو برس کم ہو تو میں مہر مدت ثابت ہو کہ

اور اگر نکاح کیا معتدہ بائن سے بہ حق کمتر دو سال سے ابتدا ہو طلاق بائن سے اور پورے چھ مہینے میں نکاح ثانی سے تو چونکہ الرائق کے باب العدۃ میں بحث کر کے کہا ہے کہ یہ ولد زوج اول کا ہوا اس واسطے کہ نکاح ثانی فاسد ہے بخلاف اول کے لہذا ولد زوج اول ہی کا ملحق ہوگا لیکن صاحب بحر الرائق نے وہیں نقل کیا جو فتاوی قاضی خان کے بعید ولد زوج ثانی کا ہوگا اس دلیل سے کہ بیشک قسم کی کہ عورت کا نکاح بہ دلیل ہے اوسکا اقتضا عدت ہو اور بعد عدت کا زوج اول سے ملحق نہیں ہو سکتا اور یہی بیشک روپیہ ہے رائع کی قوی ہو تو بحث صاحب بحر الرائق اعتبار کے نہیں اور الحاق ولد کا زوج ثانی کی طرف اوس صورت میں ہے جبکہ دو سکو بقاء عدت اول کا علم نہ ہو یہانتک کہ اگر زوج ثانی نکاح کرے وقت قطع عدت کو جانتا ہو تو نکاح فاسد ہوگا اور ولد معتدہ کا زوج اول کا ہوگا اگرچہ ممکن ہو ثبوت ولد سکا زوج اول سے اسطرح پر کہ جتنی معتدہ دو سال سے کمتر میں ابتدا اسے طلاق سے یا رجعہ اول کی صورت سوا اور اگر طلاق سے دو سال سے زیادہ مدت میں اور نکاح سے پورے چھ مہینے میں جتنی تو ولد زوج ثانی کا ہوگا کذا فی حاشیۃ المدنی عن القلعانی عن البدائع وفی الکنز وَلَوْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَنَسَبُهُ لِلثَّانِي وَإِنْ كَانَ لِدُونِهَا لَا يَثْبُتُ نَسَبُهُ لِلْأَوَّلِ وَضَمَّ النَّكَاحَ مِنَ الثَّانِي الْكُلَّ مِنَ الْيَوْمِ اور اگر نکاح کیا رجعی کی عورت سے اور اسکے بیچ تمام ہو گئے تین حیض اور اسکو خبر نہیں ابتدا اوسکی عدت کی اور اوسنے نکاح کیا دوسرے سے اور اوسکے بیچ آیا تمام ہو گئے بعض اعضا ظاہر ہو چلے تھے اگر تو آیا مدت کے درمیان چار مہینے میں اگر تو نسب اوسکا زوج ثانی سے ثابت ہوگا اور اگر ایک دن کم چار مہینے میں اگر تو نسب اوسکا زوج اول سے ہوگا اور نکاح فاسد ہوگا یہ مسائل بحر الرائق سے منقول ہیں اور چار مہینے میں زوج ثانی کا نسب اسواسطے ہوا کہ خلقت اعضا کا تمین مرتبی کرا ایک مہینے میں نطفہ بنتا ہے تالیس دن اور تالیس دن خون بستہ رہتا ہے اور تالیس دن گوشت کا تو تیرا حمل ہوا کہ گذرا ہوا تو نکاح ثانی سے ثابت ہوا اسواسطے فاسد ہوا کہ نکاح عدت میں واقع ہوا قلت وتصحیح الفتاح وَلِكَوْنِهِ فَاسِدًا قَوْلُهُ وَثَبَتَ مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ النَّسَبُ مِنْهُ وَلَا يَنْقَطِعُ الْعِدَّةُ لِأَنَّهُ نِكَاحٌ بَاطِلٌ شارح کہتا ہے کہ فاسد اسلئے کہا ہو کہ نکاح کیا کہ فرسد مسلمان عورت کا پھر جتنی اوسنے سے تو ولد کا نسب ثابت ہوگا اور اسکو زوج ثانی سے ثابت نہیں ہوا اور عورت پر عدت بھی واجب نہیں اسواسطے کہ نکاح باطل ہے بخلاف نکاح فاسد کے سہ اسکو کہا اور کسی وطی سے ثابت نہیں ہوتا ہم اگر ایک مرد نے زنا کیا ایک عورت سے وہ حاملہ ہوئی پھر اوس سے نکاح کر لیا پھر دو مہینے سے زیادہ میں جتنی تو ولد کا نسب موقوف ہوگا اور اگرچہ چھ مہینے سے کمتر مدت میں جتنی تو نسب ثابت ہوگا گذرہ ہو نسب ثابت ہوگا کذا فی الخانیۃ اور اگر یوں نکاح کیا کہ میرا بیٹا زنا سے ہوا اور اگر یوں کہا کہ میرا بیٹا زنا سے تو نسب ثابت نہ ہوگا اور لڑکا اوسکا وارث نہ ہوگا کذا فی البدائع مدرسلمان نے نکاح کیا اپنے محارم سے پھر اولاد ہوئی تو وہ اولاد امام کے نزدیک مرد سے ثابت النسب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ثابت النسب نہیں اسواسطے کہ نکاح محارم کا نزدیک امام کے صاحبین کے نزدیک کذا فی الظہیریۃ نسب شاہد کے بھی ثابت نہ ہوا جبکہ وہ تہمت کا ہو کذا فی التاتارخانیۃ

حضانت بفتح الحاء وکسرھا تربیت ولد ہے یعنی لڑکوں کی پرورش کے احکام اس باب میں مذکور ہیں عوام اور خواص میں حضانت کو کہتے ہیں اور شارع نے باتباع مصباح اور بحر اور نہر کے فتح اول کو بھی مذکور کیا ہو حاضنہ عورت ہو جو لڑکے کو پرورش کرے اور گود میں رکھے اور ذخیرہ الدین کی نے کہا کہ شرط ہونے حضانت کی یہ ہیں کہ حاضنہ حرہ العقل امینہ ہو قادر ہو پر ورش پر اور زوج اسکی کے نکاح میں نہ ہو اگر اجنبی کے نکاح میں ہو تو الا ام وہ تو اوسمیں بھی بہتر شرط ہیں سوا شرط آخیر کے کذا فی حاشیۃ المدنی وَتَسْقُطُ الْأُمُّ النَّسِيبَةُ وَلَوْ كَابِيَةً أَوْ مَجْنُونَةً بَعْدَ الْفُرْقَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ مُزَوَّجَةً فَتَسْقُطُ لَا لَهَا تَخَيُّرَ ثَبَتَ حق پرورش کا نسبی کو اگرچہ کتابیہ ہو جیسے اور گلیہ جدائی زوج کے اگر چہ وہ کافر ہو گئی ہو تو اوسکو حق ہو پرورش تمین ہاں کہ وہ اسلام قبول کرے اور اسطرح اگر ام تو اوس حق پرورش نہیں کہ مرتد ہو زنا میں مبتلا ہو جیسے اس پر حبس میں پرورش کو کہ محبوسہ ہو کسی مصیبت کو اور لڑکے کا باپ دور و محبوس تھے پر یا باپ مسلمان ہو گیا اور عورت مجوسی ہی رہی تو بھی حق پرورش اوسکا ہو گا اسواسطے کہ عورت کو محبت اور لڑکی پر شفقت اسسے کامل ہو یا مسلمہ اور فاجرہ تجی یا یَضِیعُ الْوَلَدُ بِهَا كَزِنًا وَغِنَاءٍ وَسَرِقَةٍ وَمُبَاشَرَةٍ فَرْجٍ بِالْفَمِ وَالثَّدْيِ خِلَافًا لِلْمُصَنِّفِ الَّتِي يَظْهَرُ الْعَمَلُ بِالْأَوَّلِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ أَنَّ الْفَاسِقَةَ لَا يُتْرَكُ الصَّبِيُّ عِنْدَهَا لِعَدَمِ الْحِضَانَةِ لَهَا وَفِي الْقُنْيَةِ الْأُمُّ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ وَلَوْ مَسْتُورَةً الْحِيرَةِ مَعْرُوفَةً بِالْفُجُورِ وَالْأَبُ فَاسِقٌ يُعْقَلُ ذَلِكَ يَا وَلَدِي كَافِرَةٌ وَكَرِهَتْ بِحَبْسِ بِهِ لِأَنَّ ضَائِعٌ هُوَ جَائِعٌ أَنْدَهُ زِنَا وَكَرِهَتْ اور جوری اور نوحہ گری کے خیانہ پر یہ تفصیل ہو کہ اگر اس

اور سزا ملنے کی بہت سے ساتھ اسو سطلو کہ جب عورت حرام کاری ہوئی بھاگنے والی یا نوحہ گری کا پیشہ لیا یا چوری کرنے لگی اور سکو خرچ دینا اگر ہیں نہ ٹھہرے تو لازم نہ ہوگا کما ہو المستفاد من الہدایۃ وغیرہا کیا کہ ہم اگر عمل بالطلاق فقہاء ظاہر ہوتا ہو چنانچہ یہی مذہب شافعی ہے اور یہ ہو کہ جو عورت کہ خاوند سے سبب ترک خانہ کے تو اسکو پر درش نہیں اور قصہ ہیں ہے کہ مارا اور ترسے پر درش ولد میں اگرچہ وہ بطریق مشہور بفتیٰ جب تک کہ لوگ کو یہ کاری کا شوہر سے کلام المصنف اگر کسب فقیر ہیں داماد ہو کہ فاجرہ اگر کوئی پر درش نہیں صاحب بچہ نے کہا کہ خاوند اسی مرد اور زانیہ ہو چو پر درش دے سے فاعل پر ہوگا کہ مطلق فسق کی مثال ہو ترک سکوہ کو اسو سطلو کہ جب کتابیہ اق بالولد ہو یا ذمی تو سلمانہ فاسقہ اول ہوگی مصنف کے کلام سے لازم آتا ہے کہ اگر کتابیہ اور فاسقہ میں فرق کی کہ کتابیہ اتفاقاً اور فاسقہ پر بھی بخلاف مسلمانہ فاسقہ کے مستحق حضانۃ اور مقدم کی تحریر ان کا جب مادر مکر کا ولد کے ضائع ہونے پر ہوا تو جب مصنف کی بیان کہ اور سخت صاحب ہوگی قوی ہے اور سخت کتابیہ اور فاسقہ کا حضانت میں کچھ منفیہ نہیں مفتی ابو سعود نے کہا کہ مطلق فجور مسقط حضانت کا نہیں تا وقتیکہ خوف ولد سے ضائع ہو جیگا ذمی زاد نے کہا کہ ہمارا اس قضیہ کا مفرد ہے کہ انی حاشیۃ الدنی اور عبارت مونقۃ کما فی الخیریۃ بان خرج بکل فوجہ وتارک الولد ضائعاً یا والدکی ماجیرا مونہ مرہ بیٹی اسپر اطمینان نہو جیسے مین تغیر فجرا مونہ کی سطرح ہو کہی ہو ہر وقت گھر سے نکلا کرتی ہو اور لڑکے کو تنہا حالت چھوڑ جاتی ہو خواہ بالاضرورت شرعی ہو خواہ بغیر ورت امنہ کنشکارے کی یا کہ وہ ذمی بتاعی ہو یا مرہ ہو خواہ ولد اور اگر ولد اور اگر مدۃ او مکانۃ وذلک ان ذلک الولد قبل الکتابۃ یا مشتغلہ بجزئیۃ لکن ان کان الولد فیقال حتی یاکلہ الذئب ویشیبہ لکھا والد کی لونڈی ہو یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو جو اس لڑکے کو قبل کتابت کے جنی ان سب کی پر درش ساقط ہو جب مشغول ہونوں عورتون کے خدمت مولی مین تو اسکو پر درش ولد کی فرصت کہان لیکن اگر ولد انکا مملوک ہو مگا مولی کا تو بھی عورتین اوس والد کی پر درش کیلو اسطو لائق نہین اسو اسطو کہ وہ ولد مولی واگھی تو اسکی پر درش کرنا گویا مولی کی خدمت ہو کہ ذلک فی الحجۃ تعلیل ذکر مکاتبہ پر صادق نہین آتی اسو اسطو کہ مکاتبہ پر مولی کی خدمت واجب نہین تو منفی حضانت کی یون علت بیان کرنا بہتر ہے کہ حضانت ایک نوع کی ولایت ہو اور ان عورتون کو اپنی ولایت پر ولایت تو ہر بر طریق اولی ولایت نو کی اور متزوجۃ بغیر محرم الصغیر یا والد کی سے نکاح کر لیا ہو صغیر کے غیر محرم کے ساتھ اسو اسطو کہ مرد اجنبی والد کی پر درش سے راضی نہو گا اور اگر اوسکی نسبے اوسکو محرم کے ساتھ نکاح کر یا مثلاً والد کے چچا کے ساتھ نکاح کیا ہو تو حضانت کا ساقط نہین اور مراد محرم سے محرم نسبی ہے نہ رضاعی وامابت ان ترتبۃ فیجاناً والحال ان لا یاتی صغیرہ والعۃ تعطل ذلک ای ترتبۃ فیجاناً والا تمنعۃ عن قبل الامر فان تمکینہ فیجاناً وان تبعیۃ للعلۃ علی المذہب وھل یرجع العود والعۃ علی الامرا فیسقط قبل تزوجہ والعۃ لیست لہ فیاظہر کما اختارہ کہ والد کے منفت یا نہوے اور حالانکہ باپ کہ مقدم پر ورش کا نہین اور عبدو لد کی اس پر درش کا منفت قبول کرنی ہو اور ماکو منع کے پر اسنے یا شوہر نہ کرنی بھی نہین تو اس صورت مین اوسکی ہے کہا جاتا ہے کہ یا اوسکی منفت اپنی پاس رکھے یا کہ اوسکی عمہ کو سونپ دے وہ کہ یہ ہی حکم ہو نا بدہ جب صحیح کے اور جسد زال مجیا ہو عمہ کا بر درش مین مقدم ہو اور اسکو باپ سو پہر لیا جب کہ باپ کہ مقدم ہو بر درست ہو یا نہین بعضو علمانے جو اب دیا کہ ان پہر لینا یہ نہو گا یہ کہ ذمی بھیجے اور نہ ہارا در کھے عمہ کا اس مسئلہ مین کچھ قید نہین کہ جب کہ یہ مانعت پر درش سے انکار کرے اور باپ کو مقدم رکھے اور کوئی اجنبی صورت منعت پر درش کا احتمال کرے تو بھی یہی حکم ہو کہ اجنبی بالے کے اذکر شرنبلالی فی کشف التنقیح علی حاشیۃ الدر رتو قف شارح کا عدم اتفاقی قید پر نہین اس روایت سو زائل ہو گیا کذا فی حاشیۃ الدنی وفی المنیۃ تزوجت ام صغیر فولی ابوہ وارادت تربیۃ بلا نفقۃ متعذر فی واراد وصیہ تربیۃ فاذا فرغ الیہا لا الیہ ادفاعاً لما الیہ ادفاع لما الیہ ادفاعاً لما الیہ ادفاعاً لما الیہ ادفاعاً

کرے اور اس کی صفت اور حالا کہ صغیر کی کوئی اور عورت حاضنہ نہیں تو ان ہم کو اسکا اختیار ہوگا بخلاف من لها الحضانة تأته عليه الا اذا انعقدت لها بان لم يوجد غيرها او لم يكن للاب ولا للصغير مال كما في الفتح قلت وسيجئ في النفقات ان جدة رجعت عن حضانة شاة ثانية ولم يصح رجوعها بدرش کہ اسطرح نہیں پوستینا کہ شاید اوس سے ہو سکتی ہو مگر جبکہ حاضنہ نہیں ہو سکتی اسطرح پر کہ صغیر کسی کو نہیں چاہتی یا نہیں ہوا اور اس عورت کو کہ اس کا باپ اور صغیر اوس نمون نا کہ فاسد ذکر کی ہو جاوے تو اس صورتمیں اوسکا حق باقی رہیگا پر درش کیواسطے اور کسی نزدیک تر یعنی عدم تعریر بالاتفاق حاضنہ ہو جاوے گی اور صورت تعیین کی اوسکی اوپر اور صغیر اپنے باپ کے اقلیم میں ہو یا اوسکے قریب اور ہو الحیلہ اور اضافات اور خلاصہ میں اسی واسطے پڑتوسے گا حاضنہ جبر نہیں اور اختیار نہیں ہے کہ اگر صغیر کو کوئی محرم خویش و درش کیواسطے یا پر جبر کیا جاویگا کہ اوسکی حاضنہ ہو جاوے گا کذا فی حاشیۃ الدنی واذا اسقطت الام حضانتها صار كغيرها ومتى عادت عادت كما قال الزيلعي وهو واجب كما في الخانية وتسقط بالسفر الا اذا كان لوطنها او نكاحها به يفتى كما في البحر والنهر وجب کہ اسنے اپنا حق پر درش کا ساقط کر دیا تو مانند میت اور متزوجہ کے ہو گئی تو اس صورتمیں حق حضانت کا فی الجملہ منتقل ہو گا کذا فی البحر و لا تنقل الحاضنة على بطلان حق الصغير فيما حتى لو اختلعت على ان تترك ولدها عند الزوج صح الخلع وبطل الشرط لانه حق الولد فليس لها ان تبطله بالشرط وان لم يوجد هو اجبر هو على الاخذ اذا عرض فخرج ولدها الا لو وجد ولد اخر مستعد من القبول فيما حينئذ فلا اجبر كما جبر هو اور تقدرت نہیں حاضنہ کو حق صغیر کے باطل کرنے پر وہ حق صغیر کی ذات میں ثابت ہو چکا ہے تک کہ اگر خلع کیا عورت نے اس شرط پر کہ صغیر کو ہمراہ جاویگی زوج کے پاس تو خلع صحیح ہوگا اور شرط عدم پرورش کی باطل ہو جاویگی اور صغیر کو پرورش حق ہے صغیر کا تو عورت کو نہیں چاہیئے کہ اوسکو باطل کر سکے شرط کے اور اگر اسکے سوا کوئی حاضنہ بنائی جاوے تو باجبر جبر کیا جاویگا بالخلاف کذا فی فتح القدیر اور وہ بیچنے غیر اوسکے کا تو عورت کیواسطے نہیں کہ غیر اوسکے موجود ہو اور پرورش کا اختیار اوسکو ہے اور اوسوقت میں بیچنے سوا اوسکے کوئی حاضنہ نہیں ہو سکتا قبال مگر کوئی کہ اجرت پر درش کی نہیں لیگی اوسکی اجرت جبر نہیں کذا فی البحر اور اوسوقت میں بیچنے سوا اوسکے کوئی حاضنہ نہیں ہو سکتا قبال مگر کوئی کہ اجرت پر درش کی نہیں لیگی اوسکی اجرت جبر نہیں کذا فی البحر معلوم ہوا کہ اس مسلمین دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اجبر نہیں ہو درش میں چنانچہ قول اسکے تفصیل اور اوسکی توجیہ گذر چکی اور دوسرا قول یہ ہے کہ مجبور ہے درش صغیر میں اور یہی منقول ہے فتاوی قاضیخان و خلاصہ و بزازیہ و ہندوانی اور خزانۃ المفتین اور اوسکی تائید نقل کرکے فتاوی ظہیریہ کی کی ہے اور کہا ہو کہ کافی جامع جو کلام محمد کی کو معلوم ہوا کہ یہی ثابت ہو ظاہر الروایت ہو چکا ہے کہ یہ کوئی امر جزئیات میں ہو گا بیسے دو صورت عدم تعیین اور مالکہ اقوال مشائخ کے عدم جبر کے منقی نہ ہوئی بمطابق ہو گئی ہو اور اکثر الیہا ہوتا ہے کہ ظاہر الروایت سے عدول کرکے منقی پر عمل ہوا ہے اور ترجیح دیتے ہیں مصنف اور شارح اسے اس مقام میں جبر بین المتاخرین سے راضی ہوئی اور لازم دین ہمارے ایمان کی کہ پسند کرتے اور دوسرے پر جاتے نہ ہو شارہ کر دیتے کذا فی حاشیۃ الدنی ودستخ الحاضنة اجرة الرضاع كما اذا تبرعت متطوعة او لا معتادة لا يجبر وهي خير في رضاعه ونفقته كما في الزيلعي عن البزازية خلافا لما نقل المصنف عن جواهر الفتاوى اور درستی ہوتی ہے حاضنہ اجرت حضانت کی جب کہ وہ متکوحہ اور معتدہ اور اوسکے باپ کی غیر نہ ہو مگر یہ کہ اگر متکوحہ صغیر مرد یا مستدہ کے پیٹ سے ہو اور اگر متکوحہ صغیر اوسکے سوت کا بیٹا ہو گا تو بھی وہ اجرت کی مستحق ہو گی کذا فی الزیلعی اور بہا اجرت پر درش کی دودھ پلانے اور نفقہ ولد کے سوا ہر کذا فی البحر عن السراجیہ تو باپ پر تین چیزیں واجب ہوئیں اجرت حضانت اور اجرت رضاعت اور نفقہ ولد کذا فی الشرنبلالیہ اور مغائر ہوا اجرت حضانت کا رضاعت سے مخالف ہوا اس قول کے جو صحیح ہے کہ ہی شیر خوار کی ہے سے نقل کیا ہو صاحب جواہر الفتاوی سے اور مغائر ہوا اجرت حضانت کا رضاعت سے موافق

ساتھ نکر رہے تو جواب میں کہا باپ پر دودھ کے پیسے مکان دینا واجب ہے اور تم اپنے کہا کہ قول مختار یہ ہے کہ باپ پر یہ مکان دینا لازم ہے پرورش ہیں واجب ہے، اور اسلیئے اگر صغیر بیمار ہو تو علاج باپ پر لازم ہے کما یاتی وفی کتب الشافعیۃ ومؤنۃ الحضانۃ فی مال المحضون فلو اتلفہ مال الولی ضمن انتہی وفی المنتقی قال ابو حنیفۃ نفقۃ الصغیر واجبۃ علی ابیہ ولا تجب علی احد من الاولاد غیرہ وقالا تجب علی کل ذی رحم محرم من الصغیر کالولد والوالد والاخ والعم اذا کان الاب معسرا او میتا وقال الشافعی تجب علی کل وارث کالاب والابن والاخ والعم وابن العم وقال مالک تجب علی العصبات بقدر المیراث وقال احمد تجب علی الوارث بقدر المیراث وعلی الجد ابی الاب کالاب انتہی وفی الدر المختار ونفقۃ الصغیر واجبۃ علی ابیہ ولو غنیا لا علی غیرہ ولو ذا رحم محرم کما یجب علی الموسر نفقۃ ابیہ المعسر وامہ وعلی المعسر نفقۃ ابیہ الموسر وامہ وعلی الموسرین نفقۃ ابویہ المعسرین وعلی الغنی نفقۃ ابویہ الفقیرین وعلی الفقیر نفقۃ ابویہ الغنیین وعلی الفقیر نفقۃ ابویہ الفقیرین وعلی الغنی

کذا فی فتح القدیر اور سنن ابوداؤد میں علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ یمن جارہے تھے حضرت حمزہ کی متروکہ کے بارے میں فیصلہ دینے کے لئے مدینہ میں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آکر کہنے لگے میں اسکو پالوں گا کیونکہ میں سب سے پہلے ایمان لایا ہوں اور رشتے میں بھی سب سے قریب ہوں اور میں اسکا چچا کی بیٹی ہوں اور میں اسکی خالہ ہوں اور اسکی خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبیہ تو جعفر کے پاس ہے کیونکہ وہ اسکی خالہ ہے پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور میں

اسے سبب اور بدنے زائع کے یعنی حق حضانت بسبب نکاح کے ساقط ہوا تھا پس جب یہ بری جدائی ہو گئی تو حق حضانت بسبب زوال مانع کے عود کر آویگا تو اس کی تائید سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے عود حق ہوگا والقول لہا فی نفی الزوج اور قول عورت ہی کا معتبر ہوگا یعنی مرتین میں یعنی زوج نے مطلقہ سے کہا کہ تو نے دوسرا نکاح کر لیا تھا جس سے حق حضانت ساقط ہو گیا اور عورت اسکی تکذیب کرے اور زوج کے دعوے کے گواہ موجود نہیں تو اس صورت میں عورت ہی کا قول مقبول ہوگا اور حق حضانت ساقط نہ ہوگا وکذا فی تظلیقۃ البتۃ ۱۲ وان حلفہ اور اسی طرح قول عورت کا مقبول ہوگا زوج ثانی کے طلاق دینے میں یعنی اگر اس نے زوج ثانی کو مسمہ ان کیا تھا مقبول ہوگا قول عورت کا اگر اس کا مسکر ہونا ذکر کیا یعنی اگر عورت نے دعوے کیا کہ میں نے کسی شخص سے نکاح کیا تھا اور اسنے مجھے طلاق دی تھی اس صورت میں اسکا قول مقبول ہوگا اور حق حضانت ثابت ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے تو دیہ سے نکاح کیا تھا اور اسنے مجھے طلاق دی نہیں صورت میں اور عود طلاق کا مسمہ یع نہ ہوگا اور نہ گواہوں کے باقرار زوجہ کے اور ہاں طرح قول عورت کا معتبر ہوگا اس شخص میں کہ اس نے زوج ثانی سے اقرار کیا تھا کہ اس نے مجھ سے دخول نہیں کیا ہے اور اسنے اس کا انکار کیا ہو اور اسی

استفتا کی یہ تقدیر ہے فقیہ ابو اللیث کی اور اسی پر فتویٰ ہے اور کبارہ روس کی لڑکی مشتاۃ ہو تو اتفاق علما کا کہ انی اریکم ہمارا بانی کے پاس تو یہ حکم نہ رکھے گا حکم ہوا اور اور کو سوا خالہ یا عمہ کے پاس نہ رہنے کا حکم تو ماں بلوغ تک اس سلسلہ کو تعلیم آداب نسائی جیسے سینے پکانے کے بدون فدست لیتی کی نہیں ہو سکتی اور ہمارا بانی دادی کے سوا خالہ یا عمہ اور کی طرح خدمت نہیں لی سکتی وعن محمد رات الجدۃ الکبری لا اقرر الجدۃ علی ذلک ولا یفتی لکثرۃ الفساد ذیلعی اور نہایہ میں ہے ایک روایت خلاف ظاہر الروایت یہ ہے کہ ہمارا بانی میں بھی یہی حکم ہے یعنی ادا بانی کے پاس بھی صغیرہ نہ رہے اور یہی روایت پر فتویٰ ہے بسبب کثرت فساد زمانہ کے کذا فی الزیلعی اور نقایہ اور وقایہ اور خلاصہ اور ظہیریہ اور خزانۃ المفتی اور جواہر الاخلاطی میں بھی اسی روایت پر فتویٰ مسطور ہے فتاویٰ میں کہا کہ ایک روایت ابی یوسف سے بھی ثابت ہوا موافق محمد کے کذا فی حاشیۃ الدرر فہم صغیرہ کو عبد نہ رہے اس کے پاس نہ رکھنا ظاہر اور اس صورت میں ہے جبکہ باپ نے اسکو طلاق دی ہو اور وہ نہ کہیں مہدی ہوئی ہو اور اگر اس علت صغیرہ کے باپ کے پاس ہونے اور صغیرہ کے باپ کے پاس ہونے کو دادی سے بعد اگر کسی کی دعوہ ظاہر نہیں ہوتی والدہ اسلم وافادا نہ لا تسقط الحضانۃ بتزوجہا ما دامت لا تضل للرجال الا فی دواعن الثانی اذا کان یستحسنہا کما فی القنیۃ اور مصنف کے اس قول سے کہ حضانت صغیرہ کی ناشستہا ہو بے فائدہ معلوم ہوا کہ حق حضانت کا ساقط نہیں صغیرہ کے نکاح سے جبتک صغیرہ مرد کے پاس لائق رہنے کے نہو گر ایک روایت میں ابو یوسف سے بدون ہو کہ جب صغیرہ لائق صحبت نہ رہے اور زوج اسکے رکھنے سے راضی ہو تو حق حضانت ساقط ہو گا وجہ صغیرہ مشتاۃ نہ ہونا کذا فی القنیہ یہ معلوم ہوا کہ زوج کا تمنائی ہیں صغیرہ سے جی لگنا ہو ضروری نہیں ہے ثمانی نے کہا کہ یہ روایت ابی یوسف کی منسوخ ہو کہ مذہب متقدمہ کے مخالف ہو یعنی نو برس تک بکسیطرح حق حضانت ساقط ہو گا کذا فی حاشیۃ الدرر فی وقی الظہیریۃ وایما ۃ قالت ھذا ابنک من فلان وقد ماتت انہ فاعطنی نفقتہ فقال صدقت لکن انہ لم یثبت وھی فی عیالہ وادا احد الصبیین یتیم حتی یکفل القاضی امہ ویخصم فانہ لانہ قرابتہا جزء وحاضنتہ فراجی احقیتہا بہ وفہ یحتاج فان احضر امرأۃ وقال ھذہ امرأتک وھذا ابنی منہا وقالت المرأۃ ھذا ابنی من غیری وقد ماتت ابنی ھذا ابنہ استرک وقد ماتت ابنی ھذا فالقول للمرأۃ ولو کان ھذا ابنی من غیرہ وہو یدعی انہما کانا فی الفراش لہما فالصبی بینہما کان الفراش للولد لہما وادا ظہر ببدن صبی کہ ایک عورت سے ایک مرد نے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہو میرے بیٹی سے اور میری بیٹی مر گئی ہے تو مجھکو اس لڑکے کا خرچ دینا ہو اور وہ لڑکا بعد اسکے ثانی مرد کی مالک ہو میرد نے کہا کہ تو سچی ہے یہ میرا بیٹا ہو لیکن ماں اسکی نہیں مر گئی اور وہ میرے گھر میں ہے اور ادارہ کیا اور اس سے کہا لیجا وہ لڑکا کو منع کیا جا وے گا یہانتک کہ قاضی اوسکی ماں کو بلاوے اور لڑکے کی ماں قاضی کے پاس حاضر ہو پھر لڑکے کو لیجاوے اسلئے مرد کو لڑکا نہ دیا جاوے گا کہ مرنے اوس عورت کی ثانی اور حاضر ہونیکا اقرار کیا ہو پھر وہ کیا جیتی نہیں کہ پھر ثانی اور ادارہ دونو کو حق پروریش ثابت ہو لیکن مجھے ماں کی ثانی سے واقف ہے پروریش میں اوسپر وہ عورت امین نہیں کہ صدق اور کذب کا سوا اوسکے خصم کے ایک عورت کو اور پہلی عورت لینی ثانی سے کہا کہ یہ تیری بیٹی ہو اور یہ میرا بیٹا ہو اسکے پیٹ سے اور ثانی نے کہا یہ میری بیٹی نہیں اور میری بیٹی اس لڑکے کی ماں تو مر گئی ہو تو اس صورت میں قول مرد کا اور اوس عورت کا جو اوس مرد کے ساتھ ہے مسترد ہو گا اور لڑکا انہیں دونو کو ولا یا ما دیگا اس واسطے کہ خواہش دونو کی ثابت ہو تو طاہر یہ ہو لڑکا انہیں دونو کا ہو گا وہو حجۃ علی من قال الام احق بالولد لا مہ بل ہی من غیرہا وان عکست فقالت ھذا ابنی لا منہ حکم بکونہ ابنا لہما کما قلنا جاء زوج امرأۃ وزوجہ کے پاس ایک لڑکا ہو پھر مرد نے کہا کہ زوجہ سے یہ لڑکا میرا بیٹا ہو اور زوجہ نے کہا کہ لڑکا میرا بیٹا ہو اور عورت سوا اوسکے بالعکس دعوے کیا چاہئے زوج اور زوجہ کے پاس ایک لڑکا ہو پھر مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو اور مرد نے اس سے اور دونو نے گواہ اپنے پاس نہیں تو حکم کیا جاویگا کہ یہ لڑکا دونو کا بیٹا ہو اور یہی دلیل ہے جو بعضے بیان کی یعنی بسبب ثبوت فراش یعنی حالت زوجین کے ملا جلا رہنا بھی ہے کہ دونو کا بیٹا ہو وکذا لو قال ھذا ابنک من فلانۃ وکذبتہ المرأۃ وصدقتہ المرأۃ فالقول لہ ولو قال لہ انہ لما قال ھذا ابنی من ھذہ المرأۃ فقد اقر لہا بحریۃ ولدہا فلیس لہ ان یرجع علیہا بشیء وھی اقرت انہا ملکتہ حتی صار حرا

نہ ہوا ہے میری بیٹی ہو ہو گئی سو مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا نہیں بلکہ اور عورت سے ہے تو قول مرد ہی کا معتبر ہوگا اور لعنا معتبر کرا دس عورت سے اور بیٹے کو اور نے حاضر کیا کہ عورت کہ اور کہا کہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے اور تم نے جو کہا کہ میری بیٹی ہے تو وہ جھوٹا ہے تو اس عورت سے اس کو لعان کرنا چاہیے کی تو اب بھی مرد اور بیٹے سے معتبر کرا اسر اسطرح کہ جو بیٹا مرد نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے تو وہ جھوٹا ہے اور اس عورت سے لعان کرنا چاہیے کا اور کہا کہ میں نے صحیح کہا ہے تو اب بھی مکر کر اور وہ عورت جو آپ کو زنا کی بتاتی ہے وہ مکے تو اور کہ کر بھی کہ میں نے صحیح کہا اور اسکا آخر پھر کہا ہے ان تک قول طرفین پر کا خلاف ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ اس کا ذکر اور اشتہ فلا لا شانعی قلت وبهذا قال البالغ ابعدا فتحیر ابن ابو یوسف ان اراد لا اقرار ذلک موتین زنا نہ مکرر تاکہ فلسفیہ اور نہیں ہے اختیار معتبر کرا ہمارا قول طرفین کا ہوا اور کی بجہاں امام شافعی کے کہ انکا ذکر بعد ابداء صفات کے معتبر کرا ہمارا ہوا کے اپس ہے یا اپس ہے ثبوت کہتا ہوں کہ یہ ہے ہم اختیار معتبر کرا ہے نزدیک قبل بلوغ کے ہوا اور بعد بالغ ہونے تو اسکو اختیار ہوا ہے یا نہیں ہے اور اگر بعد بلوغ کے تنہا ہو گا اور مرد کے تو نہیں اور اسکو ماذون نہیں ہوا ہے اور کہا ہے منصب کیلئے مرد نے کہ اختیار ہوا ہے مسئلہ کیلئ

یا لفظہ اسطرح کہ جب فسادِ مال کا خوف ہو تو کسی امین کے پاس امانت رکھنا کفایت کرتا ہو اور اگر سوائی یا بیماری خائف ہو تو اسکو یا لفظہ کے یا سمجھ انتہا نہ ہو اور اسیطرح حکم ہے ہر عصبہ میں جو بالغہ کا قرابت دار محرم ہو یعنی صالح کو پاس رکھنے کا اختیار ہے اور فاسق کو نہیں کذا فی حاشیہ الدردیر فان لم یکن لہا ابٌ ولا بعدٌ ولا غیرُ ھم من العصبۃ او کان لہا عصبۃٌ مفسدٌ فالنظر فیہا الی الحاکم فان کانت ثامنۃ خلاہا تفرق بالکسر ولا وصی عند امرأۃٍ ایسۃٍ قادرۃٍ علی الحفظ فارق فی ذلک بین بکرٍ وثیبٍ لانہ حیث اطرد للسلمانی ذکرہ العینی وغیرہ پس اگر ابنہ کا باپ اور دادا نہ ہو اور نہ ان کو وصی مقرر ہوا ہو اور عصبہ ہو یا عصبہ فاسق ہو تو اسمیں حاکم کو فکر کرنا چاہیئے پس اگر بالغہ بڑھوں قسم کا نہ ہو تو ماں اوسکو چھوڑے جہاں چاہے تنہا رہے اور اگر خوف فساد ہو تو حاکم اوسکو کسی امانت دار عورت کے پاس کہ جو قادر ہو اوسکی حفاظت پر یعنی قوی امین ہو بھیج دیوے بکر اور ثیب کے درمیان اسمیں فرق نہیں کذا فی الکنز وغیرہ کا اور اسمیں حاکم کو اسواسطے اختیار دیا کہ وہ کبھی سفر ہوا ہو کہ مسلمانوں کو نہ کھیتا رہے کیونکہ اسمیں خوف ہے بچانے کا ذکر کیا ہے العینی فی شرح الکنز وغیرہ کا ولیذی واذا بلغ الابن کونہ کاسبًا بعمل لیکتسب یدفعہ الاب الی عمل لیکتسب او یؤجرہ ھو ویتفق علیہ من اجر فھو بینھما نصفان الاناث ولو الاب میتًا یدفعہ کسب ابن الی امین یدفع کسب اناث الی امین مؤید زادہ معزیًا الی الخانیۃ اور جب کہ ہمیں لڑکے کسبی حد کو یعنی کسب کار کے لائق ہوں قبل بلوغ کے کذا فی المحیط آ تو باپ اوسکو کام کیواسطے سپرد کرسکتا ہے کہ وہ کسب مال میں اوسکی مدد کریں یا اوس سے فوری مزدوری کرا دیوے اور اوسکی اجرت سوا اوسکے خلاف اوسکی کسب کے اوسکا تصرف باپ پر حرام ہے بکار دیوے تک اگرچہ وہ تاجر ہوں فوری مزدوری پر اور اگر باپ فضول خرچ ہو کہ جو لڑکے پیدا کرتے ہوں اوسکو بیہودہ خرچ کرڈالتا ہو تو کسب لڑکے کا ہمیں سپرد کیا جاوے چنانچہ تاتارخانیہ الملاک صغیر کے امین کے پاس سپرد رہیں گے اگر باپ فضول خرچ ہو چنانچہ اسکی تصریح کی ہے مؤید زادہ نے خلاصہ کیطرف منسوب کرکے لیس للمقاطعۃ ان یاخذ شیئًا بعد علمہا بالحرام ولہا ان یاخذ الی آخرہ بینھما تفاوتٌ فلو لم یکن بینھما تفاوتٌ وجبت ان تعلمہ ان یبعث مالہ فتریح فی تجارۃ الی آخرہ مطلقًا لو تمنع مطلقًا لانہ کالانتقال من محلٍ الی آخرٍ شیخ زادہ نہیں جائز نہیں مطلقہ اسکو بعد عدت کے لیجانا اوسکو کا ایک شہر سے دوسرے شہر کو جبکہ دونوں میں زیادہ تفاوت ہو سپرد کرنا اور نہ تفاوت ہو سطرح پر کہ ممکن ہو باپ کا جانا اوسکو دیکھنا ہو اور دونوں اپنے شہر میں ہر آنا تو لیجانے سے عورت کو روکنا حاوی قاضیخان وہ دوسرا شہر عورت کا وطن ہو یا نہو اسواسطے کہ جب دو شہر نہیں ہوئے تو نہیں معلوم ہوا کہ قریب ہو یعنی کہ ایک دنیں جانا اور آنا مقصود ہے تو اوس شہر میں جانا بیسا ہے جیسے شہر کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کیطرف نقل مکان کیا کہ اوسکے لیجانے میں کچھ کلفت نہیں ہوتی الا اذا انتقلت من القریۃ الی المصر او من صحراء الی الصحراء لتحقق الضرر الولد یخلق باخلاق اھل السواد الا اذا کان ما انتقلت الیہ وطن الاول او تزوجہا فی وطنہا او لم یکن لہا وطن اصلًا او دار الحرب الا ان یکونا مستامنین او صورت تفاوت دو شہروں کی مطلقہ کو لیجانا ولد کا جائز نہیں مگر اوس صورتمیں جائز ہو کہ مطلقہ گاؤں سے شہر کیطرف جاوے اسواسطے کہ شہر میں صغیر کو شہر اور گاؤں کا فرق حاصل ہوگا اور الیکس کے یعنی شہر سے گاؤں میں لیجانا درست نہیں بسبب ضرر صغیر کے اسواسطے کہ گنوار دن کی صحبت سے صغیر کی خوبی نہ ہوگی مگر اوس صورت میں شہر سے دوسری بستی میں بھی لیجانا درست ہے جبکہ وہ بستی جسمیں مطلقہ گئی ہو وطن ہے اسکا اور حالانکہ ہمیں زوج نے اوسکا عقد نکاح کیا تھا اگرچہ وہ بستی کا فون ہو مگر بقول اصح کے بلکہ یہ وطن مطلقہ کا دار الحرب ہو تو وہاں صغیر کا لیجانا درست نہیں گر جبکہ زوج اور زوجہ دونو کا ذمی مستامن ہوں تو مطلقہ کو صغیر کا لیجانا دار الحرب میں بھی جائز ہے وھذا الحکم فی الام المطلقۃ فقط فاما غیرھا کجدۃ وام ام وام اعتقت فلا تقدر علی ذلک لعدم العقد بینھما الا بادنیہ کما یجیء الا ان یکون لہا ابٌ من اھل ذلک البلد فیلزمہا ما لقیت حضانتہا وبہ حکم یعنی صغیر کا دوسری بستی میں لیجانا فقط مطلقہ ماں کے حق میں ہے اور نانو سوا جسیے نانی دادی اور ام دادی اور ام جدہ اگر آزاد ہو تو قادر نہیں صغیر کے لیجانے پر اسواسطے کہ دونوں عقد نکاح نہیں گیا اب کی اجازت سے لیجانا درست ہے چنانچہ اب ہی منع کیا جاوے گا اجراح صغیر نے باکے شہر سے بدون اوسکے رضامندی کے جسمیں صغیر باکی پروردش میں ہو فلو اخذ المطلق ولدًا منہا لتزوجہا ازالہ ان یسکنہ

الا ان یبین حتی ایھ کان الرجعیۃ وتتہ المصنف فی شرحہ ما اذا لم یکن لہ من یتحمل الحج الیہ بعدھا وھو ظاھر سواء کان الذی زوجہ لہ ابتداء او اطلاقا بسبب نکاح کرنے والے نے ابتداءً یا اطلاقاً بسبب نکاح کے لیے علیحدہ کے جو جائز ہوا ہے کہ سفر میں جاسکے لیجا ہنیہ کا بیان تک کہ مرد کو اور حق اسکی کا یعنی جب عورت کی کو زوج نے ابتداءً یا اطلاقاً طلاق سے تو اب سفر میں ضرور کرنا جائز نہیں بلکہ اسکے پاس پہنچا جائے کہ مانع حضانت کا زائل ہو گیا جو حضانت نے عود کیا کذا فی السراجیہ اور مصنف نے اپنی شرح میں جو اوس شرط سے کہ جب بعد اسکے حق حضانت کے شریف انتقال کیا ہوا اور سید تقیید ظاہر ہے مقام تردد ہیں نہیں ایسے کے نکاح کر لینے کے بعد اگر ناشی سفر کی ہو کی تو الیہ باپ کو سفر میں لیجانا صغیر کا درست ہوگا اور اگر ثانی موجود ہو گی تو سفر میں لیجانا جائز ہوگا اور اسی شرط کو بعد اسکے حق پر درس ثانی کی نوشت ہو ھم شرنبلالیہ میں برہان سے وہ روایت منقول ہی ہو سراجیہ کے خلاف ہے کہ باپ کو صغیر کا لیجانا محل اقامت سے قبل استطاعت سفر کے جائز نہیں اگرچہ اسکے مصاحبت نہ ہی بوجہ انتقال ہو جانے امن کے کذا فی عامۃ الحواشی وفی الحاوی لہ اخراجہ الی مکان یمکنہ ان یتعہد لہ امکل یوم کما فی الحاوی قلیہ ظ اور حاوی میں ہے کہ بعد نکاح کر لینے اسکے باپ صغیر کا لیجانا باہر شہر کے اوس مکان تک درست ہو گا کہ ممکن ہو اسکو روزانہ آنا پھر روز بعد روز جانا جو ایک شہر کے دوسرے کنارہ میں لیجانا بھی اسی شہر کا شمار ہوتا ہے یعنی ہر روز دیکھ آنا ممکن ہو تو اسکو لا یا رکھنا چاہیے قلت وفی البزازیۃ اذا سقط حضانتھا لاٰم واحترز لاب اخرج علی ان یرجع لھا بعد ما ادت ان تحل کالو تمتع من ذلک او افتی شیخا الرجل ان یسافر بہ بعد تمام حضانتھا وبالثانی اخذ العتابی کالاب وعزاہ للخلاصۃ والثانی اختارہ فی الولوالجیۃ اور بزازیہ میں ہے کہ جب ساقط ہوئی حضانت ماں اور لیجانا صغیر کا باپ تو زبردستی نہیں باپ پر کہ صغیر کو اسکے پاس بلکہ اجب صغیر کے دیکھنے کو اور اسکی خبر گیری کو اور تعہد کو ماں ہر روز یا ہر ہفتہ یا ہر مہینہ اور اسکا کہ بعد تمام ہونے ایام حضانت کے باپ صغیر کو سفر میں لیجائے اور ہنکا فتوی دیا ہے کہ صغیر کے مصلحت باپ ہی کے ساتھ ہے اور اسی پر فتوی دیا ہے کہ صغیر کو سفر میں لیجانے کا باپ کے پاس نہیں کہ ممکن ہے کہ ماں کو اذیت دیوے اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ ماں کو اختیار ہے کہ باپ کو دیدے یا نہ دیدے ولہ ان یسافر بہ ان اراد الوفاء بشرط صحیح ھامش شرح وھبانیہ اور اگر شرط فاسد کی ہو تو باپ کو اختیار ہے کہ صغیر کو سفر میں لیجائے یا نہ لیجائے کذا فی الخلاصۃ اور مستفاد ہوا اس سے کہ ماں کو اختیار ہے کہ صغیر کو سفر میں لیجائے یا نہ لیجائے اور ظاہر ہے کہ اگر ماں کو سفر کا ارادہ ہو تو باپ کو اختیار ہے کہ صغیر کو سفر میں لیجائے یا نہ لیجائے اور

الغیر وجب علی الغیر باستیلائہ مرجع علیہ وقرارہ ومطالبۃ بدا بالاول لمناسبۃ تامۃ مرکبا کما اصل الباب اور نفقہ غیر کو واجب ہونا جیسے شخص تین سال تک ایک زوجہ منکوحہ اور دوسرا تین سال دوسری زوجہ کا مالک ہو جیسے مسیحو ٹھی غلام کا نفقہ ابو یوسف کے نزدیک ہر ایک پر لازم ہوگا اور نفقہ مقدم ہوگا جو پہلے زوجہ کا نفقہ بیان کیا ہو بسبب مناسبت اقبل کے یعنی کتاب النکاح سے بیان تک نفقہ زوجہ کے احکام بالاصالت مذکور ہوتے ہوئے اب النفقہ غیر میں بھی پہلے اوسیکا ذکر کرنا مناسب ہوا اور سطر نفقہ زوجہ کی تقدیم کی کہ زوجہ اصل ہے دوم کی اور ولد تابع ہے زوجہ کی تو نفقہ زوجہ کا مقدم ہونا مقتضائے قیاس ہے نفقہ زوجہ کا مقدم ہونا مقتضائے قیاس ہے للزوج قبل تکاح صحیح فاویان فسادہ او بطلانہ رجع بما اخذت من النفقۃ یعنی جو نفقہ زوجہ کا صحیح نکاح سے سوا اگر فساد نکاح کے ظاہر ہوا سطرح پر کہ وہ معتدہ کسی غیر کی یا بطلان نکاح ظاہر ہوا سطرح پر کہ وہ منکوحہ من رضاعی ہیں نکلی تو میرد سے مراد اوس نفقہ کو جو عورت نے لیا ہو کھا فی البحر الرائق اسو سطر کو وہ شرعاً وہ مرتہین تو اوسکا نفقہ بھی واجب نہیں لیکن نکاح فاسد میں عدت واجب اور نکاح باطل میں عدت نہیں اسو سطر کو وہ زنا ہوا اور زنا میں یہ عدت نہیں ہوتی ہے کھا فی البحر الرائق ہیں نفقہ پھیر لینا مذکور نہیں کہ نکاح باطل میں اور شبہ کی وجہ سے اقربہ کا حاصل میں نفقہ پھیر لینا مذکور کیا ہو بغیر طلبہ کے بھی قاضی نفقہ مقدر ہو جاوے اور اگر بحکم قاضی زوجہ نے آپ نفقہ دیا ہو تو رجوع نہیں اور یہی حاکمیری میں بھی مذکور ہو کذا فی حاشیۃ الدینی حل زوجہا الا جتماس نفقہ زوجہ کا واجب ہونا ہو تو زوج پر اسو سطر کو نفقہ بدلا ہو اعتبار کا یعنی زوجہ نوج کے گھر میں متعینہ ہوئی تاہم معاوضہ کو نہیں بنا سکتی لہذا زوجہ پر اوسکی خبر گیری ضروریات کی واجب ہوئی یہہ دلیل عقلی ہو وجوب نفقہ کی اور دلیل نقلی وہ ہو جو قرآن اور حدیث اور اجماع سے ترجمہ میں مذکور ہو چکی وکل حقوق الزوجیۃ فالنفقۃ کالمعوض وقاضی وعامل ووصی لیتیم ومتولی قیما مولیٰ الام العدو دومضارباً فرمال مضاربۃ اقرار اور مشخصین کہ محبوس ہو غیر کی منفعت کے واسطے زوج غیر ہوا اوس محبوس کا نفقہ لازم ہوگا جیسے کہ منفعت اور نگرانی کی تحصیل کا عامل تو نفقہ اوسکا بقدر کفایت اوسکی اور اوسکے اہل عیال مسلمین کے بیت المال سے جیسا اوسطر کو منقول اور قاضی اور عامل صدقات مسلمین کی کارسازی میں مصروف اور محبوس ہیں اپنی معاش سے نہیں کر سکتے اور یہ طریق نفقہ وصی کا ہے کہ مال یتیم جب ہے اوس وقت تک کہ صغیر کی صلاحیت میں مصروف رہے کذا فی الزیلعی اور یہ طریق نہ دی محتاجہ ہیں کا بیت المال میں جب کہ وہ زوج اعدا اوپر مرد قائم ہوگا جیسے کہ متولی اور وصی مضارب کیونکہ اوسطر کو مضاربت کیونکہ اوسطر سفر کیا تو مال مضاربت میں اوسکی روزی واجب ہے ولا یزید المال علیہ بالنفقۃ اور اعراض نہ دارد ہوگا مرد ان کا بسبب محبوس ہونے مرد ہوں کے راہن اور مرتہن دونوں کی منفعت کے واسطے یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب یہ ثابت ہوا کہ جب کوئی غیر کی منفعت کیواسطے محبوس ہو تو غیر اوسکی روزی واجب ہو تو لازم یہہ ہو کہ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن ہو تو مرتہن ہی اوسکی روزی واجب ہو حالانکہ راہن پر واجب ہو تو مرتہن پر شارح نے اسکا جواب یا کہ مرہون کی منفعت فقط مرتہن ہی کو نہیں حاصل ہوتی بلکہ راہن اور مرتہن دونوں کو فائدہ ہو یہ راہن کو یہ فائدہ ہو کہ بسبب رہن کے قرض ملا اور مرتہن کو بسبب رہن کے اپنا مال نقد رہ سکنیکا فائدہ حاصل ہو تو جب دونوں کی منفعت ہوئی تو ساقط الاعتبار ہوئی لہذا مالک پر بجہت ملکیت کے نفقہ اوسکا واجب ہوگا نہ مرتہن پر ولو صغیراً جد اوالد الا عامل ابیہ او اذا کان قیماً کما مر فی المحجر اگرچہ زوج نہایت صغیر ہو نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا اور اوسکا مال رہن نہ صغیر کے باپ پر گا اوس صورت میں باپ پر واجب ہوگا جب کہ وہ خاص ہو اور نفقہ کا چنانچہ بالمحرم میں اسکا ذکر ہو چکا لا یقدر علی الوطی لآلۃ الداء من قبلہ اگر یہ صغیر وطی پر قادر نہیں نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا اوسطر کو مانع حرمصاہرہ نہیں ہوا ہے کہ وطی کا اور یہ صغیر وطی پر قادر ہو جیسا صغیر وطی پر قادر نہیں نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا چنانچہ شارح قول آیندہ میں مذکور کریگا وقیل اگرچہ زوج نہیں نفقہ واجب ہوگا ولو کانت مسلمۃ او کافرۃ او کبیرۃ او صغیرۃ لا تطیق الوطی او تطیقہ ولکن لا یجامع دون الفرج حتی لو کان ذلک کان المانع منہا فلا نفقۃ لہا کما لو کانا صغیرین نفقہ زوجہ کا واجب ہونا جب ہو کہ زوجہ مسلمہ ہو یا کافرہ کتابیہ ہو یا کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ ہو جو وطی کے لائق ہو یا ایسی صغیرہ کہ جماع کے سوا تقبیل اور مساس کے لائق ہو یہاں تک کہ اگر تقبیل اور مساس کے بھی لائق نہ ہوگی تو زائل ہو استمتاع کا زوجہ کی طرف سے ثابت ہوگا تو اس صورت میں نفقہ اوسکا زوج پر نہ واجب ہوگا جیسے کہ صغیر کے اوسطرح ہی نفقہ

واجب نہیں جبکہ زوج اور زوجہ دونوں صغیر ہوں یہ صغیر میں ہیں دونوں طرف سے نفع موجود ہے لیکن نافع صغیر کا عمدہ روم ہے اور نافع صغیر کا قائم ہو تو اور وجوب قیام نافع کے باب صغیر ہونے سے ہوتی نفقہ کی ہوگی کیونکہ نافی صحیح الفقہاء تلامذ ابن النہایہ ہم مصنف کو مناسبت کو کہا ہے اور لوکان سلیم کے ساتھ مکان کان یغنی علی الظاہر بن لھذا مترجم نے ترجمہ کو کہا کہ فقیر کان حنفیۃ موطوءۃ اگر کان الزوج صغیرا لا یکاد کان دقعاء اور قرناء ہم اور زوجہ محتاج ہوا لہذا یہ قول ہوا نہوا اسطور پر کہ زوج صغیر ہو لیکن وہ بڑا ہو گوشت زیادہ ہو یا موٹے سے ہم اگر کوئی کے کہ جسد زوجہ پیٹ بڑا ہوتی ہو یا گوشت زیادہ کے باعث جماع کے متوقع تو نافع حرمت ہی کیونکہ یہ سن ہوا قیاس یا ہتا ہو کہ اسکا نفقہ زوج پر واجب ہوا اور کہا جواب یہ ہے کہ مانع زوجہ کیلئے سے ثابت نہیں کہ زوج ایسی صورت میں تقبیل اور مساس وغیرہ سے متنفع ہو سکتا ہے اور نفقہ واجب ہوتا ہے اسی بنا سے بامنفعت مطلقاً بالجملہ مستمتع بالجملہ ہونا وطی اور معتوھۃ او کبیرۃ لا توطأ وکذا صغیرۃ تصلح للخدمۃ وللاستمتاع ان امسکھا فی بیتہ عند ائمتنا الثلاثۃ وخالفہم زفر والنفقۃ فی الاولیین دون الاخیرۃ لنا ان الصغیرۃ لا تصلح للوطء فی الحال ولا یستمتع بھا کالکبیرۃ التی لا توطأ وقد قال اللہ تعالیٰ واللائی لم یحضن اور زوجہ ہیں ہوتا ہے اگر زوجہ ایسی صغیرہ کا وطی کے لائق نہ ہو اسطرح اوس زوجہ صغیرہ کا نفقہ واجب ہے جو لائق مدت گذاری اور ہوتا ہے کہ اگر زوج اوسکو اپنے گھر میں رکھے نزدیک ابو یوسف کے اور اسی قول کو ترجیح دی ہے صاحب کنز اور ایضاح نے کذا فی البحر الرائق ولو صغت نفسہا فلھا حملھا ولا ولکنہ مؤجل عند الثانی وعلیہ الفتوی کما فی البحر والنھر وارتضاہ الشرنبلالی الاشبیلی ویستحق بہ النفقۃ فتجب دیکھا ہو اور اگر زوجہ اسنے اپنی ذات کو روکا بعد یعنی وطی کے قادر ہو نوزوجی ہو اور اسطرح مہر میں لینے کے بارے ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مہر حال ہوا نہیں اگرچہ تمام مہر مؤجل ہو تو بھی مع ہذا نفس سے نفقہ ثابت نہیں ہوتا نزدیک ابی یوسف کے اسی سطر کو جب زوجہ نے مہر کو سو حال کر دیا کیونکہ وطا مہر ہی زوجہ کو بافضل بنا تو اپنے حق استمتاع کے سفر اسی راضی ہوا اور اسی قول ابو یوسف پر فتوی ہو جیسا کہ بحر الرائق اور نہر الفائق میں ہوا اور اشباہ کے متن نے بھی اسکو ترجیح دی ہے کیونکہ اسطور پر کنا زوجہ کے حق ہی ہو تا وجود اسکے بھی نفقہ کی مستحق ہوگی بقدر حالہ جانب نفقہ واجب ہوتا ہے اور اسی طرح ہوتا ہے اور مخاطب بقدر وسعہ والباقی فی ذمتہ ولو موسرا وھی فقیرۃ لا یلزمہ الا ان یطعمھا اما کل بل یبذل لھا ما یکفی الخ اور زوجہ کے نفقہ میں ہوتا ہے جو حال نفقہ میں مکے اور اسی پر فتوی ہو کذا فی الہدایہ تو اگر زوج اور زوجہ دونوں مختلف ہیں تنگدستی فراخی کے ساتھ واجب ہے اور اگر دونوں مفلس ہیں تو تنگی نفقہ کی لازم ہوا اور اگر دونوں کم مقدور ہوا اور زوجہ متقدر والی ہو تو زوج مخاطب ہے بقدر مقدور کے اور باقی نفقہ زوج پر دین ہوگا بوقت قدرت اوسکو ادا کرے اور اگر زوج مقدور والا ہو اور زوجہ محتاج ہو تو لازم نہیں زوج پر کہ کماتا ہو اوس کو جس سے آپ کھاتا ہو بلکہ اپنا سا کھانا کھلاتا مستحب ہے حالانکہ یہ سہی ہے کہ جب زوج اور زوجہ کا حال یکساں ہو ایک صاحب ثروت اور دوسرا مفلس تو درمیان متوسط نفقہ واجب ہو یعنی اوسط درجہ کا نہ تو اعلیٰ درجہ کا نہ ادنیٰ سے زیادہ کفایت کرے اور یہ قول مفتی بہ یعنی واجب نفقہ بطریق حال زوجین حسان کا قول ہے اور کہتی ہے کہا کہ واجب نفقہ میں زوج کا حال معتبر ہے اور یہی ظاہر الروایت ہو اور یہی مذہب امام شافعی کا ظاہر الروایت کی دلیل نص قرآنی ہے کہ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے اور جسپر رزق تنگ کیا ہو اسکے موافق ہے تاہم یہ دلیل مفتی ہے کیونکہ اسطور اوس حدیث سے استدلال کیا ہے جو صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہ سے مروی ہو کہ ہند بنت عتبہ نے کہا یا رسول اللہ ابوسفیان مرد بخیل ہے مجکو اوسقدر نہیں دیتا جو مجکو اور میرے ولد کو کفایت کرے لیکن اگر اوسکی اونہ تنگی میں لیلوں تو مجکو کفایت کرسکتا ہے حضرت نے فرمایا کہ لیلیا کر جو تجکو اور تیرے ولد کو کفایت کرے معروف دستور کے یعنی متوسط نہ زیادہ نہ کم قوس حدیث میں حضرت نے ہند کے حال کو بھی معتبر رکھا اور رعایت حال زوجین بھی قرآنی کے بھی موافق ہو کہ زوج محتاج بقدر اپنی طاقت کے دیوا اور باقی نفقہ زوجہ ادا کرے ہو اور اسکے عقد دوسرے سے ہو اسپر دین ہو جبکہ مقدور ہو کما ثبت اقرار کرلا وھی فی بیت ابیھا اذا لم یطلبھا الزوج بالنقلۃ الی بیتہ یفتی بنفقۃ زوجہ کذا فی الجوھرۃ النیرۃ اگرچہ زوجہ اپنے باپ کے گھر میں ہو بشرطیکہ زوج نے مطالبہ بنقل مکان کا نہ کیا ہو اور مستقل بین استمتاع پر قادر ہوا ہو اور اسی پر فتوی ہو کذا فی البحر الرائق اور اگر زوجہ لڑکا ہو اور زوجہ کو ابو کم عمر ہیں اور وہ نہ آئی ہو اپنے سسرال میں دو تین مرتبہ خلوت ہوئی ہو تو نفقہ واجب ہوگا بخلاف سلیمہ کے وکذا اذا طلبھا ولم تمتنع او امتنعت للمھر او لم تسلم نفسھا لیلا لانفقۃ استحسانا لقیام الکل بتسلیم کذا لو سلمت لیلا ثم طلبت نقلت او فی نزلھا فاقامت وامتنعت

بالمنعت وحکیہ العفتی کما حرّرہ فی الفتح اور سیاق نفقہ وجب ہوگی نہ نے زوجہ کو بلایا ہو اور اوسنے آنیسے انکار کیا ہو وہ معہ محمول
یعنے کہ ہمارے یہاں ہوگئی ہو زوج کے گھر میں اگر یہ سبب بیماری کے لاحق وطی کے نہ ہی ہو تو بھی وہ مستحق نفقہ کی بہ دلیل استحسان کے بسبب تمام ہونے امتناس
کے اور حاصل ہونے استیناس اور دواعی جماع اور حفظ عفت کے اور سیاق وجب ہے نفقہ اگر بیمار ہوئی ہو گھر میں ہو زوج کے گھر میں آئی یا نہ گھر میں بیمار ہی
اور زوج کو اپنے پاس کے آنیسے مانع نہ ہوئی اور اسی روایت پر مفتو بہ ہے چنانچہ فتح القدیر میں اسکو تحریر کیا ہو وفی الثانیۃ مرضت عند الزوج فانتقلت
لدار ابیہا ان لم یمکن نقلہا فخدمتہ فیہا فلہا النفقۃ الا کما لا یلزمہ مداواتہا اور خانیہ میں ہو کہ بیمار ہوئی زوجہ غریبہ زوج کے پاس ہو آئی
اپنوں کے گھر میں ہو زوج نے لیجانے کو چاہا تو اگر ایسی بیمار ہو کہ ممکن ہو اسکا لاٹ و ولی وغیرہ کی سواری میں نہ ہو سکے اور اگر ڈولی میں ہو سکتی
ہو اور نہ آوے تو اوسکا نفقہ لازم نہیں چنانچہ زوج پر زوجہ مریضہ کی وہ اطلاع کرنا واجب نہیں اور اجارت طبیب اور فصد کی وجہ ہو کہ فی العالمگیریۃ لا
نفقۃ لہا حتی تحضر مع زوجہا او وکیلہ ابنہ ومعتادۃ مرضہا ومنکوحۃ فاسد وعدۃ واما لو توفیت او صغیرۃ لم توفہا او الخادم من بیتہ
بنیر شیء وفی الخانیۃ عشرۃ حتی لو ابی ان یسافر الا خلافا للشافعی زوجہ پر نفقہ وجب نہیں گیا ہو مگر ترکہ کا زوجہ کو حاجتے زوج
کے ولد کا پوسہ لیا ہو اور یہی حکم ہو جمیع اصول اور فروع زوج کی تبیل کا اور منکوحہ تیجاج خانہ کا اور اوس لونڈی منکوحہ کا جسکے
مولی نے اوسکے واسطے علیحدہ مکان نہ ہونے کو نہیں دیا اور زوجہ صغیرہ کا جو لائق وطی اور خدمت اور مونست کے نہیں اور نفقہ وجب نہیں اوس زوجہ کا جو نکل گئی
زوج کے گھر سے ناحق یا عذر شرعی اور ایسی عورت کو شرع میں ناشزہ کہتے ہیں یہانتک کہ زوجہ کے گھر میں ہو آوے تو ناشزہ ہو گی اگر یہ بے مسافرت کے جلے
زوجہ کے گھر میں آئی تو بخلاف نہ ہب شافعی کے اسکو کہ اگر زوج کے روبرو گھر سے نکل گئی اور زوج نے منع کیا پھر بعد اسکے تو وہ اپنے زوج کے گھر
میں آوے تو نفقہ اوسکا وجب نہ ہوگا نہ شکیہ زوج گھر میں نہ آوے کو کہ اغی حاشیۃ الیرملی عن حاشیۃ الرملی نشوز لغت میں عبارت ہو عدم رفقت اور ناوفاقی
زوجہ سو اور ہے اسلام فقہ میں عبارت ہے خروج ناحق اور منع نفس سے اور یہی تعبیر خصاف سے منقول ہے کما فی البحر والحول اما فی عرف الشرع فیکتفی
وتستقر بہ المفروضۃ لا المستدان فی الاصح کما مر اور قول زوجہ کا معتبر ہے عدم خروج میں ناشزہ قسم کے بیقی اگر زوجہ نے دعوی کیا زوجہ کے
نشوز کا اور گواہ اوسپر نہیں اور زوجہ منکر ہے نشوز کی اور اسپر قسم کھائی ہو تو زوجہ ہی کا قول معتبر ہوگا کہ نہ ہی نفقہ دینا لازم آوے گا اور ساقط ہوتا ہے اسپر نفقہ
کے نفقہ مفروضہ مقدر فضا صحیح میں باستدعت کے یعنے اگر زوجہ کا نفقہ کچھ مقرر کیا ہو دیگر گذرے اور اسنے نہ دیا ہو اور پھر وہ گذر گئے تو
زوجہ نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر بوجب اجازت زوج یا بحکم حاکم ہی اوسنے نفقہ وصول لیا ہو اور پھر تحمل گئی تو یہ ساقط نہ ہوگا زوج کو دینا پڑیگا اور یہی حکم جارحہ
کا خراب زوج کر گیا ہو اور زوجہ مفروضہ ساقط ہوگا نہ مفروضہ کذا فی حاشیۃ الرملی انما قالوا لا نفقۃ الا بقضاء او رضا لقولہ ثم الرضا لو ثابتا دلالۃ
اور مفتی بہ کذا فی السراج الوہاج یہ ناشزہ کے اسواسطے کہ اگر زوجہ زوج کو گھر میں نہ آنیکو کہے اور اسکو کسی ظاہر حال قدرتہ زوجہ پر دلالت
کرتا ہو چنانچہ یا کوئی کافر مسلمان ہو کر یہ مسئلہ ہے کذا فی البنایۃ وشمل الزوج الحکمی کما ان کان المنزل لہا فنقلت من الاول الی ثان فطلبہ فابت
طالبتہ بالنقلۃ اور خروج ناشزہ کا خروج حکمی کو بھی شامل ہے چنانچہ مکان عورت ہی کا ہو اور وہ زوجہ کو اپنے پاس نہ آنے دے یہ جو ذکر ہوا
اشارہ ہے کہ ہی اسکا نفقہ زوج پر ثابت ہوگا جبتک کہ نہ زوجہ نے زوج سے منتقل مکان کا سوال کیا ہو یعنی اگر زوجہ اپنے گھر میں رہتی ہو اور زوج سے کہو کہ تو میرے
مکان میں آجا میں یہاں نہ رہوں گی اور زوج نے انہیں تو تحت کیا ہو اور زوجہ نے اس حالت میں اپنے پاس آنیسے روکا ہو تو نفقہ اوسکا ساقط نہ ہوگا اور لہذا
فیہ شبہۃ یثبت السلطان فامتنعت منہ فہی ناشزۃ للعرف اعتبارا بالشبہۃ فرقوا بما نحن فیہ لان الاصل حرمۃ مال المرء حتی یثبت بالغصب
او بایت الزفاف لہ بالکلیۃ او السفر عند وعد ہ لہا لیتمکن من نقلہا فلہا النفقۃ اور اگر اوس گھر میں جسمیں زوج منتقل مکان کا آرا رہ کرتا ہو شبہ
معلوم نہیں کہ حلال مال سے بنا ہو یا حرام موجب سکان یا وشاہی ہو جو زوجہ نے وہاں جانے سے انکار کیا تو وہ عورت ناشزہ جو بثبوت شبہ موجب ساقط ہونے نفقہ سبب
کے ہارکو زنا نہیں یعنی کچلا زنا بسبب کثرت یا زنا تی کے اسکا لائق نہیں کہ شبہات سوا اوسکے کہ جنکا حرام خالص ہے بچنا اور یہ ورنہ علاوہ اسکے چنانچہ بیان

سنت ہے اور اطلاق نوح فرض ہے اور ترک فرض کا واسطہ سنت کے جو ان ہی کے خلاف ہے کہ نوح کے ساتھ مقید کے گھر میں رہے پر سلم ہوا کہ یہ گھر جس کے ساتھ مرد و دان سے حل کی گئی تو ناشزہ نہ ہوگی اور اسطرح کو بعد شرعی علی ہذا ہے یا زوجہ قید کے گھر میں رہتا ہو اور مان زوجہ کر بلایا اور وہاں جانے سے انکار کیا یا زوجہ نے بلایا کہ سفر میں ساتھ لیجائے اور اس نے ساتھ جانے سے انکار کیا تو وہ ناشزہ نہیں اور اسکا نفقہ بقول منتہی واجب ہے اور اسطرح کو سفر میں لیجانا اور دن رہنی زوجہ کو نوح کو جائز نہیں ہے اور اسنے کہ اپنی عورم سفر میں ہے اور اسنے کہ اپنی ساتھ لے آوے اور اسنے اور اسکو ساتھ جانے سے انکار کیا تو بھی ہم ناشزہ نہیں اور اسکا نفقہ نوح پر لازم ہے اسواسطے کہ ناموج کے ساتھ عورت کو سفر کرنا جائز نہیں اور اگر سفر سے کہ مدت ہر یعنی اگر وہ منزل ہو اور ناموج کے ساتھ جانے سے انکار کر گیا تو نفقہ ساقط ہوگا کذا فی ہدایۃ البدائی وکذا الواجب نفقۃ الاہل صحیح من جہاشش ۔ ولو حج وقبل تکون ناشزۃ اور سپاہیان نفقہ زوجہ کا واجب ہے اگر اسنے سفر کی کل کی رکھے دودھ پلانے کی اور نوح اور کا شرب ہو کہ اسکو عار آتی ہو دودھ پلانے کی نوکری سو اور حالانکہ زوجہ نوح کے گھر سے باہر نہیں کلی بلکہ وہیں رہ دودھ پلاتی ہو تو ناشزہ نہیں اور دوسرا قول کہ ہیں ناشزہ ہو اور اسی قول کو بیکر شارح نے ضعیف کہا ہو مفید کہا ہو قوی کہا ہے اس دلیل سے کہ نفقہ زوجہ کا نوح پر واجب ہے پر ہیز کرنا دودھ پلانے کی وجہ سے ولو کلفاہ تسلمت نفسہا باللیل دون النہار او عکسہ فلا نفقۃ لنقص التسلیم قال فی المنح وہو مخرج حوادث الدہر فی زماننا بانہ لو سلمت نفسہا باللیل دون النہار التی تکون بالنہار فی مصالحہا والیل عندہا فلا نفقۃ لہا انتہی قال فی النہر فیہ نظر اور اگر زوجہ نے تسلیم کی اپنی ذات رات کو تو دن کو یعنی رات کو نوح کے پاس رہتی ہو اور دن کو اپنے کاروبار کو جاتی ہو یا اسکا عکس یعنی دن کو نوح کے پاس رہتی اور رات کو اپنی ضروریات کیلئے اسطرح جاتی ہو تو اسکا نفقہ نوح پر لازم نہیں بسبب نقصان تسلیم کے اور یہی ہے کہ اس زمانہ میں معلوم ہو گیا جواب اوس شخص کو جو ہمارے زمانہ میں پیش ہوا اسطرح کہ اگر بیشہ ور عورتوں سے نکاح کر جیسے رانڈ بھانڈ یا مرد و شوباش طاوس حوض کو اپنے گھر میں رہنے دیں اور رات کو اپنے زوجہ کے پاس رہتی ہیں اور وہ کا نفقہ نہ لازم ہوگا بسبب نقصان تسلیم کے انتہی کلام المجیب منہ الفاظ ہیں کہ اس جواب میں اعتراض ہے ہم شارح نے اعتراض کو بیان نہیں کیا علی مشی نے کہا وہ اعتراض کی یہ ہے کہ قاید وغیرہ اپنے کسب میں سفر دور میں بخلاف اسکے مولیا عذرات ذکر کہ تسلیم نفس کی شرع رستی ہے اسکا جواب دیا کہ کسبا یہ وغیرہ کا عذر نہیں اسواسطے کہ نفقہ عورت کا نوح پر لازم ہے تو وہ کسب منع کر سکتا ہے مولیا نے کہا کہ منقصہ اور مجوسہ اور حاجہ باوجود سفر دور ہونے کے بھی ساقط النفقہ ہیں بسبب تسلیم کے تو ثابت عذر وجوب النفقہ کی دلیل نہیں ہو سکتی فا فہم ۔ ولو طلبا اذا جسامہا من ابن لہ فلہا النفقۃ ولا یصیر جوہرہ وکذا لو قدر علی الوصول الیہا والجس جبر یہ کجسامہ طلبا قید ہی عورت کا نفقہ نوح پر نہیں اگرچہ ظلم قید ہو اسواسطے کہ نوح کو اختیار نہیں گو جبکہ نوح ہی نے اسکو قید کیا ہو بسبب ترک حق کے عورت پر ہو تو اسکو نفقہ نہ ملیگا قول اصح میں کذا فی البزاز ہ اور اسطرح زوجہ مجوسہ نفقہ نہ پاوے گی اگر نوح قید خانہ میں اوس کے ہو کر اور سپرد نہ کرتا ہو کذا فی الغیاثیہ فیہا نوح کے قید میں نہیں نفقہ اوسپر لازم ہے ہر طرح سے خواہ وہ ناحق قید ہوا حق پر عورت اوس کو پہنچ سکتی ہو یا نہ ہو اسطرح کو فوت اختیاس اور مدد تسلیم بہاں ہر تکی طرح سے نہیں علاوہ اسکے نوح کے گھر میں وہ موجود بھی ہو اور وہ نکل جانیسوا اسکی بھی نہ ہو کما توہم الحقیت اختیاس قائم ہو لکن فی تصحیح القدوری تجب نوح بحبس السلطان فالتصحیح سقوطہا لیکن تصحیح قدوری میں نہیں ہے کہ اگر نوح قید خانہ سلطانی میں ہو گا تو قول صحیح یہ ہے کہ نفقہ ساقط ہو جاوے گا اور یہ تصحیح قدوری کو کہ تصحیح قدوری کو کہ تصحیح قدوری کو ک

وَيُضَيِّقُ عَلَيْهَا فَتَفْتَدِيَ مِنْهُ عِنْدَ الْمُنَاشَزَةِ وَبِهِ نَأْخُذُ لِأَنَّ الْمُتَعَارَفَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَسَادِ يَسْتَدِلُّ بِهِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا نَشَزَتْ عِنْدَهُ يَأْخُذُ فِي ضَرْبِهَا وَشَتْمِهَا لِتَفْتَدِيَ مِنْهُ وَلِأَنَّ الْمُنَاشَزَةَ مِنْ قِبَلِهَا فَلَا يَسْقُطُ حَقُّهُ بِفِعْلِهِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهَا شَيْئًا وَإِنْ أَخَذَ رُدَّ عَلَيْهَا لِأَنَّهُ أَخَذَ عِوَضًا عَمَّا لَا يَمْلِكُ وَهُوَ الْبُضْعُ وَلِأَنَّهُ أَخَذَ عِوَضًا عَمَّا لَا يَسْتَحِقُّ وَهُوَ تَرْكُ الْقَسْمِ وَالنَّفَقَةِ وَإِنْ أَخَذَ مِنْهَا عِوَضًا عَنْ نَفَقَةِ الْمَاضِي وَقَدْ كَانَ فَرَضَهَا الْقَاضِي أَوْ صَالَحَهَا عَلَيْهَا جَازَ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ ثَابِتٍ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَفْرِضْهَا الْقَاضِي وَلَا صَالَحَهَا عَلَيْهَا لَمْ يَجُزْ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ سَاقِطٍ وَإِنْ أَخَذَ مِنْهَا عِوَضًا عَنْ نَفَقَةِ الْمُسْتَقْبَلِ لَمْ يَجُزْ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ لَمْ يَجِبْ بَعْدُ وَإِنْ أَخَذَ مِنْهَا عِوَضًا عَنْ نَفَقَةِ الْحَالِ جَازَ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ ثَابِتٍ وَإِنْ أَخَذَ مِنْهَا عِوَضًا عَنْ نَفَقَةِ الْمُسْتَقْبَلِ لَمْ يَجُزْ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ لَمْ يَجِبْ بَعْدُ وَإِنْ أَخَذَ مِنْهَا عِوَضًا عَنْ نَفَقَةِ الْحَالِ جَازَ لِأَنَّهُ عِوَضٌ عَنْ حَقٍّ ثَابِتٍ

ویضیق علیہا فتفتدی منہ عند المناشزۃ وبہ نأخذ لان المتعارف بین اہل الفساد یستدل بہ فان المرأۃ اذا نشزت عند زوجہا یأخذ فی ضربہا وشتمہا لتفتدی منہ ولان المناشزۃ من قبلہا فلا یسقط حقہ بفعلہ ولا یجوز ان یأخذ منہا شیئا وان اخذ رد علیہا لانہ اخذ عوضا عما لا یملک وہو البضع ولانہ اخذ عوضا عما لا یستحق وہو ترک القسم والنفقۃ وان اخذ منہا عوضا عن نفقۃ الماضی وقد کان فرضہا القاضی او صالحہا علیہا جاز لانہ عوض عن حق ثابت وان لم یفرضہا القاضی ولا صالحہا علیہا لم یجز لانہ عوض عن حق ساقط وان اخذ منہا عوضا عن نفقۃ المستقبل لم یجز لانہ عوض عن حق لم یجب بعد وان اخذ منہا عوضا عن نفقۃ الحال جاز لانہ عوض عن حق ثابت وان اخذ منہا عوضا عن نفقۃ المستقبل لم یجز لانہ عوض عن حق لم یجب بعد وان اخذ منہا عوضا عن نفقۃ الحال جاز لانہ عوض عن حق ثابت

گر نہیں نہیں آئی یعنی ایسی بیمار ہو کہ بدون مجامعت کے مر گئی نہیں اسکی زوجہ کے ساتھ تو اسکا نفقہ واجب نہیں اگر بیوہ ہو کہ زوجہ کے گھر میں آئی ہو اگرچہ ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو تو بھی نفقہ واجب ہوگا جیسے مسلم تسلیم کرادی البرہ ومغضوبۃ کرہا اور اس زوجہ کا نفقہ زوج پر نہیں جسکو زبردستی کسی نے چھین لیا اور اپنی وسعت کے نزدیک نفقہ منصوبہ کا دام جو زوج پر لازم آتا ہے اور اگر عورت رضامندی سے ساتھ چلی گئی تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو گیا فی حاشیۃ الدنی وحاشیۃ ولی نفلا لا بمعدوف اور جو حق نفقات کا ہے جناس اور اوس زوجہ کا نفقہ نہیں جو جج کرنے گئی ہو یا زوج کے ساتھ اگرچہ محرم کے ساتھ گئی ہو اگر یہ نفل حج ہو نفقہ ساقط ہے بسبب خاوند جانے کے جناس اور ابو یوسف کے نزدیک اگرچہ فرض ہو گا تو نزدیک ہر واقعہ طلبی معنی نہ کہا کہ شارح کو لازم تھا کہ لا نفلا کے مقابلہ پر فرضا کما اسوا سطحہ کہ فرض حج کے جانیں ساقط اور عدم سقوط نفقہ میں اختلاف ہوا اور نفل حج میں تو بالاتفاق نفقہ ساقط ہو اور معذورۃ علیہ نفقۃ الحضر خاصۃ لا نفقۃ السفر ولا الکراع اور اگر زوجہ بدیع کے ساتھ حج کو گئی جلی تو زوج پر بقدر نفقہ حضر کا واجب ہے جو نفقہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری کا کذا فی الدرر امتنعت المرأۃ من التحول او الخروج ان کانت ممن لا تخرج او کان لہا عذر فلہا نفقتہا وان کانت ممن تخرج او لیس لہا عذر فلا نفقۃ لہا ان امتنعت لطلب حقہا او لتعنتہ علیہا او لتزوجہا بغیرہ او لانہ لا یأمن علیہا او لانہ یرید نقلہا من منزلہا الی منزل وحش او طریقہ مخوف او لانہ یرید سفرا بہا او لانہ یرید نقلہا من بلدہا او من محلتہا الی غیرہا او من منزلہا الی منزل آخر فی المصر او فی بلد آخر لم یکن لہا النفقۃ لانہا بالامتناع صارت ناشزۃ وان کانت ممن لا تخرج او کان لہا عذر مثل ان کان یریدہا للزنا او للفجور او لیأخذ مالہا او لیقتلہا او لیحبسہا ظلما او کان فاسقا او کان یشرب الخمر او یترک الصلوٰۃ او کان یضربہا ضربا مبرحا او کان یؤذیہا بلسانہ بالسب والشتم او کان یرید اخراجہا من بیت کان لہا فیہ او کان یرید اسکانہا مع ضرائر لہا او کان یرید اسکانہا مع اقربائہ الذین یؤذونہا او کان یرید اسکانہا فی سکۃ لیس فیہا الا الفساق او کان یرید اسکانہا فی بیت لیس فیہ

بیٹھنے اور باقی سامان گھر کا جیسے چارپائیاں اور بستر اور برتن وغیرہ جیسی دری شطرنجی اور چٹائی صفائی ہو اور جیسا ہو ویسا ہی دینا چاہیئے
گلیمی اور مٹھان جو مدینہ میں گھاس سے بنا جاتا ہے اس سے اکثر گلیمی یا صابون بطور عادت ہر ملک اور ہر چیز میں ہے جو عورت کی نیل گندگی
کو دور کرے اور تر و تازہ کرے ان کی جو تمیان اور جو تہ میں اور بھوپا یاں اسکا ہر جو ہر اور بیرونی میں جو قاشیہ ہوتی ہے باقی مضمون ہر جو ہر کا پوں متوازن
ہے کہ لمذا ذات اور نزاکت کی چیز جیسے خصاب اور سرمہ سوزن ہر جو ہر میں اور اسکا اختلاف ہوجاتا ہے ہوتا ہے جب وہ تو عورت ہے استعمال کرے اور تر تیب
بھی روح پر واجب نہیں مگر استقرار کیلئے ہندکو دور کرے خوشبو دار ہو اس سے اور طلاق جیسا کی اجرت طیب اور فضلہ اور پھیپھڑی کی تر ہے ہر واجب نہیں اور انا
باقی دینا چاہیئے جس سے عورت ابھی کپڑے ہو رہے اور اپنے بدن کا تیل جو ہوتا ہے مثلاً اور مجرد الرائحہ کا باقی مضمون ہے ہر جو ہر واجب ہیں کہ لیان
طلاقیکی اور صابون اور تیل چراغ کیواسطے اور پانی جسل اور وضو کا زوج پر واجب ہے کذا فی الظہیریۃ والواقعات اور یہ جو خلاصہ میں ہر کہ وضو کا پانی زوج پر
فرض نہیں سو ضعیف روایت ہو وھذہ اجرۃ القابلۃ علی من استاجرھا من زوج او زوجۃ او وجاءت بلا استیجار فیل لہا فیہ قولان علیہا
اور جو الرائحہ میں ہے کہ اجرت دائی جنائی کی اور ہر جگہ سے استاجر کیا ہو مرد ہی ٹھہرا کر خواہ زوجہ نہ ہو اور اگر دائی خود بلا خود ہی ہو تو کچھ
خود نہ دیوے اور کسی کو زوجہ کی محل پر فرض نہیں ہے وکذا فرض لہا الکسوۃ فی کل نصف سنۃ مرۃ لحدیث الناجیۃ مرتان وفرض ہے اور فرض ہے عورت کو پوشاک کا دینا
ہر نصف سال میں ایک بار یعنی سال میں دو جوڑ کپڑے مرد زوج پر فرض ہیں لیکن جب کپڑے حاجت کے باصلاح گرمی اور سردی یعنی گرمی کی پوشاک جاڑے
میں کام نہیں آسکتی اور نہ جاڑے کی گرمی میں کام آتی ہے لمذا سال بھر میں دو بار پوشاک کی حاجت ہوتی ہے اور اگر قبل مدت کے کپڑے عورت کو پھٹے
تو اگر جیسے مواقع عادت کے اصباط سے پہنے اور پھر بیت گیا تو زوج پر اور پوشاک دینا واجب ہوگا اور اگر خلاف عادت بے احتیاطی سے پہنا تو
تو زوج پر نئی پوشاک دینا واجب نہیں کذا فی السراجیۃ ثم اذا طالت المدۃ والزوج لہا انفاقا علیہا بنفسہ او لیعد فرض الفاضی حاصلہ
لو ان ظہر للقاضی عدم انفاقہ فیفرض ای یقدر لہا بظہا مع حضرتہ ویامر لہ بدفعہ الیہا ان شاء سلمہا والا بکس حیث
ما شاء ولو ان تاکل من طعامہ وتقدم لہا من کرامیہ بلا اذنہ فان لم یدع لہا حسبہ ولا استقذ طعمۃ فلا ضمان
وغیرہا اور زوج کا جائز ہے نفقہ دینا عورت کو بجائے طعام کے اگر چاہے کہ عورت کو باہر بھیج کر دینا کہ عورت کو باہر نکلنا پڑے تو ہی اگر یہ خرید کر دینا بہتر نہیں کہ دیوے
قاضی کے ہو کر دینا الخاصہ کہ یہ کہنا قاضی کو ظاہر ہو نہ نفقہ دینا زوج کا تو اگر قبل اسکے قاضی نے نفقہ نہ معین کر دیا ہو تو اب عورت کا نفقہ ٹھہرا اور دشوار ہے ایک شرط
یہ کہ عورت کی مرد نہ ہو سے معین کرنا ہو اور دوسری شرط یہ کہ وقت حاضر ہونے زوج کے معین کرے اسکو ہلکہ کہ غائب پر حکم جائز نہیں اور بعد معین کرنے نفقہ
کے اگر یہ دینا معلوم ہو تو قاضی حکم کرے اور مرد عورت کو نفقہ دیوے اگر شکایت کرے کہ عورت اسکے انوار و بدیر کا کرتی ہے تو صاحب دستار خوان ہو
اور اگر زوج بھی اور صاحب دستار خوان ہو کہ بہت لوگ اوسکی کشتی میں رہتے ہے اوسکو دستار خوان پر کھانے میں نہ قاضی کو نفقہ دیوے گا اور سیر نہ کرے گا بجائے اسکے اوسکو
عورت کو اختیار ہو کہ اسکے کھانے میں کھالے اور اوسکو کپڑا دینے سے بچ رہا ایسا کرے اور اسکی اجارت کی اسکو ہلکہ کہ جو شخص بسیار خور ہو اور سخاوت کو غیر دین کہ
فاوحت کھالیا اور دیتا رہا ہو عورت کو نفقہ دے اس میں کچھ حرج نہیں اگر بعد حکم انفاق کے زوج کہہ سکتا ہے تو قاضی اوسکو
ثابت کر سکے اور اس قید سے یہ بھی ہاتھ سے کہ نفقہ دینے سے ساقط ہوگا کذا فی الخلاصۃ غیر انہ فی قولہ فی کل شہر اشکال کما لا یخفی وسیاتی للمصنف
وسیاتی للمصنف اور مصنف کا یہ قول کہ قاضی فرضیہ کا نفقہ معین کرے اور اوسکی اجارت کی ہے یہ کہ ہر شخص پر ہے وہ عدت ٹھہرا ہے جو شخص بسیار خور ہے اس شخص کے پیٹ کا
پیمانہ دیکھ کر اسکی مدت ٹھہرانا چاہیئے اور یہ مدت اس کے اندازہ کے سال بھر کی مدت ٹھہرا دی ہو سکتا ہے کہ یہ مدت جیسے لوہار اور درزی اور مزدور کی
مدت ایک کے کاموں میں مختلف ہے قاضی ایسے لوگوں پر حکم کرے کہ نفقہ معروف مقرر کریں اسوسطے کہ ان پیشہ وروں کی ایک جماعت کا خرچ کیساں گنی ہوگا
کلاصہ زیدہ اور کمی اور ایسے کو دسال ہو کا خرچ دیکھا ہوا اور اگر زوج سوداگر ہو یا ایسا نوکر ہو جسکو بعد بیسنے کے تنوا ملتی ہو اسپر مہینہ مہینہ کا خرچ مہینہ کا خرچ مہینہ کا
اذا فرض القدر وغیرہ فو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کلام کا لفظ انفاق جو ہنوز اعتراض واللہ اعلم ثم کل یوم کما ایاما الطلاق کل یوم عند الشافعی

الاوّل اور زوج کو اختیار ہو ہر روز کا نفقہ دینا جیسے عورت کو اختیار ہے ہر روز طلب کرنا کہ نفقہ اگر چہ پیشوا در بکار ہ بیاورد یا نہ ملاہ سہ ماہ یا سال کی مدت نفقہ کیونکہ لازم نہیں کہ اور کا تنگ جائز نہ ہو بلکہ بنا بر تخفیف زمین کے ہو اور اگر وہ راضی ہوں کہ ہر روز یا لیا کریں تو بھی جائز ہو وَلَهَا اَخْذُ كَفِيلٍ نَفَقَةَ شَهْرٍ بِالْكَسْرِ وَاَمَّا مَنْ عَسِيَهُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبِهِ يُفْتَى يُؤْمَرُ بِاَدَائِهَا لِكُلِّ يَوْمٍ سَاعَةَ يَدْخُلُ بِهَا الْاَوَّلُ اور زوجہ کو جائز ہو ہمیشہ ہر کے لینا زیادہ کا ماضی لینا کہ خوف ہو کہ زوج کے یعنی اگر زوجہ ہر روز کہ نہ دے ہمیں بطلا ہو گیا اور زوج ہر ہفتہ یا سال کے نفقہ کا ضامن ہا نگو تو بلی یوسف کے نزدیک یہ جائز ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ہمیشہ ہر ہفتہ یا ماہ کا کفالی نہ لیا جاوے اور عورت کی نفقہ بر بالی رہیں تو قیاس کہ نوشس وہ ہیں غائب ہونیکا خوف ہو تو اوس سے ضامن لیا جاوے اور اسی پر مضمون فتحانے فتویٰ دیا ہو چنانچہ جواہر الفتاوی کی کتاب الکفالۃ کے پہلے باب میں ہے مگر کہ وہ شہر کہ ہر روز کے نزدیک اگر عورت تمام مہر کے نفقہ کا یا ہر مہینہ کا یا بقاعدہ کفایہ کا ضامن طلب کرتو ہمیں ہے وَلَوْ كَفَلَ لَهَا بِكُلِّ شَهْرٍ كَذَا اَيَّامًا وَقَدَّرَ عَلَى الْاَوَّلِ وَلَوْ كَفَلَ لَهَا بِكُلِّ يَوْمٍ كَذَا اَيَّامًا وَقَدَّرَ عَلَى الْاَوَّلِ وَلَوْ كَفَلَ لَهَا بِكُلِّ يَوْمٍ كَذَا اَيَّامًا وَقَدَّرَ عَلَى الْاَوَّلِ و بِدُونِ رِضَا سَنَدِي زوج کے یعنی اگر زوج کہے کہ نفقہ کو میں ہر مہینے میں دوں گا یا ہر ہفتہ میں دوں گا یا ہر روز کو تو یہ ضمانت درا ہمی صحیح باتفاق ائمہ ثلثہ کے اور ہر طرح دراہمی ضمانت ثابت ہو گی نزدیک ابی یوسف کے اگر چہ بیٹا کا لفظ نہ کہا ہو یعنی فقط اسقدر کہا کہ میں ہر مہینہ میں ہمارے زوجہ کو دیا کروں گا تو یہ ضمانت درا ہمی کہلاوے گی سے تو یہ دراہمی ضمانت ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی البحر الرائق وفیہ علیہ الدین فی حوائجہا فاصار الاشہاد علی الارضاء لیسقط طلبہا المؤجل بخلاف سائر الدیون اور بحر الرائق میں ہو عورت نے قاضی کیا تھا کہ نفقہ معین کرے دہ اور زوج کا وہیں تھا مور تہ پر نفقہ اور دین نوح کا ہو ہر طرح مؤجل ہو بدون رضا سندی زوج کے یعنی اگر زوج کہہ گیا کہ نفقہ کو میں ہر مہینہ میں سے حساب کر تو اوسکے باہر ہو جاوے گا اور بدون رضا سندی زوج کے نفقہ اوسکی دیون میں سے مؤجل ہو گا اور اسکو نفقہ معین ضمیمہ کے عورت سے ساقط ہو جاوے گا بخلاف اور باقی دیون کے کہ وہ عورت سے ساقط نہیں ہوتے تو وہ باہم حساب میں مؤجل ہو جاوے گی میں خواہ دو دن شخص باہم مؤجل ہوں یا مہینہ کذا فی حاشیہ الدیلمی اَقُوْلُ مِنْ الْعُرْفِ فِيمَا اِذَا زَوَّجَهَا وَهُمَا يَسْكُنَانِ فِيهِ لَا اٰخَرَ لِكَنِّيهِ اور بحر الرائق میں ہو کہ زوجہ نے اپنا بیٹا یا اپنا زوج کو اور وہ دونوں یا سیں شہر میں تو کرایہ مؤجر ہے وَهِيَ بِهِ مُرَادٌ وَهُوَ ظَاهِرٌ كَمَا لَا يَخْفَى اور حاشیہ شرنبلالیہ سے نقل کیا ہو کہ فتویٰ اس زمانہ میں مخالف ہو یعنی زوج پر کرایہ اس صورت میں واجب نہیں جبکہ زمان معلوم ہو گا اور دخل فی الزیادۃ فلیس لہا الخروج فطولبت بہ بعد سنۃ فقالت لہ اخرج عنک بانی المنزل بالکراء علیک لا یسمع علیہا لانہا الغاصبۃ بزاز یہ اور اگر زوج نے وطی کی زوجہ کی اوس گھر میں یا سیں ہو کرایہ یہ ہمیں مجھی پر عورت کے کرایہ کا مطالبہ ہو اور العدالۃ اوسکے نوح سے کہ اگر کہیں مکان خرید لیگا تو میں تم کو کرایہ کا دوں گا یا اور کرایہ پر تو زوجہ پر کرایہ لازم ہو گا اور اگر زوجہ ہی لازم ہو گا اور اسوقت ٹھہرے گا کہ اوسکے والی ہی ہو یہ نوح کہ ذاتی ابزار زوجہ و مفہومہ الخ اَقُوْلُ وَيَنْبَغِي اِجَارَةُ ذِي قَصْرٍ وَمَالِ تَجْهِيزٍ وَمَعْقِلٍ لِلْاِسْتِغْلَالِ فَاَمَّا جَرُّ غَلَّةٍ فَلَا فَلْيُحْفَظْ اور مفہوم تعلیل عاقلہ ہو یعنی کہ یہ ہو بدون اجارہ کے مکان وقف کا مکان الرئیس ہیں یا اور مکان میں ہو ظاہر کہ یہ کہ اسطرح تبدا رہا زوجہ ہو تو اوسکا کرایہ نوح پر لازم ہو گا اور اسی پر مفتی ہیں یا اور کسی زوجہ کا مکان ہو تو کرایہ زوجہ پر لازم ہو گا اور اسکو اجارہ دینے میں اختیار نہ ہو گا بدون اجازت زوجہ کے

بلا ہے کہ اور اسکی الشرع قاضی کے پاس کرتا کہ وہ اچھی طرح کما یکرہ واسبین سے جواب دہی کے لئے مقرر ہو گیا ہو یا رکاکہ شاہستہ اور ولی ہو جائے اور اسطرح کہ اعزی زوجہ کی طرح کسی بلے مفرد ہے کہ اعلیٰ درجہ اور مشہور ہے تبین چنانچہ ہو زوج کو کہ اسکی الشرع قاضی کے پاس جاتا کہ کوئی بلے کہ کیوں پوشاک نہیں پہنتی اور کیوں اسکی کھیلی ہوتی ہے اور اسطرح کہ سنگار کرنا زوج کا حق ہے ہم سے عورت کو زینت کرنا اور بلے لازم ہے ویسی ہی مرد کو زینت شرع کی رعایت کیوجہ اسطے اور ہم کو اکثر بلند دیکھ کے انزال ہوتا ہے جو اسکے مرد کی جاس ہے مردی ہے کہ اگر ہم کا اور نہ کا بلسنہ آتا ہے جیسے کہ اپنا سرمہ لگانا اور بیٹھا طالب ادبی ایت قرآنی سے مفہوم ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ کہ عورتوں کے حق ہیں جیسا حق مردوں پر ویسا ہی حق ہے بطریق مشروع کہ نافی حاشیۃ الطرطوسی وَنَادَى النِّسَاءَ جَمِيعًا وَسَمَّاهُنَّ اور زیادہ کیا قاضی نے موسم سرما میں جیسا اور بیان کیا ہم سے محمد تو ہے کے حق میں جو فقط تھیں میں گذران کی نہیں جیسے عرب کی گنوار عورتیں جنکو بدوی کہتے ہیں اور جنکو ہم اہل بادیہ کی عادت ہو چاہئے شرعاً ہم میں خواہ نگاہ سرما اور گرمیں ہو یا کم لازم ہو اور ظہیریہ میں منقول ہے کہ پوشاک عورت کی مثل اسکی یون بیان کی جو کہ وہ روم اور وہ خمار اور ایک لفظ نہ ہے کہ جسکا سے تو نیک اور خمار وہ چیز ہے جو سر پر اوڑھا جاتا ہے اور بعضوں کی تفسیر مختلف ہے بعضے کہتے ہیں وہ بڑی چادر ہے جس سے تمام بدن لپیٹ کر عورت باہر نکلتی ہے اور بعضوں کے نزدیک شب خوابی کا کپڑا اور خمار اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور قمیص وہ ہے جو سر پر کیا جاتا ہے اور قمیص حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے فرق قمامیہ کو در ہم و ہو سکتا ہے کہ بسبب کبیدگی ہو اور قمیص وہ چادر ہے جو بدن کے اوپر کی طرف ہو کذا فی حاشیۃ الدسوقی اور فتاوی عالمگیری میں ہے یہ سب سے مقبول ہو کہ لباس عورت کا مرد پر دیکھے سوا فی موسم سرما کے جیسے کہ عورت کیواسطے مناسب ہو باعتبار عادت گرمی اور جاڑے کے اسی طرح ہر ملک کے مختلف ہو تو ہر ملک میں ویسا ہی کذا فی ہم ہو گا بشرطیکہ ویسا لباس ہو جسے بدن چھپا جائے وہ لباس شیطانی جو لکھنؤ وغیرہ میں بالفعل رائج ہو کہ بدن اور بیٹھا بالکل کھلا رہتا ہو حق تعالیٰ اسکو حیا نصیب کرے وَمَا ذٰلِكَ فِيهِ اور وہ لباس زیادہ کذا فی ہم سرما اور گرمیں جس سے گرمی اور جاڑا اور وہ ہو وَمَا ذَا وَفِرَاشًا وَمَا لَهَا قَالَ فِيهَا تَقْتَلُ عَنْهُ اَيَّامَ حَيْضِهَا وَنِفَاسِهَا اور زیادہ یا جاڑے کا بچھونا اور حیض اور نفاس کے ایام میں بچھونا عورت کے علاوہ ہوتا ہے اور اوس کا اور تو شک کے جسمیں نوجہ اور زیادہ یاس کا بھرا ہوتا ہے اور اسطرح کہ گاہ عورت جدا ہوتی ہے اور ہم سو جیسے کہ ایام میں بیماری کے وزیہ صحیح صحت میں رہا کہ ایک اور بچونا بچھا ہوا زوج کا اور ایک اور بچونا زوجہ کا اور تیسرا امان کیواسطے اور جو تھا شیطان کا لیسی فضول ہے اور ان طلبیہ کا لباس کے ان قسام مذکورہ کو قاضی مقرر کرے اگر عورت زوجیت کو قاضی سے اسطرح کہ یہ حق ہو زوجہ کا بدون اوسکی ناصن اور خوبصورتی کے حاکم پر بچھونا اور لذت ہو یَتَخَلَّدُ ذٰلِكَ وَسَادًا وَاغْمَاءً وَحَاكَا وَبِلَا اختیار اور مختلف ہوتی ہے یہ نوع اک اور پوشاک باعتبار مقدار اور افلاس کے اور بناء پر رسم اور ملک کے کذا فی الاختیار تو مقدار تو ہے کہ جسکو مواخذہ کرے اور پوشاک زوجہ کی وہ جسے ہو اور مفلس ہو اسکے موافق اور گرہی ہیں گرسے موافق اور سردی ہیں اوسکے موافق جیسی دیہات ملک کی عادت اور رواج ہو بشرطیکہ مخالف شرع شریف کے نہو وَلَيْسَ عَلَيْهِ حَفُّ اَمْتِهَا بِالْبَيْتِ اور جب بیمار ہو زوجہ یا عورت کا بلکہ اوسکی لونڈی موذہ جیسے ہو اوسکو کہ لونڈی باہر نکلتی ہے خدمت کذا فی المجتبیٰ اگر ہو زوجہ یا مسلمہ ہو زوجہ اور ملک کی ہو کہ اوسکی ہی مقدار دیکھا جائے قال فِي الْمَبْسُوطِ فَاسْتَفِيدَ مِنْ هٰذَا اَنَّهُ لَوْ كَانَ لَهَا اَمَةٌ مِنْ غَيْرِهِ وَغَيْرِهَا لَيْسَ لَهَا اَنْ تَسْتَخْدِمَ اِلَّا بِاِذْنِهِ وَكَذٰلِكَ لَوْ كَانَتْ اَمَةً لِاَجْنَبِيٍّ وَهِيَ مَعَهُ فِي الدَّارِ لَيْسَ لَهَا اَنْ تَسْتَخْدِمَهَا اِلَّا بِاِذْنِ مَوْلَاهَا مِنْ هٰذَا اَنَّهُ لَوْ كَانَ لَهَا اَمَةٌ مِنْ غَيْرِهِ وَغَيْرِهَا لَيْسَ لَهَا اَنْ تَسْتَخْدِمَهَا

ہے جیسے اوپر کی بوشکل نہ ہونا ہوا ہے لیکن قدمنا والمرضعۃ عن المتن لو رُدّت الیہ بالاجارۃ بلزمہ بہ فلہ مطالبۃ الاب بالنقد الا اذا امسکت انتصوہ وعلیہ فلو رُدّت الیہ لا یلزمہ علیہ الاستئجار بہ ورفع فرنا یلزمہ موت کثرۃ اللبن لکثرۃ الجوار وقلتہ لقلتہ ولا مشاحۃ ان المعروف کالمشروط فتبنبغی العمل بہا ہما کما قالوا اھ شامی اقول ہم نے اوپر ذکر کیا ہے باب الرضاع میں جبراً الرائع سے دودھ بیچنا یعنی جاری ہے نرخ کے پاس بڑھ کر اور اسقدر جیسے کہ جو اوسکے مناسب حال ہو تو زوج کو مطالبہ کرنا نقد الگ زوجہ کے اپنے پہنچا ہوگا اور اس صورت میں مطالبہ نہیں جب زوج چند مدت پیچھے ہو جو اس قدر پر یعنی جب زوج کو نقد کا مطالبہ جائز ہوا تو اگر جبر میں زوجہ کے ساتھ فرد مش اور ظروف آوے تو زوج پر جبراً ہے مستقع ہونا اور استعمال کرنا حرام ہوگا اور اسکو ہٹا کر بوجوف اور ردی میں یعنی معمولی کثرت سے الزام کرتے ہیں دودھ اوسطہ زیادتی جبر کے اور قلت مرکا الزام کرتے ہیں دودھ کے قلت جبر کے اور بلاشک جو چیز کہ مروج اور معروف ہو وہ مشروط کی برابر ہو جاتی ہو جس کو نہیں کہ ذکر ہو چکا یعنی عورت کے جہیز کا استعمال مرد پر جبراً نہیں کرنا فی البدائع الفائق ھم صاحب نہر کے کلام پر محشیون نے گفتگو کی ہے اور ذکر کرنا اوسکا متعلق تبرعات کلام کا موجب ہوگا بالتعیین اسکا دوائج ہو کہ مرد تقرری سے زیادہ جہیز دیتی ہو کیونکہ ہے کچھ دیتی ہوں شاید مردان کا سود مرد ہو اور زوج نے دو سو درہم دیئے ہو سو مرد نے اور زوجہ کے اور زوجہ کے باپ نے اور زوجہ کے جہیز دیا تو الیتہ زوج کو استعمال کرنا سب جہیز کا بدون رضامندی زوجہ کے بھی جائز ہوا اور اگر باپ یا سوا جہیز کو دیا سو درہم سے کم دیئے تو الیتہ اس صورت میں زوجہ کو نقد لینا کہ باپ سے مطالبہ بھی ہوا اور اگر اسطرح کا معمول اور رواج نہ ہو جہیز کے اسباب کا بلکہ صرف یہ لانا زوجہ کو مباح نہیں بدون خوشی زوجہ کے اسوا سکے کہ مالک جہیز کی زوجہ ہو زوجہ اس زوجہ کو الیتہ اپنوا سطہ سے مطالبہ مہر کا اعتبار ہوا گر وہ مہر بیچکا ہو زوج سے کذا فی حاشیۃ الدنی وفیہ عن قضاء البحر ھل یقدر لبقاء ہ للنفقۃ حکموہ قلت نعم لان طلب النقد بشرطہ یعد عرفاً فلا تسقط بمضی المدۃ نور الفائق اور جو الرائق کی کتاب القضا سے منقول ہے کہ قاضی کا نفقہ مقرر کر دینا قاضی کے حکم میں داخل ہے یا نہیں میں کہتا ہوں کہ ہاں نفقہ مقرر قاضی کی حکم ہے اسوا سکو طلب کرنا نفقہ مقررہ کا اوسکی شرط کے موافق بیٹے زوجہ کے حضور میں بیہ دعوی ہو اور بعد دعوی کو مقرر کر دیتا قاضی کا اسیکا نام حکم ہو جو بیہ حکم ہوا نفقہ ساقط ہوگا مدت گذرنے سے یعنی اگر چہ مدت نرخ نہ گیا تو زوج کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ اوسکو ادا کرنا لازم ہوگا ولو فرضت لہا کل یوم او کل شہر ہل یکون قضاءً حادماً لکمال قلت نعم لانہا لما یقع ولا الی الاداء قبل الفرض باطل او بکفالۃ بصح ما مضی ومن شہر مستقبل اور جب کہ بتقدیر قاضی نفقہ معین ہوگیا عورت کو سوائے ہر دن کا یا ہر مہینے کا تو یہ حکم قضا نہیں جاتا ہے کہ ایک دن یا ایک مہینہ تک مدعی ہوا ان امور کا حکم ہوا اور اسکو مستقبل سے صحیح ہوا سطرح کہ ابراہیم الحموی سے کہ فی حاشیۃ الدنی لو شرط فی العقد ان النفقۃ تقوم من غیر تقدیر والکسوۃ کشہر الشتاء والصیف لزم فلہا بعد ذلک طلب التقدیر فیہما یعنی تک کہ اگر زوج نے نکاح میں یہ شرط کی کہ نفقہ مقرر ہو بلا تقدیر یعنی نہایت قلیل تقدیر ضرورت اور مہیا جو لباس میں شرط کی کہ ایک ہی لباس بھگا گیری اور جاڑہ میں تو یہ شرط لازم نہ ہوگی اور صورت کو مقتاد رہو کے بعد اس شرط کے بھی نفقہ اور لباس میں قاضی سے درخواست تقدیر کی کر سو اسوا سکو کہ یہ شرط حکم قاضی نہیں اور اوس امر میں شرط کی جو مفوز واجب نہیں ہوا اور یہ بحث ہو صاحب بحر کی روایت مریض میں کذا فی حاشیۃ الدنی ولو حکم بوجوب العشرین الکثیر ذلک فالمختار تقدیرہا لعدم الاحتیاج والحاجۃ اور اگر بوجب عہد مشروط کے حکم قاضی کا ہوا کسی نے جو ایسی شرط کو صحیح جانتا ہو تو قاضی حنفی کو تقدیر نفقہ کی جائز ہوا سبب نہ پانچانے دعوی اور جاوبہ کے ھم صاحب بحر الرائق نے کہا کہ یہ بیٹے کلام ہے کہ اوسپر کوئی فصول عمادی اور زاہدی کی کتاب القضا میں نہیں ملا ہے کہ حکم قاضی کا اختلاف مذہب کو نہیں مٹاتا مگر اس شرط سے کہ قاضی نے حکم کیا ہو بعد دعوی صحیح کے خارج مدعی اور عدم عاطفین تو یہ منتفتی ہو کہ بعد حکم قاضی

مالکی کے حکم موجب کو قتدر جائز ہو اور سطور اس سورتیں مفروض ہو کر قاضی مالکی کے ہو بہ عقد اور شرط واقع ہوئی اور قاضی نے اور کسی صورت کا حکم نہ کیا تو بیان
صحت اور وجود پہلے نہیں واقع ہوا کہ قاضی مالکی کا حکم نافذ ہو کر اس خصومت کا ہو کر اس کے بعد الحکم للمتقدم ثم صار امرهم الى انه
يجوز ان يحكموا الثاني قال الشيخ قاسم في مرتبه اذا لم يكن احكام ولا حكم فاحكم الثاني فليس الحق الحكم بل الاولوية فليحفظ فانه
لو اشتهر قول المتاخرين ان التاخير شرط لصحة التحكيم ثانيا لعرض الشارع ابطالها بذلك اهـ اسی واسطے کہ اگر حکم کرنا قاضی مالکی کا ہو اس کے بعد تقدیر نفقہ کا حکم کرنا قاضی حنفی کے تقدیر نفقہ کا ہو اس
یعنی طعام کی اندازہ مقرر کرنا بھی نوشتہ قاضی کو کہ بعد کے تعین کا حکم کرنا یعنی قلیل بقدر ضرورت کے نفقہ کا حکم کرنا جائز ہو تعینین کیا شیخ قاسم نے موجب اس
بیان کے بارہ تعینین اور بغیر اس عرض کے کہ پہلے حکم کرچکا قاضی حنفی تعین کا حکم کرنا اور اسکے خلاف جائز تعینین اور اسطرح کہ سب حکم اول ہو جائے
تعرض اور ابطال اختلاف کا ہو چکا تو اب حکم ثانی اور سکتا ہو اور نہ سکتا ہو ان اگر دوسرا اور زوجہ دوم نے بعد تقدیر نفقہ کے راضی ہو گئی کہ
زوجہ زوج کے ساتھ بقدر ضرورت کے کھا سکے تو اہل ہو جاوے گی تقدیر سابق یعنی نوشتہ قاضی نے نفقہ مقرر کیا تھا سو اب اسکا حکم موقوف ہو جاویگا اور اسطرح کہ
زوجہ اسی پر راضی ہو گئی وہی دستور سابق جاری رہا اور اگر زوجہ راضی نہ ہوئی تو قاضی لیکن اگر بعد اسکے پھر راضی ہو گئی زوج کے ساتھ کھانے
تو نفقہ مفروض ہو جاوے گا اسواسطے کہ حکم قاضی کا دوام احکام جاری ہو کر ذخائر الدنی وفی الخانیة الراجح ان کسوتها مع طعامها مرتبة فتقضى
هل لها ان تبيعه وتطلب كسوة قاسا على الطعام اور سراج میں ہے کہ عورت کی پوشاک تعین دوم مقرر ہو گئے اور وہ راضی ہو گئی اور وقت اسکو قاضی کا
حکم بھی ہو گیا تو اب عورت کو اس سے پھرانا اور پوشاک تعین کو کہ اطلب کرنا درست ہے یا نہیں جواب دیا کہ ان درست ہو قالوا الا ان يتعين النفقة قاضيان
باحدهما لان اسراف وسرف فوقها لا يفرض ولا نفقة غير مفروضة كسوة الا اذا فرضت بالاستعجال العادة او استعجلت معا اخرى فيفرض الاخر
اور فرمانے کے اور جو کہ چھا چھ رہیگا نوشتہ مذکورہ سو وہ عورت کا حق ہو تو اور مسلوط اور نفقہ قاضی ولا رہیگا یعنی مثلاً قاضی نے دس درم ماہ رمضان کا نفقہ مقرر
کر دیا زوج نے اپنی خوشی دس درم ہمیشہ مقرر کر دیا اور عورت نے پانچ درم میں رمضان کو بسر کر دیا پانچ درم بچ رہے تو اب وہ مالک عورت ہو یا شوال میں
یہ درم باقی نہ ہوا ہو نہ ہو بلکہ ماہ شوال میں اور دس درم کا قاضی حکم کر گیا کیونکہ فقہ کو بچی اور ہلاکی اور نفقہ تحریم اور اسی پر دونوں کا ہے اگر
عورت نے نفقہ لغو بچا کیا کہ مثلاً میتے پر سے کے خرچ کو دشمن تعینین اور شادی الا انفقہ جو بری ہو گیا تو زوج پر اور نفقہ ہیا لازم ہو گا اور اگر اقرار
حکم کا نفقہ پر ہو چکا تو مدت آئندہ میں جو اجھا دے سکے نفقہ مرد لازم ہو گا اور سپرد ہیں اگر قاضی نے سال بھر کی پوشاک زوجہ کو دلا دی اور چار پانچ مہینے
میں سب کپڑے پھٹ گئے تو قاضی زوج سے دوسری پوشاک نہ دلا دے گا مگر سکہ پوشاک بہت گئی ہو استعمال عادت سے موافق عادت اور رواج کے باعتبار متمول
برسی اور اوجود یکہ بارہ ہو گئی تو اس صورت تعین دوسری پوشاک دلا دیگی یا عورت کے اوس کپڑے کے ساتھ اپنی دوسری پوشاک بھی استعمال کی اور
دو تین مکین سال کے اندر ساتھی بارہ ہو گئیں تو اوسکو اسطور دوسری پوشاک مقرر کیا دوسری اسی طور کی اس دو تین سو تعینین تحریر قاضی کی خلاصتا ہو
گئی کہ دستی پوشاک اوستی معینین ہو گئے اسطور کی نوشتہ قاضی ہو گئی کہ فی ماشیتہ الدنی وفی تتمة الحامدیة المسلوط لها على الظاهر
ملكا ما لا يستعمل له خبر جديدا ما للفعل فالمراد من ملكا او لو تحكما فلا نفقة له لان نفقة الخادم باذاء الخدمة فافهم وقد جرت
عليه ظواهر الروايات من ان نفقة الخادم لا تسقط بمضي الزمان وان صار دينا في ذمة الزوج اهـ فقد ظهر وجه
اسی واسطے کہ نفقہ خادم کا بمقابلہ خدمت ہو جب خدمت نہیں تو نفقہ بھی نہیں اور اگر زوجہ کا خادم کا مکان ہو تو
اسی واسطے نفقہ نہیں اسواسطے کہ مکاتب پر پوری ملکیت نہیں ولهذا صاحب الهداية قيد بقوله من مولاها اذا لو اشترى خادمها فالنفقة عليه
لو حرا او عبدا جوهرة لعدم ملكها اور اگر زوج خادم کو لا دے زوجہ کو اسطور کہ زوج خادم کو تملیک کرے بدون رضامندی زوجہ کے تو زوج مالک ہو گا اور
اسکے خادم رہے بلکہ وہ خادم کہ اسکے زیادہ جو اوسکو لا دیا ہو زوج کی تملیک ہو گا کذا فی البحر کیونکہ لا دینا زوجہ کے خادم کو نفقہ واجب ہونے کا اگر زوجہ کو
دلوا دے مدتی کذا فی البحر بسبب عدم ملکیت زوجہ کے موسرا لا معسرا لان الاعسار والقول له في الفساد ولو رضا فبقيا اول فاسد زوجہ خادم

کا نفقہ اور سوقت وجب ہو گا جب زوج مقدور والا ہو متعلس قول اصح میں اور قول زوج ہی کا معتبر ہو گا اظہار تنگی اور افلاس میں اور اگر دو گواہ نے گذرانیں زوجہ کو اور ہوں سے مقدور زوج کا ثابت کرتی ہوا ور زوج گواہوں سے ظاہر ثابت کرتا ہو تو عورت کو گواہ اعسار پر قبول نہ ہونگے کذا فی الخانیہ ولو لہا اوله لا یکفیه خادم واحد فرض علیه خادم اوالثانی انفاقا فقیه اور اگر زوج کے چند لڑکے ہوں جنکو ایک خادم کفایت کرتا ہو تو زوج پر دو خادم واجب زیادہ کا نفقہ بقدر حصہ مقرر کیا جائیگا بالاتفاق کذا فی فتح القدیر وعن الثانی خمسة وقیل کثیرا استحقت نفقة الجمیع ذکرہ المصنف قال وفی البحر عن الغایة وبه یؤخذ قال وفی السراجیة ویفرض علیه نفقة خادمها وان کانت من الاشراف فرض نفقة خادمین علیه الفتوی اور ابو یوسف سے مروی ہے کہ عورت الدار ہو تو بھی اس کے ساتھ توسیع نہ ہو گا مگر نفقہ کی صورت مستحق ہو گی چنانچہ اس وجہ سے کہ وکیل کیا ہو مصنف اپنی شرح میں یہ مسئلہ لکھا اور صحیح الرائق میں غایۃ البیان سے منقول ہے کہ ہم اسی پر فتوی دیتے ہیں کہا صاحب پرخ نے اور سرخسی نے کہ زوج پر نفقہ ایک خادم کا فرض ہے اور اگر عورت صاحب اشراف ہو تو دو خادم کا نفقہ فرض ہو گا اور یہی قول پر فتوی ہے خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ میں نفقہ ایک خادم کا ہے کہ یہ حکم فتوی ابو یوسف کے قول پر ہے اور اگر عورت کو پاس خادم مملوک نہ ہو تو زوج پر لازم نہیں کہ اوسکو اسطرح خادم خرید کر دے بلکہ ابازار سے سودا خرید کر دینا زوج پر لازم ہو گا کذا فی حاشیۃ الدرقی فالخلاصۃ السراجیۃ ولا یفرض بینهما الا بحاجتها الثانیة او بالعادة الثالثة او بالاعسار او بایفائه لو حاضرا حقها او لو غیبه یسرا اور نہ جدائی کیجاویگی دو قولوں میں بسبب عاجز ہونے زوج کے نفقہ سے یعنی طعام اور لباس اور سکنے سے اور نہ جدائی ہو گی اگر زوج غائب ہو اسکو عدم ایفا سے حق نہ دیا ہو اگرچہ زوج حالدار ہو یعنی اگر زوج سفر میں ہو اور زوجہ کو ترک نہیں کیا ہو باوجود مقدور کے تو بھی قاضی دو قولوں میں سفر نہیں کر سکتا اور جو کہ ذکر کیا الشافعی یاعسار الزوج ویتضرر بها بقیته ولو قضی به حنفی لم یسعه نفذ امر شافعیا فقضی به نفذ الخ من الامر المأمور اور جائز نہیں زوجین کی زوج کے اخلاص سے اور سبب ضرر کے یعنی عورت کو زوج کے غائب ہونے سے اور اگر حکم کرے قاضی حنفی تفریق زوجین کا بسبب فلاں یا غائب ہونے زوج کے تو اور کا حکم نافذ نہ ہو گا اسواسطے کہ اوسکو خلاف مذہب حکم کرنا جاری نہیں ہوتا ان اگر حکم کرے قاضی حنفی قاضی شافعی مذہب کو بموجب شافعی کے حاکم کر دے تو نافذ ہو گا بشرطیکہ رشوت نہ لی ہو امر اور ماموریہ عقد قاضی البحر الرائق اسواسطے کہ رشوت کا حکم نافذ نہیں ہوتا اور دوسری شرط نفاذ حکم کی یہ ہے کہ قاضی حنفی کا احاطت مرحاکم کیطرف سے تفویض حکم کی کہ یعنی مختار کر جسکو چاہے حکم کرا سکے سو جہاں ثابت نہیں ہو سکتا شاید وقت قضا زوج غائب الدار ہو گیا ہو کذا فی حاشیۃ درقی اسے فالاصل الجواب الغیر ویؤیدہ الفرض یاسم القاضی بالاستدانة لیصل الیه وان ارادالزوج امابدون الامر فرجع علیها وهو علیه ان صح حتی باقها علیه او توت لو انکرتها والقول لها بیمینها والبینة له یعنی اور بعد فرض کے نفقہ کے زوج متعلس یا غائب پر حکم کر دیا قاضی نے کہ ادا کرو اسکی عورت کا نفقہ جو اوسکے ذمہ ہے یعنی جس سے عورت نے قرض لیا ہے تھا قرض لیا ہو عورت نے قرض لیکر خرچ کیا ہو اسپر یا اوسکے سپرد کیا ہو اوسنے قرض کا نہ گواہ کر کے ادا کیا ہو اور قاضی نے حکم دیا ہو کہ عورت قرض لیکر کھا لیں تو قاضی قرض لینے والے زوج سے قرض لیکر زوج عورت کے قرض لینے سے سوا اضی ہوا اور قاضی کے بدون حکم کے اگر عورت قرض لیگی تو قرض دینے والا اپنا قرض عورت سے لیگا اور عورت زوج سے پھر لیگی بشرطیکہ عورت نے قرض لیتے وقت تصریح کر دی ہو کہ میں قرض زوج پر قرض لیتی ہوں یا اپنے اوپر میں اسکی نیت کرتی ہوا اور اگر زوج عورت کی نیت کا انکار کرے یعنی یوں کہے کہ غلط ہوا تو نے قرض لیتے میری نیت نہیں کی تو زوج ہی کا قول معتبر ہو گا کذا فی المحیط فی فصل الایلاء علی من یجب علیه نفقتها ونفقة الصغار لو الزوج کاخ وهو یجب الا خ وغیره اذا امتنع لان فرائض المعروف یلی بها بالاختیار وسیتقدم اور جسکو قرض دینا اور سپرد عورت اور اوسکے چھوٹے لڑکوں کا نفقہ واجب ہوتا ہو جیسے بھائی کا یا چچا اور قریب کا جاریگا بھائی اور چچا کی مانند جو جب کہ وہ قرض دینے سے انکار کرے اسواسطے کہ یہ معروف اور مرجع ہے کذا فی الزیلعی والاشبہ یہ ہے کہ قرض عین ہم

زیلعی نے فرمایا کہ مختار یہ ہے کہ اگر عورت اور اسکا ولی یا اسکا وکیل یا وہ سب سے زوج سے الدار ہو یا باقی الدار ہو تو نفقہ عدت کا زوج پر
واجب ہوگا اور اسکے کہنے کا یہ ہے کہ نفقہ زوجہ کو اور عدہ کا واجب ہونا زوج کے معسر ہونے اور مفلس ہونے پر مبنی ہوا اور جب زوج
مفلس ہو

له والبینۃ علیھا ولو اتفقا علی النفقۃ فالقول لھا بیمینھا اخانہ اور اگر دونوں میں اختلاف ہو عدت میں بسلا عورت کہتی ہے کہ حاضی نے دو مہینے سے نفقہ نہیں کہ دیا ہے اور مرد کہتا ہو کہ ایک مہینے سے تو قول زوج ہی کا معتبر ہوگا اور اگر عورت کے مقبول ہوں گے اور اگر عورت نفقہ سے بیکار انکار کرتی ہو تو عورت کی قول معتبر ہوگا ساتھ اوسکی قسم کھانے کے کذا فی الذخیرۃ وھو عدت احدھما او طلاقا ولو جمیعا کا فی الظھیریۃ والخانیۃ واعتمدہ الزیلعی خلافا عن مقید بالطلاق لکن اعتمد المصنف فی جواھر الفتاوی والفقہ علی عدم سقوطھا بالترک کما فی النامن ذلک جملۃ واستحسنہ محشی مسکین وبالاول افتی شیخنا اکمل صحح الشرنبلالی فی شرحہ لدرر مبانیۃ ما نحنہ و فی البحر من عدم السقوط بمرور زمان قال وھو الصحیح وبہ افتی ابن الشحنۃ فتاوی عنہ الفقہ سقط المفروض لانہ صلۃ اور ساقط ہوتا ہو نفقہ مفروضہ زوجہ کا بموت سوا عدت کی طلاق کے اگرچہ طلاق رجعی ہو کما فی الظھیریۃ والخانیۃ اسواسطے کہ نفقہ اقسم صلہ ہو اور عدت اور طلاق سے ساقط ہوجاتا ہو بخلاف موت سو ساقط نہیں ہوتا اور کبر الرائق میں بزکر ہیذہ دلائل عدم سقوط نفقہ پر ہوتا کہ بعد طلاق مین رجعی ہر ایا بائن لیکن مصنف اپنی شرح منیہ میں جواہر الفتاوی کے اسی قول پر تھا دکھایا ہو کہ طلاق رجعی میں عدم سقوط نفقہ پر فتوی ہے تاکہ لوگ دیکھ حیلہ نہ کھڑا ہیں اسقاط نفقات مفروضہ کا یعنی جب بہت نفقہ جمع ہوجاوے عورت کو طلاق رجعی دیکر رجعت کر لیں تاکہ اگلا نفقہ دینا نہ پڑے کو اسمیں عورتوں کا بڑا نقصان ہو اور اسی عدم سقوط کو طلاق رجعی میں اشباہ کے متعلق یعنی عمومی نے پسند کیا ہو شارح مختار ہوا ور ابتدا ستاجر الدین رملی نے قول اول پر فتوی دیا ہو یعنی بعد طلاق طلاق کے سقوط نفقہ پر لیکن شرنبلالی نے خروج دیا نہ میں اوسکے قول کی تصحیح کی جو سکی بحر الرائق میں کی ہو یعنی عدم سقوط نفقہ کی اگرچہ طلاق بائن ہو اور کہا ہو کہ عدم سقوط بھی اصح ہو اور دیکھا ہو اسکو مسکین ابن شحنہ نے ذکر کیا ہو اسلئے شارح نے کہا ہو وغیرہ کہا اور عمومی اس مسئلہ میں فتوی دیتے تھے یعنی اگر بعد نفقہ مفروض ہونے کے زوجہ نے طلاق دی ہو تو قاضی اور مفتی کو عذر کرنا چاہیے سو اگر معلوم ہو کہ نفقہ فرض ہونے کے اوسنے طلاق دی ہو تو عدم سقوط پر حکم کرنا چاہیے فتوی دینا چاہیے اور اگر زوج کی بریٔ ظاہر ہی ہو سو نفقہ ساقط ہوگا کما فی الدرر وغیرہ کذا فی البحر وکذا فی الھندیۃ اذا استدانت بامر قاض فلا تسقط عنہ بالطلاق فی الصحیح لانہا کاستیفائہا بنفسہ وصار ت کابن الکمال لا اذا استدانت بعد فرض قاض ورملہ لامر صحیح اگر حکم بعد مفروض ہونے نفقہ کے عورت نے قرض لیا ہو نفقہ قاضی کی اجازت سو تو اب ساقط ہو گا موت یا طلاق سے اسواسطے کہ اوسنے مدت گذر نے پر حکم کیا ہو حکم قاضی کا موافق لازم الادا ہو جیسی عورت نے کذا فی المحیط اسواسطے کہ کال کی یہی ہو کہ موت اور طلاق سے نفقہ مفروضہ ساقط ہوتا ہو مگر جب کہ عورت نے نفقہ قرض لیا بعد فرض قاضی کے تو ساقط نہیں ہوتا اگرچہ بعد دین حکم قاضی قرض لیا ہو تو اسکی تحریر اور شروح کتب فقہ سے کہ ہم جا بجا ہو علی اسکا متون اور شروح کے مخالف ہو تو لائق اعتماد کے نہیں کذا فی حاشیۃ الحدادی ولا تسقط النفقۃ والکسوۃ المعجلۃ بموت احد الزوجین او بردۃ احدھما او بفرقۃ بغیر طلاق او بتبیہ دیا ہو یگا نفقہ اور لباس سے جو پیشگی دیا گیا عدت سے پہر نہیں سکتا ہو نہ طلاق سے زوج نے پیشگی دیا ہو یا اسکے باپ نے اگر یہ نفقہ اور لباس بعد موت اور طلاق کے موجود ہو مگر موت سے نہ آیا ہو تو یہی مسترد ہوگا اسی پر فتوی ہو کذا فی متح الغفار اما ظاھر الجامع الوجوب والدفع فیتامل المراد بالنکاح وبدوامہ بطلاقہ بعد عتقہ فی نفقۃ قریبہ المحرم رضاعۃ اذا اجتمع علیہ من یحق لھن ادائہ ولم یفرغ اذا ضیعہ ولو بیعت المولی اپنی زوجہ کو نفقہ مقرر مین بیچا جاویگا خالص غلام سمجھکر اذن دیا ہو اسکے نے نکاح کے اور بعد ون اذن مولی کے اگر غلام نے نکاح کیا تو اوسی سے مطالبہ نفقہ کا بعد اوسکی آزادی کے ہوگا اور بدرا زنکاح کتاب جو جامع صغیر میں ہو ابدال کتابت سے محنت مزدوری کی کرکے گا اور اسطرح نفقہ زوجہ کے اور خالص غلام اپنے نفقہ کو بیچا جاویگا جب کہ اوسپر مستغرق نفقہ مجتمع ہوجاوے سو وہ اسکے اور اگر کچھ بچ رہے مالک کا اوسکی عورت نفقہ نہ مانگے اگرچہ غلام کی زوجہ مالک کی ہی ہو تو بھی اوسکو اوسطرح بیچا جاویگا لا امیۃ ولا نفقۃ ولد او لو ذمیۃ محرما بل نفقتہ علی امہ او لو کاتبۃ کتابۃ فاسدۃ لانہم اور نہ وہ جب ہوگا نفقہ غلام ہے اور نہ زوجہ کا جو لونڈی ہے غلام کے مولی کی اور نہ وہ جب ہوگا غلام پر نفقہ اوسکے ولد کا اگرچہ وہ اوسکی حرہ ہو بلکہ نفقہ غلام کے ولد کا ولد کی مادر پر واجب ہوگا اگرچہ اوسکی مکاتبہ ہو اسواسطے کہ ولد تابع ہو مادر کا ہی اور مکاتب ہونے میں یعنی اگر اسکی حرہ ہو تو لا کا بھی حر ہی چاہیے وہ حر ہو اگر غلام ہو اوسکا نفقہ کسپر ہوگا اور اوسکی مکاتبہ ہو

تو زید کا بھی مکاتب ہوا اگر اس کے کمی فوت ہوا یا مدبر یا ام ولد تو فقہ اور مکاسبی چاہے اسی طرح کہ اگر مولیٰ کو ہو گی اور مکاتبان کی ستعی ہو گی ۱۲ فقہ اصلی آپ ہیں ۱۲ اور اگر زید اور عمرو دونو مکاتب ہوں تو کر مشل کے گیا وہ اپنی اگر مولیٰ پہلے ہی سے کسب کی ما اتنی ہو گی اسی طرح کہ اگر مکاتبان ہو فقہ اور اسکے باپ ہو کہ فقہ اور اسکے مضمون ہو کہ اگر مولیٰ نے اپنی غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دیا پھر دونو کو مکاتب کیا پھر دونو کے دو بیٹا ہوا تو لڑکا اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہو گا اور کسب اسکا ہو گا اور فقہ اور اسکی مکاتبہ کا نہ ہو گا اور فقہ مکاتبہ کا نہ ہو گا ۱۲ اور فقہ اصلی ہو گا ۱۲ اور فقہ اسکے باپ ہو کہ فقہ اور اسکے مضمون ہو کہ اگر مولیٰ نے اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر دونو کو مکاتب کیا پھر دونو کے دو بیٹا ہوا تو لڑکا اپنی ماں کی کتابت میں داخل ہو گا اور کسب اسکا ہو گا اور فقہ اور اسکی

وہ عدت پر گیا اور مکان تو نہ چھوڑ سکی تو نفقہ واجب ہوگا مکان تو شوہر پر فرض تھا نہیں اور اگر عمداً ان میں نہ رہنے سے عدت ختم اور اس کو زوج کے پاس جانا ممکن ہو تو نفقہ زوج پر لازم ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو نہیں ہوگا یہ تو بات کا نفقہ مولیٰ پر اور کہا کہ زوجہ پر لازم ہوگا کذا فی حاشیۃ الدنی فلو استخدمہا المولیٰ وفعلہا بعدہا وہذا ما بعد الطلاق لا جل النفقۃ علیہ لانہ لا قبلہ ای لم یمکن ان یؤاخذہا قبل الطلاق بسقوطہا بالنشوز ونحوہ ثم نشزت فظہرت فعادت کما کر آج کل عورتوں سے کام لیا جاتا ہے اور مولیٰ کو اختیار ہے کہ قبل طلاق کے دے دلوائے نفقہ واپس لے سکتا ہے کہ یہ نہیں ہوا کہ مکان نہ دیا اور سکونت علیحدہ

پڑتا ہے اور تنگی معیشت زیادہ ہے نہیں ہوتی ہے اور فقہائے ہندوستان کی عورتیں کہ سوسایت بیچ میں ہوتی ہیں ترتیب رواج کے تو ہندوستان میں دو باتیں ایسا ہوتی ہیں کہ ایک کو کہیں رکھ اگر چہ ایسا کیا کہ امکان غلبہ ظلمہ ہو گویا بچی ہوئی ہے کما یدل علیہ ما اتیانا بہا من شیوخ الروم بالہند کما فی فتاوی الحجۃ الحافظ بیت لا تستوحش من اجنبیۃ اور دوسری نہیں زوج پر زیادہ بے اس کہ اسی عورت کو بنا جبر اور اسکا ولی جانا کرے اور نہ زوج پر ادا الفضا سے حکم کیا جاوے کہ زندہ کرے کہ کوئی ہمسایہ میں ایسی بیگانہ جہاں وہ نہ گیرے اور اسکو وحشت ہو کذا فی الاسرار اور اسکو فتاوی کبری الحجۃ الناس فرماتے ہیں ہوتے ہیں وہ کہ اگر عورت کو کوئی سعیت میں آتا ہو تو اور اگر کوئی ہمسایہ کہ اسکو ایسی عورت کہ اسکو ایسی عورت کہ اسکو ایسی عورت

لئے کہ ایک کی ماتم پرسی کو ایک کی ماتم پرسی کو اور ساتوں محارم کے لئے کہ کذا فی منع الغفار و یکتفیٰ من زیارۃ الاجانب فی عیادۃ و تہنیۃ والزیارۃ و ان اذن کانا عاصیین کما صرح بالکفر از منع کردن حرمت کو از منہی عنہا پرسی کے جانے سے اور اذن دینے کا جانب اجنبی کو ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو حرمت کے محرم ہیں جیسے چچا یا ماموں کا یا اور اگر زوج اجازت نہ دیگا اور زوجہ کا محرم ان کے منع کرنے سے نہ رکیگا اور ان کے اس فعل سے زوجہ دو وجہ گنہگار ہوں گے ایک اسکا بیان باب المحرمین میں مگر ہر چہ ہم محل شماتی کے طعام کو ولیمہ کہتے ہیں ولیمہ میں حرمت کا جانا جائز نہیں اگر چہ اذن دے اور اسکے اب یا کسی کا نکاح ہو اور اسکا ولیمہ جمع غالی نہیں اور اسمیں انواع فساد متحقق ہیں کذا فی حاشیۃ الہدایۃ و فی الفواکہ منہا عن الترغل وکل جمع لو تہیأ طعامہ حتیٰ لو قایلہ او مصالحہ للتقادم حقہ علی فرض الکفایۃ اور جو الوان ہیں سے کہ زوج کو جائز ہو منع کرنا زوجہ کا چہ عذر کا تو ہو اور بے کار سے ہو خواہ وہ کام اپنے واسطے ہو کہ کی میاں ہو یعنی کپڑے بطریق احسان کرتی ہو اگر چہ زوجہ زوجہ دائی جنائی کا یا مرد و شوہر ہو یا اجازت زوجہ کے یہ کام نہیں کر سکتی ہیئت ہم ہونے حق زوجہ کے فرض کفایہ ہو یعنی اولاً کا جنانا اور مردہ کا غسل و بنانا فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہو جو عورت بے اذن زوج کا حق اور اپنے متقدم ہونے کا بخلاف ہیئت کے کہ اوسمیں زوج منع نہیں کر سکتا اگر اوسکے ساتھ کوئی اور کا محرم ہو اسواسطے کہ فرض عین ہے جو حق زوجہ کا مقدم نہیں ہو سکتا ہم خلاصہ میں ہے اور ہیئت جو کہ دائی جنائی اور مردہ و شوہر اور اپنے فرض کی تارکش کو عورت کا نکلنا جائز ہو زوج اجازت دیوے یا نہ دیوے تو یہ معمول ہے قبیل ہر محرمی کے مقبول ہونے بر کہ ذا فی الہدایۃ جب تک ہر محرمی کو زوجہ نے نہیں دیا تب تک فرض ہے اجازت محل سکتی ہوا اور اجازت دیوا نہ دیوا تو یہ معمول ہے قبیل ہر محرمی کے مقبول ہونے بر کہ ذا فی الہدایۃ جب تک ہر محرمی کو زوجہ نے نہیں دیا تب تک فرض ہے اجازت محل سکتی ہوا اور اسمیں عورت کو کوئی دائی جنائی یا مرد نہ شوہر نہیں تو اوسوقت میں اوسکا نکلنا فرض ہوگا اگر چہ زوج منع کرتا ہو اسواسطے کہ اب نکلنا یا مرد کو غسل و بنانا فرض کفایہ نہ بلکہ فرض عین ہو گیا اور تو اور جس کہ اسطرح نکلنا اگر عورت پر روہ نہ اوسمیں تو بلا اجازت جائز ہوا اور اگر پردہ والی تو اوسکو بلا اجازت نکلنا جائز نہیں اسواسطے کہ اوسکی طرف سے تو کیل کفایت کرتا ہو کذا فی حاشیۃ الدرنی و من مجالس العلم الا لانذار لقوم یستمعن منہن سنۃ الہیا و جائز ہو زوج کو منع کرنا عورت کا علم کی مجالس سے یعنی علم اور درس میں نہ جانے دینا درست ہو گر زوجہ کو اوس مسئلہ ضروری کے دریافت کرنے کے واسطے بلا اذن زوج کے نکلنا درست ہو جس مسئلہ کو زوج اور کسی عالم سے سوال کر کے دریافت نہیں کر سکتا اور اگر زوج کسی عالم سے دریافت کر کے اوسکو بتا دیگا تو یہ عورت کو نکلنا جائز نہ ہوگا اور اگر عورت کو مسئلہ دریافت کرنیکی نہایت ضرورت ہو اور کسی سے پوچھا کہ معلوم ہو یہ ہیں جاتیں کہ مسائل و ضرورت عامۃ کو کہ مسیکن تو اگر زوج مسئلہ دان ہو تو گھر ہی میں اوسکو بتا دیوے اور اگر زوج مسئلہ نہ جانتا ہو تو عالم سے پوچھ آوے اور اگر زوج عالم ہو لیکن اوسکو فرصت نہ ہو کہ اوسکو بتا دیوے تو اگر اوسکو کسی عالم سے پوچھنے میں حرج نہ ہو تو جانا جائز ہے اور اگر عورت کو مسئلہ دریافت کرنیکی

بوں یا کہے وہ بالغ ہے یقظہ فلا تفرض لصغیر ولا لمجنونہ ولا یفرض عن ذی غیبۃ لانہ قضاء علی الغائب اور مقرر کیا جائے گا نفقہ غائب کا والدین کے واسطے نفقہ واجبہ تو سکتا ہوں یا کہے وہ بالغ ہے یقظہ فلا تفرض لصغیر ولا لمجنونہ ولا یفرض عن ذی غیبۃ لانہ قضاء علی الغائب اور مقرر کیا جائے گا نفقہ غائب کا والدین کے واسطے نفقہ واجبہ تو سکتا ہوں اور اگر کہا ہے کہ ہے وہ غائب کیلئے تو اسکا یہ ہے کہ حکم نہ کرے گا قاضی اس واسطے کہ اس کی طرف سے بولنے والا کوئی نہیں اور اگر کہا ہے کہ ہے وہ غائب پر حکم کرے گا قاضی اور قضا کرے گا علی الغائب یا مقرر کرے گا اس کے واسطے وکیل تو نہ مقرر ہوگا اور نہ غائب کیلئے وکیل مقرر کیا جائے گا

النفقة طولبت هي ان كانت ما ترتفع وكذا لو لم يرتفعن وكذبك بهذا اگر عورت نے نفقہ زوجہ کا دعوی کیا ہو اور اس نے گواہ گذرانے کو وہ زوجہ کو نفقہ دیتا ہو تو زوجہ یا وکیل مطالبہ ہوگا، اسکے بغیر نہیں اگرچہ زوجہ نے باوجود نہ دینے کے اپنے نفقہ کے اسقاط کا دعوی نہ کیا ہو اگر زوجہ نے اسکا دعوی کیا تو بھی زوجہ یا وکیل مطالبہ ہوگا بغیر اسکے کہ اور کچھ کہے اور اگر زوجہ گواہ نہ لاسکے گا اور زوجہ قسم کھائیگی کہ مجکو زوج نے نفقہ نہیں دیا تو نفقہ زوجہ سے مطالبہ ہوگا بہ علت صحیحہ ہیں ہمیں کا یوں کی تحریف ہو کہ کتب معتمدہ کے خلاف ہے اور سطور کے مخالف ہے اور عبارت شارح کی تصنیف سے یہ عبارت بدائع کے موافق کی ہو اور اگر عورت قسم کھاوے کہ میں نے نفقہ نہیں پایا تو عورت اور کفیل دونوں کو ملزم ہونگے کذا فی حاشیۃ الرملی اور عالمگیری میں بالغ سے منقول ہے کہ اگر عورت نے اقرار کیا کہ زوج مجکو نفقہ پہلے دیگیا تھا تو زوج مطالبہ کرسکے گا، دوسرے کفیل سے تو معلوم ہوا کہ بہل عبارت شارح کی یوں ہوگی کہ لو اقرت تقریحا بنفقتہ کما یقع کثیرا فی کتب الحنفیۃ اور دلیل واضح کا یوں کی تحریف یہ ہے کہ کشف مغلق شرح ملتقی الابحر شارح کی تصنیف سے یہ عبارت بدائع کے موافق کی ہو اور اگر زوجہ دعوی کرے کہ اسکے نفقہ کا کفیل ہوا اور زوج دعوی کرے کہ میں نے نفقہ ادا کیا تو زوج کا قول معتبر ہوگا بغیر گواہ کے کذا فی الخانیۃ اور اگر زوجہ نے کفیل سے نفقہ لیا اور زوج نے کہا کہ میں نے ادا کیا تھا تو زوج کا قول معتبر ہوگا کذا فی الخلاصۃ اور اگر زوجہ نے کفیل سے نفقہ لیا اور زوج نے کہا کہ میں نے ادا کیا تھا تو زوج کا قول معتبر ہوگا کذا فی الخلاصۃ اور اگر زوجہ نے کفیل سے نفقہ لیا اور زوج نے کہا کہ میں نے ادا کیا تھا تو زوج کا قول معتبر ہوگا کذا فی الخلاصۃ

الزوجية بينة على الانكار اور الاصل مقرر کیا جاویگا کہ نفقہ زوجہ غائب پر زوجہ نے گواہ گذرانے سے ثابت کیا ہو اور اسکے مقابلہ میں زوج نے گواہ گذرانے سے اسکا ادا کرنا ثابت کیا ہو یعنی اگر عورت گواہ لاوے کہ زوج نے اسکے نفقہ کو ادا نہیں کیا اور زوج گواہ لاوے کہ میں نے ادا کیا ہے تو زوج کا قول معتبر ہوگا کذا فی الخانیۃ

ولا نفرض ايضا ان لم يخلف الا ما دامت بينة **قيفرض عليه ويأمره باستدانة ويقضي** لها به قضاء على الغائب اور اس وقت میں بھی نفقہ مقرر کیا جاویگا اگر زوج غائب مال نہ چھوڑ گیا ہو سو عورت نے گواہ گذرانے کہ قاضی نے زوج غائب پر نفقہ مقرر کیا ہو اور عورت کو اجازت دی ہو کہ قرض لیکر اس قاضی نفقہ مقرر کرے اور ثبوت نکاح ہو حکم دے اسواسطے کہ یہ صحیح نہیں وقال زفر يفرض لها في الحال بالنفقة ويأمرها او القاضي بالنكاح وحمل القضاء الدين على هذا الحاجة فيقبل به وهذا من البيت التي يفتى بها بقول زفر اور زفر نے فرمایا کہ جب عورت نے نکاح کے گواہ گذرانے تو نفقہ کا حکم دیا جاوے نہ نکاح کا اور قاضی کو نکاح کا حکم دینا اسی زفر کے قول پر مبنی ہے اور یہ مسئلہ ان مسائل سے ہے جنمیں زفر کے قول پر فتوی ہے کذا فی البحر والنہر والخانیۃ والعالمگیریہ عن العینی شرح الکنز اور حموی نے پندرہ مسائل ایسے بیان کئے ہیں زفر کے ثابت کو ہمنے نظم میں کر تفصیل انکی مرحب تطویل ہے کذا فی حاشیۃ الرملی وعلیہ فلو غائبا فله ان يستقرض عليها ما يكفيها وان لم يكن عالما بانه قضى عليها بذلك اور اگر زوجہ غائب ہو اور عورت کو نفقہ نہ ملتا ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ قاضی کے پاس جاوے اور اسکو ایک زوجہ غائب ہو اور اسکو ایک زوجہ اور ہو تو اسکے نفقہ کا حکم دیوے اور اسک

اگر کوئی وجہ پائی جائے مثلاً مسلم ہو گیا اور نفقہ عورت کو نہ ملیگا تو جس کی وجہ سے نفقہ ساقط ہوا وہ اگر عورت ہو تو اسکا نفقہ زائل ہو جائیگا اور اگر شوہر ہو تو اسکا نفقہ ابتداءً واجب ہی نہ ہوگا اور نفقہ عورت دو طرح سے ساقط ہوتا ہے کبھی تو بعد مقرر ہونے کے اور کبھی ابتداءً ہی واجب نہیں ہوتا پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ عورت نے نفقہ کا اقرار کر لیا یا مدت گذر گئی اور نفقہ قاضی کے حکم سے مقرر ہو گیا تو یہ نفقہ مقرر ہو جانے کے بعد ساقط ہوا اور دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ عورت نشوز کی حالت میں ہو یا اس جدائی میں جو لعان کی وجہ سے ہوئی ہو یا اس جدائی میں جو عورت کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہو تو نفقہ ابتداءً ہی واجب نہیں ہوا تھا اور اگر عورت نے نفقہ کا اقرار کر لیا یا مدت گذر گئی اور نفقہ قاضی کے حکم سے مقرر ہو گیا تو نفقہ مقرر ہو جانے کے بعد ساقط ہوا اور اگر عورت نے نفقہ کا اقرار کر لیا یا مدت گذر گئی اور نفقہ قاضی کے حکم سے مقرر ہو گیا تو نفقہ مقرر ہو جانے کے بعد ساقط ہوا اور اگر عورت نشوز کی حالت میں ہو یا اس جدائی میں جو لعان کی وجہ سے ہوئی ہو یا اس جدائی میں جو عورت کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہو تو نفقہ ابتداءً ہی واجب نہیں ہوا تھ

نفقہ ہو یا نہ ہو تا آنکہ کو اگر وہ محمد بن سلمہ کی بات کرے اور کہ زوجہ ہے کے پاس جس کی نکاح اور اسکے واسطے نفقہ واجب ہے الا اذا الحقت بدار الحرب وحاصلہ ان ما یسقط بالموت یسقط بالردۃ ویستوی فیہ الحکمی والحقیقی بخلاف ما یسقط بالموت دون الردۃ کالقسم للزوجات والاستبراء بعد الوطء بشبہۃ ویسقط بالردۃ دون الموت کالنفقۃ والمراد بالحکمی ما یحکم بہ القاضی کالحکم بلحاق المرتد بدار الحرب وبالحقیقی ما یعلم بالمشاہدۃ کالموت حقیقۃ او بشہادۃ العدول او بالاستفاضۃ ولا یکفی فیہ خبر الواحد والمستور والفاسق والمراد بالاستفاضۃ ان یشتہر الخبر بین الناس ویستفیض بحیث یحصل العلم بہ للسامع العدل وقیل یکفی غلبۃ الظن بصدقہ وقیل یکفی خبر العدلین وقیل یکفی خبر العدل الواحد وقیل یکفی خبر الواحد مطلقا وقیل یکفی خبر الواحد الذی یغلب علی الظن صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یقع فی قلبہ صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یترجح صدقہ علی کذبہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یطمئن القلب الی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یثلج الصدر بصدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یسکن القلب الی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل التردد عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الشک عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الریب عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الوسوسۃ عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الخطرۃ عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الہاجس عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الخاطر عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الفکر عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الوہم عن القلب فی صدقہ وقیل یکفی خبر الواحد الذی یزیل الظن

پیٹ سے ہوں تنگ دستی کی وجہ سے تو اس کو چاہیے کہ اپنے کو سلمان کی نفقہ کے لازم ہونے کا ذکر نہ کرے اگر ذکر کرے گا تو کافی الجبر ہے (فائدہ) اعادہ ذکر نفقہ زوجہ کا صاحب بحر کو اس کتاب میں شارح کا کہنا فی حاشیۃ الرملی وکذا یجب لولدہ الصغیر الفقیر الخ والکسوۃ کالنفقۃ ملتقی اور تبیین وعن یعقوب العالم بحر کا

کا دیکھا جسکو شیخ نے تعجب کیا تھا اور اسمیں یوں عبارت تھی فی الجوہرۃ وغیرہا مذکور ہے یعنی فروع مذکورہ بالا کے جو ہم نے منقول میں اور بھی بہت سے مسئلے ہیں کہ ان سب کو ایک ضابطہ میں جمع کرنا متعذر ہے ہاں ایک قاعدہ کلیہ ہے جو ان سب مسائل کے لئے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ لو قدر علی الاعطاء فنفقۃ احد ابویہ فالام احق اگر بیٹا نادار ہو تو ایک کے نفقہ پر بیٹھنے تک ماں اور دادی نفقہ ملیگا ہر ایک کو دیکھنا ہوگا دیکھا جائیگا کہ کونسی کی جہت سے زیادہ مرتفق ہے کونسی ماں تو نفقت کنندگی میں ہی اعتماد ہے جیسا کہ تنظیم اور تقریر میں بایہ مقدمہ ہے اور وہ یہ ضعیف ہے کہ ہر باپ مقدم ہے کذا فی حاشیہ الدرائی فالاصح الجوہرۃ ولولہ اکتب وطفلۃ فالطفل احق وقیل کقیمی فیہما اھ اور اگر ایک شخص کا باپ اور طفل ہو اور وہ ایک ہی کو دیکھتا ہو تو طفل زیادہ مرتفق ہے اسواسطے کہ مطلق کسب پر قادر نہیں اور ہو سکتا ہے کہ نہیں اور قول ضعیف بھی کہ نفقہ کی دو تو میں تقسیم کر دی جاویں ولہ علیہ نفقۃ ذوجۃ ابیہ وام ولد ابیہ بل علیہ من حیث لا یشارکہما احد وتشارکہ ام ولد ابیہ اور فرزند پر اپنے باپ کی زوجہ کا اور ام ولد کا نفقہ واجب ہے بلکہ فرزند پر باپ کا تنہا کہ کر وہ تنہا باقت کر دیتے ہو دی سے دنیا وجہ ہے شرط یکہ باپ کو عورت کی حاجت ہو اور فرزند مقدور الاکتساب ہو کذا فی حاشیہ الدرائی عن الجوہرۃ ولولہ زوجات فعلیہ نفقۃ واحدۃ یقومہا الاب لیقومہا علیہن اور اگر باپ کے چند زوجات ہوں تو فرزند پر ایک ہی زوجہ کا نفقہ دینا واجب ہوگا کہ ایک کا نفقہ باپ کو دیدیگا تاکہ اجیر و مستاجر کی استحقاق کے وفی المختار والملتقی ونفقۃ ذوجۃ الابن علی الاب ان کان صغیرا فقیرا اور صحاح اور ملتقی میں ہے کہ نفقہ نابالغ کا سر پر ہے اگر بیٹا صغیر محتاج ہو اور باوجود نقدی اقتدار رکھنے کے باپ پر علی نفقۃ اصل او ابنہ الغائب ولد اھا او ترددی اقتدی کے واقعات المفتین میں ہے اور باپ سے زبردستی دلایا جاویگا اور والد غائب کی زوجہ کا نفقہ اور بیٹے کا نفقہ قدمی نہندی کا نام عبدالعلی دبن یوسف ہو جاوے گا کتاب واقعات المفتین کے خطبہ میں مذکور ہے اور بھی بزرگ بلاد روم کے مفتیوں کے رئیس تھے کذا فی حاشیہ الدرائی اور آتشدی ترکی زبان میں مولوی اور فاضل کے کہتے ہیں ولکن الاصح علی نفقۃ الولد الزمنی بہا علی الاب اور اسطرح استوزبستی والد یا جاوے گا کہ والد کا نفقہ ادا کرے اسکے باپ سے نفقہ پیدے جب وہ سفر سے واپس آوے وکذا الاصح علی نفقۃ الام لو کبیرۃ کما علی الاب اور اسطرح والد سوزبستی کا نفقہ دلایا جاویگا کہ وہ اپنی ماں کے ذمہ سے پہلے جب وہ سفر سے واپس آوے وکذا الاصح علی نفقۃ ولدہا وابیہا ومولاہا وزوجہا اور اسطرح ماں باپ اور مولا اور شوہر سے دلایا جاویگا وکذا الاصح علی نفقۃ ابیہا وامہا وزوجہا وولدہا اور اسطرح باپ سے دلایا جاویگا اور ماں سے بھی دلایا جاویگا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور اسطرح ولد سوزبستی کا نفقہ دلایا جاویگا اور اسطرح ہر ایک سے دلایا جاویگا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے وفی الفصولین عن الرابع والثلثین اجبر الاب علی نفقۃ ولدہ الزمن وان کان ذا مال وکذا الام اذا لم یکن للولد مال وکذا الجد اذا لم یکن للولد مال ولا للاب مال وکذا الاخ اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد مال وکذا العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ مال وکذا ابن الاخ اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم مال وکذا الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ مال وکذا ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال مال وکذا ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم مال وکذا ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم مال وکذا ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن العم اذا لم یکن للولد مال ولا للاب ولا للجد ولا للاخ ولا للعم ولا لابن الاخ ولا للخال ولا لابن العم ولا لابن ابن العم ولا لابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن الخال ولا لابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن ابن العم مال وکذا ابن

سو مرد اس پر نے اپنا مال یا اسباب سو کوتوال یا بادشاہ کی فرمادی سے چھڑا لیا تو مضمون نے کہا کہ جس نے مال اس سے لیا ہے اس پر تاوان نہیں اور یہ مضمون نہیں ہے بلکہ تاوان لینا اس پر ہے اور یہی فتوی ہے اپنے زمانہ کے بڑوں کے اس پر فتوی دینے کی وجہ سے

کذا فی حاشیۃ الحدیدی وللاجر المسمّٰی فی صحیح بلا عقد اجماعاً ای بطلقہ (کہ وہ بطلقہ) اجرت دودھ پلانے کی ثابت ہے بدون عقد، عبارت کا یہ یعنی جب بچہ سال کی عمر کے اندر صغیر کا دودھ پیلا دیگی تو اب برابر اجرت دیتا لازم ہوگا اگر چہ اپنے اوسکو نکرے کیونکہ ہوتو یہ مسئلہ مستفنی ہو اوس تاریخ عقد فقہیہ کہ اجرت لازم نہیں مرتبی بعد حمل ہے وحکم الظئر کالاستیجار اور حکم صلح کا مانند حکم استیجار کے ہے یعنی صلح کو نکری کی برابر ہو احکام مذکورہ میں تو اگر ماں نے اپنے دودھ سے مصالحہ کرلیا ہو کہ اتنوں روز مجھ سے نہیں پلا کرنگی اور دودھ پلاوں گی تو اگر منکر ہو اسکا وہی حکم ہے تو صلح جائز نہیں جیسے نوکری جائز نہیں اور اگر بین طلاق یا بائن کی عدت میں صلح کی تو جیسے رجعیہ جورو کے جائز ہو اور اگر بعد عدت کے صلح کی تو الاتفاق جائز جیسے نوکری جائز ہو کذا فی حاشیۃ الطحطاوی وفی کل سنۃ بحسبہا جاز الاستیجار وجب الاقل لا الاکثر فقط تتمۃ الزوج ان یکون اُستُؤجِرَ لِغیرِ مَا ہُوَ اُجرۃٌ لَہا نفقۃً اور جس جگہ زید یعنی صغیر کی ماں کو نوکری کرنا جائز ہو اور نفقہ اوسکو اوسکے ذمہ ہے تو اوسکے دودھ پلانیکی اجرت ساقط نہیں ہوتی زوج کے مرنے یعنی صغیر کے باپ کے مرنے سے بلکہ صغیر کی برابر ہو گی سب دنوں والوں کے یعنی جیسے اور قرض دنوں کو میت کے مال سے حصہ ملیگا ویسے ہی صغیر کی ماکو بھی ملیگا اسواسطے کہ یہ اجرت ہے نفقہ جو زوج کی موت سے ساقط ہو جاوے وتجب علی من یرث الصغیر ایساً ما للفطرۃ حملاً للاجر علی النفقۃ اور نفقہ اصول کا واجب ہے جیسو دادا مرتد ہو اور دادا پر جبر مرتد کہ نظر واجب ہو برابر زوج کے یعنی جو مالک ہو ویسے نصاب کی کہ فاضل ہو حوائج اصلیہ سے اگر چہ عالم ہو اور یہ قول ابو یوسف کا ہو اور یہی مختار ہو صاحب ہدایہ کا اور اسی پر فتوی ہو اور بعضوں نے کہا کہ واجب نفقہ اصول پر تین نصاب کو رکنے کا مالک ہونا مشروط ہو جیسا میں نے کہا یہی قول صحیح ہو کذا فی حاشیۃ الحدیدی وتجب الزیلعی الکمال اتفاقی فاضل کسبہ اور ترجیح دی زیلعی اور کمال الدین نے فتح القدیر میں نفقہ دینی اصول پر اور کے فاضل کسب پر لہم نہر الفائق میں فتح القدیر سے منقول ہے کہ اگر بیٹا بیشہ ور ہو تو ماں باپ کو اوسپر خرچ میں داخل اور شریک کرنے خواہ اوسکی کمائی اوسکے خرچ سے فاضل ہو یا نہ ہو فتح القدیر میں ہو کہ حق تعالے نے والدین کا فرض کیا ہے حق میں فرمایا ہے وصاحبہما فی الدنیا معروفاً یعنی والدین کے ساتھ اسلام میں سب کو توفرد کہا ہے اور والدین کو ہو کا خاص چھوڑا احسان اور نیکی کے خلاف ہو فی المبتنیٰ للفقیر ان یأس من مال ابنہ الموسر ان یأکلہ الخ وفی الخانیۃ اذا احتاج الاب وابنہ غائب فاستقرض علی ابنہ جاز کذا فی التاتارخانیہ اور مبتنی میں ہو کہ محتاج باپ کو جائز ہے اپنے موسر بیٹے کے مال سے چرا لینا بقدر کفایت کے جس پر فتوی دیا گیا ہو اور دوان قاضی خانہ اور اس جوری میں اوسپر کہا گیا ہو اور اگر دوان قاضی خانہ میں مرقوم ہو جوری کا ذکر نہ ہو تو نہیں قاضی سے ناش کرے ہو د نفقہ ولا وگا کذا فی حاشیۃ الحدیدی عن البحر النفقۃ لا یصلح الا لزوجۃ او لولد صغیر او لوالد زمن او فقیر ویؤمر بہا الکسبۃ دون غیرہا ولد یا بیٹا اصول نہیں محتاجی میں کا نفقہ واجب ہو اگر چہ اصل نا مرد کذا فی الذخیرہ اور اگر چہ اصول محتاجی میں کسب پہ نہ آوریں ہوں اصول سے مراد ماں باپ اور دادا اور دادی اور نانا نانی لیکن پوتے پر دادا کا نفقہ اوسوقت فرض ہو گا جب باپ مر گیا ہو یا محتاج ہو مراد نانا کا بھی نفقہ اوس صورت میں نانی نہ پر واجب ہو گا جب ماں محتاج اور اصول کے واجب نفقہ میں عدم قدرت کسب کی شرط نہیں بلکہ والدین اگر کسب پہ قادر بھی ہوں تو بھی والد مالدار پر ادا کا نفقہ واجب ہو اسواسطے کہ احسان اور نیکی کا برے بیٹے کے کیا وجود ہو مگر دیکھ کہ اوکو کسب کی مشقت میں ڈالنا والقول لِلْاَبِ اَیِ الْاَبِ وَالْاُمِّ فِیْ حَقِّ الْاِبْنِ اور قول معتبر مقدور کے حکم کا ہو اور گواہ معتبر ہیں مقدور کے معنی کہ اگر باپ دعوی کرتا ہو کہ میرا مقدور والا ہو اور میرا منکر ہو مقدور کا تو ہیگا قول منکر کا مقدور ہو گا اور اگر میرا دعوی ہو کہ تو باپ مقدور والا ہے پھر اسکا نفقہ واجب نہیں اور باپ اپنے مقدور کا منکر ہو تو باپ ہی کا قول معتبر ہو گا اگر میرا ایک بیٹے نے بیٹوں دعوی کیا تھا کہ تو مالدار ہے اور باپ نے منکر کیا تھا تو قول باپ کا ہو گا اگر بیٹوں نے گواہ گذارے ہوں مقدوری کے تو گواہ بیٹوں کے مقبول ہونگے کیونکہ یہ مثبت ہیں اور باپ منکر کا کہ اوسکے گواہ مقبول ہونگے منکر کے یا بالعکس لِقَولِہٖ تَعَالٰی وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ وَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ نفقہ اصول کا اولاد پر برابر واجب ہے چھوٹے اور بڑے میں کچھ فرق نہیں تو اگر محتاج ہے بیٹی اور بیٹا ہو تو اوا نفقہ اوسپر واجب ہو اور آدھا اور آدھا اوسپر یہی قول حق ہو اور اوسی پر فتوی ہو کذا فی فتح القدیر والحاصل ان اصلہ کعلۃ وجود نفقہ دلالت ہو سو وجود میں برابر ہیں اور قول ضعیف یہ ہو کہ تقدیر اوت کے موافق دے

اور یہ بیٹی ایک حصہ اور بھی لے گی امام شافعی کس الامہ نے کہا کہ فقہ اصول کا الا ماشاء اللہ ہر ایک مقلد ہر ہیں کہ مقابلہ ہو جائے اگر ایک صحابی زیادہ اعتماد ہو دوسرا ہو اور دوسرا کم مقلد ہو جو تو قدیم فقہ میں بھی ثابت ہو گا وہ ہو گا ذی العاقبہ من الذخیرہ والمعتبر فیہ القرب والبعدیۃ فاعرفہ یہ ثابت ہوا ان اُو بنت بنت واخ الفقہ علی البنت اوبنتہا لانہ لا یفتقر الا ذا استووا کجد وابن فکذا فرضہا الاثر کما الولد والله اعلم

ولذا لم یجب بما مت وذلک لا یبک اور فقہ کو دلالت کے وجوب میں مسبب سے قرب اور جزئیت تو اگر دو شخصوں میں جزئیت یا بھی جائے اور ایک خود اور قرب ہو دوسرے سے تو اقرب ہی پر فقہ واجب ہو گا بالاعتبار اشارۃ البعد ہو سو کہ ایک شخص کے بیٹی ہو اور پوتا یا ماں ہو اور بہائی تو فقہ اسکا پہلی صورت میں بیٹی پر واجب ہو گا پوتی پر اور دوسری صورت میں ماں پر واجب ہو گا بہائی پر اسو سطے کہ میان ارث معتبر نہیں ماں مگر ارث معتبر ہے جب قرب میں دو رہا ہو میت سے دوسرا ہو اور پوتا یعنی ایک محتاج کا داد اور پوتا ہو تو اسکا فقہ دادی کی طرف کہ مگا ایسے سس دادا اور باپ دادی اور باپ پر ہو کہ دو رشتہ سے قرب ہو سو فقہ باپ پر ہو تا ہے کیونکہ ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مال ہو جس تو اسکا فقہ ولد پر ہو گا نہ باپ پر حالانکہ قرابت دونوں کی بلا واسطہ برابر ہو اور ارث بھی ساقط ہو بالاعتبار ہو جائے جیسے ایک محتاج کا باپ اور بیٹا مال ہو جس تو اسکا فقہ ولد پر ہو گا نہ باپ پر حالانکہ قرابت دونوں کی بلا واسطہ برابر ہو اور ارث کا میان اعتبار ہوتا سو مسئلہ فقہ باپ پر ہوتا اور باقی والد پر مالی ہو جو ہمان وجوب کا دلیل ہو ہوا بہ اقتضای اس حدیث شریف کے کہ انت ومالک لابیک کا ہے تو ولد کے مال کو اپنے باپ کا مال قرار دینا یہی وجہ ترجیح وجوب انفاق کی ہو گی اور یہ میں فرمایا کہ اپ کا مال پیٹے کا ہو ہم بھائی اور باپ اور دادا کا ذکر کیا شارع کا ان مثالوں نہیں اور آیندہ مثالوں میں بھی حاصل ہو گیا اسو سطے کہ تنگ میان ہو وجوب فقہ اصول کی فروع پر کہ فقہ ای حاشیۃ الدنی فی القرابۃ لہ اُم واب اب فکذا فرضہا اور خانیہ میں ہو کہ ایک محتاج کی ماں ہو اور دادا اور اسکا فقہ ولد اور اسکی ارث پر ہو جیسا کہ اوپر ترجیح میں اسکی مثال کہ ہی اسو سطے کہ اکثر ترجیح ہو جیسے قرب کے اتحاد اور اکثر ترجیح ہو بسبب قوت نسبتے فی نہ ارث کا اعتبار مصیر فی العقبۃ لہ اُم واب فلہا الثلث وللاب الباقی اور قوت میں ہو کہ ایک محتاج کی ماں ہو اور نانا تو اسکا فقہ باپ پر ہو گا اسو سطے کہ نانا دادا اسی کرتے ہیں مذا اکثر نہیں ہوتی بخلاف پہلی صورت کے اور لو ترک عم واب فلہا الثلث وللاب الباقی اور اگر محتاج کا چچا ہو اور نانا تو اسکا فقہ نانا پر ہو بسبب ترجیح جزئیت کے اور ارث کا میان اعتبار نہیں اگرچہ ارث چچا کو ہو نانا کو نہیں فی الحر یقول لہ اُم وعم فکذا فرضہا اور برابر والی میں فقہ کے اس قول کو مشکل جانا ہو کہ ایک محتاج کے ماں اور چچا ہو اسکا فقہ دونوں پر برابر ہے ارث کے ہو یعنی ایک ثلث ملے اور دو ثلث چچا پر دو بہ مشکل کی یہ ہو کہ وجوب فقہ میں اعتماد تھی بسبب جزئیت کے بہ ارث کی بنا پر کہ نکل گیا ترک لو ترک اُم وعم فلہا ثلث الکل ہو ھل یرجع الاُم فقط ام کا ہو ذہن احتمال کہ صاحب فرض کہ اگر ایک شخص کے ماں اور چچا ہو اور نانا تو اسکا فقہ نقطہ ہی کو لازم ہو گا یا ماں اور نانا دونوں پر ہو تو اسکا جواب یہ ہو کہ شیخ حسن مصنف نے کہا کہ اس مثال میں صاحب فرض کے صاحب جزئیت کی ہو اور حقیقت الحال یہ ہے کہ میان درجہ تین ہیں ایک قوی اور دوسری ضعیف قوی یہ ہو کہ ترجیح قرب اور جزئیت کی ہو اور ضعیف یہ ہو کہ ارث معتبر ہو صاحب نسبتیہ سے دو رشتوں کو نہ کہ ایک اور ایک کو دوسرا مثلاً ہو جو فقہ اسکے سبب سے ثابت ہو اسکا حاصل یہ ہو کہ ایک محتاج کا صغیر ہو یا نانی مطلقاً ولو کانت لا تحجب الا بالفقہ صحیحہ اور بھی وجوب ہو فقہ ہر قرابت دار کے محرم کا صغیر ہو یا نانی مطلقاً اگرچہ نہ ہو بالفعل وجوب ہو جو فقہ اسکے سبب سے ثابت ہو اسکا حاصل یہ ہو کہ ایک محتاج

اور کلوہ من دون النبوۃ اور طالب علم زیادہ کیا ہو متقی اور محارم میں بالغ عورتیں پیش کر سکتا ہے باوجود عدم صحت کے یا عمدہ خاندان ہو بالغ علم مرتد ہو گیا
نفقہ بھی واجب ہے اور شرط وجوب نفقہ عمدہ خاندان اور طالب علم کے نفقہ والد کبیر میں مفقود ہے مذکور ہو گیا فقیر کا حال من المجموع بحیث صلی اللہ الصبر ۱۲ منہ
لہ مبدل ضمائرہم علی الصواب بدلہا بلفظہ فقیر سہل محرر سبع محارم مذکورین نے بھی صغیر اور مانع حیض اور مزاحم حیض کہ وہ مجامع ہوں کہ اور کوئی منہ نہ لینا
خلال ہوتب ان کا نفقہ واجب ہے اگرچہ ان کی ملاکیں ہوں ہو گا اور عدم موقوف ہونا قول ہے سنہ کہ ذاتی الب والام اسی طرح کہ ہو گا سکان اور قدرت
کا تمام باحالت اصلی سے فاضل ہوں تو اسکا وجود کیا ہو عدم ہو بقدر الا یدخل الخ قولہ تعالیٰ وعلی الوارث مثل ذلک حرر کہ یک محارم سے کا نفقہ
واجب ہے نفقہ دار ث کے بدلیل آں حق تعالیٰ کے وارث پر جو مثل اسکے یعنی جیکا نفقہ مرنے والے پر واجب ہو تو ورث کے بعد وارثوں پر ویسا ہی نفقہ واجب ہو تو اس آیۃ
شریفہ میں حکم نہ ہوا وارث کے وصف ملاک ہونے کا معلوم ہو سکا کہ وجوب نفقہ کی علت ارث ہے تو موافق فرث کے نفقہ واجب ہو گا اگر چہ فقیر ہی ہو اور فرحا
مال ہو جو کر تو اور کسب کرتی ہو اتا ہو اگر اسکے کل مال کا وارث ہوتا تو اوس فقیر کا کل نفقہ اوس قریب پر واجب ہو گا اور البعض کا وارث ہوتا تو اوسپر
اوسکے نفقہ کا بھی واجب ہو گا اسی طرح کہ ہدایہ شریف میں وارد ہو کہ الغرم بالغنم یعنی تاوان لوس فائدہ کے ہو ملنا چاہیے کہ جا دیگا قریب پر نفقہ سابق میں فیگا قریب نفقہ لینے قریب محرم کہ وہ گا تو ناصبی زیر رسمی اوپر سے ولا یکاد یبین کہ دور ہے کہ ذاتی المنع حاشیہ الاشباہ فرع علی اعتبار الوارث یقول فنفقۃ
من ای فقیر لہ احوال متفرقات موہبیات علیہا اختصاصا بہا بر مستحق کے تقریر کی اعتبار ارث پر تو اس قول کے نفقہ اوس فقیر کا جسکی یہ قسم کی
مالدار ہیں ان حساب پچھیں حصوں کے اوپر واجب ہو یعنی اگر اوسکی تین سگی اور دو سری سوتیلی اور تیسری اخری ہو تو تین حصہ نفقہ کی بھی ہیں اور
اور ایک خمس سوتیلی ہو اور ایک خمس اخری ہیں پر اسی طرح کہ ان سنوں کے ارث بھی اسی حساب سے ہے یعنی اگر ایسا ہی مرتا اور اوسکا بعضف مال کی سگی بہن اور
سوتیلی اور شش حصہ کی پہلی بہن وارث ہوتی بایں تکمیل نانیں کے اور اخری بہن بھی شش حصہ کی وارث ہوتی تو اسی طرح پر ہو گا لیکن چونکہ اس مسئلہ میں
رہتا نہیں لہذا اوسکو پانچ حصوں کی طرف پھیرا اور اسی مقدار فیضہ سا ہمل الاجر کما مر لما قال الشقیق کالزیدۃ اور اگر اوس فقیر کے چند تیسرے
بھائی اور ہوں تو اوسکا نفقہ کا شش حصہ اوسکی بھائی پر واجب ہو اور باقی تین سگی بھائی پانچ ارث اوس فقیر کے یعنی اگر فقیر بھائی اور ہوتا اور مرجاتا تو اوسکا
اوپری بھائی شش حصہ اوسکا مال سے پاتا اور باقی مال کو سگی بھائی تب عصبہ ہونے کے لیتا اور جو بھائی مجوب ہوتا مثلاً اسپر سوتیلی بھائی پر نفقہ نہیں ہو جب ہیں اور سگے
اور اوپری بھائی پر نفقہ واجب ہو گا اور ارث کے اوپر نفقہ واجب ہوا ولذا لو کان معتوہا او معہا ابوہ مجنونا لہ جعل کالمیت لیصیر ارثہ اور سطرح جبکہ
سیانی بیکال ہو گا اگر متفرق سنوں کے ساتھ یا متفرق بہائیوں کے ساتھ یا متفرق سنوں اور متفرق بہائیوں کے ساتھ ہو تو اسی طرح پر ہو گا کہ مثلاً
بھائی اوسکی وارث ٹھہریں اور موجب ارث کے اوپر نفقہ واسکا واجب ہو گا اور اگر اوسکو زندہ قرار دیکر تو بھائی اور بہن اوسکی ارث نہ ہوتے اور نہ نفقہ اوس فقیر کا
کیونکہ واجب ہو دلکان مکانہ بنت شقیقۃ لا ام لہا الا اشقاء فقط لا ارث لہم معہا اور اگر بجائے بہن کے بیٹی مرتی تو اوسکا نفقہ سگی بھائی پر اسکی
سنوں پر ہو گا فقط نہ کسی اور بھائی بہن پر اسطرح کہ سگی بھائی بہن وارث ہوتے ہیں بیٹی کے ساتھ اسی طرح کہ اوپری بہن بیٹی کے ساتھ ہوتی ہے
سگی بہن کی جہت سے موجب ہے اسی طرح کہ سگی بہن بیٹی کے ساتھ ملکر حصہ جو بھائی ہو تو زوائد ثلثین سے لیکن وہ نصف ثلثین سے لیکن چونکہ بیٹی خلاص کی
کالمیت ہے لہذا تمام نفقہ سگی بہن پر واجب ہو گا اور اگر فقیر کی بیٹی اور بھائی متفرق بن تو اوپری بھائی بیٹی کی جہت سے موجب ہے اور صلبی بھائی سگی بہن کے
ساقط ہونے تمام نفقہ سگی بھائی پر واجب ہو گا وعندا لبعض یقسم المتعددون اخیاء فیما یلیہم الموروث قریبا بعضہم الکل کذا فی الدر اختار ومستفاد
ولا ام والشقیقۃ موسرتان فالنفقۃ علیہما اثلاثا واجب ہونے تشخیص الدار اور مفلس ہیں اور مسلمان کو زندہ اعتبار کیا جاوے گا اور اوسکی زوجہ میں
مفلس کا زندہ اعتبار کرنیکا یہ فائدہ ہوتا کہ ظاہر ہو ساقط ہو گا اور یہ مقید رفیقہ لازم ہو گا بعد رفیقہ کے نفقہ اوسکا فقط الدار وان ہی پر لازم ہو گا
تمام دکان نہ کہ ایک فقیر عاجز کی اور متفرق بہنیں ہیں اوپری لاکھ اور سگی بھی کہ معتدد ہو اور دو سوتیلی اور اوپری بہن دو تو مفلس ہیں نفقہ اوسکا اور سگی
بہن پر لازم ہو گا جا ہو جہاں ہو اور تین ربع سگی بہن پر تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ ایک مرد اور تین متفرق بہنیں ہو جو ذکر ہو گیا تو ارث اوسکی تین کو

باپ کو چھٹا حصہ دادی کی بہن کو آدھا اور تیسرا حصہ ماں دادی بہن کا بھی شش حصہ ہوتا تقسیم کی چار سہم سے ہے ایک سہم کا اور تین سہم کی بہن کے اور ایک ایک سہم تیلی اور دادی ہر کا لیکن چونکہ سہ تیلی اور دادی تین اور کچھ فرق نہیں کہ لیئے سہم جائیں گے میت قرار دیا اور کہا دو کو دو سہم ملنا چاہیئے گویا ان کو ہر

ولو جبه وکالطفل کما فی الدرر حتی لا یقدر علی اخذ حاجته بلا امره وغائب کا مال متقول کما یأتی بخلاف نحو عقار پس اگر زوجہ اور اسکی اطفال کے نفقہ کو بھیجے کذا فی البحر یعنی بقدر حاجت بحیثیت حاجت سو زیادہ ہم مشیع حتی نے کہا کہ یہ حد ہے اس حال کے مرجع ضمیر کا باب موتیون لفظہ نہیں لیتوا باب نفقہ اور اپنی زوجہ اور اپنی اطفال کے نفقہ کیلئے اور اسکے اس متقول کو جیسے اسے اسطرح کہ سابق ذکر ہو چکا ہو کہ موجود اب کی زوجہ اور اسکی اطفال کا نفقہ الدار والد پر واجب ہو کذا فی حاشیۃ الدرر فی دکا قولہ ان لہ علیہ سوا فما لخالفۃ دون النفقۃ السابقۃ الذی وجب اب پر اور غائب کے مال پر یا موجود میں جو دوسرے سے نفقہ کے بسبب مخالف ہے بین نفقہ کے یعنی اور دونوں جیسا درست نہیں اسواسطے کہ یہ قضاعلی الغائب ہے بخلاف دین نفقہ کے کہ وہ واجب ہوتا ہے بقبول قضا کے سو قاضی کو اب حکم دینا اور اسطرح سے اعانت ہو وجوب سابق کے تو قضاعلی الغائب کی ہے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ وفی الخلاصۃ ولا یجوز للمودع دفع الودیعۃ الی ابن المودع اذا کان بالغا ولا الی ابیہ اذا کان مفلسا ولا الی زوجۃ المودع اذا کانت تنفق علیہ من مال نفسہ ولا الی ابیہ اذا کان مفلسا ولا الی ابنہ اذا کان صغیر

الرضیعۃ والصغیر فتصیر قضاء بالقضاء اور صغیرہ کہ مرت کا نفقہ تمام کا اور زوجہ اور صغیر کا نفقہ دین ہو جاتا ہے قاضی کے حکم سے ہم صغیرہ کی مدت مل مختصری اور اس سے کہ مدت تصویر ہوئی اور بسبب اس کے قاضی مرفضے میں نفقہ کا حکم دیتا ہم تو اعتبار عادت فقہاء طول اور قصر کو کر دیا ہوا تھی کہ نفقہ صغیرہ کی قول میں یعنی ذکر کر چکیں اور یہی وجہ ہے وانما یستدان عیال الزوجۃ لامر قاض فلو استدانت بالفعل فلا رجوع نفقہ آقا کی مدت گذرنے سے ساقط ہو گیا بسبب کہ زوجہ کے سوا کوئی حکم نہ قرض لے بحکم قاضی قرض ہو جاتا ہے اگر بعد حکم قاضی کے حوالہ کرے قرض الفعل لیا ستدانہ غیر کے مدت سابقہ سے ابی کے گواہ ان کی تو اور سکو جو ہم کو نہ کیا اعتبار ہو گا بسبب عدم حاجت اور معمول کتاب کے بل فی الدلائل حیث قال ولو اکل اطعامہ من مال الناس فلا رجوع لہم اھ یعنی اگر زوجہ میں ہو کہ اگر غائب کی اطلاع نہ دیں لوگوں سے سوال کر کے کیا یا بعد حکم مستدات کو تو اور کی اگر بسبب لینا نفقہ کا اور ذکر بسبب جائز نہیں اس واسطے کو حاجت دفع ہو گئی ولو اعطوہ استیثاقا واستدان ثم انفقتہ من مالہا حتی حجت بما ادت خاصۃ اور اگر اطفال کو کہ نفقہ ملتا ہے سوال ملا اور کہ نفقہ اور کی بات سے قرض لیا بحکم قاضی یا بدون اس کے اور خرچ کیا تو اپنی اب سے بیشتر زیادہ نفقہ سوال سے کہ ذاتی الخانیۃ وفیہ تفریق حزاۃ والخراج للبیع لکن ظرفیہ قال لہا مرتہ لا آمرک بانفاقہ مما استدانہ حتی لو استدان وانفق مما عیرہ ووفی فہما استدانہ لم یسقط ایضا انتہی فقہ مقدار کا اور سوقت دین ہوتا ہے جب قاضی قرض لیوے کا حکم کر دی اور محرم اوس ال متر دیت سے صرف کر دی محرم الوالی میں اشرط انفاق کو سبب کا طرف نسبت کیا ہو لیکن نہر الفائق میں اس شرط میں گفتگو کی ہو کہ ال متر دمیں سے صرف کرنا کیونکر ہو ذخیرہ میں یا تاب کہ اگر محرم قرض لے اور غیر قرض سے صرف کر دی اور اوسکو قرض سے ادا کر دی تو بھی نفقہ ساقط ہو گا انتہی کلامہم یعنی جو حق مفتی نے کہا کہ غیر قرض دے والی سوال نہیں کہ وہ محرم کا مال ہے کسی اجنبی کا اگر اوسکا مملوک ہی ہو تو نفقہ ساقط ہوا بسبب دفع حاجت کے اور اگر غیر کا مال ہو اسی کا نام قرض ہو تو قرض سے صرف کرنا اوسے صادق آیا تو معلوم ہوا کہ اضرار من صاحب نہر کا محض بیجا ہے کذا فی حاشیۃ الرملی فلو مات ماکان من جملۃ النفقۃ بعد رفعہا ای الاستدانۃ المذکورۃ فہی ای النفقۃ دین ثابت ذکرہ فی الصحیح شرح نظم الدرایۃ تصحیح ما یأتی لہ ونقل المصنف عن الولوالجیۃ فائدۃ الولوالجی مرجح حتی لو ترکت ہا من ترکتہ ہل الصحیح انتہی فلحصہا فلما تمالل سوا اگر اب مر جاوے یا وہ شخص مر جو سیر نفقہ دینا رہا ہو جو مدت سابقہ کا مذکورہ کے تو وہ نفقہ دین ثابت ہو گا مدت کے مال میں لقول صحیح کذا فی الجوہر الذخیرہ پر بسبب صاحب نہر کے اسکے مخالف بنا یہ سو تصحیح نقل کی یعنی نفقہ مذکورہ مال سے لیا جاوے گا بقول صحیح اور مصنف نے منح الغفار میں خلاصہ سے نقل کیا یوں بیان کر کے کہ اگر ایسے صغیر کا نفقہ بحکم قاضی قرض دیا اور اوسکا باپ مر گیا تو باپ کے مال متروک سے نہ لے سکی گی بھی قول صحیح ہو نقل المصنف فلعہ اقول اس مقام میں تامل کرنا چاہئے ہم علمی نے اگر یہ امر تامل کر کیا مفتی کو ہے لیعنی جب اور تو قرض نہیں تصحیح مختلف ہوئی تو متنی عذر اور تامل کو ہم بسبب اتنی فاش ہونے ہوا سوں قول کو نہ تسلیم کریں چنانچہ شارح نے خطبہ کتاب میں اس کا عدم کیطرف اشارہ کیا ہو وفی البدایع المستقیم من نفقۃ القریب یقضی ولا یحبس لو اقاما البینۃ علی الاعسار ولا یحبس لو اقر اقامۃ علی الاصح فی المحیط وہو الصحیح المختار الفتوی اھ فوق الشہر لعدم سقوطہ بادائہ کما مر اور دائم میں ہو کہ جو شخص اپنے قریب محرم کو نفقہ نہ دیتا ہو تو قریب پر جبر کیا جاوے اور قید نہ ہو گا بسبب اینکہ نفقہ کے مدت گذر جانے سے وہ ساقط ہو جاتا ہے اور بسبب اس کے عدم حبس کے متقید کیا ہو بخلاف نفقہ زوجہ کے اور صغیر کے کہ وہ دین ثابت ہو جاتا ہے بسبب اس کے عدم حبس کے متقید کیا ہو بخلاف نفقہ فوق الشہر اسواسطے کو ہمیشہ سو کہ مدت کے نفقہ ساقط نہیں ہوتا ہے کیا یہاں مقترب ہو چکا ہم عدم حبس سے یہ مراد نہیں کہ حبس اوسکا مطلقا جائز نہیں بلکہ مراد یہ ہو کہ جو حبس بلا ضرب کافی نہیں اسواسطے کہ فصل حبس میں شباہ مستقل ہو گا کہ محبوس کا ازالہ جاتا رہو اگر وہ اپنے تئے نفقہ نہ دیتا ہو کذا فی حاشیۃ الرملی ولا یحبس الا من لا استیفاء لہ الحق جمیع علیہ کما فی الخانیۃ اور قاضی کا حکم صغیر کے واسطے قرض لینے کا ہم یہ نہیں کہ اوسکا قرض لینا اوسکا لعلاوہ اور ابطال ہو نے صغیر کے اوس سے پہلے یعنی قاضی کو مستدانہ کا حکم دینا جائز نہیں کر دو صورت میں ایک یہ کہ صغیر کا مال ہو کر اوس کو ضرورت ہو دوسری صورت یہ ہو کہ جب صغیر کا نفقہ دینے والا نہ ہو جیسے وہ زندہ ہو کر کذا فی منح الغفار وجب النفقۃ باولاد الصلب ملوکا منفقۃ ان لم یملک رقبۃ الکل علی الصحیح اور دو قسم ہیں قسم کا نفقہ اپنے مملوک کا اگرچہ اوسکی ذات کا مالک نہ ہو فقط منفعت کا مالک ہو جیسا کہ کسی نے اپنا غلام کو دوسرے کی خدمت

واسطہ دلانا ہو تو خدمت لینا دوسرے کا اور دسکا کمانا کھانا اور پہننا اور اجب ہے ۴ لونڈی غلام کا کھانا اور پہننا بقدر حاجت مطبر غالب عادت اوس شہر کے واجب ہے یعنی اوس شہر کی اکثر خلق جیسا کچھ کھاتے اور پہنتے ہوں ویسا ہی نفقہ دینا مالک پر واجب ہے اور تو اوکا پر اقتدار سے ترجمہ تو دینا اور اور اسی پر کفایت کرنا جائز نہیں اور اگر مالک عمدہ کھاتا ہو اور نفیس پوشاک پہنتا ہو تو اور سیر واجب نہیں کہ غلام کو بھی ویسا ہی کھلاوے اور پہناوے تا کہ یہ سبب ہے اور اگر مالک کپڑے بیچنے والا ہو یا بنانے کے واسطے اون خریدا ہو یا لباس میں بیش سے روایہ شہر سے لگتی کرا ہو تو غلام کو بھی ایسا ہی لباس دینا چاہیئے بنا بر قول اصح اور اگر مالک کے چند غلام ہوں تو اوکو کھانا ایک ہی جیسا دینا واجب نہیں بلکہ ہر غلام کو اوسکی حالت کے موافق دینا چاہیئے اور اگر کوئی غلام بیمار ہو تو اوسکی خدمت کرنا اور اوسکا علاج کرنا مالک پر واجب ہے اور اگر غلام بالغ ہو اور اوسکا ہاتھ پیر شل ہو گیا ہو تو اوسکا نفقہ بھی مالک پر واجب ہے اور اگر غلام کسب جانتا ہو اور مالک اوسکو کسب کی اجازت دیتا ہو تو اوسکو کھانا اور لینا جائز ہے اور اگر غلام کسب جانتا ہو اور مالک اوسکو کسب کی اجازت نہ دیتا ہو تو اوسکو کھانا اور لینا جائز نہیں ہے اور اگر غلام کسب جانتا ہو اور مالک اوسکو کسب سے روکتا ہو تو بدون رضامندی مولا کے غلام کو اوسکا مال کھانا اور لینا جائز نہیں ہے اور اگر غلام کسب جانتا ہو مولا اوسکو کسب سے روکتا ہو تو بدون رضامندی مولا کے غلام کو اوسکا مال کھانا اور لینا جائز نہیں ہے اور اگر غلام تنگی کرتا ہو مولا یعنی بقدر حاجت کے کھانا اوسکو نہ دیتا ہو تو اوسکا مال بدون رضامندی مولا کے

Marfat.com

کہے تم جو کچھ کماؤ سو میرا اور میں کچھ نہ کماؤں سو میرا اور ان میں سے ہر ایک کا دوسرے پر کچھ دین نہ ہو تو یہ جائز ہے اور ہر ایک کا کمائی میں سے اپنے نفقہ کے برابر لینا جائز ہے اور جو کچھ زیادہ ہو تو اس میں سے ہر ایک کا اپنے حصہ کے موافق لینا جائز ہے اور اگر ایک نے دوسرے کا نفقہ اپنے ذمہ لیا ہو تو اس کا لینا جائز نہیں

سے بقدر اسکے حصہ کے بیچدے یا ہر چہ کہ اور کسکو فاضی نے مقرر کیا کہ وہ بیچا کرے یا ہر دو مذکور نے منع الخلاف میں باتباع مجرد الدین کے خلاصۃً نقل کیا ہو کہ ایک شریک نے عبد مشترک پر تصرف کیا اور دوسرا شریک کی نصیب میں بلا اجازت شریک اور بدون حکم قاضی کے تو اوسنے احسان کیا یعنی شریک غائب تقدیر پر بھی حکم قاضی کے بیچنے میں نہیں سکتا اور یہی حکم ہو گلستان اور کیست اور ودیعۃ اور لقطہ اور مشترک گھر کا جب کہ وہ مورث طلبہ ہو تو ان چیزوں کے بیچنے والے بدون حکم قاضی کے اپنے مصارف کو زکر کے مالک یا شریک سے پھیر نہیں سکتا ۱۲ ملخصاً اور ملتقی میں یہ فرق ہو کہ ہو سکتی ہو اور ظاہر الروایت میں شریک غائب مجرد ظلم مشترک پر تصرف نہیں کرتا اور شیبانی اور سرخسی کے قول اول میں بے پھیر لینا ظلم ہے کار دست ہو بخلاف خلاصہ کی روایت کے کہ وہاں شریک حاضر نہیں غائب ہو خلاصہ کا اوسکی شرح کی ہو کہ ظلم نہیں تو پھیر لینا بھی لازم نہیں تو معلوم ہو کہ دونو روایتوں میں تناقض نہیں واللہ اعلم اور ہو سکتا ہو کہ اگر جانور کو مجاہد نے ظلم ہاتھ لیا ہو اور کسکا وہ غنیمت ہو کر تو دونو کا حکم وہ ہو جو اوپر مذکور ہوا اور اگر جانور کا پیچھا ہو چکا ہو تو اوسکو دو حق ہیں ایک جانے کا پھیر لینا دوسرا ہو اوسکو بیچنے کا سو یہ زیادہ ہو بیچنے

وہ فقہ ہو جو فتاوی پر دوڑائے گر وہ فعل جو تمام تمام اس کی جیسے قریب کا ہے نہ اور فعل جو اس سے دور کا ہو اور الاسلام ہیں ہیں ہر غلام مسلمان کو خرید کرکے وہ دار الحرب میں لیجائے تو جو وہ داخل ہوگیا وہ دار الحرب کے غلام مسلمان آزاد ہو جاویں گے آزاد کرنے کے سوا کہ اس کے مولک وہ ہو کے اسے بیچ دے اگر چہ اس غلام مسلمان کو مکر وہ اور اسلام میں لیجانا تو مکروہ ہے اور اگر حربی قوم کے غلام مسلمان ہوگئے اتفاق اسلام اور مسلمین کے آنا مرنے کے آنا فی حاشیہ الشلبی فمن اسلم فی دار الحرب ولہ عبید کثیر فاسلموا ولم یہاجروا حتی اخذ العبید اسلامہم فی دارہم فہم احرار لانہم لم یہاجروا الینا ولا الی دار الاسلام ولا یکون بینہم وبین مولاہم ولاء لانہ لم یسلم علی یدیہ ولا علی ید احد من المسلمین ولا یکون بینہم وبین احد من المسلمین

چھ مہینے یا زیادہ دن ہی اور اگر چھ مہینے سے کمتر دن ہی تو عتق صحیح ہے یعنی اگر مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میں نے تیرا حمل گرانا دیا اگر اسنے قول کے چھ مہینے سے کمتر مدت میں جنی تو ولا کا اثر اسے ہوگا اور اسطرح کے وقت قول مولی کے بالیقین ولد کا پیٹ میں موجود تھا تو حمل کی بھی شہادت ہوگئی اور اگر چھ مہینے یا زیادہ دن ہی اور اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ دن پیدا ہوا تو قول مولی کے وقت حمل کا ہونا مشکوک تھا ثابت نہ ہوگی اور ولا کا اثر اسے نہ ہوگا اور اسطرح کے وقت دن مالک کے عتق صحیح نہیں ولد یا ضافتہ الیہ کان مملوکا لمالک والد سیبۃ کان اشتراہ ثم ادعی انہ ولدہ منہ فان ثبت نسبہ منہ صار ام ولد لہ اگر مالک نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر میرا یہ لڑکا میرے نطفہ سے ہے تو آزاد ہی ہوگا اور اسطرح کے وقت دن مالک کے عتق صحیح نہیں ولد یا ضافتہ الیہ کان مملوکا لمالک والد سیبۃ کان اشتراہ ثم ادعی انہ ولدہ منہ فان ثبت نسبہ منہ صار ام ولد ل

کیونکہ یا مولای یا مولائی کو دین بگاڑ کہ یا مولائی قسم مولی کا لفظ مشترک ہو معانی کثیرہ میں جناب نبی غیر فی دین صفائی سے زیادہ شبہ کیجئے ہیں اذا تجرد عن القرائن اور ان قسم کے الفاظ کا حکم یہ ہے کہ اگر مولی سے عتق ثابت ہو گا بنا بر قول اصح کے نہ الی اللہ اور مالک اور غلام آزاد لیکن جب غلام کو مولی کہا تو کوئی معنی مناسب نہیں ہوتے سوا عتق کے لہذا اس لفظ سے عتق ثابت ہو گا بنا بر قول اصح کے نہ الی اللہ اور مالک اور غلام آزاد لیکن جب غلام کو مولی کہا تو کوئی معنی مناسب نہیں ہوتے سوا عتق کے لہذا اس لفظ سے عتق ثابت ہو گا بنا بر قول اصح کے نہ الی اللہ من الوجوہ بخلاف انا عبدک و کا عتیق بخلاف اس قول کے کہ مولی نے کہا تو غلام ہے میں اس قول سے عتق نہیں ہوتا قول اصح میں اس لئے کہ عبد کو مالک اور مسرانی کا جو عتق ثابت ہوا وہ عتق مقید ہے آزاد کرنا مقصود تمام عتق تو رباتہ اور اسکی تصدیق ہو گی بسبب اتصال کے قضاء اور ہم کہتے ہیں کہ اگر مالک نے کہا کہ میں نے اس قول سے کذب کا ارادہ کیا یا کلام س

انت حرٌّ کالبنیة له عتق الجنین لو قال عتقتُ سالماً عتقاً قضاءً او دراگر ایک مولی کہے اپنے غلام ہون سالم اور غلام ہون سالم تجھ کو آزاد ہو یا غلام ہے
سرمو کسی قضا کے تو آزاد ہوا اور عتاً لا کہ مولی کو قصد آزاد کرنیکا نہ تھا تو جواب یہ ہوا الاعلام یعنی غلام آزاد ہو جاویگا بالحکم یعنی ایک کے اور صریح محتاج نیت کا نہین اور اگر
مولی نے قضاً کہا کہ انت حر سو مین نے سالم کی آزاد کیا اور ارادہ کیا تھا غلام کا تو قضاءً وہ نہ آزاد ہوا بلکہ عتق کا سالم ہی کے اور اگر
کہا واللہ لا اجرة قال لمن لا یملک نفسه انت حرٌّ قال لعبدہ انت حرٌّ عتق قضاءً اور جو مرد مین کہا کہ ایک شخص نے اوس سے جو بیع زبان خوب نہین
کہ تو اپنے غلام سے یون کہے کہ انت حر سو اسنوا ہو غلام ہو یون ہی کہا تو قضاءً اور دیانةً غلام آزاد ہوگا بسبب صریح خطاب کے لیکن دیانةً نہ آزاد ہوگا بسبب نہ قصد
کے وَلَوْ قَالَ اَسْكَكْتُ رَاْسَكَ حُرًّا اَوْ اَضَافَ اَوْ لَمْ يُعْتِقْ اور اگر کہا مولی نے اپنے غلام سے کہ اے تیرا سانس سر حر ہو یا اضافت کیا اوس کو طرف ترکیب کے یا نہین آزاد ہوگا
اسواسطے کہ یہ تشبیہ ہے اور تشبیہ کا ہر عام ہونی ہوا وہ کا ہی خاص نہ عتق مین شک واقع ہوا لہذا بدون نیت کے آزاد ہوگا و اللہ تعالیٰ اعلم عتق کا بلا نیت
لا تشبیہ کے اور اگر اسکا سانس راس حر مین لفظ حر مین کہے تو تین مرد سے کہا تو عتق ہوگا اور اسواسطے کہ اوس مین حر صفت ہے راس کی نہ تشبیہ کو گویا یہ مطلقاً
کہ تو حر ہے وبکنایة ان نوی للاحتمال کالا ملک لی علیک او لا سبیل او لا رق و خرجت عنی ملکی خلیة سبیلک اور ہم عتق ہوگا کنایات
عتق سے اگر کنایات سے عتق کی نیت کریگا اور اسواسطے کہ کنایات مین عتق اور غیر عتق دونو کا احتمال ہے چنانچہ مولی نے غلام سے کہا کہ میری ملک تجھ پر نہین یا میری کوئی
سبیل نہین تجھ پر یا میری ملکیت تجھ پر نہین اور تو میری ملکیت سے نکل گیا اور نکلجا مین نے چھوڑا جیسا اقوال کنایات مین کہ انہین عتق اور غیر عتق دونو کا احتمال ہے
اسواسطے کہ نفی ان چیزون کی مذکورہ کی متحمل ہے کہ بسبب بیع کے کنایات کے ہو یا بسبب عتق کے کہو بحسب ان اقوال کے مین عتق کی نیت کرونگا تو یہ احتمال متنع ہو کر
تعین منصوص ہو گا کذا فی الدر و قولہ یا منصبہ قال الطحطاوی قالت اعتقتُ اولی من وجنة الله تعالیٰ من فلانة وهو مملوكة تعتق وتطلق ان نوی
کذا فی البحر الرائق اور اگر کہا مولی نے اپنی لونڈی سے کہ جین نے تجکو مطلق کیا تھا من کیا اور تو زیادہ تر آزاد ہو فلانے سے اور مالک تھا کسی فلانی آزاد ہو چکی ہے یا اپنی طرف سے
منہ کے کہا کہ تو زیادہ تر مطلقہ ہو فلانی عورت سے اور حالانکہ وہ عورت مطلقہ ہو تو یہ مثل اوس لونڈی کے ہوگی اور دوسری مثال مین زوجہ اوسکی مطلقہ ہو
بشرطیکہ متکلم نیت عتاق و طلاق کی کریگا جیسے عتاق اور طلاق کی تھی یہی نیت شرط ہے چنانچہ غلام سے یون کہے کہ انت ح زیادہ وہ یہ سیریون کہے کہ انت ط
ان فی نہر الفائق مین محیط سے اور یوسف کا قول نقل کیا ہو کہ عتاق اور طلیق مین کوئی فرق نہین مطلقاً عتق اور طلاق کی نیت کریگا تو واقع ہوگی کذا فی حاشیہ الاشباہ
وفی الخانیة لو قال لعبده انت عتیق ثم قال اردت بالعتق الاخبار حتی لا یعتق فیما بینه وبین ربه لا یصدق فی القضاء کذا فی التبیین هذا
یعتق ولا یعتق وقاس علیه فی البحر الکبیر لو قال لعبده لست لی بعبد او لا سبیل لی علیک او لا ملک لی علیک او لا رق لی علیک او لا عبودیة لی علیک
فی الصحیح اور خلاصہ مین ہو کہ کہا مولی نے اپنے غلام سے کہ تو ملوک نہین تو وہ آزاد ہوگا
بلکہ نہایت ہوگی اوس غلام کو آزاد دین کے احکام یعنی اب مولی اوسکی ملوکیت کا دعوی کریگا تو قضاءً نہ سنیگا اور اگر وہ مر جاوے
تو مولی طلبگار نہ ہوگا اوسکی وراثت مین اور نہ بحر الرائق مین ہے کہ اگر یہ وہ عتق نہین لیکن بظاہر حر ہے تو احرار کے احکام اوسپر جاری رہینگے یہانتک کہ اوسکی
عبدیت کا کوئی مدعی ہو اور اپنے دعوی کو ثابت کرے تو اوسکا مالک ہوگا اور ماخوذ ہوگا مولی کے قول مذکور کے بعد اقرار کے کہ وہ مین مملوک ہون اور اوسکا مالک ہوں اور مولے
بھی اوسکی تصدیق نہ کرے کہ ہان سچ کہتا ہے تب اوسکا مالک ہوگا اور بیشمار غلام کے ثابت نہ ہوگا لیکن حکم احرار کا ہوگا کما مر یہ صاف اعلام نہین اور
بحر الرائق مین خلاصہ کے قول پر لا ملک لی علیک کو قیاس کیا ہو بیشمار تر کہ سے کہ اوسکے نزدیک یہ قیاس صحیح نہین اسواسطے کہ لا ملک لی علیک مین شک کی نفی ملکیت البتہ ثابت ہے
غیر کی ملکیت کی نفی نہین لیکن مسئلہ غلامہ کے یعنی انت حر مملوک مین مطلقاً نفی ملکیت کی ہو کما مر کہ انا فرق بینہ وبین قولنا تملکین جب کوئی دوسرا مالک
اوس غلام کا نہو تو مولی کی ملک ثابت ہوگی تو وہ دعوی اوسکا علی الاطلاق ثابت ہوگیا کہ علی الخصوص تحول الی غلامہ کا یعنی لیس لغیرہ العبد وللمالک
علیک بالکلیہ لیسان مین تو معلوم ہوا کہ قیاس صاحب بحر کا صحیح ہے کذا فی حاشیہ للمصنف ویفهم ایضاً بقولہ وینبغی للافضل غیر من المال کما مر

الکنایۃ اھ وفی ردالمحتار اھ ای لو یصلح ذلک اولو یقع الخ کما قالہ ط ولذا جاء بالباء والحق التعمیم اھ ومعنی قولہ
ملوک یوں کہنے سے کہ میرے بیٹا ہو اور لونڈی کو یوں کہنے سے کہ میری ہی ہو اور مملوک تھا میرے ہاں پیدا ہوا کہ یہ بیٹا اور یہ بیٹی ہو یوں کہنا ظاہر کہ میرے ہاں پیدا ہونے سے
یا واہ یا لونڈی سے یوں کہنا کہ میری ہی ہو اگر چہ لونڈی اور غلام بیٹے سے ہم سنا ہے بیٹا اور بیٹی کی پیدائش اور اہلیت نہ رکھتے ہوں تو یا
مالک نے اس قول سے جو معنی کو قصد کیا ہو تو بھی اراد ہو جاویں گے اور سطلق کہ یعنی الفاظ صریح متعین ہیں کنایہ کو محتاج ہوں تو ان الفاظ میں جو ہمارہ لائے
ناکہ کنایات بیان الفاظ کا عطف نہ ثابت ہوا اور ان الفاظ کو صریح ہونا ہوا یا وہ سطر تفصیل احکام کے کہ یہ جواب ہے سوال اسند کا یعنی جیسے الفاظ صریح حکم عتق کا کرتے
ویسے ہی کو احکام صریح کے ساتھ نہ کرنا کیا شایع جواب دیا کہ احکام میں تفصیل زیادہ تھی لہذا اکو صریح ہونا مناسب ہوا ھ ملوک کو بیٹا کہنے سے عتق ثابت ہوتا ہے
بلا دلیل مجاز کے اسواسطے کو فرزندی کی صریحت لازم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْلِدِهِمْ لَيْسَ لِلَّهِ

رکھتے ہوں سو کہا ہے یا بیٹا ہو یا بیٹی اور غلام سن کا سب بھی اوکو ولمن ہیں مجہول ہوا جو جس مولی نے غلام کو ایسا یا بیٹا کہا ہو اوکا بایں علوم اور کہ سعد ہیں کہ ان کو
رکھتے ہوں سو کہا ہے یا بیٹا ہو یا بیٹی اور غلام سن کا سب بھی اوکو ولمن ہیں مجہول ہوا جو جس مولی نے غلام کو ایسا یا بیٹا کہا ہو اوکا بایں علوم اور کہ سعد ہیں کہ ان کو
وعتق کے ساتھ نسب بھی ثابت ہوگا جبکہ بولوں نے غلام سے ثبوت میرا بیٹا یا میری ہی ہو اور آگر یوں کہ چکا کہ یہ غلام میرا بیٹا ہے یا میری ہی ہو اور نسب اور مکاتب ہونا کہا کہ
قطع عتق غلام کا ثابت ہوگا ھ تفصیل احوال کی یوں ہے کہ زید کی عمر بالغ سن کی ہوا اور اوسکا غلام بالغ سن کا ہے مجہول النسب میرا زید نے غلام کو کہا کہ
میرا بیٹا ہو تو غلام آزاد ہو گیا اور زید کا بیٹا بھی ٹھہر گیا اور آگر غلام کا نسب معلوم ہوگا تو فقط عتق ثابت ہوگا نہ نسب اور آگر زید بیس برس کا ہو اور غلام
چالیس برس کا تو اوسوقت میں بیٹا کے نسب کا ثبوت نہ ہوگا جبکہ صریح مصادقہ اس کے ثابت ہوگا ورنہ کیونکر امام کے کذا فی العالمگیریہ من قاضیخان اور صریح تصدیق
سے غلام کو باپ کہنے میں بالغ ہونا لڑکے کو اور کہنے میں لڑکی شرط نہیں ہے بنا بر شارح اسکی طرف اشارہ کرا ہو وقول وقد یقع الخ یعنی
فیما یسع دعوۃ البنوۃ قولان اور کہا مشروط ہونا عورت کے نسب میں تصدیق غلام کی سواء عورت فرزندی کے آہیں اور قول یہ ہے کہ قبول ہونا کیسے کہ تصدیق غلام
کی شرط ہیں سو اسکے کہ اقرار لازم کرنا ہو مولی پر صحیح ہو بالفعل تصدیق مملوک اور دوسرا قول یہ ہے کہ عورت فرزندی کے سواء میں تصدیق مملوک کی شرط ہے اسواسطے کہ
ہیں تہمت سہل ہونسب کی خبر بحلاف فرزندی کے آہیں خبر آگیل ہے بنا بر اپنی ذات پر کذا فی حاشیۃ الدانی من البحر والا تصدیق لہ ام ولد اور نہیں بر ہائی اقلام کی
اھ وعلیہ ہی جس ظلم کو سواے نے دیا بیٹا کہا تو اوسکی اصل کی اہم لہ ہوگی ولو قال لعبدہ ھذا ابنی او ابنتی فقد آثر التاء لتاء وآثر الکاف اپنے
غلام کو یہ بیٹا ہے یا بیٹی ہے اور اپنی لونڈی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو عتق میں احتیاج ہوگی نیت کی یعنی بدون نیت کے آزادی ہوگی اسواسطے کہ ہا رہ اور تاء مشارٌ الیہ کے
نہیں ہو سکتا اور نہایت میں کذا فی الہدایہ وفتح القدیر وقال خالی حتی تنتفی الاحتمالات ولو قال لا بالواو یعنی ہذا ابنی ابنتی بدون واو کے تو بھی
غلام آزاد ہوگا اور یوں کہنے میں کہ یہ میرا بیٹا ہی ہو آزاد ہوگا جبکہ اسکا اخوت نسبی کی نیت کرے سو اسطے کہ اخوت مشترک ہوتی ہے اور دین میں قال اللہ تعالیٰ
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ اور مشترک ہونا بدون نیت کے تعین نہیں ہوتا بخلاف ہو اور مثال کے لا یتسع بیا ابنی وبا اخی وبالاخی فلام آزاد نہیں ہوتا
یوں کہنے سے کہ او میری بیوی او اے میری بہائی او اے میری بہن ادا اے اسطے کہ ان کے ساتھ نکاح صحیح ہونا ہے بلا قصد معنی کے
بخلاف یا حرہ کے کہ یہ اسطے کہ یا عرض صریح ہوا جو اسمیں معنی قصد کے کسی حاجت نہیں کذا فی شرح الغدار و لمملوکاتی یا مملوکتی او اے غلام سے یوں کہنے میں بھی عتق نہیں
کہ میری قدرت نہیں تحریر اسواسطے کہ باوجود بقاء ملوکیت کے بھی اہم قدرت اور عدم قدرت متصور ہیں جیسا کہ غلام مکاتب میں بالالفاظ الطلاق فی صریحہ
وکنایتہ بخلاف حکمیہ کا سمجھ اور عتق واقع نہیں ہوتا طلاق کے الفاظ سے نہ صریح طلاق سے کنایہ طلاق سے اور طلاق واقع ہوتی ہے بلفظ عتق میں جیسا کہ
تعمیم باب الطلاق میں مذکور ہو چکی تو اگر صریحاً اپنی لونڈی سے کہے کہ تجکو طلاق ہے یا تو محرم حرام ہو تو آزاد ہو گی وان نوی کذا فی الدر المختار وفی الہدایہ
قال لامتہ انت طالق ان کنت حرۃ او انت حرۃ ان کنت طالقا او انت طالق ان کنت حرۃ او انت حرۃ ان کنت طالقا ان نوی الکمال وکذا فی السلطان جاکیہ الکمال اور اقرع فی الفاظ طلاق سے عتق نہیں ہوتا اگر اپنی مولی عتق کی نیت بھی کرے کیونکہ اسکے
کہ نیت دلیل ضعیف ہوتی ہے جہاں لفظین مراد کا احتمال ہو بخلاف لفظ طلاق کے کہ اوسمیں معنی عتق کی صلاحیت نہیں ہے سکتا ہوا باوجود نیت کے عتق نہ ہوا ھ

اخیر وہی قیمت دے مشاری کی اور نہ بھی سلطان کی بسبب موقوف ہونے حق مشاری مذکور کے نیت چنانچہ ابن کمال نے اسکو نقل کیا صحیح کہا ہی بین اگر مشتری کی نیت نہ کرے گا تو غلام آزاد ہوگا اور سیطرح لاسلطان کی علیحدہ بین متن کی نیت نہ کرنیکا تو آزاد ہوگا چنانچہ اسی قول کی ترجمہ وی ہے کمال نے فتح القدیر بین اور سلم العلوم کا بھی ہے بحر الرائق بین فتح القدیر بین کہا ہے کہ بعضے مشائخ کا یہ قول ہے کہ لاسلطان کے علیحدہ بین نیت حق ثابت ہوگا اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور احمد کا اور اپنے قول کو دلیل منتصف سے وکذا انت مثل لحرج بقولہ ذکرہ ابن الکمال عقیبی اور سیطرح یہ قول کہ تو حر کی مانند حر غلام آزاد ہوگا حق کی نیت سے چنانچہ ہمکو ابن کمال وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور اسطرح کے اقوال بین مماثلت اور تشبیہ کا ہونا ہم کو ہی خاص لہذا بدون نیت متن آزاد ہوگا تو معلوم ہوا کہ جملہ لفظ کنایات عتق سے ہوکر ذاتی حاشیۃ الرملی ان عن ابی یوسف فی قولہ انطلقتک ولو بمعنی اخرج فتح امر کبیر اذا اختار ذالک وانہ یقع بہ الطلاق البائن ومن الکنایۃ ایضا ولا یرد علیہ ما یقع بہ الطلاق فی المجلس بغیر نیۃ لان ذالک لیس من الکنایۃ بل من الصریح الملحق بہ لشیوعہ فیما بین الناس اھ اور چونکہ امر بالید اور مختار کرنا تفویض اعتاق کی کنایات سے ہے لہذا بقاع عتاق کی کنایات سے ہوگا چنانچہ شارح نے تحفہ کا مرکب یہ کیا اور اختاری میں عتق موقوف ہوگا قبول کی مجلس پر یعنی اگر لونڈی نے اوسی مجلس میں عتق کو قبول کرلیا تو آزاد ہوگی اور بعد مجلس کے آزاد نہ ہوگی بیان انطلقتک کے اور سیمیں قبول کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ وہ تفویض نہیں بلکہ ایقاع ہے واما اختاری فتملیک بدلیل ان لو جعلہ تخییرا لم یصح لانہ تملیک کالطلاق اور سیطرح قبول فی المجلس پر عتق موقوف ہوگی کے اس قول میں کہ آزاد ہی جسنے بدلیا امر آزادی کا تیرے ہاتھ میں چنانچہ ہمکو ابن کمال نے اور سیطرح قبول فی المجلس پر عتق موقوف ہوگی کے اس قول میں کہ آزاد ہی جسنے بدلیا امر آزادی کا تیرے ہاتھ میں اگرچہ اس قول میں بیت مولی کی حاجت نہیں کیونکہ ہم کہ سکتے ہیں کہ یہ لیکن غیر اہل ملک پر عتق موقوف ہوا اسواسطے کہ یہ تملیک عتق ہوا نہ طلاق کے اور تملیک بدون قبول کے تمام نہیں ولہذا حق بجواب حلف اگر ان قبلی کل یکون بیدہ طلاقہ اور عتق ثابت نہیں اس قول سے کہ تو مجبور حرام ہے اگرچہ مولی عتق کی نیت بھی کرے لیکن اگر بعد اس کلام کے لونڈی سے دطی کی تو کفارہ دیوے کا اسواسطے کہ تحریم طلاق ہوا نہ عتق اور وصحح ایضا بقولہ عبدی احمار اور اسی طرح عتق بعضہ جیسے ہے اس قول پر بھی کہ میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہوا یا میری دیوار آزاد ہوا بھی کہ گدھا اور دیوار لائق صحت کے نہیں لہذا حریت غلام میں کیا ہوگا مخصوص ہے کما فی بین امرأتہ وبہیمتہ وتحریر قال الصدر کما لطلاقی طلقت امرأتہ چنانچہ اگر زوجہ نے اپنی عورت اور جانور اور گدھا اور گدھا دین ایک کو طلاق دی یعنی زوجہ یا جانور کو تو اوسکی زوجہ ہی مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ جانور اور گدھا دین نہیں لاکن بحر میں بین امرأتہ والبہیمۃ یوجب الاشتراک اھ اور یہ بین صلاحیت طلاق کی نہیں کہ

مولیٰ سے وہ بدستور حر ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ ابو فتح القدیر یعنی امام شافعی کے نزدیک اصول فروع کی ملک سے لازم عتق ہوتا ہے جیسے محارم کی ملک سے اور جو شخص قریب عتق ہو عند ابی حنیفہ اور صاحبین کے اگر اس نے قریب کو کامل ہونے سے پہلے مملوک ہی جیسے شرکت یا نصف تو اسے قریب آزاد ہو گا نزدیک امام شافعی کے اصلاً آزاد نہ ہو گا اور جیسے خریدا کسی نے اپنے باپ کو یا کسی ایک شخص کے بیٹے کو خبر کی لونڈی سے نکاح کیا اور وہ حاملہ ہوئی خبر اس کو پہنچی اس حال کو کہ مالک اس کا ایک ہے جیسے خریدا اپنے باپ کو یا بیٹے کو یا لونڈی کو حاملہ ہو اور اسکو پتہ چلا کہ وہ لونڈی اسکے آزاد ہو گا اور حاملہ ہوئی خبر اس کو پہنچی اس حال کو کہ مالک اس کا ایک ہے جیسے خریدا اپنے باپ کو یا بیٹے کو یا لونڈی کو حاملہ ہو اور اسکو پتہ چلا کہ وہ لونڈی اسکے آزاد ہو گا اور ہر ایک ان میں سے کہ مالک ہوا ان کا ملک کا بھائی ہو جو کہ ملک ہوا ان کا ملک کا بھائی ہو جو کہ ملک ہوا ان کا ملک کا بھائی ہو جو کہ مل

عتق کے حال میں اختلاف قولہ لکم کاسروان انت عبدہ فانت حر یعتق بقصدہ لاضافۃ ظہار ۱۲ اور عتق کا عتق کا اس امر پر جو حاصل اور موجود ہو تعلیق ہے مقید نہیں ہے فی الحال عتق واقع ہوگا تو اگر مولی نے اپنی اور غلام سے کہا ہو اسکی ملکیت میں ہو کہ اگر میں تیرا مالک ہوں تو تو آزاد ہو تو وہ غلام فی الحال آزاد ہو جاوے گا بخلاف قیدین کہنے مولی نے اپنی مکاتب سے اگر عتق سے غلام سے کہا ہو تو وہ آزاد ہو جاوے گا بسبب نص کے اضافت صحیحہ کے کذا فی الظہیریہ اور غلام مدبر ہو جو دون رضی مولی کے کوئی قسم تدبیر کے اور غلام مکاتب اپنے قصد فات میں جمنا ہو پر اور غلام ہو اور شرط عتق پائی گئی لہذا آزاد ہو جاوے گا وفیہا تصرف حر تعلیق اور ظہیر میں ہے کہ یوں کہنا مولی کا غلام سے کہ تو مسیح کریگا آزاد ہو کر تعلیق ہے جائی کی صبح کے وقت پر گر یا یوں کہا کہ جب تو مسیح کرے قیدین داخل ہوگا تو آزاد ہوگا وہ مسقوم حر قال وقصد حر تابعین اور ایوبن کہنا غلام سے کہ تو کرا ہوا تو آزاد ہو کر اور یہ بمنزلہ ہے آزاد ہو کر بصیغہ فی الحال عتاق ہوا اسلئے کہ مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ تو ہر قال میں آزاد ہو قال ان سمعت حمارک ینھق بالماء ولم تشرب عتق لان المراد بھذا الماء علیک کذا مولی نے اپنے غلام سے کہا اگر تو نے سنا ہو کہ میرا گدھا پانی پیتا ہے تو تو آزاد ہو سو غلام نے سنا ہو لیکن اور اس نے پانی نہ پیا ہو تو غلام آزاد ہو جاوے گا اسواسطے کہ مراد اس کلام کی یہ ہے کہ گدھے کے سامنے پانی ہو جاوے اگرچہ اس نے پانی نہ پیا ہو لہذا اگر یہ کہا ہو کہ ان شاء اللہ تو ہوا پر الصحیح عتق من صحیحۃ ستۃ ھو المختار مولی نے کہا ہو میرا غلام قدیم الصحبت ہے وہ آزاد ہو جاوے گا اسواسطے کہ یہ سال بھر سے اور یہی قول مختار ہے اور لو قال انت عتیق دنوی فی الملک یدین اور اگر مولی نے غلام سے کہا ہو عتق سے اور لفظ عتیق سے بھینت کی تو قدیمی مملوک ہو تو یہ اثابت اور اسکی تصدیق ہوگی اسواسطے کہ عتیق لغت میں بمعنی قدیم بھی ہے لیکن قاضی نہ تصدیق کریگا اسواسطے کہ یہ محتاج نیت کا نہیں ولو زاد قد ملک علی ولم یعتق اور اگر یوں زیادہ کہ کہ اسکا کہا کہ انت عتیق فی الیس لیعتبر تحریر میں بڑا ہو تو آزاد نہ ہوگا غلام نہ تضاد زیادہ اسواسطے کہ بقرینہ عرف سے کہ یہ علاقہ نہ زمانہ وحق فیہا استحسانا ولم آزاد ہو گا اس قول سے کہ تو تیمین کر جو ہر اسواسطے استثنا نفی سے کہ اثبات علی وجہ التاکید جیسا کلمہ توحید میں لا الہ الا اللہ لا مثل الحر دون سوا اس قول سے کہ تو تیمین گر مثل حر کے آزاد ہوگا اگرچہ عتق کی نیت بھی کی ہو کذا فی المحیط وتجعل فی الحر اور یوں کہنے سے آزاد ہوگا کہ میرا سوال حر ہے اسواسطے کہ حر سوا دراصطلاح صاف اور خالص ہے تو مطلب یہ ہوا کہ میرا سوال صاف اور خالص حر کی شرکت سے کذا فی حاشیۃ اللہ ابی المجرد لہ بکل حال عتیق او کل عبید الدنیا او اھل الدنیا حر عتق الثانی بہ یفتی واعتقم کل غلام لہ من سوا دھذا الزمن یعتق غلام الزمن بہ یفتی اور اگر یوں کہا کہ تمام غلام زمین میں یا اہل دنیا کے تو یہ فتوی ہے کہ آزاد ہو جاوے گا تمام غلام جو زمین میں ہیں اور ملائکہ بھی غلام ہیں تو زمین داخل ہوا بو یوسف کے نزدیک اقوال ائمہ سے عتق ثابت ہوئی اور اسی محمول پر فتوی ہے کذا فی العالمگیریہ من غیر خلاف بخلاف اھل ھذا البلد او الدار حر بخلاف اس قول کے کہ اس کو بھی کہ رہنے والے آزادین یا اس گھر کے رہنے والے آزادین کذا فی المحیط الرائق ظہر بکلام شارح کا اسپر دلالت کرنا ہوگا کہ ان دونوں قولوں میں ابو یوسف کے نزدیک عتق ثابت ہے بخلاف ملائکہ مخالف واقع کے اسواسطے کہ بحر الرائق میں بروایت ظہیریہ فقط مسئلہ عبید دار کا یوں نہ کور ہے کہ اور اسمیں باتفاق عتق ثابت ہوا اور مسئلہ اسکا اور اسمیں نہ کور نہیں لیکن صاحب بحر نے اشباہ میں کہا کہ اگر یوں کہا کہ سب غلام اس شہر کے آزاد ہیں اور ملائکہ اسکا غلام بھی اہل شہر میں داخل ہوتے ابو یوسف کے نزدیک آزاد ہوگا اور محمد کے نزدیک آزاد نہ ہوگا کذا فی ہدیۃ الرازی اور فتاوی عالمگیریہ میں فتاوی قاضیخان سے بھی منقول ہے کہ اہل یوسف کے نزدیک اہل سکہ میں عتق نہیں اور اہل دار میں باتفاق عتق ہوا کہ یہاں لفظ تحریف کا ہے جو اسکو شارح رحمۃ اللہ علیہ حاکیا صالۃ وقیدا اذا ولا یعتق اذا قال من نصیب حر او مولی کے آزاد کیا عاملہ لو متی کما یوہی تو لو متی اور اداۃ او مکاتبہ او لو دو قولہ الا بالاصالۃ اور الا بالقید اور اداۃ متی کے جب کہ بعد عتق ہونے کے اسکو کتنے مہینے سو متی کی یا کہا بالاصالۃ آزاد ہوا تو صریح ہوا اور کہا اسکو بالقصد اور بالاصالۃ آزاد ہوا کہ وہ جزءا اور صفۃ اپنی یا کہا اور اضافی کل یا بعینہ اضافی جزء ہے اسواسطے کہ جب اقول تحصل عتق بعد اضافی کے قبل یقین معلوم ہو گیا کہ دلالۃ قبل اضافی کے اسکے پیٹ میں موجود رہا دلولہ کاذکر عتق تبعا ولو غرۃ الجنین او کل آیۃ او اراد العبد عتق کے بعد کتنے مہینے یا زیادہ مدت میں جنی تو اسکا ولد بالاصالۃ نہ آزاد ہوگا اسواسطے کہ وقت اضافی متیقن نہیں ہوا بلکہ تبعا آزاد ہو گا بسبب مالک کے آزاد ہونے سے وہ بھی آزاد ہوگا اگر کوئی کہے کہ جب ولد و ذو صدر تو نہیں آزاد ہوا تو بالاصالۃ اور بالتبع کے فرق کہاں سے کیا فائدہ اور کون سے ثمرہ متفاوت ہے

اسکا جواب دیا کہ شرط اس فرق کا وہ ہے کہ تو جو آزاد ہے یعنی اگر وہ ولد باصالۃ آزاد ہوا تو ولد کا حق ولایتی دربست اسکے مال کی اوسکی آزادی کا مکون کو لیگی اور اسکے ایجاب مکون کیطرف انتقال کریگی اور اگر ولد اہلیت آزادی ہوا تو اسکے مال کی دربست اوسکی طرف انتقال نہ کریگی اور انتقال ولاکی کیجہ ضرورت نہ ہوگی کیونکہ ولد کے عاقد کی آزادی اور بندگی سے کچھ علاقہ نہیں اور اسی سے لازم آیا کہ جاننا چاہیئے اور قوید نے لکھا ہے کہ اگر ولد کی آزادی اسکی ذات کا مکون ہوتی تو اسکی دربست اوسکی طرف مکون ہوتی اور سکو آزاد کیا جاتا بیچی گی جبکہ بیچ درجہ ذیل ہے اس غلام کو آزاد کرنا درکنار کوئی تو عقد غلام اپنے آزاد پر سے سوا بیچ و ولد کی ولاکو اپنی طرف کھینچ کر اپنے موالی کو نہیں دیگا بلکہ پھر اگر آپنے موالی کی نہ نسل میں غلام آزاد ہو گیا اور اسکے بعد اوسکا ولد مر گیا تو ولد کے ماگ اوسکا بھوئی اپنے تو وہ ارث ہوگا کذا فی حاشیۃ الرحمتی وحسن الغیاثی علی شرح الوقایہ قولہ حرۃ وہو لفظ علقۃ ومضغۃ الخ حملت ولدا فہی حرۃ حین فقط ولد یحرم بہا ولا یحد بہا ولا یحل بہا ولا یحد بہا اور اگر ولد نے اپنی لونڈی کے حمل کو آزاد کیا اگرچہ حمل کو لفظ علقہ اور مضغہ آزاد کیا یعنی یوں کہا کہ جو حمل تیرے شکم کا تو نے پیدا کیا ہے میں نے اوسکو آزاد کیا یعنی یوں کہا کہ اگر تیرے پیٹ میں جو تو نے آزاد ہوتو یوں کہنے سے حمل بیچارا آزاد ہو گا نہ اوسکی ماں اور سچ اگر اوسکی ماں آزاد ہوئی ہو یعنی اوسکو آزاد کیا ہو اسطرح کہ میرے استغاذ کرنیسے حمل آزاد ہوگیا نہیں اور یہ صحیح ہے اور یہ صحیح نہیں کہ اگر لونڈی کو بیچ کر چکا تو طلاق ثابت نہ ہوگا اور فسخ کی اقالت حمل میں جیسی کی گنجائی حاشیہ الرحمتی عن الجوہرۃ ولو قال لجاریتہ ہذا ولدی ولا شک انہ کاذب ولا یثبت النسب منہ اور اگر اوسکی لونڈی سے حمل کو مدبر کیا یعنی یوں کہے کہ میرے موجب کے بعد یہ حمل آزاد ہوگا اور اسکی کاپیہ کہ اقوال میں صحیح نہیں اسطرح کو وہ مدبر شمار کی مانند ہے اسطرح کو مدبر کرنیسے نہیں لیکن حمل کی اوسکی ماں آزاد ہوگا اور اسطرح کو مدبر کرنیسے نہیں ہوگا جب تک مدبر کرنیکے بعد لونڈی کے پیٹ سے بچہ نہ پیدا ہو کذا فی حاشیۃ الرحمتی عن الجوہرۃ قولہ ولکن اصل امۃ لکن مشترک قبل القبض اور اصل ہو تو اگر حمل کی آزادی پر اسطرح کو پیٹ کا بچہ ان اموال کے قابل نہیں اسکو سلم اور اسکی مانند ان کا بیچ کا شرط کرنا بیکار ہے اور اسکی آزادی کیموجب بطلان ہے لیکن اگر حمل اوسکا قابل کرنا مشروط ہو اور اسطرح حمل کے آگر اوسکو اگر آزاد کرنا لازم ہوگا وقال الظہیر فی قال او بطنک حر مع اذی الی العاقبۃ وظہیر ہیں ہے کہ اگر اوسنے لونڈی سے کہا کہ جو پیٹ میں تیرے ہے آزاد ہے یا تیرا پیٹ آزاد ہے یا تیرا بچہ آزاد ہے یا تیرا بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے تو یہ سب کلمات ایسے ہیں کہ اوسکو آزاد کرنا لازم ہوگا اور اگر اوسنے کہا کہ جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے یا تیرا بچہ آزاد ہے یا تیرا بچہ جو تیرے پیٹ میں ہے آزاد ہے تو یہ سب کلمات ایسے ہیں کہ اوسکو آزاد کرنا لازم نہیں ہوگا کذا فی حاشیۃ الرحمتی عن الجوہرۃ وہو مملوک لہ وقت الاعتاق ولو ولدت امۃ لاقل من ستۃ اشہر من یوم الجوہرۃ او اکثر منہ لاقل من سنتین یوما فصاعدا فہو حر لا یباع ولا یوہب ولا یورث ولا یسترق ولا یستخدم ولا یستعمل ولا یحبس ولا یمنع من التصرف کیف شاء ولا سبیل لاحد علیہ ولا یجب علیہ شیء من الاحکام ولا یحد بحد ولا یقتل بقتل ولا یقطع بسرقۃ ولا یحد بقذف ولا یحد بشرب ولا یحد بزنا

ہبہ اور ارث تو اگر حاملہ نے بیع یا ہبہ یا ارث سے تو اور اسکا حمل بھی مملوک ہوگا اور ورق ۳۱۰ میں کہا تابع ہو گا مگر در صورتیکہ تابع اپنی ماں کی مانند نہیں مفرد ہو اور جنسے وہ ذکر ہے اسطرح پر کہ ایک حربہ سے بشرط اور اسکی حرمت کے نکاح کیا پھر وہ لونڈی نکلی تو اور اسکا وہ مہر ہوگا جو قیمت دیوے گا جس سے لونڈی کے مالک نے اپنی اولاد کی حریت کل تو اور اسکی اولاد تابع اسکی ہوگی شارح پر کوئی اس مسئلہ کا استثناء نہیں ہے اور خواری سے ہم شارح نے کافروں پر بعوض کشتی اور نافرمانی کے تھہرائی ہے یعنی جب کفار نے مالک حقیقی کی بندگی سے سرکشی اور تجبر کیا تو اوسنکا اللہ علی الاطلاق نے مالک ہونا اور انکو غلام بنانا یا تو سب کی اوسکا کفر ہے یا اون کے اصول کا کفر غلام ہونے کیوجہ سے ہوگا فرق اوس محرر کی کلام میں ہوگا جو کہ جس انسان ولایت اور خصومات اور قضا اور مالکیت اس کے لائق نہ جانا اور حضرت بظاہر کہ اوسکو مالک اور ورق ۳۱۰ معلوم ہوا ہے یعنی اون اور حالانکہ انہیں عنایت ہو لہذا شارح نے دعطی فات عنایت کے قول آیندہ میں اوسکی تصریح فرمائی وہو قولہ الرق بالاصالۃ کالکفار فی دار الحرب فانہ کلھم احرار فی دعاء عنہ ملوک لا یحل قاولا یخدا الا بسبب یقرہ صحیحا یا فرقا کما فی الملاطیۃ حتی لو ظفر بالمال واحرزہ ملکہ فاذا احرزہ ومعہ ولد لم یملکہ فهستانی اور صورت رق کی بالاصالۃ جیسے کافر حربی کہ وہ سبب قہر میں پڑ کے مملوک نہیں ہوا ہے اور اصل حربی اور اگر فتاری میں مصرف بوصف رقیت ہو نہ بوصف مملوکیت یہانتک کہ دار الاسلام میں بیچکر کتابہ میں آجاوے تو سب مملوکیت اوسپر جاوے گی تو اگر اوسکے ساتھ تو ولد اور اسکا تابع ہوگا رقیت میں کذا فی التتارخانیہ اور تقریر قدوری اور ملک کا جو شارح بیان کیا سو صحیح ہو مگر یہاں مثال صحیح نہیں اسواسطے کہ اس صورت میں ولد تابع اپنی ماں کا نہیں رقیت میں بلکہ وصف رقیت اوسکو بالاصالۃ ثابت ہوا بلکہ مثال صحیح یہ ہے کہ کافر حاملہ کو گرفتار ہوئی تو اصل تابع ہوگا اور اسکا رقیت میں اسواسطے کہ یہاں گنگنو ہو اتباع حسنین میں کذا فی حاشیہ الحلبی ہو صرف ان میں فرق ظاہر ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ شیخ کے نصف پر تو اور ہونا اسکا نام ملک ہو تو اور مملوک جاوے ہوا میں یا انسان اور نہیں ہو مگر انسان میں اور ہیچ سوا مالک کی ملک زائل ہو جاتی ہے نہ رق اور عتق سے ملک زائل ہوتی ہے قصداً اسواسطے کہ اور رق زائل ہوتا ہے ضمناً اسواسطے کہ فرمت ہو گئی حقوق العباد کی اور زیادہ تر ملک اور رق کا فرق فن اور ام ولد اور مکاتب میں ظاہر ہوتا ہو اسواسطے کہ فن میں ملک اور رق دونو کا مالی ہیں اور ام ولد میں ملک کا اصل ہے اور رق ناقص ہوا اور اسکا اثر مکاتب میں ظاہر ہوتا ہے یعنی مکاتب میں رق کا اصل ہے یہانتک کہ فقراء میں اور اسکا استحقاق صحیح ہے اور ملک اوسمیں ناقص ہے اسواسطے کہ مکاتب مولی کے نصف مین اور اگر مولی کے کہ ہر مملوک میرا آزاد ہو تو مکاتب نہ آزاد ہوگا بسبب نقصان ملک کے ہندائی الدرعن البرلیری وطرتہ الوجیز والعتق وقوعہ کی کتابۃ وندب یہ مطلق ۳۲ ستیلاد اذا ادی الرقیۃ الی الورثۃ حرۃ الولد کاتم اور جنیں تابع ہوا کا حریت اسلیئے ہیں اور حق کی فروع میں جیسے کتابت اور تدبیر مطلق اور ستیلاد ہیں تا وقتیکہ لونڈی سے نہ رچے کی حریت کی سو اسے یہ شرط کر لی ہو چنانچہ کتاب النکاح کے باب نکاح رقیق میں اسکا حکم مذکور ہو چکا ہے حریت اصلیہ کی مثال جیسے ہو کہ غلام نے حرہ سے نکاح کیا سو وہ حاملہ ہوئی اور اسسے تو اور اسکا بچہ بھی تابع ہو کر حرا اصلی ہوگا اور حریت غیر اصلی کا ذکر ہو چکا حاملہ کے حق میں اور کتابت کی جیسے مثال ہے کہ مولی نے حاملہ لونڈی کو مکاتب کیا اور بچہ کتابت کے اخل مدت حمل میں پیدا ہوا تو بعد ادا ہو جانے کتابت کے ادا اور بچہ یا ساتھی آزاد ہوگی تو اور تدبیر مطلق جیسے کہ مولی نے حاملہ لونڈی سے کہا کہ تو میری موت کو بعد آزاد ہے تو اور تو اور تو ساتھی آزاد ہو تو اور آزاد ہوئی تدبیر مقید جیسے اسطرح پر کہ اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو تو آزاد ہو تو اسمیں ولد تابع ہوگا اور اسیطرح کی مثال ہے کہ مولی نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا سو وہ حاملہ ہوئی تو بعد موت مولے کے ورثہ آزاد ہو گی تو اور اسکی کوئی رقم نہیں اور جس میں تابع ہوا کا یعنی اگر حاملہ کو خریدا اور بچہ پیدا ہوا تو بیچنے مرہون ہو گیا یہانتک کہ راہن اور اسکو مرتہن سے نہیں لے سکتا کذا فی الذخیرہ اور جس میں تابع ہے یا کا یعنی حاملہ لونڈی کو مولی نے تجارت کی نسبکی اجازت دی جبرہ مقروض ہو گئی تو بیچنے بھی جس میں اور اسکا تابع ہوگا بیچنے فرض ہو تو ولد کو بیچ لیں گے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى اور حق آدمی کے اصحیہ میں اگر یا بیع ہوگا بشرطیکہ نہ کہا تو بیچ گا یا بکری گا یا سن خریدی گا اور اسکو بچہ پیدا ہوا تو اسکے ساتھ بچہ بھی ذبح کیا جاویگا یا بیچے گا نہ ذبح ہوگا اور اسْتَوْثَقَ اور دیکھو اور اسمیں تو اور اور بیع میں اگر تابع ہو گا یعنی ذبیحہ یا گائے یا بکری کی بیع فاسد ہوئی پھر مشتری کے پاس حاملہ ہوئی تو اور اسکا وہ مسئلہ بیان ہوا ہے اور اسمیں تابع ہوا کا یعنی مالک قدیم کا حق ملکیت اوس تک نہ پہنچ جاتا ہے صورت اوسکی یہ ہو کہ ایک لونڈی چند بار دست بدست کی بعد کے بسبب عیب قدیمی کے مالک اول پر مسترد ہوئی اور حاملہ کہ وہ حاملہ بھی

تو اور کسا حمل بھی مالک اول کا سمجھا جائے گا کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن الاشباہ فیفی اتساعشر مسئلہ ایسا ہی مالک اول اپنی لونڈی کا بچہ جو پیدا ہوا یعنی ولد الزنا اگر حرمت مصاہرت ثابت ہو بطلق مثلاً دختر زن خود حرام ہو جائے گی کذا فی الدر المختار اور جس بچہ نین ہوتا ہو اپنی ماں کا تابع ہوتا ہے یعنی اگرچہ حاملہ نے یا بطی سے یا عادت مولی اس کا منامی یا عادۃ مناسی کی اور ضعادت مدت تک بنی ہی سمجھا تک کہ اڑکا پیدا ہوا اور ولد الزنا ہو تو بھی ولد ثابت ہو جائے گا اور اجارہ میں داخل نہیں ہوتا کی وجہ سے کہ اولاد کا

بکہ کو دو دھیں پینا کہا فی حاشیۃ المدنی دولد الکاملۃ من مرجوحا ملک سیدھا فقالھا اور ولد لونڈی کا اور کسکے زوج کے تقدیم کاتب ہوا اور کسکو مولی کا
یا کاتب ہو کر دولد ھا من حرۃ ھا حکمھا ولد امۃ بتوجہ کی نظمہ سے آزاد ہوا اسم سطو کہ وہ ابتدا خلق سے آزاد ہوا اسم سطو کہ ابراہیم الفی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مگر حرار ہوتے ہیں کہ اول ملوک ہو کر ولد مولی کا آزاد ہو جاتا ہو جسکا مستلزم ہوتا ہو یہ وغیرہ سے کہ ذاتی فرع الفقار وقد یکون حرا لغیر شرف بل لخبر یکون ولد امۃ کعیدا امۃ ایبہ فولد ھا حرکالہ ولد الحر المطہرۃ اور آگا ہو دو قسم ہو ہے بدون آزاد کرنیکے جیسا کہ نکاح غلام نے
اپنو باپ کی لونڈی سے کیا تو اور دیکا اور دلد آزاد ہو گا کہ وہ مالک کا پتہ ہا کہ انی اظہر یہ وعلیکہ فولد ھا من سیدھا ومن ابیہ احق ابا بہ حق اولا دیا عبد
قول ظہر یہ کے ولد لونڈی کا اپنو مالک سے یا مالک کے بیٹے سے یا مالک کے باپ آزاد ہوا اسم سطو کہ دو قول قرب محرم کی ملکیت میں کسان میں فرع مسئلہ
منھ شمار ہو گا حسبت امۃ فولدت لکما فمن کان منکما قبل صاحبہ فھو حر لا یکما کان کاتبا فولدت بینکما ولا مال لھا فعجز ت فاختارت احدکما فھو لہ
لا یحیل لہ قبل الوضع وھو ھو لہ بعد الوضع یستظھر الملک کا فرد لونڈی ایک کا زکی حاملہ ہوی دوسرے کا فرسے پھر وہ مسلمان ہو گیا یعنی زوج تو
لونڈی کے مالک کو فرید لیا تو کیا ہی کے باب اسلام حنین کے باب کا تابع ہو کر حکم کیا جاویگا اس میں حنین خیر الابوین کا تابع ہوتا ہو یا حکم
کیا جاویگا شبا ہ میں کہا کہ میں نے اسکا حکم کلام فقہا میں مصرح نہیں دیکھا شارح صاحب نہ کر کہتا ہو ظاہر ا ہو احوا اس سوال کا یہ ہو کہ مالک پر یہ
امر جبر ہو کہ اسم سطو کہ حمل قبیل ولادت کے امر موہم ہو احتمال حمل کو حمل ہو یا جاوے اور بسبب اس امر موہوم کے مالک کا حق مساقط ہو گا اور لد نہ اخانیہ میں کہا ہو
کہ اگر مالک نے اپنی لونڈی کے حمل کی کیسکے واسطو وصیت کی تو اگر وصیت کے دن اوسکو بیٹا ہو ہی ہو اسطرح پر کہ قبل مدت حمل ہیں حنین اور مدت کے تو وصیت
صحیح ہو اور اگر پورے چھ ماہ یا زیادہ ہو ہیں حنین تو وصف باطل ہے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشرنبلالی باب عتق البعض بعضہ ایسے عتق البعض کے
احکام میں جب پورا عتق مذکور ہو چکا تب اوسکا احتق شروع ہوا اسم سطو کہ اوسکا تقلیل التوقع ہو اور تراب میں مذکور ہو ہی ہے اعتق بعض عبدہ او بعضہ فھو حر فی الحال
ولو جعل عتقہ غدا یقع غدا آزاد کیا مولی نے اپنو غلام کا کچھ غیر معین ہو تو بھی صحیح ہے اور لازم ہو گا مالک پر بیان کر دینا بعض معین ہو کا امام
ابوحنیفہ کے نزدیک اگر غلام پورا نہ آزاد کر ے تو بلکہ بعض آزاد کر ے تو صحیح ہے خواہ بعض معین کو آزاد کر ے جیسا نچہ نصف یا ثلث یا بعض غیر معین کو آزاد کر
صاحبین کے نزدیک بعض غلام کا آزاد کیا لیکن در صورت ابہام قاضی اوسکے بیان کرا دیگا کہ بعض یا غیر وسے کیا مراد ہو نصف یا ثلث اور اگر مالک پر دین
ادا کرنیکے لیئے غلام کا ایک سہم آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک چھٹا حصہ آزاد ہو گا کذا فی النھر وسعی فیما بقی ان شاء حتی یؤدی کل الثلثین اور سعی کرے گا غلام باقی حنین
مولی کو یہاں تک کہ ادا کر دے یعنی اگر مثلا سو درم قیمت تھی غلام کی اور مولی نے آزاد کیا باقی رہے پچاس درم تو محنت مزدوری کر کے غلام سعی
کرے یہاں تک کہ ادا کر دے اور صاحبین کے نزدیک بقدر سعی ہی پر منحصر نہیں بلکہ اگر مالک کو کبھی آزاد کر دیگا تو سعی کی کچھ حاجت نہ ہو گی وھو معنی قولھم یعتق البعض
الکتابۃ حتی یؤدی کل الثلثین بالاداء او بالابراء او بموت المولی او بتعجیزہ نفسہ وبان قال فی البیع بطل ھما ولو قال ولو یؤد شیئا وفاء فلا فرق بخلاف
المکاتب اور وہ یعنی معتق البعض مکاتب کی مانند ہو یہانتک کہ دیانتی کو اور اکر کو سعی کر کے گنہگار نہ ہوں مکاتب کی مانند نہیں اوسکا پہ کہ اگر عاجز ہو سعایت سے تو رد ہو
گی طرف سہم معین ہیر اجانا بخلاف مکاتب کے کہ وہ بدل کتابت سے عجز سے رقیت کیطرف عود کر تا ہو آخری پیچھے ہے کہ اگر حنین کیا جاوے درمیان معتق البعض اور خالص غلام کے
میراث میں دونوں کو ساتھی بنا دیجے تو دونوں حنین میں بیسم بالسہل ہو گی یہ معتق البعض کی صحیح ہو گی اور خالص غلام کی اور اگر مکاتب اور
خالص غلام کی ساتھی بیع ہو گی تو مکاتب کی بیع باطل اور خالص کی صحیح ہو گی اور تراث میں یہ ہو کہ اگر معتق البعض قتل کیا جاوے یا مر جاوے اور ترکہ چھوڑا ہو تہائی حنین سے قدر بدل
اور اوسکو قاتل پر قصاص ہو اسم سطو کہ آسین اتحاد ہو کر وہ اور اوا غلام پر شبہ یہ ہو کہ اوسکا خون کا وعدہ یا کون ہو اگر وہ غلام ہو تا تو
مولی کو ملتی ہو اور اگر آزاد ہو تا تو اوسکو وارث ہی حنین کو خلاف مکاتب کے کہ بدون اوا ہی بدل کتابت کے جیسے متقول ہو گا تو رقیت اوسکی ثابت تھی تو یہاں تک حکم
خون کا ہی ہے فقط مولی کو وارث تو کہا ہے کے قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر معتق البعض کا کوئی وارث نہ ہو گا سوا مولی کے تو ظاہر اقتضاء تعلیل سے
کہ اس صورت حنین اوسکو قاتل کا بھی قصاص لیا جاوے کذا فی حاشیۃ المدنی عن الشیخ الرشنی وقال بعض المحققین کلھا والصحیح قول الامام فھستانی

اصل المذہب اور صاحبین اور امام شافعی نے کہا کہ جو شخص غلام کا اور کنواں کا مالک ہو جاوے یا کنواں ہو جاوے یا کنواں ہو جاوے تو سعایت واجب لازم ہوگی اور صحیح امام اعظم کا قول ہے کہ ذمی اور مستامن
عن الصورۃ ہم سمیعین میں موافق ہیں بلکہ امام کے جب الصین عمرو سے حدیث مروی ہوئی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ستہ مملوکین کا مالک ہو اور وہ اپنے مال کے برابر قیمت غلام کے اور اسکی مقدار قیمت ٹھہرائی جاوے تو اور شریکوں کے حصے آزاد کر دیوے اور غلام اور اسکی طرف سے آزاد ہوگا اور اگر وہ اسکو مدبر نہ ہونے دے تو غلام سے اسی قدر کما دیوے جتنا اسکے آزاد کرنے کا حکم ہوا تھا اس سے ثابت معلوم ہوگیا کہ اعتاق بعض مستلزم سعایت کا ہے اور حالانکہ قسمت نہیں ہوئی ہے اور ہوگیا ملک کا باعتاق قسمت پذیر ہونے پر ہوتا ہے اعتاق بھی قسمت پذیر ہوا اور صاحبین کے نزدیک اعتاق موجب زوال رق کا اور حالانکہ قسمت نہیں ہوئی ہے اور ہوگیا ملک کا باعتاق قسمت پذیر ہونے پر ہوتا ہے اعتاق بھی قسمت پذیر ہوا اور صاحبین کے نزدیک اعتاق موجب زوال رق کا اور حالانکہ قسمت نہیں ہوئی ہے
ہمیں فرق بھی قسمت پذیر نہیں ہم معلوم ہوا کہ اختلاف نہیں، اعتاق کی تفسیر پر مبنی ہے علامہ ولیل امام کے نزدیک جمع ہوگیا اعتاق اذالہ رق سے عبارت ہمیں ہے کما مر صاحبین کہتے ہیں بلکہ اعتاق عبارت ہے ازالۂ ملک سے اسی طرح کہ انہاں کا اختیار نہیں گرا دیوے ازالہ ملک عین اور ملک بالاعتاق تحریری ہو تو سلب اور اسکا ازالہ بھی تحریری ہو تو اعتاق ہمیں کہ الیعنی ملک کا قسمت ہو تو تحقق مسلم الیعنی ہمیں کا ہو گا بدون تحقق علت کل کے یعنی ازالہ کل ملک کے کذا فی فتح القدیر وطریقۃ الفقہاء
النسل بدو کالاستیلاء اذ کالاجنبی فی حکم غیر ہم ہمیں ہے کہ ہم ہمیں ہے کہ ہم ہمیں ہے کہ

کرادے غلام سے بچانچہ بھی مذکور ہوچکا ۱۲ سعایت الکسر عبارت ہو اوس عمل سے جس کو متق البعض ادا کرے اپنی ذات کیلئے تاکہ باقی آزاد ہوجاوے کہ اس نے القاموس والوکاء کصماء الوعاء والعصمۃ والعصام ما یشد بہ وکاء القربۃ ۱۲ منہ مشترکین کی مسائل ماقبل میں مذکور ہوئیں اب مسئلہ سعایت کا بیان ہوتا ہے اور اس شریک جس نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے مال یا بیسلوک کرلی غلام کو مدبر یا مکاتب کیا یا اوس سے سعایت کی وہ صورت اس آزاد غلام کی یعنی وہ نو شریک وارث ہوگا اوسکو اور اوسکا آزاد ہونا بھی ہوگا جیسے کہ اوسکا آزاد ہونا ہوا ہے اور یتحقق العتق للموسر حینئذ وقد انعتق بلا اداء قلوبہ استسعاہ کالمالک المذہب یا شریک مذکور کو اختیار ہے کہ آزاد کردے اسے اپنے حصہ کا ضمان لے اگرچہ وہ رد الامر بیشر طیکہ بے اذن شریک کے اوس نے آزاد کیا ہو اور اگر اوس نے اجازت لیکر آزاد کیا ہو تو شریک ضمان نہ لے سکیگا غلام سے سعایت کرا دیگا بنا بر اظہار الروایتین ۱۲ منہ بصورت اجازت ضمان کی نفی مراد ہے اتفاق اور صلح اور مکاتبت اور تدبیر کی اسمیں اوسکو بھی برابر سعایت ہے جیسے کہ اوسکو ہے فی حاشیۃ الدوانی عن البرجندی صح صلحہ عن العبد والمولی لا عکسہ لہ اصلہ والعتق کتابۃ من جہۃ حیث ملکہ بالضمان اور آزاد کرنا لا پہرے غلام سے اتمام حسنا اور اس نے ضمان دیا یعنی اوسنے مالک سے اوسکا حصہ آزاد کرلیا اور تمام رقبت غلام کی آزاد اور کمزور ہوگئی لیکن ربیبا اور وہ نو کل ضمان کی صحت سے اوسکو غلام کا پورا مالک ہوگیا ضمان دیکر دھل یجوز الصلح بین السعایۃ والضمان ان تعدد الشرکاء ونعم لا لا یا اور کیا جائز ہے جمیع کو کہ سعایت اور ضمان میں باہم تخییر دے جو اسمیں ہو کہ ہاں چاہے تو اسمیں سے ایک غلام کے تین مالک ہوں اور ایک نے باہمہ آزاد کیا تو وہ نو شرکوں کو ضمان دے یا سعایت کرادے اور دو سرا سعایت کرادے اور اگر ایک ہی شریک ہو تو ضمان اور سعایت کا جمع کرنا جائز نہیں کذا فی حاشیۃ الدوانی عن البدایہ والبرجندی وعتق اختیارا امرا تنازلا الا السعایۃ فلہ الاعتاق وجب کہ شریک کو یہ اختیار کیا ایک امر کو خیارات سے تو وہی امر تین اختیار ہر جا ثابت ہوا جسنے اوسکو بدل کر دوسرا امر اختیار نہیں کرسکتا سوا سعایت کے اسمیں کہ اگر شریک متق البعض کی سعایت کو اختیار کرے گا تو اوسکو آزاد کرنیکو کا اختیار ہے طریقہ سے کہ اوسکے کچھ ظاہر کرنا ثابت اور تدبیر اور صلح سعایت کو شامل ہے واللہ اعلم ولو باعا او وھبہ نصیبہ لہ یضمن لانہ مکاتب اور اگر شریک بنا حصہ آزاد کرنیکے یا ہبہ کردیا تو اوسکو یہ کرنا جائز نہیں اوسکو متق البعض کو مکاتب کی مانند محل تملیک اتیان زنا وسیاہ کاری کو مالکا قادرا قیما نصیبہ الحر یوم الاعتاق بسعایۃ ولو بیوعہ وقت یوم الاعتاق اور آزاد کرنیوالیکا مقدور ثابت ہوتا ہے بقدر قیمت حصہ شریک کے مالک ہونیکے دن سوا لباس اور اوسیدن کے کہ اسمیں بقدر قیمت حصہ شریک کے مالک ہو تو ضمان دینوالیکو اور اوسکا عقد درست ہوتا ہے اور اصح میں کذا فی المحیط ولو اختلفا فی قیمتہ ان قائما فقیمۃ یوم الاعتاق وھالکا فالقول للمعتق بالکثیر الزیادۃ والنقصان ولذا اختلفا فی یساره واعساره اور اگر متق اور شریک حاکم کریں غلام کی قیمت میں اعتاق کے دن تو اگر غلام موجود ہو تو اوسی حال اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور اگر مرگیا ہو تو متق کا قول معتبر ہوگا اوسکو کہ وہ متکثر ہی زیادتی قیمت کا اور قول معتبر نہیں ہوگا متکثر کا اور سیراج اگر دونو میں تفاوت ہو تو متق کی اداری اور مفلسی میں نرخ متق کا قول معتبر ہوگا وقول المشتری ای اخبر لعدم قبولہا وان تعدد واختلفوا بعضھم مع بعض بدایہ ولو کان احدھم اکثر من النصف لا یعتق الا بحضرۃ فانکل کل منھم فالحاصل ہو اور اگر کوئی دو شریک ہو دو شریکوں کے اور ہر ایک منکر ہو اپنے حصہ کے آزاد کرنیکا تو غلام سعایت کرے دو نو کے حصہ اور اگر ایک نے دعوی کیا شارع کے حضور اور بیان بھی خبر دیدیا ہو بسبب ثبوت شہادت کے اگرچہ جسنے شریک ہوں اور دونوں سے دو شریک تیسرے کے عتاق کی گواہی میں نرخ کی گواہی مقبول ہوگی اور اسکے کہ دو نو اپنے دو سطر مستفیض کو کہ پہنچے ہیں یعنی چاہتے ہیں کہ اگر تیسرے پر اعتاق ثابت ہو تو ہم اپنے حصوں کا ضمان اوس سے لیں کذا فی البدایع والحاصل القاضی تخیر عند ثبوت احدھما او نکولھما او بینۃ لھما او لاحدھما او نکول احدھما او بینۃ الاخر فلھما او لاحدھما او نکول احدھما او بینۃ الاخر فلھما او لاحدھما او نکول احدھما او بینۃ الاخر فل

. . . . . بر سہامیت کا اعتبار ہوگا دیکھو فتاویٰ عالمگیری حاشیہ [illegible] من البحر والوجہ الاول اھ ما صار معتمدا قال فی ردالمحتار اور اگر ثانی نے سہ یومیا کی لی یعنی تین دن کا دیا اور دوسرے شریک نے ایک دن کا یا تو دونوں کا معاملہ سہامیت کا ہوگا اور ہر ایک کا سرمایہ سہامیت کا ہوگا اور نفع سرمایہ کی مقدار پر ہوگا اور نقصان کل ان پر بقدر سرمایہ کے تقسیم ہوگا اھ اور اگر ہر ایک کے دو تو ایک ایک شخص کے اشتراک پر تین تین تو نفع کی رو سے الاثلاثی ہوگی۔ اگر ان کی اصل سلم تو شہر کے بیاض ثابت نہیں ہوتی اور اگر ہو تو ہمارے نزدیک ہمارے امام کے قول پر ہوگی اور امام ابو یوسف کے قول پر ہوگی کہ ہر ایک کا سرمایہ سہامیت کے نہیں قول امین ہوگا

ہو گا نہ یہ گھر میں کچھ تو آزاد ہو اور دسرا بالعکس دوسرے شریک پر دین داخل ہو گا تو نوآزاد ہو سو کل کا دن گذر گیا اور شرط عتق کی معلوم ہوئی کہ زید گھر میں داخل ہوا یا نہیں تو غلام مشترک نصف آزاد ہو گا اب بیان سے ایک شریک کے البیین اور سعایت کے ساتھ نصف باقی میں دو شریکوں کے درمیان سے کہ ہر شریک پر یہ کہنا ہو کہ نصف باقی میں ہمارے حصہ میں اور دوسرے شریک کا حصہ ثابت ہو گیا اور تم ہم کسی کو نہیں لہذا نصف باقی کی سعایت دو شریکوں میں نصف نصف ہو گی خلافاً خواجہ ثانی دونوں ابدا رہیں یا مفلس مختلف اور میراث غلام کی دونوں کے واسطے ہو ولا عتق والسعایۃ لمجاوز الواحد اصلا حکذا فی الجامع الصغیر لاحد هما لتعاتق الهالك اور اگر بقدر سابق کے تعلیق کی دو مالکوں نے اسیوند غلام میں جو ہر غلام ہر ایک کا جدا جدا ملوک ہو تو عتق غلام نہ آزاد ہو گا اب زیادتی جہالت کے یعنی مثلاً یہ ہے کہ ہمارا عبد غلام آزاد ہو اگر خالد کل گھر میں داخل ہوا اور محمد نے کہا کہ میرا سالک غلام آزاد ہو اگر خالد کل گھر میں داخل ہوا دونوں گذر گیا اور معلوم نہ ہوا کہ خالد گھر میں داخل ہوا یا نہیں تو کوئی غلام نہ آزاد ہو گا نہ سعید نہ سالک اسی طرح اسی مسئلہ میں بہ نسبت مسئلہ سابق کے دو فی جہالت ہو گئی غلام میں بھی اور جہالت میں بھی یعنی معلوم نہیں کہ کون غلام آزاد ہوا سعید یا سالک اور جانتا ہے یعنی معلوم نہیں کہ کون ہوا زید یا محمد بخلاف مسئلہ سابقہ کہ وہاں ایک ہی جہالت ہو یعنی جانتا ہے میں جہالت ہی معلوم نہیں کہ کون شریک جانتا ہوا اور غلام میں جہالت نہیں اسی طرح کہ دو تو کا ایک ہی غلام ہے مشترک لو احد المالك كان المشترا حصا من علم فكيف احتق عليه احدهما وامر بالبيان فيعتق انتہا کہ اگر دو غلاموں کا ایک ہی شخص مالک ہو تو اس طرح کہ دو غلاموں کو شخص خرید کرلے جو دو غلاموں کے مالکوں کی تسمہ میں تعلیق کو مانتا تھا اور دو کا میں ایک غلام آزاد ہو جائے گا اور مشتری پر بیان کا حکم کیا جاوے گا یعنی دو تو میں سے ایک غلام کا عتق کیوں معلوم نہیں کہ کونسا ذی فتح الاقدیر غلام سے کہ مسئلہ سابقہ میں بیشتر مملوک اور مالک کے جہالت زائد تھی اور اب بیشتر ہے مالک کی جہالت کہ عتق کی اور بیشتر تعلیق عتق کی مشتری کے جانب سے نہیں تھی لیکن چونکہ مشتری دو مالکوں کی تعلیق کو جانتا تھا لہذا اپنے ذمہ پر لازم ہوا ان لم يعلم ان عبد فلان دخل الدار ام لا فهو حر فان قال سألت فلانا فاخبرني ان عبد فلان دخل الدار عتق وان قال لست ادري لم يعتق لانه يحتمل ان يكون دخل قبل اليمين ويحتمل ان يكون دخل بعدها فلا يعتق بالشك ولو كان اخبره بدخوله ثم قال بعد ذلك لست ادري لم يعتق لان الاخبار عن الماضي لا يتغير

ہوا وہ جاریہ غلام سے سعایت کی اور دو سرے شریک نے شریک سے نصف قیمت مانگی اور شرع متین کے قانون سے ساقط ہو درآں حالیکہ وہ کہ یعنی
یا بقیہ مستطاعا لمالکہ فی الولاء اور اگر شریک نے اپنے حصہ کا نصف کو اس شخص سے جو اوسکا پورا مالک ہے تو قریب بالیع کے کہ ان دونگا مطلقاً ولاء الا
ہو فوراً منقطع نہیں ہوتا بلکہ ولاء ثابت ہو جاتا ہے اور ولاء کے ثابت ہونے کی علت ایجاب اور قبول کے سوا دو میں بائع نے مشتری کو اپنا شریک کر لیا وہ شریک تبعی
لانہ لو اشترٰی ابن اصلی الشریک لکن لا فی الضمان ابتداءً لان الولاء لمن اعتق ولم یوجد الاعتاق منہ وعدم ضمان مشتری میں مستطاع بائع نہیں ہوتی
لک کی قید لگائی اور اسطرح اگر اپنے قریب کو ایک شریک نے خریدا کیا اور ضمان مشتری دینا لازم ہوگا اتفاقی امام اور صاحبین کے دوسرے شریک کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے اتفاقہ
نہیں پہنچا مثلاً اسطرح کہ شریک ثانی نے مشتری کی بیع میں اپنا ضمان مشتری پر اشرط لازم ہو گا بلکہ وہ اور اور اگر مشتری مفلس ہو تو شریک غلام
سے سعایت کرا دیگا نہ ابی الحارثہ عن عبدہ بین ثلثۃ دوح واحدی وبعد ہا اضعفہ آخرہا مرسوں الدوحی السالک الذی لو یرد ثم قوم یحیر ملاحظہ کرا
ان شاء تلث قیمتہ وقد عرفہا حاصل العمل لا متبوعۃ کان الذی یدر ضمان معاونہ ہو بیع کا اصول ایک غلام ہو جسکے دین الگ دین اور دین دوسرے
مالک نے اوس غلام کو مدبر کیا اور بعد اوسکے دوسرے مالک نے اوسکو آزاد کر دیا اور وہ دونو مالک اداء دین تدبیر اسکے مالک جسنے وہ مدبر کیا تھا آزاد کیا اگر اوسکے مدبر
کرنیوالے سے غالص غلام کی تہائی قیمت کا ضمان لے اور مدبر کرنیوالا اوسقدر غلام سے پہلے ضمان لیکر اوسکے آزاد کرنیوالے سے اوسکو مدبر کرنیوالا ضمان دیوے تو ہر ایک
کا اور ضمان معاونہ کا بھی حاصل ہے ضمان دین علامہ عینی کو شریک اور اوسکے مدبر کرنے سے ہو دو تہائی کے حصوں میں نقصان واقع ہو گیا تو ہر ایک کو اپنے حصوں
اور کتابت اور ضمان اور سعایت مکاتب خیال نہ چاہیے اور دوسرے شریک اپنے باحصہ آزاد کر دیا تو فقط تہائی شریک کا حصہ باقی ہے تو شریک کو یہ حق پہنچتا ہے وہ دونو ضمان
سو تہ ہوا ایک ضمان تدبیر کا اور دوسرا ضمان جناق لیکن جو کہ ضمان تدبیر ضمان معاونہ ہے یعنی مالک مدبر کا ضمان ہے اور ضمان جناق ضمان اولاد ہے اسلئے وہ غلام
مدبر کا ہوا، اور اداء اور استخدام درست ہوا اور جناق میں بھی اسی طرح ہے اور مدبر مطلق یا مقید شریک ثالث کو مدبر کرنیوالے سے ضمان لینا متعین ہو گیا نہ آزاد کرنیوالے سے کہ اسے
حاشیہ الدر المختار وصح المدبر المقید معتقہ مدبرا لا مطلقہ المدبر متعین ثلث فیتخیر المضمون لہ مدبر کرنیوالا علام کے آزاد کرنیوالا علام کے مدبر کرنیوالے سے
تہائی قیمت مدبر کی ضمان لے اور مقید مدبر کیا اور مقید مدبر کی تہائی قیمت کا ضمان لے یعنی غالص غلام کی تہائی بہت تھوڑا غلام کے ہے کہ مدبر کرنیسے وسیع ہوتی ہے
المدبر ثلثا قیمتہ قیاساً وفی ابی السعود ہیں آویگا کہ غلام غالص کی قیمت سے مدبر غلام کی قیمت تہائی کم ہوتی ہے اور اسطرح کہ منافع مملوکہ کی تین حصوں میں ایک حصہ
کو مدبر کو خدمت لینا اور دوسرے بیع کرنا اور مدبر کو وصیت سے بیع کا فائدہ نہ رہا جاتا ہے اور مدبر کی قیمت ثلث کم ہو گئی مثلاً اگر غلام غالص کی قیمت تین سو ہوں تو شریک ثالث مدبر کرنیوالے سے دو سو ضمان لیگا اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے چھ سو لیکر اور ضمان لیگا اور اسطرح کہ مدبر کی قیمت تہائی کم ہو گئی اشارہ اور
بحر سے اور اشارہ کا ثالث چھ سے والی کا باب التعیین والمدبر فلا تاتاہ للمدبر ما بقی للمعتق لعتقہ مملوکا علی ملکہما اور میراث غلام مدبر کی
آزاد کرنیوالے اور مدبر کرنیوالے دین تہائی ہو گی دو تہائی ان کی اور ایک تہائی آزاد کرنیوالی مدبر کرنیوالے کی اور اسطرح کہ آزاد کرنیوالے غلام کے سے ایک اور دو دو کی کل
پر آزاد کرنیوالا ایک تہائی کا مالک تہا تو میراث بھی اسی ایک تہائی کی ہوئی اور مدبر کرنیوالا دو تہائی کا مالک تہا اور وہ دو تہائی کا تو وہ دو تہائی کی ہوئی
کا ضمان کرنیوالا ایک حرا اور دو تہائی میراث کی پاوے گا ولو قال ان مت من مرضی ہذا فانت حر فمات کذلک بقیۃ قولہ ولو مات فی صحتہ بطل وصیۃ ہوا اعلا
یا قولہ ادبر اور اگر دو مدبر کے ایک ایک سے کہا کہ اسپر تو بڑی ہو کر شریک کی اور اولد ہو اور اسکے شریک نے انکار کیا کہ یہ میری اور دونوں اور گواہ اس بات پر
نہیں تو یہ لڑکی شریک سنگر کی ایک دن خدمت کرے اور ایکدن کسیکی خدمت نکرے کیونکہ اسکے اقرار پر عمل کرنے سے اسکو سکو جب اسکی ام ولد ہونیکا قائل
ہوا تو اپنے سوء حق سے بہتر پر اقرار پاخذ ہوا اور شریک سنگر کا یہ گمان ہو کہ لونڈی ویسی ہو جیسی کہ پہلے تھی تو نصف لونڈی میں اوسکا حق موجود ہے
وتنقطع الکتابۃ بالاستیلاد لو معتقہ لو شیکا اور اسکی محنت ضروری میں ہوا اور اگر کسب کرسکے تو شریک سے واپس کرا دیگا اور اسکا کسب اسکو ہے اور اگر اسکو کچھ نہ دیا ہو تو اب محنت
اور دو سرے قول پر جو کہ نصف نصف کرے اور اسکو کچھ نہ دیا ہو تو اب محنت اور دو سرے قول پر جو کہ نصف نصف کرے اور اسکو کچھ نہ دیا ہو تو اب محنت
اور حاشیہ لونڈی کی موقوف رہیگی تا وقتیکہ ایک شریک دوسرے کی تصدیق کرے تو لونڈی کی نصف میراث اور اسکا نصف کسب سنگر کا ہو گا اور اگر سنگر منکر رہا تو کر

امام اعظم کے نزدیک وہ آزاد ہوگا اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ اپنے سعایت کرے گا اور فی الحال آزاد نہیں ہوگا اور یہ مدبر کی طرح ہے اور یہ مکاتب نہیں امام محمد کی ایک روایت اس مسئلہ کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے قول کی طرح ہے اور ایک روایت امام محمد کی امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کی طرح ہے امام شافعی کا ذکر ہوا صولتہ اصلے اللہ علیہ وسلم کے دور دخت نے کہا کہ اسکو آزاد کر دیا تو یہ حدیث منتفی ہے حریت اور ولاء کی حریت کی کسی حریت میں دوسری حدیث سے سعایت ثابت ہوا امام ابو حنیفہ کی حدیث مرفوع ہے اور یہ کی کہ اصولتہ اصلے اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کے ابطال پر دلیل قائم کی کہ ابراہیم کا مملوک ہے وہ بعد میں مملوک ہے آزاد ہے تو نوال انعام علام سابعاض باقی ہا کہ آزاد فی حاشیہ الاول کما تقدم ذکرہ اسلام اور ولد البصری وقوما ہانثابت قیمتہا قیمۃ ولد کی کو قیمت نہیں کرا سم ولد نصرانی کی غلام ہی ضرورت یعنی اگر نصرانی کا ام ولد اسلام قبول کرے تو ابھی اس حریت سے تو ابھی سعایت لازم ہوگی اور مسلمان ہو کر آزاد کی مملوک نہیں رہ سکتی اور یہ الک کی ملک سے باطل کبھی نہیں ہو سکتی لہذا اسکو مکاتبہ کے ساتھ کی قیمت نہیں ہو سکتی اور سابعین نے ام ولد کی قیمت بقدر ثلث قیمت نہ لگانے کی تصریح ہے وَلَا یُقَوَّمُ حَتّٰی اِحْتِیَاجُهَا مُشَارَكَةٌ بَانَ وَلَدَتْ فَادَّعَاهُ وَصَارَتْ اُمَّ وَلَدٍ لَهُمَا وَاَخَذَتْ عُقْرَهَا نِصْفَ اَلْعُقْرِ وَلَوْ لَدَتْ فَادَّعَاهُ اَحَدُهُمَا ثَبَتَ النَّسَبُ وَلَا ضَمَانَ وَلَا سِعَايَةَ خِلَافًا لَهُمَا جب ام ولد کی قیمت نہ ہو تو ضمان نہ ہوگا اور مالدار ہونے سے مشترک کا ام ولد کو آزاد کرنا درست ہے یہ کہ مشترک دونوں میں ایک شریک ہو جو کسی نے کیا اور دونوں کی ام ولد ہوگئی ہو ایک الک نے دوسرے شریک کو آزاد کر دیا اور دوسرا مالک کو آزاد کرنا چاہتا ہے تو ضمان نہ ہوگا اور نہ دونوں پر ہوگا اور ایک مالک نے دعوے کیا تو اسکا دعوے ثابت ہوگا اور یہ بھی نسب ضمان دینا اور نہ دونوں پر ہوگا اور نہ دونوں کے والد پر سعایت لازم ہوگی بخلاف اسکے کہ انہا کے نزدیک ام ولد کی قیمت ہے جس پر ضمان ہے اور سعایت لازم ہوگا اور نہ دونوں پر ہوگا اور نہ دونوں کے والد پر سعایت لازم ہوگی بخلاف صاحبین کے کہ انہا کے نزدیک اگر وہ تنگ دست ہو تو دوسرے ضمان لازم ہوگا اور اگر مفلس ہے تو تولہ پر سعایت لازم ہوگی وَالْمُدَبَّرُ كَالْقِنِّ فِيْ جِنَايَةٍ اِجْمَاعًا فَلَوْ قَتَلَ اَلِ الْمَوْلٰى فَدَفَعَهُ اَوْ فَدَاهُ صَحَّ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ اِلَّا ضَمَانَ حَقِّ الْوَرَثَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بِهِ بَعْدَ مَوْتِ الْمَوْلٰى وَلَوْ اَعْتَقَهُ اَوْ دَبَّرَهُ اَوْ اَوْلَدَ اَمَتَهُ اَوْ بَاعَهُ وَسَلَّمَهُ ضَمِنَ قِيْمَتَهُ لِلْمُجْنِيْ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجِنَايَةِ وَلَوْ قَتَلَهُ اَجْنَبِيٌّ ضَمِنَ قِيْمَتَهُ لِلْمَوْلٰى وَلَوْ قَتَلَهُ الْمَوْلٰى اَوْ اَعْتَقَهُ اَوْ بَاعَهُ وَسَلَّمَهُ ضَمِنَ لِلْمُجْنِيْ عَلَيْهِ قِيْمَتَهُ يَوْمَ الْجِنَايَةِ وَلَوْ قَتَلَهُ اَجْنَبِيٌّ ضَمِنَ قِيْمَتَهُ لِلْمَوْلٰى مدبر جنایت میں قن کی طرح ہے بالاجماع تو اگر مدبر نے مولی کے کسی رشتہ دار کو قتل کیا تو مولی اسکو دیدے یا فدیہ دیدے تو صحیح ہے اور مولی پر کچھ لازم نہیں ہوگا مگر ورثاء کے حق کا ضمان جو مولی کے مرنے کے بعد دیا جائے گا اور اگر مولی نے مدبر کو آزاد کر دیا یا مدبر کی لونڈی سے ولد پیدا کیا یا مدبر کو بیچ کر حوالہ کر دیا تو مدبر کی قیمت جنایت کے دن مجنی علیہ کو دینا ہوگا اور اگر مدبر کو اجنبی نے قتل کیا تو قیمت مولی کو دینا ہوگا اور اگر مولی نے قتل کیا یا آزاد کر دیا یا بیچ کر حوالہ کر دیا تو قیمت جنایت کے دن مجنی علیہ کو دینا ہوگا اور اگر مدبر کو اجنبی نے قتل کیا تو قیمت مولی کو دینا ہوگا

ایک بیٹا ہے یہ ربع نصف اور ثمن کے نزدیک غلام کل سے یعنی فیروز سو نصف چہارم آزاد ہوا اور سلم کو اکتساب آزادی موسیٰ ثابت ہوا جیسے بیان چہارم آزاد ہوا ویسے فیروز بھی چہارم ہی آزاد ہوا اگر کوئی سوال کرے کہ صاحبین کے نزدیک فیروز تین پر تقسیم کیا ہے کہ اس کے سلم میں صاحبین کے نزدیک تین کے تہائی ہیں تو اس کا سوال اور سائل میں اس کا جواب خارج ہے آیندہ قول میں بیان کیا جائے گا بطریق التوزیع والقسمۃ فافہم شکل یعنی ثبوت تجزی کی اس مسئلہ میں بالقسمۃ اور ضرورت کے ہوگیا جو فتحوا ہے حق عورت کے اور قسامی میں تہائی اور سہ گانہ کا ہونا یعنی تجزی کا عدم ثبوت عدم تبعیض کے درمیان مستقیم ہوگیا اور یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ان اصل میں تجزی کیونکر ثابت ہوئی کیونکہ ان کا اصل مذہب صحیح اکابر من الصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہے کہ ام ولد مسلمہ و نصرانیہ و یہودیہ و مجوسیہ و صابیہ و مرتدہ و مکاتبہ و مدبرہ و مستسعاۃ و مبعضہ و مدبر مکاتب و مکاتب مکاتب و مکاتب مدبر و مدبر مدبر و مکاتب ام ولد و مدبر ام ولد و ام ولد ام ولد

زوجہ خارجہ کا جواب دے اور قدرتہ بتانا کہ کہ مرسے تین چوتھائی حصہ سلطنت ہوگئی اور زوجہ داخلہ کا چوتھائی حصہ کہ اسلئے ہوگا اسواسطے کہ کہ ایک زوجہ کا نصف حصہ مرسلطنت ہوگیا خارجہ اور ثانیہ میں نصفا نصفا حصہ ہوگیا اور زوجہ کا چوتھائی حصہ حاصل ہوگیا پھر ایجاب ثانی سے جو ایجاب مرسلطنت ہوگیا اور داخلہ میں آدھوں آدھ ہوگیا پھر ایجاب اول سے ایک زوجہ کا نصف حصہ اسواسطے ہوا کہ زوجہ نے طلاق نہیں دی مگر ایک عورت کو اور طلاق قبیل دخول میں نصف مرسلطنت ہوتا ہے اور جو کہ طلاق آزاد عورت پر مخصر نہیں لہذا سقوط نصف مرکو اور دوسرے ربع حصہ کا بھی جو ایجاب ثانی سے مرسلطنت ہوا اور ثانیہ کا بھی ایجاب ثانی سے یہ ترددواقع ہوا کہ ایجاب اول میں خارجہ مطلقہ ہوئی یا ثانیہ تو اگر واقع ہوئی ثانیہ مطلقہ ہوئی تو ایجاب ثانی کا حکم ثانیہ پر باطل ہے اسواسطے کہ طلاق اندر طلاق کے متبرع نہیں ہوتی کہ پھر ثانیہ مطلقہ اور کچھ خارجہ اور اگر ایجاب اول میں خلعۃً مطلقہ ہوئی تو وہ قصد سے دین ایجاب ثانی واقع ہوا اور داخلہ میں برابر تو بسبب اس تردد کے ایجاب ثانی میں ربع مرسلطنت ہوا اور ربع دونوں میں نصفا نصفا ہوگیا یا ثانیہ کا بھی آٹھواں حصہ مرسلطنت ہوا اور داخلہ کا بھی بعضے علماء نے کہا کہ یہ محمدؒ کا قول ہوا اور بعضوں نے کہا کہ شیخین کا قول ہے اگر واقع ہو جو کہ ظاہر قول محمد ہوا اور اگر شیخین کا بھی قول ہو جو متن اور طلاق میں مذکور ہے کہ بیان کرنے کی حاجت ہو کہنا ہی الہدایہ و شرح الزیادۃ و ھو ظاھر قولھما فان المیراث للخارجۃ ربع و ثمن و ثلثا الداخلۃ نصف و ثمنہ ۱۲ منہ

ثم ھھنا الثمانیۃ والنصف للخارجۃ ثلثا الحاصل وھو اثنا عشر نصفان لعدم المرجح اور وہ دونوں ثمن ہی میراث خواہ ربع ہو خواہ ثمن داخلہ کو تو نصف میراث ہوا گر وہ ربع ہے اور اگر ثمن ہو تو نصف ربع ہوا اگر اولاد ہو تو نصف ثمن ہو اور سطر کے ساتھ کوئی زوجہ شریک نہیں تو ثلثا ثانیہ کا ہوا اور ثلثا خارجہ اور ثانیہ میں نصفا نصفا ہے جیسے کہ کوئی مرجح نہیں ایک کا دوسرے پر تو وہ ثلثا نصف نصف ہوا تو داخلہ کی میراث تین حصہ ہوئی اور ربع خارجہ اور ربع ثانیہ کو ملی وعلی کل منھما عدۃ الوفات احتیاطا لاحتمال الطلاق قدم اللاحق او اخر بیان ان الوطی فی النکاح الفاسد کالوطی فی النکاح الصحیح فی طلاق باق منھی لقولہ لا مرأۃ اعتدی کما باق توفی احدھما وما تقدم بیانا لان الاخر مقبل الطلاق او آخر طلاق اور موت زوجہ بائن ہو طلاق ثلاثی ہو سب میں جبکہ بون کہنا زوج کا اپنی دو عورتوں سے کہ ایک تم میں سے بائن ہے اور ترجیح ایک زوجہ کی وطی کو فوقیت نہ ہوگیا کہ مرجح کے نزدیک طلاق مبہم سے زوجہ ثانیہ مراد تھی اگر موطوء ہو سکتا ہو تو اس سے وطی کرنا بعد طلاق مبہم کے ایک زوجہ تھی اور دوسری زندہ زوجہ بائنہ ہوگی سکتے کہ مردہ محل طلاق نہیں بعضے علماء نے کہا اور یہ طرح قبیل کا بھی حکم ہے جیسے کہ مرجح کا قول زفر کے مخالف ہو یعنی اگر بعد طلاق بائن مبہم کے ایک زوجہ کا بچہ پیدا ہوگا تو مسلوم ہوگا کہ زوجہ ثانیہ مطلقہ تھی اور طلاق بیان نہیں ہوئی یعنی اگر وہ مرجح نہ ہوتا جس کا بیان ہوا کہ ایک تم میں سے بائن ہے تو زوجہ کو معین کرکے طلاق دینی اور طلاق ثلاثی بہم کا بیان ہوگی یعنی دوسری زوجہ مطلقہ ثابت ہوگی اسواسطے کہ طلاق بائن کے بعد عدت میں دوسری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے تو جانے ہو جبکہ اور اطلاق بائن ہوئی تھی اور سکتا ہے دوسری طلاق بھی ہوئی کذا فی حاشیۃ الوصول من البحر وھل التعدد بالطلاق او الطلاق والعرض علی البیع کالبیع لم ار فی کلامھم ہو طلاق کی تعداد ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ کہ عرض علی البیع کو شارح نے بیان نہیں کیا ہے ہم نہیں دیکھا الحمد للہ کہ ترجمہ کرتے جیسا شرح مختار میں صحیح دیکھا کہ عرض بھی بیع ہے بیان حق مبہم کا جیسا بیع اور اسی کی مخلص عبارت ہے جو قال الشیخ الحمیدیہ اعلم کہ شارح شرح الجامع الصغیر او عرضہ علی المبیع عرض الاطلاقۃ لانہ لم یرض فقصد وصول الثمن وانما یتأتی الحرۃ او لمنتھی الاخیر من بون ہے الجمع بیان فی البیع المبھم کذا الغرض من البیع ۱۲ منہ دیکھو شارح ملتقی شرح گھر پھنکا ہوا ہے اور شارح سے بھول جو کہ مسئلہ بارہ پر ہوا انسان کمتا ہے اگر کامل مرد کیوں خطا اور نسیان سے خالی ہوتا ہے شارح علامہ بزطرین من ع جو نسبت خاک را بعالم پاک عرض اس بیان سے عجز نہیں ہے کہ بیع ہے یا نہیں او فاسد او موقوف او یقبل العدد او لقصد وخیر او معلقا او مضیفا او بیع او معتدا او واستبدادا او کذا کل تصرف لا یقبل الا الملک کصدقۃ واسلام و ایصاء وقبض مبیع و ثمن وھبۃ وصدقۃ او غیر مسئلہ ابن الکمال لان المساوۃ بیان فھذا اولی بالقبض بدایع جیسا کہ ترجمہ کرتا ایک غلام کا جو مبہم

بیان ہے اگر چہ یہ ناسمجھی اور بے وقوفی ہو اور ایک غلام کا اگر یہ غلام نے اپنی ذات کو آپ قتل کیا ہو اور نا کردہ ایک غلام کا اقرار کیا ہو اور اس کا ایک غلام کو اگر یہ تدبیر مقید یہ ہو یا ہمیشہ کے لیے ہو اور ایک غلام کا یا ایک لونڈی اور عورت کو اور ایک ہی طرح حق سیم کے بیان سے وہ تفسیر ہے جو ہم نے بیان کی اور ایک مالک کے دو غلاموں کو اور ایک غلام کا اگر یہ ہو اور ایک لونڈی کے

جزء خولات ذكرا أنثى وليس لهذا الأول في الذكر كل حال عتق نصف ولا ترى لأنثى لعتقها بتقويم الذكر عليها فيعتق نصفها ويتعايان في نصف قيمتها كما لا ملك لبني عالية لو ذكي هو تو آزاد هو بهره مذكر او مرغ مذكر او مرغ ماده او مملوك هو گا اسكے نصف قيمت مين دونو كو مقوم كرين گي اور نصف قيمت مين شريك هو جاوين گي اور نصف قيمت مين شريك نه هون گي اسكي وجه يه هے كه ولاء كا سبب عتق هے اور عتق كا سبب ملك هے اور ملك كا سبب مال هے اور مال كا سبب منفعت هے اور منفعت كا سبب بقاء هے اور بقاء كا سبب حياة هے اور حياة كا سبب روح هے اور روح كا سبب جسم هے اور جسم كا سبب نطفه هے اور نطفه كا سبب مرد اور عورت هين اور مرد اور عورت كا سبب آدم اور حوا هين اور آدم اور حوا كا سبب كوئي نهين اور كوئي سبب نه هونے كي وجه سے آدم اور حوا كو كسي كا مملوك نهين كها جاتا هے اور نه كسي كا مملوك كها جاتا هے اور نه كسي كا مملوك كها جاوے گا اور نه كسي كا مملوك كها جاوے گا اور نه كسي كا مملوك كها جاوے گا

یہ بات عتق کی قسم کا ہے کہ لفظ منع عام رکھوں لام عہد سے یعنی قسم کی بات کے اور لفظ یعنی عہد اور بیان سے کہ زنا فی الصدر اور حلف سوء اور بیان تعلیق ہو عتق کی اور مسئلہ تعلیق ابو الولاء کا عتق البعض من اسم مملوکہ مگر میرا اور بصورت عدم علم شرط کے بعض عتق ہوتا ہے کل کہ زنا فی المنع قال ان دخلت الدار فکل المملوک لہ یوم یملکہ من الیوم فدخل وہو لا یملک شیئا ثم ملک عبدا ثم دخل عتق الذی ملکہ بعد الیمین دون الذی کان یملکہ یوم حلف لان الیمین انعقدت علی عبد لا یملکہ یومئذ فلا یحنث بدخولہ ولیس کذلک من حلف لیقضینہ حقہ الیوم فمضی الیوم ولا شیء لہ ثم استفاد مالا فلم یقضہ حتی مضی الیوم حنث لان الیمین انعقدت علی عبد

مدبر اور مدبرہ ہوں اور باندیوں کو لفظ مملوک کا شامل نہیں ولہذا لو نوی الذکور دون الاناث یدین اور اگر مولیٰ نے کہا کہ ہر مملوک کو میں آزاد کرتا ہوں اور مملوک سے نیت نہ تھا غلام کی کی تو نہ دیانۃً ان کی نیت کی جائے گی نہ قضاءً اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ ہر مملوک کو ظہار سے استعمال کے مخالف ہے اور دیانۃً ہم اسطرح تصدیق ہوگی کہ تخصیص عام کا اور اس سے ارادہ کیا اور تخصیص عام کا لفظ محتمل ہے وہو قولہما لہ نیۃ استعمال الاخصاص من التاویل اور اس قول میں کہ میرے مملوک کل کے آزاد ہیں اگر نفاذ کو کہنے کی نیت کرے گا تو دیانۃً یہ بھی اسکی تصدیق ہوگی ہر اسطرح وہ جو کچھ احتمال تخصاص کے لیے بتایا کیونکہ یعنی جب عام کی ایک صورت کو تو اب تخصیص عام کا احتمال باقی رہا لہذا دیانۃً بھی تصدیق ہوگی سب غلام اور لونڈیاں کی آزاد ہو جاویں گی **فروع مسائل** مدبر شارح کے حلقہ کا یعنی جملہ کا کما یأتی استثنی قولہ یا استثنی العبد نفسہ حنیث قسم کھائی مولیٰ نے کہ اپنے غلام کو نہ آزاد کرونگا پھر اپنے غلام کو مکاتب کیا یا اسنے خود قرب محرم کو خریدا کیا یا غلام نے خود اپنی ذات کو مولیٰ سے سوال کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اسطرح کہ کتابت بعد حصول مدل کتابت کے عتق ہوا در خرید کرنا قریب محرم کا سبب ہے عتق کا اور غلام کو خود غلام سے بیع کرنا اعتاق ہے ان یعتک فانت مکرہ فباعہ فاسد اعتق وعجز کا اگر مولیٰ نے غلام سے کہا کہ اگر تجھکو میں چھوڑ دوں تو تو آزاد ہو جیسا دسکو بیچا بیع فاسد کی تو وہ آزاد ہو گا اور اگر بیچا بیع صحیح کے تو آزاد نہ ہوگا اسلئے کہ یہ بیع فاسد کے بعد غلام بائع کی ضمانت میں رہتی ہے یہاں تک کہ مشتری کے قبضہ سے نکل جائے اور ملکیت میں اپنی کی گئی لہذا وہ آزاد نہ ہوگا اور بیع صحیح میں بائع کی ملک باقی نہیں رہتی تو شرط عتق کی اسوقت پائی گئی جب کہ مولیٰ کی ملک باقی نہ رہی لہذا وہ آزاد ہو جاویگا کذا فی حاشیۃ الدہانی فاقاص المبرط ان دخلت دار فلان فانت حر فقہقر فلان واخرانہ دخل عتق مولیٰ نے غلام سے کہا کہ اگر تو فلانہ زید کے گھر میں داخل ہوگا تو تو آزاد ہو پھر زید نے اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ غلام زید کے گھر میں داخل ہوا تو غلام آزاد ہو جاویگا اسطرح کہ داخل فعل غلام کا ہو جیسا صاحبزادہ کا کہ وہ گواہی میں متہم ہو وفی ان کلمتہ لا لانہا علی فعل نفسہ اور اسی قول میں کہ مولیٰ نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو فلانا زید سے کلام کریگا تو تو آزاد ہے پھر زید نے اور دوسرے شخص نے گواہی دی کہ غلام نے زید سے کلام کیا تو غلام نہ آزاد ہوگا اسطرح کہ گواہی زید نے اپنی ذات کے فعل پر دی لہذا مقبول نہ ہوگی باقی رہی گواہی ایک آدمی کی اور اسکا شرع میں اعتبار نہیں ولو شہد ابنا فلان انہ کلمہا ایاہا جازت لان بفعل اور اگر فلانہ زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ غلام نے کلام کیا انکی باپ سے تو گو اپنی ذات درست ہوگی اگر باپ انکا مفتر ہو کلام نہ کرنیکا اسلئے کہ بیٹوں کی گواہی برخلاف باپ کے درست نہیں محل تہمت نہیں وکذا ان ادعاہ علیہ محمد وابو یوسف بیٹوں کی گواہی کہ اور صورت دعوی باپ کا باطل کیا باب **العتق علی جعل** یعتق بقبض المال یعنی بیان عتق کا بسبب مال کے محل بضم میم یعنی مال ہے اور فتح جیم کے ساتھ قلیل ہے جعل اور مال کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی فعل کرنے اسطرح مقرر کیا جاوے اور جعالۃً آتا ہے اگر اور جعل بھی کہتے ہیں مانند یہ کذا فی الصحاح اعتق عبدک علی الف صحیح معلوم الجنس والقدر وقبل کل المال فی المجلس وہو مجلس علیہ لو غائبا عتق فی ان لم یرد بہ شیئا علی القبول الا ان یرد حتی لو رد لم یعتق فلک آزاد کیا میں نے اپنے غلام کو صحیح مال جسکی جنس اور قدر معلوم ہو قبول کیا غلام نے سب مال کو مجلس میں مجلس عام میں مجلس خطاب کو اگر غلام حاضر ہو اور اسکی علی کی مجلس کو اگرچہ وہ غائب ہو تو غلام مجرد قبول کے آزاد ہو جاویگا اگر یہ اوس نے قبول نہ کیا مگر آزاد نہیں کیا اسواسطے کہ عتق قبول پر معلق ہوا اور بیان اسکا کہ اگر غلام اس کلام کو رد کر دے مولیٰ اس سے اعراض کرے یعنی بلا قبول اٹھ جاوے مجلس سے تو عتق باطل ہو جاویگا بسبب بیان ہونے قبول کے اسواسطے کہ بیع مال کا بغیر مال کے اسواسطے کہ غلام اپنی ذات کا مالک نہیں اور مساوضہ فی عوض کا ضرور جیسے بیع میں کذا فی الدرر ھم مال صحیح کی اسواسطے کہ بعد فسخ خیرا خیر کے حق صحیح نہیں مسلم کے حق میں اور لفظ مال شامل ہے نقد اور مہیا اور حیوان اور بکریل اور مجہول کہ جنس معلوم اور جہالت رفع کی جائے حیوان اسواسطے کہ کثرت جہالت ہے کذا فی الدرر وشرح الی الکرمانی وابالو حلف یا دانہ کان اکثر من ہارون ما لہ لا لانہ اور اگر معاف کیا عتق کو مال کے اور ادا کے پر نہیں چنانچہ یوں کہا کہ اگر تو مجھکو مال ادا کر گا تو آزاد ہے تو غلام ماذون فی التجارۃ ہو گا یا عتاد بدلالت حال کے اسواسطے کہ مولیٰ نے غلام کو ادا کرنیکی رغبت دلائی اور ادا بدون کسب کے نہیں

تعجیل کے حاصل نہیں ہوتا اور اسی تحریرات کی عبارت وی کذا فی الزیلعی وھل یشترط حضورہ فی الظاہر اور یہ اس قول کے غلام کو رد کرنا کتابت ہوجانے میں اسکے حوالہ میں بحر الرائق میں تردد کیا اور کہا کہ اسکا حکم بھی یہی ہونا چاہئے تو ہدایہ مذہب سے استخراج کیا اور محشین نے بھی اسمیں قول نہیں ذکر کیا واللہ اعلم لا مکاتبا یا یہ مسئلہ ذکر منہا تسعۃ مسئلہ مجتبیٰ فی عشر مسئلہ ذکر منہا تسعۃ ادای المال کی تعلیق سے غلام مادون ہوگا ومکاتب ہوجائیگا یہ مسئلہ مجتبیٰ

مکاتب کے قبول کتابت کے بعد آزاد ہوگا اسی طرح کہ دے مال میری کتابت ادا کرو تم کو اور وَتَعْلِيقُ اَدَاءِ الْكِتَابَةِ بِالْمَجْلِسِ وَتَعْلِيقُ اَدَاءِ الْبَدَلِ بِالْاَيَّامِ وَالْاَشْهُرِ اور معلق ہوگا ادا کرنا مال کا مجلس کے ساتھ یا مجلس میں اگر مولیٰ نے تعلیق لفظ ان شرط کی ہو اسی طرح کہ جب تحریر ہو تو مجلس ہی پر موقوف ہوگی اور اگر تعلیق بلفظ اذا اور متی کی تو ادا سوال مجلس پر منحصر نہ ہوگا بخلاف مکاتب کے وَلَا يَتَعَدَّاهُ بِخِلَافِ الْمُكَاتَبِ فِي الْكُلِّ ۱۹ اور تابع اسکی ہوگی اولاد اگر عورت بین ایسی اگر لونڈی کا عورت اور اسی مال پر حمل موجود ہو اولاد بھی ہر مال کو ادا کر دیگا تو اسکی اولاد نہ آزاد ہوگی اسواسطے کہ وقت ولادت کے لونڈی پر کتابت کا حکم نہیں کیا اولاد بھی اسکے ساتھ مولا دیگی بخلاف مکاتب کے جمیع مسائل سابقہ میں جیسا کہ مترجم نے ہر مسئلہ میں اسکی تصریح کر دی وَدَعْوَى الْمَالِ دَيْنٌ صَحِيحٌ بِخِلَافِ بَدَلِ الْكِتَابَةِ فَاِنَّهُ لَا يَصِحُّ اِلَّا بِالْاَدَاءِ اور دعویٰ مال کا کہ مولیٰ پر صحیح ہے بخلاف بدل کتابت کے کہ اسکی کفالت صحیح نہیں اسواسطے کہ بدل کتابت مختص ہوتا ہے ادا ہی اور تحریر کے ساتھ بین مسائل کی شارح کو منافات ہے کیونکہ یہاں عشرون فی العشرین کہا اسواسطے کہ معلوم ہے مرتبہ کا ہم بیٹھ جانا نے مال معلق کو دین صحیح کہا صحیح نہیں اسواسطے کہ قبول کرنے قاضی کے سوا ان دین نہیں ہوسکتے کہ مولیٰ نے اس مال کو اپنی غلام پر جب نہیں کیا بلکہ بطریق تعلیق ذکر کیا اور بعد ادا کی بھی دین نہیں تو اس لئے یہاں ذکر کرنا ہی غلط ہے بلکہ اس مسئلہ کا محل تو ادا باب تہا جان اعتاق علی المال مذکور ہوا چاہئے صاحب محرر اور صاحب در مختر نے وہیں ذکر کیا چاہئے تھا وَالْاِعْتَاقُ عَلَى الْمَالِ بِمَنْزِلَةِ قَبُولِ الْكِتَابَةِ اور اعتاق علی المال بمنزل قبول کے غلام آزاد ہو جاتا ہے اور آزاد ہونے کا ہونا صحیح ہے ذکر کفالت بھی اور اسکی جائز ہونے مخالف بدل کتابت کے کہ وہ دین صحیح نہیں اسواسطے کہ مکاتب ہنوز آزاد نہیں کذا فی حاشیہ للشارح عن العلمی وَجُزْاَةُ فَاِنْ قَبَضَهَا وَدَفَعَ لَهُ كَفِيلٌ بِهَا عَتَقَ وَجَبَرَ الْقَبْضُ عَلَى قَوْلِ اَبِي حَنِيفَةَ وَاَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى اور اگر لیا ان کو اور دیدیا کفیل ان کا تو عتق ہوگیا اور جبر ہے قبض پر قول امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے اور اب غلام آزاد ہو چکا نہ وہ بیچ سکتا ہے اور نہ کسب عتق کا مولیٰ ہوگا اور نہ اپنوں کا مطالبہ مولیٰ سے کر سکیگا وَلَوْ قَالَ اَنَا شَرِيكُ مَوْلَايَ بِالْقَبْضِ قَبْلَ اَبْعَدَ اَيْ مَوْتِهِ وَاعْتَقْتُهُ مَعَ ذٰلِكَ وَرِثَ وَصَحَّ وَاِنْ قَضَى عَتَقَ اِمْتِنَاعَ الْوَارِثِ وَهُوَ اَظْهَرُ اور اگر کہا میں شریک ہوں مولیٰ کے قبض میں بعد اسکے کہ مولیٰ مر گیا اور میں نے اس کو آزاد کر دیا تو وارث ہوگا اور صحیح ہے عتق اور اگر ادا کر دیا تو عتق ہوگیا وارث کے ممانعت کرنے سے اور یہی ظاہر ہے وَلَوْ مَاتَ الْمَوْلٰى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مُحِيطٌ بِمَالِهِ حَتَّى تَوَجَّهَ دُيُونُهُمْ اور اگر مر گیا مولیٰ کہ مدیون ہے دیون کا اور مسائل کہ مذکورہ پر دو مسئلے اور زیادہ کہ جو متاخرین جو خیر دہ ہیں مذکور ہیں کہ اگر عتق غلام کا معلق کیا مولیٰ نے ہزار پر غلام نے ہزار قرض لیا اور دیون مولیٰ کو مرنے تو غلام آزاد ہو جائیگا اور قرض دیون واللا ہی سو نہ ادا کریگا اسواسطے کہ قرض دیون سے غلام ماذون کے غلام کے مال میں اقتضا ہیں تو جیسے کہ اگر دیون تمام ہوں تو اشْتَغَلَ قَرْضُ الْغَرِيمِ فَدَفَعَ اِلَيْهِ اَوْ اَكَلَ الْاَحْسَنُ الْغَرِيمَ مُطَالَبَةَ الْمَوْلٰى لِعَدَمِ الْمَانِعِ بِعَيْنِهِ وَاِنْ اَعْتَقَ مَوْلَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَاِنْ اَدَّى قَرْضَ مِثْلِهِ اور اگر غلام نہ دیوے دو ہزار قرض ہے سوا ایکہزار قرض ہی کو دے اور ایکہزار جو کہ اگلی قرض دینے والیکو مولیٰ سے دو ہزار کا مطالبہ جائز ہوگا اسواسطے کہ مولیٰ نے اب اقتضا غلام کے دین کی بیع سے روک دیا یعنی اگر غلام آزاد ہوا جو تو قرض دینے والا اپنوں کو نہ پہنچا سکیگا غلام کو چھوڑ لیا اور اب غلام آزاد ہو چکا نہ وہ بیچ سکتا ہے اور نہ کسب عتق کا مولیٰ ہو

ولا یصح تعلیقہ عندنا وقال ان خدمتنی فانت حر بعد موتی او اذا مضت سنۃ او اذا جاء رأس الشہر او اذا جاء رأس الشہر او اذا جاء رأس الشہر

آزاد ہوگی آزاد کرنے والے پر کچھ لازم نہ ہوگا ولو زاد لفظ عني ثم حرر لا يعتق فيهما ومهر مثلها اي مهر مثل امثالها التي تساويها حالة وقت الاعتاق فقيمة وقسط حصة المثلية وقسط حصة المثلية اور آزاد کرنے والے کا قول کہ تو میں لفظ عنی کا زیادہ کہنا یعنی یوں کہا مولی نے کہا اپنی لونڈی کو آزاد کر دو میری طرف سے عوض ہزار درہم کے اس شرط پر کہ میرے ساتھ اس کا نکاح بھی کر دے سو مولی نے لونڈی کو آزاد کر دیا اور اس نے نکاح سے انکار کیا تو ہزار درہم تقسیم ہوں گے لونڈی کی قیمت اور اسکا مہر مثل پر بسبب متضمن ہونے اس کلام کے شراءِ باری کا بنا پر اقتضاء کلام کے کیونکہ اوس نے پہلے لونڈی کو خریدا تھا پھر آزاد کیا اور اسکی قیمت اور اسکا مہر مثل برابر ہوں گے اور اگر لونڈی نے انکار کیا نکاح کو بھی ملایا اور ہزار درہم کو یوں کہا مجھ کو آزاد کر دو ہزار درہم کے عوض میرا نکاح بھی کر دینا تو آزاد ہو جائے گی لیکن ہزار درہم کے ساتھ اور اسکے

احدا وامته مرتدة حتى تحيض حيضة اخرى لانه لا يتوقف وفي الذخيرة لانه لا يحل فيكون بائعا باليأس وهو الاشبه لانه كاسبه
بمالك الملك فصار كما لو اعتق عبده المرتد فلحق بدار الحرب ثم رجع مسلما وقد كان اسر ابنه الذي كان كسبه
قبل ان يلحق بدار الحرب فاعتق ابنه فان عتقه يقع لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية
ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الخلاصة ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه
فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع
ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان
الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما
فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده
ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار
الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو
ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن
كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر
لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما
فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق
عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم
لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه
عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز
لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده
ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم
لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع
ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما
فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار
الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان
الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب
فاعتق عبده ثم رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا
الردة وفي الظهيرية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم رجع
مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه عن كسبه فكذا الردة
وفي الخانية ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب فاعتق عبده ثم
رجع مسلما فعتقه جائز لان الاسر لا يقطع ملكه
عن كسبه فكذا الردة وفي الظهيرية
ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب
فاعتق عبده ثم رجع
مسلما فعتقه
جائز
لان
الاسر
لا
يقطع
ملكه
عن
كسبه
فكذا
الردة
وفي
الخانية
ولو
ارتد
ثم
لحق
بدار
الحرب
فاعتق
عبده
ثم
رجع
مسلما
فعتقه
جائز
لان
الاسر
لا
يقطع
ملكه
عن
كسبه
فكذا
الردة
وفي
الظهيرية
ولو
ارتد
ثم
لحق
بدار
الحرب
فاعتق
عبده
ثم
رجع
مسلما

مدبر تمتد سے قرین ہوگا تو مطلق وقت مراد ہوگا جو رات اور دن دونو کو شامل ہے تو اگر بعد اس قول کے مولی رات کو مرگیا تو بھی غلام آزاد ہوگا ہر اگر مولی بلفظ یوم تبا کہا یعنی فقط دن کا اراوہ کرگیا نہ رات کا تو صحیح ہوگا اور اسوقت کے معنی حقیقتی کا ارادہ کیا اور اس صورت میں یہ مدبر مطلق نہ ہوگا بلکہ یہ مدبر مقید ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ یہ مدبر مرنے میں کے موت اوسکی دن ہی کو ہو اور ان مت الی مائۃ سنۃ مثلا وغلب موتہ قبلہا لقولہ الخ اور اللہ کا کان لا یعلمہ الا یا مولی نے یوں کہا کہ اگر میں سو برس تک مثلا مسدود ان ہو تو آزاد ہے اور بظن غالب اوسکی موت کا قبل سو برس کے تو یہ مدبر مقید بھی ہا صحیح مطلق ہے کے قول مختار میں اسوجہ سے کہ مثلا اسّی برس کی عمر والے کی موت قبل سو برس کے مانند ثابت کے ہو بالاشک باعتبار غالب کے اور باعتبار غالب کے اور غیر متعارف ہونے کے جو بمنزلہ معدوم کے ہے اور جامع الفقہ میں ہے کہ مثال مذکور مدبر مقید ہے باعتبار لفظ کے اور باقی تفصیل اور تحقیق کی بیع مدبر مطلق میں ہے ہدایہ وافاد بالکتاب علام الغیوب حیث لو اوصی لعبدہ بسهم من ماله عتق بموته وکان کالوارث فی حقه فیما یذکرہ فی الفتاوی اور مصنف نے کاف تشبیہ سے عدم حصر کا اشارہ کیا یعنی استدلال مذکورہ میں تدبیر مطلق منحصر نہیں بلکہ اگر مولی اپنے غلام کو بوصیت اپنے مال میں سے آزاد کرنا چاہے تو وہ آزاد ہو جاوے گا اوسکی موت کے بعد اور ایک جزی کی اگر وصیت کرے گا تو آزاد نہ ہوگا اور فرق مسلم اور جمہور فقہا کے نزدیک صحتی نہیں اور جمہور شرح المنتقی الاجر میں فرق کی بیان کیا ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ شرح مختار اور دونو میں فرق بیان کریں گے ہم اور جو عبارت ہدایہ کی متن سہم غیر معین سے ترجمہ حصہ معین سے اور اپنی کل مال سے غلام کو یا سوطے مدبر کی وصیت کی تو سہم رقبہ غلام کا بھی وصیت میں داخل ہوا اسوطے کو غلام بھی مولی کا مال ہے تو غلام اپنی ذات سے مدبر ہوا اوسکی موت سے بعد آزاد ہوگا اور جو کہ سہم معین ہے تو اوسکی تعیین اور ارثوں کے اختیار میں ہے لہذا قدر غلام کا بالارث وجز میں داخل نہیں ہو سکتا تو آزاد نہ ہوگا اور بھی ہوگا اور حسنی نے بھی اسطرح کا فرق المنتقی سے مذکور کیا ہے اور رہیت کیا چاہیے کہ الفاظ مدبر کے کیسے جاتے ہیں اول صریح تحسین تدبیر مبرم ہو اور ثانی بلفظ تعلیق موت اور ثالث اون الفاظ سے مدبر کرنا جیسے تعلیق بعد الموت مفہوم ہو جیسے یوں کہنا کہ میری موت کے بعد کیسکا اختیار تجہیز نہیں اور رابع بلفظ وصیت ثالث مال یا سدس یا یوں کہنا کہ میں نے وصیت کی تیرے دو اسطیزی ذات کی یا تیری گردن کی اسوطے کو اپنی وصیت عبارت ہوا زالہ ملک سے کیونکہ غلام میں مالکیت کی صفت بدون اعتاق کے نہیں ہوتی دیوجہ عبارۃ فذهب عقله فالتدبیر یصح حالا لما مر انه تعلیق بشرط یحیون ولا یحیون ہر مدبر کیا جو غلام کو بہرہ کی عقول زائل ہو گئیں تو تدبیر باطل ہوگئی اپنے حال پر اسوطے کہ تعریف میں گذر گیا کہ تدبیر تعلیق ہے اور تعلیق باطل نہیں ہوتی جنون اور رجوع کرنے سے بخلاف الوصیۃ فرقبته بالنسبان فرجع ثم مات بطلت بخلاف وصیت یعنی مولی نے غلام کے رقبہ کی کسی انسان کیواسطے وصیت کی پھر مولی مجنون ہو گیا بعد اسکے مرگیا تو یہ وصیت باطل ہو جاوے گی وکما یقبل التدبیر یقبل الرجوع عنه وبصریح مسلم کما لو قال لا اوصیت فالتدبیر کوصیۃ لا فی هذه الثلث اشتباه ودیوانه ومن قبل السفیه ومولی قتل سیده اور تدبیر قبول نہیں کرتی رجوع کو یعنی تدبیر کرکے اوس سے پھر جانا جائز نہیں اور تدبیر جبر اور زبردستی سے بھی صحیح ہے بخلاف وصیت کے کہ اوس سے پھر جانا رہت ہو اور وصیت زبردستی سے صحیح نہیں تو تدبیر مانند وصیت کے سوا ان تین امور مذکورہ کے یعنی جنون اور رجوع اور اکراہ کے کذا فی الاشباہ والنظائر اور شباہ کے تئیں امر بہرہ وامر اول زیادہ کیے گئے ہیں ایک سفیہ کا مدبر ہو دوسرا وہ مدبر جسنے اپنے مالک کو قتل کر ڈالا یعنی مرتد جس کی وصیت امر تہرین ثلث مال میں نافذ ہو اور تدبیر اوسکی اگرچہ نافذ ہے لیکن اوسکے مدبر پر کل قیمت میں سعایت لازم ہوگی کذا فی حاشیۃ الدرنی عن المحمدی اور مدبر اگر مولی کو قتل کر گیا تو آزاد ہوگا اور کل قیمت میں سعایت کرے اور موصی لہ اگر وصیت کنیز لیکو قتل کر گیا تو وصیت باطل ہوگی فلا یتباع المدبر المطلق خلافا للشافعی مدبر مطلق کی بیع جائز نہیں بخلاف مذہب امام شافعی کے کہ اونکو نزدیک مدبر کی بیع جائز ہے اسواسطے کہ صحیحین میں جابر سے حدیث ثابت ہو کہ ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا تھا اوسکو پاس کچھ مال نتھا سوا اسی غلام کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو آٹھ سو درہم کو بیچا اور اوس سے فرمایا کہ اپنا قرض اسی قیمت سوا دے کر اور امام مالک کی موطا میں ثابت ہو کہ عائشہ صدیقہ نے اپنے غلام مدبر کو بیچا اور امام عظم کی وہ حدیث دلیل ہے جو ذکر ہوئی

نے عبد ابن عمر سے روایت کی کہ مدبر بیچا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور وہ آزاد ہے ثلث مال سے اور قطنی نے رفع اس حدیث کی تضعیف کی ہے اور موقوف ہونیکی تصحیح کی ہے اور ہر حکم رفعیت مدبر کی ہنوز ذائل نہیں قوتِ صحیحیت اسکی بیع کی مخالف قیاس کے ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ قول ابن عمر کا بنا بر تراضی اجتہاد کے ہیں قرار القدر محمول ہے سابع شارح پر تو اب حدیث جابر کا معارض ہوا اور حدیث جابر کے چند جواب ہیں اول یہ کہ ابتدا اسلام میں بیع مدبر کی جائز تھی پھر منسوخ ہوئی بیع مدبر کی بیع بطریق اولے جائز ہوگا جواب ثانی دیتے ہے دار قطنی الدعہ سے دار قطنی نے دعوے کیا کہ یہ کچھ چاہیے اس حدیث کا مشاہدا ہوا کہ غلام مدبر کی خدمت بیع ہوئی جابر راوی اسکا ہے اتنا۔ مع ذٰلک تیسرا جواب یہ ہے کہ حدیث جابر کی حدیث قولی نہیں تو عام ہو کر بلکہ واقعہ حال کی اور اور قول حال کو عموم نہیں کہا ہے حدیث ابن عمر کے کہ وہ حدیث قولی ہے تو حدیث جابر کی حدیث ابن عمر سے معارض نہیں ہو سکتی تو جائز جواب یہ ہے کہ حدیث جابر کی مدبر مقید پر محمول ہے نہ مدبر مطلق اور چھبیسویں الاحادیث اور سیطرح مرسلاً کی حدیث کے جوابوں کو قیاس کرنا چاہیے کذا فی فتح القدیر فاذا لو قضی بعضہٗ فعبد یسعیٰ فی قدر ما بقی حر الخ۔ مدبر مطلق

وہ مولیٰ کی ملک پر ہو موسےٰ کا وارث ہونا بھی چاہیے ہے ویجوز ان یکون حکما کالمدبر مرتا فانہ احق فی آخر جزء من حیوۃ المولی لمن تلثہ ای من تلث مالہ یوم موتہ اذا قال فی صحتہ انت حر بعد موتی ولم یرجع عنہ حتی مات صحیحا او کاتبتک ونصفہ من الکل او منہم نصفہ من الثلث سعی فی ثلثی قیمتہ وسعی فی نصف قیمتہ ای ان مات مولاہ قبل ان یؤدی شیئا من بدل الکتابۃ فان مات بعد ما ادی شیئا فلا سعایۃ علیہ لان الکتابۃ قد انفسخت بموتہ عاجزا وصار مکاتبا فی حق الاحکام حتی یرث ویورث ویعتق عن کفارتہ ویقطع یدہ بالسرقۃ ویحد بالزنا ویحد قاذفہ ولا یحد قاذف المولی بالزنا ولا یحد المولی بقذفہ ولا یقتص بینہما فی النفس والاطراف ولا یقتل المولی بہ ولا یقتل بہ ولا یجب بینہما قصاص فی النفس والاطراف ولا یجب بینہما قصاص فی النفس والاطراف ولا یجب بینہما قصاص فی النفس والاطراف

المدبر فی من یستقیم بالمرض ثم مات فیہ لا من الثلث ولا یستسعی فی شیء من الکل فان اعتق ورثتہ ان کان خرج من ثلث المال فھو حر من کل المال وان لم یخرج من الثلث فھو حر فی ثلثہ ویسعی فی ثلثی قیمتہ لورثتہ وھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقال ابو یوسف ومحمد رحمھما اللہ ھو حر فی ثلث المال ویسعی فی ثلثی قیمتہ لورثتہ وھذا عندھما بمنزلۃ من اعتق عبدا لہ لا مال لہ غیرہ ولہ علیہ دین یحیط بقیمتہ ثم مات ولم یترک وفاء فان ھذا یعتق فی ثلثہ ویسعی فی ثلثی قیمتہ لغرماء الدین عندھما وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یسعی فی قیمتہ کلھا لغرماء الدین ولا یعتق منہ شیء وھذا بناء علی ان المدبر عندھما یعتق من الثلث ولا یسعی فی شیء من قیمتہ وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یسعی فی ثلثی قیمتہ ولا یعتق منہ شیء وقد مر ھذا الاصل فی کتاب العتاق وھو ان المدبر المطلق عندھما یعتق من الثلث ولا یسعی فی شیء من قیمتہ وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ یسعی فی ثلثی قیمتہ ولا یعتق منہ شیء وھذا بناء علی ان التدبیر المطلق عندھما وصیۃ بالعتق وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعلیق العتق بالموت وھو یمین وقد مر ھذا الاصل فی کتاب العتاق وھو ان المدب

قوی ہے یعنی اگر بہ بطلق خالص غلام ہوتا تو اسکے غلاتیس تدبیر ام ثابت ہونے سے بیس تدبیر ثابت ہوگی والمدبر المقید یوم فداء ص
حص الخانیۃ اور مدبر مقید کی قیمت خالص غلام کی قیمت ٹھہرائی جاویگی کذا فی الدر من الخانیۃ فائدہ قیمت ٹھہرانیکا یہ ہے کہ اسکو بعض رقبہ بیچا
شما صحیحۃ قال لعبدہ انت حر قبل موتی بشہر ات حر قبل موتی بشہر ان کان الہ ذا قول الجمیع ولو لا یعیش الا شہرا او اکثر صح اور مدبر میں خدمت موصی
کے کہ وہ صحیح ہے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے ایک مہینہ بیمار میری موت سے پہلے پھر وہ مرگیا بعد ایک مہینے کے تو آزاد ہوگا اسکو کل مال سے اسلئے کہ
امام اعظم کے نزدیک اسکا مخرج اول مہینے سے متعلق ہوا جبکہ مولی تندرست تھا کذا فی الدر اور صحیحین میں آتا ہوا اور زیادہ کیا ہے کہ اسکے بیمار کی
اور اسکا بیچنا جائز ہے خواہ اس مرض سے متعلق ہو جسکا مرض کا قال ع ویکرہ للمریض ان یشتری شیئا غالیا بغبن فاحش او یبیع شیئا رخیصا بغبن فاحش لانہ
من فی ان شاء اللہ لو کفر بہ ان الاولی ان لا یقول ہکذا بل یقول انا ابیع ہذا بالثانی ان شاء اللہ فصحت بہ استثناء کہا ایک بیمار نے کہ آزاد ہے میرے
غلام کہ میری موت کے بعد انشاء اللہ تو یہ وصیت صحیح ہے اور اثلث مال سے آزاد کرنا لازم ہوگا اور اس قول پر کہ وہ آزاد ہو میری موت کے بعد انشاء اللہ
تو یہ وصیت صحیح نہ ہوگی اسواسطے کہ قول اول بصیغہ امر ہے اور استثنا امر میں بالطل ہے اور قول ثانی کا جواب تو یہ استثنا اور یہیں صحیح ہے **باب**

الاستیلاد

ھو لغۃ طلب الولد من زوجۃ او استیلاد جاریتہ وخصہ الفقہاء بالثانی یہ باب ہے استیلاد کے احکام میں استیلاد لغت
جو یہ ہیں عبارت ہو حواہش اولاد سے خواہ زوجہ سے ہو خواہ لونڈی سے اور فقہاء نے اسکو مخصوص کر لیا ہے ثانی کے یعنی ہبطلاق فقہ یہیں لونڈی سے
اولاد لینے کو استیلاد کہتے ہیں اذا ولدت ولو سقطا الا لامۃ ولد بہ من سیدہا ولو کاتبہ یستبرئ حال مرضیہ فحینئذ جب کہ لونڈی
اپنے مالک سے اگرچہ بچہ یا نام ہوا ہو اور گو کہ لونڈی مدبرہ ہو اور اگر ہو لونڈی نے مالک کا نطفہ اپنی شرمگاہ میں ڈال لیا ہو بشرطیکہ مالک نے حمل ضرور
ہیں جماع کیا ہو لیکن بعد انزال کے اور اگر اکرام اسکا نطفہ لونڈی نے داخل کر لیا ہو اور وہ حاملہ ہو گئی ہو اور اگر کاتبہ ہوا ہو تو بعد ادا کے مالک کا ہوگا اور
لونڈی ام ولد ہو جاوے گی کذا فی المنح عن المحیط باقرارہ لبنفی ان یتصل لاحتمال سبق ولدہ لعدم مرئیۃ لونڈی مدبر مالک کے اقرار ولد سے اور یہ
لاحق ہوا مالک کو کہ لوگوں کو گواہ کر دے کہ یہ لونڈی میرا لڑکا ہی ہے تاکہ وارث اسکو رد کر دے بعد موت مالک کے علامۃ بنا ہیں ولو احبلا کفولہ
حملہا او ما فی بطنہا منی کا مر ثبوت النسب وصار قضاء وما دیانۃ فیثبت بلا دعوۃ کاستیلاد معتوہ وعنین وہما یتہ
اگرچہ اقرار مالک کا لونڈی کے حاملہ ہونیکے وقت ہو بہ دلالت اسکے کہ وقت جماع یوں کہنا ہو کہ حمل اس لونڈی کا مجھسے ہوا ہو اور اسکو پیٹ میں رہ گیا ہو
ہے اور یہ یعنی ثبوت نسب ولد کا موقوف ہوتا ہے اقرار پر بنا بر حکم قاضی کے ہے اور دیانت میں یعنی فیما بینہ وبین اللہ تو نسب بدون اقرار کے بھی ثابت ہو
تو مالک کو نفی ولد کی کرنا جائز نہیں اگر لونڈی سے جماع کرنا ہو بشرطیکہ وہ کبیرہ ہو گو کہ نر مونہ کذا فی حاشیہ الدانی جیسے استیلاد مرد ہو ہیوش اور محبوب کا بلا دعوۃ
ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت بیانیہ لیسنے اگر مرد ہوش یا محبوب کی لونڈی اسکے تصرف میں ہوگی اور جنی گی تو وہ لڑکا ہوگا بلا اقرار اور اگر ہوش
کہ محبوب وغیرہ میں البیت دعوۃ کی تعیین او ولد من نکاح او ولد من زوج ولو فاسدا کوطی بشبہۃ فولدت فاکثر اقل الزمن ای ملکہا کلا
او بعضہا فعلی ام ولدہ من حین الملک یا جنی لونڈی اپنے زوج سے جسکے ساتھ اسکو مولی نے نکاح کر دیا تھا اگر یہ نکاح فاسد ہوا ہو مثلاً عدت وطی شبہ
کے بھروہ لونڈی جنی بھر اسکو اور اسکے زوج کو دے خرید کیا یعنی اسکا مالک ہوا خواہ سرح سے یا بہبہ سو کل کا مالک ہوا یا بعض کا تو یہ لونڈی
جو مولی سے اقرار سے جنی اسکو اور اسکا زوج مالک ہوا ام ولد ہو گئی ولا مالک ہونیکے وقت سے یعنی ابتداء حلوق سے کذا فی حاشیہ الطحطاوی قولہ
ملک ولدہا من غیرہ فلہ بیعہ لجہلہ ام ولد ہوا لونڈی کا ابتداء حمل مالک سے ہوا تو اگر ذرہ بھر شبہ ہو اس لونڈی کے ولد کا جو غیر کے نطفے
سے ہو مالک پر گرا تو اسکو ولد کے بیچ لینے کا اختیار ہے وذلک لو استولدہا بملک فاستحقت او اعتقت فولدہا فان التحقیق
ام الولد یتبعہا فی الحریۃ والرق والملک کالحر یۃ بخلاف المدبرۃ اور مدبرہ لونڈی کو ام ولد ہو گئی ہو بسبب ولد کے پیدا ہونے کے تو ولد لونڈی مدبرہ کا
ثابت ہوئی یا مرتدہ ہو کر واپس ہوئی ہو یا مکاتبہ ہو کر عاجز ہو گئی ہو اور اسکا مالک ہوا تو عتق ام ولد کا ہوگا اور وہ آزاد ہو جاویگی اسبب ولد کے پیدا ہونے کے جسکے

محارم کا مکرر ہوتا ہے تکرار ملک سے بخلاف مدبرہ کے کہ اگر مولی نے اوسکو آزاد کر دیا پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب مین گئی اور گرفتار ہو کر مملوک ہوئی مولی اکی تو
اب مدبرہ نہوگی ھ یہہ جو شارح نے کہا کہ عتق ام ولد کا مکرر ہوتا ہے تکرار ملک سے مراد عتق سے عتق مجازی ہو یعنی ام ولد ہونا اوسکا بشرائط ہوگا اور
عتق حقیقی مراد نہیں اسواسطے کہ ام ولد بعد مرنے مولی کے آزاد ہوتی ہے طحطاوی نے کہا شارح کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو جداگانہ ذکر کرتا اسلئے
کہ ارتباط اوسکا ماقبل سے مناسب نہیں کذا فی حاشیۃ الدرر والمستولدۃ کالمدبرۃ وقد مر ام ولد کا حکم مدبرہ کی مانند ہے چنانچہ اوسکا بیان ہوچکا
یعنی اوسکی بیع اور ہبہ اور رہن جائز نہیں الا فی ثلثۃ عشر مذکورۃ فی فروق الاشباہ والبیع الفاسد من البحر ام ولد مثل مدبرہ کے
ہے مگر تیرہ مسئلون مین فرق ہے جنکا ذکر اشباہ کی فروق کی بحث مین اور بحر الرائق باب بیع فاسد مین مصرح ہے اونمین سے آٹھ اور شارح نے چار صورتون کو ذکر کیا
منہا انہا تعتق بموتہ من کل مالہ والمدبرۃ من ثلثہ من غیر سعایۃ والمدبرۃ تسعی اون تیرہ مسئلون مین سے ایک یہہ ہے کہ ام ولد مولی
کی موت سے اوسکے تمام مال سے آزاد ہوتی ہے اور مدبرہ ثلث مال سے آزاد ہوتی ہے اور ام ولد بدون سعایت کے آزاد ہوتی ہے اور مدبرہ سعایت کرکے آزاد
ہوتی ہے ھ ام ولد بعد موت مولی کے کل مال سے آزاد ہو جاتی ہے اوسکی بیع جائز نہیں اور سعایت اوسپر لازم نہیں اگرچہ مولی قرضدار مرا ہو اور
یہی مذہب ہے جمہور صحابہ اور تابعین اور فقہاء معتبرین کا مگر بشر مریسی اور داؤد ظاہری جمہور کے مخالف اسمین قائل ہین سو لائق اعتماد کے نہین کذا
فی فتح القدیر ولو قضی بجواز بیعہا لم ینفذ اور اگر قاضی غیر حنفی ام ولد کی جواز بیع کا حکم کرے تو اوسکا حکم جاری نہوگا نزدیک محمد کے اور اسی
قول پر فتویٰ ہے کذا فی حاشیۃ الدرر عن الخانیۃ والظہیریۃ بل یتوقف علی قضاء قاض آخر امضاء وابطالا ذخیرۃ وینفذ فی المدبر کام
بلکہ یہ بیع کا حکم موقوف رہیگا دوسرے قاضی کے حکم پر جائز رکھنے مین اور باطل کرنے مین یعنی مجتہدین معتبرین کا اختلاف ہوتا تو قاضی کے حکم سے رفع
اختلاف ہو جاتا اور چونکہ یہہ حکم جمہور صحابہ اور فقہاء کے خلاف ہے لہذا قاضی کا حکم رافع اختلاف کا نہین ہوسکتا بلکہ دوسرے قاضی کی قضا پر موقوف
ہے تو اگر دوسرے قاضی غیر حنفی نے اول قاضی کے حکم کو جاری کر دیا تو اب بیع ام ولد کی نافذ ہوگی کیونکہ تیسیرہ ہوگی او اگر قاضی حنفی نے
اول کا حکم باطل کر دیا تو اب بالاتفاق اوسکی بیع باطل ہو جاویگی کذا فی الذخیرہ اور مدبرہ کی جواز بیع مین ایک ہی قاضی کا حکم نافذ ہوگا دوسرے قاضی کے
حکم پر موقوف نرہیگا اسواسطے کہ مدبرہ کے جواز بیع مین مجتہدین معتبرین باہم مختلف ہین چنانچہ امام شافعی جواز کے قائل ہین وان ولدت بعدہ
ولدا ثبت نسبہ بلا دعوۃ اذا لم یحرم علیہ بنحو نکاح او کتابۃ او وطی ابنہ او المولی امہا حتی لو ولدتہ لاکثر من ستۃ
اشہر لا یثبت الا بدعوۃ الا فی المزوجۃ فلا یثبت بل یعتق علیہ اور اگر ام ولد ایک ولد کے بعد دوسرا ولد جنی تو اوسکا نسب بدون
دعوی مولی کے ثابت ہو جاویگا بشرطیکہ ام ولد بعد ولد اول کے مولی پر حرام نہوگئی ہو کسی سبب سے جیسے دوسرے کے ساتھ نکاح کر دینے سے یا مکاتبہ
کر دینے سے یا ابن مولی کی وطی سے یا سبب وطی کرنے مولی کے ام ولد کی ماں سے تو اس وقت مین اگر ام ولد محرمہ چھ مہینے یا چھ مہینے سے زیادہ مدت مین جنی
تو اوسکے ولد کا نسب مولی سے ثابت نہوگا مگر دعوی نسب سے البتہ نسب ثابت ہوگا مگر ام ولد منکوحہ کے ولد کا نسب دعوے سے بھی نہ ثابت ہوگا اسلئے
کہ اوسکا ولد زوج سے ثابت النسب ہے بلکہ مولی کے دعوی کرنے سے وہ ولد اوسکا مولی پر آزاد ہو جاویگا بسبب مولی کے اقرار کے ولو لاقل من ستۃ
اشہر ثبت بلا دعوۃ وفسد النکاح لعدم الاستبراء کما قبلہ وقدمناہ فی نکاح الرقیق وثبوت النسب اور اگر ام ولد ولد ثانی کو
بعد عارض ہونے حرمت کے چھ مہینے سے کمتر مدت مین جنی تو اوسکے ولد کا نسب مولی سے بدون دعوی کا ثابت ہوگا اور صورت نکاح کر دینے کے اوسکا
نکاح فاسد ہو جاویگا اسواسطے کہ مستحب ہے استبراء کے لونڈی کے حق مین قبل نکاح کے یعنی مولی پر مستحب ہے کہ جب ام ولد کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرے تو قبل
تزویج کے ایک حیض سے استبراء کرا دے اگر نکاح کرے کذا فی البحر شارح کہتا ہے اور ہمنے استبراء کے استحباب کو غلام کے نکاح اور ثبوت نسب مین اول
بیان کر دیا ہے لکنہ ینتفی بنفیہ من غیر توقف علی لعان لان الفراش اربعۃ ضعیف للامۃ ومتوسط لام الولد وحکمہا
وقوی للمنکوحۃ فلا ینتفی الا باللعان واقوی للمعتدۃ فلا ینتفی اصلا لعدم اللعان حیث ام ولد کے ولد ثانی کا ثبوت نسب اسکے

ہو توقف نہیں لیکن اور کا نسب مولیٰ کی نفی کرنے سے ثابت ہو جاتا ہے بلا توقف کے لعان پر یعنی بدون لعان کے بھی نفی کر سکے نفی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ زنا ثابت ہوا اس سے کہ اور کا نسب اور پر موقوف نہیں اور اور کا نسب نفی نہیں ہو سکتا بدون لعان کے اور جو تنا فی قوی مستحقہ کا کہ اور کے ولد کا نسب کسی طرح نفی نہیں ہو سکتا سبب ہونے لعان کے اور لعان اس واسطے نہیں ہو سکتا کہ زوجیت قائم نہیں لقولہ تعالیٰ فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا الآیۃ فَاِنْ عَجَزَ نَفَقَ بِرَفْعِ ذٰلِکَ فَیُلَاعِنُ بِالْفَاءِ اَمِ الْوَلَدِ سے کہ زنا کا نسب نفی نہیں ہوتا ہے مولیٰ کی نفی سے اگرچہ حنفی مذہب کے سوا انور کسی مذہب کا قاضی بھی نفی نہ کرے سے نفی نہیں ہوتا وہ حکم کہ موجب نفی ہے برقرار ہو جاتا ہے کیونکہ ثابت نسب کا ابطال کے واسطے ہے جبکہ اس کا قاضی بھی نفی نہ کرے اور ی

ہوئے تو یہ باسعایت مفت آزاد ہو گئی اور اگر امِ ولد قبل سعایت کے مر گئی اور وہ کا ایک ٹکڑا تہائی سعایت کی حالت میں جبکی تو وہ اپنی باقی قیمت میں سعایت کرے گی بخلاف مکاتبہ کے کہ اگر وہ کا مولیٰ مر گیا تو وہ مفت آزاد ہو گئی بلکہ اوسکے وارثوں کو پہنچے سعایت کرے گی کذا فی حاشیۃ الدنی وکذا حکم المدبر فیسعی فی ثلثی قیمتہ اور یہ بیان ہے حکم مدبر کا یعنی اگر دنی اور سائس کا مدبر مسلمان ہو جاوے اور اوسکا مولے مسلمان ہوئے سے انکار کرتا ہو تو مدبر اپنی دو ثلث قیمت میں سعایت کرے گا یعنی جو خالص غلام کی قیمت ہو اوسکے دو ثلث میں سعایت کرے گا کذا فی حاشیۃ الدنی ولو اسلم فی الذی عرض علیہ الاسلام فحکمہ ذلک فیما لا امر بیعہ مختلطا من بدل الکتابۃ وغیرہ کما مر یعنی اگر ذمی کا خالص غلام مسلمان ہو گیا تو ذمی پر اسلام عرض کیا جاویگا اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو خوب بات ہے ورنہ وہ غلام جا کر بیچا جاویگا جیسے کہ سابق میں تمہارا اور اگر اوسنے اسلام سے انکار کیا تو غلام کے بیچنے کا حکم کیا جاویگا کہ مسلمان کا حکم ہے کہ اوسکا ہاتھ بے بیچا ہوا نہ رکھا جاوے اور ی

ذمی کا بیٹا ہو یعنی ذمیہ اور آزاد اور ذمی اور کتابی مقدم ہوں گے اور ذمی اور غلام اور مرتد اور مجوسی پر ہم کفر ہونے اور شرف ہونے یعنی اگر باپ اور بیٹا ایک لونڈی میں شریک ہوں اور لونڈی کے ولد کا دعوٰی مقدم ہوگا اور دعوٰی کرنے والے کا دعوٰی مقدم ہوگا اور اولٰی ہے پیشوا اور اسی طرح مسلم مقدم ہے ذمی پر اور آزاد مقدم ہے غلام پر اور ذمی مقدم ہے مرتد پر اور کتابی مقدم ہے مجوسی پر شارح نے تقدم ذمی کا مرتد پر بالاتفاق اور شرح مجمع کی عبارت سے نقل کیا لیکن بعینہٖ مخالف ہے دیلمی اور فتح القدیر کے دیلمی کی یہ عبارت ہے والمسلم اولٰی من الذمی اور فتح القدیر کی یہ عبارت ہے ثم کونہ اولٰی من الذمی ومرتد ضا لو لدہ لانہ اقرب الی الاسلام منتقی ابو سعود نے کہا کہ تقدم ذمی کا مرتد پر مستقیم نظر سے کذا فی حاشیہ الدرر اور فقیر کا یہ نسب ثابت ہوگا اور ولد اس کا وارث ہوگا اور دوسرے کا نسب بدون دعوٰی کے جمیع صور تو میں جو مذکور ہوئیں سوائے صورت ملک الاب مع الام کے کہ اس میں ثابت ہوتا ہے نسب ام ولد سے بواسطہ دعوٰی کے بشرطیکہ ام ولد کا دعوٰی کرے مولا کا ولد کا بلا دعوت اور موقوف ہیں ثابت النسب ہونا جب کہ ام ولد سے ہو حرام ہونے کی وجہ سے بخلاف صورت ملک الاب مع الام کے کہ اس میں ثابت ہوتا ہے نسب بلا دعوت کے بسبب حلال ہونے کے اور دعوٰی کرنے کی ام ولد کا بلا دعوت کے

ولد کے تو امام اعظم کے نزدیک مدعیوں سے اسکا ثابت ہونا اگرچہ وہ کفر ہوں اور ابو یوسفؒ کہتا کہ دو عیسوں سے زیادہ میں نسب ثابت ہوگا اور محمدؒ کے نزدیک تین سو زیادہ میں نسب ثابت ہوگا اور لفظ القدیر میں ہے کہ اگر ایک ولد میں دو عورتوں نے منازعت کیا تو امام اعظم کے نزدیک وہ اولاد کی ہوگا مساحب کے نزدیک بلکہ ایک عورت سو تحفہ ہوگا اور اگر ایک ولد میں دو مرد ہوں اور دو عورتوں نے منازعت کیا سو یہ ولد کسکا ہوگا یہ امر اس صورت سے اور عورت اسکی نصدیق کرتی ہے تو امام اعظم کے نزدیک وہ اولاد کا ہوگا اور دو عورتوں کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط دو مردوں کا ہوگا عورتوں کا کچھ نہ ہوگا کذا فی شرح الوقایہ وھذہ ہی الصورۃ لو ماتت احدھما وانقضت عدتھا تعتق بالاتفاق قلت فالعتق انما یتحقق والقیمۃ واقام الولد الرقیق بعضھا یتعین کلھا اتفاقا فتجب قیمۃ واحدۃ وھو الوارث من ہے کہ اگر ایک شریک مرگیا اپنے ولد کو آزاد کر دیا اور وہ زندگی میں کود بعنت بلا آزاد ہو جاویگی شارح کہتا ہو امام اعظم کے نزدیک عتق متحری نہیں ہوتا کہ خالص لونڈی میں تو عام ولد میں بلکہ تعلیق ام ولد کے آزاد ہونے سے کل آزاد ہوجاتی ہے باتفاق امام و صاحبین کے کذا فی المبسوط تو سکویا ہر کہنا چاہو کہ نزدیک فقط خالص لونڈی میں متحقق ہے اور ام ولد کے عدم تحری میں اتفاق ہے جاریۃ بین رجلین ولدت فادعاہ احدھما وضعھا الآخر وشرح الکلام منھما فالولد ابن الواطی لاستناد الملک الحاصل ایک لونڈی مشترک ہو دونو دردن میں سو دونو جنی تو ایک شریک نے اسکو ولد کا دعوی کیا اور دوسرا شریک نے ولد کو آزاد کر دیا اور یہ دونو کلام دونو سے ساتھی ہوا بہ نکلو تو کلام دعوی نسب کا اولی اور مقدم ہے بوجہ مستند ہونے کے بوقت طرق ولد کے کذا فی النہایہ یعنی دعوی نسب کا وقت طرق سے متعلق ہوگا بخلاف اعتاق کے کہ وہ بالفعل سے متعلق ہے تو گویا آزاد کرنیوالے نے غیر کے ولد کو آزاد کیا اور یہ صحیح نہیں کذا فی المحیط اذ علی ان لا مانع مکاتبہ وصدقتہ الکتابۃ لزیۃ النسب بتصادقھما کما یثبت ولد جاریۃ بالاجنبی اقام ولد ان مکاتبۃ والاشبہ قبول تصدیق المکاتبۃ کما صححہ غیر واحد کما یجیئی ہو کیا مرے نے اپنی مکاتب کی لونڈی کے ولد کا اور تصدیق کی مکاتب نے اسکی تو مولی کو نسب لڑکا لازم ہوگا دونو کے تصادق سے جیسا کہ نسب ثابت ہوتا ہو جاریہ بینی کے ولد کے دعوی سوا دو اجنبی کی تصدیق سے اور مولی اپنی مکاتبہ لونڈی کے ولد کا دعوی کرگیا تو ثبوت نسب میں مکاتبہ کی تصدیق مشروط نہیں چنانچہ کتاب المکاتب میں مذکور ہوگا وقیام الدار فی العقر فیہ للمولی یوم ولد ان والام ہوگا مولی کی دعوی پر مہر لونڈی کا اور نیت ولد کے پیدائش کے دن کی وسقط الحد عنہ للشبھۃ واسقاط ہوگا حد مولی سے بسبب شبہہ ملک کے ولو تصادقا ام ولد لعدم ملکہ تعد لونڈی مکاتب کی مولی کی ام ولد نہوگی اسواسطے کہ اسکی ملک نہیں ورثت لذا بہ المکاتب لو یثبت النسب لحق بہ علی الاصح بالعقد اور اگر مکاتب سے مولی کی تکذیب کی دعوی کہ ولد نہیں تو نسب ولد کا ثابت ہوگا اسواسطے کہ مولی نے اپنی ذات کو ازکار کیا تعرف بسبب عجزہ کہ بسبب عجز کے یعنی ظالم کو مکاتب کیا تو اب مکاتب کے کسب پر مولی کا تصرف کرنا جائز نہ رہا تو وہ ان تصدیق مکاتب کے دعوی مولی کا مسرح ضرر کو للدایۃ منہ جاریۃ خیبر او قال احتمال الولد ھا والولد لذی فصدقہ المولی ولا احتمال ولدہ؟ فالنسب لو یثبت فیہ کہ لونڈی ایک شخص کے نطفہ سے حبلی اور اسنے دعوی کیا کہ لونڈی کے سوائے ولد میرا پیدا ہوسکتا ہو اور تصدیق کی دعوی کی مولی نے احتمال میں اور تکذیب کی اسکی نسب میں تو ثابت ثابت ہوگا احتمال سے مراد احتمال بالقوہ ہے نہ احتمال بالملک اسواسطے کہ لونڈی کے احتمال میں بعد کے مذکور ہوگا کہ کذا فی ہدایۃ الحلبی قالت صدق فیھما جمیعا یثبت ولا لا قال قول البائع ولو صدیقا فی الولد لا یثبت اذ مع تصدیقہ فی الاحبال فلا احتمالیۃ کما لا یخفی دو اگر مولی نے تصدیق کی دعوی کی سب دونو امروں میں یعنی احتمال اور نسب میں تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونو امر کی یا ایک امر کی تصدیق نکی تو نسب ثابت نہوگا کذا فی الحاویہ والدرر اور یہ قول ہمارے کہ اگر مولی نے دعوی کی اور تصدیق کرتی تو نسب ثابت ہوتا ہو یعنی تصدیق ولد کے ساتھ تصدیق احتمال کی شرط ہو نسب کی نہ فقط تصدیق ولد کی تو کہ مخالف نہیں ہمارے اور غیر نہیں کلام میں چنانچہ امر مخفی نہیں اور اسکو سکسلہ مفرد من ہو تصدیق فی الاحتمال میں کذا فی النتح ولو ملکا او ملکہ یملکان بہ ای المولی لو مکاتبہ یوما من الدھر یثبت النسب تصہیر ولدہ اذ ملکا البقاء اقرارہ اذ اگر دعوی مالک ہر دو کا یا مالک ہوا اور سکو ولد کا کسی دن میں

تکذیب مولیٰ کی اگر یہ مالک لونڈی کا مدعی کا مکاتب ہو تو نسبت ثابت ہوگا، وصورت ملک ولد کے اور لونڈی اوسکی ام ولد ہوگی جب کہ اوسکا مالک ہوگا دعوائی رہنے اقرار مدعی کے ولو استولد جاریۃ احدا بعد الاول واعترافہ وقال طلقتہا ان فلا صداق لہا لشبہۃ ولا نسب ان یصدقہ فیہما اور اگر کسی شخص نے استیلاد کیا دو باپ کی لونڈی سوا بیٹے دار دا اپنی زوجہ کی لونڈی سے اور کہا اوسنے کہ بیٹی اور لونڈی کی علت اپنے واسطے گمان کی تھی تو اور سید ملازم نہ اوگی بسبب شبہ علت کے اور نسب ولد کا ثابت ہوگا شارح نے کہا مگر اور سوقت نسبت ثابت ہوگا جب کہ جاریہ کا مولیٰ دو نوامر میں اوسکی تصدیق کرے حکم فیہا کے مرجع میں محشی اور المختار کے مختلف میں شیخ عابد سندھی مدنی نے کہا کہ مرجع فیہا کا وہ صورتیں ہیں یعنے جاریہ اصول اور جاریہ زوجہ اور شیخ مشی وغیرہ نے کہا کہ مرجع اوسکا ظن علت اور تصدیق ولد ہو لیکن ہر صورت سب محشی اسپر متفق ہیں کہ شارح کی عبارت یعنی ولا ان یصدقہ فیہا جاہل محل نظر ہے اسواسطے کہ ظن علت کی تصدیق سے نسبت ثابت نہیں ہوتا اور اس عبارت کو صاحب منح الغفار میں مذکور نہیں کیا اور نہ جوا اور نہ زیلعی اور در میں جسکو شک ہو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کرے کوئی حاشیۃ الدنی واین ہلکہ یہ ماعتق حکیہ اور اگر مستولد الک لونڈی کا بعد مرگ اوسکی دن تو اوسپر آزاد ہو جاویگا بسبب باقی رہنے اقرار ولد یت کے وان ملک امہ ولا تصیر ام ولد لعدم ثبوت نسبہ کذا ذکرہ المصنف تبعا للزیلعی لکنہ نقل ہنا وفی نکاح الرقیق عن الدرر والکفایۃ انہ لو ملکہا بعد ذلک بینہ یوما ثابت النسب لیفعا علاوہ اقرار فتنبہ ہی اور اگر مستولد ولد کی یا مالک ہوگا تو وہ اوسکی ام ولد ہوگی اپنے ولد کے نسب کیساتھی ذکر کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں باتباع زیلعی لیکن مصنف نے یعنان اور باب نکاح الرقیق میں در اور کفایہ سے نقل کیا ہو کہ اگر نسب ولد کا معی ہوگئی کا کسیوں نہ مالک ہو مگر تکذیب ہو لے تو نسب ولد کا ثابت ہوگا بسبب باقی رہنے اقرار ولدیت کے سو اسکو غور کر حصر شارح نے الفاظ سے کلام مصنف سے متناقض ہونیکا اشارہ کیا کہ ثبوت نسب اور عدم ثبوت میں جمع متناقض ہے شیخ عابد محشی مدنی نے کہا کہ ظاہر کلام مصنف میں تناقض نہیں اسلئے کہ یہاں اور مسئلہ مذکور میں ایک یہ کہ مستولد نے جاریہ غیر کے رو میں کہا کہ موسیٰ اپنی جاریہ یعنی جلال کی بیٹی اور دوسرا مسئلہ یہ کہ جاریہ اصول میں ظن علت کا وہو کیا تو مصنف اپنی شرح منح الغفار میں در اور کفایہ سے ثبوت نسب کا بعد ملک کے پہلے مسئلہ میں ذکر کیا یعنے مسئلہ اوا دعای جلال میں نہ دوسرے مسئلہ میں اور عدم ثبوت نسب کا دوسرے مسئلہ میں ذکر کیا جو متناقض ثابت ہوا جمع الغفار میں فی الواقع ایسا ہی مذکور ہوا جیسا کہ محشی نے کہا واللہ اعلم تعرض للکفایۃ ذکر یا مسئلۃ قولہ ان ملک الولد عتق عن نفسہ یعنی ملک ولد کا ایک شخص نے کہ ایک لونڈی سوہ وہ جنی ہو پر زنا کی اوسکا مالک ہوا تو وہ ولد لونڈی اوسکی ام ولد ہوگی اور اگر وہ ولد کا مالک ہوگا تو وہ آزاد ہو جاویگا قولہ ام ولد ہوگی اس روایت سے زیلعی کے کلام کی تائید ثابت ہوئی و فی الاشباہ لو ملک احتہ لابیہ من الزنا عتقت ولو احتہ لابیہ لا اور اشباہ میں ہو کہ اگر کوئی اپنی ہادری یعنی کا وارث ہو جو زنا سے پیدا ہوئی تو وہ آزاد ہو جاویگی اسپر سطر کہ مالک اور مملوک ایک پیٹ سے پیدا ہوں اور اگر مالک نے اپنی سوتیلی بہن کو خریدا جو زنا سے تو وہ لونڈی ہوگی اسلئے کہ بھائی کا رشتہ ہوتا ہے باپ سے اور حالانکہ نسب ثابت کرنا زنا کی سو جاریہ اصول میں زنا سے ثابت ہوا اور آزاد ہوئی اور جو کہ زنا سے منقطع ہوتا ہے نسب اور اسکا ہوں ہوا کہ اسپر سطر کہ اسواسطے کہ ثابت ہوا کہ اگر اپنی عاتقہ الدنی عن الحرمی فروع مسائل بعضہم اذا وطی امۃ ولہ تصیر ام ولد وقیل لا تصیر الطحاوی وہو الاصح اور اگر کسی نے اپنی لونڈی کے ساتھ وطی کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ ام ولد ہوگئی اور جاتا رہا تو اوسکا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوا اور اگر اوسکا مالک کہ وہ ام ولد نہیں ہوا اور

كتاب الايمان

الاكراه ويقدم الاعتاق لشائبة كتاب الطلاق ثم الاعتاق لشائبة الطلاق ثم اليمين لمناسبة كتاب الايمان كل منهما بالتعليق ثم النذر لمناسبة كتاب الايمان بالله تعالى ثم الحدود لمناسبة النذر بالمعاصي ثم السرقة لمناسبة الحدود بالجنايات ثم الجهاد لمناسبة السرقة بالغصب ثم الاكراه لمناسبة الجهاد بالقتال ثم الحظر والاباحة لمناسبة الاكراه بالاضطرار ثم الكراهية لمناسبة الحظر بالحرمة ثم الاستحسان لمناسبة الكراهية بالقبح ثم الشهادات لمناسبة الاستحسان بالحسن ثم الرجوع عن الشهادات لمناسبة الشهادات بالرجوع ثم الدعوى لمناسبة الرجوع عن الشهادات بالرجوع عن الدعوى ثم الصلح لمناسبة الدعوى بالصلح ثم الاقرار لمناسبة الصلح بالاقرار ثم الوكالة لمناسبة الاقرار بالوكالة ثم الشركة لمناسبة الوكالة بالشركة ثم المضاربة لمناسبة الشركة بالمضاربة ثم الوديعة لمناسبة المضاربة بالوديعة ثم العارية لمناسبة الوديعة بالعارية ثم الهبة لمناسبة العارية بالهبة ثم اللقطة لمناسبة الهبة باللقطة ثم اللقيط لمناسبة اللقطة باللقيط ثم المفقود لمناسبة اللقيط بالمفقود ثم الآبق لمناسبة المفقود بالآبق ثم المداينات لمناسبة الآبق بالمداينات ثم الحجر لمناسبة المداينات بالحجر ثم الغصب لمناسبة الحجر بالغصب ثم الشفعة لمناسبة الغصب بالشفعة ثم القسمة لمناسبة الشفعة بالقسمة ثم الاضحية لمناسبة القسمة بالاضحية ثم الذبائح لمناسبة الاضحية بالذبائح ثم الكراهية لمناسبة الذبائح بالكراهية ثم الاستحسان لمناسبة الكراهية بالاستحسان ثم الخنثى لمناسبة الاستحسان بالخنثى ثم المفقود لمناسبة الخنثى بالمفقود ثم الشهادات لمناسبة المفقود بالشهادات

بطور عادت عرب کے اپنے محاورات اور محاورات میں جاری تھی چنانچہ یوں کہنا عرب کا کہ تیرے باپ کی قسم اور تیری حیات کی قسم اور تیرے سر کی قسم کہ ذکر کا لیعینی یعنی صنعتہ وہ قسم جو بصیغہ امر ہو جیسا کہ قصد عرضا اپنی گفتگو میں کہتے ہیں قصد قرنا کو اور علف البعیر الصیف قصد مضاف متعلق ہو بطور وقوع کے کو قسم کا بیر اگر اس وجہ پر کہا کہ اذا وجب بحرکا کذا فی الصحاح **الجلیل القدیر** میں ہے کہ حلف بغیر الصیغۃ مانند طلاق اور قسم کے حلف کے بعضوں کے نزدیک کرہ ہو بسبب اس حدیث صحیح کے جو قسم کھانے والے کو قسم اسی کی کھانا دعوا اور اکثر علماء کے نزدیک کرہ نہیں اور محل حدیث مذکور کا یہ ہو کہ حلف بحرف قسم کے ہو سوا توحید کے دھی ای الیمین **با اللہ** لعلم تقصوا **التعوذ** ھو اللغو فی خبر لم یقصد انھما الطلاق و نحی **حلیفی فلیحفظ** اور وہ یعنی یمین باللہ غموس ہوتی ہے قسم میں یمین باللہ کی قسم اسماء ظن لگائی کہ قسم غموس ہو کا حکم یمین باللہ کے سوا یمین منصوص نہیں، اسم ہٹکر کہ تعلیق طلاق اور عتاق اور نذر کا امر موجود فرق نہیں ہوتا ہے اسی لئے ہمیں کہتے ہیں کہ قسم میں اور یمین سوا یمین باللہ طلاق وغیرہ واقع ہو گی کذا ذکرہ والعینی اور نہ کہنا چاہیے کہ غموس اور لغو فقط یمین باللہ میں منحصر ہے تعلیق میں ولا یرد ذکر ھو علیہ دون ذکر لانہ کنایۃ عن الیمین **با اللہ** وان لم یقصل و حینئذ الکنایۃ بدا قم اور اعتراض مذکور وارد ہو گا مانند اس قول کے کہ وہ یہودی ہے اگر اسم ہٹکر کہ یہ کنایہ ہے یمین باللہ سے اگر یہ قائل کا وہ کنایہ کی حقیقت کہ ذاتی المبالغ یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم نے غموس اور لغو کو یمین باللہ میں منحصر کیا حالانکہ یوں کہنا اور فعل کا جس کو کہ چاہا کہ اور اس کو ایسا کیا ہو تو وہ یہودی ہے اور النصرانی تو جیہ غموس ہے! وجہ کہ یمین باللہ میں اور کہا جواب یہ ہے کہ یہ قول بھی واقع ہیں یمین باللہ سے بطریق کنایہ وہ کنایہ کی حقیقت کہ بطور منصور حالف کا اس قول سے باز رہنا ہو شرط سوا اور نہ مستلزم ہو حرمت کی تھی کہ اور وہ مستلزم ہو حرمت عن الکفر باللہ کو اور وہ تلازم سے منتفی ہو تلازم کا اگر کوئی اور کہے یوں کہا کہ بخدا اور ظلیم میں نے ایسا نہیں کیا والسلم کذا فی ھامشہ **الجلیلی** **غموس** **فسمیت** فی **بالغموس** **فالغموس** **الفاجرۃ** **طلقا** **لکن** **الغموس** **الکاذبۃ** **متفاوتۃ** فی نفس الامر کی ہوئی قسم کہ غموس اسم ہٹکر کہا کہ وہ دنیا میں گناہ کے اندر ڈوبی ہو پھر آخرت میں دوزخ کے اندر اور ڈوبی قسم کہ بڑا گناہ ہے بطور ہے خواہ ہوئی قسم کہا کہ مسلمان کا مال حق لے! لیکن گناہ کبیرہ کا ہوں کا متفاوت ہے کہ ذنی القسم **دلیل** اطلاق یہ کہ بعضے غموس کی صحیح بخاری کی حدیث شریف سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبائر اشراک باللہ اور عقوق والدین اور قتل نفس اور یمین غموس ہے کذا فی القرا اور صحیح ابن حبان میں ابو امامہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہوئی قسم کھا کر مسلمان کا مال کھائے تو وہی نصاری ہے گا اور وہ زمرہ اس کا ذُرا ایگا کذا فی فتح القدیر **ان حلف** علی **الماضی** **عمدا** او **غیر** فعلی **او ترک** فی **الماضی** **عمدا** او **غیر** فعلی **او ترک** فی **الحال** **یمینا** **غموسا** ہو اگر قسم کھائی جھوٹ پر قصداً اگرچہ وہ چیز فعل ماضی کی ہو چنانچہ یوں کہنا کہ واللہ وہ چیز ہے **الفصل** شرح وقایہ میں واللہ اعلم **تحریر** کہ ان کا لفظ مقتضا کیا ہو کہ غموس ہو بمنعقدہ میں مثل اس شارح نے لفظ الآن کا زیادہ کر کے اس پر دلیل کر دی کیا اسم ہٹکر کہ غموس میں فعل ماضی مذا شرط تعلیق نہیں چنانچہ کسی تعریف سے آتا ہے فی **ماض** **کواللہ** **ما** فعلت کذا **ما** فعلہ کذا **ما** الله **علی** الم **ما** **علی** **الباطل** **فلو** **واللہ** انہ **بار** **کاذبا** **فانہ** **غموس** یعنی غموس میں فعل اور ماضی کی اتفاقی ہو! اکثری نہ قید اختیاری چنانچہ شرح ہدایہ وغیرہا میں صریح ہو کہ ذکر فعل اور ماضی کا شرط نہیں لہذا مستقبل و حاضر شارحین میں اس کی طرف اشارہ کیا کذا فی منح الغفار و **یا** **کرکیا** **قتلنی** **الدیۃ** اور کہنا کہ ہمارا مسلمان میں غموس ہے تو اس پر قسم لازم ہے کفارہ اور یہی مذہب ہے امام اعظم اور احمد بن حنبل کا و **ثانیہا** **لغو** **الا** **مثلث** **طلاقی** **وعتاقی** **ونذری** **شیئا** **فیقع** **الطلاق** **علی** **خلاف** **الظن** **اذا** **تبین** **خلافہ** و **قال** **اشتہر** **من** **الشافعیۃ** **خلافہ** اور دوسری قسم یمین کی لغو ہوا اور اس میں تین قسمیں ہیں طلاق اور عتاق اور نذر میں کہ انی الاشیاء لو طلاق واقع ہو گی گمان غالب پر جب ظاہر ہو بتاویح مخالفت ظن غالب کی اور شافعیوں سے اسکا خلاف مشہور ہے **ان** **حلف** **کاذبا** **علیہ** **صادقا** فی **ماض** او **حال** **فالمذاہب** **فی** **ذلک** **الغموس** و اللغو **تعمل** **الکفارۃ** یعنی اگر قسم کھائی جھوٹی قسم کہ اس کو گمان ہے کہ میں سچ ہوں کہ زمان ماضی کی قسم کھائی ہو! حال کی تو فرق و نسیان غموس اور لغو کے فقط نقد کذب کا ہو اگر عمداً کذب پر قسم کھائی تو غموس ہو اور نسیان تو لغو

ھم صاحب کنز نے جو تعریف یمین فعل ماضی کی قید لگائی ہو سو اتفاقی ہے چنانچہ بالجملہ یمین میں معتبر ہو کہ لغو ماضی اور حال و رفت ہوتا ہو کذا فی الفتح وامثال المستقبل فالمنعقد اور جو قسم کہ زمان مستقبل میں ہوئی ہو وہ یمین منعقدہ ہے ھم طلبی نے کہا کہ اس قول سے ثابت ہوتا ہو کہ یمین وہاں ہو کہ مستقبل میں گا منعقدہ ہو حالانکہ گاہو مستقبل میں محسوس بھی ہوتا ہے حالانکہ اس کو یمین لغو نہیں کہتے ہیں جواب یہ ہو کہ المنعقد ہو فی المستقبل ومنعقد ہے الشافعی وھما یحیثُ قال اللسان بلا قصد یمین مثل لا واللہ وبلی واللہ ولو آیت اور امام شافعی نے لغو کو منعقد کیا ہو اس قسم پر جو لوگوں کی زبان پر بلا قصد جاری ہوتی ہے چنانچہ یوں کہنا والد و ولی والد اگرچہ زمان مستقبل کی قسم کھا دی بلا قصد بھی لغو ہو تو رخت خلاف معنی امام شافعی اس قسم میں ظاہر ہو تا ہو جو زمان مستقبل میں بلا قصد کھائی جاتی ہو شافعی کے نزدیک وہ یمین نہیں بلکہ منعقدہ ہو اور ہمارے نزدیک کفارہ لازم ہو اور امام شافعی کے نزدیک وہ یمین ہو اور ہمارے نزدیک کفارہ نہیں کہا فی الفتح فلذا قال وفی یمین حنفی لغواً واثماً وکفارۃ ناقیاً اور جو کہ لغو کا تفسیر شافعی اور حنفی میں مختلف ہے لہذا مصنف کہا کہ یمین لغو میں ہمیشہ ہو حنفی کی بنا پر نکہ اس کے حق معصیت حرام نہیں لہذا ھم شارح نے یوں نقل عقد کیا یعنی عدم حنث لغو کا قرآن میں منصوص ہے مصنف نے مفسر کو بطور تعلیق رہا کیوں بیان کیا وکما للہ حلّ یمانکم ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم فی حال قیامہ اور لغو کے حکم کی تہمہ ہو ماضی کی جو قسم کھانا جاننے پر ہو کہ اس دین الہی کا مخالف ہو تو اس وقت قیام کے وقت وتالیفاً مستقبلاً وھی حلف علی مستقبل آت یمکنہ فیہ فعلہ والمراد بالامکان التمکن من الفعل میں اور تیسری قسم یمین کی منعقدہ کہ وہ قسم کھانا اور مستقبل آئندہ پر جو حالت کہ ممکن ہو تو ہمت اس یمین کے کہ وہ ایسا ہو اور وہ اسناقات نہ نکلے کا یہ محسوس میں داخل ہے کہ خارج از امکان نشر ہو فعلاً فی المستقبل فالکفارۃ بالآیۃ واحفظوا ایمانکم لا یمین مؤقتۃ فلا حنث بمضی الوقت قبل الفعل والمستقبل فقط اور یہی قسم یمین منعقدہ ہے کفارہ ہو بدلیل آیت اللہ کہ محافظت کرو اپنی قسموں کو اور منصور نہیں محافظت کو مستقبل میں فقط اس صورت کے ماضی موجود نہیں اور حال کو قیام نہیں (عند الشافعی) یکفر فی الفور ایضاً اور امام شافعی کے نزدیک یمین محسوس میں بھی کفارہ ہو وہ اس حدیث یمین منعقدہ میں کفارہ ہو اگر قسم کرو قولہ اعطی الکفارۃ قولہ اخر وان لم توجد منہ التوبۃ حنثاً معنیً ای مع الکفارۃ مثل لیبہ اور وہ یعنی کفارہ اور ساتھ اس کا حنث کر اگرچہ حانث کر کفارہ کے ساتھ توبہ پائی جاوے کذا فی السراجیہ ولو الحالف کلما قال واللہ لا اکلمہ الیوم ثم کلما کلمہ بعد ساعۃ فی کل مرۃ یحنث ولا کفارۃ علیہ لان الیمین الثانیۃ انعقدت علی الیمین الاولی فلا تنعقد علی الحنث اگر یہ قسم کہا جو ہر بار کہا ہر ساعت میں اس سے کلام کرے گا ہر مرتبہ حنث ہو گا اور کفارہ نہ ہو گا کذا فی الفتح اور اگر کہا ہر ساعت میں کلام کرے گا ہر مرتبہ حنث ہو گا اور کفارہ ایک

اور بسیار ہم حانث ہوگا اگر ملک کے حوالہ ہو شی یا جنون میں کر ہو تو کفارہ واجب نہیں کیونکہ یمین نہوا والقسم اما تعالیٰ او بوجہ الھاء
او نصبھا او جحدھا کما یستعمل الا اراک ھٰذا واسیر اللہ لاخلفن القضاۃ وکذا باسم اللہ عند ص برجہ فی الدین بخلاف بلی بکسر
اللام اذا کسر الھاء وقصد الیمین اور نہ ثبات اور صحیح ہوتی ہے اللہ کے لفظ سوا اگر چہ صفت اخیر کو پیش یا زبر دیا ہو یا اسکو حذف کر دیا ہو چنانچہ
حذف تو کرنا نہیں مستعمل ہے اور بسیار ہم واسم اللہ یعنی قسم ہم اللہ کی چنانچہ زوام عرب کے بضاری کی عادت ہے اور بسیار ہم باسم اللہ امام محمد کے نزدیک
یعنی قسم ہے اللہ کی نام کی اور جیسا کہ ترجیح دی ہے ابو الائمہ حلوانی نے کلمات یلہ کہ یمین نہیں گو جب کہ زید یا عمرو یمین کا قصد کرے تو ہو جاوے
یمین ثابت ہوگی ہم تشبیہ دے کسر لام جلالہ و حذف الف (یعنی باسم اللہ) کو کسرہ دیا اور الف کو حذف کیا پھر ہو گیا چنانچہ اکثر لوگوں میں
مستعمل ہے اور فتح لام کا حکم شارح نے مذکور کیا کذا فی الطحطاوی اور فارسی اور اردو زبان میں باسم اللہ بفتح لام و حذف الف بھی مستعمل ہے اور باسم
اشتر میں اسکا مثل ہے ولو مشترکا یتعرف الحلف ۱۲ اور کا علی المذھب یمین ثابت ہو سوائے اللہ کے کسی اور نام سے منجملہ اسمائے الٰہی کے اگر چہ
وہ اسم مشترک ہو اللہ اور غیر اللہ میں اور عام ہے قسم کھانا مرد ہو یا غیر ہر صورت قسم صحیح ہوگی بنا بر ظاہر مذہب کے اور قول غیر صحیح ہے کہ حق تعالیٰ
کے اسم خاص سے یمین ہوتی ہے جیسے اللہ اور جن سے اور اسم مشترک ہے یمین نہیں چنانچہ علیم اور علیم سے کذا فی الفتح والدالجیر عن الکافی کالرحمٰن
والرحیم والحلیم والعلیم ومالک یوم الدین والطالب الغالب اسما الٰہی کی مثال چنانچہ رحمٰن اور رحیم اور علیم اور حلیم اور مالک یوم الدین
اور طالب غالب ہم طالب غالب سے قسم کھانا اہل بغداد سے متعارف ہے کذا فی العالمگیریہ عن المحیط والحق فیہ عرفا لا شمولہ کالاسبیتی اور چنانچہ
فتح القدیر میں علام ہو مشترک چنانچہ پہلے ذکر آ چکا ہم اگر دین کے بجز اللہ افعل کو بھی یمین ہے کذا فی فتاوی قاضی خان اور کہے وحق اللہ
لا افعل تو یہ امام اعظم اور محمد کے نزدیک یمین نہیں کذا فی الخلاصۃ وفی المجتبیٰ لو نوی بغیر اللہ خیر الیمین دیانۃ اور محیط میں ہے اگر اسم اللہ لفظ اللہ
یعنی رحیم اور علیم اور حق سے غیر یمین کی نیت کرے تو بنا بر اعتبار دیانت کے اور کی تصدیق کیجاوے گی و بنا بر قضا کے اور یصفۃ یحلف بھا عرفا من
صفاتہ تعالیٰ صفۃ ذات لا یقصد بھا غیر اللہ وجلالہ وکبریاءہ وملکوتہ وجبروتہ وعظمتہ وقدرتہ اور صفۃ
فعل یصح بھا ویصح بھا کالقصب والرضا فان الایمان مبنیۃ علی العرف فما تعورف الحلف بہ فیمین ورما لا فلا اور یمین ثابت
ہوتی ہے منجملہ صفات الٰہی کے اوس صفت کی قسم کھانے سے جس صفت سے قسم کھانی بانا عرف ہو خواہ وہ صفت ذات کی ہو صفت ذات سمجھا جاوے
ہے کہ اوسکی مدد سے حق تعالیٰ نہ موصوف ہوتا ہو جیسے اللہ کی عزت اور جلال اوسکا اور کبریا اوسکی اور ملکوت اوسکا اور جبروت اوسکا اور عظمت
اور قدرت اوسکی یا صفت فعل کی ہو صفت فعل سے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ اوس صفت اور اوسکی مدد سے دونو سے موصوف ہوتا ہو چنانچہ
غضب اور رضا صفات ہیں باعتبار مفسرہ کا اسوسطے ہوا کہ قسم کی بنا عرف پر ہو قسم کی صفت سو قسم کھانا مروج ہوگا تو یمین ہوگی اور جس صفت
سے قسم رائج نہیں وہ یمین نہیں ہم صفت عبارت ہوا اوس اسم سے جو ذات کو متضمن ہو اور ذات پر محمول ہو لا باشتقاق چنانچہ عزت اور قدرت
اور منع اور عطا اسوسطے کہ حق تعالیٰ کو عزیز کہتے ہیں نہ عزت اور قدیر کہتے ہیں نہ قدرت سو صفت دو قسم ہے صفت ذات اور صفت فعل صفات
ذاتیہ عبارت ہیں اون صفات سے کہ جنکی مدد سے حق تعالیٰ موصوف ہو چنانچہ عزت اور قدرت کی موصوف ہونے ذلت اور عجز کر اور صفات
فعلیہ عبارت ہیں اون صفات سے جن سے حق تعالیٰ موصوف ہو اور اون کے امداد سے بھی چنانچہ رضا اور غضب اور رحمت اور مسخط اور
منع اور عطا اسوسطے کہ حق تعالیٰ نافع بھی ہے اور مسخط بھی لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولا یشکل
ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا واما الحلف بکلام اللہ فیدور مع العرف وقال العینی وعندی ان المصحف
یمین لا سیما فی زماننا وعند الثلثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین وزاد احمد والنبی ایضا قسم کھانا کسی اور غیر اللہ
تعالیٰ کی جیسے نبی اور قرآن اور کعبہ کی اسوسطے کہ حدیث صحیح متفق علیہ میں وارد ہے کہ قسم کھاوے تو اللہ کی قسم کھاوے یا سکوت کرے کما ہو کمال اللہ

نے فہم التدبر یں اور حقیقی معنی نہیں سمجھ سکتا تو قسم قرآن کی جھوٹی ہو گی اور قسم کھانا کلام اللہ کا سوء ادبی کا ہوا اور یہ کلام صرف یہ یعنی اگر وہ جو قسم کھائے کہ میں نہیں جانتا یہ معنی نہیں ہے کہ اور سے نزدیک معنی یہی ہے قصد یہ جاتا ہے تو ایسی قسم جھوٹی قسم نہیں ہے اور جو ہیں کہ ذی الحجہ ہی اور سیون تو یہی ہے

اور بدون مطلق کے یعنے واللہ الرحمن ایک یمین ہے وفیہ معنی ما فی الفقہ قال الرازی احلف علی من قال بحیوتی وحیوتہ وحیوۃ رأسک انہ یلزمہ ان اعتقد وجوب البر فیہ بکفر لو لا ان العامۃ یقولونہ ولا یعلمون انہ شرک وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ لان احلف بالله کاذبا احب الی من ان احلف بغیرہ صادقا اور جو اوپر تین قسم الذہبیہ سے منقول ہو کہ کاھل رازمی نے کہ میں قسم کھاتا ہوں اس شخص کی کہ ا قسم ہے مجکو اپنی زندگی کی اور قسم ہے تیری زندگی کی اور قسم ہے تیرے سر کی زندگی کی اگر وہ یہ قسم کھا کر وہ جانتا ہے کہ واجب ہے یعنی اس قسم کا پورا کرنا اور نہ توڑنا ضرور سمجھے تو وہ کافر ہو جاویگا اور اگر عوام علی الرسم یہ کہتی ہوئی نادانستگی سے تو میں کہتا ہوں یہ عامی شرک ہے اور عبد الرحمن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں جھوٹی قسم کھاؤں اللہ کی تیرے نزدیک پسندیدہ تر ہے اسے کہ غیر خدا کی سچی قسم کھاؤں یعنی اللہ کی غلط جھوٹی قسم میں گناہ ہے اور غیر خدا کی قسم میں اگرچہ سچی ہو موقوف ہے کفر کا ولا یقسم بصفۃ لم یرد الشرع بالحلف بہا من صفاتہ تعالی کرحمتہ وعلمہ وعزتہ وقدرتہ وعظمتہ وکبریائہ وعظمتہ وسخطہ وعذابہ ولعنتہ وشرفہ وبہائہ ودینہ وحق وجہہ وصفتہ وسبحان اللہ وخلق اللہ لعدم العرف اور قسم کھانی صفات الٰہی سے اوس صفت کی کسی قسم کھانے کا رواج نہیں جیسے خدا کی رحمت اور علم اور کلام اور رضا اور کرسی اور غضب اور قہر اور عذاب اور کلمات اور لعنت اور کرسی اور شرافت اور دین اور حق اور صفت اور کرسی اور سبحان اللہ اور خلق اللہ کے یعنی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کذا فی العالمگیریہ عن التراجم ان الفاظ سے قسم جائز نہیں ہے مثلاً رب العرش اور سموات اور ارض اور شمس اور قمر اور حق رسول اور حق ایمان اور حق قرآن اور حق صوم اور صلوۃ اور سبحان نفس صلوۃ اور صوم اور حج کی قسم سے نہیں ہوتی کذا فی العالمگیریۃ والقسم ایضا بقولہ لعمر اللہ وایم اللہ وایمن اللہ وعہد اللہ وعقد اللہ وعہدی وعقدی وبیمین اللہ ووجہ اللہ وسلطان اللہ ان نوی قدرتہ ومیثاقہ وذمتہ اور قسم ثابت ہوتی ہے حالف کی اس قول سے لعمر اللہ یعنی قسم ہے بقا اور دوام اللہ کی اور ایم اللہ یعنی قسم خدا کی اور عہد اللہ اور وجہ اللہ یعنی ذات خدا اور سلطان اللہ سے یمین ہوتی ہے اگر لفظ سلطان سے قدرت خدا کی نیت کرے اور میثاق اور ذمہ الٰہی سے قسم ہوتی ہے ھم عمر اللہ بفتح العین یمین ہے اور بضم عین بقا ہے لیکن قسم میں مستعمل نہیں کذا فی الفوائض والقسم ایضا بقولہ اقسم واحلف واعزم واشہد بلفظ المضارع دلالۃ الماضی بالاولی کاقسمت وحلفت وعزمت والیت وشہدت وان لم یقل للہ اذا اعتقد بشرط وان قال اقسم واحلف واعزم اور اشہد اور اعزم اور اقسم بلفظ مضارع اور کسیطرح بلفظ ماضی بطریق اولی جیسا کہ قسمت اور حلفت اور عزمت اور الیت اور شہدت سو اگر چہ لفظ اللہ کا نہ بولے یعنی اگر چہ یوں نہ کہے کہ قسم باللہ اور شہد باللہ تو بھی یمین ہے بشرطیکہ معلق کرے ان الفاظ کو شرط پر یعنی یوں کہے کہ قسم لافعلن کذا یعنی قسم کھاتا ہوں کہ ضرور ایسا کروں گا اور اگر بلا شرط یوں کہیگا کہ قسم کھاتا ہوں یا میں قسم کہتا ہوں تو یمین نہ ہوگی یہ حکم نہایہ اور درایہ میں ہے کہ بلا تعلیق شرط کفارہ لازم ہے سراخلاصہ سے کذا فی فتح القدیر وعلی نذر فان نوی نذرا فنذر وقربۃ لزمتہ واللا لزمتہ الکفارۃ وسیستہ یضح اور اس قول میں کہ علی نذر یعنے مجھپر نذر ہے تو اگر لفظ نذر سے عبادت کا ارادہ کیا یعنی صوم یا صلوۃ یا حج کا تو وہ عبادت کرنا اوسپر لازم ہوگا اور اگر لفظ نذر سے عبادت کا ارادہ نہ کیا تو نہیں یہ قول یمین ہے کفارہ لازم آویگا بلاحاجت بھی اور یہ مسئلہ آگے واضح ہوگا ھم جب یوں کہیگا کہ علی نذر لا افعلن کذا تو یہ یمین ہے اور اگر مخلوف علیہ کذا نہ کرے گا تو کہ نوشتہ ثابت ہوگی کذا فی الہندیہ وعلی یمین او عہد او ان لم یقیدہ بان اللہ اذا علقہ بشرط فحنث لزمہ الکفارۃ اور یمین ثابت ہوتی ہے اس قول سے کہ میرے یمین اور عہد لازم ہے کہ یمین فلانا کام کروں گا اگر عہد اور میثاق خدا کی طرف نسبت نہ کرے یعنی اگرچہ یوں نہ کہے کہ مجھپر خدا کا عہد لازم ہے تو بھی یمین ہے بشرطیکہ تعلیق بشرط کرے کذا فی الجنیبی والقسم بہا بقولہ ان فعل کذا فھو یہودی او نصرانی او فاسق او فاجر او بالبراءۃ او شرک بالله او کافر او یکفر بجنیۃ او فی المستقبل اما الماضی حالما یعلم انہ فیہ فمکر ہ استخفاف کبیرۃ ولا خوف ان الحالف لا یقصد سوء الخلق بما ض او آت ان کان عندہ فی اعتقادہ

انه يكفر وان كان جاهلا وعنه انه يكفر في الحلف بالفرس وبما اشبه الخ في المستقبل يكفر برضاه بالكفر خلافا للكافر فالصبر مسئلا بالتعليق كانه ترك كما يسقط المصنعة في قتاده اه اور تسمیہ ہوتی ہے اس لئے کہ اگر ایسا کام کرے تو وہ دیوبند یا نصرانی ہے یا ایسا کہ اسے تو ترسا اور کسی نصرانی یہودی کی گواہی دیوبند یا شخص شرک سے کافر دین کا یا وہ شخص کافر ہے تو اس قول سے اوپر کفار ہوگا قسم قرآن سے اگر زمان مستقبل کی قسم ہو اور زمان ماضی کی قسم خلاف شرط جان کر تو یہ بین محسوس ہے اور اسکے کفر میں اختلاف ہوا اور یہ قسم تو قول صحیح سے کفر نہیں کما مر الوا اس قسم میں کافر نہیں ہوا خواہ اور اسے تعلیق ماضی کی کی مرجوانہ استقبال کی فیشر طلیکہ اسکے نزدیک یعنی اسکے اعتقاد میں یہ دین ترسا قول بین ہو کفر اسلام کو اسنے اوس قول سے تمام کا ارادہ کیا کہ کفر کا اور اگر ایسی قسم کھائے الا جاہل ہے اور اسکے اعتقاد میں یہ ہے کہ عوض قسم کھانے سے اور شرط کرنے سے مستقبل میں کافر ہو جانا ہے تو اسی اور مستقبل دونوں میں کافر ہو جاوے جاہل بسبب رضامندی کے کفر کے ہے کہ رضا بالکفر کفر ہے بخلاف کافر کے کہ وہ ایسی قسم سے مسلمان نہیں ہوتا یعنی اگر یوں کہے کہ اگر وہ زید سے بولے تو وہ مسلمان ہے تو زید کے بولنے سے وہ مسلمان نہ گا جاہل مسلمان تعلیق کفر سے کافر ہوتا ہے اسواسطے کہ کفر عبارت سے ترک ایمان سے ہوا اور کسی تعلیق شرط سے صحیح ہو گی کذا فی حاشیہ الحلبی حاصل یہ اس مسئلہ کو مسئلہ منذر و جاہلیان کہا ہے اپنے فتاوی میں دیکھا فی النہر ومنہم الفقاد وصل یکفر بقولہ ان یعلم او سیعلم انہ فعل کذا ولم یفعل لانہ کاذبا قال الراھد الاکثر نحو وقال الشیخ الامام لا یکفر لانہ قصد توبیخ الکاذب بذکر الکفر وکذا لو وطئ المصحف قالوا ذلک لانہ لم یقصد بہ الا اھانۃ المصحف بحسبہ وکما کا فرہوتا ہے اس قول سے کہ اگر ایسا کہے یا یوں کہا کہ جانتا ہے اللہ کہ اسنے ایسا کیا مثلا صبح کی نماز نہ پڑھی اور حالانکہ اسنے یہ نہیں کیا یعنی نماز نہیں پڑھی اسنے جھوٹی قسم کھائی زجاجہ نے کہا اکثر علماء نے کہا کہ ان دو اس قول سے کافر ہو گیا اور شیخ نے کہا کہ اسم یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا اسواسطے کہ اسنے قسم سے توبیخ کرنے اور تصدیق کذب کا ارادہ کیا۔ کہ کفر کا اور سیطرح اگر کسی نے مصحف کو روندا یعنی قول کہتے ہوئے کا وہ کفر اسواسطے ہے کہ یہ فعل اوسکا توہین کرنے سے ہے نہ اسواسطے کہ مصحف کی اہانت کرنا قصد تھا فی الخانیہ ہم اگر یہ کہ کفر نہیں لیکن سخت گناہ ہے اسی کو ترسا کہا ہے کذا فی حاشیہ الحلبی وفیہ اشہد اللہ کما افعل یستغفر اللہ کما افعل ولکنا اشہد واشہد ملائکتک لانعدام الدرف اور یہ جسے یہ ہے کہ اس قول میں کہ گواہ کرتا ہوں اللہ کو کہ ایسا کرتا ہوں استغفار اور توبہ کرتا چاہئے اور کفارہ اسمیں نہیں اور سیطرح یوں کہنا کہ یا اللہ میں گواہ کرتا ہوں تجھکو اور تیرے فرشتوں کو کہ ایسا کرتا ہوں کا بھی یہی حکم ہے نہیں ہے ہم عرف وفی الذخیرۃ ان فعلت کذا فلا للہ فی النار یکون یمینا ولا یکفر وزخیرہ میں ہے کہ ایسے قول یعنی اگر میں ایسا کروں تو آسمان میں میرا دین نہیں ہوگا اور اسکا قائل کا فر ہو گا وفی انا بری من الشفاعۃ فلیس بیمین لانہ منکر فاشبہ الدعاء کا فی اور اس قول میں کہ میں بری ہوں شفاعت سے یمین نہیں اسواسطے کہ منکر شفاعت کا مستحق ہے نکاح فرد اور یمین تعلیق کفر سے ہوتی ہے نہ بدعت سے وکذا فصلوتی وصیامی لیذا الا کفارۃ وفی اقضی حجی لیھود یقیناً ان اراد بہ القربۃ لانہ ان اراد بہ الثواب اور سیطرح یہ قول نہیں ہے کہ اگر میں ایسا کروں تو میری نماز اور روزہ اس کا فرکے واسطے ہے اور اگر یوں کہے گا کہ اگر میں ایسا کروں تو میرا روزہ یہود یوں کیواسطے ہے تو یمین ہو گی اگر صوم سے عبادت مراد کہے گا اسواسطے کہ عبادت سوا غیر خدا کا تقرب جائز نہیں کفر ہے تعلیق کفر کی ہو گی اور اگر صوم سے ثواب صوم کا ارادہ کرے گا تو یمین نہ ہو گی ہم ظاہر امثال اول اور ثانی میں کچھ فرق نہیں تو وہ جسنے کہا دونوں کا ایک ہی حکم ہے کذا فی حاشیہ الحلبی وقولہ مبتدا أخبر قولہ لا إلی لا وحقا لا اذا اراد بہ اسم اللہ تعالی وحق اللہ واختار ابو اللیث انہ یکون یمینا وان لم یرد شیئا انفاقا وبحق نبیہ وبحرمۃ شہداء اللہ وبحق لا الہ الا اللہ وبحق رسول اللہ واولیاء اللہ والصالحین وعذابہ ونارہ وبرضاہ وبغضبہ واماتہ لکن فی الخانیۃ امانۃ المسلمین وفی النہر ان نوی العبادات فیمین وان لا فلا وعلیہ غضبہ او سخطہ او لعنتہ او ھو دین او سارق او شارب خمر او اکل ربوا لا یکون قسما لعدم التعارف

اور یوں کہنا وحق اللہ اور بحرمۃ اللہ اور بحرمۃ محمد اللہ اور بحرمۃ لا الٰہ الا اللہ اور بحق رسول اللہ اور بحق الایمان یا بحق الصلوٰۃ اور یوں کہنا کہ تجھ سے اوسکے عذاب کی اور اوسکی خفگی اور اوسکی ناراضگی اور لعنت کی اور اوسکی امانت کی اور اگر فلانا کام کرے تو وہ مجھ پر غضب اللہ کا اور تو رات کا اور لعنت اوسکی ہو کہ وہ بخصوص زانی ہے یا ساری یا شراب کا پینے والا یا بیاج کا کھانیوالا ان اقوال سے قسم نہیں ہوتی جیسے ہم راہم کے شارح کہتا ہے تو اور مبتدا ہے اور خبر اوسکی لایسے وغیرہا ہیں مگر جب اوس لفظ سے اسم اللہ کا مراد ہو کہے تو البتہ قسم ہوگی جیسے ماتن اور اوسکو آگے ذکر کریگا لیکن شارح نے اشارہ کیا کہ اوسکا ذکر کرنا یہیں مناسب نہیں تھا اسلئے اختصار کے اور جسکا شرح حقارہیں وحق اللہ کے یہیں ہر شکو لیسنہ کیا ہے بسبب رواج کے اور اگر بجا رو دار کے بلا واسطے یعنی یوں کہے کہ بحق اللہ میں ایسا کرونگا تو یہ! لاتفاق یہیں ہے کہ ذاتی البرالرائق ولیکن خانیہ میں ہے کہ لفظ امانۃ کا یہیں ہے اسواسطے کہ امانت صفت ہے اللہ کی اوسسے کہ اسمار البیہ میں نہیں سمجھی جاتی ہے لیکن صفات الہٰی میں باعتبار رواج کا وجب ہو جیسا کہ اوسکی تفصیل ہو چکی کذا فی حاشیۃ الحلبی اور غمز العائق میں ہے کہ اگر امانت سے عبادات کا قصد کریگا تو یہیں قسم ہوگی جیسے صوم اور صلوٰۃ سے نہیں ہوتی فلو تعورف هل يكون يمينا ظاهر كلام هم نعم وظاهر كلام الكمال وغايته في النهر سواء اقوال مذکورہ سے قسم کھانا مروج ہو جاوے تو آگاہیہ اقوال یہیں ہونگے یا نہیں ظاہر کلام فتحا کا ہیہ ہے کہ ہاں اور ظاہر کلام کمال الدین بن الہمام کا یہ ہے کہ رواج سے بھی یہیں ہوں گے اور پوری تقریر اسکی نہر الفائق میں ہے وفي الله لما يأس المضمر مرفوعا لا يكفر مستحله كالحج وحينئذ اور بحر الرائق میں ہے کہ جو چیز حرام ہو جاتی ہو بسبب ضرورت کے تو اوسکا حلال کہنے والا کافر نہیں ہوتا جیسے خون اور سور تو اگر یوں کہے کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ خون کھاوے یا سور تو یہیں قسم کی اوسسے کہ تعلیق کفر کی شرط سے یہیں ہوا اور نہ استحلال خون اور سور ایسا نہیں خلاصہ یہ کہ جو چیز کہ دائمی حرام ہے اسطرح سے کہ اوسکی حرمت کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ شک تو اوسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط کرنیمیں ہے اور جو چیز ایسی حرام ہے کہ اگر ہوا اوسکی حرمت بسبب ضرورت کے ساقط ہو جاتی ہے جیسے مردار اور شراب اور سور وغیرہ تو اوسکا استحلال بطریق تعلیق بالشرط کے یہیں نہیں کذا فی الظہیریۃ إلا إذا أراد الحالف بقوله حقا اسم الله يمين على المذهب كما صححه في الخانية گر جب کہ ارادہ کریگا قسم کھانیوالا اپنے قول حقا سے اسم اللہ کا تو اب یہ لفظ یہیں ہوگا بنا بر مذہب صحیح کے جیسا کہ اس قول کی تصحیح کی ہے خانیہ میں ومن حروفه الواو والباء والتاء وأيام القسم وحرف التنبيه وهمزة الاستفهام وقطع الف الوصل واللام المكسورة والمضمومة كقوله لله ثم الله وايم الله اور منجملہ حروف قسم کے واو ہے اور باء اور تاء جیسا کہ تاللہ و باللہ و تالله اور لام قسم کا مفتوح ہو جیسا کہ لله یا اللہ اور مکسورہ یعنی ہو جیسا کہ اللہ اور ضمہ وہ اور قطع الف وصل کا جیسا کہ آللہ اور میم مکسورہ جیسا کہ ایم اللہ اور میم مضمومہ جیسا کہ مُ اللہ معانی ان سب حروف کے یہ کہ قسم کیا جاوں اللہ کی ہم حرف قسم کے بعد الف ہوتا ہے اور نام مقدس محذوف اور ہمزہ قسم کو ہمزہ استفہام مجازاً کہا کذا فی حاشیۃ الحلبی وقد تقدم حروفه في الاستثناء بالله ثم الثالث وخبر لا يغير الرفع والرفع أيمن الله ولعمر الله كقوله الله نصبه بنزع الخافض وجره الكوفيون مسموعا لا تفعل ذا لله لا قدادا إضمار حرف التاكيد في المقسم عليه کہا یہ جو واؤ اور گاہی حروف قسم کے پر شدہ لایا جاتا ہے بین واسطے اختصار کے تو قسم مقدس اللہ کا محذوف ہے بجوکات شدہ ہوتا ہے حالت اضمار میں اور سوا اسکا ہاکہ اسکے مخصوص ہونا جر یعنی جر کے یعنی اوسمیں رفع اور نصباً آتا ہے جر اور لازم ہو گیا ہے رفع ایمن اللہ اور لعمر اللہ کا یعنی لوں اور رہی کا اضمار کی مثال اللہ لافعلن کذا یعنی قسم اللہ کی میاکر ونگا اللہ مقدس کا نصب بانزع ہوا بسبب نزع خافض کے اور کوفیوں نے اوسکو جر دیا ہو کہ ذکر کیا سیبویہ شارح نے بیان رفع سے حکوت کیا کہ اوسکا جواز ظاہر ہے محتاج رہنے کا نہیں اوسطرح کہ اللہ حالت رفعی میں مبتدا ہوا اور خبر محذوف یعنی اللہ قسمی کثرت فی الاستعمال نے لافعلن کی مثال دیکر بیان کیا کہ فعل حروف تاکید کا جار مقسم علیہ سے یعنی جسپر قسم کھائی جاوے وقد صرح به الحلبي في الإثبات لا بد من لام التاكيد

و اما اللام و النون فلتعلیل و اللہ لا افعل کذا و اما مقرونا بکلمۃ التوکید و فی النفی یکون لجزم النفی حتی لو قال واللہ افعل کذا الیوم کانت یمینہ علی النفی و تکون لا مضمرۃ کانہ قال لا افعل کذا لاستلزام حذف حرف التاکید الی الاثبات لاضمار العرب فی الکلام الکلمۃ لا یبقی الکلمۃ من البحر من المحیط یعنی اگر واللہ کے ساتھ لا ذکر کرے اپنے اس قول میں کہ اگر کہے واللہ لا افعل کذا تو یہ قسم عربی زبان میں نفی ثابت ہوتی ہے بدون حرف نفی کے کیونکہ اس میں حرف تاکید ہے اور حرف تاکید لام اور نون سے مضارع مثبت میں جیسا کہ واللہ لافعلن کذا اور اگر نفی میں حرف تاکید لائے جیسا کہ واللہ لا افعل کذا تو یہ قسم نفی ہوتا ہے جیسا کہ واللہ لا افعل کذا یعنی واللہ افعل کذا الیوم تو اس کی یہ قسم نفی ہو جائے گی اور کلمہ لا وہاں مضمر ہوگا گویا یوں کہا کہ واللہ افعل کذا اثبات میں بلاحرف تاکید یوں کہے گا کہ واللہ افعل کذا الیوم تو اس کی یہ قسم نفی ہو جائے گی اور کلمہ لا وہاں مضمر ہوگا گویا یوں کہا کہ واللہ افعل کذا اثبات کو نفی اس واسطے ٹھہرایا کہ حرف تاکید موجود کذا اثبات میں متنع ہے اس واسطے کہ جو کلام میں پورا کلمہ حذف کرتے ہیں بعض کل کو لفظ لا پورا کلمہ ہے بخلاف لام اور نون کے کذا فی البحر المحیط یا بایں اس تفصیل کے اگر کوئی یوں قسم کھاوے کہ واللہ لا افعل الیوم تو عدم ضرب سے جانا ہوگا اس واسطے کہ یہ قسم ظاہر میں مثبت ہے اور واقع میں منفی کما لا یخفی وکفارتہ کما ھذہ اضافۃ المصدر الی السبب عندنا الحنث اور کفارہ قسم شارح نے کہا اضافت کفارہ کی طرف قسم کی من قبیل اضافت شئی ہے اپنے شرط کی طرف خلاف شئی کی طرف سبب کے اس واسطے کہ سبب کفارہ کا جانا مزدیک حنث ہونے قسم کے فی النہر حر رقبۃ فی اطعام عشرۃ مساکین کاصرف الی الظہار کفارہ قسم کا آزاد کرنا ہے گردن کا یا دس محتاجوں کو کھانا دینا چنانچہ اعتاق اور اطعام کی تفصیل باب الظہار میں مذکور ہو چکی یعنی عتاق میں قریب مسلم ہونا کافر مدبر یا ام ولد یا مکاتب جو بعض مدبر اور ام ولد اور مکاتب جو بعض بدل کتابت ادا کر چکا ہے جائز نہیں اور اطعام میں تملیک اور یا اباحت دونو کافی ہیں تو تملیک میں نصف صاع گیہوں اور ایک صاع کھجور یا جو ضرورت کو دے اور یا اباحت میں دن اور رات دو وقت پیٹ بھر کے کھلانے سوا گیہوں کی روٹی کھلانے سے تو دال اور گوشت کی حاجت نہیں و الاسالن ضرور ہے جو مجمل تفصیل کفارہ ظہار کے اور صرف کفارہ دہم جو صرف چار نوکا تو اپنے اصول اور فروع اور ضیغ اور سید کو دینا جائز نہیں اور کسی دوسرے مما یصلح للاوساط و ینتفع بہ فوق ذلک اشباع و فیہ دفع حاصۃ البلدان فلم یجز السرادیل لا باعتبار قیمۃ الاطعام کفارہ قسم کا دس محتاجوں کو لباس دینا ہے ایسی پوشاک جو متوسط لوگوں کے مناسب حال ہو یعنی خسیسی کی پوشاک سے کہ اوسط مساکین کی پوشاک سے زیادہ ہو اور تین پیسے سے زیادہ ہو اور سکو استعمال کر سکے اور ایسا کپڑا ہو جس سے اکثر بدن ڈھک جاوے تو قمیص پاجامہ یا جامہ نہیں اور اسی طرح برگری اگر باعتبار قیمت اطعام کے پاجامہ دینا جائز ہے یعنی اگر قیمت اوسکی بقدر نصف صاع گیہوں کے ہو تو اوسکا دینا کفایت کر جاوے یا جامہ لباس کے بجائے باعتبار اطعام کے اسواسطے کہ حق تعالے نے قرآن مجید میں اوسکو کفارہ میں حالف کو اعتاق یا لباس یا اطعام میں مخیر بنایا ہے ان تینوں چیزوں میں سے جسکو چاہے اختیار کرے و لو ادی الکل جملۃ او مرتبا و لم ینو الا بعد تمامھا لزوم النیۃ لصحۃ التفریق و قیدنا بالاداء احترازا عن الاداء بعد موت احد الفقراء و لو ترک الکل حتی مات احد الفقراء ناقیۃ لیسقط الفرض بالاداء الی الاحیاء کفارہ میں سب تینوں چیزوں کو ترک کیا تو عذاب کیا جاویگا اور اسی چیز پر جو قیمت میں سب سے ادنی ہے بایں شرط دینے فرض کے ادا سے ہی خلاص ہو جاویگا کفارہ کیا جاوے تین میں سے وہ ایک جو قیمت میں سب سے ادنی ہے اختیار نیت کا ہر السبب لزوم نیتہ و اسلم صحتہ اذا کر نیکے یعنی کفارہ دینے کے صحیح ہونے کے لئے نیت کا ہونا اس واسطے کہ جو چیز اصل ہو اور ذاتا فیہ ہو اسکے ساقط کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے اور کفارہ میں یہ بات نہیں ہے اور اسکے صحیح ہونے کے لئے نیت کی ضرورت ہے و لو ادی الکل جملۃ او مرتبا و لم ینو الا بعد تمامھا لزوم النیۃ لصحۃ التفریق و قیدنا بالاداء احترازا عن الاداء بعد موت احد الفقراء و لو ترک الکل حتی مات احد الفقراء ناقیۃ لیسقط الفرض بالاداء الی الاحیاء کفارہ میں سب تینوں چیزوں کو ترک کیا تو عذاب کیا جاویگا اور اسی چیز پر جو قیمت میں سب سے ادنی ہے بایں شرط دینے فرض کے ادا سے ہی خلاص ہو جاویگا کفارہ کیا جاوے تین میں سے وہ ایک جو قیمت میں سب سے ادنی ہے اختیار نیت کا ہر السبب لزوم نیتہ و اسلم صحتہ اذا کر نیکے یعنی کفارہ دینے کے صحیح ہونے کے لئے نیت کا ہونا اس واسطے کہ جو چیز اصل ہو اور ذاتا فیہ ہو اسکے ساقط کرنے کے لئے نیت کی ضرورت ہے اور کفارہ میں یہ بات نہیں ہے اور اسکے صحیح ہونے کے لئے نیت کی ضرورت ہے

و اما اللام و النون لتعلیل و اللہ لا افعل کذا و اما مقرونا بکلمۃ التوکید و فی النفی یکون لجزم النفی حتی لو قال واللہ افعل کذا الیوم کانت یمینہ علی النفی و تکون لا مضمرۃ کانہ قال لا افعل کذا لاستلزام حذف حرف التاکید الی الاثبات لاضمار العرب فی الکلام الکلمۃ لا یبقی الکلمۃ من البحر من المحیط

و لو ادی الکل جملۃ او مرتبا و لم ینو الا بعد تمامھا لزوم النیۃ لصحۃ التفریق و قیدنا بالاداء احترازا عن الاداء بعد موت احد الفقراء و لو ترک الکل حتی مات احد الفقراء ناقیۃ لیسقط الفرض بالاداء الی الاحیاء

و اما اللام و النون لتعلیل و اللہ لا افعل کذا و اما مقرونا بکلمۃ التوکید و فی النفی یکون لجزم النفی حتی لو قال واللہ افعل کذا الیوم کانت یمینہ علی النفی و تکون لا مضمرۃ کانہ قال لا افعل کذا لاستلزام حذف حرف التاکید الی الاثبات لاضمار العرب فی الکلام الکلمۃ لا یبقی الکلمۃ من البحر من المحیط

و لو ادی الکل جملۃ او مرتبا و لم ینو الا بعد تمامھا لزوم النیۃ لصحۃ التفریق و قیدنا بالاداء احترازا عن الاداء بعد موت احد الفقراء و لو ترک الکل حتی مات احد الفقراء ناقیۃ لیسقط الفرض بالاداء الی الاحیاء

کفایت کرگیا اسوسطے کہ وقت ادا ہو کفارہ وہ عاجز تھا اتفاق یا کسرت یا اطعام سے کہ ذاتی اجتہادی شارح کہتا ہو اور یہ مسئلہ مستثنیٰ ہے منتہا کے اس قول سے کہ یہ کا پہیر لینا فسخ ہے اصل پہیر سے اسوسطے کہ اگر مستثنیٰ منتہا تو صوم کفایت کرتا صام ثلثۃ ایام ولیالیھا وکان ینبغی ان یقول الجمہور خلافا لکفارۃ الظہار وجوز الشافعی المتفرق واعتبر الخرقی مسکینا یعنی اگر اتفاق یا کسرت یا اطعام سے وقت ادا ہو کفارہ عاجز ہو تین روزے کے متصل اور باطل ہوگا صوم تین دن کے اندر جیض آنے سے بخلاف کفارہ افطار رمضان کے کہ وہ حیض سے باطل نہیں ہوتا اور عاجز رکھا ہو امام شافعی نے تفریق صوم کو اور اعتبار کیا ہے عاجزی کو حنبلی کیونکہ ذکر مسکین کفارہ یمین کی تفصیل میں اصل نص قرآنی ہے فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام یرجیہ قرآن مجید میں انصاف اسلام کی تصدیہ نہیں لیکن ابن مسعود کی قرأت یوں ہے ثلثۃ ایام متتابعات یا ایام متتابعۃ اور قرأت اولیٰ اسناد اور کی روایت کے ہو اور جو کہ قرأت شاذہ ہے لہذا زیادت علی الکتاب اور مس ہوگیا اگر چہ مقید روحاصل ہوا ہو اپنے تو مگر موت کے مرنے سے تو یہ صوم جائز نہوگا اور سر تو سے مال کا کفارہ دے یعنی اتفاق یا کسوۃ یا اطعام کا کفارہ ذاتی خانیہ ولو صام ناسیا للمال لم یجز لتحصل التضحیۃ بمشیتہ اور اگر روزہ رکھا ہو مال کو بھول کر یعنی اسکا مملوک مال تلف ہوا ہو تو اسنے اگر محتاج ہاتھ صیام کا کفارہ ادا کیا اور پھر مال بارآیا تو یہ صوم جائز ہو کا صحیح قول یہ کفارہ فی الجملہ نہیں ہے خانیہ میں ہے کہ اگر اسکے پاس مال ہوا اور اسپر قرض مرتب تھا اگر اسنے اس مال سے قرض ادا کیا قبل الاتفاق کفارہ صوم کا ادا کے اور اگر قبل ادا قرض کے روزہ رکھا تو بعضوں کے نزدیک جائز ہے اور بعضوں کے نزدیک جائز نہیں کذا فی النہر ولو نسی کیف حلف باللہ او ظہاراً وبہ یقع لا شیٔ علیہ الا ان یتذکر فی ایامہ اور اگر حالف بھول گیا کہ کونسی قسم کا ہی تھی اللہ کی قسم کی یا ظہار کی تو ہر کوئی پر تین روز کفارہ ظہار کے مرتب ہونگے اور اگر بھول گیا کہ قسم کی تھی یا ظہار کی تو ہر کوئی پر تین روز کفارہ یمین کے مرتب ہونگے کذا فی الخانیہ ولو کفر قبل الحنث لم یجز عند ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ وقال الشافعی یجزیہ لنا قبل حنث کے کفارہ دینا مال کا ہو بخلاف امام شافعی کے کہ انکے نزدیک کفارہ مال کا قبل حنث کے صحیح ہے جاری نزدیک کفارہ قبل حنث کے اسوسطے صحیح نہو اکہ کفارہ موضوع ہے واسطے چھپانے گناہ کے اور قسم فوق سے پہلے کو کی گناہ نہیں جسکو کفارہ چھپاتا تو ورنہ اکفارہ واجب حنث کے ادا کی لازم ہوگا اور جو طعام اور کسوۃ قبل حنث کے دیا ہو اوسکو فقیر نے پہر پھیر لے اسوا سکے کہ وہ صدقہ نافلہ ہو جیکا اگر کوئی سوال کرے کہ سنن ابوداؤد میں عبداللہ بن سمرہ سے روایت ہو فکفر عن یمینک ثم ائت الذی ہو خیر اس روایت سے معلوم ہوتا ہو کہ اول کفارہ دے پہر قسم توڑے سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسوسطے کے لفظ ثم کا واسطے تعقیب کے ہے اور اسکا جواب یہ ہے کہ عبدالرحمن بن سمرہ سے صحیحین میں یوں روایت ہو قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرہا خیرا منہا فکفر عن یمینک وائت الذی ہو خیر اس روایت میں واو ہو نہ ثم اور واو واسطے مطلق جمع کے موضوع ہے نہ واسطے تعقیب کے اور جو کہ روایت صحیحین معارض اور صحت میں مقدم ہے تو روایت ابوداؤد کی اوس کے مقابل میں شاذ ہو لہذا لائق تاویل کے ہو یعنی ثم بمعنی واو کے ہے اور صحیح مسلم میں تو حدیث عدی بن حاتم سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من حلف علی یمین فرأی غیرہا اتقی اللہ وائت الذی ہو خیر او کفر عن یمینہ اور بیہقی شارح امام احمد کی روایت عبداللہ بن عمرو سے کہ ذی فتم القدیر وصحیحہا مصرف الزکوۃ فصاعدا فلا قبل الا لذمی خلافا للثانی وبقولہ یفتی کاھر فی باہا اور مصرف کفارہ یمین کا وہ مصرف ہو جو زکوۃ کا مصرف ہوا اور جو زکوۃ کا مصرف نہیں وہ کفارہ کا بھی مصرف نہیں جناچہ ذمی کا ذکر تو صحیح میں قبل اسکے ہو جیکا بعضوں نے کہا ہو کہ کفارہ دینا جائز ہو زکوۃ کے مخالف

اور درست کے کہ اور کی نزدیک ذمی کو بھی کفارہ دینا پڑتا ہے تعیین اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ باب الردۃ میں مذکور ہے کہ اگر توبہ قبول نہ ہوئی یعنی کہ قائم رہا کہ مرتد ہو گیا تو اس کے کفارہ اسلام کا ہے اور کفارہ وہی ہے جو دلیل اس آیت قرآنی کے کہ اَنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ کے فرمان کے ہے کفارہ کی تکفیر الحالف اور کفارہ وہی ہے جو مسلمان ہو کر حانث ہوا ہو دلیل اس آیت قرآنی کے کہ اَنَّهُمْ لَا اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ کے فرمان کے ہے

تسمین مثلین ہیں فصل اول کتاب الیمین میں مذکور ہو چکا کہ شرائط صحت یمین سے اسلام ہے اور اسطرح کہ یمین صادر ہوا ہو کافر اہل عبادت کا نہیں اور یہ بھی جو دوسری آیت میں وارد ہوا وَنَكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ کہ اگر وے اپنی تسمین توڑیں تو مراد اس سے یمین ظاہری ہے جو کہ کفارہ پانے سے پیشتر توڑی ہے ظاہر کہ توڑنا یمین کا بعد یمین ہونے کے ہے یمین کا نہیں ہوتا جیسے تسم لینا حاکم کا کافر سے اس توقع سے کہ وہ قسم سے انکار کرے تو حق ثابت ہو جاوے اور اگر وہ کافر کے حق میں یمین ہوتی تو ظاہر کہ توڑنے میں یمین کے حانث ہوتا اور کفارہ اس پر لازم ہوتا اور اگر یہ کہا جاوے کہ کافر سے یمین ثابت ہو جاوے اور اگر وہ کافر کے حق میں یمین ہوتی تو ظاہر ہے کہ توڑنے میں حانث ہوتا اور کفارہ اس پر لازم ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یمین ثابت ہوتی ہے لیکن حانث ہونا اس پر ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ اپنی اعتقاد میں تمام الٰہی کی تعظیم کرتا ہے تو ہم اس کو قسم سے انکار کرنے پر مجبور کریں گے اور اس کو مقصود حاصل ہو گا یعنی حق ثابت ہو جاوے گا اور کافر سے یمین ظاہر ثابت نہیں لیکن جو کہ وہ اپنی اعتقاد میں نام الٰہی کی تعظیم کرتا ہے تو ہم اس کو قسم سے انکار کرنے پر مجبور کریں گے اور اس کو مقصود حاصل ہو گا یعنی حق ثابت ہو جاوے گا اور کافر سے یمین ظاہر ثابت نہیں لیکن جو کہ وہ اپنی اعتقاد میں نام الٰہی کی تعظیم کرتا ہے تو ہم اس کو قسم سے انکار کرنے پر مجبور کریں گے اور اس کو مقصود حاصل ہو گا

کفارۃ اصلاً لما تقرّر ان الاوصاف الراجعۃ الی المحل یستوی فیہا الابتداء والبقاء کالحرمیۃ فی النکاح اور وہ یعنی کفر اہل کتاب ہیں کہ وجب عارض ہو بعد قسم کھانے کے تو اگر قسم کھائی حالت اسلام میں پھر ساز اللہ کافر ہو گیا بعد کے مسلمان ہو کر قسم توڑی تو اوپر کے کفارہ نہیں اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے اصول میں کہ جو اوصاف کہ وجوب میں محل کیطرف اوپر ہیں ابتداء اور بقاء اور قریب ابہیں جیسے وصف حرمت کا محل میں مثل نکاح کے اور اوصاف سوء حال کفر اور اسلام ہے اور محل سے مراد قسم کھانیوالا شخص ہے اور مراد بقاء سے عروض ہوتا ہے چنانچہ نکاح میں حرمت وصف عارض ابتداء اسی پر ہوتا ہے جو کہ حرام ہے جیسے اوسکی زوجہ حرام ہو جاتی ہے زوجہ کی اسوقت کہ اسنے ماں سے ظہار کیا ہو اور اسی طرح ہے وصف کفر اور اسلام میں کہ عارض ہوتا ہے جو کہ یمین کے اوپر اسی طرح ہے جیسے زوجہ کی حرمت کہ عارض ہوتی ہے

اَنَّ الوَنَدَ الكَافِرَ فِيْهَا هُوَ قَرِيْبٌ لَا يَمِيْنٌ شیخ اور اسیطرح نہیں یمین کے اگر نذر مانے کا فرا اس چیز کی جو ازقسم عبادت ہو جیسا نماز یا صدقہ تو اسپر کچھ لازم نہیں امام اعظم کے نزدیک نہ قبل اسلام کے نہ بعد اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک کفارہ لازم ہے اور یہی مذہب ہے امام اوزاعی اور ربیعہ جو تمیمیں میں عمر فاروق سے روایت ہوئی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے جاہلیت میں ایک رات مسجد الحرام کے اعتکاف کی نذر مانی تھی حضرت نے فرمایا کہ اپنی نذر کو ادا کر تو مراد یہ ہے کہ حالت اسلام میں عبادت بدا کا تو قبل نظر بایں کے مذہب امام اعظم کا ہے فتح القدیر و حواشی حلبی میں مذکور ہے

حمل معصیۃ کقولہ الکلام سَمَّاهُ اِثْمًا اور قول فلاں والله ما قال الیوم لا ات وجوب الحنث لا متناع الا بالیمین الموقتۃ اما المطلقۃ فیحنث فی الحال حیاتہ فیوخذ بالکفارۃ بموت الحالف وکذلک من یمینہ ھلاک المحلوف علیہ غایۃ وجب الحنث والتکفیر لانہ اقصاہ الا ھون اور جو کہ قسم کھا کر کہا کہ پھر نہ جاؤں گا اپنے والدین سے نہ بولوں گا اپ کے فلاں شخص کے قتل کرنیکی تو اس صورت میں قسم توڑنے اور کفارہ دینا وہیں ہے اسطرح کہ قسم توڑ کر کفارہ دینا آسان تر ہے ترک کلام والدین اور قتل اخ سے اسکی طرف شیخ سعدی نے اشارہ کیا کہ آزردن دل دوستان جہل ست و کفارہ دادن بسہل اور ساتھ قتل میں اسکے دن کی قید اسواسطے لگائی کہ وجوب حنث حاصل نہیں ہو سکتا مگر موقت قسم میں اور مطلق قسم میں تو حنث حالف کی آخر حیات میں ہوتا ہے اسواسطے کہ احیات حالف مثلاً فی قتل کی تعین ہو سکتی تو وصیت کیجاوے کفارہ دینے کی بعد موت حالف کے یعنی حالف وصیت کر جاوے کفارہ دینے کی اور حالف اپنی حیات میں کفارہ نہیں دیتا اسواسطے کہ کفارہ قبل حنث کے صحیح نہیں اور کفارہ ادا کرے حالف اپنی قسم کا محلوف علیہ کی موت سے پہلے یعنی قتل کی قسم کھائی کذا فی غایۃ البیان خلاصہ مسئلہ کہ یمین مطلق میں حنث بدون موت حالف یا محلوف علیہ کے نہیں ہو سکتا بخلاف یمین موقتہ بموت اور اگر مشتمل ہو قضاء بعدم کلام والدین تو حنث فی الحال متصور ہے کلام کرنے سے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ الیوم مثال اول کی قید ہے ہو مثال اول کی کہ فی حاشیۃ الحلبی و حالۃ ان المحلوف علیہ اِما قبل اِدراکِ وکلاھما اِما معصیۃ وھو مسئلۃ المتن او واجب کصلٰوۃ الظھر الیوم فیؤمر فرضہ او ھو اولٰی من خیرٍ او خیرٌ او اولٰی منہ کحلفہ علی ترکِ وطءٍ فی وقتٍ شہرًا ونحوہ وحنثہ اولی او مساویان کحلفہ

هذا الحنث غلا دیر و اولی وایة واحفظوا ایمانکم فقط دهی عشرة اور قسم توڑنے کے اقسام کا خلاصہ بطریق تکمیل یہ ہے کہ محلوف علیہ یعنی جس پر قسم کھائی وہ دو حال سے خالی نہیں کہ فعل ہے یا ترک فعل اور ہر ایک یا معصیت ہے اور بھی مسکت نہیں نہ مکروہ ہوگا اور تعمیت کی قسم میں جنت واجب ہوا فعل اور ترک دو واجب ہے چنانچہ یوں قسم کھانا کہ والدین آج کے دن ظہر کی نماز پڑھ ہوگا یہ مثال ہے فعل کی اور ترک کی مثال یوں ہو کہ والدین شراب نہ پئیں گا سو دو واجب ہوئے یعنی قسم کو پورا کرنا ور چہ نماز ظہر اور عدم شرب خمر قسم سے پہلے بھی واجب لیکن قسم سے زیادہ مؤکد ہو گیا یا محلوف علیہ اولی ہے اپنے غیر سے چنانچہ والدین صدقہ دینگا فقیروں کو یا اپنے غیر یوں کو نہ مارونگا تو اس ملعن کو ترک کرنا اولی اور افضل ہے اور ممکن ہے کہ مثل مباح کے اسکی بھی بنا کہ واجب کبھی ملکیہ اسکا وجوب مباحات کے وجوب سے بالا ولی ہے یا محلوف علیہ کا غیر اولی ہے چنانچہ قسم کھانا حالف کا اپنی زوجہ کی ترک قربت پر ایک مہینے تک اور آپ اسکے چنانچہ والدین آج کبھی پیا ذکر ہیں گا تو اس قسم کا توڑنا اولی اور افضل ہے یا محلوف علیہ اور غیر اسکا دو نو برابر ہوں چنانچہ اسکی قسم کھانا کہ آج دنیا کی کھانا نہ کھاؤنگا یا والدین دریا کی سیر کو آج جائیگا اور ایسی قسم کا قائم رکھنا اولی ہے اور یہ آیت قرآنی کہ واحفظوا ایمانکم کو محافظت کرو اپنی قسموں کی مباحات میں بھی وجوب پر کی منافیہ کہ ذاتی فتح القدیر اور یہ رس صورتیں ہیں جو خدکور ہوئیں ومن تحریم ای علی نفسہ لانہ لا یقال ان اکلک من هذا الطعام فهو علی حرام فاکلہ لا کفارة خلافہ واستشکلہ المصنف جو شخص اپنی ذات پر حرام کر دے ماتن تحریم کی قید لگائی اس سے کہ اگر مطلق تحریم متعلق کر دیگا کہ اگر میں اس طعام کو کھاؤں تو وہ شہد حرام ہے پھر بعد کے اوس طعام کو کھایا تو اوسپر کفارہ نہیں کذا فی الخانیہ اور مشکل سمجھا ہے مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں وجہ اشکال کی یوں بیان کی ہے کہ معلق بالشرط نزدیک وقوع شرط کے تنجیز ہے یعنی ہو کر یا وہ کہ حنث ہے یعنی جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ تحریم منجز اور معلق میں فرق ہے اس سے کہ منجز میں طعام موجود کی تحریم ہے اور معلق میں تحریم ثابت نہیں کو بعد اکل کے اور بعد اکل کے طعام جو موجود نہیں کذا فی حاشیۃ الحلبی شیئا ولو سرا مالا وصار کقولہ الحرام وال فلان علی حرام فیمین مالم یرد بہ اخبارا خانیہ جو شخص اپنی ذات پر کسی چیز کو حرام کرے اگر وہ چیز حرام ہو یا غیر کی مملوک ہو چنانچہ یوں کہنا کہ شراب مجھ پر حرام ہے یا مثلاً زید کا مال مجھ پر حرام ہو تو یہ قول یمین ہے تاوقتیکہ اس قول سے خبر دینے کا ارادہ نہ کرے کذا فی الخانیہ اور اگر خبار کا ارادہ کرے گا تو یمین نہ ہوگا تو اسوقت شراب پینے سے فقط گناہ ہوگا کفارہ لازم نہ آویگا بخلاف انشاء تحریم کے کہ اوسمیں گناہ کے سوا کفارہ بھی لازم آویگا کما یاتی وافقہ قولہ تصدق او وهب لہ تحنث بحکم العرف بخلاف بعلی ہر بعد تحریم کے اوس چیز کو کیا یعنی اگر طعام ہے تو اوسکے کھانے سے یا دنیا اور درم ہے تو اوسکو خرچ کرنے سے قسم کو توڑا اور کفارہ دی اور اگر بعد تحریم کے اوس شئی کو خیرات کر دیا یا کسیکو بخش دیا تو حانث نہوگا بحکم عرف کذا ذکرہ الزیلعی کفر لیمینہ لما قدمنا ان تحریم الحلال یمین کما مر اپنی ذات پر کسی شئی حرام کر کے پھر اوسکو کرے تو کفارہ دے یہی قسم کا اسوسطے کہ ثابت ہو چکا ہے اصول میں کہ حرام کر دینا حلال چیز کو یمین ہے یعنی قسم کی ایک بہت بھی صورت ہے کہ حلال کو حرام کر ڈالے ای ضمنہ قولہ لہا انت علی حرام وحرمتک علی نفسی فلو طاوعتہ فی الجماع او اکرهها فکفرت تجب اور من قبیل قسم کے بھی قول ہے عورت کا اپنی زوج سے کہ تو مجھ پر حرام ہے اور حرام کہنے والے نے اپنی ذات پر تو بعد اس قول کے اگر اپنی خوشی سے جماع پر زوج کو قادر ہونے دیگی یا زوج اوس سے زبردستی جماع کر گیا تو وہ حانث ہو گی کفارہ دیوے کذا فی المجتبی وفیہ قال لغرمہ کل ما کلمک علی حرام او کلام الفقراء او اهل بغداد او اکل هذا الرغیف علی حرام حنث بالبعض اور مجتبی میں ہے کہ کہا ایک شخص نے کسیکو کلام تمہارا مجھ پر حرام ہے یا کلام اہل بغداد کا مجھ پر حرام ہوئے کہا تو اس روٹی کو مجھ پر حرام ہے تو حانث ہوگا بعض کے کلام اور کسی روٹی کے کھانے سے وفی ذلک لا اکلہ کلہا ولا اکلہ لم یحنث الا بالکل وذوق کالشبا الا اذا لم یکن اکلہ فی مجلس واحد او حلف لا یکلمہ فلانا وفلانا وفی

احدھما او لا یکلم اخرۃ فلان ولہ اخر واحد او تمامہ فیما قلت رسم عرف جواب کانہ قیل یا طلاق ان او لا ادری جوابہ لا یطلق ومن بینہ فظلم والسلام علیکم اور حمۃ اللہ یحنث اور اس قول میں کہ والدین تمسو کلام نہ کرونگا یا روٹی نہ کھاؤں گا تو حانث نہ ہوگا مگر سب سے کلام اور سب روٹی کے کھانے سے زیادہ بیان کیا ہو شبہا میں گر اور سوقت بعض روٹی کھانے سے حانث ہوجائے جب تمام روٹی کا کھانا جلسہ اول میں متصور نہ ہو اقسم کھائی کہ کلام نہ کرونگا فلانے اور فلانے سے اور نیت کی دونوں سے ایک کی یا دونوں قسم کھائی کہ شادی بیاہ کسی سے نہ دیکھونگا اور دیدہ کا ایک ہی بھائی ہے تو اور سوقت میں ایک ہی شخص کے بولنے سے حانث ہوگا اور بیروایان ہمسایہ میں ہو شامیہ کہتا ہو میں کہ اسی طرح ہوگا اس واقعہ کا جواب کہ ایک شخص نے طلاق رجعی کی قسم کھائی اگر اسکے زوجہ کی اولاد اور اسکے گھر کو جھاڑیں سو زوجہ کی اولاد ہے ایک دو کے زوجہ کے گھر کو جھاڑا تو زوجہ حانث ہوگی یعنی طلاق نہ واقع ہوگی اسواسطے کہ لفظ اولاد میں زوجہ ہو یہ دلیل الف اور لام کے اور نہ اقل درجہ جمع کا ہیں میں کہتا ہوں کہ کفایۃ الفقہ المجرد عن الدلیل حلال اور حلال اصبح اور حلال المسلمین علی حرام زادالکمال اور الحرام یلتمس ونوع فہو علی الطعام والشراب ولکن الفقہ فی ما تاحل الیہ تبین امرأتہ مطلقۃ بقولہ لہ اکثر بنی جمیعا بلا نیۃ وان نوی ثلثا فثلث وان قال لم أنو طلاقا لم یصدق قضاء لغلبۃ الاستعمال ولیلا لا یخلف الا الرجال ظاہر یا کہا کہ اس شخص کے کہ میرے سب حلال مجھ پر حرام ہے یا دن کہا کہ حلال اللہ کا یا حلال مسلمین کا مجھ پر حرام ہے کہا اتنا اور بھی زیادہ کہا ہو کہ یا حرام مجھکو لازم ہوگیا اور نہ مانے تو اسکے ظاہر مذہب میں تحریم حلال کے کہنے سے یا پینے یا محمول ہے تو بعد اس قول کے حانث نہ ہوگا مگر اکل اور شرب سو لیکن ہمارے زمانہ میں عرف کی سبب ہو کہ قائل کی عورت بائن ہوجاویگی ایک طلاق کی اور اگر اسکی زوجات ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک ایک طلاق سے بائن ہوجاوینگی بلا نیت اور اگر اس کلام سے تین طلاق کی نیت کریگا تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ کہیگا کہ تحریم حلال سے میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تو دیانۃً اسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہ ہوگی بسبب غلبہ استعمال قوم حلال کی طلاق میں ولہذا اسی لفظ سے قسم نہیں کھاتے عورت میں مگر مرد نہ موتین کہنا فی المتن من الظہر ہو وان لم یکن لہ امرأۃ وقت البین سواء آخر بعدا او لا فی الیمین فیکفر بکفارۃ واحدۃ لو بعینہ حل أتی ولو بالا حلال حلال مضی فحنث الموقوت لو کانت لہ امرأۃ وقتما فبانت بالایلاء قاتل خلا کفارۃ ولا یضر انہا للاطلاق وقد حرف فی الایلاء اور اگر اسکی عورت نہ ہو یمین کے وقت خواہ اوسکے بعد یمین کے سبب کہا ہو یا نکاحیا ہو تو اور سوقت میں تحریم حلال کی طلاق نہ ہوگی بلکہ یمین ہوگی تو کفارہ دیدے جو کھانے اور شرب سے اگر یمین اوسکی استقبال پر ہو اور اگر یمین اللہ جلشانہ کے نام پاک سے ہو اعمی پر بھی کہ اگر واللہ میں نے بیٹا کیا ہو تو حلال اللہ کا مجھ پر حرام ہو تو یہ یمین محسوس ہو اگر جھوٹی قسم ہو یا یمین لغو ہو اگر اوسکو صدق کی ظن ہو اور اگر اسکی ایک عورت ہو یمین کے وقت ہو بائن ہوگئی ہو دن عدت کے یعنی خبر دہ خواہ تھی سو بعد یمین کے وہ مطلقہ ہوگئی ہو اور اوس نے کہا یا چاہا تو اس اکل اور شرب سو اوپر کفارہ نہ لازم ہوگا بسبب ہو جانے یمین کے طلاق کیطرف بسبب نیت ہو نیکے سواے اکل اور شرب کیونکہ پہلے تین ہوسکتی اور سئلہ تحریم حلال کا باب الایلا میں ذکر ہو چکا فائدہ ضروریہ بعد مسائل یمین کے اب مصنف مسائل نذر کو ذکر کرتا ہو اگا وجہ مناسبت یمین اور نذر کی یہ ہو کہ نفس وجوب میں دونو مشترک ہیں اسواسطے کہ نذر عبارت ہے ایجاب صباح سے کذا فی المتن یعنی عبادت خیر واجبہ کو اپنے اوپر واجب کر لینا نسائی نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نذر دو قسم سے ہو جسکے نذر اللہ تعالی کی طاعت اور عبادت میں ہو تو واللہ کیواسطے ہے اور اوسمیں نذر کا ادا کرنا لازم ہوا اور جسکے نذر اللہ تعالی کی معصیت اور گناہ میں ہو وہ نذر شیطان کیواسطے ہوا اور اسکا ادا کرنا لازم نہیں اور اوسمیں کفارہ دیدے جو یمین کا کفارہ ہو اور ملا مسکین نے شرح وقایہ میں معصیت بیان کیا ہو کہ میں ہے اکثر حرام الناس نذر اتنی میں اسطرح کہ فلانے ولیا اللہ کی نذر ہو یا حاجیوں کو کھانا دینے کی نذر ہو یا یوں کہتا ہو کہ یا حضرت فلانے جمارا فلاں آدمی اگر وطن میں پہنچ آوے گا یا بیمار ہمارا اچھا ہوجاوے گا یا مراد ہمارا ہو آوے تو آپکیواسطے اتنا روپیہ

اتنی جائداد ہی یا مستقر کھا: یا چیر خان کیوں سے تمثیل یا موہم نذر کریں گے تو یہ نذر اور منت باتفاق فقہا و اجماع علما باطل ہے بحیثہ دلیل اول یہ کہ نذر مخلوق کیلئے جائز نہیں اپنی نذر مخصوص بخدا علیم و قادر ہے اور دوسری دلیل بطلان کی یہ ہے کہ جیکی نذر مانی وہ میت ہیں اور میت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور تیسری دلیل یہ ہے کہ ایسی نذر کرنیوالوں کے گمان میں یہ ہے کہ سوا خدا کے میت بھی قادر ہے حالانکہ یہ اعتقاد بھی جاہلی ہے اور یہ عقیدتاً کفر ہے ان اگر یوں کہے کہ یا المدیں نے تیری نذر مانی اگر تو نے میرے بیمار کو شفا دی مثلاً تو میں فلانی درگاہ کے فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا یا راہ مولا دونگا ایسی چیزوں کا ذکر کرے جسمیں محتاجوں کو فائدہ مراد ہو تو ذکر دلی کا فقط امتیاز اسطرح ہے کہ وہ عمل صرف ہی نذر کا یعنی نذر خالص اللہ ہی کیلئے اسطرح تو جائز ہے البتہ نذر جائز ہے تب یہ معلوم ہوا تو یہ جو راہ اور عرس اور تیل اور شیرینی کے اولیاء کی قبر پر لیجاتے ہیں اولیاء سے قرب اور نزدیکی حاصل کرنیکی وجہ سے یہ حرام ہے جیسا کہ سلیمی حرام ہے جیسا کہ وہ اور محتاجوں پر صرف کرنا مقصود ہو جیسا کہ قول وجہ مرجوح میں فقہا کا اختلاف نہیں انتہی مجملاً اور البتہ اس بلا میں لوگ مبتلا ہیں خصوصاً شیخ احمد بدوی کے مولد میں کہ ان کی الہبۃ الفائق فی کتاب العدم جب یہ حدیث اجماعی فقہا و دین کی رو سے مرجوح تو مثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ یہ جو اکثر فقراء و ضیاء اولیاء رالمدد کی قبور پر (جسمیں رضی اللہ عنہم آخر المجموعہ پر لکھو گے) عوام تعزیہ کھتے ہیں ہندوستان میں علی العموم اور اگجہ سے سوا سر المطل اور مگر اہی حق تعالیٰ بادشاہ اسلام کو قائم کرے کہ ان مگر اہیوں کو مٹا دے اور علماء دین کو توفیق دے کہ خوف عوام سے اور کے بطلان کے بیان میں چشم پوشی نہ کریں اور آویلات وہم سے کر کے انکا ہو اور عوام کو لکھنا دین آئین دمن نذر نذر کل مطلقاً و متقاداً بشرط و کان من جنسیہ واجب فیجب علی من نذر بہ شیئاً للفقراء الذین ہو جیاعۃ مقصودۃ شرح الوقایہ والقیام الیت و وجہ الشرط المذکور بقولہ لانہ لم یلتزم بالنذر عبادۃ من نذر و تنعقد بفعلہ کالوفاء بہا سمعتی اور جسنے نذر مانی خواہ نذر مطلق ہو یا معلق ہو کسی شرط پر اور بخصوص نذر کے کوئی واجب ہو مراد واجب کا بیان فرض ہے چنانچہ اسکو مصنف اسکو خود تصریح کر گیا) اتباع صاحب ہدایہ اور درر کے اور وہ واجب عبادت مقصودہ بھی ہو تو بھی اس نذر سے واجب نہیں ہوتا اور نہ یہ میت کی نکل گئی اور اسطرح کہ وضو اگرچہ عبادت ہے لیکن عبادت مقصودہ نہیں بلکہ شرط ہے اور اسطرح صحت صلوٰۃ کے اور شرط صلوٰۃ کی ادائی جائز تو نذر مذکورہ الاصل ہوا نذر کے جو اس پر اس بیشی کی دلیل ہے کہ نذر کرنیوالے اور جسکی نذر کی ہو اور اگر ان میں ہر دو کا نام ہو ہم یہ نذر شرعی ہے لیکن لزوم نذر کا قرآن اور حدیث اور اجماع سے ثابت ہی خلاف حدیث پر وقوف نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ یعنی چاہیئے کہ اپنی نذروں کو پورا کریں اور ایفاء نذر میں دو احادیث ہیں مجملاً ان ایک صحیح حدیث مرفوع ہے صحیح بخاری کی عائشہ صدیقہ کی روایت سے کہ جو نذر اسنے فرمانبرداری اطاعت کی کرے تو چاہیئے کہ اطاعت کرے اور جو نذر کرے خدا کی معصیت کی کہ نکی تو نہ معصیت نکرے اور اجماع کے ذکر کی کچھ حاجت نہیں کذا فی فتح القدیر نذر مطلق ہو یہ کہ شرط پر معلق ہو چنانچہ یوں کہنا کہ خدا کے واسطے مجھپر ایک مہینہ کا روزہ ہے یا صدقہ یا درد کے خانہ اور نذر معلق بھی کہ کسی شرط پر تعلیق ہو نذر کی جنکا یوں کہنا کہ اگر میرا بیمار صحت پاوے یا میرا بیٹا سو جائے یا اگر میرا مرتوں سوم یا صدقہ یا حج یہ سب کا حکم وجوب و صحت و ادا و قضا و وقوف و اعتکاف و اعتاق و صدقہ و تیجہ و فرزنا شیئاً فاشیئاً عبادات مقصودۃ و من جنسہا واجب کالوجوب بالنص فی الکفارۃ والمشروع للحج علی القادر من اہل الاداء والعمرۃ الاحرام فی الصلوٰۃ وھی لیست کالاعتکاف فی وقف مسجد علی السلمین دجعل الامام من بیت المال واقفہ السلمین فقہ جائیہ صوم اور صلوٰۃ اور صدقہ اور وقف اور اعتکاف اور آزاد کرنا کرنیں کا اور حج اگر چہ پیادہ نذر مانا ہو تو بھی نذر صحیح ہے اسواسطے کہ اصل مذکور ہے اصول مذکورہ حیاۃ مقصودہ ہیں اور اسی کی ہمجنس اور جب جنس کا کفارہ ظہار اور یمین میں ہوا اور جیسا چنانچہ حج کہ اسطرح ادا کرے یہ وجہ ہے شرط عدم الاداء اور قضاء نماز میں وجہ ہے اور قضاء عبارت ہے کچھ ادا نہ کرنے کے اندر اعتکاف کے اور وقف کرنا مسجد کا مسلمانوں کے واسطے وہ ہے بادشاہ بیت المال سے اور اگر بیت المال میں تو مسلمانوں پر وقف مسجد کا واجب ہے کذا فی فتح القدیر شارح نے وجوب صوم اور صلوٰۃ اور صدقہ کا بیان کیا اسکے کو وجوب صوم رمضان اور نماز پنجگانہ اور زکوٰۃ کا ظاہر متبادر ظاہر کے بیان وجوب پر کہنا کافی ولہذا ترک الناذر کالوصی من جنسیہ وصی لعیادۃ

مریض وشنیدہ بحثاً کرد و در دخول مسجد و کہ مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الا اقتضی بانہ لیس من جنسہ فرض مقصود و در
هذا ما قصد الیہا بعد کما فی الدر وغیرہ اگر لازم نہیں نذر کو نہ لازم ہونے پر اوس قسم کی نذر کا ہم حکمی جنس شرعی میں سے کوئی فرض نہیں چنانچہ عیادت مریض کی
بنا نہ کے ساتھ چلنا اور مسجد کو داخل ہونا اگرچہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مسجد اقصیٰ ہو لیکن اگر کوئی نذر مانے عیادت مریض ایسا ثابت
جنانہ یا دخول مسجد کی تو وہ نذر اگر ہوگا اور اگر نذور نہ لازم نہ ہوگا اگرچہ یہ امر عبادت ہیں لیکن مجالس اسکی کوئی فرض مقصود بالذات نہیں اور یہی قاعدہ کلیہ
سے لزوم اور عدم لزوم نذر میں کہ فی الدر وغیرہ اگر کوئی کہے کہ میں طواف الزیارۃ فرض ہوا ور وہ بدون دخول ہونے مسجد الحرام کے نہیں ہوتا اور کا
جواب یہ ہے کہ طواف فرض ہے نہ دخول فرد حرام مقصود بالذات عبادت نہ ٹھہرا بلکہ وسیلہ اوا ہو طواف کے چنانچہ وضو واسطے نماز کے اور سیڑھی رسیدن بالائی
اور سراو اور پانی سبیل پہنچنی کے نذر اگر ہوا تو لازم نہ ہوگی اور اسطرح کہ اگر کسی جنس کا کوئی شرع میں فرض نہیں کذا فی النہر و فی البحر ضرر الفقہ حتی
فرد ان لا یکون معصیۃ لذاتہ فخرج نذر صوم یوم النحر لانہ لغیرہ وان لا یکون واجباً علیہ قبل النذر فلو نذر تحیۃ المسجد او الاسلام
لغیرہ متی خیرا وان لا یکون مالا کنذر تصدق بمالہ او ملکا لغیرہ فلو نذر التصدق بالغیر او بملک الغیر لا یلزم کما فی الزیلعی
المائۃ فقط خلاصہ انکے اور بجوالہ الزیلعی میں سے کہ شرائط لازم ہونے نذر کے پانچ ہیں سو مصنف کی دو شرطوں پر تیسری شرط یہ زیادہ کی ہے
کہ وہ معصیت بالذات نہ ہو جیسا ہے نذر یوم النحر کے صوم کی اسواسطے کہ صوم عید قربانی کا معصیت بالذات نہیں بلکہ معصیت بالغیر یعنی اسواسطے ممنوع
ہے صوم عید انہی کا کہ ضیافت رباني کا دن ہوا ور اگر معصیت بالذات کی نذر کرے گا تو صحیح نہوگی اور کفارہ لازم آویگا کذا فی حاشیہ الحلبی من الظہیریہ آور
چوتھی شرط نذر کی یہ ہے کہ وہ چیزا وسیر واجب نہو قبل نذر کے تو اگر فرض حج کی نذر کریگا اور اسپر کچھ لازم نہوگا سوا اسکے فرض حج کے آور یہ چوتھی شرط
نذر کی یہ ہے کہ وہ چیز زیادہ نہو اوسال سے جسقدر کہ آدمی کو وہ مالک ہوا وہ چیز غیر کی مملوک نہو سو اگر نذر فی الزمانہ ور میں کی خیرات کی اور حالانکہ وہ مالک نہیں
اگر صوم ور کا تو اوسپر صوم لازم نہوں گے نذر زیادہ کذا فی الخانیہ انتہی کلامہ المجموعہ خلاصہ یہ ہے کہ نذر کی شرطیں پانچ ہیں جن سے بدون اوکے نذر صحیح نہیں
شرط اول یہ ہے کہ اوسکی جنس کا فرض ہو یعنی جسکی نذر کرے فرائض شرعیہ میں اصل ثابت ہو دوسرے یہ ہے کہ عبادت مقصودہ ہو تیسرے یہ کہ وہ بالذات معصیت
نہو چوتھے یہ کہ منذور اوسپر واجب نہو قبل نذر کے آپنچویں یہ کہ متملک نذر کی ملک سے زاید نہو اور غیر کا مملوک نہو قلت وتبادر کذا فی ذواہر الجواہر
وان لا یکون مستحیل الکون فلو نذر صوم امس او اعتکافہ لو یجب نذرہ وفی القنیۃ نذر التصدق علی الاغنیاء لو فقیرا
لو فقیرا بناء السبیل شارح کہتا ہوں اور بجوالہ ان کی شرائط خمسہ نذر پر وہ شرط اور زیادہ کی گئی ہے جو زواہر الجواہر میں ہو یہ ہے
کہ منذور مستقبل الوجود نہو تو اگر کل یعنی یوم گذشتہ کا صوم یا اعتکاف کی نذر کی تو یہ نذر صحیح نہیں کہ ممکن الوجود نہیں اور نہ یہ ہے کہ نذر کرے کسی
چیز خیرات کی کسی تو صحیح نہیں جسکے غنیا و سائرین فی الحال کو غنی ہونے پر صدقہ کرنا نذر کا جائز نہیں حرمت نذر کا فقراء اور مساکین ہیں نہ اغنیا
میسر ہند وستان میں اور اج کر نذر اسکا کہ ایا شیر بری سکو کہ کھاوے تو نہیں نذر کی ہی اور مراد کہ یہی ہے مراد سے خلاف شرع ہونے کے کہ اسکے کھانے سے نذر اوا نہیں ہوتی
تو اوسکا اعادہ لازم ہوا اور جسچیز کا کھانا شرعاً جائز نہیں ویسی چیز کی بیع بھی جائز نہیں ہندہ کو تو کسے غنی ہے مراد میان وہ ہو جیسا جاہل طلب
علم یعنی جسکو سند اون روپیہ کا مقدور ہو مگر اوسپر اسقدر نقد ہونا جنس چنانچہ ایام مابین بارہ سے سوا اور سو ری حولی اثنی الحیۃ کی جو کذا فی کشف الغمہ
ولو نذر التسبیح بدبر الصلوۃ لو تکلم او خرج عن المسجد کلا لزمہ قضاء کما فی التاترخانیۃ اگر نذر کی تسبیحات کی بعد نماز کے تو یہ نذر لازم نہیں اسواسطے کہ سبحان اللہ کہنا فرض نہیں و لو نذر ان
یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلما ذکرہ او کلما لزمہ قضاء کما فی التاترخانیۃ اگر نذر کی ہو کہ جب کبھی میرا نام لیا جاویگا یا ذکر ہوگا تو میں درود پڑھونگا تو یہ نذر اوسکو
لازم الادا ہوا اور قول ضعیف یہ ہے کہ لازم نہیں اگر وہ نذر کی یہ وجہ ہو کہ اگرچہ نماز میں درود پڑھنا فرض نہیں لیکن تمام عمر میں ایکبار ہو درود
پڑھنا فرض ہے چنانچہ کتاب الصلوۃ میں مذکور ہو چکا تو درود کی نذر کرنا صحیح ہوگا کہ اوسکو جنس کی فرضیت ثابت ہوا اور قول ثانی کی شاید وجہ
یہ ہو کہ فرضیت بزرد کی ثابت نہیں واللہ اعلم کذا فی حاشیہ الحلبی تو ان تعلق فیہ فضیل فان علمہ شرط فیہ کان قائما ثابتا او

شرح ... یعنی فرق ہے درمیان شرط دراں صورت کہ شرط متعلق بالمرید باشد مثلاً گفت زیدبت بدانکہ نذر کردہ ام اگر فلانہ کلمینہ علی الدھر کذا بخلاف شرط دراں صورت کہ شرط متعلق بالمراد باشد مثلاً گفت زید بت بدانکہ نذر کردہ ام اگر فلانہ کلمینہ علی الدھر کذا یعنی شرط اول متعلق بمرید است و شرط ثانی متعلق بمراد و فیضیہ حاضر و مردہ گردد بدیں سبب کہ

قدر اس پر کیونکر لازم نہیں گر جب وہ دن کسی شخص کی ان آنکھوں سے آوے جو کہ اس کو بھیجے لازم ہے اس پر اسطرح کہ لازم ہے اس پر سننا اگر نہ سنے اور سننے سے انکار کرے تو فاسق ہوگا
قولہ اول ہو اس تقریر پر اسطرح کہ نذر ہو اس کی صورت میں یعنی ہو اس کی صورت میں چاہے نذر خود صاحب نذر سے ہو یا کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس کو کہا ہو اس نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نذر کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نذر خود صاحب نذر سے ہو اور اس کو کہا ہو اس نے دوسری یہ کہ نذر کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس کو کہا ہو اس نے پہلی صورت میں تو نذر کا لازم ہونا ظاہر ہے اور دوسری صورت میں بھی حاصل نہیں یعنی ہو سکتا ہے کہ نذر لازم نہ ہو چاہے خود صاحب نذر سے ہو یا کسی دوسرے شخص سے ہو اور اس کو کہا ہو اس نے اور اس کا سبب یہ ہے کہ نذر کی صحت کے واسطے شرط ہے کہ نذر کرنے والا اس کا مالک ہو اور

کی قال اصلح نذرک ولم یرد علیہ کفارۃ یمین کما کہ جھوٹہ نہ وجب ہے اور اس پر کوئی لفظ زیادہ نہ بولا اور صوم یا صدقہ کی کچھ نسبت بھی کی تو اس پر کفارہ یمین کا لازم ہے ولو نوی صیاما او الاطعام لم یرد علیہ شیئا لانہ اتی بما لزمہ اور اگر قول مذکور میں صوم کی نیت بلا عدد معین کے تو دو سیر تین دن کا روزہ لازم ہے اور اسطرح کہ ایجاب عبد کا حق تعالیٰ کے ایجاب پر مقتبر ہو اور صوم وجب کا تہائی دن کا روزہ کفارہ یمین میں ولو نوی صدقۃ فاطعام عشرۃ مساکین کالفطرۃ اور اگر قول مذکور میں صدقہ کی نیت کی بالتعیین تو دو سیر فقیر دن کا کھانا دینا لازم ہے چونکہ صدقہ فطر کے اسطرح کہ کفارہ یمین میں اسیدر الطعام وجب کما فی الفطرۃ ولو نذر تلتین صاعا تمرا بقدر عشرۃ اما اذا نذر کی تو اسپر بقدر اوسط عمر کے جو کہ لازم ہو تو اگر تلتین صاع تمر کے دو رگیا تو ائی کی وسعت اسپر لازم نہیں وصل الاستثناء ان شاء اللہ بطل یمینہ لانہ اتی بما ہو لازم قسم سے انشاء اللہ کہ دینے یوں کہا کہ واللہ میں نہ جاؤں گا یا انشاء اللہ تو اوسکی قسم باطل ہو گئی یعنی زید کے حکم سے جانے ہوگا چنانچہ اسکی تفصیل کتاب الطلاق کے باب التعلیق میں مذکور ہو چکی اور اگر انشاء اللہ کے بعد قسم کے متصل کہا تو یہ استثناء مبطل یمین رہے گا کہ امین ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ہو کہ استثناء متصل بھی مبطل ہے ہم مناسب مقام یہ حکایت لطیفہ ہو کہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی مشہور و اقعی خلیفہ عباسی کے پاس اپنی کتاب المغازی کو پڑھ رہے تھے اور امام اعظم بھی وہاں موجود تھے سو محمد بن اسحاق نے خلیفہ سے کہا کہ یہ شیخ یعنی امام اعظم خلیفہ کے جدی مخالفت کرتا ہے استثناء متصل میں خلیفہ نے امام اعظم سے کہا کہ تمہارا مذہب ہو کہ آپ کی مخالفت کرنا ہم کہا کہ یہ شیخ یعنی محمد بن اسحاق خلیفہ کی سلطنت مٹانا چاہتا ہو اسلئے کہ یہ استثناء متصل کو مبطل یمین کہتا ہو اور آپ کا یہ مذہب ہو کہ استثناء متصل سے قسم نہیں جاتی تو آپ سے خلافت کی بیعت کیسے کریں گے اور اطاعت کی قسم کہا دیں گے پھر ہم کہاں نکل کر انشاء اللہ کہیں گے اور اگر کی مخالفت کریں گے حانث ہوں گے تو خلیفہ نے کہا کیا خوب تم نے کہا اور محمد بن اسحق کو انعام دیکر اپنے پاس سے اوٹھا دیا اور امام اعظم سے کہا کہ تم اس راز کو مخفی رکھنا کہ انی ہم الغفار ولکذا

یبطل بالا ای بالا استثناء المتصل کلما تعلق بالقول عبادۃ او معاملۃ لو بصیغۃ الاخبار اور اسپر ہم استثناء متصل کا باطل ہونا جو حوالہ کو قول سے متعلق ہو خواہ عبادت جیسے نذر اور ایمان یا معاملہ جیسے طلاق اور اقرار بشرطیکہ بصیغہ اخبار ہو یعنی جملہ خبریہ ہو اگر چہ شرعاً انشاء کرے اسطے موضوع ہو چنانچہ صیغہ حقر دے ولو بالا حرام الدنیا کی عشیۃ اعتاقی بعد مولای انشاء اللہ تعالیٰ لم یعتق لدیہ عبدک ہذا انشاء اللہ لم یصح الاستثناء اور اگر استثناء متصل بصیغہ اخبار متحد ہو جیسا کہ یوں کہا کہ میرے مولا نے مجھ کو آزاد کر دیا بحیرے انشاء اللہ تعالیٰ کہا تو صحیح نہیں اور میرے اس غلام کو بیچ دیا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثناء صحیح نہیں تو مثال اول میں عتاق کی وجہ صحیح ہو گی اور مثال ثانی میں مخاطب بیع کا وکیل ہو گا اور نہی کی مثال یہ ہو کہ فلانے شخص سے یہ چیز انشاء اللہ بخلاف المتصل بالقلب کالمشیۃ کما ستعرف فی الصوم واللہ تعالیٰ اعلم بحلاوت اسرار کے جو دل متصل ہے چنانچہ نیت کرنا یہ نہیں انشاء اللہ کہنا مبطل نہیں چنانچہ کتاب الصوم میں مذکور ہو چکا واللہ اعلم جملہ یعنی وقت لفظ فیت صوم انشاء اللہ کہنا مبطل نہیں اسوطرح کہ نیت اور تلفظ میں ہے نہ لسانیہ سے

باب الیمین فی الدخول والخروج والسکنی والایمان

والکلام فی ہذا الباب یقع فی اربعۃ مواضع فی الدخول والخروج وفی السکنی وفی الایمان اما الدخول والخروج فالاصل فیہ ان الیمین تتناول الحقیقۃ المتعارفۃ وعند الشافعی رحمہ اللہ یستعمل فی الحقیقۃ والمجاز لان الیمین مبنیۃ علی العرف وہو یستعمل فیہما لہ

تم اپنے اوپر کھانے کو حرام کرتے ہو تو حرام ہوگا اور اسطرح بیت عنکبوت کا بھی لغت میں بیت ہونا ثابت ہوگا اگر دین قسم کھا کر کہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا حالانکہ اس نے کھانا کھایا تھا تو یہ جھوٹی قسم کہلائیگی اور اسکو کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر کہے کہ میں نے کھانا کھایا حالانکہ اس نے کھانا نہیں کھایا تھا تو یہ بھی جھوٹی قسم کہلائیگی اور اسکو کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر کہے کہ میں نے کھانا کھایا حالانکہ اس نے کھانا کھایا تھا تو یہ بھی جھوٹی قسم کہلائیگی اور اسکو کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر کہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا حالانکہ اس نے کھانا کھایا تھا تو یہ بھی جھوٹی قسم کہلائیگی اور اسکو کفارہ ادا کرنا ہوگا اور اگر کہے کہ میں نے کھانا کھایا حالانکہ اس نے کھانا نہیں

ڈیوڑھی کہتے ہیں اور اہل قصبات برد خانہ کہتے ہیں اور ظلہ اور سایا بان کہتے کو کہتے ہیں جس کی پیشانی کا ایک سرا دروازہ کی دیوار پر ہو اور دوسری طرف بڑی کی دیوار پر کہ ذی الحجہ ولیدخلن فی الشفعۃ ولایدان علی المذھب کما فی البحر فیہ صیغتان دون لیکن مستفاد من الخ اور جگہ بیت کے مفہوم میں سب اسی معنی پر ہے تو مشتمل اور دالان ان کے داخل نہیں ہوجاتا ہر چند کہ بیت اور مسکن کا مفہوم اس سے اعم ہو اسطرح کہ اس کا اندر مفہوم کرنا میں مرتبوں میں اگرچہ اس مرتبہ حیث نہ ہو کذا فی فتح القدیر میں ظاہر الکلام شارح کا صحیح نہیں ہو اسطرح کہ فتح القدیر میں مشتمل کے مفہوم میں بیت ہونا مصرح ہو خواہ مسقف کی جا دیوار ہیں ہوں خواہ نہ ہوں اور دالان کو فنا یا تین دیوار ہیں ہوں اور ایک طرف کشادہ ہو جیسا کہ صاحب ہدایہ نے تصریح کی ہو ان الفاظ سے بیت کے مفہوم میں چھت شرط نہیں کہ مسقف اور بیت میں عام خاص کی نسبت ہے اور شام شایکہ مسقف اور بیت کو متساوی سمجھا ہو اور اللہ اعلم طحطاوی نے کہا مسقفہ اور ایوان ایک ہی چیز ہو جملہ ایوان کا عطف تفسیری ہو جیسا کہ ہندوستان کے قصبات میں مشتمل کو مسقوفہ کہتے ہیں وفی الایمان لو حلف لا یدخل دالا او بیتا او بحیث بدخولہا یحنث لانہا فیہا اصلا اور یوں قسم کھائی کہ کسی گھر میں نہ داخل ہوگا پھر وہاں گھر بنایا گیا ہو اسطرح کہ گنجائش ہو اور عمارت وصف ہو اور وصف کا اعتبار خیر مسجد میں نہیں ہوتا ہو بیت مسجد میں ہو چونکہ شامل اول میں لفظ دار کا ہو یعنی غیر مسجد میں لہذا عمارت اور مسجد میں معتبر ہو پھر تو یہاں گھر کے داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا مسجد میں حانث ہوگا مسجد میں وصف اسطرح معتبر ہوا کہ اگر اس کی ذات بے بنیاد رہے تو یہ وصف سر بلند و مرصوف ہو گیا اور شامل نہ ہوئی چونکہ لفظ دار مسجد ہو یعنی مسجد میں لہذا اور مسجد میں عمارت کا اعتبار نہ ہوا تو ویران گھر کے داخل ہونے سے بھی حانث ہوگا اور اصطلاح فقہ میں وصف اور وصفا اور مسکن کہتے ہیں جو اپنے غیر پر دوسری چیز میں قائم ہو اور اسکے قیام سے دوسری چیز کا حسن اور کمال زیادہ ہو جاوے اور اسکے ہونے سے نقصان ظاہر ہو خواہ وہ چیز قائم ہو جو اعرض کذا فی الہندیۃ اذا کانت شرطا اور داعیۃ للحلف علی ھذا الرطب فیتقید بالموصوف صفت کا اعتبار مسجد میں نہیں ہوتا اگر اور صورت جب کہ صفت شرط ہو قسم کی یا باعث ہو قسم کی جیسا کہ یوں قسم کھائی کہ اس تر کھجور کو نہ کھاؤں گا تو صورت میں بھی تیسرے صفت کی معتبر ہوگی یعنی خشک کھجور کھانے سے حانث ہوگا اسطرح کہ قسم کی باعث کھجور کی تری ہو خشکی اور صفت کے شرط ہونے کی یہ مثال کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر میں داخل ہوگی جو فلانے کی گھر سے متصل ہو تو طلاق ہے پھر اسنے صفت کو بطور شرط ذکر ہو کذا فی حاشیہ الطحطاوی وان جعلت بعد الاقرار استحسانا او صلا تا او بینا او اضاف الیہ الخ صدارت الاحیث وان بیت دالا بعد ذالک الخ اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گھر منہدم ہو گیا تو اب مسجد یا حمام یا بیت بنایا گیا پھر یہ پانی خالب ہوا سگر نہر پھر گیا تو وہاں کے داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا اسطرح کہ گھر کا نام باقی نہ رہا اور سرا نام ہو گیا یعنی باغ یا مسجد گرا پھر بعد منہدم ہونے کے دوسرا گھر بنایا جاوے تو بھی حانث ہوگا اسطرح کہ اندام سے اول نام جاتا رہا جیسا کہ عدم دخول کی قسم کھائی تھی کذا فی الفتح فھذا البیت ولکذا بیتا بالاولی فلو ھدم او بنی بیتا اخر ولو بنقض الاول لم یزل الاسم البیت چنانچہ حانث نہیں ہوتا یوں قسم کھانے سے کہ اس بیت میں نہ داخل ہوگا پھر وہ گر گیا یا دوسرا بیت بنایا گیا اگرچہ اول کو توڑ کر بنایا ہو تو بھی حانث نہ ہوگا اسطرح کہ نام نہیں بیت کا اندام تو ٹوٹ سے ہوا باقی نہ رہا بلکہ وہ دوسرا ہی بیت ہوا اور اسطرح غیر مسجد میں بیت کی قسم سے بطریق اولی حانث نہ ہوگا صاحب نے کہا کہ تشبیہ غیر مسجد میں کی بیت مسجد سے فقط بیت یعنی صورت میں ہو یعنی اندام میں وہم اولویت کا ہو سو کچھ سبب نہیں ہوا یعنی عمارت بیت معتبر نہ ہوئی تو غیر مسجد میں اعتبار عمارت کا بطریق اولی ہوگا ولو ھدم السقف دون الحیطان فلو حلف حنث فی المعین لانہ کالصفۃ لا فی المشکلات الصفۃ تعتبر فیہ کالکل وعن ابی یوسف للبیدالیہ لکن نظر فیہ فی النھر بانہ لا فرق حنث صلہ للبیت قیمۃ اور اگر بیت کی چھت گر گئی نہ دیواریں ہیں اور دسمیں وہ داخل ہوا تو مسجد میں بیت کی قسم میں حانث ہوگا اسواسطے کہ چھت مسجد میں بیت میں ہند صفت کے ہو اور صفت کا اعتبار مسجد میں نہیں ہوتا اور حانث ہوگا بیت غیر مسجد میں کی قسم میں اسواسطے کہ غیر مسجد میں صفت معتبر ہوتی ہے چنانچہ اسکی تفصیل

سابق بین ظاہر ہو چکی اور بحر الرائق میں سین اور غین میں کے فرق کو بہ اتم کیا ظاہر کیا۔ لیکن اوسمیں غیر الفائق ہیں اقتراض کیا ہو کہ بہت سے ایسے غیر میں بین کہ فرق نہیں جب کہ رشد باشی کے لائق ہو قلیل هذا الدار لانه لو أتاها ولو لحاجة شاك قال هذا دخلت بالخروج فإن صح فهو كما لو كان المسجد فترك فيه آية يقضي شارح کہتا ہو صحت نہ یدخل ہذہ الدار کہ باسم اشارہ اور تسمیہ مقیدہ کیا اسواسطے کہ الفاظ اشارہ کو مدد اور کیلئے اور نام لے لینی یوں کہے کہ اسمیں نہ داخل ہوگا تو حانث ہوگا وخول داد ہے جس صنت ہو کہ وہ چھپنی اگرچہ باغ یا حمام یا مسجد میں ہوگی تو بھی حانث ہوگا چنانچہ ہذا المسجد میں یعنی قسم کھائی کہ اس مسجد میں نہ داخل ہوگا پھر وہاں ہوگئی اور وہ داخل ہوا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ مسجد کا حکم قیامت تک باقی رہتا ہو اگرچہ وہ ویران ہوجاوے اور یہ قول ہو ابو یوسف کا اسی پر فتوے ہے ولو زنه فيه صبية فدخلها لم يحنث بالمرور لقول ابي يوسف خلافا لمحمد بخلاف ما لو قال ان دخلت الا لانه حقق بتعيينه على الاضافة وذلك مرجح في الزيادة بدليل انه لو حلف ان هذا المسجد ليس لفلان فصار كما لو قال ان دخلت الا لانه حقق بتعيينه على الاضافة وذلك مرجح في الزيادة بدليل انه لو حلف ان هذا المسجد ليس لفلان فصار ک

اگر گدی پر ہے اور سکے پانی سے اندر کی جانب متصل نہ ہوں تو اوس پر خانہ دار نہر مسقف گزرنے والا کہ داخل دار نہیں کہتے قال محمد رحمۃ اللہ علیہ المسجد فلو وقفہ مسکن لم یصح لانہ لیس بمسجد ولا یدل اسم صاحب الرائق نے کہا کہ وقف علی الاطلاق کہ مطلق کہنا شامل مسجد کو بھی تو اگر مسجد پر ہمنے کا مکان ہو تو اوسمیں جاروی تو جانت نہ ہوگا اسم اسطرح کہ وہ مکان مسجد نہیں کذا فی البدائع الخ ولو قیل للدخول بالباب حنث بالحادث ولو نقیدا الا اذا حنثہ بالاشارۃ بدا اللہ اور اگر قسم کھا نیوالے نے دخول دار میں باب کی قید لگائی یعنی یوں کہا کہ اسم گھر میں دروازہ سے داخل ہوگا تو جو نہ دروازہ کے داخل ہے سے بھی جانت ہوگا اگر چہ بطور نقب ہو مگر اسوقت جانت نہ ہوگا جب کہ دروازہ کہ اشارہ سوہیں کرے یا مو کذا فی البدائع الخ نقب سوراخ دار وہ ہے جو دو دروازہ یا تیکر دیوار توڑ ہی گئی ہو کذا فی الظہیریۃ والوقف بقدمیہ وظاہر الباب الا عتبۃ بحیث لو اغلق الباب کان خارجا حنث وان کان بعکسہ بحیث لو اغلق کان داخلا لم یحنث فی حلفہ لا یدخل او ہر شخص بایں دو قدم سے دروازہ کے ایسے سمانہ پر کھڑا ہوا کہ اگر دروازہ بند کیا جاوے تو سمانہ باہر ہو جاوے تو جانت ہوگا اور اگر اوسکے بالعکس ہو اسطرح سے جانت نہ ہوگا اور دروازہ بند ہو تو بستانہ گھر کے اندر ہو جاوے تو وہ جانت ہوگا ہیں قسم ہیں کہ گھر میں نہ داخل ہوگا ھم طاق باب اور چبوترہ اور سمانگنہ الباب بستانہ جو سکو اہل بیت رہتے ہیں اور جو کوٹھ یا لوتھیں ولو کان المحلوف علیہ الخروج بالعکس الحکم اور اگر ہر دو ار پر قسم کھائی تو حکم یہ ہے کہ بالعکس ہوگا یعنی یوں قسم کھائی کہ والد میں اس گھر سے باہر نہ جاؤں گا تو بستانہ اور خانہ پر کھڑا ہو سے جانت ہوگا اور بستانہ خارجہ پر کھڑا ہونے سے جانت ہوگا لکن فی المحیط حلف لا یخرج فقرق شجرۃ خصار بحال لو سقط سقط فی الطریق لم یحنث لان الشجرۃ کبناء الدار لیکن محیط میں جو قسم کھائی کہ اس گھر سے باہر نہ جاؤں گا پھر وہ گھر کے درخت پر چڑھ گیا ہو اس حال پر ہو گیا کہ اگر شاخ سے گر تو گھر کے باہر ہا میں گر ہو تو جانت نہ ہوگا اسم اسطرح کہ گھر کا درخت مانند عمارت دار کے ہے ھم شارح نے ہمتدا کی اگر حکم سابق کا یعنی موجب رویت محیط کے بستانہ خارجہ کا کپڑا ہونے والا ظاہر الروایہ میں نکر یہ کہ عرف کو فارق سمجھے کذا فی الظہیریۃ وھذا الحکم الذی ذکرنا اذا کان الحلف بغیر الیمین کالطلاق والعتاق وظاہر الباب فلو وقف احد رجلیہ علی العتبۃ ولم یدخل الاخری فان استوی الجانبان او کان الجانب الخارج اسفل لم یحنث وان کان الجانب الداخل اسفل حنث وبہ یفتی وقیل لا یحنث مطلقا وھو الصحیح ظہیریۃ لان الاصل التمام کما یاتی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ حکم مذکور یعنی بستانہ خارجہ اور داخل کا فرق اوسوقت تک ہے جبتک کہ قسم کھانیوالا اپنے رو قدم سے دروازہ کے بستانہ پر کھڑا ہو اسوا اگر ایک قدم سے بستانہ پر کھڑا ہوا اور دو سرا قدم اندر گھر کے داخل کو ہو سو اگر وہ نوطر فین خارجی اور دو داخلی برابر ہوں یا خارجی طرف بیت ہو داخلی سے تو جانت ہوگا عدم دخول کی قسم میں اسم اسطرح کہ تمام بدن کا بوجہ بیت جانب کیطرف ہو تا ہو اور اگر داخلی طرف نیچی ہو خارجی طرف سو تو جانت ہوگا کذا فی شرح الزیبعی اور دو سرا قول یہ ہو کہ کیطرف جانت نہو گا خواہ داخلی طرف بیت ہو یا خارجی اور یہی قول صحیح ہو کذا فی الظہیریۃ اسم اسطرح کہ پوری جدائی بدن دونوں قدم کے نہیں ہوتی اور ایک قدم کے رکھنیوالے کی اگر چہ بیت جانب کیطرف بدن کا بوجہ زیادہ ہونے تمام ہو لیکن دو سرے قدم کی طرف بھی لگا ہو تا ہو وھذا ھو الرکوب واللبس والسکنی کالا بتداء فیحنث بملبثہ ساعۃ اور دوام رکوب اور لبس اور سکونت بمنزلہ ابتداء کے ہو تو ایک ساعت کے توقف سے بھی جانت ہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ اس جانور پر سوار نہ ہوگا اور حالانکہ اوسپر سوار ہو یا قسم کھائی کہ اس قمیص کو نہ پہنوں گا حالانکہ وہ پہنے ہے یا قسم کھائی کہ اس جو یلی میں نہ سکونت کرے گا حالانکہ اوسمیں ساکن ہے تو اگر بعد اوس قسم کے ایک ساعت بھی سوار ہیگا یا قمیص نہ اوتاریگا یا گھر سے باہر نکل نہ جاویگا تو جانت ہوگا اور اسطرح کہ دوام اور ثبات ان افعال کا بمجا ہو نیشاء افعال ہے گویا اب سوار رہا یا اب قمیص پہنا یا اب سکونت کی لا دوام الدخول والخلع فوجہ والفرق ظاہر لان الضابط ان یجتمل فیہ امر حکموا بالبناء ولا فلا اور دوام دخول اور خروج اور تزوج اور تطہیر انہا کی نہیں ہیں اسوسبط کہ قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو فعل لائق ہمتداد اور دریا ہی کے ہو مانند رکوب اور لبس اور سکونت کے تو اوسکے دوام کو ابتداء فعل کا حکم ہے اور جو فعل دریا ہی کے لائق نہیں مانند دخول وغیرہ کے اوسکے دوام کو تید کا حکم نہیں تو اگر قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ داخل ہوگا حالانکہ اوسمیں داخل ہے یا اوس سے نکلیگا حالانکہ وہ خارج ہو یا اوس عورت سو نکاح کریگا حالانکہ وہ اوسکی

منعقد ہوا، مثلاً گھاٹ لاکھ روپیہ ہوا، وعدہ ہوا دوام ان افعال کے ساتھ ہوگا اور دوام سے مراد یہ ہے کہ ایک ساعت بعد قسم کے ابھی حالت باقی ہے کذا فی المقرر وھذا لو الیمین حال اذ لو دام اما علیہ فلا وما قال کلما ذکرت فانت طالق او فعلہ کلما دخلت فانت طالق او کلما کلمتک فانت طالق او کلما کلمت زیدا فانت طالق او کلما کلمت زیدا فانت طالق او کلما کلمت زیدا

تو حانث ہوگا فقط بذات خود نکلنے سے، اگرچہ شام اور اہل اور سی شہر میں ہوں بنا برعرف کے تفاوت میں کہا کہ جاء فی شہر کے عرف میں شام اور اہل کے رکھنے سے انسان سمجھا جاتا ہے تو قرینہ عینیہ سے حانث ہوگا **فرع** مسئلہ لمعہ شارح کا حلف لا یساکن فلانا فساکنہ فی حجرۃ واحدۃ او فی ھذا البیت او فی حجرۃ حنث الا ان نوی دارا کبیرۃ ولو تفاسما بالحائط بینھما ان عاش الدار فی یمینہ حنث وان مات احدھما او ولد دخلھا فلان عصبتہ ان اقام معہ حنث علم او لا وان انتقل فورا لا کاذن لہ فی الدخول ضیفا ولو الوسط فی الحالف فسکن فلان مع اھلہ به یبقی لانہ لم یسا کنہ حقیقۃ فسم کما ہی کو شامل زید کے ساتھ سکونت نہ کیگا پھر اسکو گھر کے میدان میں رکھا یا حالت ایک کوٹھری میں ہو یا زید دوسری کوٹھری میں تو حانث ہوگا اگر وہ وقت میں حانث نہ ہوا جب گھر بہت بڑا ہو اور اگر گھر کو حالف اور زید نے تقسیم کر لیا تو زید ان میں رہا تو حانث نہ ہوگا کہ تو اگر گھر تقسیم ہیں ممین کر لیا پھر یمین کہا تو کہ اس گھر میں زید کے ساتھ سکونت نہ کریگا تو با وجود تقسیم ہو جانے حانث ہوگا اور اگر گھر کو ممین نہیں کیا تقسیم نہ کرے حانث نہ ہوگا اور اگر گھر میں زید داخل ہو گیا بطور غصب کے تو اگر حالف غاصب کے ساتھ اقامت کی تو حانث ہوگا خواہ حالف کو اسکے رہنے کا علم ہوا نہ ہو اور اگر حالف مجبور و مخول زید کے نکل گیا تو حانث نہ ہوگا جیسا سخیہ اس صورت میں حانث نہیں ہوتا اگر مثلاً زید حالف کے گھر میں بطور مہمان کے اترتا ہے اور اسطرح اگر حالف مسافر میں حاوی ہو زید اسکے گھر میں آ کر عیال کے ساتھ رہے اسمسئلہ کے حالف اسکی کئی تحقیقیں ساکن نہیں کیا **تنبیہ** تحقیقہ جہان پندرہ روز اقامت نہ کریگا حالف کے ساتھ ساکن نہ کہا جاویگا اور اسکو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ سکونت بدون اہل اور متاع کے متحقق نہیں ہوتی کذا فی حاشیۃ الطحطاوی عن البحر ولو قیل المساکنۃ بشہر حنث لتعارف امتداد ھا بالاقامۃ بشہر اور اگر حالف مساکنت کو ایک مہینہ کہ مقید کریگا یعنی یوں کہیگا کہ میں زید کے ساتھ ایک مہینہ تک نہ رہونگا تو ایک ساعت کی سکونت سے بھی حانث ہوگا اسمسئلہ کے مساکنت میں امتداد میں خلاف اقامت کے کذا فی البحر عدم مدت اسکی غیر مسلم ہے چنانچہ مصنف مذکور کہ دوام رکوب اور سکونو رکعہ اتبعا ہوا در کثیر میں بھی اسکو موافق ہو تو فی ہیر کہ بدون مساکنت ایک مہینے کے حانث ہوگا کذا فی حاشیۃ الحلبی و فی خزانۃ الفتاوی حلف لا یدخل بیتا فضربہا من غیر قصد لا یحنث و خزانۃ الفتاوی میں ہے قسم کھائی کہ صورت کہ نہ رکیگا پھر اسکو بلا قصد اندر آ جانے حانث ہوگا و حنث فی لا یخرج من المسجد ان حمل واخرج مختارا بالجر و بدون اذنہ بالنصب و لو دخل مکرھا لا یحنث و لو دخل مضطربا بالجر فی الاصح او خرج مکرھا او مغمی علیہ او نائما او مجنونا حنث بالاجماع و لو دخل مکرھا او مغمی علیہ او نائما او مجنون

امرأتي الطالق ثلاثا فرجعت ثم بدا له أن يسير إلى المسجد أو إلى الجمعة فذهبت إلى المسجد لم تطلق اور جانتا نہ ہو اس قول میں کہ نکلوں گا مگر سے گو جنازہ کی نیت کرلیا ہو اور جانا وہ کسو طرف کی طرف ارادہ کرکے اپنے گھر کے دروازہ سے باہر نکلے وقت خواہ جنازہ کے ساتھ چلا یا نہ چلا ہو اس سے کہ یہ الفاظ میں مستعمل ہے کہ یہ الفاظ کہنے سے عورت سے کہا کہ اگر میں سے کسو کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہو تو تجھ کو تین طلاق ہے سو وہ عورت اس کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہر بعد خروج کے اسکے دلمیں آیا سو غیر مسجد کی طرف چلی گئی تو مطلقہ ہوگی ہم اسی سے کہتے ہیں کہ اگر بعد خروج غیر مسجد کے یہ آیا ہو یا بالکل نہیں نہ آیا ہو سو اپر ہے وقت اسکو غیر مسجد مقصود نہ تھا اگر یہ بعد خروج کے کہیں اور چلی گئی فقد أتى المرأة الحرام الشرط في المرأة وهي والدة أو آخر والسيادة والإمارة البتة عندنا لاتصال الوصول إلى الآفاق بالإتيان یعنی قسم کھائی کہ سوای جنازہ کے نہ نکلوں گا مقصد جنازہ کا ہو سو اپر ہے وقت اسکو جنازہ کے ساتھ چلا یا نہ چلا ہو اس سے کہ یہ الفاظ میں مستعمل ہے کہ یہ الفاظ کہنے سے عورت سے کہا کہ اگر میں سے کسو کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہو تو تجھ کو تین طلاق ہے سو وہ عورت اس کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہر بعد خروج کے اسکے دلمیں آیا سو جنازہ کے سوا اور جگہ چلی گئی تو مطلقہ ہوگی ہم اسی سے کہتے ہیں کہ اگر بعد خروج کے یہ آیا ہو یا بالکل نہیں نہ آیا ہو سو اپر ہے وقت اسکو جنازہ کا مقصد نہ تھا اگر یہ بعد خروج کے کہیں اور چلی گئی فقد أتى المرأة الحرام الشرط في المرأة وهي والدة أو آخر والسيادة والإمارة البتة عندنا لاتصال الوصول إلى الآفاق بالإتيان یعنی قسم کھائی کہ سوای جنازہ کے نہ نکلوں گا سو جنازہ مقصد جنازہ کا ہو سو اپر ہے وقت اسکو جنازہ کے ساتھ چلا یا نہ چلا ہو اس سے کہ یہ الفاظ میں مستعمل ہے کہ یہ الفاظ کہنے سے عورت سے کہا کہ اگر میں سے کسو کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہو تو تجھ کو تین طلاق ہے سو وہ عورت اس کام کے ارادہ سے گھر سے نکلی ہر بعد خروج کے اسکے دلمیں آیا سو غیر مسجد کی طرف چلی گئی تو مطلقہ ہوگی ہم اسی سے کہتے ہیں کہ اگر بعد خروج غیر مسجد کے یہ آیا ہو یا بالکل نہیں نہ آیا ہو سو اپر ہے وقت اسکو غیر مسجد مقصود

گھر اور کان میں گیا تو حانث نہ ہوگا ان تینوں صورتوں میں حانث ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان کاموں کو اس طرح کرے کہ ان کی نسبت اس کی طرف صحیح ہو اور اگر حالف محلوف علیہ کے امر سے آیا جیسا کہ دوسرے شخص نے اس کو بھیجا تھا اور یہ نہ جانتا تھا کہ وہ شخص مر گیا تو حالف حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا یا نہیں کیا یا میں نے یہ کام کیا ہوگا یا نہیں کیا ہوگا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم نہ تھا تو حالف حانث نہ ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہوگا یا نہیں کیا ہوگا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم تھا تو حالف حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا یا نہیں کیا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم نہ تھا تو حالف حانث نہ ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا یا نہیں کیا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم تھا تو حالف حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہوگا یا نہیں کیا ہوگا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم نہ تھا تو حالف حانث نہ ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہوگا یا نہیں کیا ہوگا اور اس کو اپنے حلف کے وقت اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا علم تھا تو حالف حانث ہوگا اور اگر حالف نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا یا نہیں کی

کی اجازت مراد کیونکہ اجازت اسی کی تصدیق ہوگی نہ قضاۃ اور یہیں داخل ہوگئی مرجع کیونکہ ایک بار اذن لینے سے یعنی جب ایک بار اجازت لے لی تو زوجہ جانتا ہوا پھر دوسری بار اذن لینے سے جانتا ہوگا کہ نہی فی الدار ولو قال کلما خرجت فقد اذنت لک ولو قالت کلما خرجت بغیر اذنک فانت طالق فخرجت مرۃ واحدۃ بغیر اذنہ طلقت ثلثا وعلیہ الفتوی ولو قالت بغیر اذنی فخرجت مرۃ بغیر اذنہ طلقت واحدۃ رجعیۃ لان الاذن الاول قد سقط بالخروج فصار کما لو قال ان خرجت بغیر اذنی فانت طالق فخرجت مرۃ بغیر اذنہ ثم مرۃ بغیر اذنہ لا تطلق الا واحد

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یمین فور کے اقرار میں منفرد ہوئے اور کسی مجتہد نے ان کو خلاف نہیں کیا اس مسئلہ میں جب زفر نے مثلاً کہہ دیا کہ میں نے کلتو کا قصد کیا اور زید نے کہا کہ اگر تو نکلی تو تجھکو طلاق ہو تو اگر زید فوراً نکلی تو وقت فور میں حانث ہوگا زید پر طلقہ ہو جاوے اور اگر زید نہ نکلی بلکہ اس کلام سے گھڑی بھر بیٹھ گئی تو حنث نہ ثابت ہوگا یہیں فوراً کا حکم اور حضرت امام اعظم نے بیان کیا اور اگر علامین دو قسم کی عادتیں ہوتی ہیں مطلق اور دوسری یہیں مقید اور یہیں فور تیسری قسم تھی کہ ظاہر میں مطلق ہوا در حقیقت میں مقید امام نے اسکا حکم حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے لیا اور کسی سے مدد نہ لی تھی اور انہوں نے عدم نصرت کی قسم کھائی برعایت اسکی نصرت کی اور حانث نہ ہوئی کذا فی تبیین الکنز اور بحر الرائق میں محیط سے منقول ہوا کہ امام اعظم سے کسی عالم نے یمین فور کے نام رکھنے اور اسکو حکم نکالنے میں سبقت نہیں کی اور نہ کوئی مجتہد نے اوکی مخالفت کی تو سب علماء اس مسئلہ میں عیال ہیں ابو حنیفہ کی بلکہ وحقیقت کل فقہ میں علماء عیال ہیں امام اعظم کی کذا فی المنح چنانچہ امام شافعی نے ازراہ انصاف فرمایا کہ الناس فی الفقہ وکذا فی تحلیۃ ان تعدت فلانا بعد قول الطالق ثلثا فی طہر لم تجامعہ فیہ بقدر ذلک الطہر الذی یلیہ وہو قدر ما یسع الطلاق والاغتسال وہو قدر ما یغتسل فیہ عادۃ وہو قدر ما یسع التحریمۃ والاغتسال عند ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف ومحمد

قالہ المصنف قسم کھائی کہ سوار ہوگا تو یہ قسم اس پر محمول ہے جو لوگ باعتبار رواج کے سوار ہونے میں گھوڑا ہو اور خچر اور گدھا ہو سو تو اگر انسان کو پر سوار ہوگا یا اونٹ یا بیل یا ہاتھی پر سوار ہوگا تو حانث ہوگا یا پر ستان کے گدھے وغیرہ کی نیت سے البتہ حانث ہوگا کذا فی الکبیر شارح کنز اور اگر وہ چیز جانور عالم گائے اونٹ کی سوار ہونے کو ہندوستان میں اب رواج کے ایسا کہا ہے مصنف اپنی شرح منح الغفار میں ہم گھوڑے پر سوار ہونے سے عرب میں حانث ہوگا لیکن ہندمیں حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ رواج نہیں لیکن دہلی ہندوستان کے البتہ حانث ہوں گے وہ گدھا اور بیل پر سوار ہوا کہتے ہیں اور بیچ محمل گھوڑے اور اتھی اور بگی اور ڈولی اور گاڑی اور تختہ پر ہندمیں سوار ہونا اگر چہ ہو قدم سواری کی قسم سو اگر ان سواریوں پر سوار ہوگا تو حانث ہوگا والدہ مسلم ولو حمل علی العادۃ لکان احسن کما یدل علیہ ما یذکر ویستفاد من بدائع ذکرنا وبیانہ ان الفرس اشتھر للعربی والبغل والحمار للمحمل اکثر وھذا لو بینہ او لم یبینہ لکن لا یحنث بکل حال اور اگر قسم کھائی صحم سواری کی پھر زیر رستی لاد اگیا ہاتھ پر حنث نہیں جیسے اس قسم میں حنث نہیں کہ سوار نہ ہوں گے چیز دوکان پر سوار ہونے کی قسم کھائی کہ پر دوکان پر سوار نہ ہوگا پھر فرش پر سوار ہوا اسواسطے کہ لغت عرب میں فرس عربی گھوڑے کا نام ہے اور پر دوکان عجمی گھوڑے کا نام ہے اور خیل کا لفظ دونوں کو عام ہے یہ عدم حنث اوس صورت میں ہے جب کہ قسم عربی زبان میں ہو اور اگر قسم فارسی زبان میں ہو اسواسطے کہ وہاں سب گھوڑوں کو فرس کہتے ہیں حانث ہوگا خواہ عربی گھوڑے پر سوار ہو خواہ عجمی ہو اسواسطے کہ اسپ دوروفی شامل ہے فرس فارسی کی تمام ہندی میں بھی تفرقہ گھوڑے کے لفظ میں نہیں ولو حلف لا یرکب دابۃ او لا یرکب فرکب مرکبا حنث بکل مرکب سفینۃ او حمارا او دابۃ سوی الادمی وسیجیء مالو حلف لا یرکب حیوانا او دابۃ اور اگر قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا یا مرکب پر سوار نہ ہوگا تو ہر مرکب کے سوار ہونے سے حانث ہوگا نہ ہر یا جانور خواہ آدمی کے اور اگر یا جانور بیچ توریب آدمی کا ہو اگر قسم کھائی کہ حیوان یا دابہ پر سوار نہ ہوگا تو انسان اور گاڑی پر سوار ہونے سے حانث نہ ہوگا ✦

باب الیمین فی الاکل والشرب واللبس والکلام

اتصال ما یحتمل النصف بعینہ الی الجوف نحو ما یؤکل او یشرب او یلبس کالخل والسمن والدھن والثوب او بما یؤدی ذلک کالدواء والسویق والحنطۃ والدقیق والخبز واللحم والبیض والسکنجبین والاشربۃ المتخذۃ من السکر والعسل والرب والخل والزیت والسمن والدھن والثوب او بما یؤدی ذلک کالدواء والسویق والحنطۃ والدقیق والخبز واللحم والبیض والسکنجبین والاشربۃ المتخذۃ من السکر والعسل والرب والخل والزیت والسمن والدھن والثوب

اتصال ما یحتمل النصف بعینہ الی الجوف نحو ما یؤکل او یشرب او یلبس کالخل والسمن والدھن والثوب او بما یؤدی ذلک کالدواء والسویق والحنطۃ والدقیق والخبز واللحم والبیض والسکنجبین والاشربۃ المتخذۃ من السکر والعسل والرب والخل والزیت والسمن والدھن والثوب

یہ باب ہوا کل اور شرب اور لبس کلام کی قسم میں تو اکل اور شرب یعنی پینا عبارت ہے پیٹ میں پہنچانا سے اوسکو جو اگل جاوے اور شرب اتصال الی الجوف کا ہے وتحصل اور شرب یعنی پینا عبارت ہے پیٹ میں پہنچانا سے اوسکو جو اگل جانا کہتے نہیں اور قسم میں جیز من کے جیسے پانی اور شہد یعنی جو سیال کی پیٹ میں پہنچانا ہو اسواسطے کہ یہ حقیقت ہو شرب کی تو اگر سے پانی کھچڑی کہ پیٹ میں پہنچانا بیماری سے اور روٹی میں بہنا شربت بنس دفع لحمہ کایاکل بضغۃ حتی یتلطخ باصبعہ حقیقت اکل کی معلوم ہوئی تو اس قسم میں کہ انڈا کھاویگا اوسکے گگل جانے سے حانث ہوگا ہم اوڈی کی ہے اوہ اور رستہ ہو تھا اوسنے کہا کہ انڈا سو جو اوبخہ انڈا ہی اسواسطے کہ گگل انڈا لائق جبا نہیں کہتے نہیں دفی لایاکل عیناً لایحنث بمضغہ لان المضغ ھو الاکل قوتہ وحتی یلتاھو اس قسم میں کہ انگور کھاویگا اوسکے حرق چوسنے سے حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ چوسنا تیری قسم ہو سوا اوسکا اکل اور شرب کے اور اگر انگور کا عرق چوس کر پی گیا اور اسکے چھلکے کو کھایا تو حانث ہوگا کہ ذی الیابع اسواسطے کہ چھلکا جانے کے لائق ہو لکن فی الفلانسی خلف لایاکل عیناً لایحنث بمضغہ ودفی محرر فیہ یحنث اور فلانسی کی تنسیب میں ہو قسم کھائی کہ شکر نہ کھاویگا تو اوسکے چوسنے سے یعنی اوس لعاب کلھنے سے حانث نہ ہوگا اور ہاضم حرارت مین یعنی معدہ کے دماغ میں حانث ہوگا ہم اصل استدلال کیا ہے کہ بعضے عرب مین چوسنے کو بھی کہتا کہتے ہیں تو جب اس عرف کے اگر عرب سے ہی مثال سابق میں حانث ہوگا کذا فی الظہیریۃ واما الذوق فعمل الفم لعدم معرفۃ الکثیر وصل الی الجوف اما کل اکل وشرب وذوق کالعکس اور ذوق یعنی چکھنا اور عبارت ہو مُنہ کے فعل سے فقط مزا اور یا نہ کرنیکو اسطرح عبارت پیٹ میں دیر جاوے یا نجاوے اور ہر اکل اور شرب ذوق ہو اور اوسکا بالعکس نہیں یعنی ہر ذوق اکل اور شرب نہیں اور ذوق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو دلالتہ تفصل

للحلوع لا يحنث ورا گر کہا کہ اسکو کھی کی تو حانث ہوگا یعنی اگر قسم کھائی کہ پانی نہ پیجیگا تو کھی کو نہیں حانث ہوگا اسواسطے کہ اسکو طرح کھی کرنے سے چکھنا مراد نہیں ہوتا بخلاف اسکے ہوتا ہے امام محمد سے کہ ذائی الطبائخ و لو تعنی بالذوق لا کل لو فصل قال الدلیل اور اگر حالانکہ چکھنے سے کہا ہے اور کہا تو اسکی تصدیق ہوگی گر دلیل سے یعنی دلالت حال سے چنانچہ زید سے فرانے کہ کیا آپ سویا اس کھانا کھا خالد نے کہا کہ میں نہیں کھایا میں چکھوں گا نہ پانی تو سمان بقدیہ سوال فوق کے یعنی اکل و شرب کے ہے کذا فی المنح حلف لا یاکل من هذه الحنطة او الکرمة فقبضة حنثه با کلها من غیرها لمثلة ای حانث ہوگا بقبضہ بلا تغییر یصنعة یجد بها و قیل لا یحنث الا بالعرف بالمطبوخ و لا یوصل منها شیرج او اخری قسم کھائی کہ اس کھجور کے درخت یا انگور کے درخت کو کھاوے گا تو نہیں ہوگا درخت کے ثمر کا کہ نہیں ثمر بتا شکنبہ سو وہ چیز ہوا ہو درخت سوائے ثمر کے صنعت جدیدہ سکو تو عصیر یعنے عصارہ کے کذا فی منح حانث ہوگا نہ دبس ملبوخ کے کہا ہے اور نہ حانث ہوگا اوس درخت کی شاخ ہو بدرکنے سے درخت میں مع جب حالف نے مضاف کیا ہیں کو درخت کیطرف حالانکہ درخت ماکول چیز نہیں تو ہیں لغو ہوتی تھی لہذا واسطے تصحیح کلام عاقل کے اسکو ظاہر پر پھیرا یعنی درخت پر پھل کا اور اوسکی طرف بالاتر یعنی سب سے پہلا اوسکا منتہیٰ ہوا اور سب پھل ملبوخ تمر عصارہ دبا ہوا جو بدل کی واسطے گڑ اور اوس شیرہ کو کہتے ہیں جو خود بخود ٹپکتا ہے کھجور اور انگور سے بیٹھے جو کھجا اور اوسکے کہا ہے حانث ہوگا جب کچھ کھی کچا گذہ کھجور کے کھانے سے حانث ہوتا ہوا اور تر ہیں مطبوخ شیرہ ہو خیہ کھجور اور انگور کا ہو جو سنی دبا ہوا ہو لہذا اوسکے کھانے سوا حانث ہوگا جیسے خیہ ترخیہ اور سکر انگوری سے حانث نہیں ہوتا اور کیطرح اگر انگور کی شاخ دوسرے درخت میں پیوند کی اور اس شاخ کے پھل کو کھایا تو حانث ہوگا لانہ ینسب الی والمرکب الشجر ثمر لا یتصرف بعینه الا تحنث اذا اشترط به ما کولا و اکله اور اگر اوس درخت سوائے علیہ کے پھل نہیں تو ہیں اوسکی اوس درخت کی کیطرف ہر جا بدلیگی تو حانث ہوگا جب درخت کی قیمت ہو کوئی لگانیکی چیز لیگا اور اوسکو کہا دیگا ولو اکل من حیث الخلاف لا یحنث وان نوا ها لان الحقیقة مهجورة و لو الجبه اور اگر جبنہ کھجور کے درخت کو کہا دیگا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ خود درخت کی نیت کی ہو قسم کے وقت اسواسطے کہ حقیقت متروک ہے کذا فی الجبہ اور لو الجبه بمعنی حقیقی معنی درخت کے میان متروک الاستعمال ہو قسم شارع ہو تا کہ بجای مجہورہ مستعمل رہے گو بول چنانچہ ابرصاع ہیں صاحب کشف نے کہا کہ مستعذرہ وہ ہو جو بلا مشقت نہ حاصل ہو جیسے کھجور کے درخت کا کھانا اور مجہورہ وہ ہو جسکا وصول آسان ہو لیکن لوگوں نے اوسکو چھوڑ دیا ہو جیسے وضع قدم کے معنی حقیقی متروک ہوگئے مطلق دخول میں مستعمل ہو کذا فی اللوامع و فی المحیط لو نوی اکل عینها لا یحنث با کل ما یتخذ منها لانه نوی حقیقة کلامه قال المصنف تبعا للشیخ و ینبغی ان لا یصدق قضاء لتعیین المجاز زاد فی الظهیریة فان قلت ورق الکرم مما یؤکل جزما فینبغی صرف الیمین لعینه قلت اهل العرف انما یاکلونه مطبوخا اور محیط میں ہے کہ اگر حالف جبنہ کھجور کے درخت کے کھانیکی نیت کریگا تو اوسکو پھل وغیرہ کے کھانیسو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اوسنے اپنی کلام کے حقیقی معنی کا ارادہ کیا تو مجاز میں کیونکر سانث ہوگا مصنف نے (یعنی شرح میں) اتباع اپنے استاذ کے (یعنی صاحب بحر الرائق کے) کہا کہ لائق یوں ہے کہ باوجود نیت حقیقت کے قضاءً اوسکی تصدیق نہ ہو سبب معین ہونیکے معنی مجازی کے قوتیکہ مجاز خلاف ظاہر ہوا اور خلاف ظاہر میں قاضی تصدیق نہیں کرتا کذا فی المنح اور صاحب نہر الفائق نے اوسکو تقویت اس قول کی آسانی زیادہ کہا ہے یعنی اگر تو کہے کہ انگور کے چھوٹے کو اوس کھاتے ہیں تو لائق ہے یہ ہیں کہ یا پھر یا بعینہ انگور کے درخت کی طرف قرینہ حواب کہوں گا کہ اہل عرف تو یوں کو تو کہا کرتے ہیں یعنی اگر کسی کھانا رواج ہوتا تو سوال صحیح تھا وفی الشامیة یحنث بالطبخ خاصة لو ما للتین لا ما ماکولة فتعمل الیمین علیها اور بھیڑ بکری کی قسم میں فقط کھانے سے حانث ہوگا نہ دودھ کہا ہے اسواسطے کہ بھیڑ بکری کو خود کھانیکی چیز ہے تو ہیں بعینہ اوسی پر منعقد ہوگی نہ اوسکے دودھ پر اور جو اوس سے بنتا ہے جیسے دہی اور مسکہ وکما یحنث فی حلفه لا یاکل من هذا اللبن او الرطب او اللبن ما کل رطبه و تمره و شیرازه لان هذه صفات داعیة الی الیمین فتعمل به اور اس قسم میں کہ کھاویگا اس گدر کھجور کو یا اس تر کھجور کو یا اس دودھ کو حانث نہ ہوگا یعنی صورت ہیں تر کھجور کہا ہے

سے اور دوسری صورت ضحک کی ہے، اور تیسری صورت میں ہنسنا بھی کہا جاتا ہے اسی سطر کو یہ صفات یعنی ابتسام اور طلاقت اور لعب ہوتے ہیں قسم کھائی کہ آئندہ اس مدعا پر کوئی صفت مضحکہ پر مشتمل ہوگی تو قریب صفت میں کہ کرامات ہوگا ہم شیرہ عبارت ہوتا ہے سطر سوئی دوم کو جو سوئی کرکے نہ کھایا ہی نکالا جاوے کہ انی فتح الباری والمنح فطلاق نے ملاہم ایسے نقل کیا کہ شیرازہ الکسر میں رشتی کا ہونا بھی شرط ہو لہذا ترجمہ ان شیرازہ کا ترجمہ وہی کیا جاوے گا (ف) لا یاکل ھذا الصبی فکلمہ بعد ما تاخر او لا یاکل ھذا الحمل فقتلین ولد الشاۃ فاکلہ بعد ما کبر شاۃ فانہ یحنث لانہ ما حلف علی معینۃ بخلاف ما اذا حلف لا یاکل ھذا الرغیف فصار کسرۃ فاکلہ لا یحنث لانہ حلف علی معینۃ وھذا لان الحالف علیہ اذا کان بصفۃ داعیۃ الی الیمین تقیدیہ فی المعرف والمنکر فاذا زالت زال الیمین وما لم تنعدم داعیۃ اعتبر فی المنکر دون المعرف، اور قاعدہ کلیہ اس سابقہ کے حکم کا یہ ہے کہ محلوف علیہ جب کہ ایسی صفت کے ساتھ موجود ہو جو حلف یمین کے تحریص اس صفت کے ساتھ متعین ہو معرفہ اور نکرہ دونوں میں توجب وہ صفت زائل ہوگی تو یمین بھی زائل ہو جاوے گی اور جب کہ محلوف علیہ ایسی صفت کے ساتھ جو کہ لیاقت یمین داعی ہونے کی نہ رکھتا ہو معرفہ ہو تو اگر یہ حکم مبنیا تھا شائعا ہے معرفہ میں جیسا کہ اسلہ سابقہ میں یعنی لا یکلم ھذا الصبی فی البیت فکلمہ لا یکلم ھذا الصبی فقط اور اگر مبنیا تھا شائعا ہے نکرہ میں جیسا کہ اسلہ سابقہ میں یعنی لا یکلم صبیا فکلم صبیا لا

حانث ہوگا اسواسطے کہ حس عبارت ہو کھجور سے اگر چہ اوسکو ساتھ بھی وغیرہ ملایا گیا کذا فی البحر اور اسی میں ہو کہ جب کہ کھانا کو خبیث معین کر دیا گیا
سوا اوسمیں سے کچھ تھوڑا کھایا تو ایسی قسم میں ناظرہ کہ کلیہ بیٹھ ہو جو چیز ایسی ہو سکہ آدمی ایک مجلس میں سب کھا جاتا ہو یا کھایا اوسکو بیچا ہو تو حانث
حلف کا اوسکے کل پر ہوگا یعنی اوسکے سب کھا جانے سے حانث ہوگا اور اگر آدمی اکیلا میں کھا سکتا ہو تا ہے بلکہ ہو عرف العقلاء اوس میں کا اوسکو کھو دے
کما تبین ہوگا وَاِذَا حَلَفَ لَا یَاْکُلُ مِنْ لَحْمٍ فَاَکَلَ طَرِیًّا وَّ لَا یَاْکُلُ عَنْبًا فَاَکَلَ زَبِیْبًا لَا حِنْثَ لِاخْتِلَافِ الْاِسْمِ وَ قَالَا لَ
الرُّطَبُ اَیْضًا اِسْمٌ لِطَرِیِّ حانث ہوگا اگر قسم کھائی کہ کھجور نہ کھاؤنگا پھر اوسسے پکی تر کھجور کھائی یا انگور کو کھایا ہوگا پھر اوسسے خشک اگر چہ کہا ہو کہ کھایا ہوں
اور اوار اس کی قسم کی اسم سطرح کہ نہیں چیز اور اوار اوسکا نام زیادہ خشک کو بھی شامل ہو ولو حلف لا یاکل طریا او لا یاکل رطبا او لا یاکل
حَتِیْنًا یَاْکُلُ الْمُذَنَّبَ بِکَسْرِ الْمِیْمِ وَالنُّوْنِ الْمُشَدَّدَۃِ لَا یَاْکُلُہٗ لِلْحَالِفِ بِکَلْبِہٖ وَزِیَادَۃٌ اور اگر قسم کھائی کہ کچی تر کھجور نہ کھاؤنگا پھر کھجور نکھا دیگا یا قسم کھائی
کہ پکی تو کھجور کھا دیگا تہ کہ گدھو تو مذنب کے کھانے سے حانث ہوگا اور اسو سطرح کہ اوس نے محلوف کو کھایا ساتھ زیادتی کے ھم مذنب بکسر نون مشدد اوس
کھجور کو کہتے ہیں جو کچی کی طرف سے پختہ ہو چلی ہو اور رطب مذنب وہ ہوتا ہے کہ جو اکثر پختہ ہو اور اقل گدر اور بسر نضیا اوسکی بالعکس ہے کذا فی المغرب عن
المغرب ولا یحنث بشراء کباسۃ بکسر الکاف ھی حُزَمُ البقول وقیل صغار البقول وطباخ حلف لا یشتری طباخا فاشتراہ لم یحنث
لِلْحَالَۃِ والمغلوب لا یکمل الا بحلف علی الاکل لو تعرفہ شیئا فشیئا اور حانث نہ ہوگا اگر کھجور کے گدو کھول اوسنے جسمیں کچھ بھی کھجور نہی ہو سطرح
قسم کھانیمیں کہ پکی کھجور کو خریدونگا اسو سطرح کہ مول لینا کیا رگی واقع ہوتا ہو اور مغلوبہ تابع ہوتا ہو غالب کے بخلاف اوسکا یعنی قسم کے یعنی اگر قسم کھائی
کہ پکی کھجور نکھا دیگا پھر اوسسے گدو کے ساتھ تھوڑی پکی کھجور بھی کھائی تو حانث ہوگا یہاں مغلوب تابع غالب کا نہیں بسبب اتبع ہونے اوس کے اندر اوسکے
نیکیا گیا ہانہ خریدے ھم کپاسہ بکسر کاف جو ترکاری ہو اور عقود میں سو اوسکے کہتے ہیں جسمیں خوشہ خرما اور انگور ہندی میں اور سکو گوچھ کہتے ہیں جسمیں
میں مجتمع ہو کر سیل جاتے ہیں وَلَا حِنْثَ فِیْ حَلْفِہٖ لَا یَاْکُلُ مِمَّا یَاْکُلُ مِنْہُ فُلَانٌ فَاَکَلَا مِمَّا اَکَلَ مِنْہُ اِذَا نَوَیَا وَاِنْ لَا نِیَّۃَ اَوْ نَوَیَا
عَلٰی تَمْلِیْحِ الْاَکْلِ مِنْ طَعَامٍ بِعَیْنِہٖ اَوْ نَوَیَا الْاَکْلَ مِنْ طَعَامٍ مَّا اَوْ لَا نِیَّۃَ لَہٗ حانث نہیں اوسپر اگر کھایا اوسنے اوس میں سے جو اوس نے کھایا
اوس تملیح اکل سے یا تو اوس طعام معین سے یا طعام مطلق سے اور اگر نیت نہ ہو تو اوسپر حانث نہیں ہوتا ہو اور اگر نیت ہو تو اوسپر حانث ہوتا ہو اور اگر نیت نہ ہو
وَلَا فِیْ لَا یَاْکُلُ مِنْ ھٰذِہِ الْحِنْطَۃِ فَطَحَنَتْ وَخُبِزَ اَوْ جُعِلَتْ سَوِیْقًا اَوْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ النَّخْلَۃِ فَصَارَتْ تَمْرًا اَوْ مِنْ ھٰذَا الْعِنَبِ
فَصَارَ زَبِیْبًا اَوْ مِنْ ھٰذَا الدَّقِیْقِ فَخَبَزَہٗ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْحَبِّ فَزَرَعَہٗ فَنَبَتَ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبُسْرِ فَصَارَ رُطَبًا اَوْ مِنْ ھٰذَا الرُّطَبِ فَصَارَ تَمْرًا
اَوْ مِنْ ھٰذَا الْعِنَبِ فَصَارَ خَلًّا اَوْ مِنْ ھٰذَا الْخَلِّ فَصَارَ خَلًّا اَوْ مِنْ ھٰذَا الْحَلِیْبِ فَصَارَ سَمْنًا اَوْ جُبْنًا اَوْ مِنْ ھٰذَا الْجُبْنِ فَاَکَلَہٗ وَفِیْہِ
دِیْدَانٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَصَارَ فَرْخًا اَوْ مِنْ ھٰذَا الْفَرْخِ فَصَارَ دَجَاجَۃً اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَفِیْہِ فَرْخٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْفَرْخِ
فَاَکَلَہٗ وَھُوَ دَجَاجَۃٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ مَرَقٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْمَرَقِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ بَیْضٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ
فَرْخٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْفَرْخِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ دَجَاجَۃٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ مَرَقٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْمَرَقِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ بَیْضٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا
الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ فَرْخٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْفَرْخِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ دَجَاجَۃٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ مَرَقٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْمَرَقِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ
بَیْضٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ فَرْخٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْفَرْخِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ دَجَاجَۃٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْبَیْضِ فَاَکَلَہٗ وَھُوَ مَرَقٌ اَوْ مِنْ ھٰذَا الْمَرَقِ
فَاَکَلَہٗ وَھُوَ

شرکے کہ موجود ہو جس قسم حالف کی واقع ہوئی ہو فی الخانیۃ الرأس والاکارع المعرف بیاع الاکل لان یمین الشارب اور خانیہ میں ہو کہ اور بائع گوشت میں اکل کی یمین میں نہ داخل ہے کی یمین میں یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا تو کلوانے کا نہیں حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ گوشت کو نہ خریدونگا تو اگر مول لیوے سے حانث ہوگا وفی کلیا لا آکل من ھذا الجمار یقع علی کل آیۃ وسئل ھذا الکلب لا یقع علی غیرہ اور اس قسم میں کہ اس گھر سے نہ کھاؤنگا تو قسم اوسکی کرایہ پر واقع ہوگی یعنی اوسکا کرایہ کے نیچے جانات ہوگا بنا برعرف ہے اور اگر قسم کھائی کہ اوسکے نہ کھاؤنگا تو قسم اوسکی سیدھ پر واقع ہوگی بلکہ کتے کے گوشت پر واقع ہوگی کذا فی المتوم کذا لا یحنث البغل الجاموس اور شامل نہیں گائے بیل کی یمین کو یعنی اگر قسم کھائی کہ گائے اور بیل کا گوشت نہ کھاؤنگا تو بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا کردہ وری قسم ہو لا یحنث بأکل الذئب ھو الاصح اور حانث نہ ہوگا کچھ گوشت کھانے سے یہی قول اصح ہے یعنی اگر قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا پھر گوشت کھایا جسکو کہ اسکا نام گوشت نہیں ہے حانث نہ ہوگا اسم ہو کہ کہا جاتا ہے کہ کھایا میں نے حلوا اور نہ الفاظ میں سے ذکر ہو قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤنگا تو اونٹ اور بھیڑ بکری اور گائے بھینسوں کے گوشت کھانے سے حانث ہوگا بخلاف گوشت ہرنا یہ خشک و تازہ لا یحنث بأکل الظھر وھو اللحم السمین فی حلفہ لا یأکل شحما خلافا لھما لھما قول الشحم البطن والاعضاء انفاقا لا یمانا والعظم انفاقا فی الاصح اور اس قسم میں کہ چربی نہ کھاؤنگا پھر کھایا پنیر جو چربی کا بنا ہوا ہے اسکو نہ کھاؤنگا پھر کھایا مکھن جو چربی کا بنا ہوا ہے تو حانث نہ ہوگا کیونکہ یہ اسکا نام نہیں ہے اور نہ چربی کہا جاتا ہے اور نہ یہ چربی کے الفاظ میں سے ہے اور نہ یہ چربی کے الفاظ میں سے ہے اور نہ وہ کذا فی الخانیۃ حانث ہوگا اسلئے کہ گوہ چربی نہیں کذا فی فتح القدیر وفتاوی عالمگیری میں ہے شحم ظہر ہے اور وہ پیٹ کے ساتھ گوشت ملحوظ ہو اور اگر چربی کو گوشت سے علیحدہ کیا تو عیسیٰ امام سے روایت نہیں اور ممکن ہو کہ امام کے نزدیک اوسکے کھانے سے حانث ہوا اور اگر قسم فارسی زبان میں ہو تو حانث نہ ہوگا اسم اطلاقی ہے کہ اسم شحم نہ کہ شامل بین والیمین وعلی شرائہ الشحم وبیعہ کبیعی علی اکلہ حکما وخلافا لزفر یعنی اور مہین چربی کے مول لیوے اور بیچنے پر اوسکو کہا تو یمین کی ہمدم ہوگا یعنی اور خلاف صاحبین ہیں کذا فی شرح الزیلعی یعنی اگر قسم کھائی کہ چربی کو خریدونگا تو اس چربی کے خریدنے سے حانث ہوگا جسکے کھانے سے حانث ہوتا ہو یعنی پیٹ اور آنڑیوں کی چربی کی خرید سے بالاتفاق حانث ہوگا اور پیٹھ کی چربی سے امام کے نزدیک حانث ہوگا نہ صاحبین کے نزدیک لا یأکل الا یشتری ثمنا او الحم ثمنا او ثمنا فھو ثالثہ اور اس قسم میں کہ چربی نہ کھاؤنگا پھر نہ کھایا بلکہ اوسکو بیچ ڈالا یا خریدکر کھا گیا تو حانث نہ ہوگا اسم اطلاقی کا ہو کہ چکنی چربی اور گوشت کے سوا ہو قسم ہو لا یحنث بخبز او دقیق او سویق فی حلفہ لا یأکل ھذا البر او التمر من حنطتہ او منطیۃ کالبلیۃ وعرفنا الاصح نیۃ فالاحنث کالا بالنیۃ فھم اور اس قسم میں کہ اس گیہوں کو نہ کھاؤنگا اوسکی روٹی اور آٹا اور دلیہ کھانے سے حانث نہ ہوگا مگر بلیتہ گیہوں کے جانبوت حانث ہوگا اگر گیہوں سے نہ بنا ہو جیسے آٹا سے کہ گیہوں جانبوت سے حانث ہوتا ہو ہمارے عرف میں اور گیہوں چنا کی نیت نہ کرنے کی فی فتح القدیر وفی المنتقی عن الکسف المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ احدھا ان یقول ھذہ الحنطۃ او یشیر الیہ وھو مثالثہ والثانیۃ ان یقول ھذہ بلاد کر حنطۃ فیحنث باکلھا کیف کانت ولو نیۃ اخبز الثالثۃ ان یقول حنطۃ فنحنث باکلھا ولو نیۃ لا یلی الخبز اور نہ الفاظ میں سے کہ مسئلہ اکل مقفل کا ہو کہ مسئلہ اکل مقفل کا ہو کہ کہو کہ اس گیہوں کو نہ کھاؤنگا اور اشارہ کرے گیہوں کی ڈھیر کی طرف اور یہی مسئلہ بین میں مذکور ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ نہ کھاؤنگا وہ گیہوں کے تو اوسکے کھانے سے حانث ہوگا بطحرہ حوالہ اگر ہو کچھ گیہوں کماؤنگا یا اوسکی روٹی کھاؤنگا تیسری وجہ یہ ہے کہ گیہوں نہ کھاؤنگا بلا اسم اشارہ تو اوسکے کھانے سے حانث ہوگا اگرچہ ہو کماؤنگا لیکن روٹی وغیرہ کے کھانے سے حانث ہوگا ولو رزحہ لو نحت باکلہا یوم لم یحنث باکلہا یوم ان علیہا گیہوں کو بویا تو اوسکے کھیت ہو کر گیہوں پیدا ہوں گے اگر کھانے سے حانث ہوگا وفی ھذا الاخیر نحنث بما یخرج منہ کالخبز ونحوہ العصیدۃ والحساء لا یسقی فی الاصح کما قرفی اکل عین الحنطۃ اور اس قسم میں یعنی قسم کھائی کہ اس آٹے کو نہ کھاؤنگا تو حانث ہوگا اور جن چیزوں کے کھانے سے حانث ہوتا ہے ان جیسے کہ روٹی وغیرہ جیسے عصیدہ یعنی پتلوا اور کاچی اور حلوا تو خود آٹا پھانکنے سے حانث ہوگا قول اصح میں چنانچہ اوسکی وجہ بیان ہو کہ گیہوں کے

کھانے میں فرق کرتے ہیں یعنی کہا آٹا کی عورت میں مشروط ہے ہمچو ازیں معنی تنتیں ہو گئے و اما الخبز فما اعتاده اهل بلاد الحالف فالشامی والبدوی بالبر والطبخ بغیر اللحم والمرقه والقروی بالشعیر فلو دخل بلاد البر واستمر لا یاکل الا الشعیر لم تحنث لانه بالشعیر اولیٰ العرف الخاص عند قرینة اور روٹی کی تین میں وہ روٹی مراد ہو گی جس روٹی کے کھانے کو اوس شہر والوں کہ عادت ہو جیسیں قسم کھانیوالا استثناء نہ شام کا رہنیوالا گیہوں کی روٹی کھانے سے حانث ہو گا اور تین کا رہنیوالا جوار کی روٹی کھانیسے حانث ہو گا اور طبرستان کا رہنیوالا جانورکی روٹی کھانیسے حانث ہو گا اور بعضا کا نون کا رہنیوالا جو کی روٹی کھانیسے حانث ہو گا تو اگر جو کی روٹی کھانیوالا گیہوں کے شہر میں گیا اور ہمیشہ اوسکی یہی عادت رہی دراں حینیکہ سوا جو کے گیہوں کی روٹی کبھی نہ کھائی تو حانث نہ ہو گا مگر جو کی روٹی سے اگر چہ اہل شہر کی عادت گیہوں کی ہو اسواسطے کہ اوس شہر کے عرف خاص ہی معتبر ہے و جواب ہیں اوسکے حق میں کہ اوس نے فتح القدیر میں کہا ہے حلف لا یاکل من جزر فالذی انصرف الیه الیمین التمرة فی المتمر ملی عجینته وهیئته للضرورة بخلاف قسم کھانیکی کہ فلاں عورت کی روٹی نہ کھاؤنگا تو یہہ قسم اوس روٹی پر جانیوالی کیطرح ہو گی جو مٹھی میں روٹی کو لگا تی ہے اوس عورت کیطرف جسنے اوس روٹی کا آٹا گوندھا اور تنور میں لگایکے واسطے تیار کر دیا کذا فی الظہیریہ وصنعه الرقاق لا الفطائر و الثرید اربعة مادته و مائه لا یسمی جبزا اور روٹی میں داخل ہیں رقاق نہ فطائر اور ثرید وہ روٹی کہ بعد کوٹ ڈالنے یا جوڑ کر ڈالنے کے کھایا تو حانث نہ ہو گا اسواسطے کہ اوسکو روٹی نہیں کہتے بلکہ اوسکا نام فطیرا اور ثرید اور ملیسہ ہے ہم رقاق صحیح ہو تیقن یعنی پتلی روٹی جسکو چباتی بولتے ہیں اور فطائر صحیح ہو فطیرا کی اور فطیرہ ایک قسم کی روٹی کا نام ہے اور ثرید اوسکو کہتے ہیں کہ روٹی توڑ کر شوربے میں تر کیجاوے و صحت رفع لا یاکل طعاما من طعام فلان یاکل خبزه او ادمه او لحمه او طعام نفسه لا لو اخذ من بیته او امائه فاکل به حنث اگر اوس قسم میں کہ کوئی کھانا نہ کھاؤنگا فلانکے طعام سے حانث ہو گا اوسکے سرکہ اور اوسکو روغن زیتون اور اوسکے نمک کے کھانیسے اگر چہ اوسکو نمک وغیرہ کو اپنی روٹی کے ساتھ کھا دے اور اگر اوسکا بنیدیا فی لیا اور اوس سے روٹی لگائی تو حانث ہو گا ہم جو طعام لغت میں ہر مطعوم کو کہتے ہیں لیکن تعارف الناس میں کہا کہ ہمارے عرف میں نمک اور سرکہ اور روغن زیتون کو طعام نہیں بولتے حموی نے کہا تو عرف میں بدون پختہ کھانیکے حانث نہ ہو گا کذا فی الظہیریہ بنیدہ عبارت یہ ہے اگر کہا واللہ اور اللہ کہہ وغیرہ سے وقف لا یاکل کلا یسمیا فاکل سویقا او لبنیة له ان بحث لوجع راس السمن حنث لانه لا جوهر لها اور اس قسم میں کہ گھی نکالیگا ہرا ہونے گھی ہو مسلوق کھائے اور اوسکو قسم مذکور میں مخلوط گھی کھانیکی نیت نتھی تو اگر سوا السیر میں سے کم اگرا دنکو چوڑ دیگی تحقیق نکلے تو حانث ہو گا اور اگر گھی سائل نہو تو حانث نہو گا کذا فی المجرد ہم اور اگر اوسنے مخلوط گھی کی بھی نیت کی ہو تو ہر صورت سے حانث ہو گا گھی سائل ہوا ہو کذا فی الظہیریہ و فی البدائع ولو حلف لا یاکل طعاما فاضر بطریقة فاکل لم یحنث کذا فی البدائع میں ہے قسم کھائی کہ کھانا کھاؤنگا پھر وہ مردار کیطرح مضطر ہوا اور اوس نے اوسکو کھایا حانث نہو گا اسواسطے کہ مردار طعام نہیں و الشواء و الطبخ یقعان علی اللحم النیء والمطبوخ بالماء اور سفوا اور ملیسہ واقع ہوتے ہیں بھونے گوشت اور پانیکے ساتھ پکائی گوشت پر ہم جیسہ شوا و الکسر لرقة لغة میں ہر بھونی چیز کو کہتے ہیں خواہ گوشت ہو یا کچھ اور ہم سطبرہ ملیسہ وجہ اسکے ساتھ پکایا جاوے لیکن عرف قدیم میں شوا اور ملیسہ فقط گوشت کو مخصوص نہا تھا اگر کسیکھانیکی کہ شوا و ملیسہ کھایا تو بھونے ہوئے چاول اور آبلی دال کھانے سے حانث نہو گا هذا فی حق فرقهما اما فی عرفنا فاسم الطبیخ یقع علی کل مطبوخ بالماء ولو بودع او دبس کما نقله المصنف عن المجتبیٰ یعنی ملیسہ کا مخصوص ہونا گوشت کے ساتھ اوسکے عرف قدیم میں تہا اور ہمارے عرف میں تو ملیسہ ہر چیز کو کہتے ہیں جو پکائی کے ساتھ پکایا جاوے اگر چہ چربی یا روغن زیتون یا گھی کی ساتھ مطبوخ ہو چانچہ اس عرف کو مصنف نے اپنی شرح مجتبیٰ میں منقول کیا ہم لیکن مصنف نے اپنی شرح تنویر میں بزاز الخانی سے نقل کیا ہو کہ اسم ملیسہ کا سبک مطبوخ کو شامل نہیں تو اوسکے کھانے سے حانث نہو گا و فی الظہیریة الطعام یعم کل شیء و کذا کل ما یؤکل عادة فلا یحنث فی حرفنا فیما لا یعد من ہو کہ طعام عام ہو ہر چیز کو جو لیاقت لذت اور ہضم لینے کی عادۃ جیسے پنیر اور میوہ اور نمک اور سرکہ لیکن ہمارے عرف میں ان چیزوں کو طعام

Marginal Note: Digitized by Darul Ilm Trust, Lahore, Pakistan. Funded by Dawood Family Foundation, USA. Sponsored by Dawood Family Foundation, USA.

نہیں کہتے ہیں کما مر قال الامام فیما یتعلق بای معنی الحالف اعتبارا للعرف اور دوسرے وہ مراد ہیں جو حالف کے شہر میں کہا جاتا ہو عرف کے حکم میں کسی کو سرکہ نہ کہیں گے اور نہ اس سرکہ سے حانث ہوگا اور اگر کسی شہر میں کہا جاتا ہو کہ اوشہ اور گا اور کبری کے سرکہ کہا جاتا ہو تو حانث ہوگا اور مسافر جس شہر میں مقیم ہو اگر وہاں کے عرف کا خلاف ہو تو اس کے حق میں عرف مسافر کا اعتبار ہوگا اور یہ اختلاف امام اور صاحبین کا بنا بر اختلاف اپنے عرف کے ہے یہ اختلاف بحث اور دلیل کا نہیں تو متفق علیہ وجہ ہوگا جو اتی عادت پر شاہد کے قول سے کذا فی النہر والذخیرۃ والبدائع والتبیین وغیرھا اور میوہ سیب اور خربوزہ اور ذرہ الواد اور تمباکو کے بنانے انجیر اور شفتالو اور بھی اور آلو اور اروی اور اخروٹ اور بادام اور پستہ اور شاہ بلوط اور قاعدہ کلیہ میوہ ہو کہ میوہ اور کام ہو قبل الطعام اور یہ طعام کے اتوہ ہو کہ لطیف لذیذ وقت تھوڑا کھایا جاوے نوع اشتہاء کی المتم نہ کھایا جاوے خواہ کسی شہر میں ہو اور ہندوستان میں آم اور جامن اور مالدہ اور کشمش اور انار کچی اور شیریں لیموں اور گنا اور بیر پرندہ ہیں داخل ہیں کہ لذت کے واسطے کھایا جاتا ہے میں کہا الغلہ والاقتیات الرطب حالا والھما خلافا لعمر والعبرۃ للعرف فیحنث بأکل مایعد فاکھۃ عرفا ذکرہ المصنف واقرہ التمرتاشی اور انار اور ترکھر سیب مذہب امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ انکو نہ وکہ اگر وغیرہ میوہ ہیں اور یہ اختلاف امام اور صاحبین کا بنا بر اختلاف عادت زمانہ کے ہے اور قسم میں بقضاء عرف کا ہو تو حانث ہوگا اسکے کھانے سے جسکو عرف میں میوہ شمار کرتے ہوں یہ سنتی ہے مذکور کیا ہے اور مصنف اپنی تخریج میں اسکو مسلم کہا ہو اور البخاری مسالیس من میوہ حاصل حنث بأکل مایسمی فاکھۃ عرفا وحصل وشمل اور طوا اور اسکو کہتے ہیں جسکا ہیئت کشا ہو تو حانث ہوگا نہیں اور تشمد اور شکر کے کوا نیسے ہم اگر قسم کھائی کہ طوا کھاؤں گا تو رشمد اور شکر کھانے سے حانث ہوگا اسواسطے کہ شمد اور شکر کی کوئی قسم ترش نہیں اور اگر انگور یا انار یا آلو کھاؤں گا تو حنث نہ ہوگا اسواسطے کہ بعض انگور اور انار اور آلو کھٹا ہوتا ہو نہیں اور علوہ کو کہتے ہیں ہر کھجور اور گنے سے بنایا جاوے کذا فی القاموس لکن المرجع فیہ الی عادات الناس فتوی بلاذنا ھا حت فی قانیذ وعسل وشمل کما نقلہ المصنف تحفہ الظہیریہ لیکن علوی کی حقیقت میں لوگوں کی عادات پر اختلاف ہے سو بعض کے نزدیک شمد اور شکر کے کھانے سے حانث نہ ہوگا چنانچہ تعریف علوی کی جو متن میں مذکور ہوئی ہو اور مسئلہ دوسرا پر صادق ہو لیکن حانث ہوگا اسواسطے کہ عرف میں شمد اور شکر کو علوہ نہیں کہتے ہیں قانیذ ایک قسم ہو شکر کی سرخ رنگ کی جو بجوالرائق میں ہو کہ علوہ اور حلوا ایک ہی چیز ہو لیکن ہمارے عرف میں علوا شہد کو کہتے ہیں جو قند سرتہ کے ساتھ پکایا جاوے اور حلوا اور سوجی کہتے ہیں کہ شمد یا شکر یا اگر کے شیرہ کے ساتھ پکا یا جاوے اگر کہ بستہ ہو جاوے ہو کذا فی المتم ہندوستان کے عرف میں علوا عبارت اوسکی ہو کہ میدہ یا اٹہ ہوا گھی اور شکر اور گنے کے ساتھ پکایا جاوے خواہ اوسمیں میوہ کی ملوط ہوں یا نہوں وکلوا دام مایطبخ بہ الخبز اذا اختلط بہ تخالف زیت وعیلہ لذیذ وہ الفتیت لا اختلاط مالحبز اور ادام یعنی سالن وہ چیز ہیں روٹی ڈوبا کر اصطباغ خبز اوسوقت صادق ہوتا ہو جب روٹی کسی چیز سے ملوا وے نہ سرکہ اور دودھ زیتون اور نمک کے واسطے مگمل جاوے نمک کے مذہبین فتو اختلاط روٹی کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہو ہم شارح نے یہ رقم وقول کیا ہو تو اس سے ہوتا ہو کہ ادام کا روٹی کے ساتھ مخلوط ہونا ضرور ہو اور شک مشک ہیز ہو اوسمیں اختلاط کا مان جواب دینا کہ نمک حنطہ کے اندر مخلوط کر روٹی سے کھایا جاوے تو سالن کہلاوے اسپر صادق آتا ہو اللحم والبیض والجبن اور گوشت اور انڈا اور شیرا اور نہیں امام اور ابو یوسف کے نزدیک اسواسطے کہ گوشت اور انڈہ اور شیرا بھی بغیر نہیں جیسین روٹی ڈوبے کذا فی المتم وقال محمد ھو مایوکل مع الخبز غالبا بہ یفتی کما فی الملتقی عن المتاخرین اور محمد نے کہا کہ ادام یعنی سالن وہ ہو جو روٹی کے ساتھ اکثر کھایا جاتا ہو یہی قول امام محمد کا منقی ہو جیسا کہ بحوالہ الزاہدی ہو تہذیب تلاشی نے نقل سے ہم اور ہماری قسمی میں کہا کہ قول محمد کا اخوذ ہو اور محیط میں ہو کہ یہی فاتوی ہو اور فقیہ ابو اللیث نے بھی اسیکو لیا ہو اسواسطے کہ امام مراد ہو اسے ہے اور مراد مت بعضی موافقت کے ہو اور ہر چیز روٹی کے ساتھ کھائی جاوے وہ روٹی کے موافق ہو جیسے گوشت اور انڈہ اور اسکے مانند اسکے قول موجب قول منقی ہو گوشت اور انڈے ادام میں داخل ہیں کذا فی المتم وفیہ ضابط کل وعلا خالبا کمتمر وزبیب وسمن وعسل وبیض وبطیخ

وبقول وسائر الفقہاء کالمبسوط إذا کان في موضع یؤکل فیہ غالبا اعتبارا للعرف اور جو الراتق میں ہے کہ جو چیز تنابلہ آسیر میں کھائی جاتی ہو اکثر جیسے خشک انگور اور اخروٹ اور انجیر وغیرہ اور ترکاری جیسے سوکھی گاجر اور باقی میوہ جات ہیں ہمارے ہاں کے مکان میں الفتاوی اوام میں بیہ ہے کہ اکولات جہاں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہوں اگرچہ بار بار اشارہ نہ کرے وفی البدائع الدائم الجزء جزاہ فاکہۃ ویابسۃ تؤادم اور بہم ہیں جو کہ تر اور خشک میوہ ہوا اور خشک اوام ہو فرق ہو مسائل محمد شارحہ حاف ۱۲ وما یؤکل عادۃ فلیس بفاکہۃ وان یؤکل تداویا وما یؤکل تداویا فلیس بفاکہۃ حسکفیہ کل ذلک فاکہۃ الا الجوز فانہ یؤکل للادام وھذا ان یؤکل الادام وان یؤکل طعمۃ وزیادۃ فی الزعفران مرۃ فی الزعفران مرۃ عینیہ مسم کہ کسی ایک نے کہ گوشت اور دوسرے نے کہ پلاؤ اور تیسرے نے کہ کباب اور چوتھے نے کہا کہ نہیں سب سب چیزیں ہیں سو تینوں میں سے کسی نے اسکو کہا یا تو کوئی حانث نہ ہوگا سوا صاحب فلفل کے اس واسطے کہ سیاہ مرچ نہیں کھائی جاتی مگر بطور محلوط ہو کر اور یہ حانث ہوگا اور سو قسم ہو جب کہ مرچ کا مزہ معلوم ہوتا ہو اور زعفران کی قسم میں خود زعفران کے کہنا نہیں نظر آتا زیادہ کرنا چاہئے یعنی اگر زعفران کا رنگ نظر آ جائے تو حانث نہ ہوگا وفی لا یاکل لبنا فطبخ بہ یاکل اویشرب لا ینظر الی بقاء اثرہ اور جملہ اخل الیہ شیئا فحنث او اکلہ وظہر فیہ طعمہ حنث اور اس قسم میں کہ دودھ کھاؤں گا پھر دودھ کو جوش کے ساتھ پکایا یا تسمہ کھا لی کہ مثلاً دیکھ نہ سکا ہو اور اسکا ہاتھ یا ہونٹ یا اسکا کاسہ سر دیکھا اور حانث ہوگا اور اگر اسکا سر اور پٹھہ اور پیٹ کو دیکھا تو حانث ہوگا ھو الصحیح وما فی الکبری من انہ لا یحنث ھو المحیط سو مفتی اور محیط سو مفتی ہو کہ روایت توجیہ اور سزاوار ہے کہ دیکھنے سے ہوتی ہو پٹھہ کے دیکھنے اور سینہ کے دیکھنے سے بھی ہوتی ہو جیسا کہ ہے الحاوی اور اسی پر فتوی ہے کہ شارح کے کلام میں اور اسی پر ہے وفی المسح بیت قبل الید والرجل اور جو نہیں حانث ہوگا ہاتھ اور پاؤں کے چوتھے سے جو عرض علیہ الیمین فقال لا حلفت کان حالفا فی الصحیح کما فی الاصبہانیۃ وغیرھا قال المصنف ھذا ھو المشہور لکن فی فوائد شیخنا عن التاتارخانیۃ انہ ینعقد الیمین حالفا وھو الصحیح عرض ثم رجع ان سابقہ من التعالیق فی التاتارخانیۃ الشاھد بقول المرجع تعلیقا فیقول نعم لا یحنث وھو الصحیح عرض کی کسی ایک شخص پر یمین سوا دستر کھانا ہاں کو جب حانث ہوگا قول صحیح میں کہ فی الصیرفیہ وغیرہ اور مصنف شرح میں کہا کہ یہی مشہور ہے اکثر کتب فقہ میں یعنی یمین کا صحیح ہونا ہاں کہنے سے لیکن ہوا دستار کے فوائد میں یعنی صاحب بحر کے فوائد میں تاتارخانیہ سے منقول ہے کہ ہاں کہنے سے سوگند حانث نہیں ہوتا ہو یہی قول صحیح ہے پر صاحب بحر نے اسے تیسرے فریق کی کہ یہ جو تعلیقات فاضیوں کی کچہریوں میں واقع ہوتی ہیں کہ مثلاً یہ کہا کہ اگر دوم سے بطور تعلیق کہنا ہے اسلام پر کہ اگر تو نے چھ مہینے تک زید کا نفقہ نہ دیا تو تیری زوجہ مطلقہ ہے پھر زوجہ کہتا ہے کہ ہاں تو یہ تعلیق طلاق صحیح نہیں بنا پر قول صحیح کے علم معلوم ہوا کہ یمین جب کی تصحیح مختلف ہو لیکن ظاہر اعتماد ہوتا ہو کہ قول اول اصح ہو دلیل شہرت چنانچہ اسکی تائید آخر کتاب الیمین میں آوے گی والحدیث مسلم النعمان ۱۲ الاکل المداوف الا یقصد بہ التشہی کذا النعتی ولا یاکل الا یاکل الا ترین نصف ما الشیرین فی خلاف وعشاء وتحفۃ عشاء ھی یعنی اول روز کا کہنا عبارت ہوئی دریں کہ اسنے سے جس سے آسودگی معلوم ہو تو ایک وقت کہا جس نے ذیا عشا نابت نہ ہوگا اور اسی طرح تعشی یعنی آخر روز کہنا نہیں کہ مراد ہے آسودگی اور جس وقت ضرور ہے آدھی رات سو نیاوہ کہنا غذا اور عشا اور سحر ہیں ہم قدر عبارت ہوا دل روز سے اور عشی آخر روز سے اور سحر آخر شب سے اور خبز اور لقمۃ اول و ما دل روز کے طعام کو کہتے ہیں اور عشاء ولقمۃ اول و ما آخر روز کے طعام کو بولتے ہیں اور سحور لقمۃ اول آخر شب کے طعام کا نام ہے فی وقت خاص ھو کما بعد طلوع الفجر کذا فی الجوہرۃ عن الخلاصۃ عند طلوع الشمس قال ویبنغی اعتمادہ للعرف ذا فی الظہیریۃ واھل مصر یتسحرون فطورا الی ارتفاع الضحی کما ذکرہ فیہ حل وقت الغداء فیعمل بہ فہو قلت وبذلک افتی اھل الشام الی زوال الشمس نعتی عبارت ہے وقت خاص میں کہ اسلئے ہے اور وہ وقت خاص بعد طلوع ہونے فجر کے آفتاب کے بلندی تک اور بحر الرائق میں خلاصہ سے منقول ہے کہ ابتدا وقت طلوع شمس سے ہے کہا صاحب بحر نے کہ روایت خلاصہ کی لائق اعتماد ہے لیکن مصنف شرح المنافع میں آنا زیادہ بیان کیا ہو کہ اہل مصر کہا

طعام کو مطلق کہتے ہیں یعنی طلوع آفتاب سے ڈیڑھ پہر دن چڑھنے تک یہ اس کے بعد ظہر کا وقت داخل ہوتا ہے تو مصریوں اور مکہ والوں کے موافق عمل کرنا چاہئے شام کہتا ہے اور اسپیطر اہل شام ظہر اور مشد کا وقت بیان کرتا ہے کہ ہمارے اہل ہند بعد طلوع کے طعام کو نہاری کہتے ہیں اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک کے طعام کو ڈنگا کہتا ہے کہ اکثر پہر دن چڑھنے کے بعد ہوتا ہے تو گویا یہ ان لوگوں کا عادۃً ہے یا اہل بلد کا عادۃً غذا ہے جو کہ عالب ہے اہل شہر طیر اپنی عادت کے کہا ہے جو دن وصل کل بلدۃ ما فانہ اھلھا حتی لو سمع بشرب الذین بحنت البلد والحضر ذیلیہ اور ہر شہر میں اول روز کے کھانے سے وہ کھانا مراد ہے جو دن کے لوگوں میں رائج ہو یہاں تک کہ اگر حالیو روزہ پینے سے آسودہ ہو جاوے گا تو صحرائی اور عادت ہو گا نہ شہری کذا فی شرح الزنبی ھم اسود اسطرح مرو کے بھرائی آدمیوں کی غذا کدو روسے اور دمان کے شہریوں میں سیر عادت نہیں اور اسپیطر ہندی آدمی اگر کھجور سے پیٹ بھر لیگا تو عادت نہ ہوگا

(عیب ہم عرف کے والتثنیہ منہ ای الزوال وفی الجرس الا سبیجابی وفی عرفنا وقت العشاء بعد صلوٰۃ العصر قلت وھو فی عرف الشام نصف اللیل او نصفی یعنی آخر روز کا کھانا آفتاب ڈھلنے سے ہے آدھی رات تک اور بحر الرائق میں اسپیجابی سے منقول ہے کہ ہمارے عرف میں عشا کا وقت بعد نماز عصر ہے شام کہتا ہے اور یہی بھرہ اور شام میں عادت ہے ھم اور اہل ہند میں عشا اکثر سترہ گھنٹے کے بعد ہے ۱۲ مدرات گذرنے تک معمول ہے والسحور ھو الاکل بعد نصف اللیل الی طلوع الفجر اور سحری وہ کھانا ہے جو آدھی رات کے بعد سے طلوع آفتاب تک قال ان اکلت او قال ان شربت او لبست او نکحت او رفعت لک عبدک حرفی وھی معینۃ انا حر ان اکلت او قطعا سئل ابو یوسف قال اصلا لا یحنث حتی یاکل اکل شیء وقیل یؤمر فان قال لولی کل الا طعاما وکل عباد العالم حنث اصلا لانہ یحتمل کلا لانہ یکنا یعنی اگر کسی شخص نے کہا کہ ایک شخص نے اگر میں کھاؤں یا پیوں بولا کہ اگر میں پیوں یا سیئوں یا نکاح کروں اور غیرہ اس قول کے جس میں فعل کے ساتھ مفعول نہ کہا ہو تو میرا غلام آزاد ہو اور نیت کی قائل ہے کہ میں چیز کی یعنی روٹی کے اکل میں اور دودھ کے شرب میں اور دنبی کے لبس میں مثلاً تو اسکی ہر گز تصدیق نہ ہوگی نہ دیانۃً نہ قضاءً تو حانث ہو گا ہر چیز کے کھانے اور پینے سے اسواسطے کہ نیت کرنا بدون مفعول کے صحیح نہیں اور بعضوں نے کہا کہ دیانۃً اسکی تصدیق ہو گی جیسا کہ قول مذکور میں اگر مسمیٰ کھانوں اور سارے عالم کے یا جنس کھانے کی نیت کرتا تو ملا خانہ تھا تو صحیح ہے بسبب نیت کرنے اپنے کلام کے متعلق کو یعنی فعل میں عموم تو ثابت تھا اور مسکر اور جسنے ارادہ کیا لمنافیت عموم کی مسکر کی بخلاف تعیین کی نیت کے ولو حلف لا یاکل طعاما او شربت شرابا او لبست ثوبا فدین اذا قال حنثت شیئا دون شیء لانہ ذکر اللفظ العام القابل للتخصیص لانہ نکرۃ فی سیاق الشرط فتعم کالنکرۃ فی النفی اور اگر فعل مذکور میں مفعول کو ملا دیا یعنی یوں کہا کہ اگر میں طعام کو کھاؤں یا میں کسی چیز میں یا کپڑا پہنوں تو دیانۃً اسکی تصدیق ہو گی جبکہ قائل یوں کہے کہ میں نے مطلق طعام سے روٹی کا ارادہ کیا تھا یا گوشت کا اسواسطے کہ اوس نے لفظ عام کو ذکر کیا ہو قابل ہے تخصیص کے اسواسطے کہ نکرہ واقع ہوا ہے سیاق شرط میں تو عام ہو گا جیسے نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے ہم شرط منفعت میں حلف نفی ہو ہوتی ہے تو حالف کا یوں کہنا کہ ان لبست ثوبا فما اعمرنی لا البس ثوبا کسیطرح تو لیکن یہ تاویل خلاف ظاہر ہے لہذا تاضی اسکو قبول نہ کریگا کذا فی فتح القدیر ولا یصل ان النیۃ اضافۃ الصفۃ فی الملفوظ بہ فی تلک الیمین فصل الخرص والمساکنۃ وتخصیص الجنس کھشیۃ او دیۃ لا الصفۃ کتوبۃ او بصفۃ فتح اور تاتمہ کہ یہ مسائل مذکورہ میں یہ ہے کہ نیت صحیح نہیں ہوتی اگر ملفوظ میں نہ ہو تین صورت میں بدون ملفوظ بھی نیت صحیح ہے تو دیانۃً تصدیق ہو گی خرد برج اور مساکنت کے فصل میں اور تخصیص جنس میں جیسے مثلاً عورت نہ صفت میں جیسے کوئی یا بصری عورت کذا فی الفتح یعنی اگر قائل نے کہا کہ اگر میں نہ کھاؤں یا زید کے پاس نہ رکھوں تو غلام آزاد ہے پہر اوسنے خروج سے سفر کی نیت کی اور مساکنت سے ایک کوٹھری میں رہنے کی نیت کی تو صحیح ہے اسواسطے کہ خروج چند قسم ہوتا ہے سفر کے واسطے اور غیر سفر کے واسطے اور مساکنت بھی کئی

کی ہوتی ہے یعنی ایک کوٹھری میں ساتھ رہتا ہو ایک گھر میں یا ایک شہر میں اور فعل محمل ہے تنزیل کا تخصیص کا اور بیطرح اگر اوسنے حلف کیا کہ عورت سے نکاح نہ کرونگا اور اوسنے وحشی یا عربی عورت کی نیت کی تو صحیح ہے اور بیطرح اگر اوسنے کہا کہ عورت کی تو تخصیص جنس کی بعض اقوام سے کی اور اگر شامل نہ کرے نہ عربی اور نہ بصری عورت کی نیت کریگا تو صحیح ہوگی اسطرح کہ کوفی اور بصری ہر ایسے صفت ہو عورت کی اور حالانکہ صفت مذکور نہیں تو تخصیص صفت کی بنا پر کہ صفت صحیح ہوگی کہ کوفی الظہار یا تخصیص العام تخصیصاً بیانیاً فاذا قال لکل امرأۃ آتزوجھا فھی طالق فقال نویت من بلدان کذا لا یصدق قضاءً کذا من غیر فراھم انسان فلما حلفہ الخصم حاشا بہ یفتی خلافاً للخصاف یعنی کہ تخصیص لفظ عام کا صحیح ہے دیانۃً نہ بالاجماع تو اگر دوسرا کہے عورت سے میں نکاح نہ کرونگا بدون وصف مطلقہ ہو پھر اوسنے کہا کہ میں نے عالم شہر کی عورت کی نیت کی تھی نہ غلانے شہر کی تو قضاءً اوسکی تصدیق نہ ہوگی اسواسطے کہ تخصیص خلاف ظاہر ہے اور بیطرح جیسے ایک انسان کے امر بعصیت کے پھر جب وہ عدی نے اوسکو عام تسم دلائی تو اوسنے خاص کی نیت کی بھی قول منفی یہ ہے کہ تخصیص عام کی دیانۃً صحیح ہوتا قضاءً بخلاف خصاف کے کہ اوسکے نزدیک تخصیص عام دیانۃً اور قضاءً رُو نو ظاہر درست ہوگی معنی کی قسم سے طلاق کی قسم مراد ہو اسواسطے کہ خدا کے قسم میں قاضی کا حکم جاری نہیں چنانچہ شارح بیان کریگا صورت قسم یعنی کی یوں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے راہ میں مثلاً چین سے آتے ہی سے دعوی کیا اوسنے عالم قسم لی بیطرح کہ اگر میں نے تیرا مال غصب کیا ہو تو اوسکی عورت کو طلاق ہے پھر اوسکا غصب کرنا ثابت ہو گیا ہو اور اوسکی عورت نے قاضی کے پاس الش کی اپنی طلاق واقع ہونیکی تو زوجہ نے تخصیص عام کو لوٹا دیا یعنی کہا کہ میں نے قسم کے وقت مال سے رسنا کی نیت کی تھی تو درمیان کی تو طلاق واقع ہو تو قاضی اسکی تصدیق نہ کریگا اور خصاف کے نزدیک قاضی کو تصدیق کرنا چاہئے کذا فی الظہیریۃ وقولہ لو الیمینہ متعلق بقولہ لم یقبل اما لو حلفہ الخصم فلا بأس بہ اور لو الیمینہ ہو اسے کہ جو حالف کو ظالم قسم دلاوے اور وہ خصاف کے قول پر عمل کرے تو کیسہ صفا اللہ نہیں ہم طرف ہوئے کہا کہ یہ مشکل ہے کہ اگر خدا دیانۃً مراد ہو تو خصاف کے قول کی کچھ خصوصیت نہیں ظاہر الروایت میں بھی تخصیص عام کو دیانۃً صحیح ہے اور اگر اندقضاءً اور ہو تو بھی کچھ دیانۃً نہیں اسواسطے کہ حالف کا اندقضاءً بقول خصاف اور بمعنی ہو جو اوس صورت میں ہے کہ مدعا علیہ کا فاعل حالف ہو اور اگر قاضی کو فاعل اوسکا قرار دیکر تو اوجود یکہ قولہ لو الیمینی کی عبارت میں قاضی مذکور نہیں اور پریشانی ضمائر کی اسطرح ہے تو یہی قاضی کو حکم کرنا بقول ضعیف جائز نہیں لیکن خلاصہ میں ہے کہ اگر حالف مظلوم ہو تو خصاف کے قول پر فتوی ہے تو اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فاعل اندہ کا منفی ہے یعنی اگر مظلوم منفی ہے پھر ہے تو منفی کو جائز ہے کہ بقول خصاف فتوی دے لیکن اوسمیں بھی خلاف ہے کہ منفی کو فتوی دینا لدیانت بھی جائز نہیں اور معلوم ہو چکا کہ تخصیص عام کی دیانۃً صحیح ہے قول خصاف کی کچھ خصوصیت نہیں پھر صورت یہ ہے کہ اگر طلب سے واللہ سلم وقال الشیخ الحالف لو حلف بطلاق او عتاق ولکذا بامہ او مظلوماً او ظالماً فالمستحلف او فعنداتی کہا ہے کہ باختیار اسواسطے حالف کے حلف اگر طلاق اور عتاق کا حلف ہو اور بیطرح حلف باللہ کی نیت میں اوسکو اختیار ہوا گر حالف مظلوم ہو اور اگر حالف ظالم ہو تو یمین باللہ میں حلف لیغو اور الیکی نیت معتبر ہے ہم ظہیریہ میں ہے کہ ایک شخص نے قسم دلائی دوسرے شخص کو سو اوس نے قسم کھائی تو اوسکا قسم سے مقصود کے سوا اور نیت کی تو اگر طلاق اور عتاق کی یمین ہے تو حالف کی نیت معتبر ہے خواہ حالف ظالم ہو یا مظلوم اور اگر یمین باللہ ہے تو اگر حالف مظلوم ہے تو اوسکی نیت معتبر ہے اور اگر حالف ظالم ہے تو مستحلف کی نیت معتبر ہے طرفین کے کہا ہے اوس صورت میں جو حلف کیا شئے پر قسم ہو اور نیت سے مراد دیانت کی نیت ہو نہ قضاءً کی ولا تعلق القضاء بالیمین باللہ کچھ تعلق نہیں قاضی کے حکم کو خدا کی قسم میں ہم طرفین کو کفارہ یمین کی امید ہے اوسمیں جو الصب نہیں تاکہ وہ حالف کی قاضی کے پاس نالش کرے اور یہ مطلب نہیں کہ یمین باللہ کو دار القضاء سے کچھ علاقہ نہیں اسواسطے کہ جب مدعی کے گواہ نہوں تو قاضی مدعا علیہ سے خدا کی قسم لیگا کذا فی الظہیریۃ وقولہ ولا یحنث فیہ الکرخی وھو ما یحلف فیہ المکرہ صیانۃ لہ عن الکرہ صیانۃ لہ عن الحنث بمن فر لحق منہ لو حنث قسم کھائی گئی تو پھوٹا اوس شئے سے یعنی مسمی مذکور

پینا ممکن ہے پانچ دن نہ پیا تب تو یمین اس کی اور حسین ٹوٹ گئی اگر مرنا کھانا پینا اس سے مانع نہیں ہے اور شاکر ہے گا دخانہ نہ ہو گا وفی البحر عن الظہیریۃ الکرم لا یکون الا فی الماء العذب الحلو الموجود فی الماء الملح فی القنساۃ عن الکشف لہ لیس بشرط اور بحر الرائق میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ کرم صحیح نہیں ہوتا گر عمدہ میٹھے کے پانی میں لیکن مسعودی میں کہ منقول ہے کہ کرم میں پانی کے اندر گہرائی شرط نہیں ہے کرم نخلہ میں اس سے عبارت ہو کہ اپنے شہد سے پانی لے پانی کے موضع سے اور اصل کرم حافر میں ثابت ہو کر وہ بدون اور حال اپنی اکارم کے پانی میں سیر پینا غالب ہو کہ کرم ان میں مستعمل ہو اجب کہ وہ پانی میں ٹوٹ ڈالکر جاکر کی نہ ہے اگر پانی میں پانوں تک لے کنواں المنع الاکرم جمع کرام بالضم سے ہو بخلاف من ماء جرۃ فیضت ولغیر الکرم ایضا بخلاف اس قسم کے کہ وعدہ کا پانی نہ پیئے گا تو حانث ہو گا بدون کرم کے بھی یعنے برتن سے جو یمین دینا کہ لا یشرب فیہ الکرم کالجرۃ والخشب بالشرب باناء مطلقا سواء قال الا بارد او من ماء البلد او لم یقل للخانیۃ اور حسین ٹوٹ ڈالکر پانی پینا نہیں ہو سکتا جیسا کہ کنواں اور بڑا پانی تو برتن میں ہر طرح حانث ہو گا ہو یا جاری کہ لا یشرب من البئر کما ہو الا یشرب من الدلو ہو لا ہو بسبب حسین ہو جانے قسم کے جب ٹوٹ ڈالکر پانی پینا متصور نہ ہوا تو حانث متعین ہو گیا یعنے برتن سے پینا ہوا اور پانی نکالنے کے لئے کہ وہاں حقیقت حاصل ہے یعنے ٹوٹ ڈالکر پینا اور دریہ نے حقیقت کے مجاز کی کیا حاجت ہے جب کہا ہو مسئلہ بڑا مشکل ہے جسکو مشہور اور گولی بھی بولتے ہیں اور فارسی میں خم کہتے ہیں طحطاوی نے کہا کہ کنواں اور خم سے مراد دریہ کہ لباب پانے سے بہتر ہوں دالا شبہ ٹوٹ ڈالکر پانی پینا متصور ہو گا ولو لم یکسر الکرم فیہا یحانث ای الکرم کما یحنث ولا صح لعدم العرف اور اگر حالف نے بشکل ٹوٹ ڈالکر اوس میں سے پانی پیا حسین کرم نہیں حاصل ہوا مثلا کہ کنوئیں میں اتر کے کرم کیا تو حانث نہ ہو گا قول اصح میں جیسے مرکب امکان تصور البر فی المستقبل شرط انعقاد الیمین ولو بطلانی وبقاءہا الا لایمن من تصور لا صل التعقد فی الحال اور اگر الکرم ثوب حریر علیہ محکوم ہو تا تصور کا زمان مستقبل میں شرط ہے یمین کے منعقد ہونے اور اوسکے باقی رہنے کی اگرچہ بطلانی کی یمین ہو اوسکے لئے کہ اول تصور اصل کا ضرور ہے تا یمین منعقد ہو اصل کے کہ اگر مقام کے قرین یعنی کفارہ کے حق میں ہو جیسا کہ مصنف نے اس جزء میں اپنا اگلا قول متقدم کیا ہم متصور ہو اذا تم قسم کھانے سے یہ ہو کہ قسم کو قائم رکھے اور پورا کیجئے اور کفارہ دینا مقصود اصلی نہیں ولہذا یمین خوش اور حسین لغو میں کفارہ واجب نہیں اور کفارہ تو حنث یعنی قسم توڑنے سے واجب ہوتا ہو پر جب یہ یمین یعنے قسم کا پورا کرنا محال ہوا تو حنث بھی محال ہو گا اسواسطے کہ ترک نہیں ہو سکتا مگر اوسی چیز میں جسکا وجود ہو سکے کذا فی الظہیریۃ عن الخلیفۃ فیخلف کما شرن ملخصا الکوم الیوم ولا ماء فیہ او کان فیہ ماء وحبہ ولو بفعلہ او بقضیہ فی یومہ قبل اللیل والخاص یمینہ عن الوقت ولا ماء فیہ لا یحنث سواء حلف وقت الیمین ان فیہ ماء او لا فی الاصح لعدم امکان البر اور اس قسم میں کہ والد اس کوزہ کا پانی میں آج مقرر ہیوں گا اور حالانکہ اوسمیں پانی نہیں یا اوسمیں پانی تھا مگر گر گیا یا گیا اگرچہ حالف کے فعل سے گیا ہو خود کر دے کسی کے ڈھلوے سے گر گیا اوسمیں ہیں رات سے پہلے اوسمیں مطلق ہو لینی اوسمیں وقت کی قید نہ لگائی اور حالانکہ کوزہ میں پانی نہیں تھا نہ حانث ہو گا بسبب عدم امکان بر کے ہو اجب کہ قسم کے وقت کوزہ میں پانی ہو سکتا ہو اور سکو علم ہو یا نہ ہو قول اصح میں ہم جس صورت میں کہ کوزہ میں پانی نہیں تو انعقاد یمین کی شرط ابتدا سے نہ پائی گئی اور پانی کا گر جانیکی صورت میں بقا کی شرط حاصل ہوئی ولہذا الحاق وکان فیہ ماء فضیعت لوجوب البر فی المطلقۃ کما قدمنا وقد فاتت بصنعہ اما المؤقتۃ ففی آخر الوقت اور اگر حالف نے یمین کو مطلق کہا ہو ذکر یوم یعنی یوں قسم کھائی کہ والد اس کوزہ کا پانی پیوں گا اور قسم کے وقت اوسمیں پانی نہ تھا ہو اور حانث ہو گا بسبب واجب ہونے بر کے یمین میں مطلق میں بجز فوت ہونے بر کے قسم کھانے سے اور پورا کرنا قسم کا پانی گرانے سے فوت ہو گیا اور یمین موقت میں تو وجوب بر آخر وقت یمین ہوتا ہو لہذا پانی گرانے سے قبل از یمین یمین موقت میں حانث نہیں ہوتا وہذا الاصل فروعہ کثیرۃ منہا ان لو حلف لا یشرب من البحر حنث لو شرب من ماء البحر العذب الذی فیہ

فی ملکہ ہے اور اسکی یعنی امکان رجعت کی بہت ذرو نہیں اذا انجد یہ ہے کہ زوج نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو کل صبح کی غارۃ پڑ لیگی تو تو رجعی ہے یعنی طلاق تو بقول اصح زوجہ حائضہ ہوگا زوجہ کے حائض ہونے سے صبح کے وقت اسر اسطر کہ حالض سے نماز پڑھنا صحیح کریمت فرضاً ممکن نہیں وضمناً ان لو قوعی اللہ الذی احتدیہ مرتکبہ فانت طالق فاذا الا بتاً فی کیسہ لرتطلق لعدم تصور البتہ اور اذا بجد یہ ہے کہ زوجہ نے زوجہ سے کہا کہ اگر وہ دینار نہ پھیر یگی جسکو تو نے میری تحیل سے لیا ہے تو تو مطلقہ ہے اور ناگہاں وہ دینار زوج کی تحیل میں ہو تو زوجہ مطلقہ نہ ہوگی کما یجب علم تصور کے یعنے پھیرا ہوں یعنے نہیں ہرا وضمناً ان لو تقتینی حقہ اتی الیوم فانت طالق وقال ابو ھارون وھبیبہ فانت طالق فالصلیۃ ان تشاوری منہ بھما قرباً ملفوظ فا تقضیہ فاذا مضی الیوم لم یحنث ابو ھارون لم یطلق وقالا الزوج لم یحنث فاعن الشبہ فی قولہ الفرد الستوطر المکرہ الیکم ثم اذا اردت الرجوع فانت طالق بخیار الرؤیۃ اور اذا بجد یہ ہے کہ زوجہ نے زوجہ سے کہا کہ اگر تو اپنا مرد جو مکان تو ہبہ کر گی تو تو مطلقہ ہے اور زوجہ کے باپ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ اگر تو اپنا مرد اپنے زوج کو ہبہ کر گی تو تیری طلاق ہو تو ہبہ کرنا کسی مخلصی کی وجہ سے کہ زوجہ اپنے اوپر سے اپنا کپڑا اتار کر اسکو بیچنے کے لئے پردہ میں لے گئی اور اسکو فروخت کر لیا یہ ہبہ ہے اور زوجہ کا باپ حانث ہوگا لیکن اسکو ہبہ ہے اور زوجہ اور اسکا مالک تو ہبہ کرنا ہوگا ممکن مرا پر ہبہ ہے کہ زوجہ رجوع کا قصد کر کے یعنی ابطال بیع چاہے تو کپڑا کو لیکر ہبہ یا رویت کے پھیرو تو تو مرد اسکی طرف سابق زوج پر لازم الادا ہو جاویگا طلاق کے ذریعہ سے نقل کیا کہ کپڑا قبضہ کر لینکی نسبہ اتفاق ہے اسر اسطر کہ اگر قبضہ ہوگا تو بھی حکم ہے اور قریب ملفوف خرید کرنے کا فائدہ یہ ہوتا بھیرا خیار رویت ہو ممکن مرا صحیح ہے جدید زوجہ اور بقاعدہ کے شرع نقل کرتا ہے اذا بجد یہ ہے کہ قسم کھائی کہ زید کو آج قتل کر یگا پھر زید قبل وقت دن کے مر گیا یا قسم کھائی کہ آج اس رونڈی کو کھا ویگا سورات ہونے سے پہلے اسکو کوئی کھا گیا یا قسم کھائی کہ دودھ کو نہ پیا یگا یا دودھ سے بات نہ کریگا یا اجارت خالد کے پھر خالد مر گیا اور حالانکہ زید کو مرا یا ہمارا یا کلام کیا تو حانث ہوگا اسر اسطر کہ اجازت خالد کی بعد موت کے ممکن نہیں تا قسم کھائی کہ آج اس بات کا حکم اس گھر میں سود ہو تو موت اور سکو مطلقہ ہو اور حالانکہ وقت حلف صحیح ہو چکی تھی اور اسکو فوت نہ ہوا تو حانث ہوگا اسر اسطر کہ شرط حلف پایا گیا سنت کی فرض ہے سواب منصور نہیں کذا فی الظہیریۃ عن الجوزقی کیف والیہ یدل ان السماء (وانی لاظن ان شھر الحرم خمس حیث قال الامکان الا بتوحقیقۃ توحیث قال الی حادثۃ ولو وقت البیان لم یحنث مالم یقبض ذلک الوقت اور اسی قسم میں کہ والد مقدر جو مر گیا آسمان یا والدہ مقدر اس مر کر مرا کڑا ہوگا فی الحال حانث ہوگا لیکن ہونے پر کہ فی الحقیقت ہو جانے حانث ہوگا لیکن جاتے ہیں صعود اور تقلیب سے بنابر فارسی اور اگر یمین کو کسی وقت کی موقت کرے گا تو موقت ہوگا وقت ہو وقت گذرنے پر حانث ہوگا اسر اسطر کہ آسمان کا چڑھنا فی نفسہ ممکن ہے اسر اسطر کہ اگر اوپر جانا یقین ثابت ہوا اور سیطلع منہ کا سننا ہو جانا بتحویل الی الممکن ہے مشکلین کے نزدیک پر حسب ممکن ہوا تو یمین منعقد ہوگی لیکن چونکہ بنابر عادت کے انسان صعود اور تقلیب سے عاجز ہے لہذا قرار حانث ہوگا بنوں مستدل کرنے کہ اسر اسطر کو کہ بصورت پانی نہ ہونیکے وہ پانی جو قسم کے وقت کوزہ میں ہر ممکن نہیں کذا فی ہم الدرایہ فی حدیث القضاء قال الا تراہ انہ لو حلف لیصعدن الی السماء ھذہ اللیلۃ فانت طالق لکان ینبغی ان لا یحنث لانہ لا یقدر علی ذلک فلیقدر لہ تعالی فلیصعد فی السبب الی السماء ای سماء البیت الباقی والظاہر خروجہ منہ فاعد ای متسببا عن فاعد فی الآیات اور کتاب حیرۃ الفقہا میں مذکور ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں آجکی رات آسمان پر چڑھوں تو تجھکو طلاق ہے تو وہ بسکھنے طلاق نہ واقع ہوگی یعنی بہ تعذر کے کہ سیڑھی لگا کر کسی نے اوپر سیڑھی پر سے اپنی گھر کی چھت پر چڑھ جاوے سے بدلیل قول حق تعالے یعنی چاہیے کہ رسی تا نے طرف آسمان کے مراد تمہارے اس آیت شریف میں گھر کی چھت ہے یعنی سما کا اطلاق قرآن مجید میں چھت پر آیا ہے لو گویہ چھت پر چڑھ جاویگا تو حانث ہوگا انتہائی نے کہا اور ظاہر ہے خروج اس حیلہ کا مبنی یمینوں کے تابعہ سے یعنی بنا رسین عرف پر ہے۔ اطلاق قرآنی پر جنانچہ اول کتاب الیمین میں مذکور ہو چکا ہے تو

جب یہ مسئلہ عدم موت کا کھلا اور اسنے بار بار کہنا قاعدہ چھوڑا کذالک المحلوف لیقتلن فلانا ما یموت الذی حلف قبله بعد انشاء الله تعالیٰ فیحنث اور بسبب اس کے ہر ساعت ہر گھڑی بہ مجرد اس کے کہ اس کے منہ سے نکلے کہ فلانے شخص کو قتل کرونگا اور کسی موت کو جان کی اس اسطرح کہ ممکن ہو قتل اور اس پر کے فیحنث اور بسبب اس کے حکم ہے انقاد اور دست فی الحال کا اگر قسم کھائی کہ فلانے شخص کو قتل کرونگا اور کسی موت کو جان کی اس اسطرح کہ ممکن ہو قتل اور اس پر کے بعد زندہ کرے اسکو حق تعالےٰ کے ہر ساعت ہر گھڑی بسبب عجز عادی کے واذا لم یکن احد الامرین ممکنا یعینه حلف بالله کان یمینه علی انه لا یفعل احدهما لا کمسئلة الکوز وکقوله ان ترکت مسئلة السماء فعبدی حر لانها لا یصل الیها احد فیحنث بالترک لا یصل الیها احد فیحنث بالترک اور اگر اس شخص کی موت کو نہ جانتا ہو کہ توحانث نہ ہوگا اور اسکے قتل کی قسم کھانے سے اسر سئلے کے حالانکہ اپنی قسم کو معتقد کیا اور حیات ہو جو اسمیں تھی اور فعل کی نہایہ موت کے متصور نہیں بالغرض اگر اللہ تعالےٰ نے اسکو زندہ بھی کیا تو یہ زندگی نہیں کہ بہ تسلیم واقع ہوئی تو یہ مسئلہ عدم امکان میں مسئلہ گزرہ کی مثل ہوا اور نہ اس قول کے موافق اگر یہ آسمان کا ہونا چھوڑ دیں تو اور کا غلام آزاد ہے اسواسطے کہ ترک متصور نہیں اور غیر متصور میں لیمین جب آسمان کی جو متصور نہ ہے باہر ہوا تو یہ یمین کا محل فوت ہوا اور غیر متصور سے عدم قدرت عارض مراد ہے کہ فی الطحاوی حلف لا یکلم فلانا اور هو میت فاذا هو حی فکلمه فانه یحنث لو کان المحلوف علیه فی حیاته فاذا هو میت فکلمه لا یحنث لو کان المحلوف علیه فی حیاته فاذا هو میت فکلمه لا یحنث فلو لم یقف علی ذلک حتی کلمه حی فی المثال الاول میت فی الثانی اور اگر اس قسم کھائی کہ شلاً زید سے کلام نہ کرونگا پھر اوسکو پچھڑا ہوا دیکھا اور وہ مرتا تھا سو اوسکو چھوڑا تو حانث ہوگا سو اگر اوسکے پکارنے سے بچا کا تو حانث نہ ہوگا یہی قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یہ قسم بشرط عدم قدرت ہے یعنی قول امام سے اور غیر مختار قدرت درسی کا قول ہے یعنی بالفاظ خراطین حتی کی ولو مستیقظا حتی یحنث لیکن ہم بشرط الفصل له عن الیمین فلو قال موصولا ان کلمتک ماشاء الله او الا ان یشاء الله او الا ان یبدو لی او الا ان یأذن لی فلان فکلمه لا یحنث لان الاستثناء یمنع انعقاد الیمین فلو قال موصولا ان کلمتک ماشاء فلان فکلمه بعد ما مات فلان

فوجب تامل کیجئے تو سمجھ میں آیا کیا امام نے پہر فرمایا اور مخصص موصوف صاحب مراد تھے کیا فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ لفظ ہے یا نہیں
کر سوال مکرر پوچھئے اور دوسرا کہ پوچھے تو اسکا جواب کیا ہے کہا تم کو معلوم ہے کہ نہیں ہے کہا نہیں جانتا کہ وہ لفظ ہے یا نہیں ہے
اگر لا الحاکمہ سے متعلق ہے تو یہ معلوم ہے کہ تجھے تین بار کلام کرنا ہوگا اول امام یہی سمجھے لمذا فرمایا کہ پہر کہا ہوا یعنی حالف نے تین بار اسی قسم کا کلام کیا اور اگر انمات مراد کہ تامل سے متعلق کیجئے تو مطلب یہ ہوگا کہ تجھے کلام مکرر کرنا ہوگا سوال ہے محمد کو یہی مقصود تھا لمذا جواب میں کہا کہ تامل کر کے جواب دیجئے پوچھئے کی کیا حاجت نہیں پہر امام نے مقصود سوال کا رد نہ کیا اور فرمایا کہ لا الحاکمہ کو تین بار کہنے سے وہ بار بار حانث ہوگا اور اسطرح کے انکار کہنے سے تین منعقد ہوتی اور دو سری بار کہنے سے ایکبار حنث ثابت ہو ۱۲ اور تیسری بار بولنے سے وہ بار حنث ہوا اور ظہر حسنا کہ اسوجہ سے مکرر معلوم ہوا کہ عدم تامل مجیب پر دلالت کرتا ہوا اور صحیح کہنا اسوجہ سے مکرر معلوم ہوا کہ علم سائل پر دلالت کرتا ہو یعنی سائل کو مسئلہ معلوم تہا لیکن امتحان کے اسطور سوال کیا اور چونکہ حالت طفلی میں یہ گفتگو ہوئی تو اسمیں محمد بن حسن کی بے ادبی اور شرم چشمی ثابت نہیں ہوتی اور سلطہ لا یکلمہ الا باذنہ فاذن لہ ولیتکلموا الا باذن کلمہ حتی لا یشتق الاذن من الاذن فلیتدبر العلم
یا قسم کھائی کہ اوس سے کلام نہ کریگا مگر اوسکے اذن سے سوا اوس نے اذن دیا اور حالف کو اوسکا اذن رضا معلوم ہوا اور اوس سے کلام کیا تو حنث ہوگا بہ ایں طور کہ اوس سے کلام نہ کرنا مگر اوسکے اذن سے اور اذن بمعنی اعلام ہو تو اذن میں علم مشروط ہوا ہم اشتقاق سے ثبوت شیٔ پر ہوا ہم اوس سے کلام کیا تو حانث ہوگا بہ ایں طور کہ اوس نے اذن دیا اور حالف کو اوسکا اذن رضا معلوم

تو جو کچھ کتابت سے ہوا گویا ان اخبرتنی او اکتب الی فلان انہ طالق والکتاب کالخطاب کہ اگر تو مجھ کو خبر کرے یا اعلام کرے یا کتابت سے اطلاع دے تو ایسا ہے جیسے تو مجھ سے کہے کہ اگر تو صدق ہو اور کذب سے بچے یعنی اعلام اور اخبار مخاطب کا صدق ہو اگرچہ بہ صورت غلام از روئے ولو قال ان بقی وجہہ وخرج علی الصدق خاصۃ لانہ فی الصادق الخیر بنفس الکلام وانما یجب البر عند الاصول وراس یوں کہا کہ اگر تو مجھ کو قدوم فلانی کی خبر کرے گا تو یہ اخبار صدق پر مخصوص ہوگا اور مسئلہ کبار جارہ الصادق خبر بنفس قدوم کا فائدہ دیتی ہے چنانچہ اصول کی کتاب میں منتہی ہے کہ حقیقی کیا ہے؟ جارہ کی بحث میں ہے جب کہ ہے موضوع ہو جو جب وہ قدوم کے لفظ سے آئی تو یہ مطلب ہوا کہ قدوم ہو سے لائی جارہ اور یہ طلاء یقع فی الحقیقۃ قدوم کے نہیں ہو سکتا لہذا اخبار بالکذب اسین مراد نہیں ہوتا مگر المطلاع نے کہا کہ ان اخبرتنی ان فلانا اتی من مکان ہو جارہ مقدمہ ہے اور مسئلہ کو مذف جارکا ان کا ساتھ منصوب ہو جاتا ہے کہ وہاں یہی اخبار یا الکذب سے حاصل نہیں ہوتا ہے کہ ان کذبت فقدوم فلان کاذبا سیجئ فی الباب الیمین اور سیطرح فقد قدوم پر جملہ مخصوصہ میں ہے اس شکل میں کہ اگر تو کہا کہ اگر تو نے خبر دی قدوم فلانی کی کہ وہ آیا ہے اگرچہ اس نے نہ آیا ہو اور مجھ سے بیان کیا ہو اسی طرح فقد قدوم فلان کاذبا سیجئ فی الباب الیمین اور اگر تو کہا کہ اگر تو نے خبر دی مجھ کو کہ فلانے نے مجھ کو سلام کہا ہے اور تو نے اس کا سلام نہ پہنچایا ہو اور اس نے تجھ سے کہا ہو کہ میرا سلام فلانے کو پہنچا دینا اور تو نے

خبر نہ لایا جیسے ان کا مشرم کہنا کہ تم پر اگر شیخ بخت کا تردد کرنا لازم نہیں باوجود مخالفت عربیت کے اور تنبیہ کے قول پر قیاس کر کیا گیا ہے ورنہ درس کا القاء یعنی شاگرد کا پڑھانا بھی کلام میں داخل نہیں تھا۔ بڑھنے کے بغیر عربیت کے موافق قیاس نہ کور ہے اور یہ ہوا ہو چونکہ فہم القدیم من یعنی شنیدن بہتر از دیدن سے ثابت ہوگا اس واسطے کہ مشکوم منظوم ہے انتہی کلام الفتح تو غیر منظوم سے بطریق اولیٰ حانث ہوگا تو تامل کی وجہ یہ ہے کہ جب بلحاظ کلام منظوم ہونے کے شنوائی سے حانث ہوا تو بلحاظ کلام غیر منظوم سے بھی جو کہ بطریق اولیٰ حانث ہوگا تو معلوم ہوا کہ قیاس درس کا قرأت کتب پر بھی ہے کذا فی الطحطاوی وحلف لا یقرأ القرآن الیوم یحنث بالقرأۃ فی الصلوٰۃ او خارجہا قسم کوئی کہے کہ آج کے دن قرآن نہ پڑھیگا تو حانث ہوگا قرآن پڑھنے سے خواہ نماز میں یا غیر نماز میں ولو قرأ البسملۃ فان نوی ما قرأ لم یحنث وان لا لا لقولہم لا یکون قارئا بالقرآن، درر الغرر الجزء الرابع والعشرون کو پڑھا تو اگر اس قرأت سے رد عمل کی نیت کی نیت کی تو حانث ہوگا اور اگر یہ نیت نہ کی تو حانث ہوگا اس واسطے کہ رسم المفتی سے لوگ قرأت قرآن کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ بطور تبرک کے پڑھتے ہیں ولو حلف لا یقرأ السورۃ کذا اذا کان اکثر قلل لا یحنث الا بالنظر فیہ وخصہ بہ وفیہ بقیۃ واقعات اور اگر قسم کھائی کہ فلانی سورت یا خلانے کے خواہ پڑھیگا تو اور درس نظر کرنے اور اسکا مطلب سمجھنے سے حانث ہوگا جیسی قول منیۃ ہے کذا فی الواقعات اس واسطے کہ فہم قرأت نہیں حلف لا یکلم فلانا الیوم فعل الیوم یدخل فیہ اللیل فعل الیوم فعل الیوم لا یتمۃ تم نہ کرے گا کسی سے کلام کہ فلانا سے مخفی سے آج کے دن تو یہ حلف رات اور دن دونو پر شامل ہوگا پہلے تسبیل کرنے حانث ہوگا یوم کو اور اس فعل سے بیکسو ستانا نہیں تو لیل اور نہار دونو کو شامل ہوگا صحیح کتاب الطلاق میں مذکور ہوگا کہ جب یوم مقابل ہوگا فعل غیر ممتد سے تو طلاق وقت مراد ہوگا اور جو کہ کلام فعل غیر ممتد ہو لہذا لیل و نہار دونو کو شامل ہوگا لیل اور نہار کہ جدید بن بو اسطوا دکی تحدید کے کما ظاہر ہے کہ مصنف کی یہ مثال صحیح نہیں اس واسطے کہ لا یکلم فلانا الیوم یہ حکم ہے کہ جس باقی دن تک ہو رات کو شامل نہیں اس واسطے کہ جو اوقات میں ہے کہ اگر حالف نے مثلاً پیرون چڑھ جو کہا لا اکلمک الیوم تو جس باقی دن تک رہیگی جب آفتاب غروب ہوگا تو جس ساقط ہو جائیگی اور جو مثال اسکی کنز و غیرہ متون میں ہے سو یعنی ہے یدل علیہ کلام فلانا فیما لا حدیث بین فان نوی فعلی ما نوی لانہ حقیقۃ کما فی الشرنبلالی کہ اگر نیت کی کہ بکلا یعنی یوم سے تو ظاہر مراد ہوگا تو اوسکی تصدیق ہوگی و فیہ بحث یعنی اس واسطے کہ خلاف حقیقت ہے یوم کی تو در صورت آیت حقیقت مجاز مراد ہوگا تو اس سورت میں یوم لیل اور نہار کہ شامل ہوگا اور لو قال لیلۃ کلمتک او قال باللیل خاصۃ لم یصدق فی طلاق الوقت اور اگر یوں کہا کہ جس رات کو میں کلام کروں فلانے سے تو یہ لیلا ہو تو یہ جس رات پر مخصوص ہوگی بسبب مستعمل ہونے لیل کے لفظ مطلق وقت میں مستعمل ہونے لفظ مقرون کے ذکر ہو جیسے شارح نے ذکر کیا کہ جس کلمہ کو لیلۃ شہار جس میں لیالی مستعمل ہو مطلق وقت کے مستعمل ہے خلاصہ جو اسکا یہ ہوا کہ لفظ یوم لیل لیلۃ مطلق وقت میں مستعمل ہونے لفظ مقرون کے ذکر ہو کلمتک الا حین عمر او الا ان یقدم زید او حتی او الا ان یأذن او حتی یأذن فلانا فکلمہ قبل قدومہ او قبل اذنہ حنث ولو بعد مما لا یحنث لہ لعدم الیأس ولا ذنہ غایۃ لعدم الکلام ہا اگر میں عمر و سے کلام کروں گا یہ کہ زید آجائے یا یہ کہ اجازت دیوے زید کے یا یہاں تک کہ زید اذن دیوے یا اذن نہ دیوے تو اگر میں اس سے کلام کر دوں قبل اجازت دینے زید کے تو ایسا ہو جیسا اوس سے بات کی قبل قدوم زید کے یا قبل اذن دینے زید کے تو حانث ہوگا اور اگر بعد قدوم اور اذن زید کے عمر و سے نہ بولا تو حانث نہ ہوگا بسبب قرار دینے حالف کے قدوم اور اذن کو غایت عدم کلام کی جسم میں باقی رہتی ہو قبل غایت کے اور منتفی ہوتی ہو بعد غایت کے تو بعد انتہاء میں حانث ہوگا جو حتی کا غایت ہے اس واسطے متوقع ہونا تو صریح ہوگا الا بمعنی غایت الا عنایا مجاز ہے کہ ہو اسطے کہ اصل الا میں استثناء ہو لیکن شرط اور غایت کیونکہ اسطے مجازاً مستعمل ہوتا ہے جیسے یستثنیٰ منہ ہر اسطے کہ استثناء اور شرط اور غایت میں یہ مناسب ہے کہ ہر ایک کا قبول کا حکم مخالف ہوتا ہو بعد کے کذا فی المنح وان ساکت زید فقبلہا سقط الحالف اور اگر زید ہوگا قبل قدوم اور اذن کے تو میں ساقط ہو گئی ہو اسطے کہ یمین کا محل بقی باقی رہا قید بتاخیر الکلام فلا تفوت فان اخر انما لان یقدم زید لم تکن الغایۃ بل الشرط لان الطلاق یحتمل التاقیت فلا تطلق بقدوم بالیل ہو مستعمل ہو اسی

کو مقید نہ جرح کیا اسی اعتبار کہ اگر قسم کا ذکر مقدم کرے تو سوچیں کہ کہ اس کی عورت مطلقہ ہے گی بہ کہ زید آئے تو اس صورت میں طلاق بائن
نہایت کے نہیں بلکہ بشرط کے ذکر سے اس اعتبار کہ طلاق ایسی چیز نہیں جو قسمیں وقت کی تحمل ہو تو عورت مطلقہ ہوگی زید کے قدوم سے بلکہ زید کی عورت
اصلی غایت، ان معنا جو وقوعہ کا تحمل ہوا اور طلاق اس کا تحمل نہیں لہذا یہاں بھی شرط ہے تو گویا اوسنے یوں کہا کہ اگر ان کا آنا زید کی عورت
غایت طلاق یعنی اگر زید نہ آوے گا تو طلاق نہ ہوگی اور جب زید نہ آوے گا تو طلاق قدوم زید سے نہ واقع ہوگی بلکہ اوسکی موت سے ہوگی اس اعتبار کہ قبل موت زید کے عدم قدوم
کا تحقق نہیں ہو سکتا اس اعتبار کہ ہمیں ملتے ہے کالو قال لغیرہ واللہ لا اکلمک حتی یادن فلان وقال لغیرہ واللہ لا افارقک حتی
تقضینی حقی او حلف لیوفینہ الیوم فمات فلان قبل الاداء او برئی من الدین فالیمین ساقطۃ لان الحالف اذا
جعل الیمین غایۃ وفاتت الغایۃ بطل الیمین بھا مثل ما لو حلف للتانی بنا سنح مالک غیرہ کی کہ والا میں تجھ سے نہ بولوں گا یہاں تک کہ مثلاً
زید بکر کو اذن دیوے حالانکہ اپنے قرضدار سے کہا کہ والا میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک تو براءت دار اکر دیوے قرضدار نے قسم کھائی کہ البتہ اوسکا
قرض ادا کرے گا پھر زید مر گیا قبل اذن دینے کے یا بری الذمہ ہو گیا قرضدار قرض معاف ہو جانے سے تو قسم ساقط ہو جاوے گی اور اصل مسئلہ اس
سے تو قسم کا بار نہ اٹھانے والے جیسا ہی قسم کی ایک غایت مقرر کی اور، غایت فوت ہو گئی تو اوسکی فوت ہونے سے قسم اہل ہو جاوے گی امام اعظم اور
محمد کے نزدیک جب یہ امکان ہے بخلاف ابی یوسف کے کلیۃ ما نال وما دام وما کان غایۃ یثبتھی الیمین بھا فلو حلف لا یفعل لازما ما
خلال فخرج مجنونا او خرج فعل لا یحنث لانتہاء الیمین کلمہ ما نال اور ادام اور ما کان کا غایت کہ اسطرح سے قسمیں اوسکے ساتھ آخر ہو جاویگی
تو اگر قسم کھائی کہ ایسا کروں گا ما دام زید یہاں رہے گا پھر قسم کے بعد بخارا میں سے نکلا پھر وہیں بیٹھ گیا پھر وہ فعل کیا جسکے نہ کرنیکی قسم کھائی تھی
تو حانث نہ ہوگا کیونکہ جب سے نکلے ہے یمین کے خروج سے ولا لا یاکل ھذا الطعام مادام فی ملک فلان فباعہ فلان بعضہ لا یحنث باکل الباقی
لانتہاء الیمین ببیع البعض اور اسطرح قسم کھائی کہ اس طعام کو کھاؤں گا جبتک کہ فلانکی ملک میں رہے گا سو فلانے اوسکا کچھ حصہ بیچ ڈالا تو اوسکے
طعام کے کھانے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ بیچنے سے قسم کے بعض کی بیع سے ولا لا افارقک حتی تقضینی حقی فقال الیوم او حتی اوفیک فقال الا السلطان
الیوم لا یحنث لانہ حتی الیوم بل بمفارقتہ بعدہ ولو قال الیوم لا یحنث ولو فارقہ بعدہ کی اور اسطرح قسم کھائی کہ تجکو نہ چھوڑوں گا یہاں تک
کہ تو میرا حق دے یا تجھکو دن بھر یوں کہا کہ تجکو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ تجکو حاکم کے پاس نہ لیجاؤں اگر تو دن تمام ہونے سے پہلے
مدت کے قرضدار سے چھوڑ دیوے تو حانث ہوگا اور اگر حالانکہ یوم کو مقدم کیا یعنی یوں کہا کہ الا افارقک الیوم حتی تقضینی حقی ہرچند دن بھر تو وہ نہ چھوٹا
اور اوسنے اوسکو نہ چھوڑا اور قرضدار نے قرض نہ ادا کیا تو حانث نہ ہوگا اگرچہ حانث ہونے اوسکے
کہ حالانکہ فراق کیا بسکے اور یمین کو وقت سے مقدم کیا ہے کذا فی الظہیریہ من الجوہرۃ کذا الوجیز
او ظہر شھود بسقط الیمین لقبول من جاء بعد الحلف بحجۃ علی ما سیجیء فی باب الیمین فی الفصل الثالث اور اسطرح قسم کھائی کہ فلانے پر
کو قاضی کے دروازہ کے سامنے بیچا ہوگا اور قسم دلا کر پھر اقرار کیا اور اوس نے انکا دعوی کیا تو قسم ساقط ہو جاوے گی تو یمین میں اسکے
سننے کی اصل نہیں ہے جب کوئی منکر تھا جانچ ہم نے ذکر کر آئے کذا فی الغرب فی باب الیمین فی الضرب لو حلف عبدہ ابو عبد فلان اخرج سبہ او صلاتہ
او لا یاتیہ خل دارہ او لا یلبس ثوبہ او لا یاکل طعامہ او لا یرکب دابتہ فکاتبہ او ذات اضافۃ بالبیع او الطلاق او عتاق وکلمہ لم یحنث
الکتابۃ دفع عما لک کالدین اشارا الیہ طحاوی او لا علی المذہب لان العبد ساقط لہا عتبارہ عند الاشراف فکان کالثوب والدار
اور اس قسم میں کہ تلاق سے غلام نہ بکیگا یا اوسکی زوجہ یا اوسکا دوست سیدا اسکے گھر میں نہ داخل ہوگا یا اوسکا کپڑا پہنے گا یا اوسکا کھانا
نہ کھاوے گا یا اوسکی حاجت پر سوار نہ ہوگا اگر زید کی نسبت ذاکی ہو گئی بیع کرنے سے غلام اور دار اور ثوب اور طعام اور حاجت میں تلاق دیوے سو زوجہ
میں یا مستحق ہونے سے دوست میں اور کلام کیا اور دستے تو حانث نہ ہوگا غلام میں اور اوسکا اندمین ہو قابل ملک ہونیکے گھر ہو اور قسم کیفیت اوسکی

اشارہ کیا ہو یا نہ ہو یا تردد ہو یہ کہنے یعنی خواہ دل میں کہا کہ زید میرے اس غلام سے یہ بولیں گا یا دل میں کہا کہ زید کے غلام سے یہ بولوں گا بہرحال
دونوں کے بولنے سے حانث ہوگا اسی واسطے کہ غلام باعتبار اضافت ہونا اس اجارے کے نزدیک تو زید ہی کا ہے اور دراصل کے ہوگیا ہے ہم لوگ غلام اس کو نہیں کہتے ہیں
اس شخص جو اسکے قدم کا کسی قسم کہا ہے تو یہ قسم ہوگی جو اسکے مالک کے سوا ہے پھر جب اوسکا دوسرا مالک ہر گیا ہے تو عدم حلف کا عذر جاتا رہا
خواہ حانث ہوگا اور یہی حکم ہے ترک دار اور رقب اور خادم کا وفی جمیع ما فی کلام غیر العبد من العرس والدابۃ بخلاف الدار والدکان
فتکون الدار مستثنیۃ عنہا لعلم بانہا کالعین بالطریق الاولی اشتبہ لا اور اسکے غیر میں یعنی غیر عبد کے کلام کے لئے میں زراد غیر خیمہ سوزنہ
اور روستی ہو خواہ اسمیں اسکو دار لائق کلام کرنیکے نہیں تو دار کا حکم مستثنیٰ ہوا اسی واسطے کہ دار کا مانند عبد کے ہونا بطریق اولی معلوم ہوتا ہے
ہر مہم اتنی بے مثال میں اول عبد اور زوجہ اور روست اور دار کو جمع کیا پھر تفصیل میں اول عبد کا حکم بیان کیا غیر عبد کا حکم کیونکہ عبد کا حکم بالکل غیر عبد
میں نہ ہونا بھی دخیل ہو لیکن حکم ثانی میں وہ شامل نہیں ہے اشارہ کلام اتنی کی ترتیب کی یعنی غیر عبد سے نقد زوجہ اور روست اور اسی دلیل سے دار
لائق کلام نہیں تو اوسکا حکم ذکر نہیں اگر کوئی کہے کہ جب دار کا حکم نہ کرنیں کیا تو اوسکا ذکر کرنے سے کیا فائدہ شارح جواب یا کہ دار کا حکم مانند عبد کے
بطریق اولی معلوم ہو خواہ ذکر کرے حکم کی علاوہ ذکر کرنیکی کچھ حاجت نتھی زوجہ اور لونڈی کی یہ ہو کہ زوال اضافت سے حنث نہوا حالانکہ یمین
محل ہو کی بہت زائی اور یمین میں حکم نہ ہو تو دخول دار سے بعد زوال اضافت کے بطریق اولی حنث ہوگا اسی واسطے کہ دار میں تعقل نہیں کہ اوسکو دخول
سے کہا جاوے زائی تصور ہو پر شارح نے بعد اس توجیہ کے آخر کو گرا کر دیا کہ تمہارا ان کی غیر مناسب ہے زیادتی اشارۃ ہذا واللہ تعالیٰ اعلم حنث لان الاضافۃ
لا تبطل الا بتبدیل ولم یوجد لا بحنث وحنث بالمختار بان استدرصیداً اور قبح بعد البین اور غیر عبد میں یعنی زید کی زوجہ اور روست
کے کلام سے اگر اشارہ کیا لفظ خادما اور اسکو معین کر دیا مثلاً یکر تو حانث ہوگا بعد زوال اضافت کے اسی واسطے کہ اشارات ہی جہد بلاخا ہوتا ہے اور اگر
اشارہ نہیں کیا اور نام اوسکا لیا یعنی یوں کہا کہ زید کی زوجہ یا روست سو کلام نہ کرے گا تو بعد زوال اضافت کے حانث نہوگا اور حانث ہوگا عہد بداوہ
زوجہ جدیدہ کے کلام سو خصوصی کی صورت یہ ہو کہ زید نے اپنے غلام سول لیا تا کلم ہوں کہا بعد یمین کے لا یکلم حتی تھذا الطیلسان مثلاً فکلمہ بعد زوالہ
لا الا اضافۃ للمعرف ولان الکلام المشتری لو حلفت قسم کہا تھی کہ شاملا اس طیلسان کے اسکے کلام نہ کرے گا پھر اوسنے کلام کیا طیلسان بیچ کے بعد
تو حانث ہوگا اسی واسطے کہ یہ اضافت اور اسبت شناخت کیونکہ اسی واسطے کہ یہ نسبت یمین اور اسبت اسی واسطے کہ یہ کلام کرے گا تو حانث ہوگا ہم
طیلسان سے یہ ہے طیلسان کا رہا اہل عجم کا لباس ہے سیاہ اور مدور اوسکا نانا صوف کا ہوتا ہے کذا فی المغرب الزمان والحین ومنہ قولہم مکثت
اشہرین حینین حلفہ کذا فی الوسط لفظ زمان اور معین کا صوف یا لام ہو خواہ نکرہ یا لام مراد اوسنے ہم مہینہ بین ابتداء حلف سے اسی واسطے کہ یہ
رہنے متوسط استعمال جو زمان اور معین کا ہم معین کا ہو زمان قلیل میں مستعمل ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ فاستجابوا لہ فلبثوا فی السجن بضع سنین اور میان
ساعۃ مساء ہے اور کلام ہو معین جالیس ہم ہے کہ اوسکا استعمال اکثر ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ وتممناہا بعشر اور اسی واسطے مراد
آدم علیہ السلام ہیں اور یہ معین سے چالیس سال مراد ہیں اور کلام ہو معین ہم مہینہ میں مستعمل ہوتا ہے کما قال تعالیٰ فتمت میقات ربہ اربعین لیلۃ عن ابن عباس کہا
کہ یمین سے بیان ہم مہینہ مراد ہیں اور جو کہ ہم مہینہ متوسط ہے اسی واسطے استعمال یمین کا لعنۃ اللہ متکلم زمانی اور جینی کے حلف میں مستبعد مراد ہوگا سلم
کہ ساعت ہر دم متکلم قسم کھانے پر موقوف نہیں بلا قسم بھی بہت سی مدت مراد ہو شیرتاً تعدد کلام مقصود نہیں لہذا متوسط
رتبہ معین ہو گیا اور لفظ زمان کا استعمال میں معین کی پایا ہو تاریک متوسطین متوسطین ان ایک ہی معنی میں مستعمل ہو کذا فی المغرب الطلاق رجعی اذا
بانیۃ ما نوی فیہما کل الصحیح بلا قائم اور نیت کے ساتھ جو نیت حین اور زمان میں کی گئی ہو مراد ہوگا بنا بر مذہب صحیح کہ کذا فی الہدایہ
یعنی جو مذہب کی تقدیر میں اور زمان میں اسوقت ہو جب حالت قلیل یا کثیر ہونے کی نیت کی ہو اور روست نیت کی نیت ہی ہے کذا فی النہایہ مراد ہو گی ق
جزء الشہر ہو رأس الشہر اول کیلئے منہ وہو صحیح اور غرہ شہر اور رأس شہر سے ہفتہ کی پہلی رات اور اوسکا دن مراد ہو اور دار کا لفظ ال

ماه ورد النص وان شرع اداء ستة عشر يوما فلو حلف ان يصوم اول يوم من اول الشهر صام الخامس عشر والسادس عشر اول شهر فصد بعينه سواء كان بحيث يصح ان يكون اول الشهر بان رؤى ليلة الثلاثين او لا بان لم ير ليلة الثلاثين ورؤى ليلة الحادي والثلاثين او لم ير ليلتئذ ايضا وان حلف ان يصوم اول يوم من اول الشهر صام الخامس عشر والسادس عشر من اول شهر فصد بعينه سواء كان بحيث يصح ان يكون اول الشهر بان رؤى ليلة الثلاثين او لا بان لم ير ليلة الثلاثين ورؤى ليلة الحادي والثلاثين او لم ير ليلتئذ ايضا وان حلف ان يصوم اول يوم من اول الشهر صام الخامس عشر والسادس عشر من اول شهر فصد بعينه سواء كان بحيث يصح ان يكون اول الشهر بان رؤى ليلة الثلاثين او لا بان لم ير ليلة الثلاثين ورؤى ليلة الحادي والثلاثين او لم ير ليلتئذ ايضا

حاصل ترجمہ: اور اگر کہا کہ میں روزہ رکھوں گا پندرہ دن تک تو روزہ رکھے گا سولہ دن تک اور اگر کہا کہ میں روزہ رکھوں گا پہلے دن سے مہینہ کے تو روزہ رکھے گا پندرہ دن تک اور اگر کہا کہ میں روزہ رکھوں گا پہلے دن سے مہینہ کے تو روزہ رکھے گا پندرہ دن تک اور اگر کہا کہ میں روزہ رکھوں گا پہلے دن سے مہینہ کے تو روزہ رکھے گا پندرہ دن تک

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ کی توفیق سے) اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے چند امور کا جاننا ضروری ہے:

(۱) اول یہ کہ شہر کا لفظ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد ہلالی مہینہ ہوتا ہے جو چاند کے حساب سے ہوتا ہے اور اس کی ابتداء چاند کے نظر آنے سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا بھی چاند کے نظر آنے پر ہوتی ہے اور اس کے دن تیس ہوتے ہیں یا انتیس ہوتے ہیں اور یہ مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور یہ مہینہ کبھی پورا ہوتا ہے اور کبھی ناقص ہوتا ہے اور یہ مہینہ کبھی متوالی ہوتا ہے اور کبھی متفرق ہوتا ہے اور یہ مہینہ کبھی ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی باسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تریسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چوسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پینسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھیاسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی سڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی اڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی انہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستر سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی بہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چوہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی انیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی اسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی بیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تیراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چوراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی نواسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی نوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی اکانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی بانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ترانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چورانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی پچانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چھیانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ستانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی اٹھانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ننانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی سو سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو باسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تریسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چوسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پینسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھیاسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو سڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چوہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو انیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو تیراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چوراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو نواسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو نوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اکانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو بانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ترانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چورانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو پچانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو چھیانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ستانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو اٹھانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی ایک سو ننانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو باسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تریسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چوسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پینسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھیاسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو سڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چوہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو انیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو تیراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چوراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو نواسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو نوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اکانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو بانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ترانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چورانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو پچانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو چھیانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ستانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو اٹھانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی دو سو ننانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو باسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تریسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چوسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پینسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھیاسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو سڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چوہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو انیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو تیراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چوراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو نواسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو نوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اکانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو بانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ترانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چورانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو پچانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو چھیانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ستانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو اٹھانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی تین سو ننانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو باسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تریسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چوسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پینسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھیاسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو سڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اڑسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چوہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھہتر سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو انیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو تیراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چوراسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھیاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھاسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو نواسی سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو نوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اکانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو بانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ترانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چورانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو پچانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو چھیانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ستانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو اٹھانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی چار سو ننانوے سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو ایک سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو دو سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تین سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چار سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پانچ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سات سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو آٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو نو سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو دس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو گیارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو بارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تیرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چودہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پندرہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سولہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سترہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اٹھارہ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو انیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو بیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اکیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو بائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تیئس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چوبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پچیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چھبیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو ستائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اٹھائیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو انتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اکتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو بتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چونتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چھتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سینتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اڑتیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو انتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اکتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو بیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو تینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چوالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چھیالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو سینتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اڑتالیس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو انچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پچاس سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اکاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو باون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو ترپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو پچپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو چھپن سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو ستاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اٹھاون سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو انسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو ساٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو اکسٹھ سال کا ہوتا ہے اور کبھی پانچ سو باسٹھ سال کا ہوت

والحاصل فی الحنفی ردا لأن من جاء بجمیع ما یشتمل علیہ والجار المستکمل مع قطع النظر عن تعلقہ کذا فی الطوالع والایام وأیا ما کان کثیر والمشہور والمشاہیر والجمع والکثیر والاحادیث واللہ ھو یعشر عشر من کل صنف لأنہ اکثر قلیل وأدنی بلفظ الجمع اور الایام اور ایام عشرہ اور عشرہ ایام اور عشرہ اور عشرون اور جمع اور زمانہ اور ایامہ اور حاضرین اور مرد کے الفاظ مؤنث اللام ہونے کے باوجود مرد ہی ہیں اسی واسطے کہ لفظ عشرہ اور ان الفاظ کا مؤنث اکثر جگہ جو بلفظ جمع مذکور ہوتا ہے مراد مرد ہوں گے یعنی یا اسی کے لفظ میں دس تک روزہ مراد ہوں گے اور شہر میں دس مہینہ اور سنہ میں دس تک برس اور جمع میں جمع قلیل مراد ہے اور زمانہ میں دس تک زمانہ اور ایامات میں دس تک دن اور مرد میں دس تک مرد اور ہوں گے امام کے نزدیک اسی واسطے کہ یہ سب صیغے اقصی استعمال لفظ جمع کے لیے طرف مستعمل ہوا ہے اسی واسطے کہ لغت عرب میں بولتے ہیں مثلاً رجال اور ابعۃ رجال الی عشرۃ رجال پھر جب تجاوز ہوتا ہے عشرہ سے تو جمع کا صیغہ مستعمل نہیں ہوتا بلکہ مفرد بولا جاتا ہے چنانچہ احد عشر رجلا کذا فی المغرب اور شرح مجمع میں ہے لفظ جمع جب دس تک سے ہو صحیح ہے کہ وہی جمع ہے تو اگر قسم کھائی کہ لا کلمتہ الیوم جمعۃ کے سوا اور ایام میں بولے گا تو حانث ہوگا اور جمعہ اور جمعات نہیں کہتے ہیں مگر جب کہ ہفتہ ہفتہ پر عطف ہو جیسا کہ لا کلمتہ الیوم جمعۃ وسبت

مستعمل ہوا اور کہ ذاتی الوشاح ہے، کی کتاب الیمین میں اس کا مسئلہ بیان کیا ہو جو مذکور ہو چکا اور زید کا مسئلہ وقف اولاد کا ہو یعنی ایک شخص نے اپنی اولاد پر وقف کیا ہو اس کا ایک ہی ولد ہو اور غیر اس مسئلہ یہ ہو کہ اپنا واقف پر وقف کیا ہو حالانکہ متعدد میں رہتے ہوں اور اس واقف کی کوئی باقی نہ رہا ہو ایک شخص کے اور تیسرا مسئلہ یہ ہو کہ قسم کھائی کہ اس اناج میں روٹیاں نہ کھاؤں گا اور اس اناج میں ایسی ہی روٹی ہوئی تو حانث ہو گا کذا فی الکلخانی

واما قطع الثیاب فیدخل الواحد احتیاطا کما فی اطراف المدن للعهد ان اکلن ذاکا فانیتن لو توی الکل حنث وبطل الطعام اور ثیاب اور حنث کا اس کو صورت حضرت امام صاحب کا ایک بڑا تاجر ہو اور اسکو معلوم نہ ہو کہ فلاں شخص صوف کے اگر کسی نے خرید کر جس کو تجنس کی کیفیت معلوم ہو اور اگر کل طعام وغیرہ کا بات ہو تو صحیح ہے یعنی اگر قسم کھائی کہ کپڑا کل الاقمشہ فروخت نہ کروں گا طعام کی حالانکہ شہر میں طعام کا کپڑے کے ساتھ کاروبار نہ ہو تو حانث نہ ہو گا اور اگر طعام وغیرہ کی عادت نہ ہو تو جنس طعام مراد ہوگی اور شخص جنس کا ایک فرد ہوتا ہے اور اگر طعام وغیرہ کو یوں اللہ لا کرے کہ فلانی یوں کہا کہ لا اکل اکثر تو دونوں میں لحاظ کے خلاف ہونا کذا فی الظہیریہ

باب الیمین فی الطلاق والعتاق

اسباب ہو طلاق اور عتاق کی یمین میں لا اصل فیہ الا الولاء لیست ولا فی حنثی خیری لا یحق نفسہ والا الاول استوکل لغرض مقاتلین ولا اخیر لغرض لاحق والوسط لغرض بانی العرفیین المسائل ان اسباب کے بعض مسائل یمین کے متعلق ہیں ولہذا اور اتباع غیر کے حق میں ولہذا یمین اور الیہ اول فرد سابق کا نام ہو اور اخیر فرد لاحق کا نام ہو اور وسط اوس فرد کا نام ہو جو ابتدا و عدد کے درمیان میں واقع ہو اور مسئلہ غیر کے حق میں ذات یعنی اوسکو پیدا ہونے سے مدت منقضی ہوتی ہو حالہ کی اور اوسکو قرد کے بعد کا خون نفاس ہوا اور اوسکی تم نہ ولد ہو جاتی ہو اور اوسکو قرد سوم طلاق مصلق یا بدعۃ واقع ہو جاتی ہو لیکن ولد بیت اوتو حق میں ولد بنین یعنی اوسکا نام نہیں کہا جاتا اور اوسکو غسل نہیں دیا جاتا اور اوسکو پنجا نہ نہیں پڑھی جاتی اور وہ وارث نہیں ہوتا اور وصیت اوسکی حق میں نافذ نہیں ہوتی اور آزاد نہیں ہوتا اور اوسکے مفہوم میں ہونا متقدم غیر ضروری ہے فیکون وجود تہ فرد متاخر ہونا ضروری اور اخیر کے مفہوم میں وجود فرد سابق لازم ہو تو اگر شارع اول کی تعریف یوں کرتا کہ اول وہ جو بعد ہو تو اخیر تو نہ ہوتا کذا فی الظہیریہ

وان المتصف احدهما یتصف باحر الثنائی ولا کذا ان الفعل لمحله کان الفعل الثانی غیر الاول فلو قال ان تزوجت تزوجت فالی تزوجا طرائق طلقت المتزوجة مرتین لانه جعل الاخر وصفا للفعل وهو العقد وعقدها مولا یتحقق بعد هو کما فی البزازیة کہ موصوف ہونا ثانی کا موصوف ہونا ثانی سے اسمتاثلہ سے تو وہ سرے کے ساتھ موصوف ہونا کیونکہ موصوف ہونا یعنی موجود ہونا کے موصوف ہونا یعنی ہونا ہے اسمتاثل یعنی فعل الثانی موصوف باولیۃ و آخریۃ ہونا ہے بسبب مخالف اوصاف کے اسواسطے کہ فعل ثانی جو موصوف بالآخریۃ وہ غیر ہو فعل اول کے جو موصوف باولیۃ ہے تو اگر ہو بولا کہ اگر نکاح جن عورتوں کو دوں تو جس سے بھیلا نکاح کروں وہ مطلقہ ہو تو وہ عورت مطلقہ ہو گی جس سے دوبار نکاح کیا اور اسواسطے کہ اوس آخر نے لفظ تو فعل کا وصف ٹھہرایا اور وہ فعل عقد نکاح ہوا اور عقد عورت کا ہوا ہی آخر ہو ہم ایک عورت سے دوبار نکاح کر سکتا ہے عورت سو اول نکاح کا پھر اسکو طلاق دی ہو اور اوس سے دوسری بار نکاح کیا تو پھلا نکاح کا موصوف باولیۃ ہوا اور دوسرا موصوف باخریۃ ہوا اور اگر یوں کہ کہ جس عورت سے نکاح کروں وہ مطلقہ ہو تو اوسکو ایک عورت سے نکاح کر کے اوسکو طلاق دی ہو پھر دوسری سے نکاح کر کے وہ بھی طلاق دی ہو تو یہی عورت مطلقہ ہو گی جس سے کیا نکاح کیا اسلئے کہ یہاں سے اعادہ نکاح کا کیا ہو پہلی ہو چکی اب وہ پہلی نہیں ہو سکتی لیکن ہو سکتی ہے بنا نے کی کذا فی الظہیریہ اول عبدا اشتراہ ثم اعتقها ثم اشتری عبدا آخر ثم اعتقها ثم اشتراهما ثم اعتقهما فولاء الاول لاخیر ساقط ولاء الثانی لهما ولاء الثالث لهما ولاء الرابع لاخیر فا

الثالث تحلا بالواو صفة پھر اگر قول مذکور میں حرف مع یا اسی طرح کا لفظ زیادہ کیا تو تیسرا غلام آزاد ہوگا وصف پر عمل کرنے سے ہم یعنی اگر یوں کہا کہ اول عبد اشتریہ وحدہ یعنی پہلا غلام جو کہ تنہا میں خریدوں وہ آزاد ہو تیسرا آزاد ہوا جو اسکو کہ وہ پہلا عبد ہو تنہا خریدا ہوا یا یوں کہا کہ اول عبد اشتریہ اسو یعنی پہلا غلام جو کہ میں اسکو خریدوں یا یوں کہا کہ اول عبد اشتریہ بالدنانیر یعنی پہلا غلام جسکو دینار سے خریدوں تو اگر تیسرا غلام سیاہ رنگ ہو یا دو غلام مدبر سے خریدے ہوئے ہوں گے اور تیسرا مدبروں سے تو وہ آزاد ہوجاوے گا وقولہ اول عبید لی اشتریہ واحدا فاشتری عبیدین ثم اشتری واحدا لا یعتق الثالث واشار الی الفرق بقولہ للاحتمال ای لان قولہ واحدا یحتمل ان یکون حالا من العبید او المولی فلا یتعین بالمشار الیہ ویجوز فی البلخ حرا صفة للعبد یعنی وہو کو حذف کیا ہے اور جو زکیا ہے النہر الی فہو حر قبل قولہ اول عبید لی اگر کہا کہ پہلا غلام جسکو میں خریدوں گا وہ آزاد ہو پھر دو غلام خریدے تو تیسرا غلام آزاد ہوگا بسبب اس کے کہا کہ پہلا غلام جسکو میں خریدوں گا وہ آزاد ہو پھر دو غلام خریدے تو تیسرا غلام آزاد ہوگا بسبب اشتمال کے اور مصنف نے اشتمال کے لفظ سے اول مثال اور اس مثال کے فرق کی طرف اشارہ کیا یعنی واحدا کا لفظ اس مثال میں محتمل ہے کہ غلام سے حال واقع ہو مولی سے اسو اسطے کہ مولی فاعل اور مفعول دونوں سے واقع ہوسکتا ہے تو آزاد نہ ہوگا بسبب کے احتمال اول عبید اشتریہ وحدہ کے اور وہاں لفظ وحدہ کا حال نہیں ہوسکتا ہے بسبب نہیں ناصب کے اور بحر الرائق میں واحدہ کے لفظ میں جر تحریر کیا ہے باعتبار صفت عبید کے تو واحدہ بمعنی وحدہ ہوگیا یعنی عبدہی کا وصف ہوگیا یعنے کا تو غلام آزاد ہوجاوے گا اور ہدایہ والوں میں رفع واحد کا تحریر کیا ہے باعتبار محذوف کی خبر ہونے کے یعنی ہو واحد تو اس تقدیر میں اسناد اول عبید واحدا کا مشتری کے ہوا اور قال اول عبید لی اشتریہ فہو حر الخ عبدا کو وصف عبد حتی الکبائر فی الکبائر والصغائر فی الصغائر ذکر بلخی اور اگر کہا کہ پہلا غلام جسکا میں مالک ہوں سو وہ آزاد ہو پھر وہ مالک ہوا ایک غلام ہو اور نصف غلام کا تو پورا غلام آزاد ہوگا اور یہی حکم ہوگا اگر کہا کہ پہلا غلام جسکو میں کیفل یا وزنی چیز کے بسبب وصیت کے کوئی شریک ہوا غلام نہیں نصف غلام ہو اور نصف کا کل کے مالک ہیں تو وصیت کا حال ہوگا تو عبد آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ نصف کیفل اور وزنی چیز کا بسبب شرکت کے دوسرے کے نام تو تقسیم نہ ہوگی بخلاف کیل اور وزن کے یعنے اگر یوں کہا کہ اول عبید میرے کیلیں یا مالک ہیں اور وہ صدقہ ہو پھر وہ ڈیڑھ سو میرا کیل ہوا تو وصیت کو پورا لازم ہوگا اسو اسطے کہ کیل اور موزون میں نصف کیل میں شریک ہوا اور فراغ ہوجاتا ہوا اسو اسطے کہ ملانے سے ایک چیز ہوجاتا ہے یعنی ایزہ میرے جب آدھے سے ملا تو پورا سیر ہوجاتا ہوا اور ثوب اور عبد میں عبد اشتراک اور مزاحمت حاصل نہیں کذا فی الفتح قال ولو قال ان ملکت عبدا فملکت عبدین یعتق احدہما بالقرعة ولو قال ان ملکت الیوم عبدا فملکت عبدین لم یعتق احدہما بالقرعة لان الشرط لم یوجد لان الکسر لا یعبد کذا فی الفتح قال ولو قال ان ملکت عبدا فملکت عبدین یعتق احدہما بالقرعة لان الشرط قد وجد یعنی اگر یوں کہا کہ اول عبید میں سے جو کہ میں مالک ہوں گا وہ آزاد ہوگا پھر دو غلام خریدے تو ایک غلام آزاد ہوگا اسو اسطے کہ اگر ایک سطر اول کا ہونا ضرور ہے سو یہاں موجود نہیں بخلاف بالعکس کے یعنی اول کے واسطے اگر ایک سطر ضرور ہے قبل کا ہونا ضرور ہے بخلاف قبل کے کہ اوسکو اسطرح کہنا ضرور نہیں فاو اشتری الخالف لمن کور عبدا ثم ملک الثانی حتی الثانی مستندا الی وقت الشراء فیعتق من کل المال لوجود الشرط فی الصحة ولا شئ فی الثالث سوا اگر حالف نے تیسرا ایک غلام خریدا پھر وہ سر سے لیا پھر حالف مرگیا تو وہ سارا غلام آزاد ہوگا خریدنے کے وقت سے مستند ہو کر تو اعتبار اوسکو ہوگا کل مال سے اور اگر خریدا اوسکی حالف کی صحت میں ہوئی اور نہیں تو ثلث مال سے آزاد ہوگا ہم وجہ استناد کی یہ ہے کہ حالف کی موت سے غلام ثانی کا آخر ہونا ثابت ہوا اسو اسطے کہ حیات میں تیسرا غلام خریدنے کا متحمل ہے اور فی الحقیقت متصف ہوا غلام ثانی کا بوصف آخریت خریدنے کے وقت سو ثابت ہوا لہذا اوسکا حق بھی وقت خرید سے ہوگا وعلیک علی ان یصیر فارغا وعلی البناء باخراج فاذا فعلا ما امر بہ من اخراج الباء صار فارغا وقع الطلاق لان الشرط قد وجد وہو الفراغ لان الفراغ یکون بالاخراج والبناء یکون بالادخال وقد وجد الشرط فوقع الطلاق لان الشرط قد وجد وہو الفراغ لان الفراغ یکون بالاخراج والبناء یکون بالادخال وقد وجد الشرط فوقع الطلاق

بنا پر قول ہمسایہ کے زوجہ غائبہ کو اگر اوسنے طلاق بائن زوجہ کی پہلے کے حکم پر تعلیق کی ہو بخلاف صاحبین کے حکم یعنی اگر زوجہ نے کہا کہ خبیث حرمت سے آخر حکم ہم یہ ہے کہ دن سو مطلقہ ہوجاوے گا صاحبین کے نزدیک حکم کیوقت سو طلاق واقع ہوگی لہذا وہ فارغہ ہوگا تو اگر اوسنے صحبت کی ہوگی تو نصف مہر مسمیٰ استثناء وخول کے اور نصف بسبب طلاق قبل دخول کے لازم آویگا اور عدت اوسکی تین حیض سے ہوگی بدون حمل کے اور وہ وارثہ ہوگی اور صاحبین کی رو بکہ طلاق اوسکی موت کے نزدیک واقع ہوگی اور طلاق اور وفات کی عدت میں جو اقرب ہوگی وہ اوسپر واجب ہوگی کذا فی التبیین واما الوسط فلان الباء

(زوجہ وکیل کرنے والے کی)

اَمْ لَا یکون الکاتب وشاہدان الثلثۃ وسط وکذا ثالث الخمسۃ وھکذا اور ذمہ میں کا بیان تو واقع میں یوں ہو کہ متوسط مستحق نہیں ہوتا گواہی دو اور بین نہیں کہ اور دو متوسط ہوں اور سیاہ رنگ کا ہو تو تمام متوسط ہو جاویں خواہ القیاس ہم جنت میں متوسط نہیں ہوتا تو جب ایک غلام ہو گیا ہر دوسرا ہر تیسرا تو دو سرا متوسط ہو ہر جب ہو تیسرا خرید کیا تو دو سرا متوسط خواہ مخواہ ہر جب ہو گیا تو ہر تیسرا غلام ہر متوسط ہو گیا ہر جب ہو گیا خریدا تو وہ بھی متوسط خواہ مخواہ القیاس تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تین یا پانچ میں متوسط ہو سکتا ہے دس سال کی عورت کو اگر کہے کہ وسط خواہ مخواہ تین خرید کر دل آزاد ہو گی بعد عورت ہونے کے تین میں دو سرا اور پانچ میں تیسرا آزاد ہو گا ہم کے نزدیک وقت خرید آزادی ہو گی اور صاحبین کے نزدیک وقت عورت ہونے کے اگر چار غلام ہوں گے اچھا جو کوئی آزاد ہو گا گواہ لائی المملوک عن کلامی ان ولدت فانت طالق بالبیت ولو قطعاً مستبین الخلق ولا لا اگر تو ہو تو ایسی ہو جاوے کہ اگر مرد لونڈی مرد ہو لا کا جنی تو نہ آزاد ہو تو دونی آزاد ہو جاوے گی مرد ہو لڑکا پیدا ہونے سے ہم سطح کے خلق و اعضا کے ہونے سے بھی یعنی اگر کہا کہ اگر لڑکا جنی یا دن و لڑکا اگر تو جنی تو آزاد ہو تو دونی آزاد ہو جاوے گی مرد ہو لڑکا پیدا ہونے سے ہم سطح کے خلق و اعضا کے ہونے سے بھی ہو تو اس تقدیر پر اسکو عرفاً الخبر بشارت جو ہر الضاد ولیس ہی بشارۃ عرفاً قابل لفتہ ومنہ فبشرھم بعذاب الیم بشارت یعنی خبر جو عرف میں اوس خبر کا نام ہو جو سرور اور خوشی کو پیدا کرنے والی ہو عرفی کل کی سرور و بشارت نہیں عرف میں بلکہ لغت میں اوسکو بھی بشارت کہتے ہیں اور بنا لغت کے ہو قولہ تعالیٰ کا کو بشارت دے اوسکو ناخوش کر دینا کہ عذاب اور دناک کی اور ہیں میں عرف نہ لغت کا اعتبار ہو قولہ تعالیٰ فبشرھم بعذاب الیم اور عبارت ہر تو اس تقدیر پر کہ سالکی کا ہو تو وہ مستبر نہیں یعنی خبر بشارت نہیں لیس للمبشر علیہ ولا یکون مبشراً الا اذا کان دون الصادق ایسی خبر پر کہ اوسکو بشارت دی گئی ہو وہ اوسکو نہ جانتا ہو تو بشارت اول تو تبھی خبر دوں سے ہو گی ثانی خبر دوں سے ہو گی یعنی اگر چہ وہ لوگوں نے خوشخبری سنائی تو سنی اول خبر دی اور کسی نے خبر کو بشارت کہیں گے نہ اوسکو سمجھا اور لوگوں کی اوس اسکو کہ وہ اول خبر سے فلو قال لکل عبد یشرنی فھو حر فبشرہ ثلثۃ متفرقون عتق الاول فقط لما قلنا اگر مولا نے کہا کہ جو غلام مجکو ایسی بشارت دیوے کہ آزاد ہو ہر تین غلاموں نے جدا جدا بشارت دی تو فقط پہلا غلام بشارت دینے سے آزاد ہو گا اوس وجہ سے جسکو ہم ابھی بیان کریں گے ولو کاتب بکتابۃ ورسالۃ المالیۃ فکلوہ کالاجنبی اور بشارت لکھ بھیجوا دینے کے بھی ہوتی ہے جیسے مولی نے خطاب بالمشافہ کی نیت کی ہو اور اگر مشافہ کی نیت نہ کی تو بشارت نامہ حریت کے مقید بمشافہ نہ ہو گی ولو ارسل مثل البعض عبداً عبداً آخر ان ذکر الرسالۃ عتق المرسل الاول اور اگر مولی نے بھیجے غلام کو جو بھیجا بشارت دینے کو تو اگر اوس رسالت کو ذکر کیا کہ جو بھیجے والا آزاد ہو گا اور جو نہیں تو پیام بھیجا تو آزاد ہو گا یعنی اگر پیام بھیجا خبر اسے خطاب کرنے والے غلام سے لکھ بھیجا ہو تو پیام بھیجنے والا آزاد ہو گا اور اگر اوس نے پیام کرنہ ذکر کیا تو خود پیام بھیجا تو آزاد ہو گا ولو قال فبشرہ صنعاً عتق الکل بدلیل ایت آیت قرآنی کے تو خوشخبری سنائی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند صالح علیم کی یعنی اوس آیت میں بیان ہے کہ خبر بشارت نہیں ہوتی مگر اوسکے کہ شامل ہو آیت مذکور میں بشارہ کو اور تعلیل اور کمال الدین بن الہمام و صاحب البرالرائق کے علاوہ کہ خبر بشارت نہیں مجید میں اور بشارہ للبشارۃ لا فرق فیما بین ذکر الباء وعدمہ لخلاف الخبر فانہ مختص بالصدق تمم الباء کما عرف الباقیانی اور بشارت کو فقط بی نہیں کہ فرق نہیں ہے باء کے ذکر کرنے یا جاوے کے اور اسکو عدم ذکر میں یعنی خواہ مشتملہ کے ساتھ یا جاوے مذکور ہو یا ہر صورت بشارت مخصوص ہو صدق ہی کیلئے لفظ فبشرہ کے کہ وہ یا جاوے کے ساتھ مخصوص ہو صدق ہی کیلئے اس باب سے کہ ہر جگہ والمکاتبۃ کالحر فیما یؤدی اور لفظ کتابت کا نہ ہو خبر ہو اور نہ مذکور ہو یعنی یا جاوے کے ساتھ مخصوص ہو بصدق اور بدون اسکے صدق اور کذب ہر دو کو شامل ہو اور اسکو کتابت عبارت ہے جس پر حریت معلق ہو ولو علم الا باخبارہ من الصدیق ولو کان

بالاباء کالبشارۃ لان الاعلام اثبات العلم بالکلام لا یفید الا بدائم اور اعلام کے لفظ میں صدق خبر ضرور ہے اگر چہ ابا رحمہ کے ہم نشین لفظ بشارت کے استعمال کو اعلام عبارت ہی ثبات علم کا منحصر نہیں کرتا فی الدر المختار فتح علۃ العتق لا اختیاریۃ کالشراء مثلا بخلاف الاذن لانہ سبب لانہ مجرد اباحۃ ہو کر حسب نیت متفاوت اور مستقل ہو اختیاری علت عتق سے بنا ئے خرید کر لینا مثلا جو لاء ولاء رات کو کہ وہ جبری علت عتق نہیں کہ نہ قابل منع و الحال ان وقع العتق کما مر لحصول الکفارۃ بالاباء لو قارن الغلۃ او قارنتہا والرق حینئذ کامل کما مر الولاء لا یقبل التکبیر اخر قرہ جلیہا بقولہ اور حال یہ ہو کہ حکومت عتق کی کامل ہو کفارہ دینا اس عتق سے صحیح ہے اور اگر ابا ہمراہ ہو کر نیت علت عتق کی متفاوت نہیں ہوا متفاوت ہو علت کی وہ حالیکہ ملکیت خریدار کی کامل ہے بنا ئے خرید کر لینا صحیح نہیں تو کفارہ دینا صحیح نہیں ہے بنا ئے اپنا آقا ہونا کو اور اپنے مشترم کیا کفارہ ہو شراء ابیہ للکفارۃ لانہ مفاسۃ کما تقدم بنا ئے خرید کر لینا اپنے باپ کا واسطے کفارہ ادا کرنے کے خواہ کفارہ ہمین ہو اور کفارات صحیح ہو بسبب اینکہ نیت کی ہے یعنی ہو کفارہ علت عتق کی خرید کر کیوں کہ ثابت عتق متفاوت ہوئی تو ہو حسب قاعدہ مذکورہ کے بلاشبہ کفارہ صحیح ہو گی کما مر الاصح محلد یعتقہ لعدم مواۃ خریدنا اس غلام کا جسکی آزادی کی قسم کھائی ہے بسبب عدم متفاوت کے ہم بنا ئے اپنا آقا کہا کہ اگر ہمین فلانے کو خریدوں تو وہ آزاد ہو جبر اور اسکو اسکی کفارہ کی نیت سے خرید کر لینا تو یہ تکفیر صحیح نہیں اسواسطے کہ شرط صحت اور اتصال نیت کی ہمراہ علت عتق کے اور علت عتق اس آن مین نہیں ہوا اور خرید علت نہیں بلکہ شرط ہے تو تحصال ثابت کا علت کے ساتھ بغیر شرط کے ساتھ ہو اکذا فی المنیۃ ولا یشترط مسترداً او مکاتباً حلی عتقہ عن کفارتہ بشراءھا لتقصان رقہا اور صحیح نہین کفارہ دیکر بدلے خرید کرنا منکر حر لڑکے کا جسکی آزادی کا اپنے کفارہ ہو منکر ایکر اپنے نفس پر آزاد اسکی ملکیت کے یعنی ایک شخص نے غیر کی لونڈی سے نکاح کر لیا پھر کہا اگر مین تجکو خرید کر دن تو آزاد ہو یہ ہری نسبت کفارہ کیطرف پھیرا اسکو خرید کر لیا تو بعد خرید کے وہ آزاد ہو جاوے گی بسبب اسکے شرط کے کیطرف کفارہ اور نہ ہوگا اسواسطے کہ حرمت اور اسکی بسبب ہلاک کے متحقق ہو چکی تو کل عتق یعنی مرد بیچنا آزاد ہونا خرید کیطرف منسوب ہوا اس سے کہ ملکیت اور نہین ناقص ہے حالانکہ قاعدہ مین مذکور ہو چکا کہ بدون ملک کامل کے کفیر صحیح نہین کذا فی النہر خلاف ما ذا قالہ قاضیخان اشد فانت مسترق عن کفارۃ تقر فیہا فاشترا ھا حیث یجزیہ عنہا لکفارتہ کما قالہ ابو یوسف وبہ اخذ بعض المتاخرین وبہ اعتمد المتون بخلاف قولہ ایلا فزیلعی بخلاف اور اسکو یہ ہو کہ اگر ایک خالص لونڈی سے کہ اگر مین تجکو خریدوں تو آزاد ہو یہ ہری نسبت کفارہ کیطرف پھیرا اسکو خرید کیا اسواسطے کہ یہ خریدنا کفارہ کیوجہ سے ہوا جسکو مراد لیے ہوئے حرمت بنا اور مالا نکہ وہ اسکی ملک مین نہیں ہوا صورت یعنی اسکی تعلیق کے وقت بسبب نہ ہونے تعلیق کے ملک مین ان استراھا فتسترق اھا آزاد ہو گی اسکی وہ لونڈی بسبب تعلیق مذکورہ کے بعد خرید کیا پھر اسکو حرم بنایا اسواسطے کہ تعلیق بدون ملک یا اضافت الی الملک صحیح نہین ویثبت التحریم بالتحصین والوطی وشرط الثانی عالم الاول فتح والاول فتح وثابت ہوتا ہے حرم بنانا تحصین اور وطی سے اور ایوبی وقت تحصین اور وطی کے ساتھ ہم عمل حین بھی شرط کیا ہے کذا فی فتح القدیر عزمل یہ کہ انزال کی حرمت ہو حرم بنانا سو اسواسطے کہ تحریم سو اسکے اور نہین ہوتا سو اسکو اور نہ ہوگا ہم استری عبارت ہوا تحاذ سریۃ سو اسکو اور سریۃ بضم سین وتشدید یاء اہمملہ وتاء تحتیہ صحیح ہے یعنی جو لونڈی کہ سولی کے قسمت مین آوے سو اسکو اسواسطے کہ اسکو لونڈی حرم بنانے سے خوش ہوئی ہے اور سولی بھی اوسکے خوش ہونے سے خوش ہوا ہے سو اسکو اسواسطے کہ اگر مرد کہ زوجہ ہو کنی ہے مین اور کہسین عبارت اوس سے کہ اوسکو علم وہ مکان وہ اور باہر نکلو ہے سو ہم کو کذا فی الخلاصۃ وقال ان تسریت امۃ فانت طالق او حرمتہا فاشتراھا بعد التعلیق لم تطلق وعتق وافاد الفرق بقولہ لوجود الشرط بلا مانع لصحۃ تعلیق طلاق المنکر حیۃ بخلاف حرمتہا اور اگر زوجہ ہو اوس نے کہا کہ اگر مین کسی لونڈی کو حرم بناؤن تو زوجہ مطلقہ حر

یا میرا غلام آتا ہے یا میرا وہ مقروض آتا ہے یا اس لونڈی کو حمل ٹھہرا ہے یا میں اس لونڈی سے جبکو خریدنا چاہتا ہوں استبراء کے تو زندہ ہے اسکی طلاق ہوگی اور غلام آزاد ہوگا اور قرض ادا ہوگا اور فرق دونوں کا یہ ہے کہ پہلی صورت میں انچہ قول مولیٰ بالشرط ہے یعنی طلاق واقع ہوئی بسبب اسکے کہ شرط پائی گئی اور دوسری صورت میں انچہ قول مولیٰ بالشرط ہے یعنی طلاق واقع ہوئی بسبب اسکے کہ شرط پائی گئی ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اگر تو فلانے کام کو کرے یا میں نے تجھ کو طلاق دی اگر فلانا کام تو کرے اور ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دی اگر تو فلانے کام کو کرے یا

الاول عتق الاول وحده والاولى وطلقت الاولى وحدها وان اختار الاجنبية الاخيرة ان طلقت الاخيرة تطلق الاولى ورجعيتها كالاخيرة ان
ہے جب ثانی اور ثالث کی تبرکۃ ذکر کیا ہو اگر اس کو ذکر کیا اطلاع کو نہ ہونے کہا کہ یہ عورت مطلقہ ہے یا ہمسایہ اور یہ دو فوطلاق دیں یا سوائے نے کہا کہ یہ غلام آزاد
ہے یا ہمسایہ اور یہ دو آزاد ہیں تو اس صورت میں نہ کوئی آزاد ہوگا نہ کسی عورت پر طلاق واقع ہوگی بلکہ قائل کو اختیار ہوا جاوے گا اگر وہ ایجاب اول کو تو ہمسایہ
کہ جو اول غلام تھا آزاد ہوگا اور پہلی عورت تنہا مطلقہ ہوگی اور اگر اوسنے ایجاب ثانی کو تو ہمسایہ کہا تو پہلے دو غلام آزاد ہوں گے اور پہلی دو عورتیں دو
مطلقہ ہونگی حلفہ لا یسکن فلانا فسافر الحالف حنث فلان مع اهل الحالف حنث عندا لا عند الثانی به یفتی قسم کھائی کہ نہ سکونت
کرے گا فلاں کے ساتھ پھر سفر کیا حالیکہ سوائے فلاں کے عیال کے ساتھ ساکن ہوا تو وہ حانث ہوگا امام کے نزدیک ابی یوسف کے نزدیک اور قول ثانی مفتی بہ ہے
مسئلہ اس مسئلہ کا حاصل باب دخول اور خروج اور سکونت ہے چنانچہ شارح اس مسئلہ کو بالتفاوت دکان بھی ذکر کرچکا ہے فان فلو یصر حنث عندالثانی لا عندالثالث وبه یفتی کہا اپنی غلام سے کہ اگر آج کی رات نوٹ جاؤں تو تو آزاد ہے پھر سوائے اپنے
غلام آزاد ہوجاوے اور سکونہ جاوے تو حانث ہوگا ابی یوسف کے نزدیک زفر کے نزدیک اور یہی قول مفتی بہ ہے اختلفت فی الحاق الشرط بالیمین المعقب بکلام
السکوت فصححه الثانی وابطله الثالث وبه یفتی فلو حنث ان کان کذا فکذا وسکت ثم قال وکذا کذا فهو ان کان کذا کذا خاتمه
اختلاف صاحبین ہے شرط کے متصل بیمین مستقر ہے ساتھ بعد سکوت کے تو اس نزدیک امام ابو یوسف کے اور اوسکو باطل کہا ہے محمد نے اور یہی
قول مفتی بہ ہے تو صورت یہ ہوگی کہا تو ایسا ہو تو ایسا اور چپ ہو گیا پھر بولا اور نہ ایسا پھر ظاہر ہوا کہ ایسا ہی کہا کہ فی الحالیہ شارح
کی عبارت میں نہایت اجمال اور دقت ہے کہ ہر شخص اسکو سمجھ نہیں سکتا اور خاتمہ کی عبارت صاف ہوتو اوسکا ذکر کرنا واجب ہوا خلاصہ عبارت خاتمہ کا یہ ہے
کہ اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ میری عورت تیرے یہاں رات کو رہی اور سکے پڑوسی نے کہا کہ اگر تیری عورت تیرے یہاں رات کو رہی ہو تو میری عورت کو طلاق
ہے اور یہ کہکر چپ ہورہا ایک گھنٹہ پھر اسنے کہا والله تیری زوجہ کے ساتھ کی عورت تیرے پاس رات کو رہی ہو تو میری عورت کو طلاق
دوسری عورت تھی تو نصیر نے کہا کہ حالف کی عورت مطلقہ ہوگئی اور محمد نے مسئلہ نے کہا کہ مطلقہ نہ ہوئی اور ان دونوں عالموں کا جواب مختلف ہوا
بسبب اختلاف صاحبین کے شرط کے ملانے میں ہو ساتھ بیمین مستقر کے بعد سکوت کے ابو یوسف نے کہا ہے کہ یہ الحاق شرط صحیح ہے اسی قول کو نصیر نے لیا اور
محمد نے کہا کہ الحاق شرط کا یمین سے بعد سکوت کے صحیح نہیں اور اس قول کو محمد بن سلمہ نے لیا اور اسی پر فتوی ہوا اسلئے سکوت مانع متعلق ہوا جزا کے ساتھ
شرط کے تو دوسری شرط کے الحاق کو بھی سکوت مانع ہوگا یہ اختلاف صاحبین کا اسوقت ہے جب شرط سوء مفرت پر حالف کی اور اگر شرط کے الحاق میں
اوسکا فائدہ ہو تو اتفاقا الحاق جائز نہیں اتنوکد افی الطلاق باب الیمین فی البیع والشراء والتملیک
والتملک وغیرها وجه مناسبت اوسکی یہ ہے کہ بیع اور شراء اور ہبہ اور صلہ وغیرہا کی یمین کے احکام بواسطہ اصل کے یعنی ان کا کلام فلاں حقیقۃ فالمشتری کبیع
او اجارۃ لا حنث لعدم فعل آمرہ وکلا مستحق حقوقها کالآمر فی النکاح وصدقة وهبة وصلح حقوق له کاعاقد واجارة تحنث بفعل وکیله ایضا
سفیر وصدقہ وہبہ وصلح کا قاعدہ اسباب میں یہ ہے کہ موکل جس کے حقوق ساتھ اور عاقد کے ساتھ متعلق ہوتے ہوں جیسے بیع اور اجارہ تو اگر حنث نہیں ہوتا اوسکا ہونا
کرنے سے امر ہو اور وکیل اور رسول ہے اور جس فعل میں یہ دونوں حقوق اوسے متعلق ہوتے ہوں جیسے نکاح اور صدقہ اور ہبہ اور فعل جسکے حقوق فقط موکل
عاقد ہو دینا اور ابرا کرنا تو اسمیں وہ حانث ہوگا اپنے وکیل کے فعل سے بھی جیسے اپنے کرنے سے حانث ہوتا ہے اسلئے کہ وکیل کا یمین میں حکم مستقل نہیں ہوتا
قسم دو قسم پر ہیں ایک قسم وہ ہیں جنکے حقوق عاقد اور مباشر سے متعلق ہوتے ہیں بشرط الہیت جیسے بیع اور شراء اور اجارہ اور مباشرت اور دوسری
قسم وہ ہیں جنکے حقوق عاقد سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ جسکے واسطے عقد ہوا ہو اوس سے متعلق ہوتے ہیں چنانچہ نکاح اور طلاق اور خلع اور کتابت اور ظہار اور
صدقہ اور تیسری قسم وہ عقود ہیں جنمیں کچھ حقوق نہیں چنانچہ اعارہ اور ابرا اور تقاضا ودیعت اور لقطہ اور ضالہ اور
کان ممن یباشر بنفسه والیمین وصله الهبة لبعوض فلغیره حانث ہو گا خود اپنے کرنے سے نہ امر کرنے سے جب حالف اوس قسم کے لوگوں میں ہو جو اپنے کام

باب الیمین فی البیع والشراء والتملیک والتملک وغیرها

کرتے ہوں یہ بیمین اور بیت میں پیسہ یا لحم نہیں ہی داخل ہوگا کذا فی الظہیریہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ خریدے فروخت کرے تو اگر حالت غضب میں قسم کھائی تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا تو بیت متحقق نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ

ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ

ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ ہم قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ بیچے گا مگر بایں معنی کہ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا تو اگر حالت غضب میں ہوگا تو بیت متحقق ہوگا ورنہ نہیں ہوگا کذا فی الہدایہ

ہوگا اسی قول پر فتویٰ ہے کذا فی الدر اور اگر قسم کھائی کہ عورت کا نکاح مرد سے نہ ہوگا تو حنث نہ ہوگا نہ وکیل کے فعل سے اور الطلاق والعتاق الذی یقعین بکلامہ وہو ان یعلق الیمین بالفعل ثم یحول ایقاعہ علی الفعل کما فی الزیلعی ورجاء نہ ہوگا مطلقاً اور طلاق اور عتاق میں جو واقعہ ہوتا ہے بوں بسبب اس کلام کے جو یمین سے پایا گیا ہو قبل یمین کے فعل سے متعلق کرنے کی کذا فی شرح الزیلعی ہم طلاق اور عتاق میں قولی کی اس طرح قسید اگائی کہ طلاق فعلی سے حانث نہیں ہوتا طلاق فعلی کی یہ عورت ہو کہ فضولی نے طلاق دی اور زید نے اجازت دی اور سکوا جازت تعلی جائز کہا اور تعلیق کی کیسے صورت ہو کہ فوری نہ ہو کہ اگر نگہ میں داخل ہو گی تو مطلقہ ہو جائے گی اگر نگر میں داخل ہوگا تو نہ آزاد ہو بعد اس تعلیق کے قسم کھائی کہ طلاق نہ پڑے گا یا زید کہ تعلیق سے اسکو دخول دار سے طلاق پڑ گئی تو حانث ہوگا نہ زوم ہو مولی والخلع والکتابۃ والطلاق علی مال من زوجۃ او اجنبی او اعتاق عبد کذا فی الہدایۃ وہو ان یقول طلقتک او اعتقتک او خالعتک او کاتبتک او قبلت مہرک صلح کرنے سے یا انکار کرنے سے یا چنانچہ ذکر ہوگا یعنی صلح عن المال من الزوجۃ او اجنبی او اعتاق عبد او یقول فسخت او ابرأتک او ابرأتک عن مہرک او عن نفقۃ عدتک او عن نفقۃ ولدی او عن نفقۃ ابنی او عن نفقۃ ابنتی او عن نفقۃ ابنی فلان او عن نفقۃ ابنتی فلانۃ او عن نفقۃ ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ابنی فلان او عن نفقۃ ولد ولد ابنتی فلانۃ او عن نفقۃ ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولدی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ولد ابنتی او عن نفقۃ ولدی او عن نفقۃ ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ابنتی او عن نفقۃ ولدی او عن نفقۃ ولد ابنی او عن نفقۃ ولد ابنتی او عن نفقۃ ولد

اسم مفعول کو وہ کہیں اسطرف اشارہ کرنا نظر سے کہ اگر سوا اپنی مسائل مین مثبت ثابت ہو کر وکیل کے فعل سے مرعون کہا ہو کہ وکیل کے فعل سے مثاثمین ہوا حالانکہ بیع شراء صلح مال مضمون اجارہ استیجار شرب و دلو مشترک مین ان مسائل کے غیر مین مثبت ثابت ہو کر لام دخل میتہ اجیر و مقتضی الا الی حل فعل ارادہ خود پر علیہ و ثوابہ سا ان کان شرعی فیہ النیابۃ للغیر کبیع و شراء و اجارۃ و نکاح و صلح و وصایا خلوۃ و بناء و اقتضی ای اللام اعم ای توکیلا بالقصد بالی بالمطلوب علیہ اذ اللام للاختصاص فی کل شیء بحسبہ و لا یتحقق الا بامر المفید للتوکیل اور بہ لام کہ داخل ہو اسم فعل پر جسمین غیر کو اسطرح نیابت حاصل ہو کہ بنا چیز ہو فعل پر اور اجارہ اور دوزی گری اور زرگری اور سعاری تو لام مذکر مقتضی ہوگا اسکو امر کو یعنی اسکو وکیل کر نیکو تا کہ مخصوص کرے فعل کو ساتھ اسکے تا کہ لام اس فعل کے اختصاص کی ساتھ معلوم ہو بسبب کنائہ و مخصوص ہو اسطرح کہ لام مفہوم ہو اسطرح مخصوص ہو اسکے امر سے بغیر مخصاص مذہون اسکے امر بوکیل کا ممنوع ہے متحقق نہین ہوتا شارح نے فی کا لفظ مصنف کی عبارت مین لام کا لفظ مبتدا اجرا اور خبر اسکی لفظ اقتضی ہو اور دخول لام علی الفعل ہے اور اسکو

متصل ہو لیکن فی الحقیقت اتصال متحقق ہو یعنی لمدۃ اصولیت تکلم ہو یہں شرط نہیں فی ذاتہ ظاہر ہے الولد للفراش وللعاہر الحجر یختص بہ حقیقۃ الملک بل بدا کلا اختصاص ہے اور ضرب الولد کی مثال میں تو حقیقت ملک متصور نہیں بلکہ تخصاص ولد کا سابقہ والحمراء ہم تو اپنے خاص الدنی ضرب سے عاجز ہو گا کل گیا اور قیمہ سود لد مشترک جانچہ ام ولد کا وہ ولد بکار بھی وہ ضرب کرکے کسی کا تو اسکی ضرب سے عاجز ہو گا جیسے ہم اختصاص ہے اور چونکہ مستحق کے اکل اور ضرب اور وغیرہ اور ضرب ولد کو متذکر کیا حالانکہ ولد میں ملک متصور نہیں لہذا شارح نے اسکی مراد آگاہ کر دیا لیکن دخول اس میں کلام باقی رہا صنعی نے فرمایا وہ اسے دخول سے عاجز ہو گا جبکہ اختصاص مخالط سے ثابت ہو یعنی وہ اور جو اسکی طرف منسوب ہو کذا فی فتح القدیر پر ظاہر اگر ایسا نہ ہوا تو کھڑے کے دخول پر بھی حجر ثابت ہو گا تو شارح کو منافات کیا اس سے ہی آگاہ کر دیتا کذا فی الطحطاوی اور علامہ اس بحث کا یہ حل کر گئے اختصاص کا لام جب اس ضمیر سے متصل ہو جو دخول متعدی کے بعد واقع ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا لام متوسط ہو درمیان فعل اور اسکا مفعول فی کے یا مفعول فی کے یا مفعول ہو دونوں صورت میں یا فعل متصل سے غیاب کا یا نہیں ہو اگر غیابت کا محتمل ہو اور دو تک کے درمیان میں پڑے تو وہ ، لام خصاص فعل کا فائدہ دیگا اور اگر اسکی جنس کی شرط وقوع فعل ہو گا بخصوصیت اور شخص کے جسکی ضمیر ہو خواہ عین ہو اور یہ بخصوصیت بدون اسکے امر کے حاصل نہیں اور اگر لام متاخر ہو گا متصل سے تو خصاص عین کا نہیں ہو گا لیکن ساتھ ہو گا اور شرط اس خصاص کی یہ ہو کہ عین اسکا مملوک ہو خواہ فعل اور کسی دوسرے طریق سے واقع ہوا ہو یا نہ واقع ہوا ہو اور اگر فعل متصل غیابت کا نہیں تو اسکا حکم بین افتراق ہو گا لام کے توسط نہ ہونے اور نہ ہونے میں بلکہ خاص ہو گا جب کہ اوس فعل کو کر گیا خواہ اسکی امر سے خواہ بدون امر اسی طرح کہ فعل غیابت کا محتمل نہیں ہو گا تو اسکا استقلال غیر خالی نہیں ہو گا تو امر اور عدم امر برابر ہو گا تو یہ متعین ہو گیا کہ یہاں لام دو طریق سے خصاص کے لئے ہو گا اور اسکا کلام لغو سے محفوظ ہو گا کذا فی منح الغفار وان تو خیر حتی ای عام مضر بہ فیما فیہ تشدید علیہ قضاء ودیانۃ ودین فیما فیہ التخفیف بین الدیانۃ والقضاء لانہ تاول لان الیمین باللہ لا تحتمل الکذب فلا یصدق فی الاستحلاف لانہ لا یستحلف الا بما یعتقد انہ حق فلا یصدق فی القضاء لانہ خلاف الظاہر ویصدق فی الدیانۃ لانہ نوی ما یحتملہ کلامہ فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ کذا فی الکافی اور اگر غیر مذکور کی نیت کر گیا تو اسکی تصدیق قضاء اور دیانۃ نہ ہو گی اور اگر یمین حسین تھی اور سختی ہو گی حالف پر اور فحظ دیانۃ تصدیق ہو گی اوس امر میں حسین انسانی اور تخفیف ہو گی واسطے حالف کے بعد اسکو دیانۃ کرنا چاہئے کہ دیانت اور قضا کا تفرقہ تین صورت میں حاصل نہیں ہوتا اسطرح کہ کفارہ کا مطالبہ قضاء نہیں ہو گا تشدید کی صورت میں کہ مخالف کا محلوف کپڑا بدون اسکو امر کے بیچا مسئلہ اولی میں اور اختصاص سے ملک کی نیت کی تو حانث ہو گا اور اگر نیت نکرا تو حانث نہ ہو گا مخاطب کا غیر مملوک کپڑا اسکو امر سے بیچا مسئلہ ثانیہ میں اور اختصاص سے امر کی نیت کی تو حانث ہو گا اور اگر نیت نہ کی تو حانث نہ ہو گا مخاطب کا تخفیف کی صورت میں کہ اور تو مسلمان میں بالعکس نیت کر گیا یعنی مسئلہ اولی میں اختصاص سے امر کی نیت کر گیا اور مسئلہ ثانیہ میں اختصاص سے ملک کی نیت کر گیا تو فحظ دیانۃ اسکی تصدیق ہو گی اسطرح کہ اوس متحمل کلام کی نیت کی لیکن تضاء تصدیق نہ ہو گی اسطرح کہ خلاف ظاہر ہے اور وہ متصور ہے کذا فی المنح قال ان بعتہ ای اشتریتہ فہو حر فعلی علیہ سیجا بالخیار لنفسہ حتی لو احد الشرط ولو بالخیار لغیرہ لا وان اجر بعد ذلک ولا عکس کما فی الوقال ان ملکتہ فہو حر ثم اعلم ملکہ عند کلامہ مولی کہ اگر یمین ظاہر کہ میں کر دوں تو وہ آزاد ہو جاوے اور اسکی بیع منعقد نہ ہو گی بشرط اپنی اختیار کے واسطے ہو گا بیع میں مع شرط کے اور اگر خریدا بشرط اختیار غیر کے ہو گی تو حانث نہ ہو گا اگر بیع غیر کے بعد اسکی اجازت بھی دی مولی اصیح میں حانث نہیں ہو گا اگر یوں کہا کہ اگر میں اس غلام کا مالک ہوں تو وہ آزاد ہو یعنی ہو اور اسکو بشرط اپنے اختیار کے مول لیا تو آزاد نہ ہو گا بسبب اسکو عدم ملک کے نزدیک امام کے اسکو اسطرح کہ خیار شرط مشتری ہو اسکی ملک میں داخل نہ ہو کذا فی الظہیریہ ہم یہ کہا کہ حانث ہو گا بیع میں مع شرط کے یعنی امام کے نزدیک مع قیام الملک ہم اور شرائی کی گئی اسطرح کہ بیع ہم الکم کی ملکت سے خارج نہیں بشرط اسکو خیار کے بالاتفاق اور خیار مشتری اگر ہو اسکی ملک کو دخول ہوا امام کے نزدیک لیکن متن مسلوق ہے اسکی تعلیق سوا اور معلق ہونگی نہ ہو گی اور بعد خرید بشرط خیار کے مشتری متن کو مخرج سے تو خیار فسخ ہو جاوے گا اور حنث واقع ہو گا تو اسطرح پر تعلیق میں بھی ملک ثابت ہو گا کذا فی الکافی فقیدہ بالخیار لانہ لو قال ان بعتہ فہو حر فباعہ بیعا صحیحا بلا خیار لا یحنث لزوال ملکہ ویقع الیمین لتحقق الشرط بخلاف ما لو باعہ بشرط الخیار لہ او لاجنبی حیث لا یقع لبقاء الملک ہم کہ مقید بالخیار کیا اسطرح کہ اگر یوں کہا کہ

اگر میں اسکو بیچ کر دوں تو وہ آزاد ہو جاوے اور اسکو صحیح بیع کہہ کے بیچا یا خیار تو غلام آزاد ہو گیا اور شرط باطل ہو گئی اور بیع تمام ہو گئی اور اگر بیع فاسد ہو تو آزاد نہ ہوگا اور بیع فاسد ہو جائیگی اور شرط باطل ہو جائیگی اور بیع تمام ہو جائیگ

یا اپنے غلام کو تدبیر مطلق دیدیا یا لونڈی کو ام ولد بنایا تو حانث ہوگا بسبب متحقق ہونے شرط کے محل بیع کے فوت ہوجانے کے یعنی بسبب اعتاق یا تدبیر مطلق یا استیلاد کے ملک لائق بیع کے زمانہ یمین تک کہ اگر یوں کہیگا اپنی ملک سے کہ میں تجکو بیع کردوں تو تو آزاد ہو پھر وہ اسکے مدبر مطلق کیا یا ام ولد بنایا تو وہ آزاد ہوجاویگی سے نذر باطل ہی کہی یعنی عدم یمین منعقدہ سے تدبیر مطلق کی قید لگائی تو تدبیر مقیدہ سے حانث ہوگا کذا فی الفتح اھ اسکو کہ مقصد یمین قبل وجود شرط سے بیع جائز ہوگیا فَتَعْتَبِرُ الْحَالَ الْحَالِفَ بَالِغًا وَّ كَانَ مَوْهُوْمًا اور معتبر ہیں ملک یمین یعنی اعادہ ملکیت کا بسبب ارتداد کے اسکو کہ وہ امر موہوم ہے ہم شارح نے یہ رفع وہم کیا تقریر سوال یہ ہے کہ منعتق اور مدبر اور ام ولد کی بیع ممکن ہوسکتی ہے کہ وہ مرتد ہوجاویں اور دار الحرب میں جاملیں اور پھر گرفتار ہوں اور مسلمان کے ملک میں قاضی کے نزدیک مدبر کی بیع جائز ہے وجواز بیع ہم مدبر کا حکم دیتا ہے متحقق شرط کا محلیت بیع کے فوت ہونے سے نہ پایا گیا پھر حانث کیونکر ہوگا شارح نے اسکا جواب یہ کہا کہ اعادہ رق کا ارتداد اور اسلام امر موہوم ہے تو لائق اعتبار کے نہیں ہوسکتے کے جب یہ معلوم ہوا تو شارح کو منافی سبب کا یوں کہنا کہ وہ لائق تعبیر کا رائق یا لائق تعبیر کا پورا رفع وہم نہ ہوا فَافْهَمْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ تَزَوَّجَتْ عَلَيَّ فَقَالَ كُلُّ اِمْرَاَةٍ تَزَوَّجَتْ عَلَيَّ وَطَالَقٌ لَمْ تَطْلُقْ بِكَسْرِ اللَّامِ وَعَنِ الثَّانِيْ وَصَحَّحَ الْعَكْسَ وفی جامع قاضیخان وبه اخذ عامة مشائخنا وفی الذخیرة ان قال ان فعلت طلقت طلقت الا کہا امرأت سے اسکی عورت کے کہ تو نے جو میرے نکاح میں ہوتے کیا کہا کہ جو عورت میری ہو وہ مطلقہ ہو تو حملہ بکسر لام یعنی میں عورت ہوں اپنے شوہر کو طلاق دیا وہ مطلقہ ہوگئی امام اعظم اور محمد کے نزدیک اسکو کہ کل امرأۃ میں داخل ہوں اور ابو یوسف سے بیر روایت ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی اسکو کہ مطلق واقع ہونے کا محل امرأۃ اضافت ہوئی ہے اور یہ عورت مطلقہ نہیں اسکو کہ بقرینہ دلالت حال وہ عورت مخلیہ مذکورہ ہے صحیح مستثنی ہے اور اسی قول کو صحیح کہا ہے شرنبلالی نے اور جامع قاضی خان میں ہے کہ اسی قول کو اکثر مشائخ نے لیا ہے اور ذخیرہ میں یوں تفصیل مذکور ہے کہ اگر زوجہ کے حال مخلیہ میں یہ حلف کیا تو وہ بھی مطلقہ ہوا اور نہیں تو وہ مطلقہ نہیں ہوگی اسے اس صورت میں جب کہ یہ حالت اس صورت میں ہے جب کہ یہ حالت اور عدم طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اگر دونوں سے کوئی حالت نہ ہو تو بھی طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت کی ہو تو دیانۃً نافع نہ ہوگی اور قضاءً نافع ہوگی وَلَوْ قِيْلَ لَهٗ اَلَكَ اِمْرَاَةٌ غَيْرُهٰذِهِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ كُلُّ اِمْرَاَةٍ لِيْ فَهِيَ كَذَا لَا تَطْلُقُ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ لِاَنَّ قَوْلَهٗ غَيْرُهٰذِهِ الْمَرْاَةِ لَا يَحْتَمِلُ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ تَحْتَ كُلِّ اِمْرَاَةٍ لِيْ اور اگر زوجہ سے کسی نے کہا کیا تیری کوئی اور عورت ہے سوا اسی اس عورت کے سو اسکی ہی جو عورت ہے سو مطلقہ ہے تو یہ عورت مطلقہ نہ ہوگی اسو اسطے کہ قول اوسکا غیرہذہ المرأۃ احتمال نہیں رکھتا ہذہ المرأۃ کا یعنی جب کہا سوا اسی اوس عورت کو تو یہ عورت غیر ہوئی اسکو شامل نہیں تو کل امرأۃ کے تحت میں نہ داخل ہوئی تو قصد یہ کلام یوں ہوئی کہ کل امرأۃ غیر ہذہ المرأۃ فہی طالق طلاق اول شمار کے کہ وہاں کل امرأۃ میں مخلیہ داخل ہوں فَرْعٌ حَلَفَ عَلَى الْحَقِّ لِغَرَضٍ اَلْحَقَ بِهٖ مَسَائِلَ شَارِحٌ حانث ہونے کے متعلق مسائل ملحقہ شارح کے یعنی جب کسی نے حلف کیا کہ میں تجھ سے حق لونگا بسبب غرض کے تو حانث ہوگا لِوُجُوْبِ حَقِّهٖ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ اِنْ لَّمْ اَقْبِضْهُ فَاَنَا بَرِيْءٌ فَقَبَضَهُ بِغَيْرِهٖ فَاَنَا بَرِيْءٌ چنانچہ اگر زوجہ کا یوں کہنا زوجہ سے کہ اگر تو اس برتن سونے کا پانی نہ گرا دے اس میں تو تو طلاق ہے پھر اوسکو توڑ ڈالے تو حانث نہ ہوگا اسو اسطے کہ وہ برتن ہوا جس کا پانی وغیرہ کا بہانا اور چھڑکنا متصور ہوا اور ان لَّمْ تَدْفَعِيْ قَارُوْرَةَ هٰذَا الْخَلِّ فَاَنْتِ كَذَا فَدَفَعَتْهَا اِلَيْهِ فَاَلْقَاهَا فَانْكَسَرَتْ لَمْ يَحْنَثْ لِاَنَّهٗ لَمْ يَقْصِدْ اِلَى الْكَسْرِ اور اگر یوں کہا کہ اگر تو شیشہ خل کا نہ دیگی اپنی محرم عورت کو کہ اگر میں تجکو نکاح کروں تو میرا خلام آزاد ہے پھر اوسنے اوسکو دیا تو وہ توڑ ڈالا تو حانث نہ ہوگا اسو اسطے کہ یمین اوسکی منصرف ہوئی اوسکی طرف جو ہوسکتا ہو یعنی عقد اگر چہ فاسد ہو حَلَفَ لَا يَتَزَوَّجُ بِالْكُوْفَةِ عَقَدَ خَارِجَهَا لِاَنَّ الْمُعْتَبَرَ مَكَانُ الْعَقْدِ نسمی کہائی کہ کوفہ میں نکاح نہ کریگا تو اوسکو یا ہر عقد کو خواہ کہاں ہو اسو اسطے کہ معتبر عقد کا مکان ہوتا ہے نہ کہ مکان حالف کا کوفہ میں نکاح نہ کریگا پھر نکاح کا ارادہ کیا اور عورت اور مرد دونو کوفہ میں ہیں تو اوسکی تدبیر یہ ہو کہ دو راہی طرف سے ایک اپنیل کر جاوے اور عورت دوسرا وکیل اپنی طرف سے کرے پھر دونو وکیل شہر سے باہر نکل کر نکاح کریں تو حانث نہ ہوگا اسو اسطے کہ معتبر عقد کا مکان ہوا نہ کہ اوسی طرح سے اور اِنْ تَزَوَّجْتُ فَتَيِّبَاتُ طَوَالِقُ فَطَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا ثَانِيًا لَا تَطْلُقُ اِعْتِبَارًا لِلْحَالِ مِنْ وَقْتِ الْحَلِفِ اور اگر یوں کہا کہ اگر میں تجسے نکاح کروں تو اوسکی عورت مطلقہ ہو پھر اوسنے اپنی زوجہ کو طلاق دی پھر اوسسے نکاح کیا تو دوسری بار تو اب وہ مطلقہ نہ ہوگی باعتبار عرض کے یعنی شکم کو قیاس پر نہ دیکھا جاوے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقہ ہوگی باعتبار عموم لفظ کے حلف لَا يَاْتِيْ وَجْهَ مِنْ بَنَاتِ فُلَانٍ وَلَيْسَ لِفُلَانٍ بِنْتٌ لَا يَحْنَثُ حَتّٰى يَلِدَ لَهٗ جو شخص قسم کھائی کہ فلانہ کی بیٹیوں کے پاس نہ جاؤنگا اور

حالانکہ وہ یہ کہے کہ میں نہیں نہ وعدت ہوگا زید کی اس مثل کے نحو جو عبد ہیں کہ یہ اہوی کنائی البوطی کے کہا یا زید قول محمد کا ہوا اس واسطے کہ مرجع ضمیر
یعنی فتح الدید سے یہ مستقل ہو جس کہا کی زید کے دیکھ نہ ولیکا اور زیدہ کا کوئی دلیل ہیں زیدہ کا ایک دلیہ پیدا ہوا اور حالانکہ ہیں ہوا تو طلاق نہیں کے زید کی عادت
ہو گا اور محمد کے نزدیک عادت نہ ہوگا اس واسطے کہ اصل یہ ہو کہ محمد کے نزدیک وجود اور عدم دونوں ہیں معتبر ہو اور طرفین کے نزدیک وقت ملکے فی الذکر ہو تحت لفظ
الذکر والمعرفۃ لا ان دخل تحت الذکر فلو قال ان دخل ھذا الدار احد فانا والدار اولغیرہ فدخلھا الحالف دخلت لتکلیم کہ اور دخل
ہوتا ہو جیسے کہ کہ اور معرفہ داخل نہیں ہوتا ہو جیسے کہ کے تو اگر کہا اگر داخل ہوگا اس گھر میں کوئی تو بیا ہوگا اور وہ اگر حالف کا بیٹا اور اسکی غیر کا ہو اس گھر میں
حالف۔ داخل ہوا تو حانث ہو گا بسبب یکہ ذکر حالف کا ہو یعنی حالف کے یہ قول کہ ذکر میں لفظ احد ہیں مذکر کیا تو حالف نکرہ ہو داخل ہوگا بخلاف اس
کے خلاف میں جیسا کہ جیسے کوئی ہو وہی شامل ہوگی بموجب قاعدہ مذکورہ ولو قال جاری وغلامک لا احب بک الحالف لمعرفۃ اور اگر یوں کہا کہ اگر داخل ہوگا میرا
گھر میں یا میرے گھر میں کوئی احد تو حانث ہوا حالانکہ داخل ہوتے سے بسبب تعریف حالف کے یعنی حالف معرفہ ہو بسبب یا ہونکہ کے وقت نکرہ نہ داخل ہوگا طلاق نہ ہوئی قولہ
یہ شارح سے لفظ اور ہی کا بیان کیا نہ دار کہا تو اور کوئی مکان سے بیان کیا نہ احالت الحالف لتعریفھا یعنی اگر یوں کہا کہ ان دخل دار کی احد تو ہو گھر میں کہا
کے داخل ہونے حالف ہوگا اور حالانکہ بموجب معرفہ ہو بسبب یکہ ان غلبہ کے تو اور کے حکم میں نہ داخل ہوگا وکذا لو قال ان اکلت ھذا الرمان احد فاکل راسہ
راسہ لا یحنث الحالف بسبب لانہ متصل بہ غیر منفصل کان معرفۃ او نکرۃ اذ لیس من المعرفۃ بالاضافۃ غیر فی ذکر المضمت قبیل یا ایک الیمین فی الطلاق
معرفۃ الا تشبہا اور اسے طرح اگر کہا کہ اگر ہو گا اس سر کہ کوئی اور اشارہ کیا تو کہا نے اپنو سر کیطرف تو حالف اسکے چونے سے حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ متصل ہونا
سے باوجود پیدائش کے قوہ معرفہ ہونا قوی تر اضافت کے معرفہ ہو کنائی البوطی یعنی تعریف مضمر کی لیا شارہ کہ نہیں کے قوت ہو داری کی اضافت سوا اور سکر
مصنف ذکر کیا ہو باب الیمین سے پہلے طلاق میں بشارہ کیطرف اشارہ کہ کہ الا بالنیۃ وفی الملکی کان کلم غلام محمد بن احمد فدخل غلام ابنہ محمد بن احمد
لو ھو کان لابیہ محمد بن احمد الا العلم فی موضعہ النکرۃ فلو خرج الحالف عموم النکرۃ فی موضعہ داخل نہیں ہوتا تحت نکرہ کے گر نیت اگر نہیں اور
اسمیں داخل ہوتا ہو جیسا کہ اگر کلام کریگا محمد بن احمد کے غلام سے کوئی تو زید ہو اسکی مطلقہ ہو حالف داخل ہوگا تحت نکرہ کے اگر وہ ایسا ہو گا یعنی اگر
حالف کا نام بھی محمد بن احمد ہو گا اور وہ بھی ابنہ غلام سے کلام کریگا تو حانث ہو گا بسبب جائز ہونے استعمال نام کے بجائے مکرہ کا تو اس وجہ سے حالف معرفہ نکرہ
نہ نکلا کذا فی البحر ھم جیسے استعمال نام کا بجائے نکرہ جائز ہوا تو ہیں مذکور کہ یوں تبدیل ہوگی کہ اگر کوئی کلام کریگا اوس مرد کے غلام سے جسکا نام محمد بن احمد ہو
تو جسکا نام محمد بن احمد ہو گا اور کسی غلام سے ہیں داخل ہوگا کذا فی الظہیریۃ وخلت وفی الاشباہ المعرفۃ لا تدخل تحت النکرۃ الا المعرفۃ
فتدخل فی النکرۃ الا فی موضع الشرط کان دخل داری ھذا احد فانت طالق ان دخلت طلقت ولو دخل ھو لم یحنث لان
المعرفۃ لا تدخل تحت النکرۃ وقامہ فی القسم الثالث من ایمان طہیریۃ وشارح کہتا ہی شباہ میں کہ معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نکرہ کے مگر
وہ معرفہ جو جزاء میں واقع ہو یعنی معرفہ اوس نکرہ میں داخل ہوتا ہو شرط کے محل میں واقع ہو جیسا کہ اگر داخل ہوگا کوئی میرے گھر میں تو تو طلاق
پھر زوجہ اوسکی داخل ہوئی تو وہ مطلقہ ہو گی اور اگر زوجہ حالف داخل ہوگا تو حانث نہ ہوگا اس واسطے کہ معرفہ داخل نہیں ہوتا تحت نکرہ کے اور اسی
تقریر اسکی ایمان ظہیریہ کی قسم الثالث میں ہو ھم موری شباہ کے مخالف کہا کہ زوجہ اگرچہ معرفہ ہوتا خطاب لیکن وہ جزاء میں واقع ہو تو اوسکا داخل
اوس نکرہ کے تحت میں جو شرط میں واقع ہو جیسا کہ وہ مثل ہے اوسکے کہ وہ مثل ہے ہیں اور اسطرح شرط کا اسکا معرفہ ہونا کہ نکرہ کے تحت میں
واقع ہوتا ہو کذا فی الظہیریۃ بخلاف دخول زوجہ کے تحت نکرہ کے کہ وہ جائز نہیں اس واسطے کہ ایک ہی جملہ میں یعنی شرط میں دو دو اقسام ہیں وہ نوع اقسام ہیں
شیء او عرض او ما شئت کما من بلدۃ فی قولہ علی المشی الی البیت اللہ والکعبۃ او اذا فی دمات ان ربک فی خالہ القفص ولو اراد بہ بیت اللہ
بعض المساجد لم یکن منہ شیء اور وہ واجب ہو گا جو اعمہ پیدل بلکہ جائز ہے شہر سے اس قول بن کہ ہمیشہ پیدل چلنا بیت اللہ تک اگر ایک
اور جائز نہ ہو گی اگر راہ میں سوار ہو اسکو اور سستی نہ مذکور ہیں قصداً داخل کیا اور اگر لفظ بیت اللہ سے بعضی مسجد کا اراہ کر لیا تو ہو گا اور ہیں کچھ لازم

نہ قضاء و دیانۃ اسم ہو کر اور اپنے کلام کے حقیقی معنی کا ارادہ کیا تو کہے کہ اللہ کی قسم اور کہے گا تو اور ہے حج یا عمرہ واجب ہوگا۔ چنانچہ ہمارے ائمہ کا یہی مسلک ہے اسم اسکو کہتے ہیں جو اپنے مسمّٰی پر بلا اعتبار دلول لفظ دلالۃ یا اسکو اسلام کے نہیں اور نہ با اعتبار مجاز کے اور نہ بکثرت غالب کے بلکہ عربیت کے ہے یعنی کلّی الشیٔ لغۃ اسی لفظ سے ہے جو اسم ہے ترجمہ اسم ہے ترجمہ اسم ہے ترجمہ

کہ ارکان تنبیہ شمار کے یا بیچ ہیں اور قعدہ رکن زائد ہو کہ عدم صلوٰۃ کے حق میں اور سکی رکعت معتبر ہوگی کذا فی الفتح اور نہر الفائق میں قعدہ کو شرط قرار دیا ہو نہ رکن تو بطریق اولی حق میں اور سکا اعتبار ہوگا بخلاف اِنْ صَلَّیْتَ رَکْعَۃً فَاَنْتَ حُرٌّ یَعْتِقُ بِاَوَّلِ الشَّفْعِ لِاَنَّ الرَّکْعَۃَ تَحْصُلُ بِهٖ کَمَا لَوْ اَتَمَّ الصَّلٰوۃَ اَمَّا الْقَعْدَۃُ فَلَا تَحْصُلُ بِهٖ اَلَا تَرٰی اَنَّ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً وَقَعَدَ فِیْهَا ثُمَّ قَامَ وَسَجَدَ لِسَهْوٍ عَلَیْهِ لَا یَکُوْنُ مُصَلِّیًا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ اَفْسَدَ الْاُخْرٰی لَا یَلْزَمُهُ الْقَضَاءُ وَلَوْ اَفْسَدَ الْاُولٰی یَلْزَمُهُ قَضَاءُ رَکْعَتَیْنِ وَلَوْ صَلّٰی رَکْعَۃً وَقَعَدَ ثُمَّ قَامَ وَصَلّٰی رَکْعَۃً اُخْرٰی لَا یَکُوْنُ مُصَلِّیًا رَکْعَتَیْنِ اَیْضًا حَتّٰی لَوْ اَفْسَدَ الْاُخْرٰی لَا یَلْزَمُهُ قَضَاءُ رَکْعَتَیْنِ

بڑھے پھر زوجہ سے قربت کرے جب غسل کرے اور ضرورت اور عشائی کی نماز جماعت سے پڑھے تو حانث نہ ہوگا اور اسکو غسل رات میں واقع ہوا اور نہیں کذا فی العالمگیری ملیونے کہا ہمیں اعتراض ہے کیونکہ ہمارا دیہ ہے کہ غروب تک نہیں ہی نمازیں ہوئیں اور قسم ہو پانچ نمازوں کی اور اگر یوم کے مطلق وقت مراد ہو تو بہر صورت حانث ہوگا خواہ دن میں ہو خواہ رات میں حلف بہ تعلیق الصحیحہ منہ فالبحث بالفاسد لم نسم کہا کسی کہ چوک گیا وحدت صحیح پر موقوف ہوگا تو فاسد سے کرنے سے حانث نہ ہوگا ھم اور البحر محیطہ کا حلف برابر ہے کہ کلام سارہ تک کہ لایکلمت حتی یقدم فلانۃ الی قولہ عن الثالث ح محمد حتی یطوف اکثر الطواف المفروض عن الثانی وبہ جزم والمتبادر من ھجر العقیلا ابو حنیفۃ کان من کبار فقہاء بخارا ومات بخامسۃ وسبع وخمسمائۃ تاکہ اور عدم صحت کے حلف میں حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ عورت طواف کا وقوف کرے یہ مروی ہوا امام ثانی محمد بن حسن سے اور جائز ہوگا یہاں تک کہ اکثر طواف الزیارت کو یعنی بہ دن چار ہفتوں کے حانث نہ ہوگا یہ مروی ہوا امام ثانی قاضی الویوسف سے اور اسی پر جزم کیا ہے صاحب مناسک میں جو ھر بن محمد عقیلی انصاری کی تصنیف سے وبخارا کے فقہا کبار میں سے ہے اور یا نہ ساتھ ہجری میں وہیں وفات پائی و کلایحنث فی العمرۃ حتی یطوف اکثر اشواطہا اور جائز ہوگا عمرہ کرنے کے حلف میں حانث کہ عمرہ کا اکثر طواف کرے یہ یعنی بہ دن چار ہفتوں کے حانث نہ ہوگا یہ مروی ہوا زیاد سے وہ ان کبار فقہا میں سے ہے فھذا ای صدقۃ الفطر ان تصدق بہ علیہ کما فی الزوج قطعا بعد الحلف فقرابتہ ونسبہ ولیس فرضا ھھنا عندہ خلافا للامام وابی یوسف وقولہ الت

اور اگر اس کو پہنے ہوئے کا لحاظ ہو تو لاتی یوں ہو کہ اسکو پہنے ہوئے حانث ہو گا خواہ اسکی اندر کی قمیص سے صفت ثابت ہوتا ہو خواہ اسکی باہر کی ہو خواہ سونے کے وقت میں اتار دیتا ہو کذا فی التبیین لہذا اگر سونے کا ارادہ نہ ہو تو بھی حانث ہو گا کذا فی الظہیریہ وان حلف لا یجلس علی بساط فجلس علی الحشیش او علی الارض لا یحنث لان البساط ما یبسط للجلوس علیہ عادۃ وھذا لیس کذلک کذا فی المحیط اگر یہ قسم کھائی کہ میں فرش پر نہیں بیٹھوں گا تو اگر فرش کے اندر کی روئی وغیرہ نکال دی اور اوپر اور نیچے کا کپڑا باقی رہنے دیا تو حانث ہو گا کذا فی التاتارخانیہ اور اگر فرش کے اندر کی روئی کو نہ نکالا تو حانث نہ ہو گا کذا فی الظہیریہ اگر فرش پر بیٹھا تو بھی حانث ہو گا کذا فی الظہیریہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اگر چارپائی پر بیٹھا تو حانث نہ ہو گا کذا فی التاتارخانیہ ولو حلف لا یجلس حیث یطلق اللغوی ومافی الفرش من تکیۃ السریر حملہ الجوھری علی العرف اور اگر اخبار و رسائل میں اس طرح پر کہ قسمیں ذکر کی جاتی ہیں یوں کہے لا یجلس علی فرش تو اگر فرش کے اندر کسی چارپائی پر نہ بیٹھے گا تو برابر قسم سے خلاصی ہو گی اور کسی چارپائی پر بیٹھے گا تو قسم توڑنے کا سبب ہو گا بسبب عرف محمولہ علیہ کے اور جو کہ قدوری میں سریر کو ذکر کیا ہے تو جو ہر نیرہ میں اسکو مبنی عرف پر محمول کیا ہے بخلاف الحلف بالنوم علی الفراش او الفراش ھذا السریر او الفراش ھذہ السفینۃ فقرش ذلک فرشا لم یحنث لانہ لم یدخل الفراش کما لا یخفی لکن بتغیر العادۃ یتغیر الحکم کما لا یخفی علی ذوی الافہام وکما ھو الموجود فی خالب البلاد الخ فتنبہ بخلاف اس کے اگر قسم کھائی کہ سو نہ گا اس چارپائی کی پٹڑی پر یا اس ناکے کے تختوں پر یا اوپر فرش کے بچھایا ہوا تو حانث ہو گا اسی طرح اگر تختوں پر نہ سویا بلکہ فرش پر سویا کذا فی المحیط اور اسی عبارت کو مصنف نے شرح کے مسئلوں میں لیکن لائق یوں ہو کہ تعبیر اس مسئلہ کی بحرف تشبیہ کیا جاوے جیسا کہ یوں کیا جاوے کہ اگر حلف لا ینام علی ھذا الفراش تو اس مسئلہ کو مسئلہ فراش سے موخر کیجئے تا مطلب سہیم ہو جاتا ہے اور بیشہ و نہیں صاحبان فہم پر اور جیسا کہ یوں ہی موجود ہے ہمارے دیار و مشق شام کے اکثر فرش کے فرشوں میں سو رہے ہیں اور بنا علیہ لفظ بخلاف کا اسکا مقتضی ہے کہ اس مسئلہ کا حکم مسئلہ سابقہ کے بخلاف ہے حالانکہ دونوں عدم حنث ثابت ہوتا ہے لہذا اشارہ نے اس پر کیا گا کہ دیا اور اسطرح تصویر کلام کے طریقہ تعبیر کا بیان کیا لیکن مترجم کے پاس مصنف کی شرح ہم الفقار کا ایک نسخہ دمشق شام کا لکھا ہوا موجود ہے اور وہیں یہ عبارت متن میں داخل نہیں بلکہ شرح میں داخل ہے بالفاظ بخلاف جس صورت یہ اختلاف تصرف کا تعین سے خالی نہیں واللہ اعلم ولو حلف لا یجلس علی الفراش او قال لا اجلس علی الفراش او قال لا اجلس علی ھذا الفراش فقرش ذلک فرشا لم یحنث لانہ لم یعتد ذلک وعلیہ اعتماد الفتوی کذا فی الظہیریہ اگر قسم کھائی کہ اس چارپائی پر نہ بیٹھوں گا یا نہ سوؤں گا اور اوس فرش پر ایک کپڑا لمبا چاندی کے بچھایا یا چارپائی پر بچھا دیا جاتا ہے اور اسپر بیٹھا یا سویا تو حانث ہو گا اسواسطے کہ وہ شخص فرش کا بیٹھنے والا اور چارپائی کا سونے والا شمار ہوتا ہے عرف میں بخلاف اوس مسئلہ کے جو کہ ذکر ہو چکا کہ اسمیں عرف حانث نہیں ہم قرار کبیر قاف عبارت سے پردہ بابریک سے کسی نے کہا کہ ہم قرار کو بلکہ اوس پردہ کا نام ہے جسمیں نقوش ہوں اور صحیح مختار الصحاح میں قصیر ہے اور ہمارے عرف میں قرار کو علاوۃ کہتے ہیں جو فرش پر بچھایا جاتا ہے کذا فی المنح ملا ر بیضہ میر و لغت میں چارپائی کو کہتے ہیں کذا فی المنح حلف لا یاخذ من فلان شیئا علیہا بفعل او بغیر فعل او مشی علی اختیار حنث وان مشی علی بساط لا یحنث وتسمی کہا کہ کر زمین پر چلا یا پر زمین پر جو تیاں پہن کر چلا یا پیروں پر چلا تو حانث ہو گا اور اگر فرش پر چلا تو حانث نہ ہو گا فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا

ان تمت علی تولیک او فرارک الی فکانہ اختیار لکن یکفر بکبیرہ او بکبیرۃ فرض ہو کہ اگر میں تیرے گھر سے یا تیرے فرش پر سوؤں تو تو مطلقہ ہو تو اگر وہ جان بوجھ کر اس تیرے گھر یا فرش پر لگا تو مطلقہ ہو گی اور اگر نہ لگا تو مطلقہ نہ ہو گی یا دیر بیٹھا تو مطلقہ نہ ہو گی کذا فی الخطوط وی عن احمد من المحیط باب ایمان میں قسم کے اقسام اور غیر ذلک وما یکون یمینا ومالا یکون یمینا ومن حلف علی امر ثم رأی غیرہ خیرا منہ وفعل الذی ہو خیر وغیر ذلک

وغیرہ کی قسم ہیں شارح کو چاہئے مناسب یہ تھا کہ سبب کو مسائل سے کہ تصدیر کرتا اور میں لفظ والکفارۃ کو تمیز کرنے کا بیان ہو یا اصل ہذا ان ماشاء اللہ المیت فیہ الحی یضع الیمین فیہ علی الحالتین الصوت والحیاۃ وما اختص بحالۃ الحیوۃ وھو کل فعل یدلہ ویلوذ الیہ ویستعین بہ تقتضیہ ثم مرتع علیہ قاعدہ بیان یہ ہے کہ جس قسم میں مرد و شریک ہو نہ ہو گا تو اور میں قسم دونوں حالتوں پر واقع ہو گی مثلاً میت سے موت بھی اور حیات میں بھی اور جو امر کہ حالت زندگی کے مخصوص ہو جیسی جو فعل کہ اس سے دور اور پرہیز ہو اور خصوصاً جو فعل کہ اس پر خوشی نہ ہو جیسا کہ گالی دینا اور بوسہ لینا قسم ایسی امر کی قسم متعدد صورتیں ہو گئی پس قاعدہ یا قول متقدم کہ اصل ہو گا قول ان ضربتک او کسوتک وکلمتک ان حلفت علیک او قبلتک فقبلہ کل منہا بالحی والحی واعلی وما لا فاصغاہ تحت سفلہا فی المیت اگر میں تجھ کو مارا یا تجھ کو کپڑا پہنایا تجھ سے کلام کیا اگر میں تجھ پر قسم کھاؤں یا تجھ کو بوسہ دوں یا تجھ سے کلام کروں تو میرا پاس آنا بوسہ لینا تو یہ سب ایک قول متعدد بزندگی ہو گا یا ناگ گزاں اعمال سوا طلاق یا عتاق کے مطلق کر کے گا تو قاعدہ ثابت ہو گا ان اعمال کے کرنے سے ساقط ہونے کے ہم تعلیق طلاق یا عتاق ان اعمال پر دون کو اگر میں تجھ کو مارا دوں یا تجھ سے کلام کروں یا تیرا پاس آؤں یا تیرا بوسہ لوں تو وہ کسی زوجہ مطلقہ ہو یا غلام آسکا آزاد ہو ہر مفاسد کے مرتبے کے بعد ضرب وغیرہ واقع کی تو حانث ہو گا ضرب اسم اسطوح میں نہیں ہو سکتی کہ ضرب عبارت ہو خصل بدنا کہ سبب یا استعمال اگر اس وجب سے حالانکہ میت محل ایلام اور تادیب نہیں اور میت کو جو خدا پر فہر ہوتا ہم تو اسکو جمہور علما کے نزدیک زندگی عطا ہوتی ہے قصد دریافت کرنے اور کے اور بدن کا ثابت رہنا شرط نہیں اہل سنت کے نزدیک بلکہ انبیاء متفرد ہیں یہی حیات علما حق ہے جو کہ ثابت ہے معلوم نہیں ہو سکتی اور کسوت کی مفہوم میں تملیک ہو تو میت کو لائق تملیک کے نہیں اور کلام سے مخرجہ شی افہام ہو اور موت اسکی منافی ہے اور دخول سوا دار الکرام ہو اثابت بازیارت اور بعد موت کے بھی کوئی بات حاصل نہیں اور یہی حال ہشتم او جماع اور تقبیل کا کذا فی النہر اوفتح القدیر میں مذکور ہے کہ میت کو ساعت نہیں تو فہم نہیں اور بعد موت حیات کی خبری زیارت ہوتی ہے موتیٰ کی خبر جو کہ بخاری میں مذکور ہے کہ مقتولوں کی لاشوں کو مقتولوں میں سے اٹھوا کر ان کو دفن کرایا جو تم ہیں سے وہ بات کو اچھی طرح نہیں سنتے کذا اور اسکو تم سے بہتر سنتا ہوں یعنے کہا آپ مردوں کو سلام کرتے ہیں یا رسول اللہ تو فرمایا تم سے ہو اُس ذات پاک کی جسکے قابو میں میری جان ہے کہ تم اسکو زیادہ نہ نہیں سنتے ہو اور مکا ایک جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کی معارض صحیح بخاری میں دوسری حدیث ثابت ہے کہ عائشہ صدیقہ نے اس روایت کو قرآن مجید کی دو آیتوں سے رد کیا اوّل آیت یہ ہے کہ انک لا تسمع الموتیٰ دوسری آیت یہ ہے کہ وما انت بمسمع من فی القبور کہ تو نہیں سنا سکتا اسکو جو قبروں میں ہیں اور ثانی آیت جیسے مفسر قرطبی نے نہیں سنا سکتا مردوں کو اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ کلام بطریق ضرب المثل جہاں زدن کی نسبت کبیر اطلاع جہاں کہ علم مرتضیٰ سے مستقل ہو کہ تم بستان میں جاکر فرمایا کہ تمہاری عورتوں کے کام ہو گئے اور تمہارے سوال تقسیم ہو گئے اور تمہارے مکانات میں اور لوگ سالمان ہو تو جیسے خبر تمہاری ہے ہمارے اس سے ہماری خبر تمہارے پاس کیا ہے اور تیسرا جواب یہ ہے کہ جیسے کلام اور سماع موتیٰ رسول کریم کی خصوصیت کی جہت سے تھا بارہا عجائب کے کہ اگر فرمان کو حرمت زیادہ ہوا اور وہ جو صحیح مسلم میں حدیث مرفوع ہے کہ میت جوتیوں کی آواز سنتا ہے جب لوگ دفن کر کے پھرتے ہیں انکا جواب یہ ہے کہ ابتداء دفن کا بھی سماع اور فہم مقدمہ ہے جو ابدی سوال منکر اور نکیر کا اس خصوصیت کی وجہ سے ہے جو احادیث اور آیتوں کے مضمون میں اتفاق ہو جاوے قعار مفہوم تباقی ہے اسواسطے کہ دونوں آیتیں عدم سماع موتیٰ کے مضمون ہیں انتہیٰ کلام الفتح نہر الفائق میں انکا جواب ثالث نہایت خوب جواب ہے حضرت عائشہ کا مطلب در سماع بطریق معجزہ تھا اور اس سے عموم سماعت موتیٰ کا ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ بارہا عجائب حضرت موسیٰ جو جیسے بھی کلام کرتا ہے حالانکہ شجر اور حجر محل کلام نہیں اور صحیح مسلم کی روایت کے جواب کی تقریب دوسری حدیث صحیح ہو سکتی ہے جو صحیح مسلم اور نکیر ہو سکے جواب معقول مستوجب ہو تو اُس سے کہ جو میں ہے کہ تم کو مگر تقریب قرنین یعنی اب اگر ام کو سے جیسے دولہ سوتا ہم ظاہر یا ہو حدیث دلالت کرتی ہے کہ

موجب اس قدر اسے فاعل ہو جاتا ہے جیسے سونا کہ وہی خاص ہوا اور کلام ہیں سنا اگیا ہے لوگ اہل تغلب ہیں یا یہ اجتہاد کا نہیں ہے کہ ہیں تو قضا کے متقدر ہیں جب انکو نصوص سے ثابت ہوا کہ میت کو تمہارے سماع ہیں نہ اسمیں بادہ گفتگو اور تفتیش کرنا چاہیے تم سے واللہ اعلم بالصواب

وللتین ولیاس التوب لحلقه لا لبسه او کفنه بالنیة بالتوب علامات خیانت اور چوری اور کپڑا پہنانے کے پیانچہ یوں قسم کھائی کہ مثلاً زید کو نہ غسل دیگا یا اسکو نہ اوڑھا دیگا تو یہ ہیں متصد کیات نہیں بیٹے اگر زید کے مرنے کے بعد اسکو غسل دیگا یا اوڑھا دیگا تو حانث ہوگا اسی طرح اگر کہے کہ اسکے کفن کو نہ پہنوں گا یا اسکو نہ پہنوں گا تو حانث ہوگا اگرچہ خوش طبعی سے یہ افعال کرے ہوں اسی طرح اگر کہے کہ اسکے جنازہ کو نہ اٹھاؤں گا یا اسکو نہ دفن کروں گا تو حانث ہوگا اگرچہ اسکے ساتھ نہ جائے اور اسکی قبر پر نہ بیٹھے اور اسکی قبر پر مٹی نہ ڈالے اور اسکی قبر پر پانی نہ چھڑکے اور اسکی قبر پر خیمہ نہ لگائے اور اسکی قبر پر عمارت نہ بنائے اور اسکی قبر پر چراغ نہ جلائے اور اسکی قبر پر مسجد نہ بنائے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ بچھائے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لپیٹے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لٹکائے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لکھے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لکھوائے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لکھنے دے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لکھنے دے اور اسکی قبر پر کوئی چیز نہ لکھنے د

قسم کھائی کہ فلانے کو کوئی نہ قتل کریگا پھر اسکو کوئی نہ کہ کوئی دیہات میں مارا اور وہ نہ مرگیا تو حانث ہوگا جانچہ اس قسم میں کوئی نہ قتل کریگا اسکو کسی دن پھر اسکو کوئی نہ کسی شہر میں کسی دن اور مرگیا تو حانث ہوگا اور اسکے بالعکس میں یعنے کہ فلانے کو مارے نہیں اور دیہات کے مرنے میں حانث نہوگا اسواسطے کہ زمانہ حال کا متعارف ہے مثال اولی میں اور مکان متعارف ہے مثال ثانی میں بشرطیکہ ضرب اور غم لگانا بقدر قسم کے واقع ہوا ہو کذا فی الظہیریہ ہم قریب کہ وہ کسی کو سوا اسکو کھائے کہ وشدت سے سر سنیرین کہ انی الطلاق ہی وہ قولہ ان لم تأتینی حتی أضربک فهو علی ساعة تذکر اور ظہیریہ میں ہے اگر کہا میرے پاس نہ آئیگا یہاں تک کہ تجکو مارون تو جب تک میرے پاس نہ آئے پر مے خواہ اور اسکو بعد آنے کے مارے یا نہ مارے ہوہم اسی مثال میں الاسم یسمی کے معنی میں ہے اور الاسم یسمی بعینہ حکم ہے کہ وجود سبب مشروط ہوتا ہے وجود مسبب کذا فی الطلاق ہی ان اللہ لا یضربنی فلان ولا یقتلنی الذراتی فلم یقتل ولم یضرب الغد ذکر الزیلعی اسکو کوئی نہ کھائیگا تو بقسمہا اسکو مار نہ سکا تو بھی ہم کے محمول ہوگا بشرطیکہ نے کے حال جانے کی نیت کی ہو اور اگر نے الحال کی نیت کریگا تو اگر کچھ دیکھنے کے نہ مارینگا تو حانث ہوگا ان ضربتک فلم أضربک فأنا الحالف وهو مروی عن ابی حنیفة رح حیث اگر میں تجکو دیکھوں تو نہ ماروں تو ایسا ہو ہر حالت نے اسکو دیکھا اپنی مرضی کے ایسے حال میں کہ اسکو تو درت نہیں ضرب پر تو حانث ہوگا ان لم آتک فلم أضربک فأنا الحالف فلم یجئه حتی مات لم یحنث لانه لم یجئه اگر میں تجکو طلاقات کروں سو نہ مارون تو ایسا ہو پھر اور سکو کوئی مرس ہم سے دیکھا تو حانث ہوگا کذا فی البحر اسواسطے کہ اتنی دور سے کو ملاقات نہیں کہتے ہیں الشہار وهاتوفه ویلوانی الموت بعینه وما دونه قریب فیحمل ذلک فی یحضرنی دینه او لا یکلمه الی بعید والی قریب ولفظ العاجل والآجل کالقریب والبعید وهذا بالاتفاق یعنے ہمنے اور اسکے درمیان جو فاصلہ ہے اور جو سے کہ درت قریب میں داخل ہے تو یہی تفسیر مذکور اس قسم میں معتبر ہوگی کہ ایسا دین کہ ابھی ادا کریگا یا مثلاً بعد سلام کے ادا کریگا یہ نیت کا ہے تک اور لفظ حاجل اور آجل ہم کا مانند قریب ہے اور لفظ آجل کا بعید کی مانند ہے اور جو کہ قدر بہ قریب اور بعید کی ہو درصورت عدم نیت ہوہم اگر قسم کھائی کہ قریباً یا عاجلاً یا سریعاً قرضدار کا اگر کبھی پھر جیسے کے اندر ادا کیا تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ بعید آیا اجلاً طلاقات کرونگا تو جیسے کے اندر ملاقات کرنے سے حانث ہوگا۔ مہینہ سو زیادہ مدت میں وان أتى بقریب یا بعید مالم یعین فیهما عادة او نیة وان عین فیما عینه یعنے اور اسکے لفظ سے حالت نے مدت معین کی دو مہینہ نیت کی تو اسکی نیت کے موافق اعتبار ہوگا اگرچہ قریب سے ایک سال بامدت دنیا اور کہی تو بھی جسم سے اسواسطے کہ دیانۃ نسبت آخرت کے قریب ہے کذا فی النہر اور جس مدت میں حالت پر تخفیف ہوگی اسمیں دیانۃ تصدیق ہوگی نہ قضاءً کذا فی البحر ہم درصورت تخفیف دیانۃ تصدیق کرنا بحر الرائق میں بطریق رشک کے مذکور ہے شارح نے اسکو بطور منصوص کے مذکور کیا کذا فی الطلاق حلف لا یکلمه میلیاً او طویلاً او لا یأتیه سنیناً فذلک والا فعلی ستة اشهر یوم لذا فی الظهیریة قوله عن الیوم اسم لمدة تسع ثم کہا کسی نے کہ ایک مدت بازمانہ دراز، اوس سے کلام نہ کریگا اگر حالف نے کچھ نیت کی تو اسیقدر معتبر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہیں تو ایک مہینہ اور ایک دن پر محمول ہوگا کذا فی البحر عن الظہیریہ اور نہر الفائق میں سراج سے منقول ہے کہ مہینہ پر محمول ہوگا یا ذکر یوم کی یعنے اول اگر کسی کی عبارت ہو مدت زمانی سو اسی جہت سے لیلیاً اور دہاڑا کو ملوان کہتے ہیں وکذا لو قال احین عشرة ایاما او لیالی او شهرا او سنة فعشرة ایام اگر حلف میں کذا کذا یوما کہا تو گیارہ دن مراد ہونگے اور واؤ عاطفہ سو یعنی یوں کہا کذا کذا یوما تو گیارہ دن مراد ہونگے اور بضعة عشر سو تیرہ دن مراد ہیں فی کل حلفه یقضیها البیوم الرابع بالجر وهو ما یرجع الیه الناس فی بیوعهم وبالنصب ما یرجع الیه المالی ومستغلاتهم للغیر وبالرفع ما یرجع الیه الناس فی مکاسبهم بالایام کلها یعنے اسی قسم میں کہ آئیگے دن اپنا دین ادا کریگا اگر اسنے دراہم مہنہ پر یا زیوف یا بیکہرے ہوں اور اگر مکاتب اکیوں پر سمجھانے سے آزاد ہو جاویگا مہنہ پر وہ دراہم ہیں جنکو سود اگرنہ قبول کرتے ہوں اور زیوف وہ دراہم ہیں جنکو بعد الوال سلطانی قبول نکریں ہم مہنہ پر اور زیوف دراہم منقوشہ ہیں لیکن مہنہ پر میں جاندی کم ہوتی ہو اور غش یعنی قانیا وغیرہ زیادہ ہو لہذا اہل بخارا میں اسکا دینا لینا رائج نہیں اور زیوف میں غش کم ہوتا ہو اور جاندی زیادہ ہو لہذا اہل بخارا میں اسکا دینا لینا رائج ہوتا ہے لیکن خزانہ سلطانی میں نہیں لیتے اسواسطے کہ وہاں کہ اہل لینا مستاد ہیں مہنہ پر مہنہ پر اور زیوف عیب خالی پر

لیکن جب ہوا جنس کو معدوم نہیں کر دیتا لہذا اگر طرفین نے بیع صرف یا بیع سلم میں قبول کسی اکبو تو جائز ہے اور ہیئر طرح قبوضہ کے وقت اگر اصیر سے دراہم کا کوئی ایک اعانت دے تو جائز ہے فقط ہیر ہوا اور زیوت کا عزل نہیں ہوتا لیکن فقہا میں مستعمل ہے کہ ذاتی غیر الفاظ کا کنایہ ہوتا ہے فقط واللہ اعلم

قضاءً لعدم التسوية وسطها غش لانها ليست من جنس الدراهم ولذا لو اشترى بها دراهم صح وسلم الخ) یعنی اگر ان دونوں کے درمیان کھوٹ ہو تو اسکو بیچنا صحیح نہیں ہوتا ہے اور کیا اسواسطے کہ دونوں درہم کی جنس سے نہیں لہذا اگر اسکو خرید اور سلم میں بیچنا چاہے تو جائز نہیں ہم سنوٹہ نہیں سمجھ رہے ہیں کہ یا تو بیچ میں غش ہوتا ہے یا کیا اسواسطے کہ دونوں طرف چاندی اور بیچ میں تانبا یا پیتل ہے جیسے کہ ذاتی الجوہرہ النظامی وفی الکافی ان السنوقة اذا غلبت الزيوف فانه لا يجوز بالاجماع الخ) رکسی نے رسالہ پر جمیع مسائل نقل کیا ہو کہ دراہم زیوف ہیں جب سیاہ ہو جائے یا کیا ہے اور سنوٹہ کا لینا تو صحیح ہوا اسواسطے کہ وہ تانبا ہوتا ہے انتہی تقدم اگر نہیں ہو ذکر کیا ہو کوئے خرید کر دیتا ہے یا نہیں دن آگاہ کر دیتے کہ یا نہیں کذا فی الفتاوی الصغری عن ابی السعود وهذا الحدیث للسائل الذی یحمل الزیوف فیها کالجیاد اور جمیع قضاء دین اُن پانچ مسائل سوا ایک مسئلہ کے جنہیں فقہا نے زیوت کو مانند دراہم جید ہ کے قرار دیا ہو ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو لے کر ہاشمند ہے آخر میں ذکر کیا ہو کہ دراہم زیوف بجائے جید ہ دراہم کے ہیں پانچ صد تو نہیں چلتی جید ہ کو اگر کسی کے گھر سوا ایک برس کے درہم سے اور قبت میں زیوت دیتا تو تشفیم کہہ کے درہم کرا دے گا دوسرا کہیگا کہ ایک شخص خاص ہوا کہ رہے درہم کا اور اسکے کھوٹے درہم دئے تو کہہ قبول کیا ہے کہ درہم لیگا تیسرا کہیگا کہ کھرے درہم سے کوئی چیز مول لی اور قبت کہہ نہیں دی پہر اسکو مفسدت سو بیچا تو زاں المال جید ہو گا چوتھی کہہ کہ تسم کھائی کہ دین ادا کر چکا ہو پہر زیوف ادا کئے تو حانث نہ ہوگا پانچوں یہ کہ اکبر کا قرض جید ہ درہم تھا سو اسکو زیوف کو لیا اور مدت گذر گئی اور بعد صرف کرنے کے اسکو کھوٹے ہونے کا علم ہوا تو پہر اوس کو جید ہ درہم نہیں لے سکتا امام اعظم اور محمد کے نزدیک کذا فی الخزانۃ الزیدیۃ وفی حلفه لا يقضي دينه فاقضاه مالك اليوم جيادا عليه فلم يجد له ولو في موضع لا يأخذ حدث به يقع منه الحنث حانث نہو فرضدار تو قرضوا سے دیون تسم کہانے میں کہ بسبب ادا کر چکا ہو اس دن پہر وہ مال کو لایا سو اوسنے قرضوا کو نہایا اور قاضی کو دیا اور اگر اُس مکان میں ہو جہاں قاضی نہیں تو حانث ہوگا اسی پر فتوی ہے کذا فی منیۃ المفتی وکذا بالبزازیۃ وجہ کذا فاعطاه فلم يقبل او وضعه فجيء به فاتاه بذلك او اوفاه فقضاها وابى ان يقبلها ولم يرضها او جاء بصرة فاخذ ولم يعدها حانث اور صرف حانث نہوگا اور اگر اوسکا تسم پر فتوی ہے اگر قاضی کے پاس لیگیا اور اوسنے قرضوا کو پایا پہر اوسکو مال دیا سو اوسنے قبول نکیا اور مالی کو چھوڑ دیا سو قریب ہے کہ حانث ہو جیسے کہ اگر وہ اوسکا تسم پر فیصلہ کرا دیا ہو پہر اوسنے قرضوا کو پایا اور پہر کہ اوسکا قابو پہنچ سکے تو بار نہو گا یعنی حانث ہوگا کذا فی الظہیریۃ وفیها حلف ليقضين دينه فقضاه ما عليه لا ان باع المقتضى بيعا لو فسخ لا يعود اليه او رفعه الى من لا يقدر على اخذه منه حنث ہی تسم کھائی کہ البتہ کوشش کریگا اوس دین کے ادا کرنے میں ہو اوسپر فلانے شخص کا ہو تو وہ اوسکو ادا دے دین کے بھیجے اوس مال کو جسکا بھیجا قاضی کو درست ہو اگر قاضی کے پاس لیگیا سو عدم ادا کی ولذا لو باع المقتضى او رفعه الى من لا يقدر على اخذه منه حانث ہوگا لان المديون تفضل بامتثال امره اور اسیطرح بار نہو گا یعنی بر نہ ہوگا یعنی دین کے سو بیوقوف دین کے اور بیمہ کی مانند ہے مقصد جو سمجھ میں نہ آیا اور صادر نہ فرمایا ہو اسواسطے کہ اوسنے دین اپنی ذمہ سو ہوا ہو ہم یعنی اگر تسم کھائی کہ ذریہ کا دین اوچ ادا کریگا پہر اوسنے کوئی چیز زیہ میں ہو تو اوسکو دین کے بیچی تو حانث نہوگا، اوسواسطے کہ اوسنے دین ادا کر دیا تھا کچھ ضرر نہیں اور بیمہ کی مانند معاوضہ ہونے میں نکاح ہو مثلاً بیع طالب دین نے اپنے دین کی ڈگری کسی کو بیچ کیا اور اپنا دین اوسکا سپرد کیا تو دین ادا ہو جاوے گا حانث نہوگا کذا فی المحیط وهبه الدين الذي عليه ابراء وكذا بيعه لان الهبة استقاط لا معاوضة اور یہ جو کرنا دائن کا دین کو مدیون سے ادا ہونے میں نہیں سو اسکو کہہ سکتا عبارت ہے اسقاط سے یعنی جانب دین نے اپنا حق ساقط کر دیا ہو معاوضہ نہیں یعنی کچھ نہیں لے فرضدار سے فرضخواہ کا اور اداء دین حالف کا فعل ہو سو اپنا کیا حدیث فلا يحنث كوكانت اليمين منوعته لعدم وصول الدين اليه وهبة الدين واتلافه كما هو مقرر في الفقه كما مر في مسئلة الاكل او الشرب من تو حانث ہوگا اگر

Marfat.com

ہیں وقت ہو کی دسطور عدم امکان پر ہیں کے ساتھ ہیں کہ دیو دین کے یعنی بعد ہو کر دیو دین کے اور دیو دین ممکن نہیں اور امکان پر ہیں شرط ہو تا ہے ہیں کی جبکہ دیو دین شرط ہو اور اپنے ہیں کی جبکہ مسئلہ کو نہ ہی میں مذکور ہو چکا ھم گر ہیں وقت ہی اسطرح کہ واللہ آجکے دن دین اور اگر کیا تو تبدیل کر دے ہیں کے ساتھ ہو گا اور اگر مطلق ہیں ہو اسطرح کہ فلانے کا دین اور اگر کیا قبد ہے کے ساتھ ہو گا اسواسطے کہ مطلق ہیں امکان پر بقا ہیں ہیں شرط نہیں بلکہ ابتدا ہیں ہیں شرط ہو اور جیسے حالت نے قسم کھائی تھی اوسوقت امکان پر ثابت تھا تو ہیں ہیچ ہو گئی پھر ہاتھ ہوا بقد کرنے سے اور مقدور ہے جیسی حالت ادا ہے دین پر قادر ہو تا ہے لیسے ہی ہیں کے ہیچ ہو گئی پھر ہاتھ ہوا بقد کرنے سے اور مقدور ہے

وحلف ليقتلن فلانا عامه اما لو عم وحلف ليقتلن غدا كل عبد اشتريه غدا كله لم يحنث بقتل واحد وبر بشراء واحد منه كما في الدرر

کی البتہ اسکا دین ادا کر گیا کل پر آج اوسکو کہا یا قسم کھائی کہ مفرد فلانے شخص کو کل قتل کر گا پھر وہ آج مر گیا یا قسم کھائی کہ البتہ اس روٹی کو کھا گا کل پھر اوسکو آج کھا گیا تو حانث نہو گا کذا فی شرح الزیلعی اور اسطرح کے تینوں صور تو نہیں امکان ہیں پر ہیں کا کل کے دن فوت ہو گیا حلف یقضین دینی فلانی فاعطاه عبدا بالاداء او اطاله فقضته او ان قضيته عنه متتابعا لا يطيقه فقضاه كذلك لم يحنث

ادا کرنے کے لا مر کیا یا طاقت سے باہر قیمہ دیا تو حانث نہو گا اور اگر اوسکی طرف سے کسی شخص نے بلا طلب احسان کے ادا کیا تو حانث ہو گا کذا فی الظہیریہ اسواسطے کہ یہ ادا کرنا حالت کیات منسوب نہیں ہو سکتا وفيها حلف لا يفارق غريمه حتى يستوفي فقد حنث بمراده لو فارقه بحيث لا يراه ولو ناما او غفلا او شغله انسان بالكلام او منعه عن الخروج حتى مر غريمه لم يحنث

اور ظہیریہ میں ہو قسم کھائی کہ اپنا قرضدار کو نہ چھوڑ یگا یعنی اوسکو نہ دیکھے کہ اپنا قرض یا دی پھر حالف بیٹھا اپسے ہی اوسکو نہ دیکھتا ہوا تھا اگی حالت کہ تا ہوا تو وہ اوسکا پیچھا نہ چھوڑا تو نہیں یعنی حانث نہیں اور اگر قرضدار سو گیا یا غافل ہو گیا یا کسی آدمی نے اوسکو باتوں میں لگایا یا اوسکو کسی نے اوسکا راستہ روک دیا یہاں تک کہ قرضدار چلا گیا تو حالف حانث نہو گا ھم حتم الغفار اور جو الزام تین میں پڑھ اوا حافظہ کا تاخیر

ایا ولو حلف ليقضينها كل يوم درهما او ليبرئنه كل يوم درهما فمر اياما فلم يقضه ولم يبرئه حنث في الكل وإن قال عنيت كل يوم على حدة لم يصدق قضاء وديانة ان نوى

درم ہو تو حنث ہو گا اور اگر عورت کی طلاق کی قسم کھائی کہ اوسکو ہر روز ایکدرم دیا کرے گا پھر اوسکو غروب کے وقت درم دی یا عیشاً کیوقت صاحب مرغ النوازل نے کہا کہ جب رات اور دن درم دینے سو فاہی نہو تو حانث نہو گا کذا فی النہر الجرم اگر تسنوں ہیں یوم الجمعہ الیہ اور ایک نسخہ مکتوبہ عرب ہیں یوم الجمعہ الیہا اور چونکہ یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور موافق شرح الغفار کے لہذا اسکو اختیار کیا حلف لا يقضيه عشرة من عشرة دراهم دون دراهم فقضى بعضه إلى آخره حنث وكذا لو جود شرط الحنث مرة فصل الكل بصفة التوزيع كما في الخانية

سے ایک ایک درم نہ قبضہ کر گیا پھر چھوڑا قرض قبضہ میں کیا مثلاً یا کچھ درم یا دس درم تو حانث ہو گیا جانکہ کہ سب قرض کو بطور متفرق لے اور اگر سب قرض کو متفرق ایک ایک درم لگا قرار لینا حانث ہو گا جب یا جاتے حنث کی شرط کے یعنی قبض کرنا کل قرض کا بطور تفرق کے لا يحنث إذا قبضه بتفريق

ضرورى كان قبضه كله يوم يتم لا يحنث إلا يحنث تفريقا وعاما دام وفصل اليوم قسم مذکور میں حانث نہو گا جبکہ قرض کو بتفریق ضروری قبضہ کرے چاہو سب قرض کو دو بار یا زیادہ تو لو سو قبضہ کہ سی اسواسطے کہ عین اسکو قرض نہیں کہتے جبتک کہ وہ قرض ہو اور اسطیعہ گا ہو تو لنا سب دین کا متعدد قرار لینا ضروری ہوتا ہے عرف میں کذا فی الظہیریہ عن الزیلعی لا يأخذه على فلان إلى آجله أو إلا جعلا مما ترك منه درهم أو ترك الباقي كيف شاء لا يحنث ظهيرية وهو الحيلة في عدم حنثه فاستفد الا ولا تسم کہا ہی کہ نہ لیگا یا

سب مال جو فلانے پر دین ہو کہ بکبارگی نہ لیسے ہیں کہ یہ حالف نے اوسیں سے ایکدرم چھوڑا پھر لیا تو کیا حیلہ ہو گا اپنے ذمہ پر چھوڑ کر جسطرح چاہے ادا کرے حالف نے قسم کھائی کہ نہ لیگا یا کا لا يحنث متى قبض الكل

الا امانة او خيرا وسيأتي ما فيه وكذا لو كان كما اذا حلف انه يعطيه درهما الا زيادة على الدانق وحنث بالزيادة لو وفى به الا بالركوع والا لا

چنانچہ حانث نہیں ہوتا ہے شخص جسکو کہا کہ اگر میرے پاس تھہرے سو یا سو سے زیادہ کے ہوں تو البتہ ہوجاوے حانث ہوگا سو یا کم سو درم کے مالک ہونے اور اسکو غرض اسکام سے سو درم کی زیادتی کی نفی ہے اور حانث ہوگا سو سے زیادہ ہونے سے ہو اگر زیادتی اس جنس سے ہو جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور نہیں تو حانث نہیں ہوا یعنی اگر سو درم سے زیادہ نہ ہوں بلکہ وہ یا مال تجارت یا سوائم ہوں تو حانث ہوگا اگر سو درم یا زیادتی نصاب کو پہنچے ہوں اور اگر زیادتی زکوٰۃ واجب نہ ہونے کی وجہ سے مثلاً مدت کا تمام نہ ہونا کسی اسباب غیر تجارت کا ہو تو حانث نہ ہوگا کذا فی الجامع الصغیر

لو قال ما علي الا الكفارة لا مال وله عروض وضياع ودور وغير التجارة لزمته خزانة الكل بخلاف ما

علم حالف کے اور جبکہ تعیین ساقط ہوگئی بسبب زوال حکومت کے تو عاد ہو یمین کا نہ ہوگا حکومت کے اعادہ ہو کذا فی الفتح ضمناً یعنی کہا ہمنے سابق
فتح القدیر کی اور ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ اطلاق کرنا مجرد دخول منصب کے لازم نہیں بسبب نامور ہونا بامور فی حالحہ خیر اعلام حاکم نہیں کذا فی الغنایۃ اور اسی
نوشتہ ہو شارح سے کہ بحث کرنا ہے اور ظاہر الروایۃ کو ترک کرنا ہو ولو تولی منصب اعلی فالیمین باقیۃ وزیادۃ کما فی فتح اور اگر قسم کھائی
حاکم نے جامور فی تو کی اس منصب کیسوا تو یمین منکر باقی ہو بسبب کسی زیادتی نہ ہونے کے کذا فی الفتح ھ وقال وسئل صدر الشہید فی حکومۃ یمینہ
ہے صاحب ہو کہ یہ صاحب فتح القدیر کی نزدیک فتح کا بعد الاطلاع کے منکر کرنا بہتر تھا ومن ھذا الیمین مسئلۃ کما ذکرہ لقولہ کما لو حلفت

رب الدنیو منعھم او انکھل ولا یمین للمکفول عنہ الا اذا حضر من البلد الا باذنہ تغلیظا للحکم وحال قیام الامین وللکفالۃ لا الا ذن
انما یحلف من یلہ ولا یلزمہ حال غیبتہ اور اسی قسیل ہی مسائل ہیں جنمیں یمین مطلق بدلالت حال متعین ہو جہاں تک مفہوم ہی اور یمین سے یعنی سوائل کو مصنف
نے اپنے اس قول سے ذکر کیا ہے جو قسم تولی صاحب دین نے مدیون کو یا اس الناس کو جو بار مکفول عنہ ضامن ہوا ہے ساتھ کی قسم ولائی کہ شہر سے باہر نہ جاوے گا
بدون اوسکی اذن کے تو تعلیم قیام مدیون اور ضامنت کیونکہ ساقط ہوگا اسواسطے کہ اذن لینا سچ نہیں گر اس شخص سے جسکو قدرت ہو کہ روکے اوس
کو اذن تمام نہ ہوگا اور حلف لا تخرج امرأتہ الا باذنہ تغلیظا لحال قیام الزوجیۃ فی الاصح لما ذکرنا ان الدلالۃ مقدمۃ علی الدلالۃ التغلیظیۃ
ذیلعی اور مسائل مذکورہ ہیں یمین سے ہو اگر قسم کھائی کہ نہ جاویگی عرت اوسکی گھر اوسکی اذن سے تو یمین مقید ہوگی ساتھ حالت قیام زوجیت کے بسلامت
اس قول کے کہ یہ کھلیگی عورت اوسکو گھر سے کہ یہ یمین مقید ہیں زوجیت نہیں اسپر بدلالت تقیید کے کذا فی الزیلعی ھ یعنی مثال اول میں اوتن قرینہ نہیں قیام
زوجیت کا اور مثال ثانی میں کوئی قرینہ زوجیت کا نہیں طحطاوی نے کہا کہ مثال ثانی میں دلالت زوجیت کی موجود ہی جیسی اضافت اوسواسطے کہ بعد انقضاء
عدت کے اوسکی عورت نہ ہائی رہیگی حلف لا یتزوج فلانۃ او فلانا وھو بانہ لو تزوجھا یقع علیہ بتزوج کذا فی الھدایۃ واقرارہ قسم کھائی کہ
بیہ کریگا فلانے کو یہ یا اوسکو اسطرح بیہ کیا اور اوسنے قبول کیا تو حانث ہوگا اور اسیطرح ہر عقد تبرع میں جسمیں جان ہو جیسا ہبہ اور نہیں جیسا عاریت
دینا یا کسیکے مال کی وصیت کرنا یا اوسکا اقرار کرنا اور حلف لا یشتری الا بالنقود ولا فی الکیل ولا فی الموزون الا بالکیل ولا فی المعدود الا بالعد
یعنی اگر کسیکو قسم کھائی کہ نہ خریدونگا مگر نقد اور نہ خریدونگا مگر کیل سے اور نہ خریدونگا مگر وزن سے اور نہ خریدونگا مگر عدد سے تو
ہر یمین میں کیونکر حانث ہوگا بدون قبول کے اور یہی حکم ہر حلف نفی میں ہم مانند بیع کی اجارہ اور صرف اور سلم اور نکاح اور رہن اور ضلع ہی کذا فی الھدایۃ
مالک نفی کی سیہ مسئلہ بھی ہو قسم کھائی کہ بیہ نہ کریگا تو فسخ اجاب سے حانث ہوگا کذا فی الظہیریۃ والاصل ان عقد التبرع عقد یعتبر ابتداء بالایجاب فقط و
المعاوضۃ ابتداء بالایجاب والقبول معا اور قاعدہ مسائل مذکورہ میں یہ ہے کہ تبرعات کے عقود فقط بمقابلہ ایجاب کے سچ ہیں اور معاوضات کے
عقود بمقابلہ ایجاب اور قبول کے ساتھ ہی سچ ہیں وحضر الموہوب لہ شرط فی الحنث فلو وھب الحالف فلم یقبض لم یحنث انتفاء التمام
مالک فلم یتحقق امر یہ ہے کہ یمین میں حاضر ہونا موہوب لہ کا شرط ہو حنث میں تو اگر حالف ہبہ کریگا غائب موہوب لہ کو تو حانث نہ ہوگا باتفاق مشائخ اور فرق
کذا فی شرح ابن ملک تو اسکو اور کہنا چاہیئے لا یحنث فی حلفہ لا یشتری ولا یبیع الا بالنقود ویدخل علیہ الوقوف فحکم ہر قسم میں
کہ ریحان کو نہ سونگھیگا جانتے ہو گا ملک اور بیچنے کے سونگھنا ہوا اور اسمیں متعذر علیہ عرف ہو کذا فی فتح القدیر ھم مترجم بیں کہ ہو کہ ریحان کہتے عرب
بیں ہر خوشبودار کو کہتے ہیں اور فقہا کے نزدیک ریحان وہ ہو جسکی شاخ اور پتی خوشبودار ہو اور غیر ذلک من الاقوال اور ہمارے دیار میں یعنی ملک
اسکندیہ میں وہ ہے کہ ریحان کہتے ہیں ریحان کو ہم مراد ہو بسبب عرف کے کہ اوسکو فتح القدیر مطلقا خلاصہ یہ ہو کہ ہر ملک کے عرف کا اعتبار ہو ہم من اہل ہند
ریحان کو تلسی اور دنا اور بابونہ ہو تین ریحان ہمکو معلوم ہو ہیں ہم مترجم کہتا ہوں کہ ریحان سے مقصود ہو کہ سونگھیگا پر تو حانث نہ ہوگا اور کسی کو معلوم ہو کہ
داخل ہوگئی ہو اوسکو داغ میں کذا فی الفتح ولا یحنث فی حلفہ لا یشتری شیئا فاشتری ما یتخذ من اوراقہ او ثمرہ کالاترجۃ والسفرجل
قسم میں کہ خریدونگا بنفشہ اور گلاب کو حانث ہوگا بنفشہ اور گلاب کی پتیوں کے خریدنے سے نہ بنفشہ اور گلاب کے تیل خریدنے سے بسبب عدم رسم

ثابت ہو نہ ہو اور وہ کا اطلاق ہو تو قبول پر بھی عرف ہو جاوے گا اور اگر کہیں عرف بدلا ہوا ہو تو عرف حالف ہی معتبر ہوگا اسواسطے کہ شمار قسم کا حالف کے عرف پر ہوتا ہے نہ مفتا اور مستفتی کے عرف پر حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز القول حیث وبالفعل ومنہ الکنایۃ توافقا لان شرط الحنث یتحقق بہ خانیہ قسم کھائی کہ نکاح اپنا نہ کرے گا اور سوا حالف نے نکاح کر دیا اپنی قول سے جائز کہا تو حالف ہوگا اور اجازت فعلی ہوئی حانث نہ ہوگا اسی پر مستفتی ہو کر فتوے دے اور اجازت فعلی میں اجازت بالکتابت بھی داخل ہے یعنی اگر لکھ دیا کہ میں نے نکاح قبول کیا اور اجازت قولی ہوئی تو بھی حانث نہ ہوگا خلافا لمن توہم کہ اسکو تزویج کنایہ مانند قول کے حکم ہے علماء نے کہا بہتر یہ ہے تبا کہ شارح نے خلافا لمن توہم کہا اجازت قولی کے پاس ذکر کرنا اسواسطے کہ خانیہ میں مستفتی کے لفظ اجازت قولی میں مذکور ہے نہ اجازت فعلی میں ولو من قبلہ لا یتزوج لا یحنث بقول الفضولی الا فاقا للاستناد الی وقت العقد اور اگر نکاح کر دیا اپنے کا فضولی نے پھر اس نے قسم کھائی کہ نکاح کر کے گا تو حانث نہ ہوگا اجازت فعلی ہوئی سو بھی بالاتفاق بسبب جو اجازت کے عقد کے وقت کی طرف اور عقد کا وقت قبل حلف کے تھا کلا من فی نکاحی او تصدی لا الی ذلک فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث لان فی کلامیہ یکفی فی ملکہ فوجد ولم یجز لانہا بالفعلی حتی لا تثبت احکام الملک عادیہ کہا اپنے مرتبے جو عورت کہ میرے نکاح میں داخل ہو یا یوں کہا کہ جو عورت میرے حلال میں آجاوے پھر اس سے نکاح فضولی کو اجازت فعلی جائز کہا تو حانث نہ ہوگا اور اجازت قولی ہوئی حانث ہوگا کذا فی البحر بخلاف اس قول کے کہ جو غلام کو میرے ملک میں داخل ہو گا وہ آزاد ہے پھر غلام کی بیع فضولی نے کی تو حانث ہوگا بسبب کہ ملک کے اسباب ہیں یعنی ملک ہونے کے اسباب بہت ہیں بیع خریدنا یا ہبہ لینا یا وصیت لینا اور داخل ہونے سے انکا ہم ایک ہی سبب ہے یعنی نکاح کرانا اور یہ منحصر ہیں قبول سے تو نکاح میں کچھ فرق نہیں ہو سکتا ہم کو اور غیر ہم کو یمین کذا فی ظہیریہ ولو حلف لا یتزوج فاجاز فضولی فلانا فہو کالیکاح خیرانیۃ بسوق المہر لیس اجازۃ لوجوبہ بقبل الطلاق اور علاوہ یمین ہی قسم کہا میں کہ طلاق دونگا پھر اسنے فضولی کی طلاق کو جائز کر دیا تو یہ اجازت قولی یا فعلی فوقوعہ بقبول طلاق مانند نکاح کے ہی سمجھا جاتا ہے کہ کے مہر بنا اجازت فعلی نہیں طلاق میں بسبب اس کے کہ مہر قبل طلاق کے یعنی بخلاف نکاح کے اسواسطے کہ مہر خالص نکاح سے ہے ہم جب طلاق مانند نکاح کے ہوئی تو اجازت فعلی سے طلاق میں حانث نہ ہوگا بلکہ اجازت قولی سے حانث ہوگا اجازت فعلی طلاق کی اسطرح کہ عورت کا اسباب اپنے گھر سے نکالدے لیکن طلاق ہی پر صورت واقع ہوگی بیان کلام سے حانث ہونے یا نہونے میں کذا فی الظہیریہ قال لامرأۃ العیزان دخلت دار فلان فانت طالق فاجاز الزوج فدخلت طلقت کہا فضولی نے غیر کی عورت کو اگر تو فلانے کے گھر میں داخل ہوگی تو تو مطلقہ ہے پھر زوج نے یہ تعلیق فضولی کی جائز کی پھر وہ داخل ہوئی تو عورت مطلقہ ہوگی ومثلہ فی علیہم حجتہ باجازتہ فلانا فاجازہ الموکل ولو من القبالین فی قولہ ان زوجت بامرأۃ بغیر اذنی او بغیر اذنک او بغیر اذن فلان فزوجہ الفضولی او دخلت فی نکاح بوجہ ما فانکر ان زوجتہ طالق فاقام علیہ حجتہ طلقت لان قولہ او بغیر اذن فلان الخ علی قولہ بغیر اذنہ وعلمہ او زوجت وانہ خاص بالقول اور مسئلہ سابقہ کی مانند ہے کہ حانث ہونے میں اجازت فعلی سے وہ اقرار نامہ جسکو وارالقضا کے ذائقی نویس تعالیق میں زوج کیلئے نظر سے اسطرح لکھتے ہیں کہ اگر میں نکاح کروں کسی عورت سے خود آپ یا میرا وکیل یا ہر ایک فضولی کے نکاح کرواں یا عورت داخل ہو میرے نکاح میں کسیطرح تو بھی زوجہا اسواسطے حانث ہوگا اور اسکا وکیل اور فضولی تفصیل سے حنفی کے قول پر اور عامل اسکا تزویج ہوا اور تزویج مخصوص ہے ساتھ قول کے حکم زوجہ اسواسطے اقرار نامہ لکھوانا مجھے وارالقضا میں تاکید ہے نکاح کرنے کے سوا اس اقرار نامہ سے زوجہا صالحہ یا وکالۃ یا نکاح فضولی یا اجازت قولی نہیں کر سکتا لیکن نکاح فضولی کو یا اجازت فعلی کر سکتا ہے شارح نے اسکے رد باب کا بھی طریقہ آئندہ پر قول من قال یا ولیا انما یشترط ذلک للفضولی لو ابتداء واجرت نکاح فضولی ولو بالفعل فلا محل لہ الا ذا کان المعلق طلاق المتزوجۃ فیقع فرع الہامی سأل فقیہ بلخ عن الیمین الصادقۃ وہو ما لا یتوقع الا قتاء کما فی ذلک بحر اور فضولی کے نکاح کا سد باب تب ہی سیطرح ہو گا کہ زوج اقرار نامہ مذکور میں اتنا مضمون زیادہ و لکھدے و یامین نکاح فضولی کو جائز کہوں اگرچہ یہ اجازت فعلی جائز کہوں تو کسی احتمال خلاصی ہونیوالی نہیں اور سطرح جواز نکاح کے کہ جو بیکشکوک مستحق کی طلاق معلق ہو تو قاضی شافعی کیطرف زوجہ جدید رجوع کرے

تاکہ درمیان مضاف یا مضاف الی الملک کو نہ شمار کیا واللہ کے باب تعلیق الطلاق میں مع مقدم کر چکے ہیں کہ اسی پر متنبہ کرنا کافی ہے کما قدمنا فی الجوہر یعنی اس روایت پر تعلیق دینا حرام محسوسہ مروی ہے جسے علماء خوارزم کما ذکرنا من مضاف یا اضافت الی الملک واقع نہیں ہوتا کیونکہ غیر الخالق میں ظہور سے منقول ہو کہ محمد کا یہی قول ہے کذا فی الظہیریۃ عن الحلوانی حلفت لا یدخل دار زید الا بنظم الطہارۃ والمسئلۃ بحالہا لان المراد بہ المکث دون الدخول لانہ لا یمکن ان یکون تسکنہا الطہارۃ لتعذر الدخول حقیقۃ او حکما ولو دخل حافیا او راکبا او زحف حانث لان الدخول انما یکتسب الی المکان ویدخل فی الوقت قسم کہا کہ وہ داخل نہ ہوگا فلانے کے گھر میں تو یہ حد قول محلوف اور کنایہ اور عادت کے گھر کہ وہ شامل ہے بطریق عموم مجاز کے اسی لیے مراد کہنے سے مکان میں سکونت ہے اور ضرور ہے کہ سکونت محلوف علیہ کی بالاصالۃ ہو۔ بلحاظ نسبت کے تقاضائے کھائی کہ فلانی عورت کے گھر میں وہ داخل نہ ہوگا پھر وہ داخل ہوا اس عورت کے اس مکان کے گھر میں یہیں اور سفر دیہ رہتا ہو تو حانث نہ ہوگا اسی اسکو کہ موسوم ہوتا ہو اسے والے کے لیکن اس شہر میں والا تو وہ ہے کذا فی النہر میں الواقعات اگر چہ وہ ہو کہ مملوک ہو لیکن اوسکی سکونت باتباع زوجہ ہو یا بالا ولاد لا یحنث فی حلفہ انہ لا مال لہ ولہ دین علی مفلس یتشاغل بالاداء فاسدا وصادقا غیر ان لیس لہ مال یفی بدینہ وصدقہ الدائن یعنی اگر کہا کہ میرا مال نہیں اور اوسکا مدیون ہے مفلس جو کہ مشغول ہو ادا میں ناقص طریقہ سے اور صادق ہو اس کا مدیون ہے مالدار پر تو یہ حانث نہ ہوگا اسی قسم میں کہ اوسکا کچھ مال نہیں حالانکہ اوسکا دین ہے اس شخص پر جو کہ مفلس ہے جبکہ ناقص طریقہ سے مشغول ہے مالدار پر تو یہ حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ دین اگر نہیں کہلاتا بلکہ دین موصف ہو ذمہ میں یعنی دین عبارت ہے شغل دوسرے ذمہ پر نہیں قبضہ کر اوسکا دین کا نے الجملہ قضا ہوتا ہے کہا ہو قضاء دین بالشغل ہوتی ہے ۱۲ منہ مفلس نکمہ لانام اس لئے کہ ایسے ہی کو کہتے ہیں جسکے اخلاص پر قاضی نے حکم کر دیا ہو اسی کو حکم غرماء کرنا اور لفظ عدم کا تفسیر ہے لفظ مفلس کی جو عنوت حرر تفسیر ہم فروع سائل لطخہ شارح سے قال لغیرہ واللہ لا تفعلن کذا فقال واللہ لافعلن کذا فہو حالف حنث بالاول بخلاف ما لو قال واللہ لا حلفت علی شیء ثم حلف علیہ لا یحنث لان الحلف الثانی لم یقع علی الحلف الاول لانہ لم یحلف علی الحلف الاول بل علی شیء آخر وہو ترک الحلف الاول فلا یحنث بالحلف الاول کذا فی التبیین یعنی اگر کہا غیر سے واللہ تو البتہ کروں گا کذا تو یہ بھی حالف ہوا تو اگر مخالف کیا تو یہ حانث ہوگا یا نہ ہوگا یا نہ فیکہ یہ ہے اس کا کلام مخاطب قسم والے کی نیت نہ کرے ہم اور اگر مخاطب کے استحلاف کی نیت کرے گا تو یہ حانث ہوگا کذا فی المحلطاوی عن الجوزانی لو غیر ما اتممت علیہ واللہ لاوفین لک علیہ لتفعلن کذا فانا الحالف بعینہ المتبدی ما لو قال لا استہام ہم شمار نہ دینے غیر سے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں تجکو اللہ کی یا نحو انشدت باللہ کہا ہو یا بولا ملک کے یعنی قسم دیتا ہوں اللہ کی کہ البتہ تو ایسا کریگا تو قسم کھانیوالا وہی ہے جو پہلے اول سے کلام کیا نہ کہ استہام کرنیوالا سے استہام کی نیت نہ کرے ہم اور اگر استہام کی نیت کرے ہم اور استہام کرنیوالا تو کہے گا تو ہی حالف ہوگا لیکن خود اپنے حلف پر شمار نہ کرنا یعنی امر کے لئے الحلوانی وبقولہ علیک عہد اللہ ان فعلت کذا فقال نعم فلا حالف لتعیینہ ۱۲ منہ اگر کہا غیر سے یوں کہ کہ تجھ پر ہے خدا کا عہد اگر تو ایسا کرے سوا اوسکے کہا کہ ان تو نے قسم کیا نہیں لا تعیین ہونیوالا بھی ہے ۱۲ منہ جواب متعین سوال کا ہوتا ہے لا یمین علی فلان لانہ دار ہ تقیمہ علی النفی لم یرتکب منہ شیئا والانفاق انہ لو ارتکب منہ شیئا حنث فیحنث بالاولی کذا فی الظہیریۃ اگر کہا کہ فلاں داخل نہ ہوگا تو یمین اوسکی زبانی منع کرنے پر ہے اگر وہ اوسکو نہ روکے ہوا اور اگر حالف کرنے والے کو قدرت ہو تو یمین اوسکی زبانی منع کرنے اور اسکو نہ روکنے پر ہوگی ہم اگر فلانہ صورہ کا اور نہ بالاسوز کا تو ظاہر یہ حانث ہوگا اجرہ الدور حلفت انہ لا یترکہ یعنی اجرہ بالراء المہملۃ کرایہ دار کو کہا کہ اگر تو اوسمیں سے کچھ نہ چھوڑیگا تو حانث ہوگا یوں کہنے سے کہ جگہ کم اسواسطے کہ اوسمیں اس چیز کی قسم کھائی ہے کہ مالک نہیں ہوسکتا مالک کرایہ دار کے سبب سے دینے کے لہذا خارج زبانی عدم منع سے کما فی عنہ فتنہ للقاضی وقالہ قسم کھائی کہ اپنا مال آپکے دینے پر قدرت رکھے ہو قضاء پر مجبور ہوگا پھر اپنے کیا لیکا قاضی نے پس پڑیگا قاضی نے یہ دلوں قسم دلائی تو قضاء حانث ہوگا ہم یعنی قسم نحو ما ہے کہ یمین گواہ نے اور وہ قاضی منکر ہوا قرض سے تو قسم لی قاضی نے اوسکو قسم کھائی کہ یہ میں اسکا قرضدار نہیں تو اب حالف حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ اوسکا مال ہی نہ ثابت ہوا کہ مال کا ہونیوالا اوسپر حلوق کو تو بریں غیر متصور ہو یا یہ وہ ہو عدم منع کی کہ حالف نے اپنا مال نہیں چھوڑا بلکہ قاضی نے اوسکو طالبہ سے دلا کذا فی الظہیریۃ قیل لا ان کلمت فعلت کذا فاما مرأتک طالق فقال نعم وقد کان فعلت لم تطلق کسی نے کہا تجھ پر ہے طلاق اگر میں نے ایسا کیا ہو تو تیری عورت مطلقہ ہو تو یہ نہ کہا ان اور مالا کہ زید نے فعل کر چکا ہو تو اوسکی زوجہ مطلقہ ہوگی اسواسطے کہ منشاء سوال عرف کا ہے جواب میں تو گویا اوسنے یوں کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا ہو تو زید

حالف بر ضرر غیر کو نہیں ہوتا

حالف کو نہیں ہوتا

حالف کو نہیں ہوتا

حالف

علیہ دون المستاء فالقاعدۃ الحادیۃ عشر السوال معاد فی الجواب فقال امرأۃ زید طالق وعبدی حر فعلیہ المستاء لیکن اللہ ان فعلت کذا وقال زید لعمرو کذلک فعلیہ الحد اور اشباہ میں کہا یہاں ان قاعدہ پر ہے کہ مضمون سوال کا عود کرنا ہی جواب میں کہا متصور ہے کہ قسم زید کی متعلقہ ہے اور غلام اسکا آزاد ہو اور اسپر بیت اللہ کا پیدل جانا واجب ہے مگر اسنے ایسا کیا ہوا ورنہ دے کہا کہ ان تو زید حالفہ ہوگا کہ اگر اسی فعل کو مکرر کرے تو زید اپنی کی مطلقہ ہوگی اور غلام اسکا آزاد ہو جاویگا اور اسپر بیت اللہ کا پیدل جانا لازم ہو جاویگا اشبہ علیہ فاعلہ باللہ الذی لا الہ علیہ شیئ فیکون بالثانی حالفا یعنی اسنے زید پر مال کا سوال اسنے قسم کھائی کہ مجھپر کچھ نہیں ہیرمد علیہ کچھ نہیں ہیرمد علیہ نے مال پڑا گذانے تو زید حانث ہوگا اسی پر فروعی ہوم یعنی بھی شرط عرف حنث کی کہ عدد گذشتہ کے قاضی یا پنچ ثبوت مال کا حکم کر دیں اور سطوح کہ ثبوت دون حاکم کے معتبر نہیں اور اگر گواہ بھولے ہو دیگی تو بھی حانث ہوگا اور ظاہر اسسے کہ اگر زید نے استحقیت بری الذمہ ہوگا تو بدا حانث ہوگا کذا فی الظہیریہ اور اگر حلفت ان فلانا لفقیل فھو علی ان لا یعطیہ شیئا فقیل لہ فی عشتہ الا ان یعطیہ فاعطاہ للناس فسم کھائی کہ فلانا شخص کو بچاسے اور حالانکہ وہ لوگوں کے نزدیک بیمار ہیں اور حالفہ کے نزدیک بیمار ہیں تو حانث ہوگا اگر اسنے ان میں حانث ہوگا جب اپنے حلف سے وہ ارادہ کرے جو لوگوں کے متعارف ہی لا یتیمہ فی القضاء ہو فی القضاء تمام لا اعمل شیئا مش ملکہ حنث بعضہ لا ماذون لا قسم کھائی کہ زید کے ساتھ مثلاً کام نہ کریگا کپڑے دھونے میں پھر زید کے ساتھ کام کیا تو حانث ہوگا اور زید کے عبد ماذون کے ساتھ کام کرے سو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ شرکت کے مال میں زید شریک ہو اور عبد ماذون کے مال کا زید مالک نہیں اسواسطے کہ عبد ماذون اپنے دین میں ہے جو چاہے بلا مرضی مولی کذا فی الظہیریہ لا یکون مزارع الارض فلان فزرع ارضا من بینہ وبان غیرہ احیت لان نصف الارض مستحق فلہ الاجر لا آخذ من احد فلان فاخذ فعل للمتقرۃ اذا الیمین کان مبنیا علی عرف کما ذکرنا یعنی قسم کھائی کہ فلاں کا مزارع نہ ہوگا ہم اپنے بیان سے زراعت کی اس زمین میں جو مشترک ہی غیرہ اور غیرہ نے بینہ میں ثابت کیا کہ یہ زمین میری ہی تو حانث نہ ہوگا ہم اسواسطے کہ نصف زمین کو بھی زراعت کرنا اسکا مزارع کہتے ہیں اور اگر مشترک گھر میں بینہ بنا ہوگا تو اب بینہ بنا ہوگا تو اب بینہ بنا ہوگا اسواسطے کہ نصف گھر کا گھر نہیں کہتے ہیں اور اگر مشترک گھر میں بینہ بنا ہوگا تو اب بینہ بنا ہوگا اسواسطے کہ سکونت سو دائر ستا ہر بستا جو لفظ منسوب ہو اسے تو وارمشترک کی طرف اوسے کسی طرح منسوب ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم وستحقہ اللہ العظیم۔

کتاب الحدود

بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کتاب کے چند مصنف کتاب الحدود کو لایا جو عقوبات خالصہ ہیں اور حدود وجہ طرح ہیں حد زنا اور حد شرب خمر اور حد سرکات اور حد قذف اور حد سرقہ اور حد قطع طریق پھر یہ دریافت کرنا چاہئے کہ خیال حدود کی ظاہر ہیں محتاج تفسیر اور تحریر کی نہیں اسواسطے کہ اسکو ہر دنیا میں فقیہ اور غیر فقیہ برابر سے کیونکہ جو اتصال فیہ کو فساد کی موجب ہیں حدود جاری ہوتی ہے سو موقوف ہوجاتے ہیں سوزنا میں تو برباد ہی ہو اور کسی کو گویا زندہ درگور کرنا ہے بسبب چشانے کے اور باقی حدود میں زوال عقل اور مہرتی اور بربادی مال ہے اور قباحت ان امور کی عقول سلیمہ کو پیدائشی امر ہو لہذا باحت اموال و امر سزا دینی کی کسی میں ثابت نہیں اگر کوئی شرب مباح تمام لہذا حدود والمال اعمال فیہ کے حق تعالیٰ ہوا اسواسطے کہ حقوق اللہ مبنیہ صالح عامہ کے مضیہ ہوتے ہیں کذا فی فتح القدیر ھو لغۃ المنع یعنی حد کسی چیز کو روکنے کو لغت عرب میں جہاں سے لیتی روکدیتی ہو لہذا دو طرح بیان اور تعریف حد کی ہوئی ہے کہ حد اوسکو کہتے ہیں کہ اوسکے کو ڑی بڑی بیان اندھا خانے سے روکتا ہے اور قید خانہ کا دار و غہ باز کو سے روکتا ہو لہذا اہل اصطلاح نے عقوبت کی صفت کو مد کہتی ہیں کہ وہ قہر عدد کے دخول کو مانع اور عدد کے اخراج کے خروج کو مانع ہو اور حدود دار دار و حدود قریہ انہی عقوبات کو کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ دخول ملک غیر سے مانع ہیں اور خروج بعض ملک کو خیر اشر سے روکتی ہیں کذا فی الفتح اور عقوبات خالصہ حدود اسواسطے کہ وہ ثابت ہیں بسبب عقوبات سوا حدود واللہ اسکی محارم کو کہتے ہیں اسواسطے کہ محارم کا فعل ممنوع ہو قال اللہ تعالیٰ تلک حدود اللہ فلا تقربوھا اور حدود واللہ احکام الٰہی کو بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ احکام سے آگے بڑھنا ممنوع ہو قال اللہ تعالیٰ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا کذا فی شرح الوقایہ

وشرعاً عقوبۃ مقدرۃ وجبت حقاً للہ زجراً فالاولیٰ الشفاعۃ فیہ بعد ان یبلغ الامام اور اصطلاح شرع میں حد عبارت ہے عقوبت مقدرہ سے جو واجب ہو یعنی فرض ہوئی ہے بجہت حق خدا راستے باز رکھنے کے افعال قبیحہ سے تو جائز نہیں ہو سفارش کرنا حکم کے بچانے میں بعد پہونچنے مقدمہ کے حاکم عالم کی ہم عقوبت عبارت ہے اس دار التکلیف سے جسکا اس شخص سے جسکا ارتکاب کیا ہے دنیا میں اور عقابہ و تکلیف ہے جو ان کے آخرت میں ہوگی اور عقوبت مصیبہ ہے جس سے موت ہو اور باقی حدود میں کوڑوں سے جو گذرنے والے ہیں آخرت میں کیا کہ تحقیق ہے کہ حدود موانع ہیں قبل فعل کے اور زواجر ہیں بعد فعل کے یعنی حکم کے شروع ہونے کے جو حیلہ ان کے فعل کی پیش قدمی سے اور بعد الفعام فعل کے مانع چوتھے سوال اور شفاعت قبل وصول حکم جائز ہے امتداد جرم کو نوالا اور حکم ہو تا ہو اسی سے پہلے قبل ثبوت گناہ سفارش جائز ہو اسی سے مجتہد نہ ثابت نہیں اور بعد وصول اور ثبوت کے سفارش جائز نہیں ہاتھ کاٹنا ان کا اگر چور کا ہو کہ مستحق ہے کہ کاٹا جاوے اور ہر ایسے حد سفارش کرنا حرام ہے اور ہر ایسے حد میں سفارش کرنا کہ مستحق ہے کہ کاٹا جاو

شبہ ملت کا بیان کرنا وامّا الاخیر فقد رُدّنا بالاجماع وبالبرهان متمم الوهبانیہ اور اسی سے ہر قوم زنا سیکھا ہوگی اقرار زنا ہو گرایسا سے کنائی شرح الوہبانیہ ہم علامہ مفتی نے شرح وہبانیہ میں خاتمہ پر شامل کیا یوں کہ کہ سب پاس کے اسمعہ میں طرح ہو کہ اقرار زنا میں زنا نہ مانا ہو معتبر کی ہو اور اسکو زنا سے کوا جھوٹ ہوں اور سچ اقرار الزانی میں اور سکی مخالفت ہی سطرح کہ اسکا اقرار اور اور پھر گواہ گذرا ہے دونوں میں جو ہیچ کنائی الصلاح لما یُتلی قل مَتاعُ الدُّنیا قلیلٌ واما مَاْوٰہُ جہنم والنّار مثوی للکافرین الصغیر زنا عبارت ہو ملی مکلف زانی طلاق سو یہی جو شخص عصمت اور اپنی مرضی بلا جبر وملی کسی عورت کے ساتھ کی شرعگاہ میں خواہ وہ بالفعل شہوت کے لائق ہو یا نا عنیا نہ ہو یعنی نوبر سکی عمر ہو یہ بھی توقع کی نیسو کچھ اور تبھی کی نیسو ہو ملی وزنی اور شہوانی کی نیسو اسہ معتبر کی ملی کل کو ہم حلی نے کہا ہے صغیرہ ہو وہ اور عاقل ہو اسکو صغیرہ اور تمرہ اور جہ نور لائق شہوت کے ہیں قرآنے دلی ہو صغیر نہیں صغیرۃ قتل کو ذکر کیا اور مرد کو اسکو قتل معصوم الدّم کے کرانی ہو حال عن مالکہ ای مالک الوالی وستہ ہمای فی المحل لانی الفعل ذکر ان الکمال حوشہ گاہ خالی ہو قربت کرنیا کی ملک سو اور عالی ہر شہ پاک سو اور ستہ سے محل ہے اسمعل کے اور کہ ابن الحمال ہم ملک سو اور ملک نکاح اور ملک ہیں ہو اور شبہ ملک سو اور ستہ ملک ہیں اور شبہ ملک اکراہ سے شبہ ملک ہیں کی مثال جیسے اپنا دار کی کوٹھی سے باکتاب اور عبد اذون کی کوٹھی سے وطی کرنا یا جمعت کی نہ کوٹھی سے قبل تقسیم غامی کا وطی کرا اور شبہ ملک نکاح کی مثال جیسے المکرہ سے کی اور نکاح کرنا یا لونڈی سے بدون اجازت اوسکے مولی کے نکاح کرنا یا وطی اس غلام کی جسکو بدون اذن اپنی عورت کے عورت نے نکاح کیا کذا فی الطحطاوی اور الحوی میں لمنافع اور ستہ معتبر ہی محل بالفعل ہے تفسیر اسکے آویگی مراد الکمال فی دار الاسلام وانما فی دار الحرب اور قید احتراز زنا ہیں کمال الدین محقق فتح القدیر میں دار الاسلام کی قید زیادہ کی یعنی زنا کا موجب عبارت ہو اس وطی سے ہر دار الاسلام میں واقع ہو اسواسطے کہ دار الحرب میں زنا سے حد نہیں اور نہ دار الحرب کی ہو اور الشی کذا فی الطحطاوی عن الحموی یا دتملیکہ من ذلک بان استاجرتہ فعقد علی ذکرہا ثم اتاہا علی ان یہدیہا الی المکان یا زنا عبارت ہو اور کرنے ہر یعنی وطی اور دخول پر اسطرح کہ مرد حیث لم تحرم اور عورت اوسکو آلہ تاسل ہو یہ مشہ تا کہ تو مرد اور عورت دو نو ہیر صدر سا کیا ہو گی یہ شہ و تمکین سے اور لمکینہا وقال فعلہا ایس وطیا بان تمکن فذکر التعریف یا زنا عبارت ہی ہو عورت کو قادر کرنیو سے اسواسطے کہ عورت کا اصل فعل نے الحقیقت وطی نہیں بلکہ تمکین ہو سو اب پوری ہو گئی تعریف زنا کی حقیقت کی ہم یہ تعریف ہو صاحب کنز کی قصاص شریف پڑا وسین زنا کی تعریف یوں کی کہ زنا عبارت ہو وطی فی القبل سے جو خالی ہے ملک سے اسواسطے کہ یہ تعریف منتقض ہے باعتبار جامع اور مانع ہونے کے اسواسطے کہ عورت کو زنا یہ تعریف صادق نہیں آتی اسواسطے کہ عورت ہیو وطی مشتہیٰ نہیں بلکہ تمکین منتہے اور تمکین سے اسپر حد لازم آتی ہے تو تعریف جامع نہوئی اور مفسدہ کو اور غیر کی واقع اسواسطے نہیں کہ تعریف مذکور میں وطی محرمون اور غیر اور وطی منیرہ غیر شہاۃ اور وطی مرد ہ اور جانور اور وطی دار الحرب کے داخل ہو گئی حالانکہ ان مواضع سے حد واجب نہیں کذا فی فتح القدیر وذا فی المحیط الحوی انما التعریف لیخرج الشبہۃ التی یدرء الحد بالنظر الی ذاتہا وان لم یدرء بالنظر الی حال دون حال وکل واحد من ذلک لا یخرج عن التعریف یا زنا کی تعریف میں محیط کے اندر علم التعریف فرماوہ کیا ہو تو اگر ایسی صورت زنا کی معلوم نہ ہو تو مفسد زنا ہی جاوے گی بسبب شبہ جہل کے اور فتح القدیر محیط کی زیادتی کر دہ کیا ہو بسبب اسکے ہم ہونے زنا کے ہر دین میں یعنی زنا ہر دین میں حرام ہو جیسا تک کہ اگر حربی دار الاسلام میں آوے ہی مسلمان ہو کر زنا کرے اور کہو کہ میرے گمان میں زنا حلال تھا تو اسپر حد ماری جاوے گی اگر دار الاسلام کے داخل ہونے کے دن یہہ واقع ہو کذا فی الفتح فخطاوی کی کہا اور فتح القدیر کا جیر طاہر ہے اسواسطے کہ ہر قسم کی سب بیٹوں میں اسکو مسافی نہیں کہ مغرور کے اوسکو ثابت ہوں اور صاحب ہدایہ نے اوعای ہر مسلمان کو زنا کرنا کسی دین میں نہیں کیا بلکہ اصل اسکی وہ روایت ہو جو سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ابکر دختر میں زنا کیا تو امیر المومنین عمر فاروق نے لکھ بھیجا کہ اگر وہ شخص جانتا ہو کہ حق تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا ہو تو اسپر کوڑے مارو اور اگر نہیں جانتا ہو تو اوسکو جلا وطن کی تعلیم کر دیو بدلہ اس کے اگر پرہیز نا کرے تو اسکو وا جو اس روایت کے جسپر صحابہ کا انکار ثابت نہیں کیا وہ کوڑے مارنے اور جلا وطنی قاضی عالمگیری میں محیط کے قول کو مسلم رکھا ہی اور جسکا جواب اسلام کا فتح القدیر میں نہ کرے ہے شاید اوسکی مراد اس شخص کے قول سے

جو عورت کو شوہر وطی نہیں کرتا واللہ اعلم وتثبت بشهادة واحد وامرأتين عند رجل في مجلس واحد فان تفرقن حُدَّ الرجل وامرأته عندنا ہوتا ہے یا
مرد ان کی گواہی سے اور ایک مجلس میں سوا گر متفرق چند مجلسوں میں گواہی دیں گے تو نہ ہوگا حد قذف مارا جائے گا شوہر اور گواہ ہوں گے نہ گواہی ان کی قبول
ہوگی مگر دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ دیکھنے کی گواہی دیں گی تو حد ہوگی شوہر پر اور اگر ایک گواہ دیکھنے کی گواہی دے اور دوسرا گواہ
سننے کی گواہی دے اور تیسرا گواہ دیکھنے کی گواہی دے تو حد نہ ہوگی شوہر پر اور اگر تین گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور چوتھے گواہ نے اقرار زنا کی گواہی دی تو تین گواہوں پر حد
قذف واجب ہوگی کذا فی الزیلعی لقوله تعالى والذين يرمون المحصنات ثم لم يأتوا بأربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة أبدا وأولئك هم الفاسقون
الا الذين تابوا من بعد ذلك وأصلحوا فإن الله غفور رحيم وقوله تعالى والذين يرمون أزواجهم ولم يكن لهم شهداء إلا أنفسهم فشهادة أحدهم أربع شهادات بالله إنه لمن الصادقين
والخامسة أن لعنة الله عليه إن كان من الكاذبين ويدرأ عنها العذاب أن تشهد أربع شهادات بالله إنه لمن الكاذبين والخامسة أن غضب الله عليها إن كان من الصادقين
الآية ولقوله عليه السلام البينة أو حد في ظهرك وهو حد القذف ولقوله عليه السلام لهلال بن أمية البينة أو حد في ظهرك ولأن الزنا لا يثبت إلا بأربعة شهداء
فكذا ما هو من توابعه وهو القذف ولأن القذف أحد نوعي الزنا فيشترط فيه ما يشترط في النوع الآخر وهو الزنا ويسقط التصف للهم لو فعل للدخول ولقذفه الثانية لو بعده في الثانية طهر برئ
الا الامام عنه أو هوى عن دابته الشهر بعينه وهو الإيلاء لا يلاعن حتى جب زنا کی گواہی دیں تو امام یعنی سلطان یا اسکا نائب لعان نہیں کرا سکتا ہے جب تک
یعنی اسکی شرعی حیثیت کا کہ عبارت ہے ازخال سوال کہ جو کافی شرع امر ایسی ہو کہ جو طلبی حاکم کی جو بے گواہ کے زنا زبردستی ہو اور حد قذف ہیں
لفظ زنا کی گواہی نہیں ہوتی ہے یا بے گواہ کے اور حد قذف ہوتی ہے اور اس سوال کا جو حد ہی گواہ کے زنا زبردستی ہو اور حد قذف ہیں لفظ زنا کی گواہی نہیں ہوتی ہے
اور الزوجین جو بیان کیا ظلمی ہیں ہے یا بے گواہ کے لڑکے کو مارا ہو یا گواہ ہوں اور حد قذف ہو اور حد زنا ہو اور حد قذف ہیں اور حد قذف ہیں
اور کہنے لگا عنقریب یا زمانہ دراز میں ظلمی کیوں ہوتا ہے بغیر ہونے کے اور حد ہیں ہوتی ہے کہ جائز ہوتی ہے زنا زبردستی ہونے کی حالت میں ہو اور

بہ اولی مالم یتقدم بکلمۃ شہادۃ اولی فرد اور ناکی گواہی کا رد کرنا ہے نہ کہ گواہی ہے ادا نہ ہونے کی وجہ سے پھر جو گواہی دینا چاہے تو کذا فی الہدایہ پردہ پوشی شرعاً مستحب ہے والبتہ ان میں جانا گواہ پر فرض ہو تو مستحب ہو گا یہ اس کی گواہی سے ہو اسی طرح کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو مسلمان کی پردہ پوشی کریگا خدا اسکی پردہ پوشی دنیا اور آخرت میں کریگا لیکن جب غیر پر بیحیائی اور بےشرمی کی نوبت پہنچے تو اس وقت پردہ گواہی دینا بہتر ہے اسی طرح شراب کے شارع ہونے سے کما صاحبہ اور جو شخص سو برس پاک رہا اور پاکی نہ ہوئی کسی کی بیاک رہنا اور غیر نے اس کے ترک کرنے سے سود یقیناً لیا ہو

أما قارورہ صرح صاحبہا ولو کذبہ الأکثر لأنہ کان یعلمہ اور تبعاً لا اقرارا لم یحد أبدا وہی یأکل أموال الناس لأنہ أقر بالسبب الخ اور ثابت ہوتا ہے زنا کے اقرار سے بھی نشہ کے اقرار سے بھی حالت ہوشیاری میں اور دوسرے نے اسکی تکذیب کی ہو اور خود مقر کا تکذیب منظور ہو جسے اور ثابت ہوتا ہے زنا کے اقرار سے بھی نشہ کے اقرار سے بھی حالت ہوشیاری میں اور دوسرے نے اسکی تکذیب کی ہو اور خود مقر کا تکذیب منظور ہو جسے عورت سے ہم آغوشی کرنے کا اقرار کیا ہو اور مرد نے انکار کیا ہو یا عورت نے مرد سے انکار کیا ہو یا عورت نے مرد سے ہم آغوشی کرنے کا اقرار کیا ہو اور مرد نے انکار کیا ہو بسبب مشتبہ ہونے موقع کے اور مرد نے ہم آغوشی کرنے کا اقرار کیا ہو اور عورت نے انکار کیا ہو بسبب احتمال صحت کے اور مرد نے ہم آغوشی کرنے کا اقرار کیا ہو اور عورت نے اقرار کیا ہو بسبب احتمال سختی کے اقرار میں معتبر یہ ہے کہ ان میں سے کونسا امر ظاہر ہے اور کونسا امر مخفی ہے کذا فی الخ

صاحبین کے کذا فی الخ عن الظہیریۃ ولو أقر بأنہ وطئہا وہی تدعی ذلک ولا تعرف ذلک لا یحد لأن الإشہاد یختص الکذب والإقرار یحتملہ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ

مشابہ ہو اکتذب کا محتمل نہیں ہے، یا اقرار تکذیب کا محتمل ہے کذا فی النہر تو یہ احتمال مستی کے اقرار میں معتبر ہوا نہ نیز مستی میں کذا فی الخ اور اگر مستی میں کذا فی الخ

بخلاف ما إذا أقر أنہ زنی بہذہ المرأۃ فإنہ یحد لأنہ لا یحتمل التکذیب ولا الإقرار بصفۃ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ

بخلاف ما إذا أقر أنہ زنی بہذہ المرأۃ فإنہ یحد لأنہ لا یحتمل التکذیب ولا الإقرار بصفۃ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ اور اگر مستی کی حالت میں زنا یا چوری کا اقرار کیا تو حد ماری جائیگی کیونکہ احتمال مستی کا قرار میں معتبر ہے کذا فی الخ

بار بار چار مجلس میں اقرار کیا ہو اور ہر مجلس میں ہم قسم شہادت ہو اور ہر مجلس مقرر شرط ہے تعدد مجالس حاکم اسوا سکے کہ اجرا حد کا اقرار کرے تو حاکم اسکو ٹال دیوے یا پھانک کر فاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر مفر آوے اور اقرار کرے کذا فی العالمگیریہ میں الکافی لیکن یہ ہے کہ اگر تین بار میں سے جو تین بار میں کذا فی النہر ومسألہ کما حققہ الزیلعی فی الشہادات ہے بار بار چار مجلس میں اقرار کیا ہو اور ہر مجلس میں ہم قسم شہادت ہو اور ہر مجلس مقرر شرط ہے تعدد مجالس حاکم اسوا سکے کہ اجرا حد کا اقرار کرے تو حاکم اسکو ٹال دیوے یا پھانک کر فاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر مفر آوے اور اقرار کرے کذا فی العالمگیریہ میں الکافی لیکن یہ ہے کہ اگر تین بار میں سے جو تین بار میں کذا فی النہر ومسألہ کما حققہ الزیلعی فی الشہادات ہے بار بار چار مجلس میں اقرار کیا ہو اور ہر مجلس میں ہم قسم شہادت ہو اور ہر مجلس مقرر شرط ہے تعدد مجالس حاکم اسوا سکے کہ اجرا حد کا اقرار کرے تو حاکم اسکو ٹال دیوے یا پھانک کر فاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر مفر آوے اور اقرار کرے کذا فی العالمگیریہ میں الکافی لیکن یہ ہے کہ اگر تین بار میں سے جو تین بار میں کذا فی النہر ومسألہ کما حققہ الزیلعی فی الشہادات ہے

بسبب واجب سمجھ کے کذا فی الخ اقرار کیا ہو تو ہر اقرار کی رو سے ایک ایک حد لگائی جاوے گی اور اگر ایک شخص چار بار یا ایک مجلس میں اقرار کرے خود وہ ایک ہی اقرار کی رو سے کلما أقر وہ یحد حد لا یحد إلا مرۃ واحدۃ یعنی ایک زنا کے اقرار کرے تو حاکم اسکو ٹال دیوے یا اسطرح پر کہ حاکم کو مقر نظر نہ آوے یعنی اتفاقات مجالس مقرر کیے صورت ہو کہ جب وہ حد اقرار کرے تو قاضی اسکو ٹال دیوے یا اسطرح پر کہ حاکم کو مقر نظر نہ آوے یعنی اتفاقات مجالس مقرر کیے صورت ہو کہ جب وہ حد اقرار کرے تو قاضی اسکو ٹال دیوے یا اسطرح پر کہ حاکم کو مقر نظر نہ آوے یعنی اتفاقات مجالس مقرر کیے صورت ہو کہ جب وہ حد اقرار کرے تو

جو تین بار میں کذا فی النہر ومسألہ کما حققہ الزیلعی فی الشہادات ہے بار بار چار مجلس میں اقرار کیا ہو اور ہر مجلس میں ہم قسم شہادت ہو اور ہر مجلس مقرر شرط ہے تعدد مجالس حاکم اسوا سکے کہ اجرا حد کا اقرار کرے تو حاکم اسکو ٹال دیوے یا پھانک کر فاضی کی نظر سے غائب ہو جاوے پھر مفر آوے اور اقرار کرے کذا فی العالمگیریہ میں الکافی لیکن یہ ہے کہ اگر تین بار میں سے جو تین بار میں کذا فی النہر ومسألہ کما حققہ الزیلعی فی الشہادات ہے

عہ مانند گواہوں کی تعریف بھی کرے یہانتک کہ جس عورت سے زنا کیا ہو اسکو بھی پوچھ لیوے بسبب احتمال بیان کرنے مقر کے کہ اسنے اپنوالہ کی لونڈی سے زنا کیا ہو کذا فی الخ اور کیفیت اور مکان زنا سے سوال کرنا تو بالاتفاق لازم ہے اور زمان زنا سے سوال لازم نہیں ہے اور حد کا کیسے سوال کرنا کہ شاید اس عورت کا کرکر کہ جبکہ وہ عورت تصور کرتا فی النہر الفائق فإن لم یبینہ کما لم یذکر حد لأنہ مقر لے سلاح تک کے جواب کو جیسا کہ حق ہو بیان کیا اور اسپر حد واجب ہو کی ولا تثبت بما تثبت بہ الأموال الخ ہے جب معلوم ہو چکا کہ ثابت نہ ہوا زنا کا ہی یا اقرار پر موقوف ہوا ثابت نہ ہوا حد زنا قاضی کی رائے سے اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو مسمی فلانی کا جمعہ نہیں صدود میں اجماع صحابہ اگر چہ قیاس مقتضی ہے اسکی اعتبار کرنیکا کذا فی العالمگیریہ عن الکافی اور جبکہ حاکم کے روبرو اقرار کیا ہو اور اقرار کیا ہو بعد اقرار کی گواہی بھی مقبول نہیں اسوا سکے اگر وہ مسکر ہے تو اسکے ہوش و حواس میں ہونے کی گواہی دیوے کذا فی الخ اور اگر نشہ کی گواہی دی کہ اسکو نشہ نہیں آیا تھا اور وہ ہوش و حواس میں تھا تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

اصحاب الحدود اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکو نشہ ہے تو یہ گواہی مقبول نہیں ہے کذا فی الخ

واقع ہوگی بموجب اوسکے اقرار کے وبھی کسی سبب سے ان سے رجوع عن اقرارہ قبل استیفاء وسطہ ولو برجوعہ بالفعل کذا فی الکافی اشتہاد ۱۲
اور پھیر دیا جاویگا مقر اگر اوسنے اپنے اقرار سے رجوع کیا قبل حد کے یا درمیان حد کے اگرچہ اوسکا رجوع فعلی ہو جیسا بھاگ جانا اوسکا یا نکلنا شہادت سے یعنی اگر نہ شہادت سے ثابت ہوا پھر دوسنگساری سے پہلے بھاگا تو اوسکو پھیر دیتے چلے جاوینگے یہانتک کہ وہ مرجاوے بخلاف اقرار کے بموجب اسکے کوہر گز نہ پھیرینگے خیر سے صدق کی جنبی اوسنے اقرار اور کوئی اوسکے کندھے نہیں نشستہ پڑا الہٰذا وہ چھوٹ جاویگا کذا فی البحر عن المحاوی وانما کان الاقرار لیس کذلک لانہ اما صادق فیرجع الی اللہ تعالیٰ فعفو اللہ تعالیٰ عنہ لعدم المکذب بخلاف البینۃ لان عدم رجوع الشہود عن شہادتہم لا یدل علی صدقہم لجواز ان یکون رجوعہم عند الامام لعدم الموجب کما کان الامر کذلک عند الصاحبین کذا فی الہدایۃ ۱۲ منہ

وکذا التحری لان عدم رجوعہ عن الاقرار بالاحصان لا یدل علی صدقہ لجواز ان یکون رجوعہ عند الامام لعدم الموجب کما کان الامر کذلک عند الصاحبین کذا فی الہدایۃ ۱۲ منہ

ایکار الارادۃ توبۃ کما سبق ۱۲ اور انکار سے بھاگنے کا یہاں باب الارتداد میں آوے گا

وکذا التحری لان عدم رجوعہ عن الاقرار بالاحصان لا یدل علی صدقہ لجواز ان یکون رجوعہ عند الامام لعدم الموجب کما کان الامر کذلک عند الصاحبین کذا فی الہدایۃ ۱۲ منہ فعفو اللہ تعالیٰ عنہ لعدم المکذب بخلاف البینۃ لان عدم رجوع الشہود عن شہادتہم لا یدل علی صدقہم لجواز ان یکون رجوعہم عند الامام لعدم الموجب کما کان الامر کذلک عند الصاحبین کذا فی الہدایۃ ۱۲ منہ اور اسی طرح سمجھے رجوع کرنا احصان کے اقرار سے اسہلکے کہ احصان جب شرط ہوا حد کی تو خالص حق اللہ ہو گیا تو اوس سے رجوع کرنا بھی صحیح ہے بسبب عدم التکذیب کے کذا فی البحر بخلاف حق العبد کے یعنی حد قذف میں اقرار کے بعد رجوع کرنا صحیح نہیں اسواسطے کہ اوسکے تکذیب کرنیوالا یہاں موجود ہے یعنی عبد وکذا اسکن سائر الحدود الخالصۃ للہ کحد شرب وسرقۃ وزنا بخلاف حد القذف والمال اور اسیطرح سمجھے رجوع کرنا باقی حدود کے اقرار سے جو حد ہو کہ خالص حق اللہ ہیں جیسے حد شرب اور حد سرقہ اگرچہ جوری کے اقرار میں ضمانت مال لازم ہوگی ولکن لا تقطع الید حتی یرجع عن اقرارہ کما قبلہ او حتی یشہد علیہ شاہدان بسرقتہ اگر سوجب ہاتھ کے کٹجانے کا یہ طریق کہ شاہد نے پوسہ لیا ہوگا یا مساس کیا ہوگا یا شبیہ سوداسی کی ہوگی بدلیل حدیث اعرابی یا دین کہو کہ شاہد نے تقدیر کی ہے کہ اوسنے اقرار کیا ہو کذا ذکرہ الزیلعی ۱۲ منہ اور اگر کہا اوسنے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تونے چوسہ لیا ہوگا یا غمزہ یا نظر کی ہوگی خلاصہ یہ ہو کہ اوس چیز کی تقدیر کرے جس سے حد ٹلجاوے کذا فی النہر سنن ابوداؤد اور نسائی حسن ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اعرابی مالک اسلمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر اوسنے چار بار زنا کا اقرار کیا ہر بار حضرت اعراض کرتے تھے جب ہر بار انہوں نے منہ پھیرا اوسنے کہا ان کہا ان نے فرمایا جیسے سلائی غائب ہو جاتی ہے دانی میں یا رسی کنوئیں میں اوسنے کہا ان پھر فرمایا تو جانتا ہے کہ زنا کیا چیز ہے اوسنے کہا ان میں نے اسسے حرام فعل کیا جیسا کہ مرد اپنی حلال حرم سے کرتا ہے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے کہا ان میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجکو پاک کیجئے پھر دسنگسار ہوا الحدیث اور دوسری روایت میں ہے کہ ماعزبن مالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے زنا کیا سو مجھ پر کتاب اللہ قائم کیجئے حضرت نے منہ پھیر لیا پھر آیا یہانتک کہ چار بار اقرار کیا حضرت نے فرمایا تونے چار بار کہا سو کس عورت سے یہ فعل کیا کہا فلانی عورت سے فرمایا کہ کیا تو اوسکے پاس لیٹا ہوا اوسنے کہا ان فرمایا کیا اوس سے باشرت کی تھی کہا ان فرمایا کیا اوس سے جماع کیا تھا بولا ان پھر حضرت نے اوسکی سنگساری کا حکم دیا پھر جب پتھر پڑنے لگے تو نکل بھاگا اور لوگ اوسکو پتھر سے مارتے رہے یہانتک کہ گرکر عبداللہ بن انیس کے ملا انہوں نے لکڑی سے مارا اور ڈال دیا سر عبداللہ نے جبڑا توڑ دیا پھر اوسکو لیا اور حضور میں حاضر کیا اور ماجرا کہا حضور نے فرمایا کہ کیوں نہ اوسکو چھوڑ دیا یا شاید وہ توبہ کرتا سو فرمایا اوسکی توبہ قبول کرنا کذا فی فتح القدیر اذ ہی الا تھا مہیۃ مسقط الی اضعف وان کانت توجۃ للغیر لا یتعدی بہ بدون گواہوں کے دعوی کیا زنا کی نے کہ عورت اوسکی زوجہ ہو نواور چشمہ ساقط ہوگی اگرچہ وہ عورت غیر کی زوجہ ہو ہم بالبینۃ متعلق ہو اوسی مسئلہ کرزنا کی الطلاق رجعی دلونزوجہا ایاہ لا یسقط فی الاصح لقدرۃ الشہود وقت الفعل بخلاف الاجنبیۃ اور اگر زنا کی عورت سے تین بار بعد زنا کرنیکے اوسکو طلاق دیدی تو چشمہ ساقط ہوگی خلافا لزفر کذا فی البحر وفی الہدایۃ وجہ قولہ ان الحد وجب علیہ بالزنا الثابت بالشہود وقد زال الفعل بالطلاق فصار کما اذا زنا بامرأۃ اخری ولنا ان الحد وجب لدفع الفساد المتوہم فی ہذا النکاح لکونہ محل الفعل وہذا المعنی قائم بعد الطلاق لکونہ محل الصلوۃ علیہا فی العدۃ کما کان قبلہ ۱۲ منہ اخرون اور زنا کی محصن کو پتھر مارے جاوینگے یہاں میں یہانتک کہ وہ مرجاوے اور لوگ صف باندھ کر کھڑے ہوں پھر اوسکے پیچھے نماز کی صفوں کی مانند جب ایک قوم پتھر مار چکی تو ظلمہ وبث جاوے اور دوسری قوم سنگسار کرے ہم سے زانی محصن کا رجم مثل سنگساری اور پتھر مارنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متواتر المعنی ہے مانند علی مرتضی کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کی اگرچہ قصے اور خصوصیات کی روایات احاد ہیں اوسی پر اجماع صحابہ اور اتفاق

مسلمین ہوں اور اگر خارجی ہو تو مسلم و عدم میں بالمثل ہے اجارہ قتلی اہل مکہ بطل قتل ہوا اور بہا۔ یہ مسئلہ صریح حدیث ابو شریح ہے جو مسلم کی روایت سے ہم نے لکھی کہ جو شخص کسی کو قتل کرے بعد ثبوت نہیں لوٹوں نے الزام دیا جو مقتول کو اعداد و کمیات اور مقادیر نکرو ہے تو ان کے ثبوت نہیں ہوا مسلم کے دو مرد شہادت دیں مرد و عورت نہیں کیا کہ یہ قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کے خیل سے ثابت ہے اس پر جو ہم نے سابق بیان کیا ہے ثابت ہوا فقاوت کرنا ہے فتح القدیر ذکر کیا فَإِنْ شَهِدَ شَاهِدٌ وَقَاضِيهِ بَعْدَ الْقَضَاءِ بِهِ لَكِنْ لَمْ يَتَعَيَّنْ أَنْ يُجْرِيَ الْإِمَامُ حُكْمَ الشَّاهِدِ بَلْ يَكْتَفِي بِهِ الْإِمَامُ تَعْزِيرًا اور اگر ایک شخص نے قتل کرنے کی شہادت دی اور قاضی نے قتل کر دیا پھر اس کے بعد دوسرا شخص آیا اور اس نے بھی قتل کرنے کی شہادت دی تو قاضی پر اس کا حکم نہیں ہے بلکہ امام اس کو تعزیر کرے گا اور اس کو چھوڑ دے گا اور اس کے بعد مکرر دو شخص گواہی دے کہ قاتل یہ نہیں ہے اور نہ اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور نہ دیت لی جائے گی اور نہ اس کو قتل کیا جائے گا اگر چہ ہم نے اس کو قتل کیا ہو اور اگر کسی نے قتل کیا اور کہا کہ ہم نے فلاں شخص کو قتل کیا ہے اور اس کے ولی نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں ہے اور نہ دیت ہے اور نہ کفارہ ہے اور اگر اس کے ولی نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص

امام کو مناسب ہو کہ سنگسار کرے مسلمین کو کہ اقامت حد پر حاضر ہوں صاحب ہدایہ نے استحساب کی تصریح کی ہے استدلال کیا کہ حضور صلعم نے ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کو بلا حضور مسلمین سنگسار کیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ قضیہ مقضیہ ہے اور اس سے عدم وجوب پر استدلال نہیں ہو سکت

وعلیٰ الذی لم یحصن کما تقدم ۔ اقول ۔ وبہ قال الشافعی وجمہور العلماء کما قالہ النووی فی شرح مسلم ۔ وقال ابو حنیفۃ لا تغرب المرأۃ لان فی تغریبہا تعریضا لہا علی الفجور ۔ وقال مالک تغرب سنۃ ولا تغرب العبد الا نصف سنۃ ۔ وقال ابو حنیفۃ لا تغرب العبد اصلا ۔ وقال الشافعی یغرب العبد سنۃ کاملۃ ۔ وقال مالک والشافعی یغرب الرقیق نصف سنۃ ۔ وقال ابو حنیفۃ لا تغرب الامۃ اصلا ۔ وقال الشافعی تغرب سنۃ کاملۃ ۔ وقال مالک تغرب نصف سنۃ ۔ وحجۃ الشافعی ومن وافقہ عموم قولہ صلی اللہ علیہ وسلم البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام ۔ وحجۃ ابی حنیفۃ ان فی تغریب المرأۃ تعریضا لہا علی الفجور ۔ وحجۃ مالک ان فی تغریب العبد اکثر من نصف سنۃ اضرارا بسیدہ ۔ وحجۃ ابی حنیفۃ ان فی تغریب العبد اصلا اضرارا بسیدہ ۔ وحجۃ الشافعی ان فی تغریب العبد نصف سنۃ اضرارا بسیدہ ۔ وحجۃ مالک ان فی تغریب الامۃ نصف سنۃ اضرارا بسیدہا ۔ وحجۃ ابی حنیفۃ ان فی تغریب الامۃ اصلا اضرارا بسیدہا ۔ وحجۃ الشافعی ان فی تغریب الامۃ سنۃ کاملۃ اضرارا بسیدہا ۔ وحجۃ مالک ان فی تغریب الرقیق اکثر من نصف سنۃ اضرارا بسیدہ ۔ وحجۃ ابی حنیفۃ ان فی تغریب الرقیق اصلا اضرارا بسیدہ ۔ وحجۃ الشافعی ان فی تغریب الرقیق سنۃ کامل

البتہ بین بین الجلد والقتل جائز ہے نہ بار بار حکم کے پھر جب پھر حکم کرنا بار بار کہنے کے برابر ہوا تو اسکا اختیار کرنا امام کو مفوض ہے اگر وہ مصلحت دیکھے تو رجوع کرے اور سلیم ہر صورت میں امام کو اختیار ہے کذا فی النہر وقولہ جو حدیث صحابہ سے ہو یعنی کہ زنا کے حد میں رجم ہو یہ کہنا کہ حد میں رجم ہونا زیادتی ہے اور نفی میں مرد عی ہوا زیادتی محمول ہوگی جو حد پر کرنے کی المہایۃ ویحتمل ان یکون المراد بقولہ حتی یشہد الخ ان یقر الخ اس میں بزیادۃ تقریر یہ کہ اگر ایک یا دو مرتبہ اقرار کیا جاوے تو وہ اقرار معتبر نہ ہوگا جب تک چار مرتبہ اقرار نہ کرے جیسا کہ گواہ کی شہادت چار مرتبہ ہوتی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اقرار کرنا اسکی صحت سوا اسمیں ہو جائے پھر اور اسمیں حد قائم کیا وہ قائم نہ ہوگا کذا فی الہدایہ ہم یعنی صحت سوا اسمیں ہو تو مرفوض کر احتمال کے بارہ چاہیئے اسواسطے فتح القدیر میں مفہوم ہو کہ جب مرفوض کی صحت کی امید نہ ہو جائے پھر اقرار معتبر ہوگا کذا فی یا نہایت ضعیف الخلقت ہو تو ہمارے اور امام شافعی کے نزدیک اور اسکو کھوپڑے کو سوا کیلا مارنا چاہئے جسمیں شاخین ہوں ان خطاط دینی مسند اور ابن ماجہ سے حدیث روایت کی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اکیمرد کی حد مارنے کے بارہ میں فرمایا صحابہ سے کہا یا رسول اللہ وہ نہایت ضعیف الخلقت ہو اگر ہم اسکو مارینگے تو مقتول ہو جائیگا فرمایا کہ کھجور کی ڈوالی جسمیں سو شاخیں ہوں پھر اسکو ایکبار مارو وہ شاخیں ایسا کیا ہم ایسی حدیثوں کی صحت پر نہیں پہنچے لیکن ابو داؤد اور نسائی سے مروی ہے دیقام علی الحامل بعد وضعہ ما قتلہ اصلا لان الحس لم یزل ثابتا بیقینہ اور حد قائم کرے گا جبتک حاملہ عورت بوجہ نفاس حد کے قائم ہو حد قبل وضع کے اسلاء ملکہ حاملہ کیطرف سے اگر ہی ثابت ہوا ہو یعنی مقرہ کو قبل کا ثابت ہوا ہو فاذا کان سقط الحد بالشبہۃ حتی وضعت الا اذا لم یکن لولی من یستوفی لصغر او غیبۃ فحینئذ یستوفی ہم اگر حاملہ کی حد رجم ہو تو اوہ سکو رجم کرنا چاہیئے نہ حمل کو موقوف رکھے جبکہ تولد کرے کوئی بالغ والا نہو تو اسپر رجم نہو یہ مانگ کہ لڑکا جتنے بکہ وہ دودھ پی سکے دودھ کھانے لگو ولو ادعت الحبل بہ للنساء وان طلق لم یحدہا ستین ولو بھا اختیارا واگر زانیہ اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے جو اگر ایسا ہو تو حد کو ہمارے نزدیک نہ ہو گا اگرچہ ایسا دعوی سوا گرد و کہیں کہ ان کو دعا ہوا ہو اور سو قیدہ کھوہ سال تک پھرا رہے سکو پھر ما حد کذا فی الاختیار ولا یکفی اجلالہ فی البیت الا بہ ہم اگر حد حاملہ کی کوڑے مارا ہو تو فاقہ کے بدلے نہ چاہیئے اسکو کہ نفاس ہمارے ہوا اور ہماری میں آ ہمت انتظار ہو وشرائط الاحصان رجم کی نسبت میں ہیں شرائط احصان وہی اسمان ہو تو احصان جبارت ہو اسمیں مسلمہ نہ کرو یہ احصان رجم ہم اسکو کہا کہ اسمیں نکاح اور دخول شرط نہیں کذا فی النہر الحر الثانیۃ شرائط احصان میں اہل اقرار ہونا ہو تو علام اور لونڈی محصن نہیں اسواسطے کہ مملوک نکاح صحیح پر قدرت نہ رکھنا کما مر تحریرہ اور شرائط احصان ہے ملکت ہونا یعنی عقل و بلوغ ہم عقل اور بلوغ دو شرطیں ہیں نہ مجنون ہیں اور صغیر محصن نہیں بسبب عدم اہلیت عقوبت کے والاسلام الخ یہ بھی شرائط احصان کی اسلام ہے تو کافر محصن نہیں اسواسطے کہ اسکو ان دین والے نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اشرک باللہ فلیس بمحصن یعنی جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک اسلام شرائط احصان میں نہیں کیونکہ حدیث صحیح کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود یوں پر رجم کا حکم دیا اور سوا جواب یہ کے حضرت نے بحکم قرآن یہ قبل نزول اوس آیت کے جسمیں کوڑے مارنے کا حکم ہے حکم دیا تھا کیونکہ کوڑے کی آیت نازل ہوئی بالشرائط اسلام پھر رجم کا حکم ہوا بشرائط اسلام پس اسپر دلیل حکم کی فی الفتح اور بالغین شرط احصان جماع حرام تو جسنے نکاح کیا اور صحبت نکی وہ محصن نہیں اور مراد جماع سے وطی ہو جماع جس سے غسل لازم آوے یعنی او خلل حشفہ ازال ہو اور نہ کرو نہ بنکاح صحیح حاصلا للاخلال اور ہو جماع جائز کا بنکاح صحیح وقت وخول کے نکاح صحیح کی قید سے نکلا فاسد جماع خارج ہوگیا تو اسنے نکاح کو محصن نہو گا اور اس قید سے کہ خلوت صحت نکاح ہو وہ شخص محصن ہو سکتی گیا جسنے عورت کی طلاق دی کے نکاح پر معلق کی پس اسنے نکاح کیا تو صحیح نکاح صحیح جو لیکن اگر اس عورت سے صحبت کی گیا بعد نکاح کے تو محصن نہو گا اسواسطے کہ قبل دخول وہ مطلقہ ہو گئی کذا فی النہر وقولہ بصفۃ الاحصان یعنی کورۃ وقت الرمی احصان کل منہما شرط لصیرورۃ الآخر محصنا اور ساتوں شرط احصان کی ہو ناتو مرد میں کا وطی کیوقت بصفت احصان جو ذکر ہو چکی تو احصان ہو جاوے گا زوجین میں سے ہر شوہر ہے دوسری شخص کے محصن ہونے کا اور کسی سبب سوا ہم وطی کے بوقت یہ شرائط مذکرہ احصان کا جامع ہو زنا تو اور وہ میں شرط ہو فروج کا محصن ہونا زوجہ کے محصنہ ہونے پر موقوف ہو اور زوجہ کا محصنہ ہونا زوج کے

محصن ہونے پر موقوف ہو جیسے کتابیہ ذمیہ یا لونڈی یا صغیرہ یا مجنونہ سے نکاح کر کے قربت کی تو وہ شخص محصن نہ ہوگا اسی طرح کہ نہ وہ بعد اسلام بالاجماع محصن ہوتا ہے نہ بلوغ کے بعد اسلام کیا ہو کیونکہ جو شخص اس عورت سے قربت کی حالت میں بالکل مجبور تھا اور ایسی شخص کا زنا کبیرہ نہیں ہوتا اسی طرح وہ شخص محصن نہیں ہوتا جس عورت سے قربت کی وہ بھی احصان میں اور محصنہ نہ ہوگی یا زنا کبیرہ قربت بدلیل مذکور کرنا ہے الحطاوی عن الجصاص ولکن لما ورد الحدیث بخلافہ قلنا لا احصان الا ان یطأ ھا بما یعتبر فیحصل الاحصان بہ لا بما قبلہ حتی لو تزوج ذمیۃ فجامعھا فی حالۃ الحیض او النفاس او الاحرام او الصوم او الاعتکاف او وطئھا فیما دون الفرج او فی الدبر او وطئھا وھی مریضۃ او رتقاء او قرناء او مجنونۃ او صغیرۃ لا یجامع مثلھا او وطئھا وھی مجنونۃ او صغیرۃ او مریضۃ او رتقاء او قرناء او مجنونۃ او صغیرۃ لا یجامع مثلھا او وطئھا وھی مجنونۃ او صغیرۃ او مریضۃ او رتقاء او قرناء

جسکو شبہ حکمیہ بھی کہتے ہیں ہم محل سے مراد وہ عورت ہے جسکو دطی فی استدبارہ الفعل اور دوسرے شبہ نے بفعل حکم شبہا بھی کہتے ہیں جسے فعل وطی میں شبہا واقع ہوا وشبہ فی الفعل والمحقق دخول هلال فی الاولیین وشبہ فی الفعل ہو یعنی محل کے اشتباہ اور تخمین بھی ہے کہ شبہ عقد کا پہلے دو قولوں شبہ اخلو سے کہ کوئی علامہ شبہ نہیں اور عقد ہے اسکی تعریف کرتے ہیں فان ادعاها ای الشبهة قریب من فعل یقاربه او سقط الحد ولذا یثبت به النسب بخلاف دعواها لانه ای دعوی الاکراه خاصة فالاباحة من البرهان لانه دعوی فعل الغیر یعنی اگر شبہ کا دعوی کیا اور بیان سے یعنی گواہوں سے ثابت کیا تو اسکو گرانا مقبول ہو گئے اور حد اور پتھروں ساقط ہو جائیگی اور بطریق سے ساقط ہو گئی حد فقط دعوی طلاق ان میں بھی کر تو مہر اس مجرد دعوے سے واجب ہو گا تو ضرور ہو گا کیونکہ دعوی میں بیان کیوں اسکو اسکو گرانے کے دعوی میں بیان کیوں ہو گا تو مدعی ہو یا مدعا علیہ کا نہ لازم ہو گا کہ ادا نے اجر لا حد الا بالاقرار شبهة الحال الی ان یتبین حکمیة او الثابت بمنزلة الشرع علیه لانه دعوی ہو تو مدعی پر اور

اور مکاتب اور عبد ماذون کے مال میں حق سے مولیٰ کا تو اسکی حق میں شبہہ ملک ثابت ہو دلھی جاریۃ من الغنیمۃ فاذا کان احد شریکہا ابا او ابنا او
اور دلی فضیت کی لونڈی کی بیعے لانے والا سلام کے بانچوں نے کے ھم نادیوں کا حق ہیسہ ہستیاط کے ثابت ہو شبہہ ملک کا بہ اسوا اور تحاریز اور
بھیہ کو دلی اسکے قبل قسمت کی ہوئی اور بعد قسمت کے دلی سو مدلازم ہوگی بسبب یقین ہو جانے ایک کے کہ ذالک الجزء کان ھو وھی جاریۃ قبل القسمۃ وبعدھا
والذی ینبغی ان یکون الشقیق والتی ھی اختہ ضمناً اور مدہبین مریہ کی لونڈی کی دلی سو قبل استبرے اور اس لونڈی کے دلی سو جیسی ہر ہیسہ ہو اعتبار
باقی ہے مشترکی کو اور اس لونڈی کے دلی سو جو امام کو ہوگی تو وہ ہر بسبب یہ کہ دلی کے وارث ہونے کے جامع ہوا سی ہو گئی یا اوس زوجہ کے حق
سے ہو امام ہو گئی بسبب جمع کرنے زوج کے اوسکی ماں یا اوسکی بیٹی ہی اسوا سکے بعضو امام اسکی حرمت کے قائل نہیں ھم یہہ تفصیل متعلق ہے ارتداد اور
اوسکے لحقہ سو کتاب الکراہ میں مذکور ہو چکا کہ مثل انحو بخوف ارتداد زید سے عمرو مہ فرقت کا تو منہی دیا ہوا اور باقی صور فوق میں امام شافعی کا خلاف ہے اعتبار
بہر صورت شبہہ یہ اسوا قطعہ گئی وغیرذالک کما یخفی علی المتتبع ناقص الحصر فی ستۃ مواضع ممنوع اور سوال اضلعہ مذکور وسکے
شبہہ محل کی اور بھی مثالیں ہیں چانچہ کتب فقہ کے دیکھنے والے پر یہہ امر مخفی نہیں نو وھی جمعہ کا چھ مکاتبہ منہوم ہو ھم بحمدہ تفریض ہوا صاحب اور پر
ہر چند صاحب درپے نے دعوی جمعہ کا نہیں کیا مگر ظاہر کلام حضر پر دلالت کرتا ہو، سو اسکو شمار کرنا بیان کے مقام میں فرمایا ہے جمعہ کا کہ انی اسمع
ولاحد یضاجتہ الفعل وتشتہیہ اشتہاءً واری تشتہی مع حصول الملک ستیاءً اور مدہبین شبہہ فعل ہو بھی اور اسکو شبہہ اشتہاء
بھی کہتے ہیں یعنی شبہہ اوسکو جن میں ثابت ہو سکو وہ کھا پڑا ملت میں ھم شبہہ فعل کو مشروعیت ثابت بھی بولتے ہیں حیاں طن حلہ الوطء لاعتقاد
الطن ان لہ فیہ حقا الذی ھو الملک شبہہ فعل سے مرتب حد ساقط ہو گی اگر زنا کی نے حلت دلی کا گمان کیا ہو اور اعتبار ہونے کے دعوی کرنے کا اگرچہ
نے الواقع اوسکو فرق نہ حاصل ہو جو اولادھا لاحقۃ بھما فقط لھم لحقا حتی یقر جمیعا لھا بالزوجیۃ فلو اقر مولاہ اور اگر مولاہ اور عورت میں سے فقط
ایکنے حلت کا دعوی کیا تو وہ نو فریہ حد نہ ماری جاوے گی بہانتک کہ وہ نو فریق علم بالحرمۃ کا اقرار کر دیں کہ زنا نے النہر ومقتضاہ ان القول
قولہما اور چانچہ بعد تفریق طلاق کی مدت والی سے ہو جمع کرنا اگر چہ طلاقت ثلثہ کیساتھ کی واقع ہو گئی ہوں ھم اگر چہ طلاقہ ثلثہ کی صورت فقطی ہے لیکن بنا بر بعض احکام کے ضرور ہے وجوب نفقہ اوسکی
اور منع خروج اور ثبوت نسب غیرہ اسوں حلت کا شبہہ ہو سکتا ہو موضع اشتباہ ھم ذالک فی المنح فانہ اقر انہ وطیء بشبہۃ اور چانچہ اوپنی زوجہ
کی لونڈی سو یا اوپنے موسے کی لونڈی سو جماع کرا ھم حق تعالی نے رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت خدیجہؓ کے مال سے غنی فرمایا چانچہ ارشاد
کیا ووجدک عائلا فاغنی اور اس آیت سو شبہہ ہو سکتا ہو کہ زوج کو زوجہ کے مال میں تصرف کا اختیار ہو اور علام مماج ھو اپنے موسے کے مال کا
اگر زوج یا غلام کو شبہہ حلت کا پڑیو قوصفہ وقرار دیا جاویگا وفی الھندیۃ لا یاخذ العبد وسید ہ فی دار واحد ولا الاخوان
نزلیں اور چانچہ جماع کرا مرہونہ لونڈی کا مرہونہ لونڈی سو مسقط حد ہو گیا لیھود وفی روایۃ ھذا من شبہہ الفاعل حلت اور یہی روایت مختار ہو کذا فی شرح
الزیلعی ھم جیسہ مرتہن نے کہا کہ میں مرہونہ لونڈی کی مرت جانتا ہوں اور اسی سو جماع کیا تو دو سین ہیں دو روایتیں ہیں سو کتاب الرہن کی روایت میں آوے
ہیں ہیں تو یہہ مسئلہ شبہۃ المحل کے فروع سو ہو گا اور کتاب الحدود کی روایت میں حد واجب ہی ہوا ہے ہیں کہا کہ یہی قول اصح ہو اور شرح زیلعی میں کہا ہو کذا

مقدار سے کہ زنا فی الجملہ اسوا سطہ کہ مرہونہ پر مرتہن کی ملکیت ثابت کرے ہوا مرہونہ سے جماع مرہونہ کی حلت کا کذا فی المطولات وفی الہدایۃ المستقرض لا یملک الجاریۃ المستقرضۃ وان اباحہا لہ المقرض وبہ یاخذ زفر والائمۃ الثلثۃ کی عارضت اباحۃ المقرض کی برابر ہے حکم بین یعنی اگر مستعیر نے مدعی کو جماع کرنے کی اجازت دیدی ہو تو بھی حلت جماع کی نہ ہوگی کذا فی الہدایہ وغیرہا اور ہمارے فقہاء نے جو کہا کہ لاین کو اس کا مالک بنا دیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ لونڈی کے مرہن رکھنے کو اسطرح کیا ہے جیسا کہ لونڈی کو مرہن رکھنے کو اسطرح عاریت لیا اور یہ بیان کرنا کہ مستعیر کو عاریت لینا وسیع ہے حکم المستعیر یعنی عاریت لینے والے کا حکم آگے آویگا ویضیع ان العبرۃ فی العقود للمقاصد والمعانی لا للالفاظ والمبانی یعنی عقود میں مقاصد اور معانی کا اعتبار ہوتا ہے الفاظ اور مبانی کا نہیں کذا فی الدر المختار وغیرہ اور جو الفاظ کہ لائق یوں ہے کہ موقوف علیہ لونڈی مرہونہ کی اباحت ہو حکم بین یعنی جماع حلت اور سکونی بھی ہے ذہن میں رکھنا وعمدۃ الطلاق علی الاول وعدۃ الحضانۃ علی الثانی یعنی طلاق بعوض مال کے عدت والی ہے جماع کرنا اور اسطرح حکم متعلم جماع کرنا باندیہ قول مسیح کے کذا فی البدائع اسوا سطہ کہ مطلقہ بعوض مال کے حرمت بالا جماع ثابت ہوا مانند مطلقہ ثلثہ کی کذا فی المحیط توجہ دون ملک حدسا قط نہوگی وصفۃ الاستحقاق والحال الظہار ہے ام ولد کا اور جو اتحاق کی عدت والی سے جماع کرنا حالانکہ وہ ام ولد ہے مولی کی اسوا سطہ کہ اسکی بھی حرمت بالاجماع ثابت ہو لیکن شبہا حلت ہو سکتا ہو قرار عدت کے سبب کذا فی المحیط والولاطی ان ادعی النسب ثبت فی الاول ای شبہۃ الفعل لا فی الثانیۃ ای شبہۃ الفعل للمتعہ نزلا الا فی المطلقۃ ثلثا لیثبوت البات ثلثا فلا من مستلک الا بکثیر الا یقع کام قرابہا وکذا الصغیرۃ والمطلقۃ بعوض بالاولی فانہا ای اور جماع کر نیوالا اگر دلاد کے نسب کا دعوی کرے تو پہلے شبہہ میں یعنی شبہہ المحل میں نسب ثابت ہوگا نہ ثابت ہوگا نسب دوسرے شبہہ میں یعنی شبہہ الفعل میں اسکے خالص نہ ہونے کے سبب ہوا حد عدم سقوط ہوگئی بوجہ شبہا کے سبب کے مگر مطلقہ ثلثہ میں بوجہ بلا وعوت نسب ثابت ہوگا نسب دوسرے شبہہ میں اسکی شرط کے پائے جانے سے اسطرح پر کہ مطلقہ مذکورہ نے دو سال کے مدت میں جنی ہو نہ زیادہ نہ دو سال ہو کر زیادتی یہ نسب ثابت نہیں مگر بدعوت جنانچہ بیان اسکا ثبوت النسب کے باب میں مذکور ہو چکا اور بخلاف مختلعہ اور مطلقہ بعوض مال کے دلد کا نسب بطریق اولے ثابت ہو گا کذا فی النہایہ اسوا سطہ کہ خلع اور طلاق بعوض مال تین طلاق سے کمتر ہو کذا فی المطولات بخلاف جب کہ اگر تین ثبوت نسب ہوا تو اول میں بطریق اولے ہوگا طلاق اور خلع میں اسوا سطہ نسب ثابت ہوا کہ آسمیں شبہہ العقد ہو بخلاف باقی مواضع شبہہ الفعل کے کہ وہاں شبہہ عقد کا نہیں کذا فی البحر عن المحیط ولا فی ولحی امرأۃ ہرمت علیہ وقال لم اصبہا حتی راجعتک ولم تکن کذلک معتدۃ اجنبیۃ ثبت نسبہ بالدعوۃ فی الحال ولم یثبت نسبہ فی الحال ولم یثبت نسب ولد ثابت نہیں ہوا شبہہ الفعل میں مگر اس عورت کو ولحی میں جو پوہنچائی گئی مرد کے پاس اور عورتوں نے کہا کہ یہ تیری زوجہ ہو اور حالانکہ وہ اسکی زوجہ نہیں بشرطیکہ مرد نے عورت کی خبر ہرا ضافہ کیا ہو قرار وقوف میں اسکا ثابت ہوگا وعوت میں کذا فی البحر والحاصل ان شبہۃ الفعل ای عقد النکاح صحیحۃ ای الاقام علی ظنہا فاسدۃ ای ظنہا زوجتہ فیہا ای فی صحیحۃ النکاح وفاسدۃ ای فی فاسدۃ النکاح ارجمند نہیں شبہہ العقد سو یعنی عقد نکاح کے شبہہ ہوا امام اعظم کے نزدیک جانچہ اس صورت میں کہ کسی نے نکاح کیا ہو محرم کیا تو محرم کسی اور محرم سے یا محرم کسی اور محرم سے نکاح کیا ہو بنا بر اختلاف امام کے نزدیک کیونکہ شبہہ عقد کے مدنہیں لیکن بنا بر سیاست کے اور سزا سخت تعزیر اور ضرب شدید وحبس ہوگا اور اسکو حرمت محارم کا علم ہو ولا یکون علم حرمۃ المصاہرۃ شرطا وعلیہ الفتوی خلافا لصاحبہ اور صاحبین نے کہا کہ اطلاع حرمت محارم کی جاننا ہو خواہ اتفاقا ہو اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الخلاصۃ لکن الاصح الاول وہو قول الامام وکان الفتوی علیہ اولی قالہ قاسم فی تصحیحہ لیکن تمام شروح میں قول امام کو ترجیح دیا گیا ہو اور اسی پر فتوی ہے بہی کہا شیخ قاسم نے انہی تصحیح میں لکن فی القنیۃ عن المنتقی عن ابی یوسف ما قولہا الفتوی فی المتون لیکن فتاوی میں تصریحات سو منقول ہو کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے متون میں ہم سو بہ مدرک ہی شیخ قاسم کے جمیع شروح کے قول پر اسوا سطہ کہ مصنفات بہی شروح ہو تو عموم جمیع شروح کا ثابت ہوا وحرر فی الفتح الحاصل من شبہۃ المحل فیہ یثبت النسب کما مر وفی القنیۃ برہن تحریر کیا ہو کہ شبہہ العقد شبہۃ المحل میں داخل ہے اور ہمارے نسب ثابت ہوتا ہو جانچہ بیان کر دیا ہو اور ولحی فی نکاح بغیر شہود کی بمنزلہ الفصل اور نکاح بلا شہود کے جماع کرنے میں جب شبہہ عقد کے ہو فی الجملہ تو ہو ومنکوحۃ الغیر ومعتدتہ ای ومعتدۃ الغیر ومنکوحتہ ای منکوحۃ الغیر وہو ان ظانا الحل لہ وہو دون ظانا فلذلک تعتبر حالا ما

لہما الظہار تشبیہ بمحللۃ اتمام قول الامام اور معنی یہ ہے کہ نکاح کیا مرد نے اپنی محرم عورت سے یا غیر کی منکوحہ سے یا اپنی حدث والی اور اس سے جماع کیا حلال گمان کر کے تو اس پر حد جاری ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور اگر اس سے حرام جانکر وطی کی تو اس پر بھی حد نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک اس پر حد ثابت ہو گیا کیونکہ شبہ کو تین قسم پر تقسیم کرنا یعنی شبہۃ الفعل اور شبہۃ الفعل اور شبہۃ العقد یہ قول ہے امام کا ہم علیہ نے کہا کہ اگر تقسیم بس حیث الحکم والاثر ہو تو ہمارے نزدیک شبہہ وہی قسم ہے غایۃ الامر یہ ہوگا کہ شبہۃ العقد کا حکم ہمارے نزدیک شبہۃ الفعل کا حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک شبہۃ الفعل کا حکم ہے اور اگر تقسیم بس حیث المفہوم ہو تو تین قسم پر ہے اسی طرح کر دینا شبہۃ العقد شبہۃ الفعل میں داخل ہے چنانچہ متعہ وطلت اور بعد الشبہۃ الحمل میں داخل ہے چاہے مسئلہ متن کا ہو یا قولہ اصابہا بخلاف متعہ وسائر ما ذکرہ بقولہ وسواء الولد الخ اور حد ساقط ہوا جو بھائی کی لونڈی اور چچا کی لونڈی کے وطی کرنے سے اور ہوا ولد اس کے اتباع کے لئے اور لونڈیوں کے وطی سے جیسے ہم نہ ساط کے معنی یہ ہیں کہ چچا نے مال میں توسع اور نے تخلی جاری نہیں چنانچہ باپ اور بیٹے کے مال میں جاری ہو اور لقولہ علیہ السلام انت ومالک لابیک اور قولہ علی لقیط بالسؤال الا اذا علما بحالہ تالیۃ ما رضیت او انا فلانۃ باسم زوجتہ وہو انما الاخبار دلیل سوی حتی لو اجابتہ بلا فصل او بتعم اور حد ساقط ہو جاوے گی اوس عورت کو جس سے جماع کیا گیا ضرورۃ کے سبب سے یہ اوس کا گمان کیا کہ وہ اوسکی روجہ ہے اگرچہ وہ شخص آدمی ہو تو بھی حد نہ لے بسبب اتباع حاصل کر سکے اوسکے سوال کر کے مگر جبکہ اوسی عورت کو گمان ہوا سی سے جواب یا اوسکو یوں کہا کہ میں تیری جورو ہوں تین فعلی ہوں اوسکی جورو کا نام یہ ہے پھر اوسی سے جماع کیا تو اوسپر حد نہیں ہوگی کیونکہ خبر جاہل دلیل شرعی ہے یہانتک کہ اگر عورت اجابت فعلی کر چکی یعنی جماع ہو گیا بغیر قال کے پھر کہی تو مرد پر حد ساقط ہو جاوے گی ہم بستر ہونے عورت کے ساتھ اور اسطرح حد ساقط ہوگی کہ یہ عمل صحیح کے اپنی زوجہ کی اجازت کرنے سے مرد پر بھی نہیں ہو سکتا لہذا قول حلت بیان ہے بدلیل نہیں ہونے ثبوت نسب شب زفاف کے جب غیر عورتوں نے غیر عورت کو کہا کہ یہ تیری جورو ہے جورو فعلیۃ علطمۃ علی غیر جہۃ وجاز للفصل بان لہا حرجا مستاصلا اور حد ساقط ہوئی عورت پر جس سے زنا کیا اوسنے اس حرج کے سبب سے زنا کیا تاریخ کما مر کیا فقہ کی نہیں ہر مسلوط ہو اور علت ہم قائم کر کے غیر متصل پر بلا عاد وغیر جائز ہی بسبب جہالت واقع ہونے کے اور عدم جواز ہونے حد فصل ہو جانے کے ذی حرم غیر ذی ہیئۃ مستامنۃ لہا ذی الحرم الحربی فی دار الحرب والحربیۃ فی الثانیۃ فلا یلزم عدۃ الامام الحدود دونہا لا تمام الاستبراء لاحتمال الحدوث اور حد ساقط ہو جاوے گی اوسی عورت پر جس سے زنا کیا اور عدم جواز ہونے حد کے سبب سے اور عدم لازم ہونے عدت کے اور حد ساقط ہوئی اوسی عورت پر جو حربی اور مستامن ہو پر اسوا حد قذف کے دلیلہ قولہ تعالی ثم لم یاتوا بأربعۃ شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لہم شہادۃ ابدا وہم ہیئۃ الطالب لانہا لیقیم البینۃ علی ما ہو حقہ اور نہ اقامت ہوتی مستامن پر سوا حد قذف کے اور حد ساقط ہوئی اوسی عورت پر جو مستامن ہو اور اوسکا شوہر حربی ہو

یعنی عورت کے جماع سے جو شخص زنا میں پہنچایا گیا مرد کے پاس اور کہا گیا کہ جیسی تیری زوجہ ہے ویسا ہی مرد پر ہر عورت کا حال ہے یعنی ہر مثل کا حکم کیا عمر فاروق ہوئے اور حد کا شمار کہتا ہے جریر یا اکثر عورت کے کافی ہے جہاں عورتوں کے قول پر عمل کیا جاتا ہے یعنی اگر اکثر عورت بھی کہے کہ یہ تیری زوجہ ہے تو حد ساقط ہے اور اکثر کا اعتبار ہے اور طحاوی نے فرمایا زوجہ کی غیر عورت سے نہیں ہوتی تو مقام ہے کہ شافعی کا کلام طحاوی سے کہا کہ شارح نے کیسے حکم عمر فاروق منقول کیا حالانکہ ہمارا الزیلعی وغیرہ ہیں حکم علی مرتضیٰ سے ثابت ہوا اور وہی مجموع قالا ان فعل فلا جانب حد وان فی عبدہ او امتہ وام ہیبۃ فلا حکما کما مر ویغرم قال فی الدر بخلاف المحرق بالنار وہدم الجدار والشکس من علو مر تقریر باسلع الاجیر فی الجامع والجلاد ہیچ ولی مقتدی سو دہ نہیں امام کہ نزدیک اور صاحبین نے کہا اگر کہے محلل جانتے ہیں کیا تو حد ساقط ہے جاوے اور اگر اپنے غلام یا لونڈی یا زوجہ یا بیٹی کو پایا جماع امام اور صاحبین کے نزدیک اس پر حد نہیں ہے اور صاحبین نے کہا اگر کہے محلل جانتے ہیں کیا تو حد ساقط ہے جاوے اور اگر کسی اور سے دیوار ڈھا دیا اور اونچ مقام سے اوندھا گرا یا نیچی سے چھوٹی سے ساتھ ڈھلکا اور ہادی ہیں جو کہ اس امور شلثہ کو کہ وہ سے کوڑے مارنے کی تعزیر صحیح ترسے ہم صاحبین کے نزدیک لواطت میں حد ہے اس دلیل سے کہ لواطت مانند زنا ہی اس واسطے کہ محل شہوت میں شہوت رانی اور آب ریزی ہے بوجہ حرمت اور امام اعظم کے نزدیک لواطت در حقیقت زنا نہیں اور لہٰذا صحابہ کرام اس کی جزا میں مختلف ہیں کسی نے آگ سے جلا دیا اور کسی نے پہاڑ گرا دیا اور کسی نے مکان بلند سے پتھروں کے ساتھ گرانا تجویز کیا اور سب میں معنی زنا موجود نہیں اور اسطرح کہ اخافت اور شتباہ اسباب نہیں تو گلفت عورت میں لواطت زنا ہوتی یا یعنی زنا تو صحابہ کرام کہ اہل لسان تھے اور اسکو موجب میں مختلف ہوتے بلکہ حد زنا تجویز فرماتے اور یہ جو ابن عباس سے سنن ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں حدیث مرفوع مروی ہے جس کو تم قوم لوط کا عمل کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول کو قتل کرو تو یہ حکم بطریق سیاست ہے نہ بطور حد کذا فی الفتح مخصوصا فی الفتح ویثبت حتی ہموت او یتوب ولو استاذ اللواطۃ قتلہ الامام سیاسۃ قلت وفی النہر متروک اللعزر التقدیری بان امر بقتلہ خیر القاضی بین ان یحکم بالسیاسۃ او فتح القدیر میں ہے کہ لواطت کرنیوالا تعزیر دیا جاوے اور قتل کیا جاوے یہانتک کہ مرجاوے یا توبہ کرے اور اگر اوسکو لواطت کی عادت پڑگئی ہو تو امام یعنی سلطان اوسکو قتل کرے بطریق سیاست کو شارح کہتا ہے اور ہمارا الزیلعی سے اسکا الزام نقل کیا ہے کہ قاضی کیلئے اسکو حکم سیاست کا نہیں ہے بلکہ الزام ہیں یہ مسئلہ بطریق بحث کے ہے نہ بطور منصوص کے علاوہ اسکے کہ اوسطرح صحیح قتل اس جرمی کو لازم نہیں مخصوص جمیع جزئیات سیاست کیلئے طحاوی کے اور مبین الحکام مرتکب کو ولمن امرأتہ او امتہ مر المیت شدید لکی وہ حتی تزل کی وہ لا باشی علیہ اور جو ہرہ میں ہے کہ زیلعی نے کہا حرام ہے مرد کو اور کہا زیلعی نے تعزیر ہوا دل مرد نے قاری کہا اپنی زوجہ یا لونڈی کو اپنی آلہ تناسل میں صحبت کرنیکا یہانتک کہ انزال ہو اور یہ مکروہ ہے اور اوسکو نہیں حد نہ تعزیر وکذا کون للواطۃ والمجتمع الصغیر لانہ تعالی استقبلہا وسکانہا خبیثۃ والجنۃ مسکن طیبین اور لواطت ہوگی بہشت میں نابیر صحیح قول کے اسلئے کہ حق تعالیٰ نے اوسکو قبیح فرمایا اور قرآن مجید میں اوسکا خبیث نام کیا اور بہشت پاک ہے ہر خباثت سے کذا فی الفتح وفی الاشباہ جرمۃ اعظمۃ فلا وجود لہا فی الجنۃ وقیل تجلی اللہ تعالیٰ لہا فلہا تلہ یضع الاشکل کالذکر ہو الاشکل کالاثاث والصحیح الاول اور اشباہ میں ہے کہ حرمت لواطت کی عقلی ہے تو اوسکا وجود نہیں جنت میں اور قول ضعیف یہ ہے کہ حرمت اوسکی سمعی ہے تو اوسکا وجود نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو کہ انکا بدن نصف علیٰ مرد کی مانند ہوگا اور نصف اسفل عورتوں کی مانند ہوگا اور صحیح پہلا قول ہے ہم نعوذ باللہ کہیں ہوگا کہ اہل جنت کے درمیان ہوگی اسلئے کہ دنیا میں تو مرد مخلوق ہوتی ہے اور اسطرح نہیں برازد کے اور جنت بنجاسات کی جگہ نہیں جو حوری نے کہا تو اسمیں مرد لواطت کا ہر حال میں موجود نہیں جنت میں کذا فی الطحطاوی وفی الہندیۃ ما نصہ من اتی امرأتہ حائضا او شیخا او طعاما فالیس بشیء طبعا وترک حرمتہ بتزوج وشرطہ الاتفاق علی حلہ عند الحلوانی قابل للتغلیظ لا لکونہ مطلقا کما قیل

اور بجز الزنی میں ہو کہ عورت لواطت کی سخت تر ہے زنا سے بسبب حرام ہونے لواطت کے عقلاء اور شرفاء اور طبعاء اور عورت عقلی سے یہ امر واضح تر ہے
سے مرد کی نہ مشابہت اور ثبت حقیقت میں شرع سے تو ہسا وجہ تحریم کی عقل اور طبع کیطرف اسناد مجازی ہی کہ کذا فی الفتح اور زنا حرام نہیں باعتبار
طبیعت ثانی کے بلکہ عقلاء اور شرفاء حرام ہے اور عورت اوسکی زنا کی ہو جاتی ہی عورت کے تخلع اور خرید کرنے سے یعنی زنا کی عورت الٰہی نہیں بخلاف لواطت
کے کہ اوسکی کسیطرح زوال پذیر نہیں اور لواطت میں حد کا ہونا امام کے نزدیک اسلیے ہوتا نہیں کہ اسکی عورت خفیف ہی بلکہ بسبب غلظت اور تشدید کے اوسکی
کہ حد پاک کرتی ہے گناہ سے بوجہ ایک قول کے کہ وفی المجتبیٰ یکفر مستحلہا عند الجمہور یعنی ہیں کہ لواطت کا حلال جاننے والا کافر ہے اکثر علماء کے
نزدیک ہم علماء سے کہا کہ یہ تکفیر شدید تر ہوگی کہ اسمیں اوسکا کافر نہیں اگرچہ اوسنے گناہ کا ارتکاب کیا اور فی الخانیۃ
الخ حیاد البغی الا اذا ترافی عسکر لا یجیزونہ لانہ یابی الاقامۃ الحد لانہ باغ کذا فی الحاوی یعنی ہیں تو اسمیں نہیں ہوتا جسمیں امام کو حکم نہیں کرسکتا اوسکو زنا کا اس
لشکر اسلام میں جسکے سردار کو ولایت ہو اقامت حد کی تو اسنے اوسپر حد نہ کوائے الہدایہ ہم ولایت اقامت حد کی علیحدہ کہ ہو یا امیر البلد کو نہ ایسا ہر گز کہ کوتوال
حشم اور مقدمہ جنگ میں ہو نہ اقامت حدود میں فاما الحرب وغیرہ میں حدود اوسکو اسطرح نہیں کہ وہاں ولایت امام کی منقطع ہو وہ ما حد علیہ ناشیۃ
بمملکۃ مطلقا لانہ علیہ ولا علیہا اور حد نہیں اوس مرد پر جسکو مملکت کے زنا کرنے سے ساتھ عورت مملکت کے مستلذہ مرد نہ عورت پر ہم نہ مملکت جسمیں آلہ اور
مجنون اور عورت پر اوسکو اسطرح حد نہیں کہ فعل مرد کا اصل ہے زنا میں اور عورت اوسکی تابع ہوا اور مستوجب ہونا حد کا اصل میں بوجہ ہونا متناع حد کا تابع ہی
وفی علیہ استدلال فقط اور اسکے بالعکس میں یعنی مرد مملکت کے زنا میں ساتھ غیر مملکت کے فقط مرد پر حد ماری جاویگی نہ عورت پر وہو ما علیہ ناشیۃ الی
ہذا ای الزنا اور حد نہیں اوس عورت کے ساتھ زنا کرنے سے جسکو زنا کیا جاویگا اسطرح پر جاہم یعنی اگر عورت سے مرد نے یوں کہا کہ میں تجکو زنا کیلئے اجارہ لیتا ہوں
یا اسقدر درہم لے کر اس تجھ سے زنا کرونگا تو اسپر حد نہیں امام کے نزدیک اسواسطے کہ عقد اجارہ صورۃ مشتمل ہی مطلوبات ہی سے حوی سو کیا کہ بوجہ
قول امام کے اگرچہ حد نہیں لیکن عورت پر تحت تعزیر لازم ہی اور صاحبین اور ثانی اور مالک اور احمد کے نزدیک حد واجب ہوا اسواسطے کہ عقد اجارہ
سو باطل جاویگا نہیں ہوتی فراغہا زنا ہوا والملحق وجوب الحد علی کلیہما کما فی الفتح اور واجب ہوا حد کا اجارہ زنا میں حق ہی جسمیں ساجر و مستاجر
سو زنا کرنے میں بالاتفاق حد واجب ہے کذا فی الفتح ہم فتح القدیر میں کافی ہی مقتل ہوگا مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجکو زنا کیلئے اجارہ دیا ہی تیرے ساتھ زنا کرنا
تو حد واجب نہیں اور اسطرح پر استیجار اور عطاء اور ابراہیم اسطرح پر کہا ہی اسمیں سب صورتوں میں بیچ ہے کہ حد واجب ہوا اسواسطے کہ باعتبار معنی اور حقیقت کے
کتاب اللہ اسکو معارض ہی جو کہ فعالی فرمایا حد الزانیۃ والزانی فاجلدوا اور اسواسطے کہ لفظ مہر اجرت حقیقت زنا کو نہیں شاملا انتہی فعلی ما بالبال
یا الرأی اور حد نہیں جبراً تو بہ اوسکی زنا سے خواہ جبر سلطان کیطرف سے ہو یا غیر سلطان کی اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور اسی پر فتوی ہی اور امام کے نزدیک
سلطان کے جبر سے حد ساقط ہوتی ہی جبر کے جسپر سب علماء کے کہا کہ یہ اختلاف امام اور صاحبین کا باعتبار اختلاف حال زمانہ کے ہی یعنی امام کے زمانہ میں جبر سلطان
اکراہ پر فاد تبا بخلاف عصر صاحبین کے کہ اکثر متسلطین کو قدرت اکراہ کی حاصل تھی کذا فی النہر ولا باقرار احد ہما اذ لا اقرار للمستکرہ اور
نہیں ایک کی اقرار زنا سے اگر دوسرا منکر ہونا کا بسبب یتیم کے حکم اقرار ہی مرد ناچار کا اقرار ہوا اور انکار عورت کہ کہی ہی نے مطلق نہیں زنا کیا یا کہا جو کچھ
وہ کہی کو خواہ مقر ہوا یا منکر مرد ہوا یا عورت حد ساقط ہوگی اسواسطے کہ زنا فعل مشترک ہی دونوں دو شخص کے نہیں ہوتا تو ایک شخص سے کیا گنا ہوا
عورت شبہ پر اور دوسرے شخص میں ہوا اور شبہ سے ساقط ہوگی تو مہر اور جب ہوا کذا فی البحر وکذا قال الشافعی ولو حبرا یحبس فی قتل الرجم حتی یقر بالزنا
کہا کہ میں نے اس عورت کے رسول کیا ہر اگر چہ وہ عورت آزاد ہو کر کذا فی النہر یا حبس کیا ہے فی قتل الرجم ماہا الذی بالزنا بالبقعۃ بالقتل اور قتل ہی
مقتول ہونے میں اوسکی زنا کے ہی یعنی مرد پر حد ہی قتل کے واقعیت ہونے اوسکے زنا کی ہی نہ اوسکی قتل کی فیہ اور لڑکی پر حد ماری جاویگی زنا ہوا اوسکو اور
پر حد ہو اور غرہا کذا فی النہر ولو اذا ذہبت بہا لیقتلہا ویسقط الساکہ الجنۃ العیاذ باللہ تعالیٰ ما اذا رجعت شبہۃ ہا اور اگر لڑکی ہو کہ اگر بعد ہونے
ڈالی اسکو تو مہر پیدا کی قیمت اور نہیں اور مہر ساقط ہوگا بالکیہ ہونے مرد کے اندیشہ سم کا یعنی قیمت دینے کو تاکہ جنایۃ کی نہایت کا ثابت ہوا تو شبہہ دلکی ہیں کہا

پیدا ہوا لہذا مساقط ہوگی کذا فی البدایۃ وتفصیل ما اوجبناہا فی الشرح اور اگر لونڈی کو قضاءً کرڈالا زنا ہونا اور اسکی تفصیل مصنف کی شرح میں ہے ثم مصنف اپنی شرح مختصر الوقایہ میں کہا کہ دونوں راہیں یعنی قتل اور ذبح پھر کہ ایک ہو جاوینا اسکو اتفاقی کہتے ہیں لونڈی بے اجیرہ ہو یا اجیرہ اگر بے شبہ ہو یا عالم بشبہ تو وہ پر حد نہیں ہے اور اگر شبہ کی وجہ سے ہو یا عالم بشبہ ہو تو وہ پر حد نہیں ہے اور اگر لونڈی ایسی ہو کہ اسکے ساتھ جماع کرنا حلال ہے تو وہ پر حد نہیں ہے اور اگر لونڈی ایسی ہو کہ اسکے ساتھ جماع کرنا حلال نہیں ہے تو وہ پر حد ہے اور اگر لونڈی نے اپنی آقا کے ساتھ زنا کیا ہو اور آقا نے اسکو کسی شبہ کی وجہ سے یا بغیر شبہ کے آزاد کر دیا ہو یا اسکو مکاتبہ کر دیا ہو یا اسکو مدبرہ کر دیا ہو یا اسکو ام ولد کر دیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام کر لیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام نہیں کیا ہے اور اگر لونڈی نے اپنی آقا کے ساتھ زنا کیا ہو اور آقا نے اسکو کسی شبہ کی وجہ سے یا بغیر شبہ کے آزاد کر دیا ہو یا اسکو مکاتبہ کر دیا ہو یا اسکو مدبرہ کر دیا ہو یا اسکو ام ولد کر دیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام کر لیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام نہیں کیا ہے اور اگر لونڈی نے اپنی آقا کے ساتھ زنا کیا ہو اور آقا نے اسکو کسی شبہ کی وجہ سے یا بغیر شبہ کے آزاد کر دیا ہو یا اسکو مکاتبہ کر دیا ہو یا اسکو مدبرہ کر دیا ہو یا اسکو ام ولد کر دیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام کر لیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام نہیں کیا ہے اور اگر لونڈی نے اپنی آقا کے ساتھ زنا کیا ہو اور آقا نے اسکو کسی شبہ کی وجہ سے یا بغیر شبہ کے آزاد کر دیا ہو یا اسکو مکاتبہ کر دیا ہو یا اسکو مدبرہ کر دیا ہو یا اسکو ام ولد کر دیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام کر لیا ہو یا اسکو اپنے اوپر حرام نہیں کیا ہے

باب الشہادۃ علی الزنا والرجوع عنہا

یہی قول امام ہے ہم یہ قول کہ مستفتاء سے اور تبیین سے بھی مروی ہے کہ امام الحرمین و ابن رزین مقلدہ صحۃ الشہود عند البعض قبل الاداء فی الخاتمۃ اور اگر شاہدوں نے مقام مزکا کی گواہی دی تو شاہدوں پر صدقذف لازم کیا جائے گا اور یہ لوگ نہیں کہا کہ نہیں کہ فلاں کی عدم صحت کی گواہی دی ہے متولیا و اعلی زیلعی و شاہد ہیں گواہی دی شاہد ہیں مرد کے ترک پر ساتھ غائب عورت کے جبکہ جو مجلس تھا سامنے غائب حاضر ہوا رشاہد یا سکو پہچانتے ہیں تو مرد پر حد قائم ہوگی بالخلاف اگر اسے ایسا ہو اور اگر کوئی کسی محمل کے کہ غائب ہو دی ہو گواہ کی تو اس ساتھ گواہ جا دے اسکا جواب یہ ہو کہ وہ دی گواہ مثلاً شہد ہو اور احتمال اور اسکو وہ مزکیا شہد الشہود عالا کہ متہر شہد عند الشہود الامر صحت کی نفی لازم آوے جو اسوا سکے ثبوت حد کا اقرار سوا ہوتا ہے گواہوں سوا اور اقرار محمل ہو رجوع ہو اور گواہی صحیح محتمل ہو رجوع ہی تو اگر شہد الشہود متہر ہو تو حد کا وجود ہی معدوم ہو کما فی الطحاوی و علی ہذا من عاشر الاسطوانۃ الحرام فی السوق فدون الی نے اور اگر گواہ دی شخص غائب کے مال کی چوری کی تو مقبول ہوگی زیلعی و رجوع کے سرقہ میں نہ زنا میں قال واللہ تعالیٰ اعلم بالحال لاحتمال ظہور اللہ اعلم اقرار کیا ایکمرد نے زنا کا ساتھ اسکے اور عورت کے تو قرار پر حد قائم ہوگی اور اگر گواہی دی مرد کے زنا کے ساتھ اور عورت کے تو حد نہ قائم کیا جاوے گی بسبب اس احتمال کے کہ شاید وہ عورت اسکی جورو ہو لانہ ہی مخالف مسئلہ ابی کے کہ مرد پر حد قائم ہوگی اگرچہ عورت کی حد قائم نہ ہو بخلاف صورت مسئولہ کے چنانچہ حد نہیں شاہدوں کی اختلاف میں عورتی کے یعنی و شاہد دیتی کہ ایکمرد نے عورت کی تھی اور دونے کہا کہ اوپر چوتھا تو دو نہیں حد نہیں امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک فقط مرد پر حد قائم اگر عورت نے طوعی کی گواہی دی اور ایک نے اکراہ کی یا بالعکس اور ہر دو تین شاہدوں پر حد قذف نہیں امام کے نزدیک اف البلاد وکان حل کل اما رجعۃ الاب لمدۃ فیزفین یعنی ان ذکر ذکرا و ثنا واما تا کان یا الا فلک فرع یا شاہدوں کا اختلاف ہوا شہر میں اگر چہ ہر ہر ایک چار گواہ ہوں تبھی حد نہیں بسبب اسکے کہ جب ہر ایک گروہ کے یعنی اگر شاہد ایک وقت کو ذکر کریں اور دونوں مکان دو ہر ہوں اور اگر ایسا شہر یعنی وقت متحد ہو اور دو مکان قریب ہوں بایں وقت مختلف ہوا اور دو مکان متحد ہوں باوقت مختلف ہوا اور دو مکان قریب ہوں تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی النہر ہم اختلاف بلد کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ دو شاہد دو گواہی دی کہ زنا کو دیکھا ہوا اور دونے کہا کہ بیسرہ میں تو مرد اور عورت دونوں پر حد نہیں اسلئے کہ فعل زنا مختلف ہوا بسبب اختلاف مکان کے اور ہر ایک مکان کی نصاب شہادت پوری نہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ چار گواہ ایک شہر کے اور دوسری دو دن مکان کے گواہی دی کہ بظلوم آفتاب کیوقت فلانی سال کے فلاں مہینہ فلاں تاریخ میں زنا ہوا ہے اور چار گواہ دوسرے شہر کے گواہی دی ایکی کہ فلاں مہینہ تو سیوقت اوسی سنین تین تو دونوں پر حد نہیں اسواسطے کہ شخص واحد ایکبار حاضر میں دو مکان متباعد میں نہیں ہو سکتا اور شاہدوں کا صدق یا کذب معلوم نہیں تو حاکم حکم کرنے سے عاجز ہو بسبب تہمت فاسق کے اور اگر دو دن مکان متقارب ہیں تو باوجود اختلاف کے گواہی مقبول ہے اور اسطرح اگر وقت مختلف ہوا اور دو دن مکان متباعد ہیں تو بھی گواہی مقبول ہے بسبب احتمال کے کہ فعل کے کذا فی الفتح واختلفوا فی نظر بیت واحد حضر فی الی المرأۃ والرجل اسیخسا ألا مکان التوفیق اور اگر شاہدوں نے اختلاف کیا ایک چھوٹی کوٹھری کے دو کونوں میں تو مرد اور عورت دو قریب حد قائم ہوگی بنا پر استحسان کے بسبب امکان توفیق کے یعنی اس اختلاف کا ممکن کہ ایکمرد نے اسطرح کیا ہو اور دوسری ایک کونے میں ہو اور انتہا فعل دوسرے کونے میں بسبب اضطراب اور حرکت کے ولو شہد واحد علی زناہا وکان ثیبا فواحدۃ وان بکرا فمائۃ وجلد سنۃ او شہد واحد علی احصانہا وان وصلہ مشہدا لا یحول لہ ذلک لہ ذلک لہ ذلک اور اگر شاہد دو گواہی دی عورت کے زنا پر اور ایکمرد نے اور سکی شرمگاہ کو دیکھا زائد یا استخوان زائد سے نہ دیکھا ہو یا شاہدوں نے گواہی دی چار گواہ کی گواہی پر اگرچہ یہ اصول نے بھی گواہی دی پر بدلہ اسکے یعنی بدلہ فروع کے تو کسی پر حد نہیں یعنی نہ عورت اور نہ مرد پر گواہوں پر شہادت علی الشہادت حدود میں جائز نہیں اسواسطے کہ اصول لازمہ و شہادۃ ہو کیونکہ اصل کہ یہ ہے کہ ہو شہادۃ الاصول میں لازم شہادت

فروج مین اور اگر بعد فروج کے اصول کی گواہی دیگا تو مجموعہ نہ ہوگی اس اصل کو کہ شہادت اصول کی من وجہ لم مردود ہوگی پس بہ بیان شہادت فروج کے اور غیر مردود ہین وہ شہادت فرع ہم شہادت اصول کی مردود نہین ہوتی اصول مین اسی اصل کو مد نظر رکھکر بلا ساختہ شبہہ کے ثابت ہوجاتا ہے مد کذا فی الفتح شارح نے کہا کہ ان شہود کو کہا ان کو حیلہ ہم کو نہ ہوسکے ہمکر کسی کو گواہ کرو سکی جزا تم کو ہم کو مطلب کیونکر جاوے وکذا قولہ الشہادۃ علی الشہادۃ لیست بشہادۃ اگر دو سے زیادہ مرد یا عورت گواہی دین مرد کے زنا پر سو وہ متفاوت الرکوع والسجودین نکلا دو شہود یا ان کو ہم مختلف الدین نکلے یا دو فاسق نکلے یا اُمّی ظاہر ہوئے یا دو اعمی ظاہر ہوئے یا دو محدود فی القذف نکلے کذا فی الکافی وکذا لو شہد اربعۃ علی واحد بالزنا وثلثۃ منہم شہدوا بالاحصان والرابع بالانکار فعلی الثلثۃ حد القذف اور اگر چار شاہد زن نے زنا کی گواہی دی لیکن وہ سب اندھے ہین یا قذف کے حد اور پر ملکی ہے یا تین شاہد اسیسو ہین یا چار مین سے ایک گونگا ہو اور نے الاقرار یا خلاصہ ہے یا بعد اقامت حد زنا ایک شاہد بیہوش نکلا یا گیا یعنی اندھا یا صم و بکما غلام تو سب شاہدون پر حد قذف مارا جاویگا کذا فی الخلاصہ اگر حضرت طلب مدکر گواہی ہم شاہد ہون پر اسی اصل سے حد قذف مارا جاویگا کہ وہ اہل شہادت نہین یا فساد شہادت کے قصور ہم نہین تو زنا ثابت نہوا اور نہ ہی حکم اگر شاہد ہم غیر یا مجنون یا کافر ہون اور حد قذف ملتفت رد پر اسی اصل کو شرط رد ہوجانے کا کہ اسکا حق ہو کذا فی الہدایہ والحق واللہ اعلم ما ذکرناہ اور گونگا ہونے کی وجہ سے اگر چہ وہ گونگا دون سے مرگیا ہو بخلاف صاحبین کے کہ انکی گواہی دی زنا کی اور زنا غیر محصن ہم سوا دو گونگے مارے گونگا وہ زنی ہوگیا یا مرگیا ہو اگر ایک شاہد غلام یا محدود فی القذف ہو تو اسکی رد بیت امام کے نزدیک باطل ہوا اصل سے کہ گونگا دون کی ضرب ظاہر ہوا سو نہ زنی ہوا اور ہلاک کی نسبت ہوا کر تصور سوا دو صاحبین کے نزدیک اسکی رد بیت ہوئی جب کہ زنا کی الم مین دیا ہو بیت المال مین اتلف کذا فی الہدایہ اور اگر زنا کی گواہی دی چار شاہد نے پس ایک شاہد کی رد بیت المال مین ہوئی اتلافا کما اور صاحبین کے نزدیک رد بیت عدم اہلیت شہود ہے وہ اہل نہوئے من حیث الاصل بعد الرجوع فصار کالفاسق او الاعمی وبہ ہما یفتی کذا فی الکافی اور اگر ایک شاہد نے زنا کی گواہی دی چار شاہد نے اور ایک شاہد کے رد بیت سے چار شاہد ہوگئے اور ہر ایک شاہد کا ضمان دیا ہو ان چار شاہد پر بقدر حصہ کے کہ ہر ایک پر ہوا ہو تو سب پر حد قذف مارا جاویگا کذا فی الکافی اور اگر شاہد نے شہادت سی رجوع کی قبل رجم کے خواہ رجوع کا حکم ہوا ہو یا نہوا ہو تو سب گواہون پر حد قذف مارا جاویگا اور زانی سنگسار نہوگا اسی اصل سے کہ حد کا جاری کرنا قضا ہے من داخل ہے اور صدور عین گونگے یا قبیل قضا سے رجوع ہم ثابت ہوا ہم سب گواہ پر اسی اصل سے ضمان ہوگی فوق التحقیق ہر شاہد قاذف ہے لیکن جب قاضی نے ثبوت زنا کا حکم دیا تو اسکا حد قذف شہادت ہو گیا اتصال قضا سے پھر جب قضا متصل نہوئی تو حد قذف باقی رہا اور یا حد قذف لازم نہ آئی کذا فی الفتح ولا یحفی ان ہذا یخالف ما تقدم من ان الرجوع قبل القضاء لا یمنع القضاء بل یوجب ضمان الشہود کما ہو مقتضی ما ذکروہ فی رجوع شہود الاحصان حیث قالوا لو رجع احد شہود الاحصان قبل القضاء بالرجم لا یقضی بہ ویضمن الراجع ربع الدیۃ لو رجع بعد القضاء بالرجم وقبل الرجم ضمن الراجع خمسۃ اسہم من عشرۃ اسہم وان رجع بعد الرجم ضمن الراجع نصف الدیۃ کذا فی الہدایہ پس اگر بالفرض کسی کے ساتھ ایک اور گواہ نے رجوع کیا تو دو تہائی حد قائم ہوگی اور دونون پر حصا بی دیت کی ضمان دیگا اور اگر تین گواہ نے رجوع کر لیا تو پوری حد قائم ہوگی اور تینون پر حصا بی دیت کی ضمان دیگا اور اگر چار نے رجوع کر لیا تو پوری حد قائم ہوگی اور چوتھائی دیت کی ضمان دیگا و علی ہذا القیاس ہم جانتا ہون کہ اور اگر چار گواہ نے رجوع شہادت سے کیا تو ہر گواہ پر بقدر حصہ دیت کی ضمان دیگا کذا فی المحاوی القدسی ہم حکم دیتے ہین رجوع کرنے والے اسی اصل کے ضمان نہین کر سکتے رجوع کے کذا فی الہدایہ ہم یہ بیان کر چکے ہین واللہ اعلم بالصواب حیلہ الشہادۃ علی الشہادۃ ان یقول الشاہد اشہد علی شہادۃ فلان انہ یشہد علی کذا وکذا او یقول اشہد ان فلانا یشہد علی کذا وکذا او یقول اشہد ان فلانا اشہدنی علی شہادتہ او یقول اشہدنی فلان علی شہادتہ او یقول اشہد ان فلانا اشہد غیری علی شہادتہ او یقول اشہد ان فلانا اشہد ہذین او ہؤلاء الثلثۃ او الاربعۃ علی شہادتہ او یقول اشہد ان فلانا اشہد ہذین او ہؤلاء الثلثۃ او الاربعۃ علی شہادتہ ولم یقل اشہدنی

پر ظاہر ہوگا کہ وہ علامہ ہیں تو بھی اُنپر خفا نہیں ہیں۔ الاجماع کو انہوں نے منع فرمایا جو قاضی کے روبرو شاہد کی اہلیت شہادت بیان کرنا ہے ولا الحجۃ ہوں ۱۲ یا یہ مراد ہے جب اور شاہد دوں پر بند قدف غلامی جاری ہو چکی ہو اسکے قذف میں دلالت جاری نہیں کرتے اے البحر یعنی شاہد دوں پر حد شہ ہو چکی ہو اور بعد رجم کے وہ مر چکا اور چونکہ قذف میں ارث نہیں تو وارث اور کسی طالب سے نہیں کر سکتے کما قال ومن ہلک بحدہ لا حد للاکر کما فی ظہیریۃ ولکن فی شرح اھل التشہد وہ فان القاضی ابا یعلی استحسن ان الدیۃ القضاء یعنی فرمایا ہے قاضی ابو یعلی نے کہ ضمان دیت قاتل کا ضمان ہوگا اگر قتل کرے اسکو جسکو رجم کیا حکم نے بعد قبول شہود کے جو بر سبیل ظاہر ہو کر شاہد اہل تشہد کے نہیں تو البتہ قاتل دیت کا ضمان ہوگا بنا بر استحسان کے صحت قضا کے شبہ کے سبب یعنی بسبب ظاہر حکم قاضی کا معلوم ہوا تو شہود پر یہ لازم آئی تعاصل ضمان اس دیت کا تین سال میں واجب کہ فانی السنۃ فلو قتلہ قبل الاداء او اتلفہ قبل القبض او اتلفت مالہ لا یضمن لانہ لم یتقوم بمقابلتہ بدلا لھم للشبہۃ وعبیدہ الاداء والاتلاف کالاستیفاء الا تری انہ لو قتل من وجب رجمہ لا یضمن شیئا ولو قتل بعد ما ارتد یضمن قیمتہ لزکیۃ الشہود وکے قبول شہود کے قبل ادا یا دیتی قاتل سے ضمان نہ لیا جائیگا اور مرد قاتل کے مقتول نہ ہونے سبب کہ قتل کا حکم ہوگیا بنا بر قصاص کے حالانکہ ظاہر ہوا تھا ظاہر ہو آیا اسی طرح کہ استیفاء قصاص کا حق ہے اہلوارث کے ہو کذا فی شرح الزیلعی من کتاب الرجوع عن الشہادۃ وتوضیحہ واعلم انہ یفہم من بیت المال لا مستحقا لہ اصرالا مام وقتل لعلۃ البیہ اور اگر کوئی منکر ہوا حال اگنکہ شہود زنا کی تعدیل نہیں ہوئی تھی بھر گواہ غلام تھے تو دیت مرجوم کی بیت المال میں ہے بسبب کاذبی رجم کے امام کے حکم سے تو قتل رجم کا امام ہی کیطرف منقول ہوا اور فعل الامام کی دیت بیت المال کے بیت المال میں ہوتی ہے ہم ہملوگ امام نائب ہیں مسلمین کا وان قال الشہود کذبا فی شہادتہم قبل الحکم بالرجم او بعدہ قبل استیفاء القصاص او بعدہ فقالوا تعمدنا ذلک وعلمنا انہ یقتل فعلیہم القصاص عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ وقال محمد رحمہ اللہ علیہم الدیۃ فی مالہم فی ثلاث سنین وہو قول زفر رحمہ اللہ وہو القیاس لانہ اتلاف بالتسبب لان الشہادۃ سبب والقتل یضاف الی المباشر دون المتسبب ولہما ان الشہود شہدوا بالقتل عمدا وعلموا ان القتل بالشہادۃ یوجب القصاص فکان رجوعہم رجوعا عن الشہادۃ فی حق القصاص وہو صحیح فی حقہ لانہ حق العبد فیؤاخذ بموجبہ وہو القصاص بخلاف ما اذا رجعوا بعد القضاء بالمال حیث لا یجب علیہم شیء لانہ حق اللہ تعالیٰ والرجوع عن الشہادۃ فیہ لا یصح لانہ یندرئ بالشبہات ولہذا لا یجب الضمان علیہم اذا رجعوا بعد القضاء بالرجم والقطع والقصاص فی النفس وہو الجواب عن قولہ ان الرجوع عن الشہادۃ بعد القضاء بالمال لا یصح فکذا بعد القضاء بالقصاص ۱۲ منہ اور اگر کہیں شہود نے کہ ہم نے جھوٹ کہا تھا اپنی گواہی میں رجم کے حکم سے پہلے یا بعد حکم کے پہلے استیفاء قصاص کے یا بعد استیفاء کے تو کہا ہم نے جھوٹ کہا تھا اپنی گواہی میں اور ہم جانتے تھے کہ قتل کیا جائیگا وہ مرد بسبب گواہی ہمارے کے تو ہم پر قصاص ہے یہ حکم ہے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہم پر دیت ہے تین برس میں اور یہ قول زفر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی قیاس ہے اسلئے کہ یہ اتلاف بالتسبب ہے کیونکہ شہادت سبب ہے اور قتل مضاف ہوتا ہے مباشر کی طرف نہ متسبب کی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ شہود نے گواہی دی قتل عمد کی اور جانتے تھے کہ گواہی سے قتل واجب ہوتا ہے پس قتل بسبب گواہی کے ہوا پس رجوع کرنا انکا گواہی سے رجوع کرنا ہے قصاص کے حق میں اور رجوع صحیح ہے اسکے حق میں کیونکہ قصاص حق بندہ کا ہے پس مواخذہ ہوگا انکا موجب کے ساتھ اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ واجب ہوگا ضمان انپر اگر رجوع کریں بعد حکم کے بعد مال کے ادا ہونے سے اور یہ جواب ہے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ رجوع صحیح نہیں ہے بعد حکم کے مال کے ساتھ اسلئے کہ شبہات میں ساقط ہوتا ہے اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ واجب نہیں ہوتا ضمان انپر اگر رجوع کریں بعد حکم کے رجم کے اور قطع کے اور قصاص فی النفس کے اور یہی جواب ہے اس سے جو کہے کہ رجوع بعد حکم کے مال کے ساتھ صحیح نہیں ہے پس اسی طرح بعد حکم کے قصاص کے ساتھ صحیح نہ ہوگا ۱۲ منہ

فصل فی الشہادۃ علی الشہادۃ

وتقبل علی الشہادۃ فی الحدود والقصاص وغیرہما الا فی حد الزنا

فصل شہادت پر شہادت کے بیان میں

اور قبول کی جاتی ہے شہادت پر شہادت کی حدود اور قصاص اور غیر ان دونوں کے میں مگر حد زنا میں

لقولہ علیہ السلام شہادۃ النساء علی الشہادۃ جائزۃ فی کل شیء الا فی الحدود والقصاص

بسبب قول آنحضرت صلعم کے کہ شہادت عورتوں کی شہادت پر شہادت کی جائز ہے ہر چیز میں مگر حدود اور قصاص میں

**ولان الشہادۃ علی الشہادۃ ثبتت بالنص علی خلاف القیاس لان شہادۃ الفرع لا تقوم علی شہادۃ الاصل لانہا لا تثبت الا بالعدد والعدالۃ ولا یعلم ذلک من الفرع وانما یعلم من الاصل وشہادۃ الاصل لا تقوم علی شہادۃ الفرع لانہا لا تثبت الا بالعدد والعدالۃ ولا یعلم ذلک من الاصل وانما یعلم من الفرع وشہادۃ الفرع لا تقوم علی شہادۃ الفرع

مختلف ہیں لہٰذا ابو یوسف نے اس اختلاف کے کرانی المنع کو صحیح کہا و اسطرح بیان اختلاف کے کرانی المنع
شراب حرام کی حد کے بیان میں ھم مرحوم کی قید و اسطرح بیان رابع کے ہے اسطرح کہ بدون شرب محرم مرحوم نہیں
لانہ لا یقاتل علی الکفار الا بعد ما بلغتہ الدعوۃ لکن فی مختلفۃ الملتقی سکر الذمی من الخمر موجب للحد الشکر فی کل ما روی
اگر مسلمان معاذ اللہ مرتد ہو پھر مست ہو پھر اسلام لاوے تو مرتد نہ مارا جاوے گی اور اسطرح کہ کفار پر حد قائم نہیں ہوتی کذا فی الظہیریہ لیکن مختلفۃ الملتقی میں ہے
کہ کافر ذمی مست ہو شراب محرم کو خود مارا جاوے گا قول اصح میں بسبب حرام ہونے نشہ کے ہر دین میں ھم ذمی پر حد مارنا یہ قول ہر حسن کا اور دسنے
مشائخ نے اسکو پسند کیا ہے اور مذہب یہی ہے کہ اوپر حد نہیں کذا فی تاتارخانیہ والمحلط وی عن ہمارا وی الہدایہ نا قال الحلوانی لا یقام الحد علی
جاوے جو مسلم ظاہر پر لوگ کہے پر حد نہیں بسبب شبہہ کے یعنی کہیں گے کہ شراب ہمارا خیال خام گو اوپر ان کے ثابت ہو خواہ اوسکا اقرار موجود ہے بہر صورت اگر یہ
نہیں ہمارا خیال اسکو اسکے منھ سے نکلے جس لفظ سے اوتارنے کہ اسطرح اوسنے شراب پی ہو کذا فی حاشیہ الحلبی ممکلف قال المصنف رحمہ اللہ
الشرب المحرم والطرطۃ قلیلہ سکر حد ما تاجا کہ مسلم لا یعلم عاقل بالغ حال بالغ جس پر بلا اضطرار اپنی خوشی شراب پی اگرچہ ایک ہی قطرہ یا ہو بلا قیدِ قسمی
کے ھم حد شہر حسین نشہ شرط نہیں اسواسطے کہ حرمت خمر کی قطعی ہے بخلاف اور اشربہ کے کہ انکی حرمت ظنی ہے تو بدون نشہ کے اونکے پینے میں حد
نہیں کذا فی النہر اور حد ھم منظور کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ اگر عطش مفرط کے دفع کیواسطے شراب پی گیا تو اوپر حد نہیں کذا فی الدر المنتقی و سکر حسن
بذمیا بہ لا یفتی یا مسلم منکر مست ہو گیا ہو کسی نبیذ کے پینے سے اسی پر فتوی ہے ھم یہ فتوی اوسامام محمد کے قول پر ہے اور کنز و ملک قبیل نبیذ بھی حرام اور
نجس ہے کذا فی النہر نبیذ اوس پینے کی چیز کو کہتے ہیں کہ سوا انگور کے کھجور یا مویز یا شہد یا جو میں پانی ڈالکر جیسا مدد زدہ کہا جاتا ہے کہ گاڑھا ہو اور
اوپر جسنے شراب عبارت ہو انگور کے کچے پانی سے جب وہ جوش میں آوے اور گاڑھا ہو جاوے اگرچہ اوسمیں کف نہ آیا ہو بقول صاحبین اور یہی قول اظہر
ہے اور اسی پر فتوی ہے فتوی علی قولھما بالحرمۃ غیر مقیدۃ و احدا کما کو یہ فی الزیلعی قال والوصل حرجی دائنا فالمسلم فی شرب المحرم فاسقا لا عدالۃ لہ
لا بخلاف الذمی فلو حرمۃ فعل ذلک فی ملۃ یقرون علیہ حرمۃ السکر الیضا کی ملۃ فاعمل مسلم کو کہ ہر صورت میں شراب پیکر اوسکو حرام ہونے کو جان کر
علم حرمت حقیقۃ یا حکما اگر چہ کہ شارب دار الاسلام میں رہتا ہو اسواسطے کہ فقہا نے کہا ہے کہ حربی دار الاسلام میں داخل ہوا مسلمان ہو گیا ہو اور اسنے
شراب پی نا واقف ہو حرمت خمر اوسکو ھم حد نہیں بخلاف زنا کے یعنی اگر مجرد دخول دار الاسلام اور قبول اسلام سے زنا کر گیا تو اوپر حد جاری ہو سبب احرام ہونے زنا کے
ہر دین میں شائع تھا جو اس قبیل ہو وارد ہوئی ہو حرمت سکر جیسی ہر دین میں مستاصل تھی کہا ہے کسی نے کہ ہمنے نا قل کیا تو معلوم ہوا کہ جیسا اعتراض تعلیل
مذکور پر وارد نہیں اسواسطے کہ ظہیریہ میں شرب خمر مذکور ہے نہ سکر یعنی شرب خمر ھم دین میں حرام ہوا اور شرب خمر کو وجود سکر لازم نہیں عدالۃ الا فاقۃ فلو
حلفا لا یشرب فشربہ فاقۃ یحنث یعنی حد جاری ہو گی شارب خمر کو بعد ہوشیار ہونے کے نشہ ہو تو اگر مستی میں جاری کی تو ظاہر اس قضیہ کا زوال
کرتا ہو کہ دوبارہ حد جاری کرنا کذا فی شرح الجمع یعنی ھم یہ مستفاد ہوا صاحب خمر کا یعنی کی اوپر تعلیل سے کہ حد بعد الافاقۃ اوسواسطے واجب ہوئی کہ ترک کا فائدہ
ظاہر ہو اور شرب بلا نے حالت سکر کے عدم فائدہ پر اعتراض کیا اسطرح کہ مستی میں بھی دور حاصل ہے اگرچہ کامل نہیں تو فائدہ عدم ترک بعد الافاقۃ کچھ ہوتا
نہیں کذا فی المحلط وی و یرجع الشارب و یرجع من یحجر او یطیل فی الحجر فمن قصر الزیلعی علی الحجر فلیس بموجود و الحجر والرجوع متقاربان
یا تی غایۃ البیان جو حد جاری کرنا ہو شارب خمر کو بعد ہوشیار ہونے کے نشہ سے یا بعد رجوع سے یعنی جو حد شروب خمر پر جاری کرنا ہو بعد ہوشیار ہونے کے نشہ سے یا بعد رجوع سے
یا تی غایۃ البیان میں قصر کیا ہے اشارہ کی طرف زاہد و شرح وقایہ کے مصنف پر شارح نے کہا کہ موجود کو قاصر سے ہو کہ ہی اور یہ کہ موت سا قط ہی کذا
فی غایۃ البیان جو حد صاحب خمر پر کہ اوسکو موجود کہا وہ کذا فی الحج ان کان تقطع الرجل فی لبعض المسلمون و حد فی قالوا ان شہد
بالشرب طائعا و لیس لا بحنۃ فاہ و رجحا موجع فی کو موجود و ثبوت شرب کا اوسکو ضرور ہو کہ مکلف ہو مسلم ہو کہ ذمی پر بسبب اقرار کے یا شہادت کے تو اوپر حد
ضرور ہو کہ شاہد ہوں کہ اوسنے شراب اپنی خوشی پی اور یوں کہیں کہ ہمنے اوسکو کہتا کیا حالانکہ اوسوقت ہوش میں موجود تھی ولا یشترط

الشرب بیما لا یشک فیہ کالبینۃ او الاقرار او ثبت بعلمہ او ان شرابہ کخمر فی انہ یسکر ولکنہ ثبت بقولہ او بقولہ وقول رجل او رجلین او ثبت بقیاء او بریح فی الاصح ولا یثبت بقول امرأۃ او امرأتین او بقول رجل وامرأۃ او بقول رجل ونصف او بقول رجل ویمین المدعی او بقول رجل ویمین المدعی علیہ او بقول رجل وشاہد علی اقرار آخر او بقول رجل وامرأۃ علی اقرار آخر او بقول رجل وامرأۃ علی شرب آخر او بقول رجل وشاہد علی شرب آخر او بقول رجل وشاہد علی اقرار آخر او بقول رجل وامرأۃ علی اقرار آخر او بقول رجل وشاہد علی شرب آخر او بقول رجل وامرأۃ

ایک مفتی ہوا پنے دوشاگرد سے ۳۰ بار مارا تو یہ ہوگئے پھر جب صحابہ کرام نے ہر روز فساد کی ترقی دیکھی اور یہ یقین معلوم کیا کہ جتنا عرصہ زمانہ ستاخیر ہوگا فساد زیادہ بڑھیگا تو اسی پر اجماع کیا کہ ان کو قتل کردیا جائے فتح القدیر ملخصاً عبدالرحمٰن سنوسی کی یہ کہ شراب اگر کسر سو گھونٹ گرادو تو کہو گے بارہ اور عمر فاروق کے پاس ایک شراب الحرّ آیا بعد زوال بیچ کے اور اسی سے اقرار کیا ضرب کا تو اسکو تعزیر دی حد نہاری کذا فی الطحطاوی عن الابلیغی والسنوسی ان من لا یدری بان الرجل والمرأۃ والسقیف والارض وما لا من یحتمل کلامہ غالبا فلو نطفۃ مستقیما فلیس لہ ان یکون امام بہ نفوذ تکرے مرد اور عورت ہیں اور آسمان اور زمین ہیں اور صاحبین نے کہا کہ مست وہ ہے جو کلام کا اکثر کلام بیہودہ ہو اور بہ بان ہو تو اگر نصف کلام مستقیم اور نصف بیہودہ ہو تو وہ مست نہیں کذا فی البحر ویکفی لہ الفتوی قولہا یصفع ثلاثۃ ایام قیل ثلاثۃ ایام فقط اور فتوی کیواسطے صاحبین کا قول مختار ہے بسبب ضعیف ہونے دلیل امام کے کذا فی الفتح و لو ارتہ السکران لم یعبہ ثالثہم ہم حرمۃ و ظنا اجماعی للسائل المستثنا و من اللہ کما یستثنی کما یستثنا المصنف متعینا للاشباہ و یفرق اگر کر مرتد ہو گیا مست تو اسکا ارتداد صحیح نہیں تو اسکی زوجہ اس پر حرام نہیں اس ارتداد سے اور یہ ایک مسئلہ اُن سات مسائل سے ہے جو مستثنیٰ ہیں اس قاعدہ سے کہ مست مانند ہوشیار کے ہے بجز اُن مسائل کو اپنی شرح میں بشباہ وغیرہ کی عبارت نسبت کرکے شرح میں بیان کیا ہو ہم مصنف نے اپنی شرح منح الغفار میں ہم بشباہ وغیرہ سے یوں نقل کیا ہے کہ شرب محرم کا مست ہوشیار کی مانند ہے مگر سات مسائل میں اور اسکی انتہا نہیں امرتد ہونے میں ۲ حد وہ غلط ہے اقرار میں ۴ شہادت علی الاشہاد میں ۴ تزویج صغیرہ اور صغیر میں جبکہ ہر مثل سے اقل ہو یا اکثر تو بھی تزویج نافذ نہیں ۵ وکیل ہونا طلاق کا ہوشیاری میں پھر مست ہو کر اسکو طلاق دی تو واقع نہیں ۶ بیع کا وکیل گر مست ہو کر بیچے تو بیع نافذ نہیں موکل پر ۷ کوئی چیز غصب کی ہوشیاری میں پھر مست ہو کر اسکو ہلاک کردی تو ضامن نہیں ہوگا اور یہ ساتوں مسئلے اس قول پر ہیں کہ مست مانند ہوشیار کے ہے اور اسکو ہوشیار سے بہتر کہا ہے اور اسی قول پر فتوی ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے صاحب الہدایہ نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الکافی نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الوقایہ نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب النقایہ نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الاصلاح نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الاختیار نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الکنز نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب المجمع نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الملتقی نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الدرر نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الغرر نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الوافی نے اور اسی کو اختیار کیا ہے صاحب الشرنبلالیہ

مصنف نے اپنی شرح میں یہ مسئلہ اور جامع الفصولین سے نقل کیا فتوشارح کو مناسب تھا کہ یوں کہتا مصنف عن المحاوی

باب حد القذف

قذف باب سے ہے قذف کے بیان میں هو لغة الرمي وشرعا نسبة انسان رهوس الكبائر إلى الإنسان فخرج قذف الجنون لغت میں عیب لگانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں قذف عبارت ہے زنا کے عیب لگانے سے اور وہ کبیرہ گناہ ہے باجماع امت کما فی الفتح ہر طرح قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ البتہ جو لوگ محصنات غافلات مومنات کو زنا کا عیب لگاتے ہیں وہ ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں انہیں کو عذاب عظیم ہوگا اور صحیحین میں حدیث میں وارد ہوا کہ سات گناہ ہیں سو یہ صحابہ نے کہا کہ وہ سات گناہ کون کون سے ہیں فرمایا اللہ کا شریک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق قتل نفس کرنا اور سود کھانا اور جنگ کفار سے بھاگنا اور محصنات مومنات غافلات کو زنا کا عیب لگانا اور حد قذف کی نفس قرآنی سے ثابت ہوئی تھا دینے فرمایا کہ جو عیب لگاوین محصنات کو اور چار گواہ نہ لاوین تو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو عیب لگانے سے زنا کا عیب مراد ہے تو اگر زنا کے سوا اور معاصی کا مسلمان کو عیب لگاوے تو اور سزا ہے نہیں بلکہ تعزیر ہے کذا فی الفتح نہر الفائق میں ہے کہ ہر جنس نص قرآنی میں قذف محصنہ نہ کور ہے لیکن وہ محصن کو بھی شامل ہے بطریق دلالۃ النص کے لیب جامع مذکور ہے اور اسی پر اجماع ہے لکن فی النهر قيد بالمحصن كصغيره ومملوكه ومجنونته كما مر وسيأتي لكن نهر الفائق میں ہے کہ غیر محصن کو بھی عیب لگانا حرام ہے جیسا صغیرہ یا مملوکہ یا مجنونہ کا صغیرہ گناہ ہے ہم نہر الفائق میں یہ قول حلبی کا نقل کیا تھا جو مستبعد ہے تو ظاہر الاستدلال کہ غیر مناسب ہے بلکہ خود شارح نے متقی الابحر کی تعریف میں کہا ہے کہ قذف کبیرہ گناہ ہے اگر چہ غیر محصن کو عیب لگایا ہو اور فقہا نے جو احصان شرط کیا ہے وہ بوجہ حد کبیرہ اسلامی کبیرہ گناہ ہونے کے ہے کما ظاہر اور طبرانی میں حدیث مرفوع ہے کہ جو ذمی کو قذف کرے گا اسے قیامت کے دن سو بچھو کی آگ کے کوڑے سو اس حدیث علی شافعی استدلال کیا ہے غیر محصن کے قذف کو صغیرہ کہنا جو انتہی کذا نے الطحطاوی وهو كما ثبت بهذا الحديث بهذا الحديث صدر حد قذف کی ماننے والے ہیں تو ثابت ہوگئی وہ مرد و عورتی کو اسی سو یعنی سبب حد کا وجود ہوا جو اس سو یا قاذف کی اکیاسی کے اقرار کرنے سے اور اسی پر مرد کی گواہی مقبول ہیں اور نہ شہادت علی الشہادت اور نہ ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کو کذا فی النہر مقدار حد کی ہے کوڑے ہیں مرد اور عورت ہم کذا فی الامام حسن کما فی غایۃ البیان اور ۲۱ کذا فی الہدایہ ہر صد اسکو اما م قید کرے قاذف کو اگر شاہد ہوں کی عدالت کا سوال کرے جو حاضر کرنا ہو اسکو شہود کو اصطلاح حاضر کرنا تین دن تک ہے اور اگر تین دن سے حاضر کرنا ممکن نہ ہو تو قاذف کو قید کرے کذا فی الظہیریہ ولا يقبل خلافا للثاني اور امام حاضر نہ دے قاذف سے دوسری جانب سے بخلاف ابی یوسف کے کذا فی النہر وفي الحرة الغيبة ولو ميتا او اعمى قاذف للسلم الحر المسلم او ذمي او الا فضيه اللعين مراد حد دار حاد سے جو راہ خلاف اسلام کا عیب لگائے اس سلم حر کو جسکی حرمت ثابت ہو قاذف کے اقرار یا گواہوں سے اور اگر گواہوں سے ہو تو گواہ عدل ہوں اور حرمت ثابت نہیں تو اور سکوت تین تعریز ہے قاذف پر جو ہر گناہ پر دینے والا ہوتا ہے ہم طحطاوی کہا عورت کو مبالغہ کرکے داخل کرنا بلا وجہ ہے اسی سے مکرر کہ وہ مراد عیب کے داخل ہیں نہ لملحر العاقل العفيف عن فعل زنا بشرط کہ بالغ اور عاقل اور باکرہ ہو اس سے زنا کے فعل سے ہم تو کافر اور غلام اور صغیر اور مجنون اور زنا کار کو قذف سے حد نہیں نہر الفائق میں ہو کہ عفیف وہ ہے جسنے کبھی حرمت کو وطی زنا اور شبہہ اور نکاح فاسد کی ہو فیلقن عن احصان الرجم وتتمته في الكفاية والمحول قریب اس شروط احصان قذف سے معلوم ہوا کہ وہ احصان رجم ہے وہ چیزیں کہ ہم نے کہا نکاح اور دخول میں یعنی احصان رجم میں نکاح اور دخول زوجہ شرط ہے بخلاف احصان قذف کے کہ اسمیں شرط نہیں خواہ ہوں یا نہوں اور یعنی میں

الشروط ان لا یکون ولد الا وولد ولدہ او اخرس او مجبوبا او خصیا او ولی بنکاح او اب فاسدا او هی رتقاء او قرناء
اور شروط احصان قذف سے پہلے ملحوظ ہوں گی یعنی کہ مقذوف قاذف کا بیٹا یا پوتا نہ ہو گا یا متقدم الذکر والمتعین نہ ہو یا اخرس ہو یا مجبوب ہو یا خصی ہو یا مجبوب ہو یا مالک فاسد سے ولی ہو یا عورت مقذوفہ کی شرمگاہ گوشت یا ہڈی سے بند نہ ہو گئی کی قذف میں اس اسطرح حد نہیں کہ استیفاء حد قذف کا وصی ہو یہ ہو سکتے ہیں اور دعوی اسکا نہیں ہو سکتا الا باشارہ اور ثبات اسمیں کافی نہیں ہوتا اور متقدم الذکر اگر مخصی ہے لیکن بسبب عجز امکان نہ ہو اسکو قذف سے عار لاحق نہیں ہو سکتی اور یہی علت ہے رتقاء اور قرناء میں اور مخصی وہ ہوسکتا ہے جو ذکر مستعین ہوں سوا دس سے زنا کرنا متصور ہو تو مخصی کا جہاں مذکور کرنا خلاف ہو شارح اس تعمیم میں صاحب لطائف کو بھی تابع ہو گیا اسواسطے کہ بحیطہ میں مصرح ہو گا کہ اگر مخصی اور مجبوب کو قذف کریگا تو اسپر حد قذف اسواسطے کہ زنا کرنا دلسے متصور ہو کیونکہ آلہ زنا اور بدن میں موجود ہو اور نکاح فاسد سے احصان البتہ ساقط ہو لیکن ملک فاسد سے ساقط نہیں اسواسطے کہ ملک فاسد نہیں ہوتی مگر شراء فاسد بسبب قبض کے مفید ملک ہو یا لمدۃ الاستمرار کسی طرح کے تفاوت پر حد ہی ساقط ہو جاتی ہے اور محیط میں مصرح ہو کہ لو قال للمطالب عن العجمی ان یسب کاحصان فذت احصنت او ان تستقضها فاذف ولو اسلم بعد ذلک فقذفه اور شروط باقیہ سے ہو کہ احصان مقذوف کا حد مارنے کے وقت پایا جاوے یعنی کہ اگر وہ مرتد ہو جاوے گا قبل حد کے تو قاذف پر حد ساقط ہو جاوے گی گر پھر وہ بعد ارتداد کے پہر مسلمان ہو کر اذا نفی احد الحد بم شروط مذکورہ کو ہم سے پھر پایا گیا کہ مقذوف نہ مرگیا ہو قبل حد قاذف کے اسواسطے کہ اطراف میں سے زنا کی حد ثابت نہیں اور یہ شرط ہے کہ مقذوف حد قاذف کی طلب کرے کہ وہ حد کذا فی الخ بصریح الزنا مریض زنا کا عیب کا ہو اور حد ادا جاوے یعنی جیوں کی توں باقی رہا یا جوں کی توں ادا کی کذا فی البدیعۃ انت اخرج غلامی او منی زانیا فی الظهر او البصر او مریض زنا دل میں جیوں کہا کہ تو زنا کی مرتبہ میں کہ ہم سے ہو یا جیسے کہ ہم سے ہو کذا فی النهایة هم بسبب مین مثال اول کے مخالف ہو اور خانہ مین مثال ثانی کے مخالف ہو یعنی دونوں صورتوں مین حد واجب نہیں کذا فی البحر هو مثله الا التبیان کما تقدم للمصنف مین شرح المنار اور مریض کی مانند ہو لفظ نیک کا جیسا کہ مصنف نے اپنی شرح مین اس ملک کی شرح مناسب نقل کیا هم نیک مسدود هو یعنی جامع کردن یعنی اگر مرد کسو کو یا عورت کسو کو یا مخنث کہ نر کو یا جوں کہا کہ ای زانی اور ای زانیہ طلاق دے کہا کہ بھہ قول اسید حرود ال قال یا زانی انا فهو لرجل اشرح نکل له اور کہا کہ ای زانی کہا یعنی کہا جاوے یا تعقیبہ ہمزہ یا الف او اسپر حد نہیں کذا فی شرح السکملة هم ظاہر اسمیہ قول صحیح نہیں اسواسطے کہ بحیط مین وجوب حد مذکور ہے اگرچہ قاذف نے قاصد کرے اسواسطے کہ اس کلمہ صورت سے صعود کے معنی اوسوقت مراد ہونگے جب محل صعود کے ساتھ مقترن ہو اور بلا ذکر محل صعود زنا پر محمول ہے اسواسطے کہ عرب بجای حرف علت ہمزہ بولتے ہین اور بجای ہمزہ حرف علت بولتے ہین تو قاذف کی نیت کی تصدیق نہوگی بلا ذکر محل صعود کذا فی الظهاری الدقائق اذا قال رأیتک فی الجبل بالهمزة فانه مشترک بین الفاحشة والصعود فی الجبل فالصحیح انه لغات الفقه مذهب لغات الفقه مذہب ہمزہ سے کہ زنا کی تہمت سے یا اس قول سے کہ زنا کر فی الجبل یعنی تو نے زنا کیا پہاڑ مین یا تو ہمزہ گرگیا ہو یا مین الف زنا ہمزہ مشترک ہو فاحشہ اور صعود کے معنون مین اسلوکے لیعنی عرب حرف علت کو ہمزہ بولتے ہین اور حالت غضب اور کشادہ دستی مین کہ دونوں سے معنی فاحشہ کے مراد ہیں پھر یہ قول ہمارے مشائخ کے موافق ہے کہ اگر زنات علی الجبل کہیگا تو اسپر حد نہوگی اسلوکے بقرینہ علی صعود کے معنی متعین ہو گئے اور لست لابیک او لست لامک او زنا لست لا ابوبک او زنا لست بابن فلان لا احد علیه او لست بابن ابیک المعروف به والحال ان امه محصنة لانها اللقیطة فی الصحیح لان الاصل عدم احصان الملتقط ولا الی یسخیه احد قاذف ہو اس قول مین کہ تو نے اپ کا نہین اور اگر اسقدر اور زیادہ کہا کہ تو اپنی ماں کا نہین یعنی یون کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین تو اسپر حد نہین اسواسطے کہ جب قائل نے ولادت کے نفی کی تو زنا کی بھی کی کذا فی المحیطی یا صدر ہوں کہ تو فلانے کا بیٹا نہین اسکے باپ کا نام لیکر جس سے مخاطب صورت نسب ہو اور حالانکہ اس کی محصنہ ہو احصان اوسکی ماں کا مشروط ہوا اسواسطے کہ وہی تو مقذوفہ ہو یہ دونوں صورتوں مین ہیں تو نہین یا بن فلان مین قذف ہے بسکی ماں کو جو اسواسطے کہ مستمر مقذوف کا احسان ہو مطالب کا کذا فی شرح الشمنی هم مقذوف اوسکی والدہ اور طالب اسکا ولد ہو جب کہ ماں اوسکی

مرگئی ہو اور اگر زندہ ہو تو طلاق دیدی ہو گی نہ ہوگا وہ کہ ذاتی حاشیۃ الحلبی فی منصب یتعلق بالمعلی الخ فی غضب تیزان معمر قرن سے
شتابان ہو موی کہ ثابت فی الحلبی اور دست لایک اور دست بابان خلان کہ تو سے غضب اور مشتاء کہ تیز ان فاوت پر حدے اور اگر حالت رضا میں اقوال التہیس
سے کوئی قول کہدگا تو حد نہیں اسلئے کہ قول اول میں زنا مصدر کے معنی پر اور دوسرے اور تیسرے میں بمعنی رذیلہ جس سے اخلاق کی عدم شباہت پر حوالہ ہے
لیظہر المقذوف لانہ حینئذ لا یسمی عائبا ولو للقذوف عائبا امن مجلس الذی حال القاذف ان لو تسمیہ الخ لکن فاوت مذکور ہوا اور یگا مقذوف
یعنی کی خواہش اور طلب سے اسلئے کہ حد قذف واسطے نوع عار کے اسیسا حق ہو اگر یہ مقذوف غائب ہو فاوت کی مجلس سے وقت قذف کے کہ اسکو
عیب لگاتے کسی نے نہ سنا ہو کذا فی البحر ہم درصورت صدع کے طریق اثبات قذف کا فاوت کے اقرار پر منحصر ہے اسطرح کہ فاوت کہ یوں نہ
کہا ہاں واللہ امرءۃ المقذوف بذالک تصدیقہ بکلمہ بلکہ اگر یہ فاوت کہ اور کہا مرد مقذوف نے اسکا یعنی قذف کا کذا فی شرح التکملۃ ہم باوجود
امر مقذوف سے ساقط نہوئی اسواسطے کہ بعد حد کی اباحت سے مباح نہیں ہوتا کذا فی الظہیریۃ وفی شرح الغرر والمحصن فقط اھ لہذا
لو قذف بالزنا حال کونہ زانیا او شاربا او مرتدا او مرتدۃ یا حال کونہ مجنونا او مجنونۃ یا صبیا او صبیۃ کہ یجامع مثلہ او مجبوبا او مجبوبۃ
او مقطوع الذکر او الانثیین او الیدین او الرجلین او الید والرجل من خلاف او مقطوع الذکر او الانثیین او الید والرجل من خلاف او
اعمی او اعمیۃ او مقعدا او مقعدۃ او اشل الیدین او الرجلین او الید والرجل من خلاف او اخرس او خرساء او ابرص او برصاء او اجذم او
جذماء او ابرش او برشاء او ابرق او برقاء او ابرع او برعاء او ابرد او برداء او ابرہ او برہاء او ابلق او بلقاء او ابلہ او بلہاء او ابخر او بخراء
او ابخم او بخماء او ابخص او بخصاء او ابخش او بخشاء او ابجر او بجراء او ابجل او بجلاء او ابجع او بجعاء او ابجم او بجماء او ابجن او بجناء
او ابجہ او بجہاء او ابجد او بجداء او ابجس او بجساء او ابجف او بجفا

اگر ایک شخص کا باپ مشرک ہوا اور مسلمہ کے نسب کا قول معرفہ نہیں دلائل قول معرفہ ہیں بیٹا اور باپ ہوا اور ہم پر ارث نہیں لاتا لیس کو ویسا
نہیں ہوتا اور حد نہیں اپنی حد جیسوں پر کسی نے زنا کیا اور تم سے یا مسلمہ سے یا گبر سے یا گبر مسلمہ سے اور مسلمہ کو یہ مسئلہ معلوم نہیں خلاف
ثابت ہوتا ہے اور وشیاۃ اور ہم امرۃ اور بیتوتی اور بہ اشھد وانا بہ اشھد کا اصل لا یاکلہم الا یاکلہم فیہ اور نکتہ کی اضافت الدلیل تحریف
اس قبل کے کہ تو نے زنا کی گا مسلمہ سے یا بھیڑ بکری یا اونٹ یا گبر سے یا اور ہم سے تو مرد ہے مرد سے یا عورت کی اسوا مسلمہ کو تم تو خدا کے لفظ سے
نہیں تو یہ مراد ہوگی کہ تو نے زنا کیا اور اشہاد نہ کرو کہ معہود نہ زنا کیا اور لو تعلمون ھذا ذکر اجمالا فالحاجۃ لتعریف العرف بالخبر الا المال اور اگر یہ مرتبہ
مذکور ہو سکتا کیا تو عہد نہیں اسوا مسلمہ کے مرد کو مال لینا جو غیر نامزد ہو نہیں وانما یطلبہ بقذف المیت ممن یقع القذف فی نسبہ بسبب
قذف المیت ثم الوصول الی الفرع وان علوا وسفلوا ولو کان الطالب شخصیا او عمر واعن الاب الراس بقبل الوصی وغیرہ کے عمر اور ولد
یا جد ولو مسلم وحر فی الاکثر بدا وعفوہ او منعہ یقع علی قبر الدار بسبب الجزئیۃ قیمۃ المیت لعدم مطالبتہم فی الغائب لجواز قصد بقیۃ
اذ اختصر کہ قذف میت سو طلب ہے تو وہی شخص کرے جسکے نسب میں عیب لگتا ہے یعنی نسب میت کے اصول اور فروع میں اگر وہ
عالی یا سافل ہوں اگر وہ طالب حد محجوب یا محروم میراث سو بسبب قتل یا مملوکیت یا کفر کے تو طالب میت کا نوا سا ہو اگر چہ شخص بعید ہو اور تو اترب کے بیا
اوسکو معفو کر دیا تو اوسکو تصدیق کر دینے کی طالب ہو یعنی ہر اصل اور فرع کو جو طلب میت ہے مراد ہم اسوا مسلمہ کو یا لحوق عار ہے بسبب جزئیت کے ۔ ماتن نے
طلب کو تصدیب کیا اسوا مسلمہ کے اصول اور فروع کو مطالبہ زندہ غائب کے قذف میں نہیں بسبب جائز ہونے تصدیق غائب کے جگہ حاضر ہو
ہم طلبداری نے تم اور ہو سکتا ہے کہ اصول سو نانا اور نانی مستثنے ہیں یعنی اور نانی کو حق طلب نہیں قال اللہ تعالیٰ ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فلم یجعل للاب حقا فی ترکۃ ولدہ مع وجود الجد ولیس ھذا بدلیل فائدۃ للطالب فانہ لا یرث مع الجد ولا یحجبہ فکان الجد اولی منہ بالطلب ولیس بصحیح لان الجد یرث بالتعصیب والاب بالفرض فلا یلزم من عدم ارث الاب عدم استحقاقہ للطلب فانہ یرث بالفرض مع الابن ولا یرث مع الجد ولا یلزم من عدم ارثہ مع الجد عدم استحقاقہ للطلب فانہ یستحق الطلب مع الابن ولا یرث معہ وانما لم یرث مع الجد لان الجد یدلی بالابن والابن یحجب الاب فکذا الجد ولیس ھذا بدلیل فائدۃ للطالب فانہ یرث بالفرض

وفی قول حسن ثم اسلما کان کذلک عند ابی حنیفۃ رح ہو ایک شخص ہے جو ذمی ہو کر ذمی ہونے کی حیثیت سے مسلم ہو کر مسلمان ہونے کی حیثیت سے ذمی ہو گیا اور پھر مسلمان ہو گیا تو اس پر حد قائم کی جاوے یا نہیں اس کو اختلاف اقوال سے تعبیر کیا ہے اور قائم نہ کرنے کو مذہب حنفیہ سے تعبیر کیا ہے اور مذہب حنفیہ یہ ہے کہ حد قذف ساقط ہو جاتی ہے اور مذہب شافعیہ یہ ہے کہ حد قذف ساقط نہیں ہوتی ہے اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ دونوں حالتوں میں مطالبہ کرنے والا ایک ہی شخص ہو اور اگر دونوں حالتوں میں مطالبہ کرنے والا دو شخص ہوں تو بالاتفاق حد قذف ساقط نہیں ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حد قذف کا تعلق حق عبد سے ہے اور حق عبد کا تعلق مطالبہ سے ہے اور مطالبہ کرنے والا ایک ہی شخص ہے اور اس کا مطالبہ ساقط ہو گیا ہے اور مطالبہ کرنے والا دو شخص ہیں اور ان کا مطالبہ ساقط نہیں ہوا

ہو گی کہ زنا سے انکار ہو ولو قال لہ شلا یا خبیثۃ فقال لی انت اطہر منہ فقد صدقتہ وقد شتما وقذفا مثلا یعنی اگر اسکو کہے مرد سے عورت ہو کہ اگر ایک شخص مسو شلا کہا یا خبیث سوا اسنے جواب دیا بلکہ تو خبیث ہو تو دونو پر تعزیر نہیں اسو اسکو کہ تعزیر دونو کو لاحق ہے یعنی تعزیر دونو اسطرح کی آدمی کے ہو حالانکہ جو ابتدا میں سو دونوں برابر ہو گئے تو دونوں کی مکافات ہو گئی یعنی دونوں سو تعزیر اسا قطہ ہو گئی بخلاف ما سیجیء ان بدأ بالقذف الخ اور نہ ہمارا قول یہ ہے کہ مجلس الشیوع ولیقاوت المہر بخلاف سابق رسملہ ہے ہو آوے گا کہ اگر دو شخص سے ہم گالی دی قاضی کے سامنے یا ہم ایک کے دوسرے کو مارا تو دونوں برابر ہو جاوینگے دونو کو سقوط تعزیر میں لیکن دونو کو تعزیر دیجاوے گی بسبب اولی مجلس شرع کے اور بسبب متفاوت ہونے تہمت کے ولو قالہ لغیر صبیہ وھو من اھل الشہادۃ وقد ثبت بہ حد القذف او اللعان اور اگر قول مذکور اپنی نوبر دیسی کو کہا اور حالانکہ تو مرد اہل شہادت ہے اسنے جواب دیا کہ تو سچا ہے تو اسنے قول پھر کر کہا تو عورت پر حد مار ہی جاویگی اور لعان نہوگا ھم یعنی اگر بچے نو برد یسی کو کہا یا زانیہ سوا اسکے جواب دیا بلکہ تو یعنی نہیں تہمتین تو دونوں سے ہو گئی

اسکی اور اسی طرح کی صورت میں اور دوسری صورت میں اقرار حق ہے اور لعان باطل ہے اور قطع نسب صحیح ہے کہ اگر نفی ولد قال لیس بابنی او لیست بابنتی تو لعان ہے انکار ولادۃ اور اگر کہے کہ جو کہا کہ میرا بیٹا نہیں یا بیٹی نہیں یہ باطل ہے نہ اس قول سے متعلق ہے لعان سکتا کہ مرد و عورت اس کے انکار و ولادت سے ثابت نہیں ہوتا قال لانہ لم یقل یا بن الزنا او یا بنۃ الزنا فانہ لا یکون نفیا للولد صریحا کہا مرد نے جو عورت سے یا زنا کی تو اسے صریح نفی ولد نہیں اور محمد کے اس مسئلہ کو کلام جو یہ میں اور صرف محدود ہو سکتی ہو نسب زنیم کے لیے اصل یا زنا نہیں ہوتا صریح نسب اگر یہ کلمہ ثابت ہو گیا تو صریح عبارت سے مذف آخر کہ سود راجل یا راہ یا قال لست بابنی او لیست بابنتی فانہ یدل علی انہ لم یکن منہ فکان نفیا الاصل فکان کالانکار للنسب لکہ اگر مرد کہا یا زانیہ تو شیعین کے نزدیک صریح نہیں اور محمد نے کہا کہ اسکا قائل حد زنا حد جاری ہوگا اس مسئلہ کی اور جز صریحہ کہ اس میں صراحۃ کہ کر اسم داخل ہوتی ہے جیسے علامہ میں ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ اصل کلام میں کہ کرنا ہم لغت کا اور ثابت میراصل ہے ولا حال انفہ فی نفس لہا ولا ولد انہا آلہ معروف فی بلد النفی اور حد نہیں اوس عورت کے قذف سے جسکو لعان کیا باپ معلوم نہیں اُس سے صریح میں حال قذف واقع ہوا۔ برخلاف میں کہ اگر اسم اومن لا نسبت لہ الا امہ او امۃ کہ اُس نے یا حد نہیں اوس عورت کی قذف سے جسکو لعان کیا اور حد ولد کے لیے نہیں لعان باقی رہا اور قاضی نے ولد کا نسب ثابت کیا سے نفی کر دیا اور لعان کے ساقط نہیں کر دیا اسواسطے حد نہیں کہ وجود ولد بعد لعان علامت سچ کی اور اگر بعد لعان کے قاضی نفی نسب کر چکا تو اسکو قاذف پر حد واجب ہوگی یا اگر لعان باطل ہوا یا نکاح زوج کے اقرار کذب سے تو بھی قاذف پر حد واجب ہوگی بسبب ہونے تہمت کے کہ اپنی اسم او لقذف رجل زوجہ فی غیر حالہ لکل واحد منہما او لاجنبیۃ او لاجنبی لانہ اظہر کذبہ دلالۃ او فی حالۃ یعرض فیہا اللعان کما اذا قذفہا قبل الدخول او بعد ما ابانہا او بعد ما مضت مدۃ الایلاء او قذفہا بعد ما اکذبت نفسہا فی الاعتراض علی الفقہ یا حد نہیں اُس مرد کی قذف میں جسنے زوجہ کی یا ہر عورت میں مرد جسنے جیسا اپنے زوجہ کی نوکر کی یا ایک زوجہ سے قذف کیا ملک میں ولی کی یا حالت مستکرہ کی نوکر کی یا اپنی یا اوس ملوکہ سے ولی کی جو بہت کہ حرام تھی جیسا کہ اپنی اُس لونڈی سے ولی کی جو مولیٰ کی اضافی میں تھی بہان نہ ہوئی قول اصح میں بسبب فوت ہونے مدت کے ہم بعد علت ہو سا کی نفقہ کرنے کے عدم ہم کی او لقذف من ثبت فی کونہا المقذوفۃ الاحصان یا حد نہیں اوس عورت کی قذف سے جسنے اپنے کفر کی حالت میں زنا کیا بسب ساقط ہونے احصان کے اور نفقہ مکاتب بات من وفاء الاحصان الحاصل فی حرمۃ وطئہ او لحرمت شبہۃ یا حد نہیں اوس مکاتب کی قذف سے جو مرگیا یا دل کتابت ادا کر کے حد نہیں بسبب مختلف ہونے صحابہ کرام کے اسکی حریت اور عدمت میں تو اس اختلاف نے شبہہ پیدا کیا مقذوف میں ہم وہ ولد یا کتابت کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر مدبر یا مرہا ہو گیا تو اسکی قاذف پر طرف اوسے حد نہ ہوگی اسواسطے کہ وہ ملا شبہہ لولد ہم والد کے الحریۃ قاذف والحق حر صریحا دلالۃ او آمۃ یصیبہا مکاتبۃ او مستسرلۃ ولدت منہ او فی کفر لانہ لا حد فی الاخیرۃ لعدم احصانہا وحد اذا جاز یگا قاذف اس مرد کا جسنے اپنی زوجہ کسو ولی کی حنیر کی حالت میں اور مجوسی لونڈی اور مکاتبہ سے وطی کی اور اوس مسلم کا قاذف حد اذا جاز یگا جسنے اپنی حالت کفر میں اپنے محرم سے نکاح کیا بسبب ثابت ہونے وطی کے اوس کی ملک میں لیعنی پہلی اور پچھلی صورت میں ملک نکاح ثابت ہے اور باقی میں ملک یمین ہے اور پچھلی صورت میں خلوت ہو صاحبین کا اسواسطے کہ نکاح کو فاسد کرتا ہے محرم سے امام کے تزدیک صحیح ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح نہیں وصار مستاما من قذف مسلما او ذمیا او مستامنا حقوق العباد وثلاث حد الزنا والشرب فانہا تسقط بالتوبۃ قبل رفعہ الی القاضی وبعدہ لا تسقط وحد القذف لا یسقط بالتوبۃ قبل الرفع فی الاصح کہ اور ہوا حربی کا جو مسلمان جسنے مسلم کا قذف کیا اسواسطے کہ اسنے ارتباب اسلام کیا ہے حقوق العباد کا التزام کیا ہے مثل حد زنا اور پرسی کے کہ مسلمان ہو نہیں اسکو گناہ اور شرب کی حد حقوق اللہ سے ہے اسواسطے کہ شراب کی ہے اور ذمی کافر یہ تو ہیں حد وہ ہا ہوگا اور شراب کی حد کو ذمی نہیں پیتا ہیں لکن وقتنا عن ایذاء نتضرر بہ اذا تظہر ذلک بالتجاہر بہ اور ہم نے ذمیوں کو منع کیا ہے ایذا سے کہ وہ ذمی کی تہمت سے ہم کو ضرر ہوتا ہے جب یہ ظاہر ہو جاتا ہے اسکے اظہار سے کیا غایۃ البیان کے استثنا پر وفی لسعایۃ قولہ فقد ولیہا کالسیاتی اور اسپر جو ہے کہ وہ ہاں ولد متر تحریک کے متقدم ہے اور ذمی کی مانند ہے جو مرتد میں

ہم شارح سراجیہ کے قول سے غایۃ البیان اور نہایۃ الغنی کے قیاس کو رد نہیں کیا ہو یعنی بنا علی البیان کی روایت ہمسند ہونے محل میں جیسا اہل ذہب مسند ہونے خبر
ہوں مبنیہ الفتن کی روایت اعتماد حرمت پر محمول ہے ورنہ فتح فما وجد ہم اور سراجیہ مراد سراج الدین کا قادمی ہو کہ لذا فتح اور وہ الموافق اللذی وجد
ان فاسلم لک ثبت بالاقرار او بشہادۃ المسلمین حتی لو ثبت بشہادۃ اہل الذمۃ کما فی السراجیہ یعنی اگر گواہ ذمی ہے چوری کی یا زنا کی یا شراب
مسلمان ہو اگر سرقہ یا زنا ذمی کے اقرار یا اہل اسلام کی گواہی سے ثابت ہوا تو حد ساقط ہو گی اور اگر اہل ذمہ کی گواہی سے ثابت ہوا تو نہ حد یعنی اسواسطے کہ اقاریر
گواہی بالمعقول ہیں اور اقرار اقوی ہے گواہ سے اور لو شہد فاسقان او کافران او عبدان او محدودا فی قذف او اعمیان او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او
ابنا لاحد المشہود علیہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد احد الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ المرتد فی حیاۃ المرتد او شہد
الاجیر المشترک لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ فاسق ہو یا محدود فی القذف ہو یا اندھے ہوں یا باپ بیٹے کے حق میں گواہی دیں یا بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے یا
دشمن کے حق میں گواہی دے یا شریکین ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق میں گواہی دے تو
گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبدان او کافران او صبیان او محدودان فی القذف او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد احد
الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ المرتد فی حیاۃ المرتد او شہد الاجیر المشترک لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ غلام ہوں یا کافر ہوں یا نابالغ ہوں
یا محدود فی القذف ہوں یا باپ بیٹے کے حق میں گواہی دیں یا بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے یا دشمن کے حق میں گواہی دے یا شریکین ایک دوسرے کے حق میں
گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق میں گواہی دے تو گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبد ان او کافران او صبیان او
محدودان فی القذف او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد احد الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ المرتد فی حیاۃ
المرتد او شہد الاجیر المشترک لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ غلام ہوں یا کافر ہوں یا نابالغ ہوں یا محدود فی القذف ہوں یا باپ بیٹے کے حق میں گواہی دیں یا بیٹا باپ
کے حق میں گواہی دے یا دشمن کے حق میں گواہی دیں یا شریکین ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق
میں گواہی دے تو گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبدان او کافران او صبیان او محدودان فی القذف او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما
او شہد احد الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ المرتد فی حیاۃ المرتد او شہد الاجیر المشترک لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ غلام ہوں یا کافر ہوں
یا نابالغ ہوں یا محدود فی القذف ہوں یا باپ بیٹے کے حق میں گواہی دیں یا بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے یا دشمن کے حق میں گواہی دیں یا شریکین ایک دوسرے
کے حق میں گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق میں گواہی دے تو گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبدان او کافران او
صبیان او محدودان فی القذف او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد احد الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ
المرتد فی حیاۃ المرتد او شہد الاجیر المشترک لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ غلام ہوں یا کافر ہوں یا نابالغ ہوں یا محدود فی القذف ہوں یا باپ بیٹے کے حق
میں گواہی دیں یا بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے یا دشمن کے حق میں گواہی دیں یا شریکین ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں
گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق میں گواہی دے تو گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبدان او کافران او صبیان او محدودان فی القذف او ابنا للمشہود
لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد احد الشریکین لشریکہ فیما بینہما او شہد المرتد لاحد ورثۃ المرتد فی حیاۃ المرتد او شہد الاجیر المشترک
لاحد لم تقبل یعنی اگر گواہ غلام ہوں یا کافر ہوں یا نابالغ ہوں یا محدود فی القذف ہوں یا باپ بیٹے کے حق میں گواہی دیں یا بیٹا باپ کے حق میں گواہی دے
یا دشمن کے حق میں گواہی دیں یا شریکین ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیں یا مرتد ورثاء کے حق میں گواہی دے یا اجیر مشترک کسی کے حق میں گواہی دے
تو گواہی قبول نہ ہو گی اور لو شہد عبدان او کافران او صبیان او محدودان فی القذف او ابنا للمشہود لہ او لاحدہما او عدوا لہ او لاحدہما او شہد

باب التعزیر

باپنچ ایام میں طلب حد جسم جلد دقیق کی ہو اور بیس سے زیادہ نہ ہو اطلاق ہدایہ سے کہ جب کہ قاذف کو حد قذف ماری گئی ہو سو اب اگر کوڑے کے پیرا سے اور مضراسی مجلس میں دو بارہ قذف کیا تو حد اول ہی ساقط ہو گی یا نہیں بلکہ ایک باقی گنا جاوے گا اور قذف ایک کو بسبب قطع تداخل کے حد اکھاڑ دینے کے ہم اکھاڑ دیویں گے اور اگر ایسا ہو جب کہ بعد کرنا جانات کے حد واقع ہوئی اور اگر جانات اولیے کی حد بعد سے زیادہ جنایت کر گیا تو وہ سرچہ سرسار ہیگا ولی خواہ قذف ہو خواہ شرب کہ نہ الخ وقالا اذا قذف عشر قذفات حد حدا واحدا ہاں اگر آخر الثانی بعد ما تلوث لو قرع الاولین فمات فی الحال ہو آزاد ہو جاوے گا پھر دوسرے شخص کو قذف کرے گا تو اسے سزا دیگا جیسی کہ پہلے گزر گئی مگر اگر عشر قذف ثانی اکٹھے کرنا یعنی طالب حد ہر ایک قذف کی حد کا علاحدہ علاحدہ مطالبہ کرے تو ہر ایک کو حد علاحدہ ماری جاوے گی بسبب اس کے کہ ہر قذف کی حد ایک حق ہے علاحدہ ہم ذیلعی کی عبارت کے مخالف نقح القدیر کا قول ہے جاسکے ذکر کو ہم چھوڑ دیتے ہیں اور ضعف توجیہ ذیلعی کے سبب نہیں ہم اکھاڑ دیتے ہیں حد سزا زنا میں کہ اگر ظاہر ہو زنا اور ثابت ہو گواہوں سے مستقبل کے مثل واقعاتی حد سزا ذیلعی کے والسلام کہ نہ فی الطلاق وفی الحدود انہ قوائل انا یعنی ان الزانیہ اذا ثبت زناہا بالبینۃ فی اصح الروایتین کما لا یخفی اور ذیلعی کی تعلیل سے یہ مسئلہ ظاہر ہوا کہ اگر قاذف نے متعدد کو کہا ہو الا بعد الاول یعنی اول مقذوف کو زنا کی گواہی ثابت ہوئی ان کو اور حالانکہ ان میں سے ہر مقذوف نے قاذف سے حد کی خواہش کی ہو اور ہم نے جانا ہو ک

جہل کی عادت نہ پڑ جائے کہ سب رفع الرفع اور محض جہال کی نوبت آئے کیونکہ کذا فی نہج الندیہ وھو لغۃ التادیب مطلقاً ہ یعنی تعزیر لغت میں عیاب ہے سب سے مطلقاً خواہ تادیب ہو خواہ غیر تادیب ہو خواہ ضرب حد سے کم ہو یا زیادہ اور اس معنی تعزیر کی عرفی ہے سمجھنے سے بڑا اور رفع کے کذا فی القاموس ان کلہ ضلت علی ضرب دون الحد ای غلظہ اور کذا فی مرقس کلیہ تعزل کہ اطلاق تعزیر کا ضرب کے ساتھ ہو خلاف فی افہم عرف نہ الفاظ فی میں یہ تخصیص ہو جو کہ کسی کو منسوب ہے اور اسکو بھی غلط کہا کہ یہ بہت سی شرعی ہو جو صاحب اس موضع سے مذکور نہ کی قابل لغت کیطرف جو جاہل ہو مطلق شرع ہو کسی کو کہ تعزیر ہو کی اذعن نے طوعاً و یا کرصاحب اس موضع نے فقط اصل لغوی کا التزام نہیں کیا بلکہ اسکی عادت کو کہ وہ مقولات شرعیہ اور مطالعہ کو اور تصریح الفاظ فارسیہ کے بھی تنبیہ فرمائے کہ سہل اور کم کرنا اور یہ ہے قاموس میں موجود ہو کہ کذا فی الطلاطی عن ابی سعود وتعزیر تادیب دون الحد اکثر تسعۃ وثلثون سوطاً اقل ثلثۃ ہ ان بالضرب اور اسطلاح شرع میں تعزیر عبارت ہوتا ہے ایک کوڑا کم مقدار تعزیر کی اٹھانا سے لیکر ۳۹ تک کوڑوں میں اور کم تر ہیں کوڑا کم کرنا سے مقدار تعزیر کے تعزیر یعنی ضرب الی تعزیر کا بہ جان یہ مطلق تعزیر کا عام ہے شامل سے حد تک ہو گی اور صحیح یہ ہے کہ الی تعزیر کی کچھ حد نہیں امام کی رائی پر مفوض ہے جہاں تک کہ اگر ان جانے کہ ایک کوڑا سے اسے ازجار حاصل ہو گا تو اتنا ہی کافی ہو گا کذا فی النہج والحلبی امام اعظم اور محمد کے نزدیک اکثر تعزیر اور تالیس کوڑے ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک پچہتر کوڑے ہیں آپس میں ایک دوسرے کی حد کے یعنی چالیس سے ایک کوڑا کم کردیا اور ابو یوسف سے حد کی حد یعنی انتہی سوچ کر کوڑے کم کر دیئے اور اہل حدیث کے نزدیک ہی جسکو پہنچے اور محمد میں جسکی کتاب الآثار میں روایت کیا ہی تین رفع تعزیر کی نہیں ہے جو دس تک ہو چکا غیر حدین ہے وظاہر الہدایہ میں ہے اگر یہ عند النفس میں ہے حدیث بیہقی میں ہے لیکن مرسل امام کے نزدیک اور اکثر اہل علم کے نزدیک بعت ہوا اور علی کے لائق نے اور جنابت ہو کہ اکثر تعزیر حد سے کم تر چاہیے تو امام اور محمد فی نظر عہد کی حد ہو جو اقل حدود ہو تعزیر کو کم قرار دیا ابو یوسف کہ لفظ کہ حدیث مذکور میں نکرہ ہے اور ابو یوسف نے عدد احاد ہو کر لیا ہے سو یہ حد ہو جو صحیحین میں مروی ہے مرفوع ہو کہ تعزیر بیس کی زیادہ ہے زیادہ نہ ہونا چاہیئے فواد کا جواب علما حنفیہ نے یوں دیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہو صحابہ کرام کے عمل کریں کیونکہ اسکا بلا انکار یعنی اگر یہ حدیث منسوخ ہوتی تو صحابہ کرام کی مخالفت کرتے ہوا اسکو ہم تمام الناس ہم بحکام شرعیہ میں کذا فی نہج الفدیر وحملہ فی الدار علی الاکثر ہ اور در مختار میں تعزیر کو جارابواب پر تقسیم کیا ہے ہم مراتب مذکورہ دون میں تعزیر اشراف کی یعنی علما دین اور سادات طریقہ کی بالکل ہو سکتا ہے کہ اس سے کم کو بھی تعزیر حاصل ہو جائے ایسا ہی لکھا ہے کرتے ہو سوا اب لیا کرتا اور تعزیر اشراف کی مسئلے امراء اور رؤسا اور اعیان کی ہو اور اس انتہا تک کہ پہنچ لا نیچے سے اور تعزیر ضعیف ہلکی کو نون کا اسطرح سے کہ دیجان سرد کے دیجان کا یعنی صاحب یہ اور تعزیر بواسطہ الناس سے اہل بازار کی پہنچ لا اور ضد کرنے سے اور تعزیر ضعیف کمینوں کی پہنچ لائے اور قید کرنے اور مارنے سے کہ اذا فی الفتح والبحر والطلاطی وکذا فی الحلبی عن ابی سعود تفویضہ الی الحاکم بما اقتضت علی اطلاقہا فانہ قد کان من اشراف الناس فیہ خبرۃ فاذا رأی انہ لا یکفی زجرہ الا بالضرب ضربہ وان رأی انہ یکفی زجرہ بالاعلام والاستخفاف اکتفی بہ ہ ان تعزیر کا مسئلہ مطلق نہیں ہے بلکہ مقید ہو جیسا کہ نہایہ میں مذکور ہو کہ ہلام سے کا ساتھ تعزیر سے ہے کہ بیان کرنا ترش رو ہونا لازم ہو جس مقدار سے تعزیر کرنا ہے کذا فی الطلاطی وما یکفی الضرب وقیل یعزر وقیل ان علم انہ لا یرتدع الا بالضرب ضربہ والا لا ہ اور تعزیر میں ضرب متفرق کیجائے اور ہر طرح سے کہ متفرق کیجائے بدن پر اور دو نوں تولوں میں وقیل یون کہی ہو کہ اکثر تعزیر اپنی نہایت مرتبہ کو پہنچ جاوے یعنی اتنا لیس کم ہو کہ تو بدن پر بطہور ضعیف وہلکا ہو ناچاہیئے تا خوف ہلاکی کا نہ ہو اور اکثر تعزیر اس سے کم تر ہو متفرق کیجائے کذا فی فتح الوہاب پھر فتاوی میں ہے کہ متفرق کیا جائے ہو سوائے چہرہ اور سر کے اور ابو یوسف سے کہ کہا ہے کہ اس کو سر پر بھی مارا جائے بلکہ اس کو سوائے منفع علی الفور وقرأ الاذن وبالکلام الضعیف ویتکلم القاضی لہ بوجہ عبوس ویشتم علی القذف یعنی اور تعزیر ہو تی ہو سر کے اور منہ کے سوا اور گردن پر مہب بار سے پشت کے جناب سوا اور کان اور فرج کے

اور سخت کلام کرنے یا ناخوش دیکھنے سے تشہیر ہو کر گالی دینے سے شرعاً کچھ لازم نہیں ہوتا کہ لا یحبی فیہ عن الحسی کما یشہد بہ التفہم کما فی من اہل الکوفۃ بین الاحناف فیما بعد عنہ اہل العراق اور جمہور مشائخ کا یہی مذہب ہے کہ ایسی جماعت نہیں تعزیر ہونا چاہئے کہ لوگوں پر دہشت طاری ہو کہ ہم کو کسی سے مقابلہ نہ کرنا چاہئے اور ذلت کا لفظ ہر ایک پر صادق آتا ہے کہ لا یاخذ الا فی المذہب وہو الراجح وقیل یعزی مساوۃ ان یحبسہ مدۃ یظن انہ تعزیر مفوضۃ الی الحاکم وقیل الحق انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ بما جاز تعزیر بالمال فی زمانہ ثم نسخ بما لا یجوز الیوم وہو الاصح من ہذہ الاقوال اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء اسلام میں جو تعزیر مشروع ہوئی تھی یعنی ظالم حاکم لوگوں کے مال لے لیتا کہ اسکو دے دیں گے پھر ان کو واپس کر دیتا اور یہ تعزیر بالمال کی ابتداء میں جائز تھی پھر منسوخ ہو گئی یعنی اب کسی کا مال لینا کسی کو دینا جائز نہیں کہ لوگ اس کو خود ہی لے لیں گے اور یہ تعزیر بالمال کی صورت کہ

فرمودہ تا کہ فقہا کا کلام متفق ہو جاوے اور سب کا ہاں جیسا کہ شرط مذکور کا جزم کیا ہے ظاہراً اعنیہ میں بھی اور نہ وجہ اور بحرم میں بھی اور یہی قول یعنی عدم فرق ہے بلا شرط جھان اپنی مراد اور جو کچھ قتل میں جھان شرط نہیں ہوا سکے کہ یہ قتل عمد تا میں جو جھان شرط ہو بلکہ یہ امر الامر وف اور نہی عن المنکر میں داخل ہوتا ہے ہم بھی نہی عن المنکر کہتا ہا ہی ہوا سکے کہ جب اس کے خلاف شرط مذکور کا قتل میں نہیں ہوا تو ہمیں جھان کا شرط کرنا نہیں ہے ہو بلکہ ظلم کہا ہے جواز ہے کی کتاب الحدود میں تصریح ہی یا اپنی نوبت کے ساتھ اگر کوئی کا ارادہ بار ہے تو لگا رہے اور سوائے ہتیار کے اور امر نے نہ ہو کا قتل حلال نہیں اور اگر خانہ نوبت قتل کے تو کچھ حاصل کر حلال ہے اور اگر نوبت یہ بھی کہ اور سوا نہی ہو تو اور کچھ حاصل کر حلال ہے اور یہ نص ہے جو فرمتب پر اور اسپر کہ قتل کو فرمتب ہی کرتا ہو ہتی کہ اذا فی الہزوں المتبتی کا اصل ان کل شخص رائی مسلماً یُرِیْدُ یَحْمِلُ لَہٗ قتلہ او اَخْذَ مَالِہٖ مُحَرَّمًا مِّنْ اَنْ لَا یَصُدَّہٗ اَنْ اَنَّہٗ اَذِنَ اور جتنی میں ہر مسلمان سیہ جو جس شخص کے سو کوئی کرتا ہے دیکھا ہو کہ قتل کرنا اور سکو حلال ہے اور قتل کرنے جواز رہتا ہو اور اس حرف سو کہ سکے سیاہ انہیں کے مقتول کے ورثا کہ نہیں ہم قتل سو معلوم ہوا کہ اس کے قتل اور عدم قتل میں مبتلا رہ ہر اگر ہم کو قتل کرنا اور رسیب عدم مقصود ہے تو ہاں اجاوے گا تو نہ شبہ ہو گا وعلی ھذا القیاس ہم کہ ہیں بالظلم وقطاع الطریق وصاحب المکس وسیم الظلمۃ یا دن شیء لہ فیہ تجمیع الکبائر والاتصاف بجمیع السیئات قتل الکل وقتا قائلہ ہم مشی اور اس قیاس پر جو شخص حلانہ علم سے جبر کر پیسے اور ہاتھ اور صاحب ظلم اور سب ظلم جو قرتب والی جبر کہ بھی ظلم سے جیسن لیں اور بوظلم کہ ترکیب کبیرہ کا ہو بجملہ کبائر کے اور ظاہر قول کے موگا اور جنبل اور جو جو ظالم ضرار پر اور ظلم ہیں ان کو قتل کرنا بار تعزیر ہے جائز ہے اور انکا قاتل ثواب پاتا ہے کلام المجتبیٰ ہم فتوان شخصوں کو یعنی ظاہر امشہور ظاہر شرط عدم اضرار کا مکور ہے چنانچہ لفظ علی ھذا القیاس کا سپہ دلالت کرتا ہو اور مکار سے مراد وہ شخص ہو جو غیر کو ایذا پہنچاوے اگرچہ بشہر میں سپہ ظلم کرتا ہو اور ساحی سے مفسد مراد ہو فساد و عالمگیر جیسن تا آنا رخانہ سے منقول ہو کہ علی بن احمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص کا دعوی ہوا دوسرے پر سوا اس کے نہ دیتا ہوا تو اسکی برا رہے کو گوئن کو مالک کے بہان ناحق کر قتار کر دیا ہوا تو اس شخص اول کو قید کیا اور اوا کچھ مال چھین لیا ناحق تو اگر مظلوم لوگ اسکے ظلم کو قاضی کے روبرو ثابت کریں تو اور عمل پر قدر ہے یا نہیں جواب یا کہ ہاں اور اسپر شرح یہ ہے کہ انی لاظلمہ اور اصل الباب فی جواب ہا ذکر فی الکافی حکی ھشوا اور فتوے والیہ ہا مام صاحبی نے ہر موذی کے قتل کے واجب ہونے ہم امام خصاف سے سوال ہوا کہ جو شخص من فساد کا اور کسی کے اپس بیکار ہے اسپر کیا واجب ہے جواب یا کہ اسکا قتل واجب ہے واسطے دفع فساد کے کہ انے اخ خطاوی سے کہا کہ شام سیہ وجوب قتل امام اور اوسکے ناجون پر بشرط عدم ارتجار یہ نہ کرار اور اسکے گوئن کو بلاج ہے دون شرح الوھبانیۃ ویکون المعنی من المیلاد وباالمجہم علی بیت المقدس بیت الولایۃ خراجہ من اللہ اور فھک مھا اکسی قالوا المشروان حکی ھا وقع قتل الحرائی بیتہ اور شرح وہبانیہ میں ہے اور تمہ یہ ہوئی ہے مفسد اور مودی کو شہر میں سے نکال دینے سوا اور مفسد کے گھر ہر جو کچھ کہ نیچے اور ہر جو کچھ کہ نکالدینے سوا اور ہمگا گھر انے سوا اور شراب شکوں کے توڑ دینے اور شراب میں اور ہوئی سے ٹاٹ ڈالدینا ہو اور مفسد کا گھر جلا دینا مستول ہیں ہم حوی سے منہ جندی ہو قتل کیا ہو کہ گلوار ابنی شراب بانیوالے کا گھر جلا دینا اور ابن بدت کے ظاہر ابن سیاست قتل کر امام کے حق میں جائز ہو دقیقہ کا فی مسلم حال ھا شرح المعصمیۃ قلتہ واما بعد ھا فلیس فی ذلک لغیر الحاکم ولا الی ترجع والمولی کا سبیحی اور تعزیر کو قائم کرے ہر مسلمان مصیبت کر سکے وقت میں کہ نے الصیہ اور گناہ دافع ہو سکے بعد سوا سی حاکم اور ترجع اور سوائے کو یہ جائز نہیں چنانچہ آگے ذکر ہو گا ہم اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کر سکے وقت فوز و ناصر کا ہر مسلمان مالک ہے اگرچہ مستحب ہے کہ ذا فی المسلح اور یہ سبب ہی کہ ہاتھ سو خلاف مشہور حکا ابا ذہنی من المنکر میں داخل ہے اور شارع نے اسکا بتہا ہر مسلم کو دیا ہو اسلئے کہ صحیح مسلم و غیرہ میں ابو سعید خدری سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے منکر خلاف شرع کو دیکھے تو چاہیئے کہ ہاتھ سے بھی گناہ دے اور اگر اس کو طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سوا اور اگر اسکی بھی طاقت ہو تو دل سے اور یہ نہایت ضعف ایمان ہے انتہی خلاف حدود ہے کہ اسکی روایت نہیں ہوتا کہ صحیح الغفاری ہو کہ بعد فراغت گناہ کے ہر مسلم کو فرض کرتا ہی عن المنکر میں ہو اسلئے کہ امراء معی کی نہی معتبر نہیں ہو بلکہ عین المنکر تو ہو سوا نہی امام کسی کو دعا نہیں فرع مسئلہ مفوضہ شارح کا من علیہ التعزیر ہو لما قال لرجل اقم علیّ التعزیر فضربہ ثم ذہب الحاکم فانہ یحتسب بما فعلہ

والتعزیر الصحیح وسیلتہ فی دعوی الخفایۃ فلکل فی القیم فلیجب سقوط الحد بالشبہۃ الا الامام فتوقفہ علی الدعوی الا ان یستمر علیہ فلیحفظ
جس مسئلہ میں تعزیر ہو اس کے بجالانے کا ایک مزے کو پہنچ تو تعزیر قائم کی پہر کسی کی شکایت حاکم کے پاس ہوئی تو حاکم پر واجب ہے کہ اس کی تنبیہ
اور تادیب کرے اسکو مصنف رح اور جیسے مانند خانیہ کی کتاب الحدود میں ہے کہ جو تعزیر کے بدلے حق الحد پر جاوے اسکو حاکم کہ ہو سوائے
امام کے بسبب اوقف اوس تعزیر کے دعوی ہو اور دعوی نہیں گر حاکم کے پاس لایا کہ میں اوسکو مارا ہے اور یہ تعزیر کرنی تو گنگار ہوا اور یہ تعزیر کرنی تو گنگار ہوا
تو اس تفصیل کو اور کہنا چاہیے کہ خلاصہ منتہی القدیر سے کہ حق الحد ہی کی تعزیر سوائے حاکم کے جائز نہیں اور حق الحد کی تعزیر میں ہر مسلم اور ہر شخص
کے جانب سے جو بغیر حق اوسکو مارے اوسکو بھی حاکم تعزیر کرے اور اگر حاکم نے اخیر شخص کو منع اور معذور کیا
ہو مذنب کو مارا اور وہ حق تعزیر دیوے چاہے نہ دیوے اگر وہ شخص ہاتھ کا بڑا ہے تو دور تو تعزیر دیئے جاویگا اور گالی دینے سے ہاتھ برابر تعزیر
بیسے اوپر کی شرح سے معلوم ہوئی ہے کہ ہر جگہ مضایقہ ہو سکتے تعزیر ہو چکا ہو کہ ضرب میں کم زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو کفارات حاصل نہیں ہوتی قال
یثبت ایلاء الا امۃ المعزر بالباء ی لانہ اظلم فنیہ اور اقامت تعزیر کی شروع کیا ہو اور اوس سے ابتدائی ضربیں کم ہی ہوسکے کہ وہی ظاہر ہو کہ اوسی قدر
ومن ہجم الفنادی جاز لیفادا ثبوتہ فی غیر موجب حد للاذی بہ ومن اقتصر بکہ ظلمہ تادیبک ماکلہ یجوز فی سبیل والعفو افضل
تشرح عفا عنہ اجرہ علی اللہ اور جو اوسکے ایذا دینے پر ہو اوسکے معاف کرنے میں بڑا اجر ہے اور جو صد کا موجب نہیں ایسی کی اجازت کو حق تعالی نے
فرمایا کہ جو انتقام لے بعد ظلم کے اوسکے اوپر کوئی راہ نہیں یعنے مواخذہ نہیں اور احسان کرے یا معاف کرے تو یہ فعل بڑے ثواب کا ہے اور اسی طرح
کرنا اور بہلوں کو ہو تو اوسکا ثواب حق تعالی ہی دیگا اور یہ ہم خلاف کا بہ لانا جائز ہے سوائے ضرب کے اوسکے کہ بھی اگر صد وسکے کہ اگر دونوں ہر تعزیر ہو کر
تو مظلوم کو ضرب یا مار سے انتقام کرنے کا حق ہے اور اوسکے حق میں ہے کہ اوسکو ضرب کرے اور اگر ضرب کرنے میں اوسکی موت ہو جاوے تو تادیب کے
حد تک کرنا ہو گا یہ مالکیہ جیسی کے کہتے ہیں ہو تو باہر نکلنے سے وہ اور یہ کہ جسے اپنی ہر اساں ہو کسی ضرب سے یعنی جس ضرب سے اوسکے موت ہونے یا وہ ناحق کی
حاجت ہو زیادہ قصد کے سبب سے وہ ضرب اشد ہے تو وہ ضرب قتل عمد کا ہے فلا یجتمع حد الزنا مع تعزیر حد القذف لانہ یوجب الکذب فیجب الشرب المتوجہ بالجماع
بعضہا بالا قیاس لانہ لا یجری فی الحدود غیر القذف لضعف سببہ باحتمال صدقہ فی القاذف اور ضرب تعزیر کی سخت تر ہو حد زنا کی ضرب سے
اور سوائے کہ تعزیر کے شمار میں تخفیف ہوئی تو وصف میں تخفیف ہوگی حاصل مقصود فوت نہ ہو پہر حد زنا کی ضرب سخت تر ہو حد شرب سے بسبب ثبوت زنا کی حد کے قوی ہونے کے
پہر حد شرب کی ضرب سخت تر ہو حد قذف کی ضرب سے بسبب ہونے حد قذف کے اجماع صحابہ سے قیاس جلی نہیں حد دین پر ہے کے بعد حد قذف
کی ضرب کے بسبب ضعیف ہونے اوسکے سبب کے قائم ہے ہم پر حد قذف قرآن سے ثابت ہوا لیکن بسبب ضعف سبب کے حد شرب کے کمتر ہوا ہم کو کہ حد
شرب کی سبب متیقن ہے کو شب کا ضعیف ہے حد قذف سے ثابت ہوا ولکن من شرب مسکرا او مزوی سلم بغیر حق یقولہ او فعل الا اذا کان الکذب ظاہرا
لیکا کذاب جس اوسکے اور تعزیر واجب ہو ہر مرتکب اس شے کا جاہی تحلیف دینے والا قول سے نہیں سے گر جب کہ تکلیف قولی میں کہ جو کذب ہی کا ظاہر ہو مانند یا کذاب
ہونے کے واسطے اوسکے تعزیر نہیں کرے گا مانند الہم اور ایسے کے مانند یا مزور کہنا ہے اور قولہم العین اشارۃ الیہ لانہ غیبۃ شاہق فی المحظر فی کتابہ من قتلہ
تحرم وکذا من کتب معصیۃ لاحد فیہا لغیرہا التعزیر شاہدا گر یہ ایذای فعل آنکھ یا مرنیہ جو یا ہاتھ کے اشارہ کرنیسے ہو سو ایسے کہ یہ بھی غیبت ہی
چنانچہ مکان بیان کتاب الکراہیۃ میں آویگا تو مرتکب ایسی کا مرتکب حرام ہوا اور جو مرتکب ایسی معصیت کا ہو جسمیں حد نہیں تو اوسمیں تعزیر ہے کہ ایذائی الاشباہ والنظائر
تصریح الشرعۃ میں مصنف رح کو عیب قذف زنا کی مرحمت پر منحصر نہیں بلکہ کسیں قرائن ہی مثل صریح کے ہے اور ایسے فعل سے قذف کی سی اوسکو بھی شمار اور اوسکو بھی
مار نا اور سزا دینا اور حرکت جیسے مقصود سلم ہو جسیام عیب میں داخل ہے اور ایسے کسی کی چال کی نقل کرنا عیب ہے بلکہ تمام مخلوقین میں بانی عیب
بھی زیادہ تر ہے کو فانی الخ فحذا فیہ کثیر ولا وذ نہ وبقدر ما یملو الوذ کذا بقدر کافر وکل من لیس معصوما زنا وجب تعزیرہ کما لو اعلن بشرب خمر او اکل میتۃ او بعضبۃ یحرمہا او خراج او اخذ الساد بعد جمعہ للسناع قیل اخراجہ وذہاذا ہا لا یلیم غایتہ تو تعزیر بارجاء ہو اپنے

والد کی گالی دینے والا اور اسکے قذف کرنے سے اور ملوک کے قذف سوا گویہ صلوٰۃ کا ذمی کی امام ہو اور سیدکا کافر کی قذف سے اور ہر غیر محصن کے قذف سے اور ان ہر مذکورہ میں فرق ہے کہ جسکا ذکر ہو چکا یا ہوگا بیشتر اوقات ایک شخص نے دوسرا جسمیں چار گواہ کم ہوں سوا ہی جماع کے کوئی فعل حرام کیا مثلاً بوسہ لیا یا چومنا کیا یا جو کچھ فقرا وہ ایسا سوا جماع کے نکالنے کے تو اور سوا ہی امور مذکورہ کے غایت تعزیر کو پہونچا تا ہے ہر محصن کے قذف میں جو حد ساقط ہو ہی تو شہد تعزیر لازم ہوئی اسواسطے کہ موجب حد کی تعریف بہ پہونچی وبقذفی ای بشہد سلم مایاتی فاسق الآتی یکون معلوم الفسق کشکار معروف مثلاً (وعلم القاضی بفسقہ لان الشیئ قد تحققہ بنفسہ قبل قول القائل فخر) اور تعزیر دیجاوے ہر مسلمان کی گالی دینے والے کو فاسق کہنے سے مگر جسکا ہر سو کہ وہ شخص معلوم الفسق ہو یعنی جسکا فاسق ہونا سبکو معلوم اور ظاہر ہو چکا ہو مثلاً فاسق ہونا قاضی اور اسکے نصب کرنیوالے کو معلوم ہو تو قذف پر تعزیر نہیں قائل پر اسواسطے کہ فاسق مذکور نے اپنی جان پر آپ عیب لگایا قائل نے کہنے سے کیا ہے کما فی فتح القدیر ہم سبق شعر کہ قذف کیسا ہی جاوے مگر اس شخص پر جو مشہور ہو بفسق اور کہ وہ قاضی بہ کرتا ہے اور اسکے نصب کرنیوالے پر اگر اسکے فاسق ہونے کا علم ہو اور نہ ہو کے ناموس سے کما فی فان ادادہ الفاذف اثباتہ بالبینۃ فعلیہ ذلک بالبیان سببہ والا شہد وقولہ (ان ادادہ اثباتہ شہد لیثبت الحد بخلاف الاول حتی لو نکل فسقہ بنفیہ حق اللہ والعبد فثبت وکذا فی شہر الشاہد پر اگر گالی دینے والا اور اسکے مجرد فسق کے اثبات کا ارادہ کرے بالبیان اوسکے سبب کو شہادت مسموع نہوگی اور اگر پھر گالی دینے والا اور اسکے اثبات کا ارادہ کرے گا تو اسکی شہادت گی بسبب ثابت ہو جاوے حد زنا کے بخلاف اول کے یعنے مجرد فسق بالبیان سے ہیا تک کہ اگر شاہد نا دہ کا نہوں اس فعل حرام کا کہ جسمیں حد اللہ یا حق العبد ہو تو گواہی مسموع ہوگی اور یہی حکم ہے شاہد کی طعن میں محدود مسموع نہیں اور بیان سبب کے ساتھ مسموع ہے ہم مجرد سے کہ جسمیں سبب فسق کا بیان نہو یعنی ترک صلوٰۃ یا زنا سرقہ بلکہ بسبب فسق ہے الا طلاق ہو وعلی ہذا القیاس طعن مجرد دینکو ان یسئال القاضی عن سبب فسقہ فان بین سببا فاسقا کتقبیل اجنبیۃ وخلوتہا بہا طلب بینۃ لیعزرہ ولو قال ہو زنی واجیب سال القاضی المشہود علیہ عما یجب علیہ تعلقہ من الحد رفض فان انکر فسقہ ما لم یقر بہ او یشہد بہ من یری ترک الاستعمال بالفعلہ لا بقول شہادتہ وانما یجب علیہ سئلتہ عنہ فہذا والا ولی جو کہ قاضی گالی دینے والے سے اوسکے فاسق ہونیکا سبب پوچھے پھر اگر وہ بیشبہ بیان کر دیوے کہ فاسق ہونیکا سبب یہ عزیز کا بوسہ لینا یا اوسکے گالی دینے والا اوسکے خلوت کرنا قرار دے کر گواہ طلب کرے تو تعزیر دے اور اگر اوس سبب فسق کا مفصل نہ بیان کیا بلکہ یوں کہا کہ فسق ہمکا زنا کی ہے تو قاضی مشہود سے یعنی جسکو گالی دی ہو واجبات کا سوال کرے جیسے فرائض سلام سمجھ سکیں اور سب واجب ہوئے جو سمجھ گئے مشہود سے کہ وہ زنا نہ ہو فسق ثابت ہو گیا پھر اگر کہیں ہو کہ خوشخص شمائل فقہ کا ترک کرے تو اسکی گواہی قبول نہیں اور اسکا استعمال فقہ سے تقریر جو کہ سمجھ سکیں اور سب واجب ہے کہ ان النہر یعنی جسم جزئیات فقہ کا واقف کرنا واجب نہیں ہے کہ ترک سے فاسق مرد دالشہادۃ ہو جاوے بلکہ متداول واجبات مادے سے وذکر الشافعی ہذا کما فرد علی القدوری (ان) منقذ المسلم کذا فی الخلاصہ والگالی بہ یفسق صریح (ھبانیہ) اور گالی دینے والا یا کافر کہنے سے تعزیر دیا جاویگا اور یا کافر کہنے سے کافر ہو جاویگا یہ جواب ہمکا ہے کہ اگر مسلم کو کافر عنداللہ کر دیگا تو ان کا کافر ہو جاویگا اور نہیں تو نہیں سو ہی ہم سبق ہم جب کہ بنا پر عقائد اہل کفر کا ہو تو عنداللہ کافر ہو جاویگا ورنہ نہیں اور کہا اسلام کا اور یہود اسلام کو کفر جانتا ہو اور کہنے سے کافر ہو جاویگا اور اگر یا کافر کہنے سے قطاب اور دشنام کا قصد کرے کما یدل علیہ قولہ کفر مسلم تو ہمکہ کفر نہیں ظاہر فسق ہی کذا فی الخ وجزہ اور ابن ملک نے شرح مشارق میں کہا کہ یہ حدیث جو ابن عمر سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاوے اگر کہنے والا سچا ہے تو کہنا اسکا اور نہیں تو کہنا اوسکا پر محمول ہے کہ ذالی الخلاف (او لعدو اجابہ بلبیک تکفر خلافا لہما) اور اگر کافر کو بلفظ لبیک جواب دیگا تو کافر ہو جاویگا کافر کے جواب میں لبیک یا حاضر باحی کہا اور صحیح کافر نہ ہوگا اور اگر قائل کے خون ضرر سے کہا یا کافر کو کافر یا لطاغوت قائل کرکے کہا تو کافر نہ ہوگا کذا فی الخلاصۃ وفی البنانیۃ خانیۃ قیل لا یکفر ولم یقل یا کافر قیل یا کافر باللہ لانہ کافر یا لطاغوت فیکون احتمالاً اور فتاوی خانیہ میں ہے قول ضعیف ہیشہ کہ فقط یا کافر کہنے سے تعزیر قائل کی نہیں جبتک یوں نہ کہے یا کافر باللہ ہے اسلئے کہ ہر سہ کافر یا لطاغوت ہو یعنی بت کا منکر ہو تو کافر کا لفظ محمل ہوا اور محمل میں تعزیر نہیں ہم پر قول ہم سب نصیب ہو کہ تعزیر دیوے قائل کو اگر نہ دیوے دلیل حالت غضب اور دشنام کے خلاف ہو لہذا یا ہابر وہ غیرہ میں طلاق واقع ہوتا ہے اگر چہ نیت نہ ہو یا فاجر یا خبیث یا مارد یا فاجر یا خنثیٰ یا خائن یا سوئہ یا بلیہ یا یھودی

یا فاسق یا لعوان اور تقریر دیجا بگی یا خبیث یا سارق یا خائن یا قاتل یا نفسہ یا ابن یا سیاسی یا عیاری کہنے میں ہم محنت پنج تومان دیوے ہم
ظلم کرا وے اور کبر عزان بیسے لطی کے ہوا اور ریدہ بیوہ خبیث ظاہر سنتا ہے ہذا آئیسن تقریر سے کہ نلف اسراج اور سید رسمان میں نیشے گرفتہ
ذمی سے مستعل ہے اور مہنی ہیوے کہ قتل ہے کہ ذافی الناموس اور ساحی یا ساحے طرف منسوب کرنے یعنی جو ہر پیغمبر کو ساحر کہیوے کہ یہ تعزیر کا مستحق ہے اور مولے
عوان بروزن سحاب طرف منسوب الیہ اور حوف میں ظلم کے مددگار کہتے ہیں اور بیع اشعار میں کہا ہے کہ ہماری حرف میں عوانی جہل قرار دیا ظالم کہی ہے
ابن ہبیرہ جو شخص ان اعمال سے بری ہو اور اسکو کوئی بیسکے تو تقریر دیا جا بگا کذا فی الطحاوی وقیل فی قال تعالیٰ ان من تھی قولہ
علیہ السلام لا یمرّون ایاذا ایّاہ یعنی علیھم عُمَرَہ حتّٰی لا یحل عندھا ولا یصیبہ تعزیر او لوی یتعصب اوفی ھٰذا یعزر یعنی تقریر
دیجا بگی یا لوط کہنے سے وہ مقصود ہے کہ کہا قائل سے سوال کہ جا بادر اسی اس لفظ سے کیا ارادہ کیا سو اگر اسنے کہا ارادہ نہ کیا کہ اسکو مشہور ہے تو اسکو
کسی قسم سے نہ ہوا و تعزیر نہ دیں اور اگر اسنے ارادہ کیا کہ اسکو مشہور ہے تو اسکو تعزیر دیجا بگی اور صاحبین کہتے ہیں کہ اسکو
حد قذف دیجا بگی اور تقریر دینے کا قول بدون سوال کے صحیح ہے اگر اسنے حالت غضب اور ہجو کی ہو پر کہا کذا فی الفتح ہزل مقابلہ ہیوے کی اور سخراپن ہیوے
مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی کہ انکی عادت ہی ہو کذا فی الہدایہ یا مناقق یا زندیق یا مناقق یا ابا فضی یا منصوص یا انصوص ان ابن التمیمی ان ابن الشمیر ان ذھد اور تقریر
دیجا وے یا زندیق یا مناقق اسکا معنی ہوا یا مرتی یا بیہودی یا نصرانی یا ابن التمیمی کہنے سے کہ ذافی بعض ہم مناقق دہریہ عالمین میں کا ہو اور لوگوں میں یا بنا بلا
ہو اللہ تعالیٰ جسکے مناقق ہو مرتب ہے کہ زندیق ہوں کی کنایہ اسم مرکذا فی ہدایہ الا ان یکون لہ اصل فی القائل کما مرّ اور تقریر دیجا وے جو
منہ سے یہ الفاظ نکلے ہوں

نہ معناہ او ہو کچھ کہ تو جانب اقتضاء کند یعنی مسلمان سے لکن عدم تکفیر فی المتحیرات بین حق والحق فیہ قال المصنف وہو ظاہر لیکن متحیرات میں وجوب حد کی نفی کے لئے مفتین تصریح ہو مصنف اپنی شرح کے حاشیہ میں کہا کہ یہی قول ظاہر ہے اور اپنی شرح میں بلفظہ اصحابہ اشی سے نقل کیا کہ انصاف یہ ہے کہ قریب کے لفظ سے ان ملک میں حد واجب ہو اسلئے کہ کوئی شخص اس لفظ کو سوائے معانہ اتنے کے استعمال نہیں کرتا خصوصاً حالت غضب میں تو کرے ہی نہیں کذا فی الظہیریۃ وفی الفاکہانی وتعزیر ہی یا بین الفاجرۃ او تعزیر ہی یا بین الفاجرۃ کہنے سے عام فاجرہ وہ ہو جو ہر گناہ کرتی ہو تو سنہ زانیہ نہیں لہذا الاسوس حد نہیں کذا فی الشرح انت عادی والزانی اور تعزیر ہو یوں کہنے میں کہ تو چوہڑہ ہے تو زانیہ خورات ان کا تھا تکی ہو یعنی سارق اور زانیات کا جامی پناہ دہندہ یا مرتکب بالصبیان اور دیوث کہے تو تعزیر ہے کہ ایسی شخص جو اوکوں کو کہتا ہے ہم ابو ہوسوں کھا اس لفظ سے وجوب تعزیر کی نہ ہو یعنی نہ کہی بعضے یعنی بعضے تعزیر نہیں ہے اور دیوث ہے کہ بیل ہو مرد فعل قبیح کا اور قلانی ہلکہ زنا کے الطلاق یا حرام زادہ کا معناہ المتولد من الحرام او علی الحرام وہو ہمہ حالۃ الخصیص کا نقال فی الغرب الاجداد ذلک بل الزنا لا تنقل کذا فی ما یرادہ الحقائق اور تعزیر ہو یا عام اور اس کو کہے سے منہی حرام زادے کہ وہ کہ وہ حرام زادہ ہے یا حرام زادہ ہے کہنے سے ہو کہ حد نہیں ہے اور حالت حیض و نفاس میں وطی کرنا یہ لفظ زنا نہیں جو حد کا موجب ہو کوئی کہہ کہ اس لفظ سے غرض یہ ہے کہ حرام ہے یا حرام زادہ کہہ سے منہی حرام زادے کہ وہ کہ وطی حرام ہے اور حالت حیض میں وطی کرنا حرام ہے اسلئے کہ ہم کہتے ہیں کہ غرض یہاں اس لفظ سے اگر یہ بھی ہو تو ہو اس سے حد نہیں ہوتی یعنی بامعنا حرام ہے اور بامعنا زنا حرمت کے لئے زنا ضرور مخصوص نہیں لہذا حد نہیں فرع مسئلہ لمحہ شارحا کا اقول فی نفسہ یا اللہ یا اللہ یا الل

تعزیر ہو کر دعوی کرنا ہی ہو کہ گواہ نے ناحق حاضر ہونے میں حرج اٹھایا تو اس پر تعزیر نہیں بلکہ ہرجانہ واجب ہے بلکہ ادائے ہرجانہ دعوی ہی پر موقوف ہے اور ہرجانہ بھی اسی مستغل کی روایت نہیں بلکہ کسی نسخہ میں ہو واللہ اعلم صاحب موصوف نے اور وجہ کہا کہ ہرجانہ کا دعوی ہی پر موقوف ہونا ظاہر ہی ہے کما فی الہدایۃ والوجہ ما قدمنا ہو منی نسبہ الی ذہلی اختیار و تحکم ضرغاما و کیدحا اذ العرف والاستعمال کما یقال فی تعریف الامیر ہو الذی یقطع الید والرجل من خلاف و یقتل و یصلب و یحبس و یضرب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف القاضی ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف الوالی ہو الذی یقطع الید والرجل من خلاف و یقتل و یصلب و یحبس و یضرب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف الوزیر ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف الحاجب ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف الکاتب ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف الشاہد ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف المدعی ہو الذی یحبس و یضرب و یقتل و یصلب و یفعل ما یشاء و ہو لا یفعل شیئا من ذلک بنفسہ و انما یفعل ذلک بامرہ و کذا یقال فی تعریف المدعی علیہ

وکان ینبغی ان لا یقبل لحفظ استحسانا ولا یعزر لجبنہ ان یکون فی حقوق اللہ فان حقوق العباد لیس للقاضی استیفاؤہا اھ وہو قول ثانیہ وزفر میں ہو کہ اگر مدعا علیہ صاحب مروت ہو اور اول بار اس سے قصور ہوا ہو تو وہ نصیحت اور پند و موعظت کے بعد تعزیر نہ دیا جاوے واجب ہو کہ یہی قول ثانیہ حقوق اللہ میں قول ہو جو مسلک صحتین ہوا اور اسی کا محافظ قاضی کو جائز نہیں کہ اس الخ ہو مصا صحیح القدیر یہ کہ اگر مدت سیر نہ گذری ہو اور تعزیر میں سے اطوار مجوسی کہ ابعض علمائے کہا کہ قتل کی روایت کو حق اللہ پر محمول کرنا کچھ ضرور نہیں جائز ہو کہ اسکا محل کتنے کا حق ہوا اور شاہم اور مستحب کہ ان میں ہو مسلک مشہور ہو کہ اس کو بھی

والمعلن الجاهر ماجنا فاسق قاتل اور قید میں کہ کہا ہو یا بھوکوں کا مارا ہو کوئی گناہ کبیرہ ہو مگر اگر کوئی ہو اسلام ہو اور مستقیم اس قول کی کیا ہے کہ فاسق نہ پڑھا جاوے بسبب اس کے باب کھا ہے کہ اور مستقیم نے کہا ہے کہ ثابت ہے کہا ہے والفاسق من اسم من اسم مراض کلیہ ہے شارح کہتا ہے شاید کہ وجہ ہتر الفسق زیادہ ہو ہی ہو یا فاسق میں گنہ ہی ہو اسم ہتر اض یا فاسق میں اسلحہ کی ذکر ہو ہی کی بھوری اور ترجمہ کی کہ عیب ہی ذات میں خود لگایا یا فاسق کے قول سے پہلے شارح کے لفظ عامل اس واسطے کہ تصنیف ہو ذہبی شہاد، کہ یا فسق اگر کہ عیب لگایا لیکن اہل اسلام کے بیشمار ذہبی کی صرف لفظ کا الزام کیا ہو ثواب کے کا وکہ کہ لفظ، یا صرف صحابہ کی سے تغیر جنۃ ولو بغیر عذاب کما سیجئی علی قول الزیلعی الشرط تم قد لتنا علیہ کہ تغیر وہ محلے اپنے غلام کو اور زوج اپنی زوجہ کو شرعی سنگار کو جو زینت بدو ہو رکھے کا اور ہو نیکے اسپر اگر چہ زوجہ منع ہو جانے کی اسکا یہ ان قریبا کی ہام زینت شرعی کی قسم کے سلوم ہو اگر مردوں کی ہی نیت بانا حسنہ عورتوں کی ہی نیت زوج روحے نہیں کرتا کہا وتوقفا عمل الجائز بقد علی الحرام وہم من المذل لو بذوحق وقد لو الا حاجۃ فی الفراش لو طاعم من حیض اور تغیر ہو زوج زوجہ کے مفسد ہیں جانیکے ترک کرنے سوا اور تغیر ہو کے سوا بہار نکلے بر اگر ناحق نکلے اور تغیر ہو زوجہ اس لیئے پر اگر وہ حیض وغیرہ کے ہاں ترک جائز ہیں مراد علم نہ کرنا جامع صغیر کی الخیر بذلک مالی وہیت عند کنایۃ او نوی تجاریۃ غلۃ وکرہ لتقیط بن سطۃ واشتمتہ ولو بغیرہا جمارا اراد عند علیہ او صرفت ثیابہ وکلمتہ لیستمہا جبنی او کنست فجہا لغیر محرم او کلمتہا واشتمتہ او اعطت مالم تجر العادۃ بہ ولا اذنہ او الرض ہیں اوسکے ساتھ یعنی لوجہ تغیر ہو اور سکے ساتھ یہ امر لحق ہیں ہو کر اگر زوجہ نے اپنے دوست صغیرہ اوسکے رونیکے وقت مارا یا زوجہ کی تو بیٹی نے اور ہیں سے مارا، اور زوج کی تو کسیت کو نماضی ہو یا زوجہ بیٹے کو یا بیٹی کو جگہ گالی دی اگر چہ بند یا بہار سے کو بیٹی کو گالی دی یا کسکو کوئی چیز دی جسے بہاں ہو یا مزاج سے بطور پکا بہ کے بولی نماز سکو اجنبی مرد سے یا اپنا یا نہ کہو ل یا غیر محرم سے سلام کیا یا اسکو گالی دی یا کسکو کوئی چیز دی جسے شے کا مستور نہیں یوں اجازت زوج سے جیسے ان سب امور میں زوج اوسکو تغیر دیسکتا ہو الا فیما یطرد کل فعصیۃ لا تحل فیہا طلقہ زوج والعاصی النشز بر ولیس من اس طلبت نفقتہا وتوفی واحدت کان لیقتہا حبلی مقاتا ابجی اور ناشزہ کلیہ اور وہ نہ کرے دربانت کرنیکا جسے کہ میں کہ ہیں شرط عدم تغیر ہو نوا سمیں زوج اور سکو کو تغیر کا اختیار ہو اور یہ تغیر کی میں نہیں اگر زوجہ نے اپنا نفقہ بالمال لیا اگر اسمیں سخت طلبی اور جھگڑا کیا اسواسطے کہ عقد اوکو اپنے حق کی طلب میں گنہگار کا اختیار ہو کرے الجزء الرابع کاملی ش ۱۲ الطلوع ان المنفعۃ لا تعود الیہ بل الیہا کذا اعتمادا المصنف تبعا للدرر علی خلاف ما فی الکنز والملتقی واستظہرہ فی حظر المجتبی اور تغیر ہیں زوجہ کی نماز نہ پڑھے ہو اسطے کہ سست کاہل کی طرف نہیں ہو تی نکلہ زوجہ کے طرف ہی قولہ بکاہ یعنی اس میں جو تغیر ہے سستی پر ہو نماز کیا ہو سست اور غرور کی ہو کہ کسی کنز اور ملتقی الابحر بر علاف یعنی کہ ترک صلوۃ پر تغیر ہو اور معنی کی کتاب الطلاق میں قول کی طاہر جا ہی ہو منفعۃ کما کہ اوافق کنز اور ملتقی کے کنز الزیلعی ترک روزہ کی صلوۃ پر تغیر ہو اور معنی مصلف سالک متقوں کے کہ اگر میں حاضر ہوں اوزوجہ کا حریری گواہی ہو ہو تو وہ اوس تہمہ کی قول وجہ کا یا جہ نہ کرنے کی اوسکو اجازت دی

وَاَمَّا جَهَانَ فَيَجِبُ حَتْمًا بِحَسَبِ حَقِّ تَوْبَتِ اَدَبِيَّتِ نَصِيحَةٍ وَّنَ اَلْاَرْضِ بِالْفَسَادِ اَوْ بِشَبَاهَتِ مِنْ كِسِّي تَوْبَتِ يَا بِاَيَاتِ دِسِّكِي عَوْرَ كُوْ اَوْرَ دِسِّكَا مَالْ اَوْرَ دِسِّكَا مَالْ مُكَرَّرَ اِنْعَامِ دِيْوَ وَاقِعَهْ كِيَا جَاوَے جَهَانْ تَكْ كَهْ تَوْبَهْ كَرِيْ مُجْتَهِدِيْنِ مِرْجَاوِ وَبِسِّ سَے كَهْ اَوْسَ شَخْصْ كَوْ اَوْسَ كِيْ تَوْبَهْ سَے پَهِلَے اَوْسَ كِيْ كَهَائِيْ هُوْئِيْ چِيْزُوْنْ كَيْ سَبَبْ سَے كِسِّي پَكَڑْ دَالَنَا يَا سَزَا دِيْنَا جَائِزْ نَهِيْں اَوْرَ دِسِّرَے سَوَارْ سَے اَوْسَ كَوْ بَهَاگَنَا يَا خُوْدْ اَوْسَكَے بَهَاگَنَے كَيْ لِيَے كِسِّي كَوْ مَنَا كَرْنَا يَا سَوَارْ هُوْنَے سَے رُوْكَنَا جَائِزْ نَهِيْں اَوْرَ اَوْسَكَے پَاسْ كِسِّي پَكَڑْ دَالَنَے كَيْ لِيَے كِسِّي كَوْ بَهَيْجَنَا يَا اَوْسَكَے پَاسْ جَانَا اَوْرَ اَوْسَكَے سَاتَهْ كِسِّي قِسْمْ كَيْ مُدَارَاتْ كَرْنَا يَا اَوْسَكَے سَاتَهْ كِسِّي قِسْمْ كَيْ بَاتْ چِيْتْ كَرْنَا يَا اَوْسَكَے سَاتَهْ كِسِّي قِسْمْ كَيْ لَيْنَ دَيْنَ كَرْنَا يَا اَوْسَكَے سَاتَهْ كِسِّي قِسْمْ كَيْ مُعَامَلَهْ كَرْنَا يَا اَوْسَكَے سَاتَهْ كِسِّي قِسْمْ كَيْ مِلَاپ

اگر تین فنا بضاعۃ مجازاً کہتے ہیں اور مختصر کدوری میں اصل سے ہے تو اس لیے ہے کہ فیر کی بات مشکل ہے اور اعتبار الکثرۃ احتراز کذالک بضاعۃ یعنی کان ۱۲ اور شرح میں ہے اعتبار حرام ہونے کے سرقہ ہے طرح کے لیے سو جو کہ تھوڑی معنی خیر کی چیز جیسا کہ احق لیا خواہ وہ چیز بقدر نصاب ہو یا نہیں و یا اعتبار القلۃ لیکن مکلف ولا تحتی اذ عبد اذا وکافرا اذا قاتلہ اور ابعد اور ابعد کہنے کے شرح میں سرقہ جو کہ مکلف کے لیے سوا کر مکلف حربی مالدار کافر یا مجنون بے جو مکلف نہیں مجنون کی مجالات ہیں پر سی کی خود وہی مکلف میں داخل ہے کو نے فالمراد بھم سرقہ میں کون نکلا جو اور باقی امور جنکو امان اللہ شرع ذکر کرتا ہے کیسے مکان میں داخل ہوں اور مال کو چرا دیں اور ایک شخص کی پیٹہ پر لاد کر گھر سے باہر نکلیں تو کیسے ہاتھ کاٹا جاویگا بغیر ہتھیار کے اور مکلف کی قید سے صبی اور مجنون نکل گئے کہ اور قطع نہیں لیکن مال کی ضمانت ہوگی دلائے الجبر تا طبق بھیلا فلا تعظم احوش کا حال نطقہ بشبہۃ ولا اعلی طبقہ بالمال یعنی جس میں قطع ید نہیں اور نہ اندر سے ہاتھ کاٹا جاویگا جب اس کی ذاتی کے نیچے کی اصل سو یعنی عدم بضاعۃ سو جو مال بضاعۃ نہ ہو مال کا فیصلہ مال سمجھا جاوے گا اور نہ اوپر کی اصل سو یعنی حرز سو جو مال حرز میں نہ ہو مال کا فیصلہ مال سمجھا جاوے گا اور نہ اوپر کی اصل سو یعنی عدم بضاعۃ سو جو مال بضاعۃ

اسی پر عمدہ کی حیثیت حال کی بھی صورت سالمات کے وقت میں ہو اور بہر حالت دلیل اور سند احمد سے ہو جس نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس کی سند میں عبدالرحمن مرفوع ہو کہ وہ عبدالرحمن ذوال کے تحت سے ہو جو عبدالرحمن ذوالد کے ساتھ جو پہلے گزرا کا مقابلہ کا نام ہو اور تحت ذوال کی سی ہو جو ذوال اور طرح کے ہو اور صدر یاراں اور مدعی کے ان میں سے ہے۔ رہنے کی کوئی قطع نہیں مگر وہ یا رہیں ہو اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ سرقہ صدر نصاب کے ساتھ ہو حالانکہ قاسم کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن مسند الوحید میں ابن القاسم سے صدر الشہید سے مروی ہے کہ مسند ذوال کا بیان ہے مطلع الفتح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع دلیل کو ترجیح دی ہے اور اگر وہ حدیث مرسل بسند مکمل نہ ہو تو اس کی سند میں ابی سعید مرفوع متصل کیا گیا ہے۔ علی المدینی نے ذوال عن ابی سعید مرفوع اور مرسل دونوں کو ترجیح دی ہے اور اگر موقوف بھی ہو تو بھی صحابی کا مرفوع ہونا مسلک اہل علم کے نزدیک قائم ہے اور حدیث موصول مرفوع ہو

بسکا نصب صحیح ہو تو چور کے پاس چوری کی دسویں قطع نہیں کرے لانے لائق ہوگا یا نہیں کما ہو الصحیح و فرانکہ یعنی مالی سرقہ اور قرض سے ہو جو حیلہ کر کے بنا لیتے ہیں اور ترجمہ کرنے لائے ہیں تو ان کی چوری میں کچھ بقدر نصاب ہوں قطع نہیں ولا یکون المسروق متقوما مطلقا فلا یعتبر بقدر نصاب مسلما کان السارق او ذمیا و کذا الذی یاخذ سرقا من ذمی خمرا و خنزیرا و میتة او یقطع عندهما عند تعدد المالک و عند الثانی و سرور مسرقت کا مال متقوم ہونا مطلقا یعنی ہر دو طرح کے نزدیک مال متقوم ہو تو قطع نہیں مسلمان کی شراب چور کیلیوے سے خواہ سارق مسلمان ہو یا ذمی اور ایسا ہی جب ذمی سے کوئی مسلمان شراب یا سور یا مردار کو چرا کے تو قطع نہیں ہوتا ہے کہ نہیں اور مذکورہ بالا مسئلہ متفرع ہوتا ہے یعنی ہمارے ہاں حکم ہے کہ ذمی کے پاس

کتنی ہوئی در میں دو سوال بادہ مذکور ہیں کہ چور سے کس کہتے ہیں اور کب ہو سکی اور کس نصاب کی چوری کی اور دونوں گواہ ان سوالات کا جواب بیان کریں
سرقت مذالحوی کی جمع جو بیچ کے واسطے ہیں ہم کیفیت سرقہ کا سوال ہر تمال سے ہو کہ شاید چور نقب یا دیوار کہن یا دیوار دخول مثل ہو کہ چوری ہی ہو تو ہمیں قطع
ظاہر الروایۃ ہیں ہو اسکو کہ نصاب نہیں کہا جاتا ہے چوری اور کمان کا سوال اس احتمال سے ہو کہ دار الحربیں چوری کی ہو یا مسلمانوں کا مال دار الاسلام میں ہو چونکہ ان میں قطع ہم
اور مقدار سرقہ کا سوال اس احتمال سے ہو کہ شاید نصاب سے کم ہو اور ضعیف سرقہ کا سوال اسلئے ہے کہ شاید اسے مستحق کلام اشراف کو ہو اور جسکو سوال نا ہو
ذو اسکو چوری سے طرف منسوب کیا ہو اور تاکہ فصل بقطع الطریق سے ہو اور زمان سرقہ کا سوال تقادم کے احتمال سے ہو کہ ہم کو حد ساقط ہو فالسبب
ہیں تقادم نہ چاہیئے مدت گزرنا مبطل شہادت ہوا اور صاحب مال کا سوال اس احتمال سے ہے کہ شاید مال محرم ہا شہ ہو سارق کی دیانت ہی ہو
الشبہۃ لدرء الحدود ہیں حاضر ضامن جائز نہیں تو تحقیق عدالت شہود متعذر ہو کہ جس کا چاہا ہی شہادت کی دیدی الحدود تندرء بالشبہات
الا الکمان بخلاف قرار حاکم کے قرار کرنے والے سے پھر اعادہ کو کہنا کہ سوال کرو کہنا اور یہ ہے جو فرع القدیر ہیں کہ متہم کمان کا بھی سوال کرے
ہم کہ متہم نہ ہو کوئی الہذا الخائن الخ اور یہ بہتر ہے کہ زمان کا سوال اسلئے نہیں اور فرع القدیر کے بعض نسخوں میں کہ سوال ملاک آتی قرار دی
سوال کو بھی لایا ہے کہ متہم ہو حق سرقہ کہ کہاں سے ہی سوال کرے کہ شاید دار الحرب میں چوری کی ہو کذا فی القہستانی کہ کذا زمان سے بھی سوال کرے چور تمال سے
کرے شاید متہم نے اپنی ملک کی حالت میں چوری کی ہو وقیل کی ہو وجمعہ عن قرارہ وان ضمن المال ولکن الوجہ احترام اقرال مولانا اسمٰعیل اسی قرار پر
بہا ہو یجب وان کتمت فلا تظہر شرح وہبانیہ اور صحیح ہو جو کہ زمانہ کا ذکر ہی ہو کہ اقرار سے ہو گرچہ انہیں ضامن ہو گا مال سرقہ کا اسی طرح رجوع
صحیح ہو گا گر سب چور دن میں ایک ذا قرار سے جو کہ گیا مالوں کو کہا کہ وہ مال ہا ہو گا اور اسکی چوری کا اقرار کر دیا ہی وہی ہے اور وہ دیکر ہی باسانت ہو
تو قطع نہیں کرنا ہی شرح الوہبانیہ ہم مخصوص نہ ہو کہ ہتھیار ہو تو ہو تا ہو اور اسکو شخص اقرار سے پھر لیگا تو قطع واقع ہو گیا ہو گا اور اسکا ضامن ہو گا اور ہو
شرکت کو جو بیس جماعت ہیں سو حد ساقط ہوئی تو وہ سے بھی ساقط ہو گی ہو اسکو کہ شرکت برابر کہو چاہیئے کہ ایک ہی اشتراک فَاِنْ قَالَ اَخَذْتُ ضَرْبَ فَاِنْ لَمْ یَذْکُرْ
بِخِلَافِ الشَّہَادَۃِ کَمَا لَوْ قَالَ لَمْ اَخَذْ مِنْہُ شَیْئًا وَہُوَ مُصَدَّقٌ عَنِ الظَّہِیْرِیَّۃِ وَنَقَلَہُ شَارِحُ الْوَہْبَانِیَّۃِ بِالْاِتِّفَاقِ اور اس لئے ہم کہ سارق کی چوری کا اور کہا ہم سارق کا اقرار
کیا کا بجرہ اقرار کے تو اور کا بھی اسکا جاوے بخلاف شہادت کے کہ اور کے بعد گر جب اگیا تو گر قرار کیا گیا کا بیطرح نقل کیا ہو مصنف اپنی شرح میں ظہیریہ سے اور اشباہ
وہبانیہ اسکو بلا فرق ثبوت نقل کیا تو ظاہر اتباق ہوئی دونوں نقلوں میں ہم مطابق ہے صاحب الغرر اسے نقل کی کہ مصنف کو یوں نہیں کہنا چاہیئے تھا فافہم اور تم
بیاض ہم سب دلائل فوت ہو جاویں گر یہاں تو اور کی چوری پر بیاگا اگر اپنی ہو تو اسکا بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اس سے ثابت ہوا کہ جو ضرر ہو نیوالا ہو سبب اسکا ہو تو قطع ہو جاتا ہی اور
اگر اور کے ہم بیاض ہی ہم سرقہ کی قسم بھی ہو تو گواہوں کا اقرار اور کے سے کا اقرار موجب قطع نہیں ہو گا وَالسَّارِقُ کَالْغَاصِبِ یَعْنِیْ فِیْمَا ذُکِرَ اَیْ فِی الْاَحْکَامِ الَّتِیْ
الْقَصَّابِ اَوِ الْخَبَّازِ اَوِ الْغَسَّالِ اَوِ الْمَلَّاحِ اَوِ الْمُسْتَاْجَرِ اَوِ الْمُرْتَہِنِ اِلَّا فِیْ خِلَافِ الشَّرْحِ وَسَلَّمَہُ فِی الْبَحْرِ اور نہیں سارق کی ہو نوت اور مرہب برابر ہو رکی اور کہ ہو ہم ہو کہ ایک
یا ناظم ہو اور نہ سالی جنے ہو کہ واقعات مختلف نسبت کہا ہم سلوح دلیا ہو کہ اور کہا ہو کہ خلاف شرح ہو اور نہ سب ہے کے مراجعہ ہیں وَنُقِلَ عَنِ الْخَصَّافِ
رَحِمَہُ اللّٰہُ اَنَّہُ سُئِلَ عَنْ سَارِقٍ وَجَدَ سَرِقَتَہُ فَقَالَ صَاحِبُہَا لِلْاَمِیْرِ سَارِقٌ وَہٰذِہٖ سَرِقَتِیْ فَقَالَ لَہُ الْاَمِیْرُ سَارِقٌ وَہٰذِہٖ سَرِقَتُہُ فَقَالَ
اِنْ کَانَ سُبْحَانَ مَنْ یَظْہَرُ مَا یَشَاءُ جَرَّ الشُّبْہَۃَ بِالْعَدَدِ فَمَنْ ہٰذَا الْمَوْصُوْفُ بِہٰذَا الْوَصْفِ اور نہیں سوال سارق سے ہو اس سارق سے ہو جو کہ اسکے
کہ اقرار ہو جو اسے رجوع نہ کیا ہو کہ سارق اور مسروق منہ یعنی سارق کو جو مولیٰ ہو کہ اگر اسکو کہا ہو کہ تو نے چوری کی ہو تو اسکو ہاتھ کاٹ دیا ہو گا اور اسکو
کہ اقرار ہو جو رجوع نہ کیا ہو کہ سارق کو جو مولیٰ ہو کہ اگر اسکو کہا ہو کہ تو نے چوری کی ہو تو اسکو ہاتھ کاٹ دیا ہو گا اور اسکو

کیا سر جو دی کا الزام دیا تو عدالت کے کہا جھوٹا ہے اللہ تجھ کو بھی ظلم شاہ پہ لعنت اس پر جو شاہد مرتبین نے لکھا کہ انی اتبرء الیہ الزانیۃ من الشاہد ثم رمانی بعفتہ اقرار علیہ بھا فرمایا اور ابرار زیبہ کی کتاب الاقرار میں بعض مشائخ سے جو کیا اقرار نہ کرنا یہی صحت کا ہے سو وہ یہی ضمانت کے جن میں تعلق من وعن الحسن عن علی رضی اللہ عنہ حق مقسما علیکم بظہر العظیم اور حسن بن زیاد سے جو مروی ہے کہ ضرب سارق کی طلاق سے بہاں تک کہ چور کا اقرار کرے اللہ علیہ ان فرج جس سے ہوئی ہو بھاہو ، فقال انصف عثمان ابن العزا فقال ہو ابن العزا فقال ہو ابن العزا فقال ہو

فقہین حدائق کے دامن ہی پناہ روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ اگر تم جو ہری کی دوکان پر جاؤ تو وہاں سے جوہری کی ہر گز نہ خریدو کیونکہ وہاں ملاہی اور لہو ولعب کے آلات ہوتے ہیں اور مسلمان کو ان چیزوں سے بچنا چاہیے اور ان کا خریدنا بیچنا بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان چیزوں کو خریدے تو اس کو چاہیے کہ ان کو توڑ ڈالے اور جلا دے۔ اور مسلمانوں کی جو ہری ہر تو قطع نظر اس سے کہ وہ ان چیزوں کو خریدے یا نہ خریدے ان کی دوکان پر جانا ہی جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی دوکان پر جانے والے گناہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان کی دوکان پر جائے تو اس کو چاہیے ک

غایۃ اور قطع نہیں گیا ہاں اور نرغل اور مچھلی اور چڑوں کی چوسر سے اگر چہ چمڑا بطریق مرمت ہو ازار اگر چہ چمڑا بطریق مرمت ہو ازار اگر چہ چمڑا بطریق مرمت ہو ازار

ہیں وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَاخُذُ وَهُوَ قَوْلُ عُلَمَاءِ سیر طرح کی چوری کے اندازوں مساکب و نقرون کی چوری کے حساب کا جو ذخیرہ پہنچی کہ ہیں چور ہیں قطع ہوں ہوں کہ ایسے دو نصاب کی چوری ہوئے معتبر ہوا اور وہی قیمت حساب کا ہوگا اگر اوزان کی مالیت بقدر نصاب ہو پہنچ اور ایسے دو نصاب کی چوری ہوئے معتبر ہوئے ذخیرہ ہیں موجب کے بنا دیا باقی ہو تو اوزان کے کیسے اور کا حساب دریافت کرنا مقصود ہوا اور یہ جہالت کا مال نہیں ہوں تو لہذا قطع نہیں کی چور ہیں طاقت ہوا کہ اور کچھ ہوا اور اوزان کی ہیں کے کنوائی ہوئے خواہ سوداگروں کی ہیں ان لوگوں کی کچھ کی یا وہ قاف کی ہیں کہ ہیں کسی قطع نہیں در صورت چور ہیں ذخیرہ حساب ہوا مصور نہیں اور ان کی مالیت بسبب مفقود ہونے کے ساقط الاعتبار ہو وَكَذَا لَوْ سَرَقَ طَوْقًا عَلَيْهِ طَوْقٌ مِنْ ذَهَبٍ عَلَيْهِ الشَّارِبُ يَا أَبَا الْأَعْوَرِ ظَهَرَ ہیں کچھ اور ہے کچھ اور ہے اگرچہ اسکی تو چوری ہوئے سارنے کو کہا طوق ہو سارنے کو کہا طوق ہو تو ساقط الاعتبار ہو لہذا قطع نہیں ہو وَلَا يُقَالُ فِي زِيَادَةِ الْقِيمَةِ بِاعْتِبَارِ الصَّنْعَةِ إِنَّهَا تَصِيرُ مُسْتَهْلَكَةً فِي الْأَصْلِ لِأَنَّ الزِّيَادَةَ تَابِعَةٌ وَلَا يُقَابَلُ التَّابِعُ بِشَيْءٍ مِنَ الثَّمَنِ وَلَا يُقَالُ إِنَّ الْأَصْلَ لَمَّا كَانَ مُسْتَهْلَكًا فِي حَقِّ الْقَطْعِ كَانَ الْوَصْفُ الَّذِي هُوَ تَابِعٌ لَهُ أَوْلَى أَنْ يَكُونَ مُسْتَهْلَكًا لِأَنَّ الْوَصْفَ لَا يَكُونُ مَقْصُودًا بِالْإِتْلَافِ وَإِنَّمَا يَكُونُ مَقْصُودًا بِالْغَصْبِ وَالْبَيْعِ وَنَحْوِهِمَا

دوکان اور سرائے اگر چہ کسی کا قبضہ ہو یا ہو کہ یہ مکانات حفاظت کے واسطے نہیں ہیں اور داخل دخول کا تفاوت ذکر ہو نہ اس لئے کہ ان کی وضع واضعاً انما ہی لا یثبت الطرفین کما فاظ فہ وجزاء الظہر بنا لکان لانہ اقوی فاثبت بالحاق فاظ الحام لانہ حول وتعتبر فی المسجد بانہ لیس حتی یبہ یتوقف علی الصلوٰۃ فیہ اور صلہ کہ حفاظت نگہبان کی باوجود منافعت مکان کے منسوب نہیں ہوا سکو کہ مزدکان کی نوعی ہی نگہبان کا مزد سونے نگہبان میں نہیں ہوا سکو کہ مزد دکان اور مزد نگہبان کا سبب میں میسر ہونا اسلئے کہ وہ مزد نہیں بعینی اموال کی حفاظت کے واسطے مسبب نہیں ہی کا کہ تو ہی سے کہ اگر کوئی شخص بیت المال میں غیر وقت دخول کی چوری کرے تو قطع ہو صاحب المال اپنے مال کے ایسی اجارہ اور سبب میں گرا گا اپنے اس کے پاس ہوگا تو قطع نہیں اور یہی حکم ہوگا راہ اور بیٹھک و کلیہ کا ان میں مزد نہیں ہوتا للانام کلہا لعظم جرد لو لو من مصطبل علی المذہب قیل جزاء کل شی معتاد کما فصلہ والاولی ہو المذہب ناعبتی لکن یضمن الثانی ہو الاصح کما فی الخانیۃ اور ہو کان کی مزد ہو لاک تک مال کا وہ بالکل تمام کے ہوا لاک مزد ہو تو قطع کیا جاوے گا جیسے بنگی بھر کی بستی کے اور یہ شیوخ کہا کہ مزد ہر شہر کی کا مستبر اور کے مثال کے مزد سے اور اسی حکم پر ہے کہ اگر کسی نے کسی کے مکان کی چھت پر سے کوئی چیز چرائی تو قطع نہیں کیا جاوے گا کہ و

لطرائح کی سزا اور اخارت سے اخذ اور تعریف ہو ہر اور نصب فاعل کا اور الفی کذا الرابیۃ فی نسخۃ الدین والشرح ماروصوابہ بالواو وکانی المکاتب شیبانی المغرب یقال نضبا ثم اخضرہ فطم لان الرضی حملا یعتاد ما الشرب ثم اعتیادا الکل فعلا واحدا کانا یسارق نے نقیب یعنی کہنہیں لگاتا اور سر گروہ اہل ہوا اور کوئی چیز اللہ نصاب اوہ مین مثال وہی ہو کہ چور کی توقطع کیا جاویگا اسواسطے کہ چور کا پہنچنا میانا یک تدبیر ہو جسکی وجہ سے وہ مال محفوظ سے نکل جاوے اور یہ تدبیر ہوتی ہے سبب قبال یعنے مقتت بنانا اور دخول ہوا اور چور کا پہنچنا کہ یہ اور شرط بنانا ایسا ہی فعل ہے جسے شارع نے سبب قرار دیا اور شرح کے نزدیک قتل والی سزا کو دیکھا اور دیکھ کر اور جیسا کہ تین ہیں اور اور نہ ہونے دار کا ثابت ہونا اور کا ہم حمومی نے کہا کہ شرط قطع ہے کہ پہنچنا کو تدبیر جیز نظر انی ہو اور اگر نظر انی کا ہی ہو گی تو قطع نہیں اگرچہ ہیر کو اجاڑ دے اسطرح دیوار سیندھ کے ہو کذا فی الذخیرۃ واخذ عارۃ نفس مقبضہ لا سارق اور اگر پہنچکر بیٹھ رہے اور باہر نہ نکلے تو قطع نہیں کیونکہ وہ اسطرح پہنچنے والا ہوا جو سارق نہیں ہوتا اور اسکا مال ایا یہ قساما کذا فی الذخیرۃ اور اخرجہ او علق رئسہ فی عنق کلب لان سیرۃ بقطاب الیہ اہل سرقہ کا مال باہر لاوے اور اسکو خارج کرے یا اخراج میں اپنی مال موثق کی رسی کو کسی کو دیدیں مثلاً کہ کر دانہ اور رسی کا ہاتھ کو پکڑ لیا تو قطع کیا جاویگا ہوا سطے کہ ہوا نوا اور مکر تو کا بنانا اور نکالنا اس شخص کیطرف منسوب ہوگا ہم اور نگر اور نکالنا اور اخراج کیا بلکہ وہ خود نکل گیا اسطرح کہ باندھنی ڈانچے کے آپ نکل گیا تو اسپر قطع نہیں ہوگا کہ اخراج کو اسکا ہو کر منسوب نہیں ہوا کذا فی البدائع اوالقاہ فی الماء اخرجہ جریان الشارع یعنی اگر مال مسروق کو جنہیں ڈالا باہر کر دیا اور سارق نے اسکو باہر کر دیا اور سارق کی حرکت دینے سے حرز کے اندر سے نکالا تو قطع کیا جاویگا بدلیل گفتہ شیخ یعنی اسطرح کا سارق ہی کیطرف منسوب ہوگا ہم صورت اسکی ہے کہ گھر کے اندر تھا ہی اور نکالا ہی کسی شخص کو پتا سارق نے مال اٹھا کر پانی کو دیدیا اور پانی نے مال باہر پھینک دیا کذا فی الینبع او لم یخرجہ بل اخرجہ فوقع بجذبۃ علی الاصح لانہ اخرجہ بسببہ زیلعی یا سارق کا مال کر انیکو دریا یا نالہ مال باہر گھسے نکل گیا کذا فی الینبع اولا

او موضعی اگر مسجد ہو کہ ذاتی الطاق ہے وانکان فیہا حافظ او شق الجمل فسرقہ منہ او سرق بعیرا لم یضمہ الجمیع فیہ ستاتم ورد بہ محفظہ او ناظور علیہ او رابط دابتہ او داخل بیدہ فی عنقہ او فی جلیتہ او فی کیسہ او فی حجرہ او فی ثوبہ او فی ثوب غیرہ او فی عنقہ او فی جلیتہ او فی کیسہ او فی حجر

فلفظ شارح کہتا ہوں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ہر الفاظ سے ہر الفاظ کا قول باب العطف المرجب للحد میں کہ قید لگانا امام کا منہج ہے کہ قاضی کو حکم دینا کہ اجائز نہیں فرماتا ہے اور کہتا ہے اور ہم کہتا ہے ہیں کہ ہم یہی کہتے ہیں لیکن یہ کہ اگر قاضی کا حکم اس کے خلاف ہو جو ہم نے ذکر کیا ہے تو اس کا حکم نافذ ہوگا اور یہ کہتا ہے کہ فرماتے ہیں والصحیح جائز

باب کیفیۃ القطع

القطع واثباته یہ باب ہے کیفیت قطع اور اسکے اثبات کے احکام میں **تقطع** یعنی السارق من رندہ او من مفصل الرسغ ومحکم جوہا

وعند الشافعی ذی یا فتح الدیر یعنی سارق کا داہنا ہاتھ اور اسکے بندوہ سے بیچ سے ہے اور اذا جاء احد کم چور پہلی سے بار بار جو کہ اور امام شافعی کے نزدیک واذا جاء احد کم تجا ہے کہ ہوگا فتح الدیر یعنی مطلق ہاتھ کا ہے کا ثانہ نص قرآنی سے ثابت ہوا اور داہنے ہاتھ کی تعیین عبداللہ بن مسعود کی قرات سے ہوئی فاقطعوا ایمانہما یعنی سے اور یہ قرات مشہور ہے اور قطع ابتدا آیت کی تقیید اس قرات سے صحیح ہوا اور داہنے کا ثانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فعل سے ثابت ہے اور پہنچے سے کا ثانا متواتر بجاہی متواتر ہے حسین سے متخص کے طلب کرنے کی احتیاج نہیں اگرچہ دار قطنی وغیرہ میں ہم کو بھی احادیث بھی دی ہیں اور قلم اصابع پر کا ثنا کتبہ نقل شاذ ہے اور خارجیوں کا قول کہ داہنا چور کو نہ ہے سے کا ثنا چاہیے مخالف اجماع ہے اور داہنا قرات صحابہ سے ثابت ہو حالانکہ اللہ ہر چور کے دہنے ہاتھ کی کو سول کر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سارق پکڑا لایا جسکے سنہ پر چرانا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ اسنے چوری کی ہو سارق نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسکو لیجاؤ اسکو اور قطع کرو اور پھر اسکو میرے پاس لاؤ سو قطع ہوا اور دوبارہ لایا گیا پھر اسکو حضرت کے پاس لائی تو فرمایا کہ توبہ کر اللہ سے اور توبہ کر اسکی طرف میں توبہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے بشرط مسلم اور اسکو ابوداؤد نے مراسیل میں اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں بھی روایت کیا ہے اور دوسرے قطع نے بھی قطع ہونا اور داہنے کی روایت کی ہے اور مغرب رفیعہ میں ہوگا حسین لیے داغنا عبارت ہے گرم تیل میں ہاتھ تلنے سے اور فائدہ داغنے کا یہ ہے کہ خون بند ہو جاوے اور شافعی اور حنبلی کے نزدیک قطع واجب ہے اور داغنے کا حکم نہیں ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا حکم کیا جاتا ہے ابوداؤد اور ابن ماجہ میں مروی ہوا اور ہمارے نزدیک یہ امام کی تجویز پر موقوف ہے اور حضرت کا حکم نہیں ہوا ہے اور ثابت ہوا ہے اللہ علیہ الاکی حدیث سے اور قطع ظاہر ہے تکلف کرنے والی اور سارق معتدبہ ہونا تامل اور قطع ہو گا **ومن نیته** یا **حرزه** او **عشاء** او **کفه** او **حسبه** علی السارق عند ابی حنیفہ **لتسلیمه بخلاف اجرة الحفار للحصر** او **فی بیت المال** وقیل علی المقر شرح وهبانیه قلت وفی قضاء الخانیة هو الصحیح لکن فی قضاء الذخیرة وقیل علی المدعی هو الاظهر کالسارق وقیل کی نصف اور کے مصارف جیسوا ہتھ کا ٹنے والی اجرت اور دفنے کی کلفت یعنی گڑھا کی مثبت اور تیل جوش کرنے کی اجرت سارق پر ہے ہمارے نزدیک ہو سکتا ہے دہی سبب بڑا ہوا ان مصارف کا بخلاف مدعی اور مدعا علیہ کے حضرت ابی حنیفہ کے اور دہ بیت المال سے متعلق ہے اور ہمنے کہا کہ سترہ مرکش ہو گا اور فی نوع الوہبانیہ شارح کہتا ہوں اور خانیہ کی کہ اس الفضاء میں ہے معتبر ہونا چور مخصوص کی ہے صحیح ہے لیکن ہزازیہ کی کتاب الغصب میں اور ایک قول ہے کہ اجرت مخصوص کی مدعی پر ہے اور صحیح اول اصح ہے **ویعلق بعینه** فی رقبة السارق **ان قائما** او **بضمانه** ان مستهلکا **ان اقر به** او **قامت به بینة** او **نکل** یعنی کہ اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا

باب کیفیۃ القطع

ویقطع یمین سارق ورجل سارق بعد ذلک یعنی کہ اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا

ویعلق بعینه فی رقبة السارق **ان قائما** او **بضمانه** ان مستهلکا **ان اقر به** او **قامت به بینة** او **نکل** یعنی کہ اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا اور اگر چور نے کہا کہ میں نے چرایا ہے اور اسکو ضائع کر دیا ہے یا اسکو بیچ ڈالا ہے تو ہاتھ کا ٹنا ساقط ہو جاوے گا اور ضمان اسکی گردن پر ہوگا

اور جو امام شافعی اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص مشورہ دیا کرے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ قول علی مرتضیٰ کے وغیرہ کہ من لا امام لہ فالسلطان ولیہ ومالہ ولی یقطع الا السلطان اور ابن ماجہ میں ہے کہ لا یصلح علی السلطان الا فیئ اور ابو ہریرہ روایت ہے کہ سہو ہوا اور چوتھا بادی کی چور ہیں یہی قطع کیا ہے اور روایت صحیح تر ہے تو ساتھ رہے ہم امام شافعی کے تمہارے لیے ایک حدیث ابن ماجہ کی ہے جس میں ابن ماجہ کا بیان ہے کہ ایک سارق کی چادر کا چور کیا ہے کہ ایک سارق کی چادر کا چور کیا ہے

الجواب آدمی کو چاہیے کہ خوف خدا میں اس حد تک پہنچ جائے کہ اپنے کو خوف ہو جائے یعنی کہ کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ہاتھ دیا ہے وہ قطع ید کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے پاؤں دیا ہے وہ قطع رجل کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے آنکھ دی ہے وہ قطع عین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے زبان دی ہے وہ قطع لسان کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے کان دیا ہے وہ قطع اذن کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ناک دی ہے وہ قطع انف کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ہونٹ دیئے ہیں وہ قطع شفتین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ذکر دیا ہے وہ قطع ذکر کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے خصیتین دیئے ہیں وہ قطع خصیتین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے فرج دیا ہے وہ قطع فرج کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ثدی دیئے ہیں وہ قطع ثدی کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ہاتھ دیا ہے وہ قطع ید کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے پاؤں دیا ہے وہ قطع رجل کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے آنکھ دی ہے وہ قطع عین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے زبان دی ہے وہ قطع لسان کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے کان دیا ہے وہ قطع اذن کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ناک دی ہے وہ قطع انف کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ہونٹ دیئے ہیں وہ قطع شفتین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ذکر دیا ہے وہ قطع ذکر کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے خصیتین دیئے ہیں وہ قطع خصیتین کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے فرج دیا ہے وہ قطع فرج کی حد کے لائق ہو جاتا ہے اور کیا ہر شخص جس کو اللہ نے ثدی دیئے ہیں وہ قطع ثدی کی حد کے لائق ہو جاتا ہے

المصنف قلت لکن ذکر ذلک عالف ثانیا قولہ ولکن ذکر فی الشرح الثانیۃ یفید ترجیح الاول تأمل، درست طریق حاضر تاویل

منہ یعنی مالک ثانی کا ثانی حال کا ثانی ہونا اور قطع کیوجہ سے ثانی حال میں کہ شاید ہاتھ دینے کی مانگا اور اگر کہہ تو شاید قطع ہو جائے تبیین سارق خلاصہ مین حضور کو اس بات کا قطع کیوجہ سے کہ وقت بتانے شرح المنظومۃ کے کہ ملتقی کہا ہو کہ مصنف نے یعنی غرر مین صحیح کہا ہے لیکن عدم شرط شہود و مخالف ہونے کلام کے جسکو ہو اس سے پہلے ذکر کیا ہو شرح اور شرح دونون مین تو عدم اول اور اللہ تعالیٰ اعلم تحریر ہوا اور اللہ تعالیٰ اعلم تحریر ہوا یہ تاویل درست نہیں کیونکہ حضور کی کتابون مین

سارق کے پاس سے برآمد ہوگیا اور قبضہ کے بعد سارق نے مال کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ قبول نہ ہوگا اور قطع ہوگا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے سے پہلے ہی اس کو ہبہ کر دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو ہبہ کیا تو قطع ساقط نہ ہوگا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو بیچ دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو رہن رکھ دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو اجارہ پر دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو عاریۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو ودیعۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو مضاربۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو شرکۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو وکالۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو وصیۃ دے دیا تو قطع ساقط ہو جائے گا اور اگر مسروق منہ نے مال سارق کے پاس سے برآمد ہونے کے بعد اس کو ہبہ کیا تو قطع ساقط ہو جائے گ

شاہدوں کی گواہی کے وقت خلاف الی یوسف اور شرط نہیں ہوجود ہونا مالک کا خلاف کے اقرار کے نزدیک بلاخلاف کا کہ ثم حال السارق بعد ما قطعت یمینہ الخ لفظ الحاکم بشیر دراہ وغیرہ کا وہ ۱۲ الکمال بعد قطع یمینہ اور واذا تبین سارق پر بعد قطع ہونے اس کے لیا جائے گا یعنی دعوت نہ ہو جود ہونے مال کے بعد الفاظ حدیث کو نہیں کرتے الدر وغیرہ اور کمال الدین ہے جو سنت ابن الفاظ روایت مالک کی کہ لاغرم علی السارق بعد قطع یمینہ ہم نہ کی روایت حدیث ابوہریرہ ہی ہے اسکو ہم نے اور حدیث ابوہریرہ واسے کرنا معارف لفت کا جو ماسبق فتح القدیر میں اس حدیث کو کمال الدین بن ہمام نے اور نطنی سے اور بیہقی اور دارقطنی سے اور ابن عدی سے اور حدیث مرفوع ابن لفظ ہو الاکثر ہم صاحب درایہ ۱۲ آج عبدہ الحدیث اور نیز کی حدیث ابن لفظ ہو لا یقطع السارق حتی تقوم البینۃ کذا فی نامہ التبیین لزیلعی کی حدیث ضعیف اور منقطع ہے والاستدلال بہا ۱۲ منہ دمع العینی قولہ فاشہد وا ان باقرارہ او وجہ آخر مثلا ما مر مالک ما کذا فی ۱۲ اور الگ مال میسر ہا جاوے گا جو مروہ جو اگر سارق نے اسکو بیچا ہو یا ہبہ کر دیا ہو بیچنے والے مالک کی طرف سے اور اسکے مالک کی طرف سے اور نہ کر دی ہ

معلوم آوا ہی تا کہ ان بیانم و ذا کہ ان وان عذ انفی الشرف اتفاقاً جنیدکہ و انبا دفیرہ مرتو اگر بکسو بیرا یا اور دست بہ تن بنا و سوگر و نہ کی کما ہو تہ بیہ طاہ کہ ما کہ کہ بیہ بیا و اگر طرف شما سے کہ کما ہو تو دو بیا و ساق کا ہو اتفاق امام او در ما خیر کہ کہ تو نے لا اخیار ہو بیہ طاہ کہ حالت عدیہ بیہ تا ہو بی تا بیہ تو او ل او بیہ او بیہ کے و لو ہو بیہ اعتبار و نحن المخطئ و لیلہ السوابق فقیل لا ذکر و ہ اجہان او گر او بیہ ساق بہ کہ بیہ ح بیہ ر کما کہ تو بیا کہ بیہ تو کہ بیہ تو کہ بیہ تو

مقصود حاصل نہیں یعنی خوف آمد سے اور اگر دار الاسلام سے دار الحرب کی طرف نکالنا مراد ہو جیسا کہ بعض کے ارشاد کا ظاہر خوف ہوتا ثابت ہوا کہ نفی عن جمیع الارض مراد ہو جو بسطر چہ کہ سزا کیلئے ایک مکان یعنی جیل خانہ جیسا ہر ارض اور اسکے شہر محفوظ نہیں بخلاف جس پر حد قائم ہوتی ہے کہ محبوس کی خارج عن الدنیا ہو تی ہیں وظاہر ہے اِنَّ اللہَ اَذَنَ لَہٗ اَنْ یَّتَخَیَّرَ بَیْنَ الْاَشْیَاءِ کَمَا شَاءَ فَلَا نُسَلِّمُ فِی الْاُصُوْلِ اور ظاہر ہو کہ ثابت نہ ہوا تو ہمارا دعوی ثابت ہوا جمال پر مراد ہو جیسا کہ پیچھے گذرا ہو ثابت ہو چکا ہو مقطع الطریق کی جزا قرآن مجید میں قتل کرنا یا سولی دینا یا ہتھ پاؤں کا کاٹنا یا نفی بیچنی حبس کہا گیا ہو اور اگر آیت کے اطلاق پر عمل کیجئے تو سب کی ملی جزا ہو اور ہر گناہ کی سخت جزا جاری ہو سکتی ہو اور یہ امر تو اصول عقل کے خلاف ہے تو واجب ہوا تقسیم جزا کا قائل ہونا سخت گناہ کی سخت جزا اور ہلکی کی ہلکی اسی طرح کی برابری عقوبت کی باوجود تفاوت جنایت کے حکمت کے مخالف ہو اور یہ کہنا کہ ہو عالانکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہو کہ ابن بردہ کے لوگوں نے قطاع الطریق کی نوعیت نزول حکم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نازل ہوئی ہو بعد اسکے کہ جس نے قتل کیا اور مال لیا اور جس نے قتل کیا اور مال نہیں لیا وہ قتل کیا جائے اور جس نے لیا اور قتل نہیں کیا اسکے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور جس نے مال نہیں لیا اور ہو خوف پیدا کرنے والا ہو اسکو نفی کیا جائے گا ہم کہیں گے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اور ابن منذر نے اور ابن جریر نے اور ابن ابی حاتم نے اور طبرانی نے اور بیہقی نے اور ابن مردویہ نے اور ابن عساکر نے اور ابن ابی حاتم نے اور ابن جریر نے اور ابن منذر نے اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن مردویہ نے اور بیہقی

ہی کو اپنی خبر نہیں سمجھ رکھا ہو فالجواب اجوبۃ المسائل الثلث وقد تعین من جواب مسائل سنۃ منکرہ کا حکم اگر جیسا کہ منکرین ہی ماننا ہوتا کہ منکر ہونا ہی کا موافقہ ہو کفار کی الحاق کی یعنی تعلق عین تصاحب اور نہ ہاں میں رجال ہو کر قتال ہو کر قتال ہو کر قت

جہاد کو کہا جاتا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون ہجرت ہے فرمایا اور اداء اور اداء کے رسول کے ساتھ ایمان لانا سوال ہوا کہ کس کے لئے جہاد فی سبیل اللہ سے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ وہ ہے کہ جو کوئی نفس اپنے مال اور ذکوٰۃ کا ایمان کے لئے خرچ کرے اور اس میں بطریق غرور کے کام نہ کرے تو وہ دن عید شمار ہوں گے جس میں کچھ معاصی نہ ہوں گے اور ہر ایک قدم جو وہ اٹھائے گا اس کے ایک درجہ کا ثواب ہوگا اور ہر ایک منزل جو طے کر

محمد رضی اللہ عنہ اور علماء حنفیہ رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے کہ فرض عین صبیر و مجنون کا عقل سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ بلوغ سے ثابت ہوتا ہے
طفی نہیں ہوتا اور عورت اور مریض سے صاحب جائداد ہونا اس لئے ساقط ہو جاتا ہے کہ ان پر جہاد کا فرض کفایہ
ہونا اور سپاہی ہونا فرض عین ہے بلکہ فرض ہے یعنی دین الٰہی کے مالک کے واسطے اور صاحب اسلحہ کے اوپر ترک جہاد فرض ہونا
نوجہ کریہ ہے عاجز لوگوں کے ترک جہاد کا باعث کہ وہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر آیات قرآنیہ سے توجہاد فرض
عین معلوم ہوتا ہے اسکے فرض کفایہ ہونا خلاف ظاہر ہے جواب یہ ہے کہ موجب دل ہیں آیت قرآنی ہلا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ الٰی اٰخِرِ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی الیہ مفسرین نے وارد ہوا ہے مؤمنین سوا اولی ضرر کے اور مجاہدین برابر نہیں
ہو آخر آیت میں فرمایا اور ہر ایک سے خدا نے نیکی کا وعدہ کیا ہے اگرچہ فرض عین ہوتا تو قاعدین سے نیکی کا وعدہ نہ ہوتا بلکہ وہ مستحق عذاب ہوتے اور روایت متعدد
ہیں اگر مراد ہر مرد مسلمان ہے کہ فرض عین ہوتا تو مختلف حضرت کا حکم نہ ہوتا کہ بعضی احادیث میں ہے جہاد نفل کیا کرو اگر
ہمارا ہر مرد مسلمان ہے کہ فرض عین ہوتا تو مختلف حضرت کا حکم نہ ہوتا کہ بعضی احادیث میں ہے جہاد نفل کیا کرو اگر
سب پیش قدمی کریں گے تو ہمارے پیچھے رہنے والے ضائع ہو جائیں گے اور اگر ہر مرد کے گمان کیا کہ ہمارا جانا ضروری ہے تو لوگ جہاد چھوڑ بیٹھیں گے
تو سب پر واجب ہوگا اور اگر ایک فریق دوسرے فریق کے ہمارا جانا گمان کیا اور دوسرے فریق نے ہمارا جانا گمان کیا تو دونوں گروہ پر واجب ہوگا
کہ مراد وہ ہے کہ جہاں کوئی نہ ہو کیونکہ فرض کفایہ ہونا اور عدم کا عذر قطعی ایسے امور میں سے ابتداء ہے اور ان لم یبدؤا بہ اما قولہ تعالیٰ فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ
وضمنا ہے کہ اَلْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جو اس سے پہلے ہیں اگر کوئی کہے کہ ہم تو اپنا گھر بار چھوڑ کر جہاد کو نکلے ہیں اور
وہ آیت قرآنی ہے کہ اگر کافر اسلام لائیں تو ہم بھی ان سے لڑنا اور تکریم جہاد کی بزرگ ہمیشہ ہیں یعنی بعد انقضاء حرم کے اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم میں منسوخ ہو جاتی ہیں اور
جانچہ بہ آیت کہ اوپر مذکور ہوئی ہے وہ جنگ سے حاصل ہوا اور اگر ہیں کافر ہیں جہاد کی ہے ہم لوگ کافر ہیں سے ہو اگر کافر ہیں جہاد نہ کریں تو وہ ہم پر حملہ کریں گے اور ہم
دین اسلام کی ترقی نہیں ہوگی اور ہم کو ذلت حاصل ہوگی اور ہم کافر ہیں کا جہاد کی ہے ہم لوگ کافر ہیں سے ہو اگر کافر ہیں جہاد نہ کریں تو وہ ہم پر حملہ کریں گے اور ہم
دین تمام مسلمین

اباحۃ او دعوۃ فالوجہ فی الاول عدم جواز ہ الخ اقول اسپر فرض عین ہونا جہاد فرض عین نہیں صحیح کما یعلم من عبد المحرر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں عرض کی ہاں فرمایا انہیں میں جہاد کر (مسلم) سو کسی حدیث سے نہ ہوا کہ فرض عین ہو تو والدین سے پوچھ لینا جائز ہے اور بادائے دین بھی یہی حکم ہے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طرف ہجرت کی میں نے کہا کہ میں تجھ سے ہجرت پر بیعت کرتا ہوں اور اس پر اپنے والدین میں سے رونا چھوڑ دیا ہو فرمایا نہیں تو واپس جا اور انہیں رلیٹ جا اور ان سے اجازت لے اگر وہ تجھے اجازت دیں تو جہاد کر (ابو داؤد) جہاد اجازت نہ دیں تو ان کے سامنے تکبی اور خدمت گزاری کر کذا فی الفتح سو اس میں بھی کوئی دلیل نہیں کہ والدین کے سوا اور اہل و عیال اگر مرد کے جہاد کرنے سے ضائع ہوتے ہوں تو وہ ان کو جہاد سے منع کر سکتا ہے اور نہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور نہ ان کی اجازت سے فرض عین ساقط ہو جاتا ہے اور نہ ان کی اجازت سے جہاد مباح ہو جاتا ہے اور نہ ان کی اجازت سے جہاد مستحب ہو جاتا ہے اور نہ ان کی اجازت سے جہاد مکروہ ہو جاتا ہے اور نہ ان کی اجازت سے جہاد حرام ہو جاتا ہے اور سفر جہاد میں ان کی خدمت گزاری کرنا ان کی اجازت سے جہاد کرنے سے افضل

ہم دشمن عاید ہو کا دہ یا مانی مشائخ حنفیہ میں کہا کہ اگر دار الاسلام کے کسی شہر پر کفار جمع کریں تو اگر وہاں کے رئیس کے قریب لوگ مع پرندہ ہوں تو اہل حصار دشمن میں اور اہل دیوار کے دیوار پر فوض کفایہ ہے لیکن جبکہ دیکھ لی جائے کہ ان کی تعداد بھی ہوں یا کافی کریں تو دیوار والوں پر بھی فرض عین ہوجائے ہاں اسی طرح اگر دشمن ہم سے دوگنا ہو اور دیوار والوں

بقی ان یقال ہ لا سلام ہو الحق یدعی بالحجۃ والبرہان فیجب قبولہ کما قالہ المصنف اور اس قول میں بھی کچھ زور نہیں
پہلے تو ہم کہیں گے کہ اسلام کی دعوت ہمیں پہنچی اور وہ بھی دعوت اسلام گو پہنچ جاوے مگر اس دعوت میں ایسی تاثیر نہیں ہوتی کہ بلا دلیل و برہان ایسے کافر کی
جس بیچارے کو اسلام کی خبر نہیں پہنچی دعوت اسلام جبر نہیں پائی ہو یہ بات کہ اگر اسلام کی خبر کسی کو پہنچی نہ ہو تو کافی نہ تھا ماننا غلط ہے ہاں اس کو اس لئے لڑنا درست نہیں ہے کہ
کہ اسلام اس پر جزیہ جاری کرنے کی درخواست کرے کوئی ذمی نہیں ہوتا مگر خلاف نقل معتبر کے ہم مصنف کے اپنی شرح میں کہا کہ دعوت اسلام اسلئے واجب ہے
کہ ہم جزیہ اسلئے لیتے ہیں تاں ہم پر کوئی مواخذہ نہ ہو اسلام قبول کریں یا جزیہ نہ آوے اور قبول دعوت قتال کرنا کہا وہ یہ کیونکر ممکن ہیں بے سمجھے علم
اصلی ہیں اور اجرا احکام اور دعوت ماننے جیسے ہو یعنی زبان سے کہنا یا عدم دعوت حکمی یعنی شرق و غرب میں ہونا ہر گز اہل اسلام کو سوا اہل الرائے نہیں ہو نہ ہر شہر میں قاضی مامور
دعوت ہی جیسا کہ ہر کبیر و بالغ میں مامور ہوتے تو ہر جم خلاف مصنف اور صاحب ہدایہ فقط انتہا ہے پر ہے اور صاحب ہدایہ اس لئے جو کہا حسن لتقدیر کا جائز چل کلام
نقل کرنا پڑا ہو گئی تقدیر ہو کہ ہم تک پہنچے ہو دعوت حقیقی اور حکمی نقل کر کے کہا کہ اس شرک سے بہتر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ہیں دونوں کہا ہو تو ہمیں یہی ہیں کہ جنکو اسی جبر اور تشدد سے ہمیں قبول دعوت
اسلام کرانا ہاں واجب کیا جاوے گا جاہلان کہ اسکا کچھ علم ہی نہیں ہوا ہو اور جان بوجھ کر نہ مانتے ہوں تو ان پر دعوت کی ضرورت نہیں ہو بلکہ فوراً ہی ان سے قتال واجب ہو
ذالک ضرورۃ لو قیل لعلہ ان کان کذلک فلعلہ لم یبلغہ الدعوۃ فکیف یقاتلہ قبلہ قلنا یجب ان یدعوہ ثانیا ہذا اذا لم یعلم قتالہ
حضرت کو دعوت الی الاسلام متصور نہیں ہو کر فرض غالب کے طور پر کہ ان کا مسلمان درست کر کے مستعد ہو جاویں فقط کے اندر ہو جاویں تو انہی جگہ دعوت کو اسکے مسلمان ہونے
کے اندر ہی فقط ہم دعوت ہو جاوے صحیحین میں ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا اور وہ بے خبر تھے کہ ان کی عورتیں اور بچے قتل کئے اور مال لوٹا اور اس دن ان کا سردار جویریہ بنت حارث تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آئی اور ان کے گھر کے سب لوگ قید ہوئے اور ان کے اونٹ اور بکریاں غنیمت ہوئیں
اور ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا اور وہ بے خبر تھے کہ ان کے مویشی پانی پر تھے تو جو لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا اور جو بچے تھے ان کو قید کیا اور اس دن ان سے جویریہ ہاتھ آئی
اور ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا اور وہ بے خبر تھے کہ ان کے مویشی پانی پر تھے تو جو لڑنے والے تھے ان کو قتل کیا اور جو بچے تھے ان کو قید کیا اور اس دن ان سے جویریہ ہاتھ آئی

کہ ان اور جنہیں ہرخواہ بندی اور تربہ اندیلن وہ مسلمین لا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون جن سے ہرتم کی لڑائی ہو اور جو مسلمان اذان کو مرکل سمجھ بنا نے قتل ہو جاویں تو اس سے دیت نہ ہو سکے کہ قتل کفار فرض ہے اور ذائقین والے ہوتے ہیں جن سے ہرتم کی لڑائی ہو ہیں آمادہ بلند کرنا مستحب ہیں اور کرو بھی نہیں اگر مسلمین ترک بیلیں کا فائدہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور ہمارا ہیں جو بچن بوڑا مستحب ہو ہے اسلام اگر ہو اور فیرہ اتنے کہ ترک ٹوٹ کا ذکر کیا ہو کر سکتا ہے پھر جاوے جیسے ہو چھ کو ہرتا ہا نظاری کو سنت رعب اور دہشت کو سوا کہ اگر فی الحال ہو جاتا ہے مقتول نہیں ہو سکتے تو اور عالم کی موت کے بعد ضرار ہو سکتے ہے کہ سب کی متفق الکلمہ ہیں اور اگر اختلاف ہو تو وہ جنہ کا ہمیشہ ہو الی قولہ الامام ملزم بذلک جہاد مسلم اذ دین الاجل قتل احکام مہم اہمال دلوا حیر ہو واحد فاحل حیث قتل جواز لکون الشرع ہو والذی قبلہ اور اگر اس کا امام والا ہو کر کوئی شہر فتح کیا جس ایک مسلمان باذ کو کی زنجا نوا ہیں سے کسی کا قتل کرنا ہمالا جائز نہیں اور اگر ایک کو ہی شخص دو شہر سے کافر آیا تو وہ تین باقی لوگوں کا قتل کرنا حلال ہے اس حال سے کہ جو شخص ایک لاکھ شاید وہی مسلمان یا ذمی کو قتل کرے فتح القدیر وفینا من اشتراہ عابد یعطیہ ویحمل الاسفنان بابہ لضعفہ وکتب فقہاء وحثا امرأۃ ولو بغی المراد اتی ہوا لا صح وخیر واراد بالنہی عن تسلیم لا یشارا والقرآن فی ایدی الدین والہم منع بنا کے کافر سے جس کی تعظیم واجب ہے اور سکا استخفاف اور الی لاہی عرام ہو جانچ مصحف اور کتابین فقہ اور حدیث کی اور عورت کا اخراج ممنوع ہے اگرچہ عورت باغی ہو اور اگر بنکے لئے بھی قتل جمیع ہو گو منافی الہدایۃ اور سنت سے جمیع سیر کی مرت کا اراد ہ کیا کہ سفر میں قرآن کو نہ لیجاوے گو مسلمان کی ہو ہیں ہم دلیل اگر ہے قرآن میں خاص لیکن علت عامۃ ہے فقہاء اور حدیث کو بھی قرآن سے نہ تعلق کرو الا ان جیشیں ہو نص علیہ فلا کراہۃ لکن یشترط الطہارۃ والا ماکان اقوی لکن اوامر سے بھی ہے جہاد

صاحب پر ایسا حال ہو تو قتل کیا جائے گا یعنی عورت اسیر پر فروخت یا اندگرد اطراف الارض یا ہبہ پر ایا ہبہ بالمال کتبہ یا دشاہ ہو گا تو قتل کیا جائے گا اور اگر امین سے کوئی مثال کر آہو گا تو اما یا اما یا جائے گا یعنی جزیہ مقرر کر کے چھوڑ دیں گے یا عورتوں کے اور صومعہ نشین راہب وغیرہ بعد قتال کے گرفتار ہونے سے بھی مقتول ہو گا اور یا دشاہ عورت ہو تو مقتول ہی قتال کرے یا کبر سے اور سیطرح کوئی کاہنہ اگر یا دشاہ ہو گا تو مسلماً مقتول ہو گا اور یا دشاہ کو قتل نہ کرنا اور کفار کی کسی شرکت چاہے پیر فروخت صاحب پیر شاب میں مقتول ہو گا اسلئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ عورت کے کہ شرکت ہوا دین کا صاحب پیر ہوا تھا کیا حال کیا اما قتل اما استرقاق اور حکم کلیہ میں ہر کسی کی بھی کفار فی نوع القدیر فی قتل من لا یقتل قتلہ من قدر یعملہ الذوی ۱۲ ولا یستغار لقطع کتار للمعاصی کان دم الکافر کالمباح الاقدام کامان ولو بغیر علمہ ۱۲ بلکہ کوئی امان دے چکی ہو اور بلد الحرب میں ہو تو قتل نہ کرے اور اگر کسی مسلمان نے قتل کر ڈالا ہو تو قتل کیا جائے گا اور اگر کسی کافر نے مسلمان کو امان دیدی ہو تو اس کو بھی

باب لغۃ فکان الامان ذا کقولہ لا یعترض لہا بعد ھم فی ذالک بشرط ھم علی المسلمین فلا امان لکافر الا بالحکم ان میں ہر
کسی نے جو اگر چہ کافر ہو کسی کافر کو پناہ دی کہ بغیر اجازت کرنے مسلمانوں کے اس امان کو بشرطیکہ مسلمانوں پر ضرر نہ ہو تو امان ہے اگر کافر کو دو مرد مسلمین میں سے
اور غلام کی امان بھی اگر کافر کا ذمی مسلمانوں کی امان لینے کی آواز نہیں سنی تو امان نہیں اور نہ کافر حربی جائز ہو دار السلام میں اس لئے کہ اگر کافر کو امان
دینا مسلمانوں پر ضرر ہے

کرنا الخ عبارہ باب الخمس وقسمتہ یہ باب غنیمت اور اسکے بانٹنے کے کام میں ہے خمس کے معنے اور مفرد اور غنیمت اور قسم کے معنے
بیان کرنے کے اور خمسہ لہم اور مضرم الخمس اور غنیمت عام ہے جو کہ بغیر بدون حق کے کفار کی مال کو لینا غنیمت ہے اور کفار سے حاصل ہونا یا کفار سے
اخراج حاصل ہونا یا کفار کے ساتھ مخصوص ہونا یا کفار کے ساتھ جہاد کرنا یہ سب معنے غنیمت کے ہیں اور غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے حاصل ہو بطور اجبار کے
اور اموال غیر منقولہ جو زمین جس سے پیدا ہوتا ہے اور اراضی جس خراج زمین کا ہو اور اموال منقولہ جو کفار سے حاصل ہو بطور اجبار کے ہو یعنی کفار سے
واالا مسلمان ہو جانے کے بعد یہ اموال غنیمت کے ہیں اور مسلمانوں کا جس ہونا لفظ خراج زمین کا ہے اور فتاوی عالمگیریہ میں کہ غنیمت کے کلام میں خراج کا ذکر نہ ہونا اصول
خراج زمین کا ہے اور کفار کے معاہد اور مستامن ہونے سے اموال کے مصارف جیسے خراج ہیں کفار سے جو مال قتال کے مصارف غنیمت ہیں خمس نہیں ہے اور جو یہ غنیمت ہیں خمس ہے
بطریق تخمیہ یا بصورت بالے بیگار سے حاصل ہوا ہو غنیمت ہیں وقفنا الخ یعنی ملوک ہوا ہو یا نہ ہو اور اگر امام بلدۃ صلحا جبری علی صلحہ وکذا اھل
بغی کا امام اور اگر امام باغی مغلوبا علی اھلہ کے امام کسی شہر کو فتح کرے بطریق صلح کے یا بطریق جبر کے وہ جو جبر کے ساتھ فتح کرے اور اسکے بعد اسکے کفار کی ملک میں
جاوے کہیں اور زمین کفار کی ملک میں باقی ہو گی ہم نے اپنا کہا ہے کہ اختیار خراجی شہری پر ہے تو خراج اور مال کو باقی خراج ہے تو خراج ہر امام کے حوالہ کرے اور اگر
فتح ہو تو مقسم ہو صلح کا تقسیم جائز نہیں کہ بجائے نقض عہد کے کذا فی الھدایہ ولو فتحوھا عنوۃ او لم یقسمھا بین الجیش ان شاء اقام
علیھا الخ یعنی اگر فتح کرے اور اس

چھوڑ دیں گے بلکہ اپنے تین کی آیت نہ کہ کر صحیح جو اس آیت سے کہ جنہوں نے کہا مشرکین کہ تو کل کر جو ہاں کہ بلکہ اللہ ہی صحیح اور دلیل اور اللہ اسی سورہ تحریم
ہیں کہ وہ کہا اور یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور آیت سیف یعنی آیۃ السیف کہ یہ سورہ براءۃ میں نازل ہوئی اور یہ پچھلی سورۃ ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی اور منسوخ ہے
ہیں جو قید کرنے کا فرد کو جو ہاں ابتدا اور یہ سب جاہا اگر کسی کو کہا ہے آیت سیبقت فقط قتل ثابت ہوتا ہے تو جو کو مسترد نازل اور نہ ہی کہ ہاں جائز ہوگا جاہیے
کہ مسترد نازل اور نہ ہی نہ ہوں اس بالتبع موجود ہوئی تو اس اور فوائد کے واسطے ہم وہ فرماتے ہیں وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ
ترجمہ اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو پناہ دے اس کو یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو جائے امن اس کی یہ وجہ ہے کہ وہ لوگ نہیں جانتے
تشریح اس مسئلہ کا فدیہ کرنا فی الوقت جائز ہے اگر مسلمان کا فروں پر غالب ہو تو قتل کرنا چھوڑ دیں اور جنگ بھی ہو امام کے نزدیک درست ہے یہ مذہب ابن عباس
رضی اللہ عنہما کا ہے اور یہ دونوں جواز فدیہ کا ہونا ظاہر ہے امام کی دو روایتوں سے اور ذکر کیا شافعی نے امام سے جواز دونوں کا لیکن جواز فدیہ کا ظاہر ہے
اور دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب ہے اسی کے نزدیک مسلم کی بہتر ہے کہ اسکے قتل سے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ
الا لفظ ان کا اور اگر مانگے تجھ سے امان کوئی کافر پس امان دے اس کو تاکہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو ٹھکانے اس کے یہ اس واسطے کہ وہ لوگ نہیں جانتے
دنیا جائز کو ضرور ہے وقت امن دینے کی کے عوض مسلمان ہو گیا ہو مسلم اسیر کیا ہوا کہ اگر موقت جائز ہو جیسا کہ بیس سے کم کا فر ہو جائز کو ہم کو ان کے قید
ہوا اسطے جائز ہو کہ وہ بالغ ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلے اور جو لوگ دشمن پہاڑوں کی دھنی یا القیاس ہو گیا ہو اور بسیار زیادہ ہے عدد سے جانوں میں طرح ہو
کہا شارح نے محمول ہے دراہم اور دینار کے لینے پر دلالۃ کہ ذرائع کے عوض مسلمان کا لینا قبول صاحبین کا ہے تو اگر کوئی کہے کہ مرتع ہوگا ، مصنف رحمۃ اللہ علیہ
مرتع علی ما ذکرہ ثابت فی شرح السّیر بحمد اللہ تعالیٰ یہ دلیل ہے ان کا قول للعلم بہ من وضع لکن بالاولیٰ اور اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہو
یہ شارح کی عبارت مصنف کی شروح کے مضمون میں ثابت ہے موافق درکنہ ہے تحسین میں موافق ان کے اس کے ہوسکتا ہے کہ مراد شارح حسان کے بطلان
دلیل معلوم ہو ہم جو بندی کہ ہم کہ پہنچا دو اس کو جائے امن ہے یا جہنم موجب ہے تو وہ فعل میں اول ہے اور دلیل اولیت کی یہ ہے کہ من جانب کافر کے
چھوڑنے سے بلا عوض ہے جو جہنم ہو اور حرام ہو اور کرنا بطلان اولے عوام ہو گا ہوسکتا ہے کہ یہی من ہو زیادتی کے ساتھ یعنی ، اور اسی پر ہے کہ ہو سکتا ہے کہ
وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ
فواد سکو ذبح کرڈالے اور نہ ہے کہ بعد پکڑنے کے جانا درکنار کہ اگر کسی سے جانا جائز نہیں ہوا اللہ کے کلام کو سنے اور اسکے کلام کو سمجھے اور اسی جائز ہے ان آیتوں
میں اشارہ ہے اور چیزیں جن کے اوپر ہیں ہتھیار وغیرہ تو وہ گاڑیاں جانور ہیں اور ان کے سب ہتھیار اور اسباب کیونکہ ان کا مدار اسی
کے اوپر ہے اور جو چیز جن کے ساتھ ہو جیسے خیمہ اور تو وہ گاڑیوں پر لدا ہوا ہے اور اسی طرح جو چیز ان کے ساتھ ہو جیسے ہتھیار اور اسباب وغیرہ
تیل پھلکی جانوروں کی جیسے گھی وغیرہ اور دودھ سوکھا ہوا ہے اور اسی طرح جو چیز ان کے ساتھ ہو جیسے ہتھیار اور اسباب وغیرہ اور ذکر
اللہ تعالیٰ نے ان تمام کا اور جو قرار دیا ہے اور اسے کے اور حدود تین جگہ کا نام دار الحرب سے شمار ہو جو ان زمین میں جہاں جانور ہیں ذکر وہ ہو کہ وہ ہتھیار ہیں
مراد جانوں کے لیے جس ہو زادِ دکو قتل کے اور دار الحرب میں کیونکہ ہی کہنے کی کوئی وجہ نہیں یعنی اگر کہے کوئی اور لڑکے جو ان ہو کہ مسلمانوں سے لڑتے ہیں
تو فضل ہیدو گی فتح الدین میں جو ان کے ساتھ ہو اور قتل سے بھی ستر مرتبہ تو بہتر ہے کہ جائز ہو گا ہتھیار اور جو کہ ان کو لڑنے والے
یا جو دیں ہیں مسجد المسلمین تنا حیۃ اور حقوق ان یعاقبوا بہ ای فی دار الحرب یفعلون ذنبا لیعذبوا وانما یباح لحیۃ فقط للضرورۃ عبارت کا
ارتفاع للتسلل تنا رکہ حمایۃ مسلمانوں کے ساتھ ہو اسے کہ کافر ہو کر دار الحرب میں تو جو کافر ہو کہ مسلمان ہو گیا ہو یعنی دار الحرب سے نکل کر دار الاسلام میں مسلمان ہو گیا ہو
ہو اور نکلو تم کہ ہیں تاکہ دشمن مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلے اور جو لوگ دشمن ہیں پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور ہتھیار زیادہ ہیں ان کے عدد سے جانوں میں طرح ہو
کہا شارح نے کہ اس کا مدار کہ ہتھیار کیا ہے کہ ان کے ساتھ ہو جیسے کہ ان کے ساتھ ہو جیسے کہ ان کے ساتھ ہو جیس

احمایہ والحاجۃ الیہ تصرف ولایدفع الخ قولہ امام کل للامام حق الخ اور لعسکر مسلمان عسب دواں یعنی دار الحرب میں گرفتہ آمدہ تصرف کردہ اوبعد قسمت پیش از قسمت غازی دارد کہ تصرف صحیح میکند یعنی کہ قسمت کردن امام است کہ لشکر او مال بے لشکر ملک امام کہ بیں بردار دی میوداد آنوا مامل یعنی ہم بکسر المیم والمثل دو بیان فاد اتعدد فلو حال لو تقاسما تذکل کل واحد منہم ما ھو فی یدہ وسنوضحہ اگر ہر یکے از دو مجاہد یعنی دو مرد کہ ہر دو مسلمان اند ہر یکے از ایشاں بر اسپ دشمن دست یافتہ باشد و ہر یکے از ایشاں بر اسپ خود باشد و ہر دو اسپ ہر دو مجاہد را بگریزند و ہر دو مجاہد بدست آرند و ہر یکے از ایشاں اسپ خود را بشناسد و ہر یکے از ایشاں اسپ خود را بگیرد و ہر دو مجاہد را

ولا یقسم ولا یسھم لھم وکذلک ان قسمت فان قسمت نصل بہ لو وجد قبل افراز الغنیمۃ او بعدہ ولم یعلم بہ الا بعد القسمۃ فھو کذلک عندنا وقال زفر رحمہ اللہ تعالیٰ یجوز القسمۃ فی الوجہ الثانی ویکون ما اصابوا بعد القسمۃ لھم خاصۃ لان القسمۃ قد صحت بالاحراز فصار کما لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان وھذا لان الاحراز بالدار قد تم بالاستیلاء علیھا وبالاحراز بالدار یتم الاحراز بالاستیلاء علی ما فیھا من الاموال لان الاموال فی الدار تبع للدار فی الاحراز کما ان الدار تبع لھا فی الاستیلاء ولنا ان الاحراز بالدار انما یتم بالاحراز بالقرار فیھا لان الدار لا تراد لعینھا وانما تراد لما فیھا من الاموال والاموال انما تحرز بالقرار فی الدار ولھذا یضمن الغاصب بالنقل من الدار ما لا یضمن بالنقل من الصحراء ولا قرار للمسلمین فی دار الحرب لان القرار فیھا بالاستیلاء ولا استیلاء لھم علیھا لان ما فیھا من الاموال لا یصیر مقدورا لھم الا بعد الخروج الی دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان لا یختص بھا بعض الغانمین دون بعض لان الاحراز بالقرار لم یتم بعد فکذا اذا اصابوا بعد القسمۃ بیوم لان الاحراز بالدار لم یتم بعد ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام

ولا یقسم ولا یسھم لھم وکذلک ان قسمت فان قسمت نصل بہ لو وجد قبل افراز الغنیمۃ او بعدہ ولم یعلم بہ الا بعد القسمۃ فھو کذلک عندنا وقال زفر رحمہ اللہ تعالیٰ یجوز القسمۃ فی الوجہ الثانی ویکون ما اصابوا بعد القسمۃ لھم خاصۃ لان القسمۃ قد صحت بالاحراز فصار کما لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان وھذا لان الاحراز بالدار قد تم بالاستیلاء علیھا وبالاحراز بالدار یتم الاحراز بالاستیلاء علی ما فیھا من الاموال لان الاموال فی الدار تبع للدار فی الاحراز کما ان الدار تبع لھا فی الاستیلاء ولنا ان الاحراز بالدار انما یتم بالاحراز بالقرار فیھا لان الدار لا تراد لعینھا وانما تراد لما فیھا من الاموال والاموال انما تحرز بالقرار فی الدار ولھذا یضمن الغاصب بالنقل من الدار ما لا یضمن بالنقل من الصحراء ولا قرار للمسلمین فی دار الحرب لان القرار فیھا بالاستیلاء ولا استیلاء لھم علیھا لان ما فیھا من الاموال لا یصیر مقدورا لھم الا بعد الخروج الی دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان لا یختص بھا بعض الغانمین دون بعض لان الاحراز بالقرار لم یتم بعد فکذا اذا اصابوا بعد القسمۃ بیوم لان الاحراز بالدار لم یتم بعد ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام

ولا یقسم ولا یسھم لھم وکذلک ان قسمت فان قسمت نصل بہ لو وجد قبل افراز الغنیمۃ او بعدہ ولم یعلم بہ الا بعد القسمۃ فھو کذلک عندنا وقال زفر رحمہ اللہ تعالیٰ یجوز القسمۃ فی الوجہ الثانی ویکون ما اصابوا بعد القسمۃ لھم خاصۃ لان القسمۃ قد صحت بالاحراز فصار کما لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان وھذا لان الاحراز بالدار قد تم بالاستیلاء علیھا وبالاحراز بالدار یتم الاحراز بالاستیلاء علی ما فیھا من الاموال لان الاموال فی الدار تبع للدار فی الاحراز کما ان الدار تبع لھا فی الاستیلاء ولنا ان الاحراز بالدار انما یتم بالاحراز بالقرار فیھا لان الدار لا تراد لعینھا وانما تراد لما فیھا من الاموال والاموال انما تحرز بالقرار فی الدار ولھذا یضمن الغاصب بالنقل من الدار ما لا یضمن بالنقل من الصحراء ولا قرار للمسلمین فی دار الحرب لان القرار فیھا بالاستیلاء ولا استیلاء لھم علیھا لان ما فیھا من الاموال لا یصیر مقدورا لھم الا بعد الخروج الی دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان لا یختص بھا بعض الغانمین دون بعض لان الاحراز بالقرار لم یتم بعد فکذا اذا اصابوا بعد القسمۃ بیوم لان الاحراز بالدار لم یتم بعد ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام

ولا یقسم ولا یسھم لھم وکذلک ان قسمت فان قسمت نصل بہ لو وجد قبل افراز الغنیمۃ او بعدہ ولم یعلم بہ الا بعد القسمۃ فھو کذلک عندنا وقال زفر رحمہ اللہ تعالیٰ یجوز القسمۃ فی الوجہ الثانی ویکون ما اصابوا بعد القسمۃ لھم خاصۃ لان القسمۃ قد صحت بالاحراز فصار کما لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان وھذا لان الاحراز بالدار قد تم بالاستیلاء علیھا وبالاحراز بالدار یتم الاحراز بالاستیلاء علی ما فیھا من الاموال لان الاموال فی الدار تبع للدار فی الاحراز کما ان الدار تبع لھا فی الاستیلاء ولنا ان الاحراز بالدار انما یتم بالاحراز بالقرار فیھا لان الدار لا تراد لعینھا وانما تراد لما فیھا من الاموال والاموال انما تحرز بالقرار فی الدار ولھذا یضمن الغاصب بالنقل من الدار ما لا یضمن بالنقل من الصحراء ولا قرار للمسلمین فی دار الحرب لان القرار فیھا بالاستیلاء ولا استیلاء لھم علیھا لان ما فیھا من الاموال لا یصیر مقدورا لھم الا بعد الخروج الی دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بزمان لا یختص بھا بعض الغانمین دون بعض لان الاحراز بالقرار لم یتم بعد فکذا اذا اصابوا بعد القسمۃ بیوم لان الاحراز بالدار لم یتم بعد ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام ولھذا لو اصابوا بعد القسمۃ بیوم فاتوا بھا دار الاسلام فلا یتم الاحراز بالدار ما لم یخرجوا الی دار الاسلام

وہ مدینہ ہی ہوا اپنے رب کے مصنف بین ان مسئلہ ہو رہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوار کیا بسط دستے مقرر فرمائی اور پیدل کے واسطے کی حصہ علماء کا اسکے بہت احادیث سے ثابت ہیں جنکی تفصیل شرح الفقہ بدین موجود ہی پھر سوار کے تین حصے ہیں اور دو حصے ہیں سوار مہیا ہوا تو اسکو اسکے دو حصے کی وجہ سے سوار کے واسطے تین حصے ہیں اور اگر دو گھوڑے ہوں تو بھی تین حصے ہیں اور ایک گھوڑا ہو تو اسکو دو حصے ملیں گے اور اسکے سوار کو ایک حصہ ملے گا یہ ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سوار کو تین حصے ملیں گے اور پیدل کو ایک حصہ ملے گا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سوار کو چار حصے ملیں گے اور پیدل کو ایک حصہ ملے گا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ سوار کو تین حصے ملیں گے اور پیدل کو ایک حصہ ملے گا اور امام ابو حنیفہ

کسرہ والفرس اذی حمل الجمع والعتاق بکسر العین جمع عتیق کرام خیل العرب الجنس الذی ابوہ عربی وامہ عجمیۃ والفرس حکمہ حکم
فاموس سی آوا وبرابون جمع برذون یعنی مچھی گھوڑا وخان بکسر عین جمع عتیق یعنی عمدہ گھوڑا عربی اور ہیں گھوڑا جسکا باپ عربی ہو اور ان اور کی
مچھی اسوقت کہ سکتے ہیں جبکا باپ عجمی ہو اور ان کی عربی کو زنے القاموس میں گھوڑا سب برابر میں سوار کا حصہ پاوین ھم صفی علاکہ ذیک حصہ گھوڑے کا
فقط دو ہی گھوڑے ہوں حضرت مصنف اور شارح اور کاکہ ذو باکہ گھوڑا وکا تفرد کرا بایہ لیل ہے اسواسطے کہ رعایت ہوتی قال اللہ تعالی
لذکر مثل حظ الانثیین اور نیل گھوڑوں کو کہتے ہیں اور اسواسطے کہ اگرچہ عربی گھوڑا طالب ہر بیڑ قی ہو لیکن عجمی گھوڑا جلد چل اور بالچہ موٹے ہیں ہر قسم
کو ہر ایک میں بدون مدی منفعت کے لا یسھم لہا جملۃ والخیل والاھاب حصۃ واحدۃ یا بایگا اونٹ اور خچر اور گدھا کے سبب سے ہو اور اسکے
کے یعنی جہاد کے لائق نہیں اور سیر میں نفس ہی سوار نہیں بلکہ وجود یکہ سوار ہم ہیں اونٹ اور گدھا اور خچر جہاد میں کمتر ہے ہیں تو بھی لیکن کہ استحقاق
نہیں وللجنس الباقی یقسم لکل فرس ولا شیء للبغل والحمار والسکین ذی السبیل اور غنیمت کا باقی جس بچے یا کچن جسمیں ہاتھ نہ دیا گیا ہو جیسا کہ
یتیم اور مسکین اور مسافر کو حکم یقسم وہ مال ان پر جو جہاد کیا ہو جسکا باپ ہو یتیم کہتے ہیں یتیم کہتے ہیں جسکا باپ مرگیا ہو وصبی فقیر اور جاہز جو شکر کا
جس کا ایک حصہ ہو مگر کفایت نہ کرے الفقیر ھو من لہ بلغۃ من العیش کا جو کرایا واسطے بیان مصارف کے یعنی جس یتیم اور مسکین اور مسافر کا حق ہے خانین کو دیجاوے ایک
شہر کو جس کو البلغۃ کہا ہے اور ابن السبیل ھو الغازی الحاضر جیشہ وان کان غنیا فی وطنہ اور مسافر کہ غازیوں کو پہرہ کرنے میں مدد دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے
وطن میں غنی ہو اسکو بھی بیان کیا شرح مختصر میں جو شخص جسکے پاس بہت سا مال ہو مگر وہ اس مال سے دور ہے اور کنارے کے محتاج یتیم اور مسکین اور مسافر کا
ہو تو ہمارے نزدیک وہ بھی انہیں تین میں سے کہ اقسام ہے جسکے لئے حق ہے اور سوا ان کے اور کسکو نہ جائز نہیں اقسام خمس میں سے کوئی چیز کسی کو نہ دیجاوے کہ یہ
محتاج نہیں وقیم فقراء ذوی القربی من یرثھم بالنصف اوی من الاصناف الثلثۃ علی ما مر لجواز الصدقات لغنیھم لا لفقیر وحبس حصہ
محتاج قرابۃ النبی بالخمس جملہ صفات مختلفہ میں مقسم کے جاویں یتیم اور مسکین اور مسافر جب جائز ہوا قال فقیر ہی انہم کو واسطے نہ بیٹی انہم کے واسطے بھی جائز
ہے کہ یتیم اور مسکین ہو اور بیٹی انہم کو مسکین اور مسکینوں پر اور انکا سوا زاد اور مسافروں پر بھی انکا حق ہے کہا گیا ذوی القربی سے مراد بنی ہاشم اور بنی
مطلب ہیں فقط اور انکا استحقاق فقط فقر اور حاجت کے سبب سے ہیں بلکہ نصرت کے سبب سے ہی یعنی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مدد کا ملنا کیونکہ سو انت اور مصاحبت
کی نصرت کہ قال ابن عباس اور اس لیسی فقیر بنی ہاشم اور بنی مطلب کے سوا مفلوج و مریض اور اندھا انکی مورد نکہ بھی حصہ غنائم میں سے جیسے حصہ صحت مند کے ہوتا ہے
ہوگیا بسبب باقی رہنے علت کے یعنی نصرت نہ کرسکنے کے کوا ب بنی ہاشم اور بنی مطلب کے مستحق ہونگے جیسا کہ باقی غنائم کے والا ترکہ اس میں سے کچھ نہیں
حق نہیں بنی ہاشم کے اندر ان کا جاہلی نزدیک ہم اسلام کے خلافا لابی حنیفہ رحمہ اللہ جس کے نزدیک ترکہ بھی انہیں کو دیا جاوے گا اور وہ ہی قول ہے ابی یوسف کا
اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہی گروہ بنی ہاشم حصہ کے نہ تمارے واسطے اور لوگوں کا قصا اور انکا حصہ میں بھیجے زکوٰۃ کو کہ وہ دھوبی کا میل ہے
خمس کا نہیں ہوتا اور اسلام نے ہمارے ہاتھ سے چاہر ہے ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے اور ابولہب کی اولاد میں سے اور ابولہب کی اولاد کو اسواسطے
نہیں کہ انہوں نے آپ پر ایمان نہ لایا اور ابولہب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد
کے حق میں ہاشم کے ساتھ قید نہ کی اور عبدالمطلب کی اولاد قریش کے شریک ہوئی اور بنی ہاشم حصہ لیتے ہیں اور ابولہب کی اولاد نہیں لیتی اور ابولہب کی اولاد

ہیں عثمان بن عفان حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے قبیلے کے ہم سن کہیں ہوا لسطے کہ حق تعالیٰ نے ابھی بنی ہاشم میں پیدا کیا ہے ہم
کو ہماری باتوں سے مطلع کیجئے آپ نے اور ہمارے ہمراہ اور تواضع ہماری اور اولاد کی آپ کے ساتھ ایک ہی طرح ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اور بنی طلب
جدا ہوئے نہ کفر میں اور نہ اسلام میں اور وہ تو نے دیکھا اور جانا ہمارے اور ان کے مخلصوں کو آپ نے تعجب کیا اس حضرت نے اشارہ کیا اذان کی نسبت کہ ایسی محبت
اور موافقت کی مصرت جابت میں جب کفار قریش مہاجرت کا عہد کر چکا ہوا لسطے کہ اس وقت اقرت قتال کی تھی کذا فی صحیح الفتیہ و صحیح الاسلام اور امام شافعی
اصہ کا یہ مذہب ہے کہ فصل الحس میں خفی اور جہری دونوں القریب مکہ کے باہر ہیں اور امام اعظم کے نزدیک امام تجارت جیسے جلیے اور کوہ ہی چاہیے خواہ مکہ سے
پیرو دی القریب کو اور یہ دلائل مفصلہ تسلیل کے کتب بسوطہ میں ہیں عینی رایہ امنع القدیر میں مفصل ہیں وما نقلہ المصنف عن البرہان ماقی الحاوی
القدسیہ من سہم الصفی لا یعطیہم نظر فی الدین اور جو مصنف برہان الائمہ سے یہ نقل کیا ہے کہ الربیہ جو قول کہ حاوی قدسی میں ہے وہ مخالف ہے مذہب امام کے
اغنیاء و دوی القربے کے واسطے ہیں اعتراض کیا ہے فخر الاسلام حاوی قدسی میں الیوسف کہ دوی القربے اغنیاء و دوی القربے کے واسطے ہیں اور مساکین اور ابناء سبیل میں اور کہتا ہے فخر الاسلام میں کہا کہ یہ بات مقتضے ہے کہ اغنیاء دوی القربے کے نہ ہوں حالانکہ وہ بھی ہیں اور کہتا ہے
صاحب غایۃ البیان نے کہا کہ ہمیں خفیہ ہے بلکہ ہمیں کہتے ہیں کی نتیجہ ہے غایۃ البیان سے کہ صاحب حاوی نے علاوہ دوی القربے میں شرط الفقر نہیں کی
ہو اگلی کیونکہ ظاہر آیت میں ہر دو ہا فقراء کا معلوم اور موجود ہے کذا فی الفتح وقد ذکر تعالیٰ لله ولرسول ما یعم فی ابتداء الکلام فقال ولله الآخرة وللرسول الله وانذکر الله تعالیٰ
کے نام کا بطور تعظیم کے ہے اسے برکت دینے کے واسطے ہو ابتداء کلام میں اسے کہ ہر چیز خدا ہی کی ملوک ہے خرچ کرنا کچھ مخصوص نہیں ہے قول عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما کا جو کہا کہ ہم اہل بیت ہیں اس سے منقول ہے کہ ذکر اس جہاد کا کہ متعلق کلام ہے اسی سے کہ جو کچھ ہمان اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی
ہو سہیلی وہ ابو العالیہ کے قول کا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخیر کیا ہے اور تو ہے جہاد میں مخیر ہو کہ ان کی نہیں وہ تقسیم علیہ والصلوٰۃ
والسلام مقسط ہوا کہ اللہ محکم علیق مشتق وہو الرسالۃ کما الصرف الذی کان صلی اللہ علیہ وسلم یقسط فی نفسہ اور حصہ رسول
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی موت سے ساقط ہو گیا ہوا لسطے کہ یہ حکم سنت ہے یعنی رسالت و صف رسالت علت ہے حکم کی اور حالانکہ ثابت
کوئی رسول تھیں چنانچہ صفی ساقط ہو گیا آپ کی سنت کے بعد ہی اور جب کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا لسطے کہ کفو نہ تھا نہیں ہے بعد آپ کے اور اقرار کیا
چنانچہ ہمارے ہاں اور امام شافعی کے نزدیک حصہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلیفہ کے واسطے ہے اور جو دلیل متعلق کی ذکر ہو چکی وہاں ہمارے
ہو رد المحتار میں کہا کہ ہر چند رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع ہیں چنانچہ علماء کے ذکر کیا ہو لیکن وصف حالت میں آپکا کوئی خلیفہ نہیں ہو آپ کا
بعد کوئی رسول نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ رسالت آپ کی موت کے بعد منقطع ہو گئی جس کا یہ قول الفتح مخالف ہو اور ہمارے کلام کا بلکہ حکم منسوخ ہو بسبب
تقسیم ہونے کے اس کی حصہ ذوی القربیٰ کا دھم باذن الامام واستغنا ذی قوۃ فاخذا رحمہم ما احدا الا انہ غنیہ فالا ولا ۱۲ خیال کرنا اس امر پر کہ
گیا ہے امام میں کہ اجازت سے ہو تیسرا حال کا یا غارتگری ہی تو خمس لیا جائیگا اور اسے یہ ہے کہ وہ لوگ قابو ہوا سکے اور اگر امام حکم نہیں لیا جاتا تو
اور شرکت سوار اور راجل میں نہیں لیا جاتا اور کہ یہ مال للامام نہیں خمس نہیں ہوا لسطے کہ وہ چیزیں مارا ہوا لے ہوا لسطے ہی ضلالہ ہے کہ خمس ہو اور ظاہر الروایۃ میں ہے
خمس ہے اور حسین غایہ بیان میں خمس نہیں ہوا مشکوک جائز میں تو قوت کا ہوا ہے ہو اور امام کے اذن میں ہو اسطے قوت ہونے کے چنانچہ اذن و اقرار کے
دلیل ہے اگلی کا الزام کیا تو ہے اور کہ قولہ الا ان یحتاج الیہ فیحل لہ الاخذ بقدر الحاجۃ ۱۲ اور یہ منہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص حاصل ہو جائے اور کچھ مال للامام نہ ہو تو
تصرف کیا ہو گا اور اگر تین حصے کئے تو نہیں قال الامام ما تقدم منہ الا خمسہ فلو لم منہ الا خمسہ فلو لم منہ الا خمسہ فلو ل

فیقتل من قتل قتیلا لہ سلبہ سلبا قتیلا لہ یہ امام کو مستحب ہے کہ امام سے کہے اور امام کو مستحب ہے کہ امام سے کہے اور امام کو مستحب ہے کہ امام سے کہے
ان کو کہ جو شخص قتل کرے کسی مقتول کو تو اوسکے واسطے اوسکا سازو سامان کا مقتول کیا بسبب اسکے کہ جو شخص قتل کرے کسی مقتول کو تو اوسکے واسطے اوسکا سازو سامان کا مقتول کیا بسبب اسکے کہ جو شخص قتل کرے کسی مقتول کو تو اوسکے واسطے اوسکا سازو سامان کا مقتول کیا بسبب اسکے
حدیث سے یہ قتل ہوئی اس واسطے کہ اوسکا سلب پر اور حلال چیز تھی غنیمت کی اور ہوئی کہ یہ کہنا امام ہوں پر غنیمت حلال تھی اور ہم طلاع شرعیہ نقل ہوئی جسکو
امام شافعی جائز ہوں کہ کہنا امام کے واسطے مخصوص کرے کہ کہنا امام ہوں وقت قتال کی قید لگا بسبب شہادہ کیا کہ قتل بطریق امیر کے جائز ہوا اور بعد قتال کے
جائز نہیں اور یقول امیر نفلتہ فلانا وقد یکون بدفع المال او من غیر المال یا امام یوں کہو کہ جو خارجی کسی پر کرے لگا وہ اوسکی خبر اور کہے تو قتیل
مال ہے یا نہیں ہے یوں ہے خواہ مال امام کے پاس ہو مقتول کا ہو یا کسی اور ہو یا کسی اور ہو اور اختلاف ہے اوسکا اور اختلاف ہے اوسکا اور اختلاف ہے اوسکا
صید و بیل تو ترجیح دی ہے اوسکے ہدر کے سبب اور امام ہوں اوسکا اعتبار کرتے ہوئے زیادہ تر باعث مقصود اور نسوق الی الکبر ہو کہ اختلاف ہے تعبیر
القدوری بالباس کما انہ لیس معتبر کما ترکہ اولی بل یستحق فی المدد بلکہ ایضا کما المصنف وللہ اعلم فی المبسوط کما استحباب الرجوع
مخلص کے خلاف ہیں تعبیر کرنا قدوری کا لباس کرکے ہو اسلئے کہ لفظ لباس کا تقاضہ نہیں کرتا اوسکے کہ سطوہ نہیں بلکہ لباس تحت ہیں ہی مستحق ہوا ہے اسکا ہو مستحق
اپنی شرعیں اور اسی واسطے بسوط میں قتیل کو مستحق کیا ہے ویستحق الامام قولہ من قتل قتیلا فلہ سلبہ اذا قال ہو استحقاقا اور امام کا امام
مستحق ہوگا اگر امر سے نہیں کہ اگر مستحق کرے گا اگر امر کے واسطے ہوگا اگر امر کے واسطے ہوگا جب کہ امام ہی قتل کرے یا ہر تہائی میں ہو اسلئے جائز نہیں
کہ اس میں اسے امام اپنی ذات کے واسطے بنانے والا ہوا تہمت میں ہوگا اور تہمان میں ہو اسلئے جائز ہوا کہ یہ قول نفاذ نہیں تو ورنہ عدم تعمیم نہیں تعمیر نہیں
بخلاف ما قال من کتب آبائی فی سلبہ فلا یستحقہ الا باخراجہم بعد کا ظہور یہ بخلاف سابق ہے اگر اوسکے کہا
کہ جو شخص قتل کرے مارگلا یا لوں کہا کہ جسکو میں قتل کروں تو وہ سارا سباب میرے سوا امام قرق ہے اوسکے سباب کا مستحق نہوگا اگر قرق ہو مستحق ہوگا جب
تعیین کرے یا عدد اس تخصیص کرے کہ کہنے الظہیر ہم میں ہو اسلئے مستحق نہوگا امام کا خارجیان خاص کے واسطے ظاہر کیا اور دوسری صورت میں ہے
مستحق نہوا ویستحقہ مستحق سہم او اصح نصف کلیہ خارجیان اور امام کا سہم ہی سے ہوا ہے یا نصف کلیہ ہے اور دوسری صورت میں ہے
الی التنفیل الا ان یکون فی صلب القتال فلا یستحقہ قتیل اجنبی او دخیل وحی ہم کمن لا قتال اور اسے مستحق تنفیل نو سلاح القتال ہے کہ مارے میں ہوں
ہو تو مستحق نہوگا عورت اور مخنوں اور اندھے اور اسے کہ جس سے مجبوراً دن لو کر اسے جیسوں کہ قتال نہیں کیا وہ مامام کا الا امام لیس فرضہ فی
استحقاقہ ما ذکرنا فلیس فی اتباع امام الکل اور ساعت قاتل کی امام کے کلام کو شرط نہیں کہ اسے مستحق کرے کہ سلب کرے کہ امام ہاں
کے حکم پر ہیں ہیں یعنے اظہار خطاب البتہ ہو سکتا ہے سوا اسکا کہ نہ لے فلح ویقسم کل نزال فی مالک الدستہ قسم ہو جو ہوا اور ان مات الرجل او قتل
مالم یقسم الغانی فلہ اور تنفیل وکر نہاں ہے اسی کی ہر لوا ہی کو جنگ غازی پر ہٹ آویں اگر چہ والی مرجا وے سپہ دل ہو جنگ دوسرے والی نے
جنگ سے منکر و باز کر لئے اہر ہو صرف ہو جیتنفیل قتال کے وقت نہیں ہوا اور اگر ہیں حالت قتال ہیں ہو ہی ہو تو اسی لواء تک مقید ہیں گیا نے
البر وکذا لو قتیلا کما انہ ذکر فی بیان الشرط وہی ہیں اور اسے طریق تنفیل شامل ہے ہر مقتول کو ہو اسلئے کہ لفظ قتیل کا کہ وہ شرط ہے مختص ہیں اور
شرط لفظ تمہ سے لیئے من قتل قتیلا فلہ سلبہ میں ہم جلی ہے کہ ترجمہ سے نقل کیا کہ عدم ذکر نفی ہیں ضرور نہیں ہم اور سیاق شرطیں ہیں ہم نہ گا ہر ہیں ہیں ظاہر
اسکے میں قتل قتیلا اور ان قتلت قتیلا ہیں کہہ فرق ظاہر نہیں ہو تا ہو اسلئے کہ دونوں شرطوں میں قتیل ذکر ہے سیاق شرطیں کما لا یخفی بخلاف
ان قتلت قتیلا بخلاف اس قول کے کہ امام نے غازی سے کہا کہ اگر تو قتل کرے گا تو اوسکا سباب تیرا ہے مطلب اگر ایک غازی سے یہ خطاب کیا اور
اور سوائے دو کے اور کہا تو اوسکا سوا قتل کا سباب ملیگا فقط اور اگر سب لشکر سے خطاب کیا کہ اگر کوئی مومن تم میں سے کسی قتیل کو مارے گا
تو ہمارا سباب ملیگا پھر لڑنے دو باتیں کو قتل کیا تو سب کے سباب ہوگا اور یہ سب قتل کرنے والوں کا ہوگا ان قتلت ہذا الرجل القاسی
فلک کذا الم یصح وان قطعت راس اولیاک القتلی فلک کذا اصح تمہ یہ اور امام سے یوں کہا کہ اگر اوس سوار کو قتل کرے گا تو تیرا

والے ایسے ہو تو ہم بھی ضرور ادا کریں گے اگر قرآن مقدس کا سر کھولنے والے ہو کر ہم کو نہ سمجھیں گے تو ہم خاں صاحب کو کیا کہیں گے کہ ہم بھی کچھ کہہ سکیں۔ پہلی صورت اگر قسم جہاد ہی تو وہ واجبات سے ہی نہ گنا جائے گا جب امت اور اماں کی حیثیت ہی نہیں بلکہ دوسری صورت کے ہوا سلیے کہ متقول کا سر کاٹنا اور

مرقوم ہو کیا حلال ہے جماع اون لونڈیوں کا جو خرید کیجاتی ہیں اثنائے لڑائی سے جب کہ واقع ہوا ہے سبا و غارتیوں کی قسمت میں بوجہ شروع ہونے جواب اسکے کہ ہوا منقی محدود سے کہ جہاد شرعی موجود نہیں لیکن سنہ ۱۲۷۴ھ میں سلطان روم سے تحقیق کی واقع ہو گئی ہے سو لیجد خمس سے شروع ہے شبہہ حرمت کا باقی نہ رہا لفظ کلام المنفی تو اسکو اور کہنا چاہئے ہم تحقیق کے سے یہ مراد ہے کہ جو غازی کوئی جزیرہ ہو کہ مالک ہو گا اور کل غنیمت کی تنہا لیعنوں کے واسطے مراد نہیں اور مقرر نہیں کہ ہر جگہ فتح القدیر سے تحقیق کے واسطے جائز نہ ہو یہ تو کیونکر اسطرح تو سلم ہو گا جواب منقی محدود کے صحیح نہیں اور بالفعل ایسی رواج نہیں ہے تو تحقیق کرنا چاہئے ظاہر ایسا ہے کہ خمس نہیں ہوتا تو شبہہ موجود ہے ظاہر ہے جواب ہو گا۔ سوال ہے موجب تحقیق کا ہو جاری نہ ہونے کا باقی رہی یہ بات کہ مذکور ہو چکا کہ وہ رجوع حاکم سے منقطع ہو جاتی ہے تو امام سابق کی تنفیل الیٰ الاخیر ہو یا لیعنی اولے جائز ہو گی کہ مشہور ہے تب سلطان ستاخر ہی تحقیل نہ کرے تو کوئی کرسکتا ہے ہم کو کیا ہے کہ ہم کو اس سے کیا واسطہ

باب استیلاء الکفار علی بعضھم بعضا و علیٰ اموالنا وعلینا

اذا استولی الکفار الحربیون علی اموالنا ثم ملکونا ثم اشتریناھا منھم فلا سبیل علیھا وھی لمن ملکھا منھم

یہ باب ہے ظاہر کفار کے احکام میں مسلمانوں پر یا جہاد والوں پر ہم جلد ہی کہہ چکے ہیں کہ علی الاطلاق ہم کو کفار سے کچھ واسطہ نہیں ہے ہم کو اس سے کیا واسطہ کہ کفار کے احکام کیا ہیں اور کیا نہیں ہیں

جن قتل شرع کے کچھ حکم نہیں بنتے اور صف کی شرح منا سب ہے کہ اہل شبا ہیں باحث سے بہتے خیمہ کی تنویک اور ہیں میں کر عربی ہیں اور بعض اصحاب حدیث نے کہا کہ اہل شرک ہیں توقف ہے کیونکہ ان کو دلائل حاجت کفر پر کا حکم فرد ہو لیکن ہم اس شرف نہیں ہر سکے قتل سے بدون بیان شرک اور ہدایہ کی فصل سوم اور میں مذکور ہے کہ اہل شبا میں باحث علمائے نے کہا کہ شاید صاحب ہدایہ یہاں بعض اہل مذہب کی رائے پر یہ عبارت شافعی جیسے باحث ہوا تو شاید اس کا قول ہو اور اسی کو لیا ہو اور ہمارے علماء نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ کفار مخالف بالحکام شرعیہ ہیں مثل خوارج ہیں اور رافضی باحث ہوا تو شاید حکم وہ کرنا باحث کے قول کو حضرت کیلئے مناسب اور ی

فَاَمَّا الْمُشْتَرِیْ فَاِنْ اَخَذَہٗ بِکُلِّ الثَّمَنِ الَّذِیْ شَاءَ لَا یَمْلِکُ الْاَرْضَ اَبَدًا لِاَنَّہٗ اِنَّمَا مَنَعَہٗ مِنْہَا مَعْنًی فِیْ مَالِکِہٖ وَہُوَ اِمْتِنَاعُہٗ مِنْ اَدَاءِ الْعُشْرِ جَمِیْعِ مَا عَلَیْہِ وَقَدْ زَالَ ذٰلِکَ الْمَعْنٰی بِاَدَاءِ الْعُشْرِ فَیَعُوْدُ الْاَمْرُ اِلَی الْاَصْلِ وَہُوَ مِلْکُ الْاَوَّلِ وَاِنْ اَخَذَہٗ بِاَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِیْ بَاعَہٗ بِہٖ

کما قالوا سنتی کما علیہ درہ دراہم فاتق متعہ الکتابۃ وادا وجوہ کما ان دوہ غلام مسلمان یا غلام ذمی ہو اگر کسی غلام ذمی کی بھی ہو ہر حربی یا بیگانہ ذمی کی شرح الزیلعی دوہ غلام آزاد ہو گا جسکو کتابت مستسعاۃ کہتے ہیں اور اسکا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ کتابت کی رقم ادا نہ کر دے تب تک وہ غلام ہی رہے گا اور اسکے مقام میں ہمارے نزدیک

من الموتی فیہ بلا خلاف بیننا لانہ لو ملک بغیر سبب منہم شیئاً لکان ملکہم بسبب من الاسباب لکن لا سبیل الی ذلک اذ لو ملکوا بالاحراز لملکوا بالاحراز بعد القسمۃ لان الاحراز بعد القسمۃ کالاحراز قبلہا بل اولی لان الاحراز قبل القسمۃ لا یفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالاحراز بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالاحراز لم یملکوا بالاسر لان الاسر لا یفید الملک الا بالاحراز بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالاسر لملک بالاسر بعد القسمۃ لان الاسر بعد القسمۃ کالاسر قبلہا بل اولی لان الاسر قبل القسمۃ لا یفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالاسر بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالاسر لم یملکوا بالشراء لان الشراء لا یفید الملک الا بالاحراز بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالشراء لملک بالشراء بعد القسمۃ لان الشراء بعد القسمۃ کالشراء قبلہا بل اولی لان الشراء قبل القسمۃ لا یفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالشراء بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالشراء لم یملکوا بالہبۃ لان الہبۃ لا تفید الملک الا بالقبض بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالہبۃ لملک بالہبۃ بعد القسمۃ لان الہبۃ بعد القسمۃ کالہبۃ قبلہا بل اولی لان الہبۃ قبل القسمۃ لا تفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالہبۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالہبۃ لم یملکوا بالصدقۃ لان الصدقۃ لا تفید الملک الا بالقبض بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالصدقۃ لملک بالصدقۃ بعد القسمۃ لان الصدقۃ بعد القسمۃ کالصدقۃ قبلہا بل اولی لان الصدقۃ قبل القسمۃ لا تفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالصدقۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالصدقۃ لم یملکوا بالوصیۃ لان الوصیۃ لا تفید الملک الا بالقبض بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالوصیۃ لملک بالوصیۃ بعد القسمۃ لان الوصیۃ بعد القسمۃ کالوصیۃ قبلہا بل اولی لان الوصیۃ قبل القسمۃ لا تفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالوصیۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالوصیۃ لم یملکوا بالمیراث لان المیراث لا یفید الملک الا بالقبض بدار الاسلام ولانہ لو ملک بالمیراث لملک بالمیراث بعد القسمۃ لان المیراث بعد القسمۃ کالمیراث قبلہا بل اولی لان المیراث قبل القسمۃ لا یفید الملک عندنا الا بالقسمۃ فالمیراث بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالمیراث لم یملکوا بالغنیمۃ لان الغنیمۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالغنیمۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالغنیمۃ لم یملکوا بالفیء لان الفیء لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالفیء بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالفیء لم یملکوا بالخمس لان الخمس لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالخمس بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالخمس لم یملکوا بالجزیۃ لان الجزیۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالجزیۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالجزیۃ لم یملکوا بالخراج لان الخراج لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالخراج بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالخراج لم یملکوا بالعشر لان العشر لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالعشر بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالعشر لم یملکوا بالزکاۃ لان الزکاۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالزکاۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالزکاۃ لم یملکوا بالکفارۃ لان الکفارۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالکفارۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالکفارۃ لم یملکوا بالنذر لان النذر لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالنذر بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالنذر لم یملکوا بالیمین لان الیمین لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالیمین بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالیمین لم یملکوا بالظہار لان الظہار لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالظہار بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالظہار لم یملکوا بالایلاء لان الایلاء لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالایلاء بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالایلاء لم یملکوا باللعان لان اللعان لا یفید الملک الا بالقسمۃ فاللعان بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا باللعان لم یملکوا بالقذف لان القذف لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالقذف بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالقذف لم یملکوا بالسرقۃ لان السرقۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالسرقۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالسرقۃ لم یملکوا بالغصب لان الغصب لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالغصب بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالغصب لم یملکوا بالودیعۃ لان الودیعۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالودیعۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالودیعۃ لم یملکوا بالعاریۃ لان العاریۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالعاریۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالعاریۃ لم یملکوا بالاجارۃ لان الاجارۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالاجارۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالاجارۃ لم یملکوا بالبیع لان البیع لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالبیع بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالبیع لم یملکوا بالشفعۃ لان الشفعۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالشفعۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالشفعۃ لم یملکوا بالقسمۃ لان القسمۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالقسمۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالقسمۃ لم یملکوا بالقرعۃ لان القرعۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالقرعۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالقرعۃ لم یملکوا بالاستہام لان الاستہام لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالاستہام بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالاستہام لم یملکوا بالتحکیم لان التحکیم لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالتحکیم بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالتحکیم لم یملکوا بالصلح لان الصلح لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالصلح بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالصلح لم یملکوا بالہدنۃ لان الہدنۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالہدنۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالہدنۃ لم یملکوا بالامان لان الامان لا یفید الملک الا بالقسمۃ فالامان بعدہا اولی ان لا یفید الملک ولو لم یملکوا بالامان لم یملکوا بالذمۃ لان الذمۃ لا تفید الملک الا بالقسمۃ فالذمۃ بعدہا اولی ان لا تفید الملک ولو لم یملکوا بالذمۃ

ن مسلم فهو مالمتعذر الوصول الیہ کالعبد الآبق علی العاقلۃ ولم یتأد الدین و مسلمان مستامن میں سے ایک نے دوسرے اپنے ساتھی کو قتل کیا تقصداً یا بوجہ کہ قرینہ خطا ہوتی ہے یا قصاص دائر ہوتا ہے درمیان دارالحرب میں مانند عمد کے دیت واجب ہوگی قاتل کے مال میں دونوں صورتوں عمداً اور خطا میں بسبب اس کے کہ وہ خلافت اہل جلد پر اور وجود اقتدار ان کے یعنی اہل محلہ پر جو قتل خطا میں دیت واجب ہوتی ہے تو اس سبب کے کہ ان پر اس کی دیت تقسیم کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ہر ایک پر اس میں سے تھوڑا سا واجب ہوتا ہے اور وہ قریب ہے کہ ساقط ہو جائے اس کے ساتھ اور اس سبب سے کہ وہ ان پر بوجہ تعذر وصول کے متعذر ہے اور دیت عاقلہ کے ذمہ ہے بدون اس کے کہ قاتل ہی کے مال سے دیت واجب ہو بلکہ وہ الکفارۃ ایضاً فی الخطأ لانہ الاصل فی الواجب بالقتل الا انہ یتأدی بالاطعام فسقط عنہ القتل لانہ الاصل ثم قد یکون القتل الخطأ کہ یہ واجب نہیں قتل عمد میں مگر یہ کہ معاف کر دیا جائے قاتل پر دیت کے ساتھ یا صلح ہو جائے اس پر دیت کے ساتھ یا مسلط کر دیا جائے اولیاء مقتول کو قاتل پر غلام کے ساتھ یا صلح ہو گئی ان کی ساتھ کچھ مقدار کے پس ہر ایک ان صورتوں میں قتل عمد میں ہے مانند قتل خطا میں کفارہ ہے کہ عمد میں صیام عمد ہے سو رہے یعنی قیمت ہر غلام کی تو ہے اس کے ساتھ ملحق ہو گئی ہے یعنی قیمت متوجہ ہے تو ہے سبب کے ساتھ

ذمی ہو جائے تو تعاہم جاہی ہوگا اور بسے دیوان اور اسلحہ اسکی شراب اور سور کی خبث کا ضمان دیگا جیسے مسلم کو تلف کرنیوالا دیتا ہے
علیہ اذا قتلہ خطأ اور مسلمان پر خون بہا دینا واجب ہو گا جیسے ذمی کو جو کل کرا ڈالیگا واجب کف الاذی عنہ وشرہم طلبیۃ کالمسلم اور ہم
بے تکلیف اور ایذا کو روکنا اور اسکی غیبت کو حرام ہونا مسلمان کی مانند کذا نقلہ فتح القدیر دنیا ولموت المستامن فی دارنا ومن رثتہ فقط مالہ لہم
وأھلہ وبیتہ فی دونہ اھل الذمۃ فیکفیل ولا یقتل کتاب ملکھم ارفع القدر میں سے کہ اگر کا فرمستامن دارالاسلام میں مرگیا اور اسکو وفات
دارالحرب میں ہوئی تو دیگا مال اسکو وارثوں کو پہنچ جائیگا اور اسکے وارث مال کو لیکر واپس جائینگے اور گرفتار کی دراثت نہ ہوگی اور ذمی ہو تو مسلمان
لیکر اسکو ملیگا اور مرد ہونیکی بشارت کا خطاب اس مرتبہ نہیں دادا الا اذا دخل حربیا الی دارالحرب بغیر الحمل وکذا لو دخلھا تاجرا فاسلم ھناک
کما فی ذمیۃ الا طلاق فھو فیء لان عقد الذمۃ لا یقتضی الا ترکھم فی دارھم اقتضاء اور جب کافر مستامن دارالحرب کے طرف واپس ہو جائیگا ارادہ کی نیت سے
شہر سال بیشک رفع کیا جائیگا اگر تجارت یا حاجت رسانی کے واسطے جانا ہو جیسا کہ اطلاق ہے، دارالحرب سے کوئی موضع ہو کہ لشکر اسلام ہو اسلحہ رکھا جائیگا
کہ عقد ذمہ اسکا منتقض ہو جیسے منتقض نہیں ہوتا اور اس نہیں سے مستفاد ہوا ذمی کا جسے دارالحرب کے جانیسے ہم خطاب نہیں کہا جائیگا جیسا کہ بحث ہوئی
صاحب بحر کی طرف سے یہ کلام قابل دید ہے صحیح ہے یعنی قول قاضی کی کیا جائیگا جیسا کہ قولہ فیہ علیہ الخراج بان التزم بہ وانما یسقط عنہ عند
حلولہ وقبلہ لا لان خراج الارض کخراج الرؤس ہے، رکھا جائیگا جب سے مستامن دارالحرب کے جانے سے اگر اسکے خرچ زمین کا سفر کرنا کیا جائیگا ہو تو
کہ خراج کا لازم کیا گیا ہو اور خراج اوس سے لیا جائیگا اوسکے وقت آنیکے نزدیک ہو سکتا کہ زمین کا محصول کل وہ کے محصول کے برابر ہو جائیگا یعنی
بحساب سے دارالحرب میں جو مال لیا جائیگا اوسکے وقت آنیکے نزدیک ہو سکتا کہ زمین کا محصول کل وہ کے محصول کے برابر ہو جائیگا یعنی
من جانے پاویگا اور قضاء کذا فی المستصفاۃ لا لکتابۃ فی دجر مسلم اور ذمی کو تبعیۃ مالہ ولم یدخل بامانہ کہ اگر کسی مسلمان یا ذمی کا غلام
یعنی دارالاسلام میں اوسکے مسلم کرنیکو کیا ہو دارالحرب میں جانا پاویگی بسبب ہونے زنجیر کے راستے اگرچہ زنجیر اوسکے وقت تک نہ کھولی جائے
لا لامان طلاقا فی الکل یعنی کہ فرمستامن اگر دارالحرب کے حکم کی وجہ ذمی نہیں ہوتا اسکی طلاق دینے کے امکان یعنی مرد زوجہ کو طلاق دیکر اپنے کام میں
اجاسکتا ہے بخلاف عورت کے کہ وہ مالک طلاق کی نہیں ولو تبعا امانا نظالتبعیۃ بھو ھا کما سنعہ من الرجوع ثانیا نہ اور اگر مسلمان نے یہ دارالحرب
میں بیچ کیا سو تو بیچنے اوسکے اپنا مہر مانگا اور اوسکو دیکر اور دارالحرب کے جانے سے ہو چکا ہو کذا فی التاتارخانیہ فلو اسلم احد ھما قبل ان یقع
دنیا علی الآخر من الدار ثم اسلم الآخر منھما ھرہ دیا یہاں تک کہ ایک سال گذر گیا تو اوسکا کوئی حق ہو جاتا نہ ہو یہاں ہو اس واسطے کہ وہ دونوں کے حق
یعنی امام کا یوں کہنا مستامن سے کہ اگر تو سال بھر رہیگا تو ہم تجھ پر جزیہ مقرر کرینگے نہ ہی ہو نہیں شرط نہیں بلکہ اثبات ذمیت میں کافی ہو جیسا کہ
وسنہ علی حکم الذین الحاکمیت فی دارنا اور ہمکے حکم سے معلوم ہو گیا اوس بن کا حکم جو دارالاسلام میں حادث ہوا یعنی صاحب بن کہ ہم بون کا
رد کرنا دارالحرب کے جانے سے جائز ہو اگر سال بھر اوسکا ہمارے بن میں رہکر قرار دینا ہو جائیگا فان رجع المستامن الیھم ولم یخبر فرجع ما علیہ لبطل ذلک
اتمانہ پھر گیا مستامن ہمارے حدود کی طرف اگرچہ دوسرے دارالحرب میں گیا ہو تو اوسکا خون بہدا حلال ہو جائیگا دارالحرب کے حلال ہونے کے سبب باطل ہو جائیگا اوسکا امان
تو وہ حربی ہو جائیگا بن کو ذمی بنانا جائز نہ ہو کذا فی البدائع اما ذمیا فلا یصیر حربیا بلحوقہ بھم لبقاء عصمتہ بعصمۃ اھل دارنا یعنی اگر ذمی
منقطعۃ منہ وسبیہ واغتصبت وجرت بین اجرھا لسیدہ اگر مستامن دارالحرب میں ہو گیا اور اسکی لونڈی اوسکے ساتھ ہو اور بدون وثیقہ کے یا اوسکے
کیا یا دونوں پر امانت بن جبر کیا ہو بدون فتح ہونے دارالحرب کے گرفتار ہوا یا غلبہ حاصل ہوا اہل حرب پر یا غلبہ ہو کر گرفتار کر لینے سے یا دوسرے کو قتل کر لینے سے غالب آنے
کے قتل کر بن اور اسکے مال اور جوال کو اوسنے غصب کیا اور کرایہ اور خراج ان کا جسکو اوسنے اجارہ دیا تھا یا قتل ہو گیا یہ سب ہم نے تفصیل
امانت دار و غیرہ کے حکم بدون وجود ثبات یا بسبب اقرار کے ہمارا اور مطالبہ بسبب گرفتاری باقی دائن کے ساقط ہوا اور بدون وثیقہ کے یا دعوے سے
یہ بھی سبق ہو تو اسکے مخصوص ہو گا ہذا بدون وثیقہ ساقط ہو گا اور غیبت ہو گا لذا فی البرھان ما لہ کونہ بیعہ وما عتق شرطہ وتحاربہ وما

مبنا فی دار نا فتیقا اور مال ہمکا ہو تو بھی امانت اور مال کو اوسکے شریک یا بضامن کے پاس اور جواد کے گھر پر چھوڑ دارالاسلام اندر غنیمت ہوگا یہ بین الاسلام
کے مال ذکر دار کے قبضہ میں ہو تو ہر ایک کہ امانت دار ہو فوراً ثابت قائم مقام صاحب امانت کے ہو تو فات وغیرہ ثابت ہو جائیگی اوسکی ذات کی تحقیق واجب
الی الرکن ولکن المعروف انہ تقبل بینہ ومن اخبار روایت ہو اوسکے بس میں اور ہمارے فاقی بین تو چھوڑی ہو کہ اوسکے حق ہی کہ اسکو ہر حوص اس کے
دین سے تم قبول ہے اور بر سوت کا اور محکمہ تیر ہو میں بچا جاتا ہے اور اوسکے مرنے کو دین اوکی جاتا ہے اور جو راہ وہ ہوا دار ای میں سے وہ بیت ہو تو ملین کی
صاحب بیشہ محکمہ کو تو ہو ہی ہو اور جو نے صاحب نہ کی ترجیح کو ہو کیا ہو کہ ان ظلماً فی اس ہم نو بیت من یحدثا الی دیعۃ والقرض
وعلیٰ تسلیم الیہ وانتہی اور سر امین ہو کہ اگر مسلمان سے کرنے کسی شخص کو مرنے سے پہلا اور امانت اور قرض ہو تو کہ اور مرکر امانت اور قرض کا ہو کر کر
واجب ہو تو کا ہو یعنی سہارے کر اور کمال نیت نہیں ہو تا کہ اوسکی گرفتاری ہو تو سے سو ہو ہو ز حاصل ہیں وعلیہ یتوفی منہ وہ ہذا ذکر فی
مکاسب ودیعۃ فیہا اور ہمارے ہو پہنچا سلم ودیعت اور قرض کے تو اوکیا جائیگا اوسکے مال سے دیں وہ کہا ہو اوسکے علماء اسلام ہیں مسلم قرض ہمارا دیوی
اوسکی ہو اور ودیعت غنیمت ہو گی علماء نے کہا ہے بیت ہو صاحب ہو گی نہ روایت نصب دار ینبغی ان مات فقط بلا علمہ علیہم فدیعۃ و
قرضہ ودیعۃ یعنیہ لو بینہ لان نفسہ لم تقبض فلم یکن مالہ کما لو ظہر علیہ وقرب فمالہ کہ اور گرمسلمان مذکر بعد ہو ہو اور الحرب قتل
ای گیا ہو وہ ان گرفاری کے یا نقطہ مر گیا ہو میں غالب شہر مسلمین کے دارالحرب ہو تو مسلمان اور امانت اور اوسکے دارالحرب ہو تو اوسکے واسطے ہو ہو اوسکو نہ اوسکا
معلوم نہیں ہوتی تو ہمارا اور اوسکا ان ہی غنیمت نہیں ہو جائیگا اگر وہ گرفتار ہو اہو سمال گیا تو اور سکا مال اوسکو واسطے ہو کیونکہ اوسکی گرفتاری اوسکے
ہاتھ سے جانا ہے اطلاع ہو گیا ہو ظاہر ہے کہ یعنی ان پانچ صورتوں میں صورتوں میں تو اور سکا مال اوسکے قبضہ ہو اور اوسکی امانت غنیمت ہو ۱ دارالحرب برخلاف
ہونے اور اوسکے گرفتار کرنے ۲ دارالحرب برخلاف ہونے اور اوسکے قتل کرنے سے ۳ دوں غلبہ دارالحرب اور اوسکی گرفتاری سے اور دو صورت تو ہیں ۱ اور سکا مال
غنیمت نہیں کچھ بلکہ رہا سابق قائم رہیگا اگر وہ نہ ہو تو اب پانچ ہیں تو اور سکے قتل کرنے سے ۴

خون بیائیگا اور اسکا امام و مکافی ہوگا اور جسکو کوئی مالی معین دین العبد له القتل فیصالحا علی مال فالدیة صلحا لا العفو فانه لیس بمال والله اعلم اور وارث مسلم اور ستامن مسلم کے قتل عمد میں امام کو قاتل کا قتل جائز نہیں بغیر تقاص کے اخون سے صلح کرنا بخلاف حاضر مسلمین کے یعنی کہ بوقت ثبوت امام کو اختیار ہے قتل یا صلح کا یعنی اگر مسلمان کو قتل کرنے میں اور انکی حق تلفی سے حرق ۱۲ ومن وجب علیه قود فالتجأ الی الحرم لم یقتل ولم یضیق علیه فی الحرم حتی یخرج فیقتل لقوله تعالی ومن دخله کان آمنا فهو آمن لا یقتل ولا یضرب ولا یؤذی ولا یبایع ولا یشاری ولا یؤاجر ولا یکلم حتی یخرج من الحرم فیقام علیه الحد لان الحرم لا یصلح لاستیفاء الحدود فیه ولا یخرج الملتجئ الیه بالاذی لان الالتجاء الیه لطلب الامن ولا یحصل الا بما ذکرنا ولو قتل فی الحرم قتل فیه لانه لا حرمة له ولو قطع فی الحرم قطع فیه لان الحرم یصلح للزجر والردع ولو سرق فی الحرم او شرب الخمر او زنی اقیم علیه الحد فیه لما قلنا ولو قتل خارج الحرم ثم لجأ الی الحرم لم یقتل فی الحرم ولکن لا یبایع ولا یشاری ولا یکلم حتی یخرج فیقتل خارجه لان الحرم لا یصلح لاستیفاء الحدود فیه ولا یخرج الملتجئ الیه بالاذی لان الالتجاء الیه لطلب الامن ولا یحصل الا بما ذکر

زمانہ میں ہو کہ ایک شخص فاسق ہو سکتا ہو اور اہل ہو اگر وہ واجب ہے کہ کفار سے دوستی ہو سکے کہ بین کہ ہر مسلمان کو حاکم کر دیا کہ ذمی المعمول معاہدہ **باب العشر والخراج والجزیۃ** یہ باب ہو خراج اور عشر اور خراج اور جزیہ کے احکام میں ہم جب مصنف سے فارغ ہوئے کہ ذکر کیا جس کی کفار سے قتال مشروع ہی ہوتا ہو تو اسکے بعد ان مالوں کو ذکر کیا جو ذمی پر مقرر ہوتے ہیں بعد اسکے کہ اسلام سے کہ ان میں مشغول ہے پر خراج کے ساتھ عشر کو ذکر کیا اور ظہیریہ نے کہا کہ عشر تقسیم ہیں عشر تجارت ہو اور تقسیم دوسرا خراج پر اسلئے مقدم کیا کہ اسمیں عبادت کا مضمون ہی خلاف خراج کے کہ وہ عقوبت ہی

لام ہر بنائی شہر قریب ہو دہلی کے مشرق کی جانب ساٹھ طویلہ پر موقوف ہے اور وجہ بعضوں نے یعنی شارح ہدایہ وغیرہ نے کہا ہے کہ اہل عراق کا شہر ہے یعنی الاکثر اور ثانی سو ہے مصنف کے نزدیک اپنی شرعین عقل کیا کہ غلط ہے یا ثانی تلعہ صفیہ ہے دہلی شہر سے کنارہ پر شمل میں حاد ہو ہے عباد ان کے ہو کوئی فرسخین یعنی بارہ میل کوس ثانی استعمالی طرح کے نے مصنف نقل کیا کہ عباد ان بوزن عصفور مثنیہ شہر ہو دہلی فارس پر منصل لعبر و بابا ۱۲ یام ثانیان و شش ۶ ساعت یوما و نصف و عشر تہ عشر ۱۰ آیام میں جاہر اور طول عراق کا جہاز رام کے ساتھ ہے ۱۲ اور عرض اسکا دس ۱۰ کوس ثانی اسراج ہم جزائر ثانی بیشتر سی وجہ سے منقول ہے کہ سواد عراق کا طول ایک سو ستر ۱۷۰ فرسخ کا ہوا اور عرض اسکی دو سو ۲۰۰ فرسخ کا ہے اور حدود اسکی یہ ہیں لاکھ ہیں کہ انتہی انبج و ماکسیں علوج ۲ قم یقسمون بین جیشنا ۲ الامۃ ۲ سواء اقرأ اھلہ علیہ واقبل الیہ کفارا خراجہم صلحا خیبۃ ۲ انتہ الاتی ۲ کفرا و جرکف کہ بشرکت اسلام فتح ہوا اور اگر اسلام کے دیہاں تقسیم ہوتا سو اسی کے مطابق کیا وہ اگر لوگ اوس پاک پر ثابت اور قائم رہتے گئے ہوتے اوس ملک پر بطریق اور کفار ملک الارباب کہ گئی یا جو ملک بطور صلح کے مفتوح ہوا اور خراج سے ہو سو اسکے مناسب تر ہو ہم سواد عراق پر امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ مشورت کر کے خیبر کا جو کہ کتب سیر میں مشہور ہے فعل و رائے کی یہی حاجت نہیں اور دمشق اور شام کے خلاف فارد قیہ میں خراج مقرر ہوا خراج کا فرسخ ہو اسکا مناسب ہونا ہے کہ مقتضی عقوبت ہو اور یہ تعیین غلط ہے اور لہذا خراج بجبر لیا جاتا ہو اگر ہو کافر نے اور یہ نہیں واحت تکی ہو کہ جو ملک ہو خراج عین اس پر متعلق نہیں کہ ہمیشہ خراج دے تو وہیں فارسخ ہو متعلق ہے قوت دین اور ہمت کے تقاضا عشر کا نہیں اور ہر جند کہ مقتضا یہ تھا کہ فتح ہوا اور وہاں کے لوگ وہیں قائم رکھے گئے اور وہ ذمی ہو گئے اور خراج ہے اسی پر جاری کر دیا جاتا ہو اور وہاں سے ظہور نہیں پایا اور نہ یہ کہ وہ ذمی ہو گئے اور ہجرت نہیں ہوئی واللہ اعلم وانما قلنا ذلک لانا لما بینا ان بیعھم وقسمۃ قریھا عند الامام الشافعی رحمہ اللہ حرام فلم یبق الا ان یکون فیئا موقوفا وھذا لان الفتح کان لاجل المسلمین فلا یجوز ان یکون ملکا لھم بغیر رضاھم کی ہم نے کہا ہے اس واسطے کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ انکی اراضی بغیر خراج مقرر ہونے کے اور وہاں کے مکان ہیں ہو اور ہمیہ وغیرہ اور یہ کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ہمیں جاری ہو

کر یا صدقہ کر دیا اس کے سبب سے اس کا حکم نہیں ہوا نہ کہ اس کا مال بیت المال ہو گیا اور جب ایسے ہے تو یہ نہیں چاہتا امام کا اور اس امام کی گواہی
حاکم کا حق کہ بیت المال کے وکیل نے کسی زمین کے اس کے حوالے کر دیا اور سلطان بیت المال کے مملوک ہیں تیسرے کے لئے کسی کے مالک نہ ہو اور اس
بلا اجازت نہیں ہو سکتا بسبب ورث کے والے یا بلا شہ ہو اور ان میں اتنا زیادہ کھیت نہ ہو کہ کسی کی خرید میں رغبت زیادہ ہو گئی ہو اس کی قیمت بہت بڑھ جائے اور اس کی
بیع عام طور پر جو دیوانی متاخرین کے جو حنفی ہے ہیں کہا ہیں باب الوصیہ میں آیا ہے کہ امام اعظم نہیں کی بیع کا جائز ہونا سات صورتوں میں بیت المال کا وکیل نہ ہو
جسکو سلطان بیت المال کی خبر گیری پر دار و غیر کیا ہے متعین کیا کہ عشری اور خراجہ کے سوا ایسان ایک تیسری قسم زمین سے جسکو دار الحرب کے اور اس کا مالک خود ہی
آدمیوں یعنی زمین سفالے اور امام اعظم جسکے اگر مر گیا یا وارث اور کسی کا مملک نہ ہو اور اس کا مالک بزور لشکر اسلام فتح ہوا اور ان مسلمان کی
ملک میں بقیاست باقی رکھا گیا اور امام اعظم کا مذہب خانیہ میں یوں مذکور ہے کہ سلطان کو جائز ہے کہ وہ اراضی زمرہ کرنے والوں کو دیدے اور ان پر
بازار دیں کر اگر کوئی ان کا مقام کرے زمرہ لے اور خراج کے فیصلے میں زمین ان کو ہاتھ جاوے کہ خراج کے برابر ہو جاوے اور حاصل ہو وہ خراج امام کے حق میں
پھر اگر مفرد ہو تو وہ خراج مؤلفہ ہے اور اگر بعض خارج ہو تو خراج مقاسمہ ہے اور مزارعہ کے حق میں تو فقط ہمارے نزدیک مقدر خراج لینے کا امام کو اختیار نہیں ہے اگر کوئی
کہ کوئی سیتی اراضی کا بعض خارج سے جائز نہیں کو کہا جاوے فاسد بسبب جہالت کے اس کا جواب یہ ہے جو کہ ہر جگہ کا عادۃ امام کے حق میں خراج ہوا اور مزارعہ کے
حق میں اجرت فیصلہ آخر عمر صحت خون حقیقۃً و حکماً پھر جب راضی مذکورہ وہ دار حرب میں کوری قوا اس اراضی میں اور کی رہے اور قصد کرے اس کا عمارت میں اور
زراعت اور حاصل کرنے کا اور اس کا معنی و حقیقی و شرعی فضل الشرع بان قلب ارضا سلمانیۃ الخ اور امام ابو یوسف کا قول کہ
بیت المال فکر ان کی بدون خراج کا مالک ہو جاتا ہے اور یہ قول امام کا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ اگر ہمارے امام کی سلطنت ہے بسبب ہلاک ہو جانے اور دین
کے تو وہ بیت المال کے حق راجع ہوں گی اور اگر نہیں ہے تو کسی کا ہو جائے اور اس امام کی سلطنت ہے بسبب ہلاک ہو جانے اور دین
کے تو وہ بیت المال کے حق راجع ہوں گی اور اگر نہیں ہے تو کسی کا ہو جائے اور اس امام کی سلطنت ہے بسبب ہلاک ہو جانے اور دین
الحکم

زمین میں جاری ہو (تفسیر المراغی کی بنا پر) اور کسی ذات کے عشری اور خراجی کیطرف ہو چکی تقسیم نظریاتی سے تو زمین آفادہ و غیر وہ ملکیتیں سمجھی جائیں گی عشری اور خراجی کی موصوف نہیں ہو سکتے اور مصنف نے یہ جو قول مخالف کیا تو قول سابق کے معنی اول قرب کو ہوتے قول ابو یوسف کے اور علامہ عینی فما ھو جوابہ کی بنا پر کہ مذکور کیا ہو جیسے قول مختسب کے کذا فی الطحطاوی علی المراقی (وھی) ای الطہر (فی حرام مقامان کان الواجب بعض الخارج کالحنطۃ والعشر) وغیرہ (وظیفۃ) اگر کان الواجب (شیئا فی ذمۃ المتعلق بالارض) وھی خراج مقاسمہ (فالارض) اور وھی خراج وظیفہ (وھو) یعنی ہر ایک خراج مقاسمہ ہو گا اور خراج وظیفہ (کالمعدوم) اور بگڑے کہتے ہیں اور خراج مقاسمہ کو بٹائی اور خراج وظیفہ کو جس پر لوگوں میں خراج مقاسمہ غالب ہو یعنی کھیت کی پیداوار میں سے معین کیا ہوا نہ قدرت انتفاع سے یہاں تک کہ اگر زراعت نہ کرے تو بھی دیگا تو اسپر واجب نہ ہوگا بخلاف خراج وظیفہ یہ ہے کہ خراج مقاسمہ جگہ پر مقرر ہے لیکن بسبب اسکے کہ زمین کے انتفاع کے لائق ہونے کے ہے اور اسکا خراج سے نکل جانا اس کے انتفاع سے ہے اور خراج وظیفہ کا بسبب اسکے کہ زمین میں ہو وہ جو منتفع ہو جو شخص اور جب تک کوئی چیز زمین میں ہو وہ جو منتفع ہو جو شخص اور جب تک زمین کے انتفاع کے اہل رہے خراج اسکا معمول اور بگڑتے کہتے ہیں اور خراج مقاسمہ کو بٹائی اور خراج وظیفہ کو جس پر لوگوں میں خراج مقاسمہ غالب ہو یعنی کھیت کی پیداوار میں سے معین کیا ہوا نہ قدرت انتفاع سے یہاں تک کہ اگر زراعت نہ کرے تو بھی دیگا تو اسپر واجب نہ ہوگا بخلاف خراج وظیفہ کے

ہو سکتا کہ مصنف یعنی آدمی اپنی تصنیف کو تو مصنف تاریخ پر زیادہ دیکھا جائے بنائی کے محصول میں اور یہ بھی محصول میں زیادتی چاہیئے اس مقدار سے جیسا کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ خالی صنعت مقرر فرمایا اگر یہ نہیں ہزار فاروقی سے زیادہ کی طاقت رکھتی ہو بلکہ قول یہ ہے کہ لکھنے والا کافی ہر خراج کا فروقی سے زیادہ دیا جائے اس کا جائز نہیں کہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں کو یہ حکم دیا کہ شاید تمہارے زمین پر زیادہ محصول مقرر کیا جائے کہ طاقت نہیں رکھتی ہو تو نے کیا نہیں بلکہ ہر ایک مقدار طاقت کو سمجھ کیا ہے اور اگر ہم اس سے بھی زیادہ مقرر کرتے تو بھی اس میں گنجائش ہی نکلتے تو اس سے ثابت ہوا کہ ہا حد و طاقت اور گنجائش کے بھی زیادہ دیا جائے نہیں ہو سکتا کہ فاروق عاملوں سے بار بار پوچھتا طاقت اور گنجائش کے بھی زیادہ دیکھا اور یہی قول امام ہمارے ابو حنیفہ کا بھی ہے چاہیئے کہ کافی میں موجود ہو تو جزیہ کم نہ ہو فاروق نے ملحوظ رکھتے ہوئی سوا گز اس میں محصول پیدا ہوتے ہوں اور حاکم کو اس پر بڑھانے کا دوسری جریب اس مقرر کی زیادہ طاقت اور گنجائش کے تو ہر گز جائز نہیں کذا فی البحر الرائق اور کہا کہ یہ نص ہر سرخ ہے اس محصول کے حوالہ کرنے سے کہ جو کچھ طاقت رکھتے ہیں اور اگر یہ بھی حکم کرے کہ ان کی طاقت سے زیادہ لیں تو ہر گز نہ لیں گے اور اگر لیں گے تو ظالم ہوں گے کذا فی الخلاصۃ اور کہا کہ یہ نص ہے اس پر کہ جو کچھ طاقت رکھتے ہیں اس سے زیادہ نہ لیں اور اگر لیں گے تو ظالم ہوں گے کذا فی الظہیریۃ اور کہا کہ مذکور ہو چکا کہ اگر خراج نے کھیتی کو ضعیف کر دیا تو خراج ساقط ہو جائے گا اور اگر کھیتی کو ضعیف نہ کیا تو ساقط نہ ہو گا اور اگر کھیتی کو ضعیف کر دیا تو

اِن ہم عملوا فیہا اتتہ ترک علی کان ایک قریہ ہو کہ رہاں کے لوگوں کا خراج مقطع ہو کسی برس وہ ہر ہاں قریہ نے خراج ہر ہر کسی کی ذمہ آتا
کی اگر مقدار خراج کی ابتدا سے معلوم نہو کہ ہر ساہا کہ وہیں قریہ جلیل ما علی بعضہ او انقطع الماء او اصابہ الحرق
افات سماویۃ لعدم الوجوب وشرعۃ ہرۃ الا اذا بقی من الشئ ما یجئ الزام فیہ فانیا او محصولا نہیں اور کسی شکا ہر ہو جسکی نہیں ہوتا یا بقا فی
سے منقطع ہو گیا یا کھیت کو آسمانی آفات پہنچیں جیسے کسی کا کھیت ڈوب جانا یا زیادتی مروی کی ہرف ہو یا غیر معتاد آفت پہنچ کر محصول نہ ہو جیسا ان آفات کے
سال میں بعد مدت باقی ہو جیسے دو سرے بار زمین نہ ہو سکے قاضی خان القدیر میں کہا تھو واس پر ہو کہ اگر بعد آفات نہ ہونے کے سال میں تین مہینا کی زمین خراج
یا حفظ ہوگا اور آفات سماویہ سے دو مہینا ہو جیسکو انسان دفع کر سکے قاضی حمید میں کہا کہ نمازی نے مٹی کی کوہی غرق اور حرق کے ساتھ تلف کیا ہو اسکے ذمہ
اور سکا رنج کرنا نہیں ہو سکتا اور شاک نہیں کہ بہت میں کہ الگ اور ہوا اور بندار وغیرہا بھی اسیطرح ہیں لیکن جہاں ہو کہ اکثر علاقا نبدا اور مرند ہو جاتو
اور افی میں عدم سقوط کی نظر ہو کی ہو اور یہ فرق نہیں خراج دیکھنا اور خراج مقاسمہ اور زر عنبر ہت کے مانند وطبہ الدکرم اور مانند نکے ہیں اور یہی
قول یعنی سقوط خراج آفات کا مذکورہ القاضی ترب ترسے اور ظلم سے اور ترسنے اور قاضی عالمگیری میں وجیز کردی سو مسئولی ہے کہ مولی عولیی نے ذمہ
کا خاب یا بتہ تھا کہ جب خراج کی زمرت ادا کے وقت میں آفت ترسیدہ ہوتی تو اور سکو بیع وغیرہ تصاریف نافذ ہوتی تھیں اور اسکے ہم رہنما کہ جو مالی ہیت
گنجائش کے منع میں شریک ہیں تو ہم ذمہ کے نقصان میں ہرگز کہیں شریک ہوں تو انشاء اسلام اس ایک خصلت میں ہزار خصلتوں سے ہمرالزام میں کہ کما لا
یا انشاء واللہ ہرگز کو نہیں ہو گا اور اسی سے ماخوذ ہوا اگر کان ما اذا کانت غیر مبنیۃ ومن الاصحاب من قال ان کان ما یسقط بالتقادم
وکان ذیہ یحتاج الی اثبات ذلک الحق عند القاضی لا یسقط وفیہ لا یسقط اور جب آفت سماوی ہوئی اور اس سے ہم رہنما نہیں ہو سکتے اور ذمہ سے
جانا اور ادا کی نہیں کو جانے سے جیسے چوپایہ جانور اور جو اوا نہ کیا گیا تو ہلاک ہو گیا تھا کہ ہیت کے ساقط ہو جانے کا تو ہے کہ خراج ساقط ہوگا اور قبل ہیت کے
یہ کہ ارنظم تلف ہو گا وہ خراج ساقط ہو گا اگر ہو نہ ہو ساقط ہو گا جیسا ان میں تین مدت باقی ہو جیسی دیار کہتی ہر سے کہ ہمارے ہاں کلام سائل ہے مفہوم ہوتی ہے
ہر الفاظ میں کہ اگر کھیت کو آفت سماوی ہوئی داخل کر نا مسلم نہیں بلکہ کے آفت سماوی ہو جانے سے کہ اور سے اصرار نہیں ہو سکتے کہ اور سے اصرار نہیں ہو سکتے
وقبل ھلاک بعضہ ان فضل عما اتفق غیر محدث منہ مقدار ما بقی ہ مصیف مدا جو وقامہ فی الشرنبلالیۃ یعنی اگر ہلاک ہو جانا کھیت کا بعض
ہوا ہلاک بعض ہلاک ہوا خراج کا یعنی فاضل ہو بقدر خراج کے جو تلف ہوا ہے اور اس کے ہم رہنما نہیں ہو سکتے کہ اور سے اصرار نہیں ہو سکتے کہ اور سے اصرار نہیں ہو سکتے
ہمکا شرنبلالیہ میں ہے محرالرائق میں ہم منع انتفاء موجب سقوط خراج ہے مسئولی ہے کہ اگر بعض خارج ہلاک ہوا تو مسئلہ کے ہمکا کہ اگر غلہ خراج کا وہ زمانی زمانہ میں ہر کہ
فی جو مقسم ہے اور دو ہم اور دو صاع کے باقی رہا تو خراج واجب ہے اور اگر مقدار خراج ہم سو کم کر باقی رہا تو تلف واجب ہے جاری مشائخ نے کہا ہمیں جواب ہے
کہ اول ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ خراج کا کس ہیت میں قسمت فرض ہوا ہر غلہ کی پیداوار میں کہ دیکھنا چاہیئے تو جب غلہ سے زمانہ کے ذخیرہ ہو گا ہے ہر اگر کم ہے تو ہم تلف ہوئی
ہے اور مقدار خراج واجب ہوئی میں کہا تلف نصف سے قال وکذا حکمہ لو جاء ثلث الارض الستاجر ثم ہلک ہیں کہا اور یہی حکم ہے اجارہ ارض
مستاجرہ میں ہم طحطاوی نے کہا بحر الرائق میں مذکور ہے کہ حکم اجارہ مخالف حکم خراج ہے اسواسطے کہ بعد سقوط اجرت لیجاتی ہے بخلاف خراج کے تو اجارہ کا
خراج کے ساتھ لحق کرنا خلاف صحیح نہیں فان عطلہا صاحبہا وترکہا ہرہا فلم یزرعہا او اسلم صاحبہا او اشتراہا مسلم من ذمی او من
یجب علیہ خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے
زمین خراج ہم اگر خراجی نے زمین کو اور سے مالک کے بہ سطلق رکھا نہ بویا اور اس زمین کا خراج موقوف ہوتی ہے یا نہ اس زمین کا مالک مسلمان ہو گیا یہ مالک ذمی سے

بسبب غربت باقی ہو وہ مکہ کے دو یا دو سے زیادہ میقات سے خارج ہو کر آئے تو خارج نہیں لیکن جنایہ ہو جائے اسلئے کہ مجاوز کرنے سے پہلے میقات سے مشترط ہے اور اگر وہ مکہ سے خارج ہو کر آئے تو خارج نہیں ہوا اسلئے کہ اس کا مکہ سے خارج ہونا اس کے لئے میقات نہیں

نافع ہو لیکن اگر وہ مضی ہو تو سلطان عشر کا مطالبہ کرے بیت المال سے صدقات کے بیت المال کو اور اگر وہ نقد ہے تو نقد نہیں تو جنس پر قیمت لگا دی
جائے گی اور اگر وہ مضی مصرف جزیہ ہیں اور سپہ سالار اگر عشر مقاتلین کو امام سے واجب ہوا ہے تو جائز ہے ہوا سلئے کہ عشر مقاتلین کی قوت سے حاصل ہوا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہو اور واجب رافع اختلاف ہے یعنی عشر کا جو خراج سے ہے اور ان پر جو مقاتل اور غازی نہیں اور ہر ایک پر نہیں جو خراج نہ ہو تو مقاتلین کو
تحمول ہو واللہ تعالیٰ اعلم کذا فی الظہیریۃ وفی الذخیرۃ یعلم من قول الثانی حکم الاقطاعات من اراضی بیت المال اذا حاز بعضہا المالک او الورثۃ فلیست
قول سے یعنی جواز رکن خراج ماوہ سے ہے کرنے سے مصرف خراج کو ہو سکتا ہے موجود ہونا جو بیت المال کی اراضی کی معافی کا حکم ہو اسلئے کہ معافی کا حاصل
یہ ہوتا ہے کہ مقبوضہ زمین بیت المال کا ملوک ہو اور محصول زمین کا معافیدار کے واسطے ہو اور یہ بات زمین میں نہیں ہوتا ہے زمین اور اسکا حبہ اور نہ اسکا حبہ اور نہ اسکا
اوقاف ہاں اور اسکو جائز ہے اجارہ یا نیابتاً اس اجارہ مستاجر ہم انقطاعات کو ہوتے ہیں عرف میں انقاطع نہیں ہوتا ہے زمین اور حصہ اور نہ اسکا حبہ اور نہ اسکا
او سکی رہے کہ بادشاہ قطعہ ارض خراجیہ کسی شخص لوگوں کو عطا کرتا ہے اور اسکے جادہ پانی تو یہ جائز ہے جس طرح کہ بیان ہوا ہے یعنی جسکو کہ بادشاہ نے
خطا کی وہ مصرف خراج ہو اور یہ بات کہ زمین کہ ذاتی حاشیۃ البطائحی اور ہندوستان کے عرف میں انقاطعات کو سافی کی زمین اور ماہیہ اور ملک اور حصہ
یا ولیتی ہیں اور جسکو وہ زمین ملی او سکو سافی دار اور ماہیہ دار اور ملکی کہتے ہیں اراضی معافیہ کا بیچنا اور وقف کرنا ہو سکتا جائز نہیں کہ وہ معافیدار کی ملک
نہیں اور مسلم کو قطعۃ حرام ہیں متاخرین نے فرمایا ارض میں دمن المواد فی قولہا السلطان لہ ولاولادہ ونسلہ یتصرف فیہا کیف شاء بالبیع
تضییعہ الی اخیرہ قولہ قطعت السلطان وانقل من اقطع السلطان فی زمان سلطان اخر ہل یکون لاولادہ ام ازادہ ویعتبر
قول احد غیرہ فعلم انہ المنقول عن المتاخرین فتدبر وہو جواب نوعی ہے یعنی جواب نوعی ہے کہ اراضی کو کہ معاف کر دیا سلطان نے اور اسکو اور اسکی اولاد اور اسکی
نسل اور ذریت پس مانہ کو اس شرط پر کہ اسکی اولاد سے جو مرے اور اسکا حصہ اور اسکے بھائی کو پہنچے پھر معاف کرے خواہ سلطان مرگیا اور جسکے واسطے
معافی ہوئی وہ وہ زمانہ سلطان کے زمانہ میں منتقل ہوا کیا وہ معافی اور اسکی اولاد کے واسطے ہوگی صاحب نہر نے کہا کہ اس مسئلہ کو جیسا فقہاء کی کلام میں ذکر کیا
اور مقتضیٰ اور اسکے قواعد کا تعلیق کا تقاضا کرتا ہے تعلیق کرنے والے کی موت سے ہو سکتا ہے کہ ذکر کرہ تعلیق سے ہو یہ قول مراد ہو جو اوپر میں مسبوق ہوا اور اسکا حصہ اسکے
بھائی کی طرف منتقل ہو اور تعلیق کرنا خواہ السلطان لہ مراد ہو طحطاوی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ وہ اراضی اور اسکی اولاد کے واسطے ہو ہو سکتا ہے کہ
اولاد بالاصالت معافیدار ہو جائے بطریق تعلیق کے ولو اقطعہ السلطان ارضاً موتاً او ملکہا السلطان ثم اقطعہا لہ جائز فقہ فہا اذا استغل ارضاً
زمین افتادہ اور ایک شخص کو معاف کر دی یا بادشاہ نے اور مرگیا اور اسکے ایک شخص کو معاف کر دیا تو اسکو وقف کرنا اور اوس میں کاشت کرنا جائز ہے
معافی کو یہ ہو مراد ہے کہ ایک شخص نے زمین مذکورہ کو آباد کیا بادشاہ سلطان اور ملک سلطان مراد ہے کہ سلطان نے زمین مذکور کو اپنے واسطے آباد کرنا چاہا
پس شخص کا یہ قول صحیح ہوگا کہ وہ زمین مذکورہ کا مالک ہو گیا حقیقی تو اسکو ہم نصرفات ما کان جائز ہو گا وقولہ او رصدا من السلطان لیس
بایقاف البتۃ اور ارصدا سلطان کا وقف کرنا نہیں ہوا یہ فتح القدیر میں ہے کہا کہ ارصدا اس سے بعد ارتفاع کہ جو ظلم کے بیت المال کے
مستحق ہیں ان کو دے واسطے بیت المال کے ہیں سے بعد دے اوسکے حصے کے بالعین حصے کے جدا کرنا سے یہ جائز ہے ہمکا منقض باتفاق جائز نہیں اور یہ حکم
وزراء مصر علماء اور فقراء اور جہاد اور بیوہ اور بنا و مساجد اور مکتوبین اور امام اور خطیب کے واسطے ارصاد مقرر ہو سکتا ہے منقض ہر گز جائز نہیں
ہو سکتا کہ سپہ سالار لوگ بیت المال کے مصارف سے ہیں اور بیت المال فقط مصالح مسلمین کے واسطے ہے اور اگر مصلحت ہیں ارزاق مستحقین بیت
المال کے قطع کرنے میں اور ابن عبد السلام اور اکمل الدین اور یعقینی اور ابن ہمام کا بھی یہ فرستوی ہوا تھا اور شیخ عیسیٰ حنفی نے اپنے رسالہ متعلقہ ارصاد
میں کہا کہ اراضی بیت المال کی مساجد وغیرہ پر سلطان نور الدین شہید نے اول وقف کی اور ابن عصرون سے کہا کہ ہمارا مواد ہو ہمارے خلیفہ کے جواز کا
فتوی دیا اور مذاہب اربعہ کے علماء کی کہ ساتھ متفق ہوئی اور ابن عصرون اور اوسکے موافقین نے یہ جواب دیا کہ یہ وقف جتنے ہو سکے اوتنے

کرنا جائز ہے کیونکہ یہ بھی بنی سلطان بیت المال کا مالک نہیں ہوا مگر اس کو دیکھ کر اور علماء نے بھی بعض بیت المال امراء کو سپرد کئے یعنی
اور اسطرح ملوک مصر و شام اور کہیں کہیں ہندوستان میں ہوتا چلا آیا ہے اور ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء نے کہ وہ سپرد کئے گئے اور اسباب ان سے لیا مناسب نہیں سمجھا
فی حاشیۃ الطحطاوی فی الامیاہ وقیل القول الذین اتی الصلاۃ تامۃ تصفح لجارۃ المغتصب له وان للامام ان یحرم جمعۃ شتی
اور سپاہ میں قبول گفتگو نہیں کی گئی کہ علماء بھی قاضی اور امراء صاف دار کی صحت کا فتوی دیا اور یہ کہ امام کو جائز ہے کہ صافی اور کہ جب چاہے خارج کر دے
الیق امراء کی کو نصب کرے ہم دیکھتے ہیں کہ صافی امراء اصلاح امراء کی مالک ہو جاتے ہیں مستاجر کے انتقال پر مستاجر کرایہ دینا
درست ہی سپرد معاہدہ کرنا کوئی جائز ہے وقیدہ کان بخلاف بعد الموت اما الموات فلیس للامام اخراجہ عنہ لانہ لم یملکہ ولا احیاہ لیحفظ
اور سپاہ سے نہیں کہ مکان لینے کو دیا ہو یہ صاحب شباب نے غیر ذمہ افتاء کر مقید کیا ہے اور ذمین افتادہ میں تو سلطان کو اس کا نکال
لینا کچھ فائدہ اس سے جائز نہیں اسواسطے کہ ذمین افتادہ کا بیت المال ہو جانا صحیح ہے یا وارث کہ وہ مالک ہو جاتا ہے ہم والی ملک کو لازم ہی کہ
تفصیل فراہم پر دلیسے مقصد کو مقرر کرے ہر وعایا پر تسامی کرے اور خراج لینے میں انصاف کرے اور جتنا طاقت ہو اور کوشش کرے خراج لیا جائے تک کہ برا
خراج ہو اگر خراج تک حاصل کرے یعنی خراج جتنا مقرر ہے لیا جائے تک کہ اگر زمین میں نظر ہو یہ اور فاضل ہو دونوں ہوتے ہوں تو تخمین کر کے اور دونوں حالتوں
میں ہر ایک خراج لیا ہو تو آدا محصول رہیم ہے اور آدا محصول عشر میں اور سپاہ سال اور مکاری کو عذر کے اگر ایسا ہو کہ مالی کا ہی جاتی ہو تو ادا ہو تو ہاتھ
محصول اسلام کا پورا ہو کافی جاتی ہو تو جائز آدا ولی ہذا القیاس جیسے عشر اور خراج ہو اور وہ مرہا ہی تو ادا کے مرہ کے ہے اور خراج لینا چاہیے جب
تاہر ہو کے وقت علی اختلاف البلدان اور صاحب اراضی کو ملال نہیں فلہ کہا نا بدون اوامی خراج کے اور سپاہ سے عشری زمین کا فلہ کہا نا
جائز نہیں بدون اوامی خراج کے اور آگر کہا نا تو ضمان واجب ہوگا اور اراضی خراج کا فلہ جب کرنا سلطان کو ہمارے محصول لینے کے واسطے کرنا ہی
العاشر جزء فصل فی الحربی یدخل بامان فیعشر مرۃ فی السنۃ بالحکم او بالنص فی لغۃ الجزاء کما یکون عشرا بالقلیل والجمع جمعا کثیرا وفی الشرع
فی اللغۃ جزء لغت میں عشر جزو ہی ہوتا ہے کہ جزو ہونا واضح ہو جاوے قلیل سے یعنی جو مقدار قلیل کا ہو کہا جاتا ہے اور عشر کے جمع عشرون ہی ہوتا ہے
اول رفع نامی جانچ لیے کی جس کے ہوا اور وہ یعنی جزیہ دوسرے جزیہ صلحی اور جزیہ ظہری الموضوع من الخراج یقبض لا بالقدر ولا بالعدد
جزیہ کہ متعین ہوا الطور صلح کے اسمیں تعداد اور تعیین نہیں محمد شتی بکوی کہ اسطرح عشر یعنی جزیہ کہ متعین ہوا واسطے حربی کے جو داخل ہوا ملک اسلام کے
ہر سال کہ اوسمیں تعدد پر نہیں بقدر کہنہ ہیں والا وہ اوسی مقدار ہوا جو مقرر ہوا اور قولہ علی الکافر الخ لقولہ من کل سنۃ علی
قدر معین یقدر علی تحصیل النقدین بالتجارۃ بان رجحان یتایع وتکلی حصہ فی الکل السنۃ هدایۃ اتفاق عشر درہم فی کل شہر درہم اور
جزیہ کہ مقرر ہوا ہاتھ کا قوی ہو تو ہر ایک مکلف پر کہ بقدر تحصیل نقدین پر قادر ہو کہ بیچنے سے قدرت ہو کر تجارتی ہیں ہو اور قدر
سپاہ کا ہر سال میں جو رجب ہو ہر جزیہ ہر ہر شہر میں کوئی ہے کذا فی الہدایہ بار ہ درہم اوسپر مقرر کیا جاوے ہر مہینے میں ایک درہم یعنی تخمینا پانچ تہائی ہوتا ہے
الطول ضعفہ فی تلک غنی کہ درہم ان اور متوسط الحال ہے تو کہ نصف ہے اوپر اوسکا اور فقیر کیا جاوے چوبیس درہم اور سال میں چوبیس درہم و
علی الکل ضعفہ فی کل شہر اربعۃ دراہم فعلی التشبیہ الا بیار الرسی لا بالمرتب الخ الطول ہدایہ
درہم اور چشمہ ہار اور نسبت ہے ہر ایک آسیائی کے جزیہ دیکھ حال جو کہ ہر ایک کا ہر ایک کے حال پر ہے کہ ایک کو اوسکے مال میں جزیہ کم ہوا اور ایک کو زیادہ
بین ہی وجہ پر ہوا ہر سال میں جن مالک جتنا الاف درہم فیما عدا الغنی ومن مالک مائتی درہم فصاعدا ومن مالک مائتا دینار فصاعدا
الاعتماد وجوہ اعتبار ابو جعفر الہندوانی ومن ہا عشرۃ دنانیر خانیہ
متوسط الحال ہے اور جو دو سو درہم کا مالک ہو اگر کسی چیز کا مالک نہ ہو
الفواکہ وجوہ ہو تو قول ہے کرخی کا اور یہ ہر چہار قول ہیں اوسمیں ہر چہار کا ذکر ہے اور ابو جعفر ہندوانی نے عرف کو معتبر کیا ہے اور یہ قول جمیع ہر کہ کذا فی

الثانی فانہ یقبل منہم بغیر خلاف کما عرف ستہ پر ہو جسکو اہل شہر شوشی یا شوستر یا غیرہ کہتے ہیں دہی عجم سے فاروق عالمگیری میں اسکو واسع کہا اور ہندوستان میں اسکو شہر کنانی بطلیموس و یعتبر وجودہ فی تلک البقاع ما دون الہضبۃ لانہ وقت وجوب الاداء فقط اور وجود ان صفات کا علی التوصیف الغیر التوسل میں سے ہے کذا فی فتح القدیر ہو اسکو کہ آخر سال وجوب ادا کا وقت ہو کذا فی الہندیۃ وقیل ہم علی کما فی یدخل فی ایامہم التاسعۃ لانہم یدینون بشریعۃ موسی علیہ السلام وفی النہایۃ والفتح والامر وامّا الصابئۃ فہی الحانیۃ ہیں ہندو جوگی ہیں اور ہندو جوگی فرقے اور ارمنی دہل ہیں اور فارسیہ ہیں یہ کوئی مخصوص جماعتی سے الامر فلیس عند صاحبیہ کہ نزدیک عرب کا کتابی جزیہ لیا جائے ہر صورت اور سیر جزیہ کے اور صاحبین کے نزدیک مجملا انشاء سیر میں اور صدا جیسے کہ نزدیک ستارہ پرستوں میں ملیوں نے کہا ظاہر کلام فقہا اس پر دلالت کرتا ہے کذا فی البحر اور ہمارے عرب میں اسوقت کوئی گروہ نہیں ہے کہ قائل ہو صابی ہونے کا جو بہ جزیہ میں اور خلاف نہ ہونا اسکے کسی کو بھی ہر صورت جزیہ لازم ہونا اسکے کسی کو کتابی ہونے کا ہر شرک و دہریہ کے والسلام علی من اتبع الہدی شہر سرکہ قبل پرست ہے اگرچہ وہ جو ہی عرب پر اور بسبب ارکے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمکے جو مسیون ہم جبر تغلبیون ہیں ایک شہر کا نام ہے اور وہ عرب میں اصل ہے وقتی یجری اذا سبقت فانہ یضرب الجزیۃ علیہ اور مجوسی آتش پرست پر بسبب ایکے اور مجوسی آتش پرست کا نام ہے اور ہر صورت ہی جائز ہوا ہم بھی خلاف عرفی کے وثنی ہو وہ دیوار میں منقوش ہو اور کہا جیسہ ہو اور صنم اسکا نام ہے اور ہر صورت انسان ہو اور صلیبیہ ہو جسکا نقش ہر صورت کذا فی الجامع الصغیر اگر وثنی ہو کہا جاتا ہے ہر خواہ وہ کرکی کا ہو یا ہاتھ یا چاندی یا سونے کا اشرح منتقی میں جو کہ وثنی ہو یہ کسی سورت ہو آخر کی صورت کے مانند اور صنم صورت بلاصنم ہو کذا فی المحیط الا لاہی قتی عربی لان المجزیۃ فی حقہ اظہر منہا بعدا حرمت کے ہر شہر کیا ہو عربی ہو یا عجمی ہو ہر شہر سے کہ جزیہ اسکے کسی میں ظاہر ہو خواہ وہ ہندوستان ہو اسکو اظہر ہو اگر رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نہیں میں تبدیل ہوئی اور انکی قبیلہ اور نہیں کی زبان میں اور انکا وہ اسکے صحابی اور تمسک کو زیادہ تر وہ تعجب ہوئی کو انکا ذکر کیا ہوا اور ہر سخت عجز و کمزوری ہو تو بھی قبول نہیں ہوا اسلام اور دین المقبول ہیں اور ہر حنیفیہ اسلام کے زیادہ تر معارف ہو حقیقہ اسلام کے لیکن اگر ہیں قیاس سے تو ترک ہوگیا ہے نص قرآنی کے کہ اہل کتاب ہو اخذ جزیہ کا حکم ہوا تو ہے اور وثنی ہو اور عربی الاصل ہو تو اہل کتاب اس قیاس سے خارج ہو گئے اگر ہو اور عرب میں رہیں اسقط کہ وہ عربی الاصل ہیں ورنہ فلا یقبل منہما الا الاسلام او السیف اور جزیہ نہیں مرتد پر نہ کسی سے مقبول نہیں ہوا سوائے اسلام کے اور ارتداد کے معنی مسلمان ہو اور پھر کافر ہو خواہ مرتدی جس سے مطلع ہو کر کافر ہو گیا ہے اور عربی سے غیر اسلام یا کلمہ ارتداد کے کچھ مقبول نہیں ہوا سوائے اسلام کے جلد ثم قتلہم او یقتلہم او یہ کافر ہی غالب ہوں کفار سوب ملیرشین پر تو انکی خوبی ہوئی اور انکے ضیفت میں گرفتہ کیے گئے اور مسلمان مرتدیں ملیں ہوئی ہے جو گرفتہ کیے گئے خلاف اسکے اور مسلمان شریں عربی کنانی ہذلی الشیبانی ہوئی امرأۃ او صبیا او مملوکہ او ابن ام ولد لی اور صغیر ابن ام ولد اور عورت ابن ام ولد اور غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کی ذمی کے ہر جزیہ نہیں ہم جانے میں اور نہ ہر جزیہ میں اور حالانکہ سید فرماتے ہیں کہ وہ کہتا ہے اور اسرار ہر جزیہ اقرار اور ہر کہ وہ کہ گواہ ہو اور ان اسکو ذکر کیا ہوا ہے اور ذمی جو ان میں سے ترک کرے ذمہ کو بعض عہد کو او تقتل قولہ او تفتدی قولہ او الشیخ الہاجز اور نہیں ہر جزیہ نہیں ہوئی ہے جس پر جزیہ لازم ہو ہاں نفسہ کو بھی جہنا القتل ہو گیا اور ہر جزیہ لازم ہو ہاں ہر کہ قول کرے ہوئی ہے جو ہا ونقل ابن الکمال انہ القیاس وہو ما ان الاستحسان بخلافہ فتامل اور مرد اور عورت کیلئے ہر جزیہ کا واجب ہونے کیلئے ہر جزیہ کا واجب ہونے کیلئے ہر جزیہ کا واجب ہونے

فی الجملۃ کالذمی والمرتد فی الاھلیۃ بتقریرہ وعدمھا وقت الوضع فتسقط اذا اعتق او بلغ او اسر بعد الوضع لانھا لم تجب علیہ لفوات محلھا وھو الرأس المعصوم بالعصمۃ المؤبدۃ وقت الوضع وھذا ھو الصحیح وقیل لا تسقط لانھا وجبت علیہ وھو ضعیف ولو اسلم بعد الوضع لم تسقط لانھا وجبت علیہ وھو کافر وقیل لا تسقط لانھا وجبت علیہ وھو کافر

وہی قوی مذہب ہے اھ مگر اس پر تعرف کہ وہ جب خروج کر رہا تھا جزیہ نہ دینے کی وجہ سے تو اب سوا اگر مکرہ نہیں بیٹھا ہے کہ ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر ذمی قصد اللہ سلام کرے تو نہیں خبر دار الحرب میں مقتول اور مدد معتد بہ ہے اور دار ہمیں بالاسلام سے قتل کی ہیں اور قول صحیح ہے کہ حرام یا جائے گا نہ ذمی بالاتفاق من المحیط ہو قول معتمد علیہ عدد معتد بہ طور پر اور نفیر مسلمین خارج مرتفعین ہیں اور خراج خاصہ قومین خارج مستقل ہے مانند عشر کہ زکوٰۃ کے ساتھ ہے اھ ذہبا الاجل أكل المال بالباطل حتى لو تاجر الحربي أو مسلم في دارنا فمر على عاشر فأخذ منه العشر كما يأخذ من الذمي لم يكن ظلما ولا يرد عليه شيء كما في الزيلعي اور اسی سے ہے کہ ہلال نہیں غلہ کو کہا تا ما فرد اور اسی سے ہے کہ عشر کا جانچو باب الزراع کے آخر میں اگر ہے سو تہ عشر اور سکوار مدد معتد بہ خراج کو منقل کرے اس سے ولا تقبل من اللذي لم يعتنق على يدنا نبوة في الأصح بل يكلف ان يأتي بضمنيه ليعتنقها فاما ما قبض منه تاجر اهل دارنا اور ذمی سے ہے جزیہ قول کیا جائے گا اور اسکو لینے والا ہے اور اس

اور بالفرض سوار ہونا بھی بسبب ضرورت کے تو جامع صلین میں سواری سے اتر پڑے ہی ورنہ جب تک کہ کافی کا کافر دعوی نہ کرے مقتدی المسافر کی اور سوار ہونے والے دیہ ان پر جو پاؤں کے اشارہ میں ہو کہ جس کے لگے گا وہی رکوب دے اسبات کے واسطے کہ یہی ضرورت تواب جائز

آنہ اور وہ فیصلہ سنا دے مقررکیا ہے اخلاق آنحضرت ﷺ کی شرح ہدایہ میں ہے اور کہا زمین کہ اور مدینہ سے وطن نہ جائے سوائے حج کے اور عمرہ کے اور نہ رہے تین روز سے زیادہ مگر ساتھ مہاجر کے اور مدینہ سے مراد ہے مکہ اور مدینہ کے گرد کی زمین اور وہ حرم ہے اور مکہ کی زمین میں داخل ہے اور طائف بھی زیادہ تر ہے اور مکہ کا حرم سب زمین سے افضل ہے اور مکہ کی زمین مدینہ کی زمین سے افضل ہے اور جو مکان حرم میں ہے وہ حرم سے باہر کے مکان سے افضل ہے اور مکہ کی زمین میں اور مدینہ کی زمین میں اختلاف ہے اور مکہ کی زمین کو مدینہ کی زمین پر فضیلت دینا ظاہر الروایۃ کے موافق ہے اور جو مکان حرم میں ہے وہ حرم سے باہر کے مکان سے افضل ہے اور مکہ کی زمین میں اور مدینہ کی زمین میں اور دوسرے شہروں کی زمین میں

حاشیہ تقاریر اسنی المطالب الخ المذکور یعنی الاستمرار ان یکون ھو فی الصرر علی اختیارہ ویکون ھو ومن معہ من المسلمین فی امکنتھم وبیوتھم وھم مقھورون ذلیلون فلیحفظ ۱۲ رشید۔ یعنی اور فتوات واقع ہوئے زمینوں کے سکونت میں اہل اسلام کے اور مصر میں اور جواز سکونت محمد خاص میں قول معتمد ہی فتحوا اور سکونت ثابت کرنا ہی مصنف وغیرہ سے لیکن شیخ الاسلام مرحوم نے اور ہمارے اکثر علماء نے اور اصرار تعین کیا ہی کہ ساحب شیبانیہ مطلق کہا ہی سو گویا وہ ماحب ہی مجاہدات اور حالانکہ ایسا نہیں ہے بہر حال کے قرائنی نے جان بیٹھی کی شرح میں بعد نقل کرنے امام شافعی سے اخیر قول کو کہ زمینوں کو لینے کے پیچھے کافی ہوام کے مشہور تعین اور زمان سے سمجھا ہے کا اور زمان مشہور کہتے ہی کا حکم کیا ہے کا اور کہ دلیل ایک مجملہ خاص ہی منسوخ ہے ترجمہ نے نقل کرنے کے نقرہ ہی کہ ہے کہ مراد یعنی منع سکونت امصار سے ہے کہ اگر کوئی شہر میں ایک محلہ مخصوص ہو سکونت کریں اور حالانکہ اور کوئی اسکے واسطے اور جماعت اور کت اور ہجرت جہاد مسلمین کے امتداد سکونت اس وجہ کی تعیین اور ہوا کہ وہ شہر اور قطاع ہیں سو اسطرح منع نہیں کرتے فتاوی الاسکوبہ تو ہا سکو اور کہا ہا چاہیے ہم خلاف ہے اہل ہوا اہل اسلام میں کہ اگر وہ کہ ہیں تو منع نہیں کرتے ہیں خاص محلہ میں ہیں لیکن اگر جماعت اور قوت ہوں چنانچہ ترجمہ نے ذکر کیا ہا انکی سکونت سے تقلیل جماعت مسلمین لازم آتا ہے سو یہ کہ صاحب وغیرہ نے ضرور کی رو سے منع کی جائیں گے اور صاحب شیبانیہ نے جو سکونت محلہ خاص کے جواز کو مقید کیا ہے تو اسپر محمول ہے کہ جب اوکو قوت اور شوکت نہ ہو تو نے ناشی کے تواب خلاف ہوا اور ہتاب کہ ذاتی البلدی ویتقیض عہدھم بالتلبیۃ علی موضع الدواب والحیاض وادنی الضرب زادنی القوۃ والامتناع میں قبول الجزیۃ واجعل نفسہ طلیعۃ للمسلمین کان بعث الیھم علی اختیار الدۃ فلو لم یعقد لذلک ام ینقض عھدھم (علیہ یعنی کلام ظاہر ہی اور دوسروں کا عہد توڑ جائیگا اگر غالب ہو جسے ایک مکان پر لڑائی کے سوا اور لڑائی اور جگہ میں جاکر لوٹے میں فتح القدیر میں اتنا زاید کیا ہا وہ عہد شکنی ہو گا جب تک کہ نہ ہو اگر ہمیں کی عادت ہو اسطرح کہ اگر ہمارے اوپر حملہ کرنا چاہیں تو ہمارے شہر پر سطلع ہو کر اگر اہل حرب اوسکے اسکے حملہ کو دیکھ کر تو انکا عہد ٹوٹے گا اور یہی تفصیل ہر کلام نبطا کا قول ہے ہم جملہ میں ہو گا ذمی مشرکین کو جو ہتا چاہیے تو یہ ینقض عہد منہیں صاحب ہے نے ہر ہتا ہے کے وہ پہلا قول کی کو ہے اوس پر تو ہر محمول ہے جب اس ہر تیاہ اور کہو جاسوسی کی اسکے نہ ہو ہا اور صاحب ہدایہ جو یہ ہا ہے ہمارا مشائخ یہ ہا ہا کہ یہ ہے کہ ان الملک وھو الذی ذھنا الا ان یکون الشرط کما ذکرنا فی کل احکامہ الا انہ لو امر بالسیر فی بلد ولم یقتل ولا یجبر علی قبول الذمۃ و علی ھذا یجب ان یکون الامام ومن ولاہ الامر فی ھذا الزمان ھو الذی یعرف ان ھذا الامر ھو الاصلح

اور یہی مسلک شافعیہ نے تفصیل ہمیں منقل کی ہے کہ اگر فرقے نے اپنے اختلاف کے موافق دین کہا کہ آنحضرت رسول تھے یا وہ نصوص جو دلیلوں کو ماخوذ تھا کیا حضرت کے طرف نسبت کذب کی نوع سے ملا کے منزہ یک اسکا عہد نہیں تو مثلاً اور اگر وہی نے اتحاف عقیدہ ذکر کیا ہے ہم نے حضرت کے طرف زنا کی نسبت کی یا آپ کے نسب میں طعنہ کیا یا عہد شکنی کا تو ہم کہتے ہیں کہ اس طلاق پر کفر نہیں ہے اور یہ کہ اس کا حکم ارتداد کا نہیں ہے اور یہ کہ اس کا حکم ارتداد کا نہیں ہے اور یہ کہ اس کا حکم ارتداد کا

سے مثال میں بہ مدت لیتے ہیں یہ لوگ مرتد ہوکر لڑنے والے ہیں اور حرب میں جزیہ نہیں ہوتا ہے تاکید کرتے ہیں مسلمان کیونکر ہوا اور بادشاہ کے جزیہ بنام ترکہ جزیہ کا سوال ہوا تو اس کا جواب دیا اور ترکہ کا وارد ہونا مقرر کیا پھر اسی پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا اور اسکے بعد فقہا کا کہنا کہ اس کا جواب دینا اور جو کہ مسلم ہے وہ کفر ہے ہوا ہے اور کفر کو کافر و اہل حرب کہنا اور ہمارے ساتھ ہونا کیونکر ہوا اور ہمارے ساتھ ہونے والے کو ترکہ کا وارث بنان

ذکرہ فی الزکوٰۃ وھو صرف خمس الرکاز وھو المراد بقولہ وکذا کل ما اخذ من بحر او برّ ای ما یؤخذ من ذلک
ویصرف مصرف الفیٔ کما ذکرہ فی الدرایۃ وغیرھا وقد تقدم ذلک فی کتاب الزکوٰۃ فی فصل مصارف الخمس
وبیان ما یدخل فی الغنیمۃ وما لا یدخل فیھا ومن ھذا القبیل ما یوجد فی دار الحرب من الاموال
الظاھرۃ کالدواب والثیاب والاسلحۃ والاطعمۃ والاعلاف وغیرھا فانہ یخمس ویصرف مصرف الفیٔ
کما ذکرہ فی الزکوٰۃ ایضا وقد تقدم ھناک ایضا ان ما یوجد فی دار الحرب من الاموال الباطنۃ
کالذھب والفضۃ والنقود والحلی والجواھر والسبائک والتبر والآنیۃ وغیرھا فانہ یخمس ویصرف مصرف
الغنیمۃ لا مصرف الفیٔ

کیا بعد سال میں سے باقی رہا اور نہ حاسبین پر دو اور جنہوں نے کہا میرا دنیا واجب تھیں نفقہ جلیلہ کے اندر شیخین کے نزدیک خلافا لمحمد رح انی الفتح الوزنی والوقوف والامام اذا کان فلما وقف ولم یسقط لما تقدم ولکن القاضی قبل لا یسقط کانہ لا یجوز ان احدا ما بقی فی التشہد سابقہ لمن نفع المدعی حتی ما تمامہ فی الدر وقد لخصتہ فی الوقف اور نزدن اور امام مسجد کا جب کہ وقف اور کے دسلہ پر اور اور کو پر رسال گذار کر دے مگر تو وہ ساقط ہو گا اور اسے کے کہ وہ بنز پر صدقہ اور جہان کے ہو اور یہی حکم ہے قاضی کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ ساقط نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بھاری حق ہے کیونکہ یہ اور یہ سلہ مصنف کی شرح کے نسخوں میں ثابت ہے اور جن کے نسخوں سے ساقط ہو اور پورا بیان اس کا اور غیر میں سے اور کئی سال وقف پیلی ہے کہ کوئی شخص بیان کرے ہم اور اگر امام اور مؤذن کے دسلہ پر اتنا عرصہ میں ہو تو وہ ساقط نہیں ہوتی بر خلاف صدر الاسلام ظاہر ہیں تحریر کے فوائد ہو گا کہ ایک گاؤں میں امام مسجد پر زمین وقف ہو سو امام نے اور کسی کا غلبہ پکڑ لیا ہونے کے لیا اور اس کی آمدنی سے بالکل تو باقی سال کا حصہ اس سے سرد ہو گا اور امام کو باقی سال کا حصہ کہاں سے جائز ہے اگر وہ محتاج ہو اور یہی حکم ہے قلعہ عالم اور درس کی آمدنی اور اگر ایسا ہو تو مدت کے ہمام میں جب مصنف نے کفر ہیلی کے حکام سے زائف پائی تو کفر فلاں کے حکام شرع کی کفر ہیلی سے وارد ہیں کہ اور سیر ایمان مقدم ہوا جو بعد نبی کے اور کفر عاری وہ ہے جو بعد ایمان مقدم ہوا ہو ھو لغۃ الراجح مطلقا و شرعا الراجح عن دین الاسلام مرتدلت میں ہو یا نہ والیکر کے ہیں مطلقا خواہ ایمان سے ہو یا عدم ایمان سے اور عدم ایمان شرع میں دین الاسلام ہے جو یا والیکر نہ کہتے ہیں ذکر بھا اجراء التکلم بالشہادتین علی اللسان بدلا کا ایمان اور یہ قول یعنی ارتداد کا رکن جاری کرا ہو کہ کفر کا زبان پر لیا ایمان کے عدم پر ہونا ظاہری کی تو صبہ ہو اور ارتداد ولی کلم لسانی پر موقوف نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کی صفت ثالث موصوف فعلا کرنے بالبعد مت کے کافر ہو جاتا ہے تصدیق کرنا فی الظاہری فی ھی تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جاء بہ علم اللہ تعالیٰ علما ضروریا تحقیقا علم ہونا اور وہ یعنی ایمان جبارت ہے سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے ہر چیز میں جس کو حضرت لائے ہیں شک کا طرف سے ہو جاتا ہے یعنی ضروریات دین محمدی کو دل سے ماننا ہی حقیقت ہے ایمان کی اور ضروریات سے مراد وہ ہے جس کو ہر اہل ہی جانتا ہو بغیر اس کے اللاع نظر کرنے استدلال جیا نحو وحدانیت الہیا و بعثت انبیاء و جب صلوۃ و زکوۃ حشر نشر وغیرہا اور آمانی عائشہ الہی وھل ھو نفظا او ھو الاقرار فقط او الاقرار والتصدیق القلبی او ذکر الخصلۃ علی الثانی و تحقیق علی الاول اور کیا ایمان فقط تصدیق قلبی کا ہے یا صدیق مع الاقرار ہے ہیں اور اکثر حنفیہ قول ثانی پر ہیں اور علما و محققین قول اول پر ہم محققین سے مراد اکثر ماتریدیہ اور مشائرہ ہیں اور موجود ہے نزدیک ایمان عبارت ہے تصدیق مع الاقرار سے ہذا اگر کسی کے نزدیک گناہ سے کوئی آدمی کافر ہو جاتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک فقط تصدیق زبانی کا نام ایمان ہے سو اگر تصدیق لسانی تصدیق قلبی کے مقابل ہو تو وہ مؤمن ہی ہے والا مؤمن محقق نہیں ہے النار علی الاقرار فقط الا جراء الاحکام الدنیویۃ بمکن الایمان علی انہ یعتقد متی طولب بہ ان یاتیہ فان طولب بہ فلم یقر فلم یفعل عنادا او استکبارا فکافر عند المحققین کے نزدیک ایمان کا اقرار کرنا شرط ہے احکام دنیویہ کے جاری کرنے میں اسواسطے کہ مؤمن اسکا معتقد کہو کہ جب کسی سے ایمان کا مطالبہ کرے گا تو وہ ایمان کا اظہار کر لگا سو اگر نہ کرے تو اسکے متعلق ہو سکے کہ اس نے ایمان کا اقرار نہیں کیا تو اس کا یہ حکم عدم اقرار کا ہے جب ہمارے حکام دنیویہ ہیں مراد کلمہ کا اقرار کرنا ہے اور صحت نماز و نکاح اور قبول شہادت اور تغسیل اور کفین اور نماز جنازہ اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا ہے ہر گاہ وہ مرجائے اور اس سے ایمان کا اقرار نہیں کیا اور اسکے دل میں جنبش کا ہو کوئی اور اس سے یہ ہو سکے تو وہ ایسا ہی کافر ہے گا تو وہ خدا کے نزدیک مؤمن ہی ہو گا لیکن ہمارے حکام دنیویہ اور سیر جاری نہیں ہو سکتے علماء محققین کا اس پر اجماع ہے کہ ترک عناد سے ایمان کی اور ترک عناد سے مراد یہ ہے کہ جب اس سے ایمان کا مطالبہ ہو تو وہ صاف اقرار کرے سو اگر بعد مطالبہ اسنے اقرار نہ کیا تو یہ عدم اقرار کفر عنادی ہے اعتقاد سلیم اسکو حاصل ہو گا یا نہ ہو گا اگر اس کا معتقد ہونا خالی الذہن ہونا اسکا مستقد ہو کہ مطالبہ کرنے سے ایمان کا اقرار کر لیگا لیکن مطالبہ کے وقت اقرار کو جو صبہ اقرار کیا کافی ہو گا بنابر حصول سفینہ و کے یا کافی نہ ہو گا بنابر خلط عناد سابق کے کذا فی حاشیۃ اللبی الطحطاوی نے کہا ظاہر جواب یہ ہے

کہ جب اوس نے اقرار کیا تو اوسکے ایمان میں کچھ شک نہیں اور قبل اقرار کے در صورت ثانی کہا فرمودگا اسواسطے کہ اوس نے اپنی نیت سے اقرار ایمانی سے انکار کیا اور پہلی صورت میں شمار کرنا جہاد کا مقتضی کفر کے واللہ تعالیٰ اعلم قال المصنف وفی الفقیہ من ھزل بلفظ کفر ارتد ثلاثۃ ایام لہ یقتل ہ الا یستتاب فان قتل قتل بغیر استتابۃ انتہی مصنف نے کہا جمیع الفقیہ میں ہے کہ جس نے مسخراپن اور ہنسی طور پر لفظ کفر کا کہا تو مرتد ہوگیا بسبب خفیف جاننے کے اوسکے توبہ کرنیکو تین دن مہلت دیجاوے گی اگر توبہ نہ کرے تو بغیر استتابہ کے قتل کیا جاوے گا انتہی مصنف کہتا ہے کہ جو کلمہ کفر کا بطور مسخراپن کے بولا جاوے اوسکا حکم کیا وہ ہے اور اوسکے اعتقاد کا کیا حکم ہے اعتبار نہیں اور جسنے اعتبار خطا کا اوسنے اوسکا حکم کیا وہ ہے کہ زنار باندھے اور بت کو سجدہ کرے اور اوسکے اعتقاد کا کیا اعتبار نہیں اور جسنے اعتبار خطا کا اوس ن

طلب و جستجو کے اور اس کے ساتھ جمنے والے ہوں اور اس کی مشغل پر چلتے ہوں اور اس کو سنت کہتے ہوں اور ہر گمراہی سے ہمارا تبرا ہوں تو بے شک یہ زبردست شرم کے ساتھ استحقاب اور بہت ادبی کی جگہ ہے اور اگر تسلیم اس کا نہ ہو کہ ادا ہو اور وہ فقہ کو نہیں پر دلالت نہ ہے تو وہ کافر ہے جو شخص محرم کو حلال جانے اور محرمات جانتے وہ کافر ہے لیکن اگر نادان ہو یا حدیث قریب الاسلام ہو یا جہالت سے کہے تو وہ کافر نہیں اور اہل سنت ہو کہ جو حرام کو حلال اعتقاد کرے سو گمراہ ہے حرام قطعی ہو جیسا جانچ فیصلہ کیا ہو اگر حرام ظنیہ ہو سو اگر اس کی دلیل قطعی ہے تو وہ کافر ہے اور نہیں تو نہیں مرتکب کبائر سے کسی کو کہا کہ تو یہ کر اور شراب پی جواب یا کہ میں نے کیا ہے کہ تو یہ کر دوں وہ کافر ہے جو شخص پیالہ شراب کے پینے کے وقت اذان سنے اور اذان کہنے والے کی صورت بدلتے دیکھ کر وہ کافر ہے اذان اور اذان سے سخر اور ہنسی اور ہے اوپی کرنا کعبہ و حجامات اور بیت اور نار اور میزان اور صراط اور نامۂ اعمال اور بعد موت کے زندہ ہونے کا منکر ہو وہ کافر ہے اور اگر بعینہٖ ایک مرد کے بعث کا منکر ہو وہ کافر نہیں ایک شخص نے وصیت کی کہ مجھ کو جلا کر راکھ کو سمندر میں اڑا دینا تاکہ میں خدا کے ہاتھ سے نہ بچ سکوں خدا نے اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا کہا تیرے خوف سے اللہ نے اس کو بخش دیا اور اس کو بہشت میں داخل کیا اور جو شخص مجھ سے کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں مسلمان ہوں یا کافر ہوں تو میں اس کو کافر نہیں جانتا مگر جو شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ خدا ہے یا نہیں تو بے شک کافر ہے بغیر دعوت دیئے گرفتار کرنے اور سر کاٹنے کو نہیں اور اسی پر قرار ہے جو کچھ جنگ میں بطریق ضرورت کیا جائے یا جاسوسی کے لیے ہو وہ کافر نہیں ہمسر کہیں کی عید میں بطریق تعظیم جائے تو کافر ہو تا ہے حرام کہتا ہے جیاد مشرکین نے کھانے کے صلے چنانچہ ہولی دوالی بیسا کھی نوروز وغیرہ تو ایسا کرنا بھی بیوجہ مسلمان کو نوروز میں جانے سے اور ایسے اعمال کی موافقت کے سبب اس سے ہمسر ہو جاتا ہے اور اس چیز کے ہدیہ کرنے نوروز میں جس کو دیتے ہیں کہ ہدیہ کرنا اس تعظیم نوروز کے وسیلہ وذریعہ ہے کہ اپنی اور دین کے اور کافر ہو جاتے ہے اور ان مشرکین کو تحفہ دینے سے اگرچہ ایسا ہی ہو بطریق ہمسری کے اور کافر ہو جاتا ہے تحقیر اور کفار سے بالکل اجتناب تو اگر کسے کہ کھانا بیٹھے وقت کہ کھانا ہمیں ہمارا حال بہتر حال ہے ہر گز ہمسر نہ ہو کافر ہے جو شخص مشرع الوجہ سر پر مارتا ہے ماتم میں کہ ایسا کرنا جو ہاویہ نے سلطان کے عادل کہنے اور جہنمی نے کہا کہ کافر نہیں حسینؓ کا قاتل ظالمین میں نون کہنا مادل ظالم شہنشاہ مظلوم ملک تاب اللہ مسلمان ارض اللہ ملک بلاد اللہ الاطلاق جائز نہیں ہوا ہے کہ بعضی الفاظ کفر ہیں اور بعض معصیت اور کہ بہ ایں الفاظ خصائص ہمارا رہا ہے بلا وصف مظلوم سے مدعات مسلمین بطلان کے چیچی کہنے کو جائز ہوا ہے کہ ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے ہیں کافر ہو جاتا ہے ہیں تکفیر کا لوٹ جاتا ہے اور اگر وہ کہے تو ہر ہیں اس فعل سے راضی ہوں تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے جو شخص کہے کہ اس زمانہ میں بدون خیانت اور دروغ گوئی کے سرکار ملازم نہیں ہو سکتا ایسوں کو کہنے سے کافر نہیں ہوتا ہے کہ ایسا کہنا ایسا ہے جیسے کہ کافر ہو گیا ہے کہ کافر ہو گیا ہے کہ کافر ہو گیا ہ

شبہہ دور کیا جاوے پھر بیان ہوتا ہے عورتوں کا یعنی عورتیں مسلمان کا قابو پہنچنے سے اگر اس کو کوئی شبہہ ہو گیا ہو تو رفع کیا جاوے وَقِيلَ مُدَّةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يُعْرَضُ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ فِي كُلِّ يَوْمٍ فَإِنْ أَسْلَمَ وَإِلَّا قُتِلَ لِمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ فِي حَقِّ يَهُودِيٍّ وَلِأَنَّ الْمُرْتَدَّ أَسْوَأُ حَالًا مِنَ الْكَافِرِ الْأَصْلِيِّ فَإِنَّهُ يُقَرُّ عَلَى الْمُقَامِ بِدَارِنَا بِالْجِزْيَةِ وَلَا يُقَرُّ الْمُرْتَدُّ عَلَيْهِ وَلَنَا أَنَّهُ كَافِرٌ فَلَا يُقْتَلُ قَبْلَ الْعَرْضِ كَالْأَصْلِيِّ وَلِأَنَّ الْمُرْتَدَّ يَعْتَقِدُ بُطْلَانَ دِينِ الْإِسْلَامِ وَلَا يَعْتَقِدُ بُطْلَانَ الْإِسْلَامِ

یہاں جیسا کہ ذمہ انہیں مراد ہیں بلکہ بعضے مراد ہیں اسواسطے کہ جمہور فقہاء سنہ رسالت انبیاءؑ کا قائل ہیں اور مسیحیہ نسطوریہ مراد نہیں بلکہ ایک فرقہ ہے یعقوبی کہ جو صبا صابی اصفہانی یہودی کی طرف منسوب ہے شارح سایرہ کہا قول ہے اور وہ کے خلاف ہے جو مسیحیہ تین ادوار تین شہادتین ضروری ہیں اور اسی طرح جو یہود کے منکر ہیں ان کا توحید اور رسالت میں حکم نے حاشیہ الجمل وحینئذ فیستفسر من حال حالہ ہل ہم من الذین اشرنا الیہم او لا فی کل دین وقت ومثلہ فی فتاوی المصنف وان یجیب وغیرہ وفی رقمی فتاوی الحدایۃ کذا افتی علماءنا وافتی الرملی وقت بہ صحیحہ بالشہادتین بلا تردد لان التلفظ بہما صار علما علی الاسلام فیقتل ان رجع مالوعید اور اسی وقت تین مہینے جب مسلمان ہوگا کفار پاک قسم پر ہیں اور ان کے اسلام ہوگا حکم مختلف ہوتو سفسار کرنا چاہیے بحکم عالمان معلوم نہ کہ اقسام مذہب میں کسی دین میں مرتد نہ ہوا بلکہ عالم ہوگا اور دین مشروط ہونے تو اگر ہر یہودی النصرانی ہیں اور ہر کے مانند ہے مصنف اور ان دین مجسم وغیرہا کہ قادر دین اور فتاوی ہمارے فارسی کی کتاب ہمارے ہیں ہو نہایہ فتوی دیا ہے ہمارے علمائے اور جو دین نہ ہو وہ مت اسلام سے شہادتین ہے بلا شرط تبرا ہے اسکی شہادتین کا بولنا اسلام کی طلامت ہوگا پس تو قتل کیا جائیگا اگر پھر جاوے اور مرتد عند ہر اسلام مرتد دین الفصل اگر انکا شہادتین بھول گئے کذا فی البزازیۃ واعلم انہ لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن ما وکان فی کفر خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما صرح بہ فی البحر وعن الامام ابی الاسحاق الغزنوی من اصحابنا ان الشافعی لا یکفر احدا من اہل القبلۃ وفی الخلاصۃ وان کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر واحد یمنعہ نعلی المفتی المیل لما یمنعہ لقولہم لیتہ ذلک مسلکی والامام منعہ علی المفتی علیہ اور دررو غیرہ میں ہے کہ اگر کسی قول میں چند وجوہ ہوں موجب کفر کی اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے میل کرنا اس وجہ کی طرف جو مانع کفر ہو دیکھو کہ اگر کسی کلمہ میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو مفتی کو لازم ہے کہ اسی احتمال پر فتوی دے اور اسی طرح اس عالم کو چاہیے اور شرح عقائد میں ہے کہ جو شخص کلمہ گو ہو اس کو کافر نہ کہیں مگر اس کے انکار سے جو ضروریات دین سے ہو اور اگر اسکی نیت میں وہ وجہ نہیں ہے تو مانند وہ کفر کا ہوگا اسکے کفر ہونے کا حکم نہ کریں اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے اذا کفر اخاہ فقد باء بہا احدہما اگر کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ آئیگا اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ جو شخص کسی کو کافر کہے یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ آئیگا اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ایما رجل اکفر رجلا فان کان کافرا والا کان ہو الکافر اگر کسی نے کسی کو کافر کہا تو اگر وہ کافر ہے تو کچھ نہیں ورنہ کہنے والا کافر ہوگا اور اسی طرح حدیث میں آیا ہے ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ

ہر کافر جو اسے گالی دے کوئی نبی نہ انبیاء میں سے ہو اسطرح کہ وہ قتل کیا جائیگا بلا جرگہ اور اسکی توبہ مقبول نہ ہوگی کسیطرح خواہ خود توبہ کرکے آیا ہو خواہ کسی اور پر گواہی سے ثابت ہوئی ہو کذا فی الجواہر اور حق تعالے کو گالی دے وہ توبہ مقبول ہے ہم اسطرح کہ واحد اشیر اور اول یعنی نبی کو گالی حق تعالے کے جو توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتا ہم یہ جو کہا کہ اسکی توبہ مقبول نہیں یعنی بقاط قتل من مقبول نہیں کذا فی الخ۔ کرالدین من کہ اس قسم کے مسلم مرتد کنندہ کے نزدیک اسکی توبہ مقبول ہے چنانچہ فتاوے کی صریح کی ہو فمن شک فی عذابہ وکفرہ فقد ہما معرفی الدین فی فصل البغیۃ فصل البغاۃ للزاہدی اور اسکی توبہ مقبول نہیں ہوتی جو نبی کے گالی دینے والے کے عذاب اور کفر میں شک کرے اور پر وہ ایمان سے نکلا اور میں ہتوبہ کی فصل میں ہے جو زبان سے نقل کرکے ہم پر ثابت ہوا کہ ان سوءمن الکفر کے کہا کہ اہل اسلام کا اجماع ہے جو کہ نبی کو گالی دینے والا کافر ہے اور حکم اور کا قتل ہے اور بہ شک کرے اور اسکے عذاب اور کفر میں وہ کافر ہو گیا ولذا الی آخرہ بالقلب فیہ واشباہ اور سطریح وہ مرتد ہے جو نبی کے ساتھ بنفس کسی دل سے کہ ذاتی الفتح والاشباہ وفی فتاوی المصنف وتجب الحد الخ کی الاستہزاء والاستخفاف بالتعالی حقہ ایضا اور مصنف کے فتاوی میں ہے اور جب حق الخالق استہزاء اور استخفاف کا ساتھ گالی کے نبی جو نبی سے تسخر کرے وہ بھی مرتد ہے جو مقبول التوبہ ہے اسواسطے کہ نبی کا حق اس سے بھی متعلق ہوگیا دیکھا نہیں عمن قال لشارب الخمر لعن اللہ ابا ہذا الخمر والذی اتخذہ حانوتا فاجابہ لعنہم اللہ جمیعا لانہ لعن المضاف بعموم ملحق فیہ خلافا لابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ولما سلم الطرسین کذا فی جمع الجوامع وحینئذ فیعم حق رسالۃ فینبغی القول بالکفر واذا کفر تسبیہ کالتوبۃ لہ علی ما ذکرہ البزازی فی قولہ ذہ اذا ستون نفسی فلیحلق ھذا فی حاشیہ واما مع الاصرار علی الاستحلال العیاذ باللہ فالکفر وہو اللائق بہذا الجاہل المتہور بالنسبۃ الی الاباکۃ اور اسی میں ہے فاما مصنف سے سوال واقع ہوا اسکے حق میں جس نے شیخ کو گالی دی اور کہا کہ حضرت کے ایمان کو اور ان کو اور ان کے تو جو جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ توجواب لکھا جو مصنف عام ہو جاتی ہے اور نہ شک علیہ ثابت ہو کخلاف ابی حنیفہ کے مذہب کے کذا فی جمع الجوامع اور امامت میں تو ہمیں کلام حضرت صاحب سالمہ کو شامل ہو جاتا ہے اور اسکے کفر کا قائل ہونا لازم ہے اور جو کفر کا فتوی صاحب سالمہ کو گالی دینے سے تو اسکے دسویں پانچویں کہ ہم کو مسکوت زاری نے ذکر کیا ھو اور شارحین متوقف اسپر اتفاق کیا ہے جان اگر ابی حنیفہ اور امام الحرمین کا قول فلاحظہ کیا جائے جب محل عہد ہے تو کفر اور کا ثابت نہیں اور ہی عدم تکفیر ہماری مذہب کے لائق ہے بالنسبۃ بہ کرنے ہمارے اہل مذہب کے اوس وجہ کر بطرف اہل ہونے بروجہ مانع تکفیر ہم وجہ مانع کذا فی الخلاصۃ اور امام الحرمین کا قول ہے کہ جس مقدمہ عام نہیں ہوتی اور حلال ہے میان ہمیں ہے کہ والدین اقربین معہود نہ ہوں تو صاحب سالمہ کا ثابت ہونا وفیہا من نقص مقام الرسالۃ بقولہ لانہ سبہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بقولہ بانہ سبہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بقولہ بانہ بغضہ بقلبہ وتمنی الم اللہ تعالیٰ بہ لکن ھذا فی آخر الشفاء بان حکمہ حکم المرتد ومعاذہ قبول توبتہ کما لا یخفی اور قاضی مصنف میں ہے کہ جو گالی دے مرتبہ صاحب سالمہ کا اور انبیاء قبل سے ہو سطریح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اپنے قول سے ہو سطریح کہ اوس محبوب کے اعلیٰ سے اونچا ہونے میں تو قتل کیا جاوے نہ جاوے کہ اسکی توبہ قبول ہوگی یا نہیں اور ہی صریح ہے اسکی تصریح کی ہو کہ حکم اور کا مانند حکم مرتد کے ہے اور اسکی مقبول ہونی توبہ کی نہیں ہے اور اسی طرح ہے

جو مرتد کے سایہ کی بھی قائل نہیں اور اس کا ذبیحہ بھی حلال سمجھتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک مرتد کا قتل ہونا بھی ان کے ہاں شفاعت کفر ہو چکا انتہی قولہ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ شامی صفحہ کی عدم قبول توبہ کی سند کسی کتاب میں نہیں ہے جو مسئلہ قبول توبہ کا مالا کلام سمجھا جائے الخ میں کہتا ہوں کہ یہ جب ہو جبکہ ان لوگوں کے علاوہ کسی اور کتاب سے اس کی مخالف سند موجود ہو اور ہم نے ظاہر الروایۃ کی عبارت پیش کی ہے جو ان کے خلاف ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ان کے ہاں کتاب ہی نہیں ہے اس کا کیا اعتبار ہے ممکن ہے کہ ان کے ہاں کتاب ہو اور وہ اس کو نہ دیکھ سکے ہوں اور ہمارے ہاں موجود ہو اور ہم نے اس کی عبارت پیش کر دی ہو اور ان کا یہ کہنا کہ ہمار

الوطن وہذا اکثر ولا تعویل علیہ، وبہ اندفع قول الزرکشی وتبعہ الشنشوری انتہی وحررہ فی الاشباہ وانتم المصنف قائلا وہذا یتبین القول بعدم قبول توبۃ من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی ینبغی التعویل علیہ فی الافتاء والقضاء مراعاۃ لحق اللہ تعالیٰ حتی لو تاب لا یسقط عنہ القتل کما ہو مقتضی حق العبد وہذا ما اعتمدہ المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فی اصل الجوہرۃ وانا وجدت حواشیہا مشیر بعض الشیخ فاکتفی بالاصل مع انہ الا یرتاب طالب العلم فی قبولہا انتہی قلت ولکن قدمنا عن الاشباہ ان الاکثر علی عدم قبولہا وقدمنا ہناک ایضا ان ہذا ہو المعتمد فی المذہب وبہ افتی المتاخرون من مشائخنا کالخیر الرملی وغیرہ کما رأیتہ بخطہ وبہ یظہر ما فی کلام الشارح ومن تبعہ تأمل ثم رأیت فی الدرر بعد ذکر ما مر عن الزرکشی ما نصہ وقد اختلف فی قبول توبۃ الساب فی حق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہل تقبل فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ کالزندیق او لا تقبل لان حقہ مبنی علی المضایقۃ والاول ہو الصحیح لان الساب لا یقصد بسبہ الا الاستخفاف والاستہزاء وہو لا یعتقد ذلک فی قلبہ فہو کالمنافق اذا تاب انتہی وقد صدر الشارح بالثانی تأمل ثم رأیت فی الفتح ما یفید ان الاول ہو المذہب حیث قال بعد ذکر ما مر عن الصارم ما نصہ وہذا یدل علی ان الساب لا یکفر بسبہ اذا تاب وہو کذلک فی المذہب انتہی فلیحفظ، وفی الدرر

رات دن کی ایک ضرب مثل معلوم ہو بار بار دہرین نوکر کیا نکال دیا اور ہر آنا جانا ہر طرح نوکر کے طرف توجہ خالص کی تاکہ یہ ہمیشہ مکتفی ہو توضیح مجہول کشف ہوئی سو مکرر ثابت ہوا کہ شیخ کو کشف اس مسئلہ میں متن ہو گیا ابھی اس کا پتہ نہ لگا ہو گا اور بعض ماتن نے شیخ الاکبر کا اور سلف کے بعد بھی یہ کہ شیخ کی بعض کتب میں اگر کلمات وحدت اگر ظاہر و الا کمال ہیں جس کے سبب سے کثیر لوگ بدگمان ہو گئے ہیں مخالف کا لین نے فرمایا ہے کہ یہ کلمات کا بعد ہیں یہ مطلق مخالف شریعت ہیں تو وہ کلمات بعضی نصانیف میں البتہ جا بجا موجود ہیں بلکہ اس سبب سے کہ عارف کتابی کا ہو خطا اور کشفی میں معصوم نہیں خاص نہیں لیکن کلمات وحدت ایک بڑا

اصاحب عرش کہا کہ ان کی کتابوں کے خواص سے ہے کہ ان کا جو حلقہ بنا کر کہا کرے اور کہا جائے کہ مسئلہ کیا ہے اور حل مشکلات کے واسطے دعا کرے تو فوراً حل ہو
الشیخ العارف عبدالوہاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء وفضائل بہ وباللہ التوفیق وہو لصاحبہ
شیخ کبیر کی ثناء اور صفت کی شیخ عارف ربانی شعرانی نے اپنی کتاب تنبیہ الاغبیاء علی قطرۃ من بحر علوم الاولیاء
ہی سو نوازم کہ از دست کہ تابکر د باید الرزقین ہم عبدالوہاب شعرانی کی کامل دیانت میں مشہور کثیر التصانیف ہیں ذاکر فضائل اہل اللہ اور جو
کا فرہی بسبب اعتقاد کرنے اچھا ہونے کے ہو کر ایمان لائے تو مقبول نہیں ہو حاشیہ شیخی ہیں ہو کہ سحرہ و قول ہے جیسے تعظیم غیر المسجد اور نقد یرات اور تاثیرات ہیں
طرف منسوب ہوں اور شیخ مصالح نے کہا کہ سحر اور خارق عادت کا ظاہر ہی منکر شریعت ہے مگر بشرط اہل محصور ہے کہ ان باتوں کے کہا کہ ہمارا ہی مذہب ہے
اگر سحر کی حقیقت اور ناشری الہام ہمارے میں اور قول تنسیف ہے کہ سحر کی کچھ حقیقت نہیں بجز خیال بندی کے اور سحر کا سیکھنا اور سکھانا باطل اور اہل علم کے
حرام ہی اور سحر سکھ سیاح اعتقاد کرنا کفر ہے اور ہمارے اصحاب اور امام مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساحر کافر ہو جاتا ہی سحر کے سیکھنے اور کرنے سے خواہ اور سحر کے ساتھ
جانے یا نہ جانے اور سحر کو قتل کرنا چاہیئے اور ابن منذر اور محمد بن الہام سے الہام منصور ماتریدی سے منقول ہی کہ سحر کو مطلقاً کفر کہنا غلط ہے بلکہ اس کی حقیقت سے بحث کرنا
واجب ہے اگر سحر میں ایسی بات ہو جو ایمان کی شرط میں خلاف ہو تو وہ البتہ کفر ہے والا کفر نہیں ہو جو سحر کو کفر کہا اور سحر میں مرد مقبول ہی ہو نگے وہ سحر نہیں اور جو سحر کو
کفر نہیں اور سحر میں ایسی کفر نہیں ہے تو اور سحر میں تطاع الطریق کا حکم ہے اور سحر میں رد اور عدم قبول توبہ کا قول غلط ہی ہے اور عدم قبول توبہ کا قول کافر کا
اور مقبول ہو توبہ ساحر کی ہو واسطے کہ ساحر مثل محاربین جیسا ایمان لاوے تو اور عدم قبول توبہ کا قول غلط ہی ہے اور عدم قبول توبہ کا قول کافر کا
دنیا کو حق میں محمول ہے اور جہاں حق اللہ کو حق میں تو قبول توبہ مقبول ہو اگر چہ کافر کا سحر کرنا ہو حق بندگی کی توبت پر ہے اور سحر میں ہو تو اقبال میں عادل میں رہے ہیں
کی کتابوں سے منقول ہی کہ جو شخص سحر سیکھے ستا چوتھ نہ سرے اور اگر وہ تو بہ کرے اور نہ کہا کرے اور اسکا کہا ہی مانا جاوے اور سحر کرنے سے پہلے اور اسکے بعد اگر صحیح کرے
تو اسکی تسلیم کا انشاء اللہ تعالیٰ وہ نہیں ہو جاوے گا اور فی حاشیہ الطحطاوی ولو اسر آنی الا عصمۃ فسحرہا کانی اراہ بالفساد ذکرہ الزیلعی گر صحیح مسئلہ سحر کی عورت
ہو تو قول صحیح میں بلیدیہ کی سحر کی سے نہیں اور اس کے ریسے نہ ہو کہ ذکر کیا ہم غیر متبع کا قول ہی کہ ساحر مقبول نہ ہو گی بلکہ جیسے کہ جاہل اور مرتد کے مانند
اور کہا کی ریسے نہ ہو جس سحر جیسی کہ اسکے سحر کا کفر ہونا موقوف ہی ہو اور حرب ہے ثم قال وذکر الکافر بسبب التمرد قد لا تقبل توبتہ فیما لو تاب عند ہ
ظاہر المذہب لکن فی خطر الخانیۃ الفتوی علی انہ اذا اخذ الساحر والمرتد بن المعروف الرجوع قبل توبتہ تقبل توبتہ وتقبل توبۃ من اخذ یعبد ہا فیما لو تاب
لیکن خانیہ کی کتاب الحجۃ میں کفر نہ ہونے سے کچھ بحث نہیں ہو لوگو کا مکفر نہ ہو سکنا ہی کفر نہ ہونا قبل توبہ کرنے کے پھر اور بحث سحر کرنا ہی کہ توبہ کی تو ہو گی تو اور کی
توبہ مقبول نہیں اور وہ مقبول ہو گا اور اگر مرتد توبہ کرنے کے گرفتار ہوا تو اسکی توبہ مقبول ہے اذ الکلام فی التوبۃ اما الختان فلا توبۃ لہ اور مرتد و خلع میں قصہ
کی پھر کہ پہلی دینو الی کی توبہ مقبول نہیں مگر جو گلا گھونٹ کر مرا کہ اسکا پانا ہو چکا کہ اگر اور کسی کا معتقد ہو کہ سنیا طاہر کی ذہن جو وہ چاہتا ہو تو وہ
کافر ہو اور اگر فقط تخیل کا معتقد ہو تو کافر نہیں وان حاشیۃ التمس اور ہذا یشعر والذی الی الاحکام والذی یاتی ان کان لا یدین اور ظاہر سے ہو شیخ ضیاء
بین ہے جو الوہ کیلئے لوگ کہ ظاہر میں زبردستی کے کہنے سے کافر نہیں ہو جاتا ہی اور جو ہر سحر کو مطلق کفر کرتی ہے مگر کا معتقد نہ ہو فی الفتح اما الساحر
الذی یعبد الکواکب ویظہر ہا لہ لیطیعہ الذی یدین بذلک فلا شک فی کفرہ وان لم یعلم انہ یکفر بذلک لبعض الناس وبعض روایات کفرہ الخ وظاہر اعتقاد
حرمتہ وکفایہ فیہ اشرح القدیر ہے کہ مسافی جو کفر کہہ جاتا ہو اور اسلام کو ظاہر کرتا ہو وہ منافق کی مانند ہی کسی کو نہیں جانتا اور سیطر ہو کہ جو شخص سحر کرتا ہو اور
میں نہیں ضرور ہے اور میں کا منکر ہو تو سحر سے اور ظاہر میں اسکی حکم کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو اور پورا بیان ہمارا اسی میں ہو ہر نقد یر ہو کہ اگر وہ جانتا ہو کہ عدم قبول توبہ میں نفوذ

زندیق کے اندر اسلام کو زندیق کے بیان نہ ہونے پر اطمینان نہیں کیونکہ وہ اپنے عقیدہ اور شائع اس کے خلاف ہونے کو چھپاتا ہے اور کفار کا یوں معلوم ہو سکتا ہو کہ کوئی شخص کسی سبب سے مسلمان ہو گیا ہو پھر اپنا اسلام کسی اپنے مستند کے بیان کیا وقد بہ بالقرار الشارح بقولہ ہو دعوی اعتقد خلافہ الا ان یقال ان فی خبر الحاکم نیۃ قولہ لا یستقیل الا بکفر ۱۲ صحیح فالمستفی احد عشر اور فی القدیر میں ہے کہ اگر ہم اسلام کے لیکن اور کہے اسکی حرمت کا معتقد ہو یا نہیں اور دو معتول ہو گا لیکن فاتحہ کی کتاب کا لحاظ میں ہو کہ اگر کوئی مستحل کرے تو کافر ہوتا ہے اور اسلام کے دعوے اور

ایک مسلمان کے ارتداد پر اور وہ تو بہ کرکے نہ تو اوس سے توبہ قبول کیا جاتا ہے بلکہ بیشک بیشک وہ عذاب کے بدلے اوسکا اوسکا گلا مار دیا جاتا ہے اور رجوع ہر ارتداد سے عدم التعرض سوا اوسکے کہ فقط سنکر کا قتل متنع ہوگا اور ثابت رہیگا باقی احکام تو سکے جیسا کہ محیط میں ہا اور وقف کا باطل ہو جانا اور نہ ہونا جدا ہونا بشرطی کہ انکار اوس ارتداد سے جسمیں توبہ مقبول ہوتی ہے اور نہیں قتل کیا جاتا کما یجئ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ارتداد سوا حیاتہ کذب ہر بکا کافی الاشباہ ہر الاولیٰ میں آتا ہا وہ کہا کہ ہو کچھ ہا سمام ہو جو کہ ارتداد پر مطلقاً محمول کرنا ہو یعنی عدم قبول توبہ کے سوا بقیہ احکام کو وہ ہیں لازم ثابت رکھا ہو یا کچھ مصنف کے اپنی شرحیں اور سوقت تو مستثنیٰ ہو وہ مرتد میں ہم ملحوظ ہی سکے کہا صواب ہیہ ہو کہ شارح خسته عنه کہتا ہو اگر مدعی قتل سابق کی جو وہ صورتوں سے ایک ہو دلیل شہر الحوادث بیانیہ البشر بنلالی مایکون کفرا اتفاقا کجحد الحل والحکام او الاذان او الاقامۃ او فی صلاتہ خلاف ہو تعمد بلا استعفاء او الاستتابۃ و تجدید النکاح اور شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہو کہ جو ارتداد کے بالاتفاق کفر ہے اوسسے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہو اور اوسکی اولاد زنا کی اولاد ہو اگر چہ مذکور نکاح ہوا ہو اور جس ارتداد کے کفر ہونیمیں اختلاف ہو اوسمیں استفاء اور تجدید نکاح کا امر کیا جائیگا یعنی بنا بر احتیاط کے تجدید نکاح کا فتویٰ دیا جاتا ہو اور بیطلان نکاح کا حکم نہیں ہوا اور محیط میں تصریح ہے کہ اگر الفاظ ارتداد ارتداد اور ارتداد وخطا صادر ہوں تو سب میں تجدید نکاح کا حکم ہو نہیں استحسان اور رجوع کا امر کیا جائیگا کذا فی الظہیریۃ و لا یترک المرتد علی ردتہ اصلا ولا یامان موقت ولا یامان مؤبد لا یعود الا بعود الذمی الاصلی بذل الجزیۃ بخلاف المرتدۃ کما فی الہدایۃ و غیرہا و ہو مذہب الائمۃ الاربعۃ کما فی الشرنبلالیۃ و الدرر و الغرر و الاشباہ و الزیلعی و الکنز و غیرہا و ہو الاصح کما فی الخانیۃ و الخلاصۃ و البحر و النہر و الفتح و الدرایۃ و الکفایۃ و غیرہا و ہو الاظہر کما فی الظہیریۃ و الذخیرۃ و المحیط و السراج الوہاج و غیرہا و ہو الاحوط

ہم جنسیہ دکی حقیقت یہ ہے کہ مرتد کی توشی اس کا بھی وارث ہوگا اور اسکے سوا کوئی وارث نہ ہوگا اور وہ وارث تو ان کے ساتھ اور اس کا وارث ہوگا اور مرتد کی اولاد کی اگر کوئی اولاد کسی دوسرے مذہب پر ہو تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ قوم جو مسلمانوں سے برسر جنگ ہو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہونا چاہیئے جو مرتد کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کی اولاد کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہونا چاہیئے جو مرتد کی اولا

مکلف ہونے کی بحث ہوا کرتی ہے کہ کونسی اور کس قسم کی عبادت ہے جو اس پر واجب ہے اور کونسی نہیں ہے۔ فَلَمَّا مَنْ عَادَ فِي الْإِسْلَامِ كَانَ تَرْكُ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ مَعْصِيَةً كَمَا لِلْمَعْصِيَةِ حَتَّى الْجَلْدَ لَا رَدَّةً۔ جب عبادت کو مطالبہ بفعلہ من حیث انہا یا جرم کو سزا بفعلہ من حیث انہا سے اس کا ہونا یعنی ترک صلوٰۃ اور روزہ اور صیام معصیت ہے اور حد تک باقی رہتی ہے بعد اس کے کہ مرتد نے توبہ کر لی ہو۔ وَهَذَا مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَهُوَ الْمَنْقُولُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔ اور یہ مذہب ہے امام شافعی اور امام مالک کا اور یہی منقول ہے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے۔ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَالثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَالْمُزَنِيُّ وَأَحَدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَسْقُطُ عَنْهُ الْعِبَادَاتُ الَّتِي أَدَّاهَا فِي حَالِ الرِّدَّةِ فَلَا يُؤْمَرُ بِقَضَائِهَا۔ اور امام ابو حنیفہ اور اصحاب ابو حنیفہ اور امام ثوری اور حسن بن حی اور مزنی اور ایک قول امام شافعی کا یہ ہے کہ ساقط ہو جاتی ہیں عبادتیں جو ادا کی تھیں اس نے حالت ارتداد میں پس نہ حکم کیا جائے گا مرتد کو قضا کرنے کا۔ لِأَنَّهُ بِالرِّدَّةِ صَارَ كَافِرًا أَصْلِيًّا وَالْكَافِرُ الْأَصْلِيُّ لَا يُؤْمَرُ بِالْعِبَادَاتِ فِي حَالِ كُفْرِهِ۔ کیونکہ مرتد ہو جانے سے وہ کافر اصلی ہو گیا اور کافر اصلی کو عبادت کا حکم نہیں کیا جاتا ہے حالت کفر میں۔ وَلَنَا أَنَّ الْإِسْلَامَ لَا يُنَافِي وُجُوبَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي لَا تَتَأَدَّى إِلَّا بِالنِّيَّةِ وَهِيَ الصَّوْمُ وَالصَّلَاةُ فَإِنَّهُ يُنَافِي وُجُوبَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي تَتَأَدَّى بِدُونِ النِّيَّةِ وَهِيَ الزَّكَاةُ وَالْحَجُّ فَإِنَّهُ لَا يُنَافِي وُجُوبَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اسلام منافی نہیں ہے واجب ہونے عبادتوں کے جو ادا نہیں ہوتیں بغیر نیت کے اور وہ نماز اور روزہ ہے۔ پس منافی ہے اسلام واجب ہونے عبادتوں کا جو ادا ہو جاتی ہیں بغیر نیت کے اور وہ زکوٰۃ اور حج ہے۔ پس منافی نہیں ہے اسلام واجب ہونے نماز اور روزہ کا۔ وَلِأَنَّ الْكُفْرَ أَقْبَحُ الْمَعَاصِي فَلَأَنْ لَا يُنَافِيَ الْإِسْلَامُ مَا دُونَهُ مِنَ الْمَعَاصِي أَوْلَى۔ اور اس لئے کہ کفر بدترین معصیتوں سے ہے پس اسلام منافی نہیں ہے ان معصیتوں سے جو کفر سے کم ہیں بطریق اولیٰ۔ وَلِأَنَّ الْعِبَادَاتِ الْمُؤَدَّاةَ فِي حَالِ الرِّدَّةِ لَمْ تَكُنْ مُؤَدَّاةً لِعَدَمِ أَهْلِيَّةِ الْأَدَاءِ فَلَا تَسْقُطُ بِالْإِسْلَامِ۔ اور اس لئے کہ عبادتیں جو ادا کی تھیں اس نے حالت ارتداد میں ادا نہیں ہوئی تھیں اس لئے کہ وہ اہل ادا نہ تھا پس ساقط نہ ہوں گی اسلام سے۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا قَبْلَهُ فَلَا يَبْقَى لَهُ أَثَرٌ فِي حَقِّ الْعِبَادَاتِ وَلِهَذَا لَا يَجِبُ قَضَاءُ مَا أَدَّاهُ فِي حَالِ كُفْرِهِ۔ اور اس لئے کہ اسلام ماقبل کو ساقط کر دیتا ہے پس نہ باقی رہے گا کوئی اثر اس کا عبادتوں کے حق میں اور اسی لئے واجب نہیں ہوتی قضا عبادتوں کی جو ادا کی تھیں اس نے حالت کفر میں۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ الْكُفْرَ وَالرِّدَّةُ كُفْرٌ فَيَهْدِمُهَا الْإِسْلَامُ كَمَا يَهْدِمُ الْكُفْرَ الْأَصْلِيَّ۔ اور اس لئے کہ اسلام منہدم کر دیتا ہے کفر کو اور ارتداد بھی کفر ہے پس منہدم کر دیتا ہے اسلام ارتداد کو جیسا کہ منہدم کر دیتا ہے کفر اصلی کو۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا قَبْلَهُ وَالرِّدَّةُ قَبْلَهُ فَتَجِبُّهَا۔ اور اس لئے کہ اسلام ماقبل کو ساقط کر دیتا ہے اور ارتداد ماقبل ہے پس ساقط کر دیتا ہے اسلام ارتداد کو۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَعْصِمُ الدَّمَ وَالْمَالَ وَالرِّدَّةُ تُبِيحُهُمَا فَيُبِيحُهُمَا الْإِسْلَامُ كَمَا يُبِيحُهُمَا الْكُفْرُ الْأَصْلِيُّ۔ اور اس لئے کہ اسلام محفوظ کر دیتا ہے خون اور مال کو اور ارتداد مباح کر دیتا ہے دونوں کو پس مباح کر دیتا ہے اسلام دونوں کو جیسا کہ مباح کر دیتا ہے کفر اصلی دونوں کو۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَعْصِمُ الدَّمَ وَالْمَالَ وَالرِّدَّةُ قَبْلَهُ فَتُبِيحُهُمَا۔ اور اس لئے کہ اسلام محفوظ کر دیتا ہے خون اور مال کو اور ارتداد ماقبل ہے پس مباح کر دیتا ہے ارتداد دونوں کو۔ وَلِأَنَّ الْإِسْلَامَ يَعْصِمُ الدَّمَ وَالْمَالَ وَالرِّدَّةُ تُبِيحُهُمَا فَيُبِيحُهُمَا الْإِسْلَامُ كَمَا يُبِيحُهُمَا الْكُفْرُ الْأَصْلِيُّ۔ اور اس لئے کہ اسلام محفوظ کر دیتا ہے خون اور مال کو اور ارتداد مباح کر دیتا ہے دونوں کو پس مباح کر دیتا ہے اسلام ارتداد کو جیسا کہ مباح کر دیتا ہے کفر اصلی

حلال ہے خواہ وہ اسے جس کو دیکھا ہو یا اس سے طالب امیر ہو اور اسکی رہائی مقصود ہو یا بغیر اسکے کہ وہ اس مقصد میں سے کچھ جانتا ہو یہ اس لئے کہ اس کے خواہ وہ اسے جس کو دیکھا ہو یا اس سے طالب امیر ہو اور اسکی رہائی مقصود ہو یا بغیر اسکے کہ وہ اس مقصد میں سے کچھ جانتا ہو یہ اس لئے کہ اس کے

ولیس للمرتد قرار الا توبۃ ثم یقتل ان لم یتب ویصیر ماله فیئا بموت او لحاقه مرتدا او قضاء القاضی بلحاقه عند ابی حنیفة رحمه الله وقالا لا یصیر فیئا الا بموته او قضاء القاضی بلحاقه عند ابی یوسف رحمه الله وقال محمد رحمه الله بموته او لحاقه مرتدا وق

الکافر فہی الردۃ مسلما کان قبلہا او کافرا ثم اسلم ثم ارتد ولو عاد فاسلم الا الذمی اذا لحق بدار الحرب فاسلم ثم عاد مسلما فہو علی ما کان علیہ من الحقوق لانہ لم یکن مرتدا لانہ لم یکن لہ منعۃ وانما کان مرتدا اذا کان لہ منعۃ وشوکۃ وہذا لان الردۃ انما تتحقق ممن لہ منعۃ وشوکۃ یحتاج الامام الی قتالہ وانما یکون ذلک اذا لحق بدار الحرب واما الذمی اذا لحق بدار الحرب فانما یلحق بہا مستخفیا لانہ لا منعۃ لہ فی دار الاسلام فلا یتحقق منہ الحرابۃ وانما یتحقق منہ الغدر والخیانۃ فلہذا لا یصیر مرتدا بل یکون علی ما کان علیہ من الحقوق ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الذمی اذا لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا

ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا

ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا ولو ارتد ثم لحق بدار الحرب ثم عاد مسلما فہو فی حقوقہ بمنزلۃ الحربی اذا دخل دارنا بامان ثم اسلم ثم عاد الی دارہ لان الردۃ لا تتحقق منہ لما بینا

لانه لو مات مسلم وله امراة حبالى فادعت انقضاء عدتها بوضع الحمل وانكر الورثة ذلك فالقول قولها
ابا له لانه مسلم لو اسلم ولو لم يكن ولد له حتى سبيت هو وولده ثم ظهر علمه اى على اهل مالك الدار فانه لا يسترق وورثته
ابناؤه وورثة مسلم سابقه ہیں اور ان کو دین کی نیدگاہی ہوا ہے کہ اگر مسلمان مرگیا اپنی روبہ کو حاملہ چھوڑ کر پھر عورت مرتد ہوگئی اور اس کو
بیٹا ہوا اور مدت سے مسئلہ سابقہ ہیں مرتد ان اور دین کی قید لگائ

اگر کوئی جاہل ہے کہ بلا ایمان تو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا کذا فی الدر الخالق وفی شرح الوھبانیۃ ؎ بکفر یزدانی درج یزدان کفر بیفتم ۱۲ منہ

اَنْ لَا کَفَرَ دَہْرٌ لَحْدٌ ۔ کذا قولہ حتی قیل بکفرہ وما ضرہ ایانا ظاہرا لیس بکفر۔ علامہ عبد البر بن شحنہ کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ درویش اور یزدان کو جو صوفیوں نے کفر کہا ہے اور صحیح یہ ہے کہ بدون تحقیق اور صحیح ہے اور ہیطر شی اللہ کے قول کو صوفیوں نے کفر کہا ہے اور یا حاضر ناظر کہنا کفر نہیں ہم شرح وہبانیہ میں برازیہ سے منقول ہے کہ رب نہیں شراز ہیں مشہور ہے جو کہ درویش یزدان دو کافر ہے اھ اسکے معنی اوسکے سوا میں کچھ شبہ نہیں ہے تو لازم آیا کہ حوالہ بھی سیاق سے اور تعلیقہ باطل ہو اور سیاق سے مطلب قول مذکور کا سمجھ کر سکتا ہے لیکن فقیر اور تو کچھ نہیں کہا کہ ہمتحکم ہوئی بسکتہ مساکین ۱۲ منہ یہ تو فقیر نے بھی ایک شئی کی اباحت پر سہی کوئی دلالت نہیں پر جای اباحت جمیع اشیاء اور شئی لکد کے کفر ہونیکا شاید یہ وجہ ہو کہ قائل نے چیز مذکور کے لیئے حالانکہ حق تعالی ہر چیز سے غنی ہے اور مستحق ہے اوسکے عبادت کا اور دلائل یوں سے کہ اسکی ذات میں ممکنہ کو ترجیح بلا مرجح ہوا سطے اسکے اسکی اول یوں ہو سکتی ہے کہ قائل کہ کہ میں نے یہ مراد لیا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے اکرام کے واسطے شارع نے اسکو مختصار نقل کیا شرح وہبانیہ میں اسطرح ہے وَمِنْ قَالَ شَیْءٌ لَحْدٌ یُکَفَّرُ وَحُجَّتُہٗ عَلَی الْکُفْرِ بَعْضُ کُفْرٍ یَکَادُ اَنْ یَکُوْنَ بِمُجَرَّدِہٖ کُفْرًا بِاَنْ یَعْتَقِدَ اَنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی جِسْمًا کَاَجْسَامِ الْعِبَادِ اَوْ یَسْخَرَ مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِاَجْلِ عِلْمِہٖ اَوْ یَسْتَخِفَّ بِہٖ لِاَجْلِ عِلْمِہٖ اَوْ یَسْتَخِفَّ بِالْعِلْمِ نَفْسِہٖ اَوْ یَسْتَخِفَّ بِالْقُرْاٰنِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُ اَوْ بِالْکَعْبَۃِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہَا اَوْ بِالْمَسْجِدِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُ اَوْ بِالْمُصْحَفِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُ اَوْ بِالْاَنْبِیَاءِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُمْ اَوْ بِالْمَلٰٓئِکَۃِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُمْ اَوْ بِالْجَنَّۃِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہَا اَوْ بِالنَّارِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہَا اَوْ بِالْقَلَمِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُ اَوْ بِاللَّوْحِ اَوْ بِشَیْءٍ مِنْہُ اَوْ بِالْعَرْشِ اَوْ بِالْکُرْسِیِّ اَوْ بِالْمِیْزَانِ اَوْ بِالصِّرَاطِ اَوْ بِالْمَوْتِ اَوْ بِالْبَعْثِ اَوْ بِالْحِسَابِ اَوْ بِالْجَزَاءِ اَوْ بِالْقَضَاءِ اَوْ بِالْقَدَرِ اَوْ بِالْاَجَلِ اَوْ بِالْاَمَلِ اَوْ بِالْاَرْزَاقِ اَوْ بِالْاَسْعَارِ اَوْ بِالْاَمْرَاضِ اَوْ بِالْاَوْجَاعِ اَوْ بِالْاَفْرَاحِ اَوْ بِالْاَتْرَاحِ اَوْ بِالْاَحْزَان

یکفرون اصحاب بتاویلہ علیہ فہم الصلوٰۃ والسلام وجمہور حکاۃ البغاۃ باجماع الفقہاء وحکاہ حقۃ فی الفتح پر دیکھ کرنا چاہئے کہ امام سے خارج ہونے والے جس قسم میں ایک قطاع الطریق ہے بلا امام اور بلا شوکت یا باغی بن بلا شوکت اور دوسری قسم کے جو سابق نہیں جانتے جسکو خوارج بھی جانتے ہیں اور انکا حکم آتا ہے اور تیسری قسم خوارج اور وہ قوم ہیں جن کے ساتھ شوکت حاصل ہے امام پر خلاف ہوگیا ہے ہیں تاویل سے گمان کرتے ہیں کہ امام باطل پر ہے اختیار کرنا اور ایسی سعیت سے جو موجب قتال ہے امام کا اور انکی تاویل سے وہ ظلال جانتا ہیں ہم ان پر ہتھیار سے خروج اور باغیوں کو اور بندی کرتے ہیں ہم ہماری عورتوں کو نکالتے اور کافر کہتے ہیں ہماری نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے ہمعالے اور انکا حکم مانند حکم ہمارے ہے اور اجماع فقہا چاہئے ہم کی تعیین فتح القدیر میں کی ہے جمہور فقہا اور محدثین کے نزدیک خوارج وہ قوم ہیں جو ہمارے مخالف ہیں اور بعض محدثین اس کے کفر کے قائل ہیں ابن منذر نے کہا ہیں نہیں جانتا کہ اہل حدیث کسی کے ساتھ کوئی موافق ہوا ہو کہ خوارج ہیں اور سب متفق ہیں اجماع فقہا کی نقل کا اور محیط میں ذکر کیا ہے کہ بعض فقہا اہل ہوا کی تکفیر نہیں کرتے اور بعضے تکفیر کرتے ہیں اور اس پتہ والے کی جسکی بدعت دلیل قطعی کے مخالف ہو اور صاحب ہدایہ نے کہا اکثر اہل سنت کا یہی قول نسب کیا ہے اور منقول اہل سنت سے عدم تکفیر ہے ہوا ہیں بدعت کے اہل مذہب کے کلام میں اکثر اہل بدعت کی تکفیر واقع ہے لیکن تکفیر ان فقہا کے کلام میں اور انہیں جو مجتہد ہیں ہیں اور غیر فقہا و مجتہدین کے کلام معتبر نہیں اور مجتہد سے وہ مستقل مذہب کفر نہیں اور ابن منذر نقل مذاہب میں زیادہ وسیع ہے اور توقف نہیں کیا ہے اور جلبی نے کہا کہ یہ کلام اچھا ہے مگر مسلم اسکے کے مقتضی ہو عدم تکفیر ان رافضیوں کا جو سب شیخین اور تقدیم عائشہ صدیقہ کرتے ہیں اور حالانکہ یہ ہر مجتہد کو نہیں طحاوی نے کہا کہ جواب کفر ہے کہ عدم تکفیر ان بدعت سے ورنہ لازم آئے تکفیر سب کی تکفیر متضی ہونا ثابت ہے اور اعتماد علم و اما ذکر قولہم لکونہ عن تاویل وان کان باطلا کتاویل المستحل لما نا ویل کما فی البغاۃ یا بالاولی کما فی الخوارج فی الکفر ضمن کرتے ہیں کہ اول قائل اور ہیں حلال جانتے ہیں سے اگرچہ مبنا تاویل باطل ہے بخلاف مستحل بلا تاویل کے کہ اسکی تکفیر ہر یہ ہے جیسا کہ کتاب الصلوٰۃ کے اواخر باب الامامۃ میں مذکور ہے بخلاف باغی کے اور امام یصیر اماما بامرین بالبیعۃ من الاشراف والاستیلاء دبان یغلب علی من فی دعیۃ حتی تاس قہری وجبروتہ والامام ہوجاتا ہے امام دو چیزوں سے شرف اور رسوخ کی بیعت کرنے اور دوسرے کہ سب کا حاکم جاری ہوجائے اسکی رعیت میں اور کے غالب ہے اور دوسرے سے امامت ثابت ہوتی ہے اہل حل اور عقد کی بیعت خلیفہ سابق کے مخالف ہو اور امامت میں سبب اہل اسلام کی بیعت کی ابوحنیفہ سے ہے جماعۃ علما یا جماعۃ اہل رائے اور تیسری بیعت جبکہ کوئی اہل الشوکۃ والمنعۃ جبر کرے لوگوں پر امامت کا اور کہا کہ ایک آدمی بیعت کرے اور کہا کہ ہم نے تجھ کو امام بنایا ہے اور لوگ نہ ہوں تو بیعت نہ ہوگی اور امام ہو جائیگا اور کہا بعض نے کہ اگر ایک شخص نے بیعت کی اور لوگوں نے نہ کی تو بیعت نہ ہوگی اور امام نہ ہوگا اور اصحاب نے کہا کہ اگر ایک شخص نے بیعت کی اور دو شخص نے نہ کی تو بیعت ہوگئی اور امام ہو جائیگا اور اگر دو شخص نے بیعت کی اور ایک نے نہ کی تو بیعت نہ ہوگی اور امام نہ ہوگا فاذا صار اماما صار مطاعا بحیث لا یجوز ان کان لہ قہر فلا یقدر علیہ والا یزل بہ لانہ منصب حمایۃ و تمامہ فی کتاب الکفالۃ ہر چہ کہ ایک شخص پر مقدمہ کرے امام ہو اور اسکی ظلم شروع کرے تو معزول کرنے سے معزول نہیں ہوتا اگر اسکے ساتھ ہو اور غلبہ ثابت ہو جب ایسا ہو کہ وہ بسبب غلبہ اور شوکت کے پر سلطان ہو جاتا ہو تو معزول کرنا مفید نہ ہوگا اور اگر اسکے واسطے قوت حاصل نہیں بسبب ظلم اور ستم کے معزول کرنے سے معزول ہو گا اسلئے کہ وہ منصب ہے اور بحث الامت کبیر امین کتب کلام میں فاذا خرج جماعۃ مسلمۃ علی امامتہ او طائفۃ منہ الی الناس دعوہم الی خلعہ الی دعاہم الیہ او الی طاعتہ وکشف شبتہم فان استجابوا ہر جب کہ جماعت مسلمہ نے امام کی اطاعت خروج کیا یا اسکے اور نائب کی طاعت خروج کیا جسکے ساتھ لوگ ہیں کہ انہی الدرر اور مسلمین ہو کر ہیں غالب گروہ کی ایک شہر پر تو امام نے انکو امام کی جماعت کے طرف بلایا اور انکے شبہے کو دور کیا پس اگر انہوں نے جواب دیدیا فان خیفوا مجتمعین حل لنا قتالہم بدۃ حتی نعرف جمعہم ان الحکم یدار علی دلیلہ وہو الاجتماع والانتشار سو اگر انہوں نے ایک مکان پر اجتماع کیا ہو تو ہمکو قتال حلال ہو گیا ہمکو قتال کرنا چاہئے پہلے بیان کرے کہ انکی جماعت پر قتال ہو اسلئے کہ حکم قتال کا ہمراہ ہے اور وجہ عبارت یہ ہے کہ دلیل پر اور عبارت یہ ہے کہ اجتماع اور انتشار پر دلیل ظاہر پر اجتماع اور امتناع اور انکار اور ارادہ قتال کی دلیل ہے لہذا ان کا قتال حلال ہو گا اگرچہ وہ قتال کی ابتدا انہوں سے نہ ہوئی ہو اور ہمکو اس حالت میں قتال کرنا چاہئے جبکہ ہمکو یقین ہو کہ انکا قتال شروع کرنا ہمارے قتال کا سبب ہے اور اگر ہمکو یقین نہ ہو تو قتال شروع نہ کرے اور اگر ہمکو یقین ہو کہ انکا قتال شروع کرنا ہمارے قتال کا سبب ہے اور

امام نے ان قتال کے طرف بلایا تو ان پر اجابت اسکی فرض ہے ہر اسطے کہ اطاعت امام کی اصل امر میں جو گذرا ہے فرض ہے سو کوئی نہیں کہ ترک فرض کرے جو طاعت ہو گذرا ہے البدایع ہم اور یہ جو امام ہاشمی سے مروی ہے کہ نہ بائیں نہیں علیحدہ ہو جو چلے گھر میں بیٹھ رہے سو اس موقوف پر محمول ہے کہ جب امام عدل اور سلامت ہو اور بیٹھے اصحاب کبار کا بیٹھ رہنا بائیوں کے قتال سے انکی عدم قدرت پر محمول ہے اور بعضوں کو کہ چڑھ جانا طلب قتال میں سمجھ جو ہدایت میں فرمایا کہ گروہ مسلمان تو اور لشکر سا شاکرین تو قتال اور مقتول دونوں میں سعادت اور مصیبے قتال پر محمول ہے بالکل گری اور طلب دنیا کر قتال کرنے والے النوع الثانی واما قولہ علیہ السلام لو اعتزل الناس کلھم لطلحۃ والزبیر ولا یعتزل طلحۃ والزبیر علیا لینبغی للناس معاونۃ السلطان الا معاونتھم اجابت امیر کی فرض ہے اگر وہ ناحق ہو قتال پر اور نہیں تو بیٹھے گھر میں بیٹھ رہو تک دلالت الدرد اور سنتی ہوں سے کہ اگر جنگ مسلمین نے بغاوت کی بسبب ظلم بادشاہ کے اور حالانکہ بادشاہ ظلم سے باز نہیں رہتا تو لوگ کو یہ لائق نہیں وہ گاری سلطان کی اور نہ مدد گاری باغی لوگوں کی وفی طلبھم المواعدۃ ولیطلبوا البیان خبیر المسلمین کا فی اھل العدل ھذا ھو الاولی اجھر اور اگر باغیوں نے صلح کرنا چاہا ترک قتال پر تو واجب ہوا ان لینا چاہئے کو صلح کرنا مسلمین کے واسطے بہتر ہو جو چاہئے ہو دیں کی صلح میں ہی شر ہو اور اگر انکے حق میں صلح بہتر ہو تو قبول کرنا نہ چاہیے کو اولیھم ولا یاخذ منھم شیئا ولا یدرأ ان یعطیھم شیئا من عندہ لیسلموا بیان یہ ہے کہ مال عوض صلح کے نلوں اخذا ما سھر وھا ولا یاخذ ا غیر ذلک ولا

اکثر اور جمہور کی رائے ہے۔ جو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی کے قتل کا حکم کرنے والا ہو اور اس کا حکم نافذ ہو جاتا ہو اور اس کا حکم نافذ ہوگا اور اگر نافذ نہ ہوگا تو اس کا حکم نافذ نہ ہوگا۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ اعیان کے قاضی کا حکم نافذ ہو جاتا ہے اور اگر نافذ نہ ہوتا ہو تو اس کا حکم نافذ نہ ہوگا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ہمارے قاضی کیطرف خط بھیجا اور معلوم ہوا کہ دو مسلمان دو عادلوں کی گواہی پر گواہی دیتے ہیں تو وہ حکم نافذ ہوگا اور ہمارے نزدیک اس محل عدم نفاذ کا قاضی باغی ہونا ہے جو کہ قضاء قاضی جو مجتہد میں کی رائے کے مخالف ہو اسلئے کہ حکم قاضی کا مختلف فیہ اجتہادات میں نافذ ہونا اگرچہ قاضی عادل کی رائے کے مخالف ہو تو اطلاق مشائخ کا صحیح نہیں زمانہ ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ اعلم

کتاب اللقیط

مع اللقطۃ بالہا و نعم ضیعۃ ما لقوات المال و قلّم اللقیط متعلقۃ بالنفس ذہبی مقدم علی المال مصنف کتاب اللقیط کو کتاب اللقطہ کے ساتھ کتاب الحدود کے پیچھے لانا ہوا سلئے کہ جان اور مال دونوں معرض ہلاک میں ہیں جیسے جہاد میں نفس اور اموال معرض تلف میں ہیں اور مقدم کیا کتاب القتال کو بسبب اسکے متعلق ہونے کے جہاد سے اور علاوہ اسکے جان مقدم ہو مال پر ہونا قاعدہ ہے لقیط فعیل بمعنی مفعول ہے ترجمہ لغت میں وہ ہی چیز ہے جو اٹھایا جاوے فعیل بمعنے مفعول ہی ہوا اور اسکا استعمال غالباً ولد مطروح پر باعتبار انجام کے یعنی جو اولاد کہ پھینکا اور ڈالا گیا آخر اسکو کوئی اٹھالیگا اور اسکا نام لقیط رکھیگا اور اسکی پرورش کریگا اسم مبنی من اللقط ہے اور اسم مبنی من اللقط ہے اور اسم مبنی من اللقط ہے اور

الباء او خصومت کی اور اسی مقدمہ میں نے تو اسکے سپرد باپ کا جانب کر اور سپرد کیا جائے گا اور مسلم ہو گا اور اسکے ساتھ رہے گا اور اپنا ہی نسب اطلاق پائے گا اور اسی کا دین اختیار کرے گا اور ترکہ اسکا قرار پائے گا اور اسی طرح اگر دونوں نے اسکا دعوی کیا اور ایک نے اسکے مسلمان ہونے کا دعوی کیا اور دوسرے نے اسکے کافر ہونے کا دعوی کیا تو اسکا دین اسلام ہو گا کیونکہ اسکے اختیار میں اور

اور اگر خشک نہیں تو اسکو دلوا جائیگا جو عوض کرلے کہ وہ میرا بیٹا ہے یعنی بشرطیکہ اور کوئی مدعی نہ ہو اور اگر دو مدعی ہوں تو قیافہ شناس کو بلایا جائیگا ہم کہتے ہیں کہ جب طلب ثبوت ان دو مدعیوں پر متعذر ہو گیا تو کافی ہے یہ بات کہ ہمارا دین کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اگر کوئی مدعی نہ ہو تو لقیط مسلمان ہے اور اسکی دلیل ہمارا قول ہے کہ وہ مسلمان ہے اور اگر کوئی مدعی مسلمان کی دو وجہ سے ہوں نے اور نہ ہی کسی کے واسطے وہ مسلمان ہے تو لقیط مسلمان ہی کہا جائیگا کیونکہ اسلام غالب ہے اور کفر مغلوب ہے اور اسلام کی دلیل ہمارا قول ہے کہ وہ مسلمان ہے اور اگر کوئی مدعی نہ ہو

انه ملتقط حقيقي ضعيف فقط كوشته كه لقطه كا پهچاننے والا اگر دوسرے سے پہلے پہنچ گیا تو ملتقط پر ضمان لازم ہوگا اور اگر شہر کے والی یا اگاہ سے ملتقط ہو تو ضمان ضائع ہوگا کذا فی الذخیرہ وله نفقة حيث شاء وينفق منه من مصرف الزكوة ويشهد اور ملتقط کو جائز ہے کہ جہاں چاہے لیجائے اور لقطہ پر خرچ کرنے کا اختیار ہے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ اور ملتقط کو جائز ہے کہ لقطہ پر گواہ بنالے اور لقطہ ہی سے گواہوں کو کرایہ دے کذا فی الخلاصۃ کیونکہ گواہوں کو بغیر کرایہ کے گواہی پر مجبور کرنا حرج ہے اور حرج دین میں مرفوع ہے کذا فی الہدایۃ وان لم يشهد فدفع ضمن في الاصح لان الولاية عليه في تملكه والنفيه للسلطان لحديث السلطان ولي من لا ولي له اور اگر ملتقط نے گواہ نہیں کئے اور لقطہ کسی امین کے حوالہ کردیا تو اصح قول کے موافق ضامن ہوگا کیونکہ ملتقط کو اپنے اوپر لقطہ کے تملک کی ولایت ہے اور لقطہ پر تجاوز اور اسمیں تصرف کرنے کی اجازت نہیں اور حدیث السلطان ولی من لا ولی له سے اسی طرف اشارہ ہے کذا فی الہدایۃ اور جو شخص لقطہ کا پہچاننے والا ہو اسکو لقطہ اٹھانا مستحب ہے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ اور جو شخص لقطہ کا پہچاننے والا نہ ہو اسکو لقطہ اٹھانا مکروہ ہے کذا فی الخلاصۃ اور جو شخص لقطہ کا پہچاننے والا ہو اسکو لقطہ اٹھانا واجب ہے کذا فی الکافی

علی بابہ ویکفیہ ان یقول ان وجدتموہ یذکر لقطۃ فدلوہ علی الخ اگر اوس نے لقطہ لینے پر شاہد کیا ہو تو اور سکو ہیرہ دیوا دے کے مالک کو اور بات کرنے کے واسطے اتنا کہنا بھی کافی ہے کہ جسکا تم مسنو کہ لقطہ گم کرتا ہے تو اوسکے پاس ہو دیجیو و عرف ہے ای تادی علیہا حکمیت وجعلہا فی المجامع اور تعریف کرنا اوسکا جہاں اوسکا پانا اور مجامع جیسے مسجد کے ابواب اور بازاروں میں اور سرسوتی میں یوں پکارنا کہ جس کسی کا چیز کھویا ہو یہیں اوسکے مالک کو نہیں جانتا تو اوسکی مالک ہیتے پاس آوے اور اوسکو کہتا ہو کہ فلانی شیخ اور فلانی سید کی تعریف سے جو شخص کہ دیکھ کر تعریف کرے کہ فلانی اشارہ خاص کی طرف ان حلہ ان صاحبہا الا بطیبۃ اذا اقام البینۃ والا فالتعریف ہمان تک پکارنا سے کہ معلوم ہو جاوے کہ اوسکا مالک اب تلاش کرنا چھوڑ گیا ہے یا جہان تک کہ تعریف کرنا جاوے جیسے کہانے کی چند چیزیں یا پہلی ہم علم سے مراد ظن غالب ہے علیہ کما ہو قول بعض نے یہ کہ فلانی تصریحات اور ظاہر الروایۃ میں ایک سال کی تعریف ہے سلطان کا فلانی البسوط پھر بعد سال میں اقوال ہیں کہ جب میں ایسا چیز معمولی ہو کہ ہر مہینے میں ایسا چیز کھوتا ہی ہے تو مہینہ بھر کرنا تعریف کا اور تلاش کی تہیں معلوم ہوا کہ جو چیز ان طلب ہو جیسے انجور کی ٹوکرا وہ گیہوں یا اناج کے چھکڑے تو اوس سو مائہ لینا بلا تعریف جائز ہے لیکن مالک کا ملنا دس روز تک ہی ہوتا ہے اسکے بعد نہیں ملتا ہے سمجھ نہیں گرجب ہیتے کیوں خوف تو ہتھیں سے کہا جاوے تو وہ مالک ہے اور یہی حکم ہے التقاط مستامن کا کیونکہ گذرا فی الولوالجی وہی کا امانۃ لہ تعریف نہیں بالاتفاق بشرط شہادت اور تعریف مذکور کے لفظ متقطہ کے ساتھ نہیں امانت ہو گا یعنی الالتقاط من امین نہیں فلو ہلک بتعدیہ مع التکرر ضمنہ اور لم یتعرفہا ضمن ان تکررہا امتثالا للامر وقیل لا تلزمہ بعدیہ وبہ یفتی الخ احمد حلوانی وغیرہ

سو اگر لقطہ کو کسیکو گواہ رکھا باوجود اوسکے نادر ہونے کے اور نہ تعریف نکی تو ضامن ہو گا اگر وہ مالک نکلا کر تا ہو ہیرہ ہو کی نیت سے لینے کو اور قول اوسکا ہیرہ اور یوسف کے نزدیک قول متقط کا اوسکی قسم کے ساتھ اور اوسکی قول کہ ہیرہ لینے میں معنی خفی ہے یہ کہ فلانی الحاوی اور امانات رکھا ہو کہ مصنف وغیرہ نے صرف قول صبح میں مجمد ہی اور یوسف کے ساتھ ہیں کذا فی البنایہ اور ثابت ہیں کے قول پر تو ہو اور قولہ ہیں الحرج اذ قلیلۃ او کثیرۃ فلا فرق بین مکان ومکان والقطۃ والقطۃ اگر ہم لقطہ حرم کا ہو بلکہ زیادہ ہو تو کچھ فرق نہیں درمیان ایک مکان کے اور حرم کے ایک لقطہ کے دوسرے لقطہ سے ہم لقطہ حل اور حرم کی تعریف میں کچھ فرق نہیں الا امام اعظم اور مالک شافعی احمد کے ایک قول میں اور دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہو کہ ہمیشہ تعریف کرتا رہے ہمیشہ تک کہ مالک کا پتا چلا ہو اسلئے کہ صحیحین میں ہو وابت الاہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع میں ہم اور ہمنے کہا لایحل التقاطہا الا لمنشد ابدی یعنی حلال نہیں لقطہ تم کا مگر مرتب کے واسطے اور ہمیں تعریف کی قید نہیں تو دوام ثابت ہوا اور ہمنے جواب دیا ہے کہ مطلب یہ تھا کہ یہ ہم کہ التقاط حلال نہیں اور تخصیص کرو اور اپنے واسطے حلال نہیں اور تخصیص کرو اور اوسکو نوع اس چیز کی ہو کہ کوئی دوسرا اوسکی تعریف کو ساقط سمجھے اس سے کہ ظاہر ارادہ چیز مسلمانوں کی ہے جو شفقت ہو گی تو اب تعریف سے کیا فائدہ لہذا فتح اور سرخسی نے فرمایا ہے اور کنز کے شرح میں کہا ہے کہ فرق نہیں فرق نہیں فرق نہیں مجتہد ہے کہ دو درم یا زیادہ کی سال بھر تعریف چاہیئے اور دس درم سے زیادہ کی دو سال تک چھ اور دس درم کی سات دن اور تین درم کی تین دن اور اسکے بعد کی ایک تعریف چاہیئے کذا فی الظہیریۃ والمراد انہا تقدر بما یغلب علی الظن فیہ وہو علی الصحیح وہو الاصح وہو الاشبہ الا اذا عرف انہا لاتجمع فی مثل ذلک الیوم کما ہو عادۃ بعض البلاد فحینئذ یعرفہا بقدر ما یجمع ہو تو اوسکے فقیر ہونے کا اور اگر محتاج نہ ہو تو اوسکے غنی ہونے کا اور اہل اور فرع ہر دو کو جب معلوم ہو جاوے کہ لقطہ ہلاک ہو گیا تو وہ بیت المال میں جا کر اوسکا تاوان لیوے اذا ظہر خلافہ وفی المنیۃ لو جاء بعد ما تصدق بہا المالک وجاز التصدق مخیر ان شاء امضاہ وثوابہ لہ وان شاء ضمن الملتقط لانہ تصدق بمال الغیر بغیر اذنہ ولا یرجع الملتقط علی الفقیر بشیء لانہ ملکہ بالتصدق کذا فی الزیلعی وان جاء المالک قبل التصدق بہا فہو بالخیار ان شاء ضمن الملتقط وان شاء ضمن الفقیر لانہ ملک اللقطۃ بالتصدق ولہ ان یضمن الغنی ایضا لانہ ملکہ بالتصدق علیہ ولا یرجع الغنی بشیء علی احد لانہ ملکہ بالصدقۃ کذا فی الکافی وہذا یدل علی ان الملتقط لو کان فقیرا لا یرجع بشیء لانہ ملکہ بالتصدق علیہ ولا یرجع الفقیر بشیء علی احد لانہ ملکہ بالصدقۃ کذا فی الزیلعی وان جاء المالک بعد التصدق بہا ولم یضمن الملتقط ولا الفقیر حتی کان الثواب للمتصدق ان شاء امضاہ وان شاء ضمنہ

اعطاء ثمرة الامام تولى ذلك لانه تعذر على المدعي ايصال حقه اليه فصار كما لو غصب منه ثم اعطاه الغاصب ثمنه وكما لو غصب منه ثم اعطاه الغاصب ثمنه وكما لو غصب منه ثم اعطاه الغاصب ثمنه وك

لقطہ کی پہچان کی اور موافق پڑی تو دینا چاہئے باوجود سپرد جائز ہونے کے اگر مدعی کی تصدیق مطلقاً کی جاوے اور مدعی علامت بیان کرے بیان کی ہو برابر بیان کی ہو اور جائز ہے حفظ کو فحاص پر لانا مدعی ہو یا گواہوں کے ساتھ جائز ہے من قول الصحیح من کذا فی النہایۃ اللقطۃ لقطۃ ضاعت منہ ثم وجدہا فان بدل غیرہ فلا

غیر منہ بنفسہا بخلاف الدابۃ بعینہ یجبر فی قول الکل فی الشارح الصحیح ان لہ الخیار ہو الصحیح لان بدلہ احق ایک شخص نے لقطہ اٹھایا پاس سے ضائع ہو گیا اور مدعی اس سے پہچان بتا کر مانگتا ہے بعینہ مجبور نہیں ہے قول الکل میں اور

نہ کرے، فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اچھا یہ ہے کہ تو تحمل کرے تصدق کرنے پر اور اسی کو اختیار کیا ہے حسن الائمہ سرخسی نے، کہا ہے ہمارے استاد شمس الائمہ حلوانی کیا کرتے تھے کہ لے لیتے تھے عن الغیبۃ وفی الوصایۃ مثلہ وفی الخانیۃ اختار ابن مقاتل الرازی انہ یتحمل ایضا ان علم انہ یصل الیہ ویحل لہ الاخذ وعلیہ الفتوی اھ اور وہبانیہ میں ہے کہ ایک شخص مسلمان پر مرگیا کافر ہو کر اور تو نے اس کے ہاتھ کچھ مال بیچا تو اگر وہ مشہور ہو تو اس کا لینا درست نہیں اور اسی قول پر ہمارے شیخ رحمہ اللہ ہیں کہ ایک شخص نے دختوں کے بیچے بڑے چلمن پر ہو کر بلخ کا تو اگر وہ مشہور ہو تو اس کا لینا درست نہیں اسی طرح مسلم کو معلوم ہو جائے کہ اس کے اکثر مال حرام کا ہے خواہ جبر سے یا اجارت ثابت ہو بدلالت حال سے ہو اسطرح کہ شہر میں رباخواری کی عادت ہو اگر بیع فاسد میں پیسے ہوں جو مال سالم یا قرض لیتے ہیں اور سٹہ لیتے نہیں سمجھے اعوذ باللہ اور ہر وہ مال جس کا مالک معلوم ہو اگر اس کے ورثا کچھ نہ جانتے ہوں تو ہبت تک اباحی نہیں ہو سکتی اور یہی حکم ہے جو غصب کیا ہو اجازت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ مضایقہ نہیں جبکہ مزاحمت دالہ نہ ہو خیر معلوم ہوا اور جسی قول پر ہمارے شیخ رحمہ اللہ ہیں اور قرائن بین تو اگر کہیں باقی رہے ورثا کا لینا بدون رضائے مالک کے جائز نہیں اور اگر ایسے ہوں جو ابھی نہیں سمجھے جلد سمجھ جائیں تو یہ قول ان کا ہوگا جس کو اس کا لینا درست ہے جبکہ نہ ہی معلوم ہو اور اگر اس قسم کے بین تو شہر اور نگاہوں میں کہیں لینا درست نہیں بلا اذن مالک کے گرچہ یہ موضع کثیر الثمار ہو اور معلوم ہو کہ اسی جگہ بیچنے والے کرتے ہیں تو اس پر قرینہ نہیں ہے لیکن لاہ اجازۃ من المالک انتھی ملخصا کما فی الذخیرۃ کہ اب تو نے جانا کہ شارع کا کلام مجمل ہے اور تفصیل کسی کی سمجھ میں نہ آوے تو اجمال کو ہی ذریعہ سمجھ کر اس کے موافق عمل کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس

یا برھن علی بایاۃ او علی اقرار المولی بذلک فیلزمہ ذلک کما مر وھو ظاھر وقید بالخوف لانہ لو کان آمنا فلا یسقط شیء من قیمتہ کما لو کان مریضا فمات او قتل نفسہ او قتلہ اجنبی او قطع یدہ او رجلہ او فقأ عینہ او ذھب عقلہ او ارتد او لحق بدار الحرب فان ذلک کلہ لا یسقط شیئا من القیمۃ لان ھذہ الاشیاء لا تکون الا بتقصیر من العبد فلا یسقط بھا شیء من القیمۃ کما لو

فلو قال عبدہ فلانا حر ان شاء اللہ تعالیٰ لم یعتق لانہ علق عتقہ بالمشیئۃ ولا یعلم مشیئۃ اللہ تعالیٰ فی ذلک الا بالوحی وقد انقطع الوحی بموت النبی علیہ السلام وکذا لو قال ان شاء زید وعمرو لانہ لا یعلم مشیئۃ زید الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء ابی لانہ لا یعلم مشیئۃ ابیہ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الملک لانہ لا یعلم مشیئۃ الملک الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشیطان لانہ لا یعلم مشیئۃ الشیطان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحائط لانہ لا یعلم مشیئۃ الحائط الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الطیر لانہ لا یعلم مشیئۃ الطیر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الریح لانہ لا یعلم مشیئۃ الریح الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجن لانہ لا یعلم مشیئۃ الجن الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الدابۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الدابۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحجر لانہ لا یعلم مشیئۃ الحجر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشجر لانہ لا یعلم مشیئۃ الشجر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجبل لانہ لا یعلم مشیئۃ الجبل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشمس لانہ لا یعلم مشیئۃ الشمس الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء القمر لانہ لا یعلم مشیئۃ القمر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الکوکب لانہ لا یعلم مشیئۃ الکوکب الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الماء لانہ لا یعلم مشیئۃ الماء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء النار لانہ لا یعلم مشیئۃ النار الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الارض لانہ لا یعلم مشیئۃ الارض الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء السماء لانہ لا یعلم مشیئۃ السماء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الملائکۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الملائکۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الانبیاء لانہ لا یعلم مشیئۃ الانبیاء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الرسل لانہ لا یعلم مشیئۃ الرسل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الکتب لانہ لا یعلم مشیئۃ الکتب الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الصحف لانہ لا یعلم مشیئۃ الصحف الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الزبور لانہ لا یعلم مشیئۃ الزبور الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء التوراۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ التوراۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الانجیل لانہ لا یعلم مشیئۃ الانجیل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء القرآن لانہ لا یعلم مشیئۃ القرآن الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الفرقان لانہ لا یعلم مشیئۃ الفرقان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الزبانیۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الزبانیۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحور العین لانہ لا یعلم مشیئۃ الحور العین الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الولدان المخلدون لانہ لا یعلم مشیئۃ الولدان المخلدون الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الغلمان المخلدون لانہ لا یعلم مشیئۃ الغلمان المخلدون الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجنۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الجنۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء النار لانہ لا یعلم مشیئۃ النار الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الصراط لانہ لا یعلم مشیئۃ الصراط الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء المیزان لانہ لا یعلم مشیئۃ المیزان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحوض لانہ لا یعلم مشیئۃ الحوض الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشفاعۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الشفاعۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجنۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الجنۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء النار لانہ لا یعلم مشیئۃ النار الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الصراط لانہ لا یعلم مشیئۃ الصراط الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء المیزان لانہ لا یعلم مشیئۃ المیزان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحوض لانہ لا یعلم مشیئۃ الحوض الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشفاعۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الشفاعۃ الا بالوحی

فلو قال عبدہ فلانا حر ان شاء اللہ تعالیٰ لم یعتق لانہ علق عتقہ بالمشیئۃ ولا یعلم مشیئۃ اللہ تعالیٰ فی ذلک الا بالوحی وقد انقطع الوحی بموت النبی علیہ السلام وکذا لو قال ان شاء زید وعمرو لانہ لا یعلم مشیئۃ زید الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء ابی لانہ لا یعلم مشیئۃ ابیہ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الملک لانہ لا یعلم مشیئۃ الملک الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشیطان لانہ لا یعلم مشیئۃ الشیطان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحائط لانہ لا یعلم مشیئۃ الحائط الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الطیر لانہ لا یعلم مشیئۃ الطیر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الریح لانہ لا یعلم مشیئۃ الریح الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجن لانہ لا یعلم مشیئۃ الجن الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الدابۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الدابۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحجر لانہ لا یعلم مشیئۃ الحجر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشجر لانہ لا یعلم مشیئۃ الشجر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجبل لانہ لا یعلم مشیئۃ الجبل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشمس لانہ لا یعلم مشیئۃ الشمس الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء القمر لانہ لا یعلم مشیئۃ القمر الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الکوکب لانہ لا یعلم مشیئۃ الکوکب الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الماء لانہ لا یعلم مشیئۃ الماء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء النار لانہ لا یعلم مشیئۃ النار الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الارض لانہ لا یعلم مشیئۃ الارض الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء السماء لانہ لا یعلم مشیئۃ السماء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الملائکۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الملائکۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الانبیاء لانہ لا یعلم مشیئۃ الانبیاء الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الرسل لانہ لا یعلم مشیئۃ الرسل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الکتب لانہ لا یعلم مشیئۃ الکتب الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الصحف لانہ لا یعلم مشیئۃ الصحف الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الزبور لانہ لا یعلم مشیئۃ الزبور الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء التوراۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ التوراۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الانجیل لانہ لا یعلم مشیئۃ الانجیل الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء القرآن لانہ لا یعلم مشیئۃ القرآن الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الفرقان لانہ لا یعلم مشیئۃ الفرقان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الزبانیۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الزبانیۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحور العین لانہ لا یعلم مشیئۃ الحور العین الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الولدان المخلدون لانہ لا یعلم مشیئۃ الولدان المخلدون الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الغلمان المخلدون لانہ لا یعلم مشیئۃ الغلمان المخلدون الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الجنۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الجنۃ الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء النار لانہ لا یعلم مشیئۃ النار الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الصراط لانہ لا یعلم مشیئۃ الصراط الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء المیزان لانہ لا یعلم مشیئۃ المیزان الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الحوض لانہ لا یعلم مشیئۃ الحوض الا بالوحی وکذا لو قال ان شاء الشفاعۃ لانہ لا یعلم مشیئۃ الشفاعۃ الا بالوحی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انسان کے واسطے ہوئی ہو صاحب ضمت پر وہی فی الحال ہوا واسطے اوسکے اوسکے ہیرے ضمت کی حد سقطتی ہو جاوے تو صاحب ضمت اوسکی
گردن کے مالک ہیں مختار ہیں چاہے غلام بچھوا لاوے یا غلام مختار ہیں دجعل مادون ذو علی من سبیل قوله المالک فان یقع بدلا با لجعل فالباقی للقرار
اور مختار غلام ماذون عبدون کا ہیرے شریک ہیں اگر ہیرے شریک خواہ مولی کی خواہ دوسرے کی سوا گر وہ بچا جاوے تو پہلی ثبت سو مختار نہ رہا جاوے اور بقائی قرض خواہوں کے
کما یفید جعل ابن حی خطا فانی ید الاخذ علی من سبیل ہیرے شریک چاہے مختار اوس غلام کا جس نے خطا کی اوسکے جنایت کی قیمت کا مختار ہیں
اگر شریک کا وہ آخر کو غلام ہوگا خواہ مولے خواہ دوسرے کے پاس آوے اوسکے پاس جنایت کریگا تو کسی ہیرے مختار نہ ہیں کہ اوسکی قیمت کا مختار ہیں
موصوف علی موصوف ولان اجرة انواهب بحکم الملک والملک بالخراج بقصد صاحبه وهو ضمان الغصب ہیرے اور غلام منصوف علی غاصبہ وا
غاصب پر جو اوسکی اجرت ہوگی ہیرے کو ہوگی ہیرے اور غلام ہیرے کو ہوگا ہیرے پر جو اوسکی اجرت ہوگی ہیرے کو ہوگی اور غلام منصوف کا مختار اوسکے
قبضہ سے ہوا یعنی ترک تصرف سے وجعل عبد صبی قابلا اور صغیر کے غلام کا مختار اوسکے مال میں ولا بن قبضته تعقیقه لقطته کا مختار اور
غلام گرینچہ کا خرچ لقطہ کے خرچ کے مانند ہو چاہے گذر گیا یعنی اگر گرفتار کرنے والے نے بلا قاضی خرچ کیا ہو تو احسان نہیں ہوگا مالک سے پہلے نہیں سکتا اور
اوسکے اذن سے پہلے سکتا ہے بلکہ قاضی نے رجوع کی شرط کر دی ہو حلہ حبسته لدین قبضته اور غلام کے گرفتار کرنیوالے اور اوس کا حبس کرنا
اپنی نفقہ کے دین کے واسطے درست ہو وکذا لو برهن القاضی حبسته اباؤه قابلا ولو حبسه تبرعا له وقبل مرجوعا للنفقة وبمجرد فی الهدایة
وانکا فی اور غلام گرینچہ کو قاضی اجارہ پر دے اوسکے دیوار پہناں تک خرچ ہوئے اور لیکن اگر عبوس کے باعث تعویر کے اور دیوار اول ہو جاوے تو وہ سکو اجارہ نفقہ کے
واسطے اور حبس خیال نہیں کیا ہے یہ اور کافی میں بخلاف اللقطة والضال وذکر فی النہایة انه لا یحبسه بسنة اشهر نفقه فیما
من بیت المال خویجه کما یتبعه القاضی کما مر بخلاف لقطہ اور اگر ہو گیا غلام کے کہ اوسکو قاضی اجارہ کے اور نہ تا خانہ میں مدت حبس غلام کی چھ مہینے
کے ساتھ مہینوں کی ہے اور خرچ غلام کا مدت حبس میں بیت المال سے ہو یہ مدت مذکورہ کے بعد قاضی اوسکو بیچ ڈالے چاہے تو کہ مذکور ہو چکا کتاب اللقطہ میں
یعنی حسب مقدور بیت المال سے صرف ہوا اوسکو لیکر باقی قیمت کو مالک کیواسطے رکھ چھوڑے فرع مسئلہ محیط شارح کا بقی بعد البیع قبل القبض للمشتری
رفع الامر للقاضی لیقبضه غلام مذکور بیچا گیا بعد بیع قبل القبض کے تو مشتری کو جائز ہے کہ قاضی سے اوسکا مانگ لاوے اور دیکھو قبض کرے اسواسطے کہ مشتری تو
غلام کے بغیر راضی ہوگا واللہ علم استغفر اللہ العلی العظیم کتاب المفقود پھر کتاب جو شخص مفقود ہے اوسکے احکام میں مناسبت بعلی سوا اس کے کہ
وہ کہ غائب اور بے نشان ہو یہ دونوں برابر ہیں ہو الغائب المفقود وشرعا غائب لم یدر احی هو ام میت فیقوم فیما لم مضت اقرانه الذین هم فی سنه
القرحه به بالرجع فیدخل الاسیر و من لا یعرف احی ام لا معروف فقیر میں بھی مسعود ہے اور سترھویں اور غائب کی صورتیں جو مفقود میں نہ ذکر ہوئیں
کرا دیں گا انشا اللہ تعالیٰ ہو جاوے گا پھیل میدان کی محمد میں گم ہو گیا ہو جسکے فقر ذی یعنی زمین بے نبات اور جسکے اسی طاقت ہو تو اس قریں میں اہل محو کا قیدی اور
وہ مرتد دارالحرب میں حق ہو اور الحرب میں ہو مصنف نے بتا بع صدر الائمہ جہاں مکان مفقود کو بتایا نہیں ہم مصنف نے بتا بع شمس الائمہ کیا دلیل اسکے کہ محیط میں
مسئلہ اسیر ان حرب کی جسکی حیات اور موت معلوم نہیں مفقود میں مشارکیا ہے یعنی دارالحرب لیکن بقیاء اور اوسکی شرح حسامی میں بھی طرف
مفقود کی لوٹ جاوے گا کہ وغائب ہو جس کا اثر معلوم نہیں یعنی حیات اور موت اور مکان اوسکے معلوم نہیں اور کنز اور فتاوی عالمگیری میں بھی اہل محو کا بھی مفقود
کیا ہے اور صاحب بحر نے بعض صریح سے بھی مکانی ثابت نہیں کیا ظاہر ہی نے کہا انتہی ہی اگر جہالت مکان تعریف مفقود میں صریح ہو بھی ہے
ح ما یاتی ستعلم ھذا ویاتی الاصل فیه و اور یعنی مفقود یعنی فوات کے حق میں زندہ ہونے کا باعتبار سمجھا گیا ہے یعنی مفقود کا مال حیات کے
اہل سے مفقود کے حکام میں چاہے اسی اہل پر صدقے تو ل آیندہ کو مشروع کیا فلا تقسم ترکته ولا تفسخ نکاحها ولا تقسم ما تو رکتاح کی عورت اوسکے شوہر اور
اوسکا مال اور اولاد پر تقسیم کیا جاوے گا فلت و فی مع مات المفقد آی المشهور انه لیس له من بیت المال رزقه من بیت المال ومنه علیه ولیس لمن ماتوا
کما سیجی تقدیر الحی الذی الغائب المفقود کہتا ہوں اور مفتی ابی السعود کے مفروض ہیں کہ بلکہ نہیں بیت المال کے امین کو مفقود کا مال نکالنا اپنا اوس شخص کے ہاتھ سے جو کہ

مفقود نے اپنا مال اپنے کسی رشتہ دار کے پاس چھوڑا تھا تو اس کے لئے وکیل مقرر کرنا ضروری ہے اور اس کا انتظام کرنا حاکم کے ذمہ ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حاکم مفقود کے رشتہ داروں کو جمع کرے اور ان سے پوچھے کہ مفقود کا مال کس کے پاس ہے اور کون اس کا وکیل ہے اور کون اس کا مال کھاتا ہے اور کون اس کا مال ضائع کرتا ہے اور کون اس کا مال محفوظ رکھ

کرادے کے پاس تہرہ پھر یعنی موت باطلاق کی اور علی مرتضے نے کہا کہ وہ عورت بتہ بھری سے تو اور سکو میرکرنا چاہیے تو فیکہ اسکی موت معلوم ہو باطلاق اور ہمواسطے نکاح کا ثبوت معروف ہو کالا و غیبت وقت کی موجب نہیں اور موت جیر احتمال ہیں ہے تو نکاح نہ ٹوٹیگا اور جمہور رضی اللہ عنہم نے علی رضی اللہ عنہ کے قول کیطرف آخر کو رجوع کیا ہے کذا فی الفتح طحطاوی نے کہا مقتی بہ قول صاحبین ہے نقل کیا ہے کہ امام مالک کے قول پر مضبوط نہ درد ہیں ہے ۱۲ منہ

قولہ وہی غیرہ یعنی حنفہ الخ بدائع میں ہے کہ الاصل ہو ان ما ورد بہ الشرع من غیرہ حتی لموت وجعل عن بنتین وابن مفقود غیر مکلف بقدر ابن والد آلۃ فی ید البنتین والکل مقر لہن بفرض لا بین واختصموا الی القاضی لا ینبغی ان یقضی لہن بشیء لان کل واحد منہن مدع علی صاحبہ ای کا یدعیہ من ید البنتین خرانہ المفتیین اور مفقود موت ہو اپنے غیر حتی موت نہ ہو تا وارث ہو گا غیر حی جان تک کہ اگر اسکے مرنے کے وقت دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا چھوڑ کر اور مفقود کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہو اور ترکہ مشترکہ دو بیٹیوں کے ہاتھ میں ہے اور سب لوگ مستقل بعقدان ابن میت ہیں یعنی کسیکو اسکی حیات اور موت اور مکان معلوم نہیں اور اسنے دعوی نہ کیا قاضی سزا الفتی کی نزدیک نہیں کہ مال اوسکے امکان دو بیٹیوں کے یعنی مال کو موت کی بیٹیوں کے ہاتھ سے نہ نکالے کہ کذا فی خزانۃ المفتیین ولا یبقی ما دعوی لہ اذا مات الموجی بل یوقف قسطہ الی ان قامت البینۃ علی الغائب او اخبار الزلیعی تعلیقہ بالامام اور مفقود مستحق نہیں ہے مال کا جسکی وصیت ہوئی اوسکے لیے جسکے وصیت کی نزدیک الامر گیا بلکہ مفقود کی دراثت کا حصلیہ ہمارا جاوے اوسکے شہر والے ہمعصرون کی موت تک بنا پر ظاہر نہ ہو تو اسکے اکثر اقران کی ہوتا کہ آدمی اپنے سے قران اور اشتال سے زیادہ نہ مکتر زندہ رہتا ہے اور اختیار کیا ہے زیلعی نے تفویض اسکی امام کے اور بھی اسی طرف ہیں صاحب مختصر لیکن تو اسکی موت کا حکم نہ کرے ہم مقابل ظاہر مذہب کیا ہے ۔ قول ہیں اور اتنی تمیز سال کی تقدیر ہو بحر الرائق میں کہا تعجب ہے مشائخ سے کہ ظاہر مذہب کے مخالف کیونکر اختیار کرتے ہیں حالانکہ مقلدین امام عظم پر اتباع ظاہر المذہب واجب وطرح باقی قول البینۃ ان جعل القاضی موتہ فی بلدہ او محلتہ او عشیرتہ یقینا فیفصل علیہ البینۃ ثم اور طریقہ قبول شہادت کا یہ ہو کہ جسکے آنہ میں مفقود کا مال ہے اوسکو قاضی خصم کرے اور مفقود کیطرف سے قاضی کسیکو اوسکا وکیل مقرر کرے پھر اوسکا قبول کرنا قاضی کی اور قضا کرنا قاضی کا اوسکے اوپر کہ مفقود کی موت کا ثبوت ہو کذا فی الفتح اور بقنیہ میں ہے کہ اگر مفقود کے ورثا نے قاضی سے کہا کہ ہمارا مورث مفقود ہو گیا ہے اور ہم نے اوسکی موت کا ثبوت کیا ہے اور قاضی نے اوسکی موت کا حکم کر دیا ہے اور ہم نے اوسکا ترکہ ہمکو دیدیا ہے تو یہ حکم نہ ہو گا اور نہ ترکہ ہمکو دیا جاویگا ۱۲ منہ اسلئے کہ اسکی موت امر محتمل ہے تو جبکہ اوسکے طرف قضاء قاضی متضمن ہو گی حجت اوسکے حق میں ہو گی اور دوسرا قول یہ ہو کہ یہ حکم قضاء قاضی کی نہ ہو گی اور نہ ترکہ اوسکے ورثا کو دیا جاویگا ۱۲ منہ اسلئے کہ اسکی موت امر محتمل ہے تو جبکہ اوسکے طرف قضاء قاضی متضمن ہو گی حجت ہو گی اور دوسرا قول یہ ہو کہ یہ حکم نہ ہو گا

اوں لوگوں کی طرف جو اپنی مورث کی وارث نہ ہوا اسکی موت سے نزدیک ہوا بسبب کفر کے بہت ہو چکا ہے علم ہوں میں کہ بسبب اپنی ظاہر جہت دانہ پر شبہ ہے جس سے اسکی موت کا علم نہیں اور سکے مال کے حق میں گمر نہ ہونے وقت سے اسلئے کہ ظاہر حال اور اسکی حیات پر دلالت کرتا ہے اور وہ منقسم ہے اس مورث کا دو قسم مع المفقود وارث بجب بہ لم یعط الوارث شیئا اور ان استقر حقہ بہ اعطی ان الضعیف وہو قلیل اور اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو جو محجوب نہ ہو مفقود کے سبب سے تو اوس سے وارث کا حق کم ہوتا ہے مفقود کے سبب سے تو اسکو نہ دیا جائیگا اور اگر وارث کا حق کم ہوتا ہے مفقود کے سبب سے تو اسکو دیا جائیگا اور باقی روکا جائیگا اوس کے حصوں میں سے اور سکو حصہ نہ دیا جائیگا اور باقی روکا جائیگا مثلاً ایک شخص مر گیا دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا اور ایک بیٹا باوجود چھوڑ کر اوں مورث کا اپنی کے ہاتھ سے اور بیٹا اور لڑکے نقدان میں اس میں اتفاق کیا ہے اور دونوں بیٹیوں نے میراث طلب کی تو اوں کو نصف دیا جائیگا اسواسطے اسلئے کہ اوں کا حصہ بہر صورت متیقن ہے اور نصف باقی روکا جائیگا اور اوں کو یہ نہ ملیگا ہو سکتا ہے کہ وہ محجوب ہیں اگر مفقود زندہ ہو تو وہ میراث سے اور نہیں ہیں بسبب اسکے اور ابنی کے ہاتھ سے مال لیا جائیگا تو فی کہ اوسکی خیانت ظاہر ہو کر لے لیا جائیگا بسبب دعوے القرابۃ وذکر ہ الناصر اور اس حال میں اوسکو کفالت نہ دیجائیگی جیسے کہ بیان حنفیہ کا ہم یعنی اگر ہم کے ساتھ دوسرا ایسا وارث ہو جسکو سوائے ساقط نہ ہوا ہو اور حجب سے متیقن نہ ہو تو اوسکو پورا حصہ نہ ملیگا بسبب کے متیقن نہ ہونے کے ہر حال میں چنانچہ اگر مورث نے ایک بیٹا اور حالانکہ دو بیٹے ہوں تو دو بیٹوں کو اسمیں سے متیقن نہ ہوا

اور جو شرکت کی شرط ہوا ایک چیز کا یعنی معدود مقدر کا قابل شرکت کے ہو قابل شرکت کی قدیم وقف معین اجزاء ہو گیا اور نا وقف کو جائز نہیں کہ غیر مستحق وقف کو اپنا حصہ مستحق کے شریک کر دے جو اس قریہ میں شرکاء ملک ہیں ان میں سے دو ثلث معدود ثلثان فالثلث عینا وحقا للموقوف علیہ والثلثان کذلک للواقف والثلث الزرع فی دارھا فالثلث شرکۃ عین فی الحنطۃ فستانی اور شرکت دو قسم ہے ایک شرکت ملک کی دوسرے جو شخص دو ہون یا زیادہ والے ہوں ایک چیز ہو جیسے یا مالک ہون حفاظ کے جیسا ہم اوپر اسے اور ذکر کر چکے دوسرے شرکت عقد کی پھر یہ اس کی دو قسم ہے کہ یا تو دونوں شریک ہون اس کی حفاظت میں کہ نفع نقصانی اور دیتا ہو اس ما ھو الحق فلو قدم الدیون لاحدھما فالاشرح الزرع ھو بینھما نصفین اخذ نفع و یسعی مثلی ما اخذ فقط یا چند لوگ مالک ہون بیچنے یا برباد ہونے کی حوض ہو تو اگر دیون ایک شریک کو دیدا دکر ہی تو دوسرے شریک کو نصف دین اخوذ کا لینا جائز ہے کذا فی الفتح اور یہ مسئلہ کتاب الصلح کے متن میں آویگا ھم بعضھم بہ کیا کہ دیون میں شرکت نہیں الا اجازا ہو اسکو کہ دین وصف شرعی ہو کہ معدوم نہیں ہوتا اور حق ہے کہ شرعاً مملوک ہوتا ہے دلیل تفریع شارح فان من حیل اشتراکھما ھو ما اخذہ ان قسمۃ المدیون قد تحصیہ وقسمۃ الدین لا تحصیہ اور جو دین کہ شریک نے لیا اور کے حصہ ماں سے اس کے شریک کو جائز ہے کہ بدون قدر اور کے حصے کے بیچ ہو اور مالک دین کا نہ ہو اور مدیون کو جائز ہے کہ ادا کرے اور جو مال اور کو دیدیا ہو بیچنے کا اور اختیار نہ ہو کذا فی الجوھرۃ النیرۃ اور بیع اور غیر ھا باقی سب یکساں جبر یا اور اختیاراً وتوسعاً کما لو اشتری شیئاً لھم اشترکا فیہ اور اختیار قبضہ کیا شریک مالک ہون یا نہ ہون برابر ہے کذا فی الکافی اور خریدا ہوا شخص سب کے لئے حاصل ہوگا اور سب کے لئے مبیع ہوگا اور ایک شخص نے سودا کیا اور دوسرا حاضر ہو یا غائب ہو ہر دو صورت میں جائز ہے بشرطیکہ وہ ایک شخص جو سودا کرنیوالا ہے اسکو اوروں نے اپنا وکیل کر لیا ہو اور اگر دو شخص نے کسی چیز کو خریدا یا ہر دو شخص نے ہر شخص کو شریک کر لیا کذا فی الذخیرہ اور بیع سوا ارث اور بیع مبہم سوا بیع مرابحہ اور بیع مساومہ اور دو شخصون کا غالب ہونا ہر ایک کا مال پر پہنچ گیا ہر دو شخصون کا مال ملجانا بلا قصد تخلیط یا بقصد سہولت خلط کرنا کہ تمیز متعذر ہو جائے جیسا کہ گیہون کا ہر دو میں مال دینا اس سب صورتون میں شرکت املاک ثابت ہوتی ہے ولکل من شریکی المالک اجنبی فی الامتناع عن تسلیم حصۃ شریکہ لعدم تسلیم المواکلۃ اور ہر شریک شرکاء ملک اجنبی کے مانند ہو اس نصف کی امتناع میں جو مشترک ہے اور اسکو ساجھی کے مال میں شریک کرنے سے یعنی نصف مقدر کا جائز نہیں بسبب متفرق ہونے شرکت املاک کے اکثر کو ھم نصف مقدر کی ہو سکتے قد لگا ہی کہ تصرف غیر مستحق جائز ہو جیسا کہ شریک گیہوں کی چیز ہر چرتا ہے شریک زمین میں کہتی کہ بلا شبہ حاصل نصف درصورت غیبت شریک کذا فی الجوھرۃ النیرۃ ولو ھلک بعض الدین بغیر تعد کالذی لا کفی فی صوان فالھلاک علیھما کما لو ھلک بعض المشترک قبل التسلیم وکذا لو ھلک بعض الحنطۃ المشترکۃ بعد الشراء وقبل القبض ھذا ھو الصحیح کذا فی الذخیرہ ومثلہ فی فتاوی ابن نجیم وھو الصحیح ہو جیسا اپنا حصہ کا اگر ہر دو شریک کا ہو اور بیچا ہو ہر دون اور اسکے اوپر کچھ گزر خلط کی ہو تو میں غیر شرکت سے بیچا بلا اذن جائز نہیں ہے دشخصون نے اور مال اپنے فعل اختیاری سے ہلاک ہو گیہون کو جو سے ملانا اور جیسا کہ عارت اور درخت اور کہنی شرکت کی کذا فی التبیین اور اور رایسان اسکا علاوہ کی تقسیمون فصل میں ہے اور اسکے مانند ابن نجیم کے فتاوی میں ہے مطلب مین خلط مین شرکیون کی قید اسواسطے لگائی کہ اگر ایک شخص خلط کر گیا تو وہ دوسرے کے مال کا مالک ہو جائیگا جنانچہ دیگر شرکت مرسومی اگر کوئی کو کہ خلط اور تخلیط کی صورت مین اور انکی غیر مین کیا فرق ہوا وسکا جواب یہ ہو کہ جب دو شریکون مین ابتدا سے شرکت ہوئی ہو طرح پر کہ دونون نے گیہون کو خرید کیا ہو وقت مین یا الوہر دو انہو گیہون کا دونون مین شرکت ہوا تو ہر شریک کو اپنا حصہ شائع بیچنا شریک سے یا اجنبی سے جائز ہے بخلاف خلط اور تخلیط کے کہ اوسمین ہر سہ وانہ پورا ملک ہی ہو ایک شخص کا اور مین دوسرے کی شرکت نہین ہو جیسا جانچہ غیر شرکت کی بابت ہر چیزا تو اوسکی تسلیم بمقدار نہو گا جنچہ شریک کہ خلط کر کے اپنے اوسکے دون پر بیع موقوف ہوگی اور اگر شریک کی ہلاک ہو جائیگا تو جائز ہے بسبب قدرت علی التسلیم کے جیسے اجارہ مشترکہ کا شریک سے جائز ہے اور خلط ایسا مین شارح نے کہا کہ عارت اور درخت اور زمرہ شرکت مین فصل خلط ہوا اور حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ اوسمین ہر کا موقوف ہونا شریک کے اذن پر ہو جیسا کہ شریک درخت کو اور کیہاڑ سے اور عمارت کے ڈالنے سے ضرر ہو جیسا کہ اذا فی الظہیریۃ ولو ان الحنطۃ کانت لھما فطحن احدھما نصیبہ بغیر اذن صاحبہ بعد قبض الحنطۃ جاز ولیس لصاحبہ ان یاخذ الدقیق ولکن یاخذ مثل حصتہ من الحنطۃ وکذا لو کان الحنطۃ لاجنبی فطحنھا بغیر اذنہ فلیس ل

فخر دار جناحہ شارح نے تناقض کیا ہے پھر یہ کہا کہ مراد اور ہے اور بیان اول کے لائق وہ قول ہے جواز کہ کتب مذہب کے مخالف نہیں ہم بنا اور قرض کی بیع جائز نہیں کہ ذمی الطرفاوی فلذلک بیعہ بالاولی بالاذنیا ولکن ثابت الدار مشترکۃ فتوا ان نہیں شیاء مشترکہ مکروہ کی بیع بلا اذن شریک کہ اگرچہ گھر میں ہم ملنے کے کما مر جائز ہے بیع اور اس کے اور سے طرف دار کہ بیعہا تاما مع احدھما بیعا معینا او نصیبہ من بیت معین فللاخر ان یقبل البیع ایک گھر مشترک ہو دو شریکوں میں ایک شریک نے ایک سیر کی کوٹھری سے بیچا خود دوسرے شریک کو جائز ہے کہ بیچ لے کر دا بیع ہوا اسے کہ بالکل کا حصہ ہم میں متفق نہیں ایسا احتمال سے کہ شاید قسمت کے وقت جسکہ بائع نے بیچا وہ اسکے شریک کے حصے میں پڑے ان اگر اپنا حصہ او نصیبہ کسی غیر کو بیچا جائز ہوا وہ ذی الوقائعات داد کہیں دیعلی بانہ نصیبہ الاخر ھم ان یقبلوا ان باعہ بشرط الخیار او بشرط القلم او الحکیم فاما الاول فلا یجوز لانہ شرط منعدمۃ للمشتری سوا البیع فصار کشرط اجارۃ او قرض او الحجو بشرط الحد من والقطو لان فیہ ضرر اکے شریک الدار کو بیع اور راتمات میں ہے کہ ایک گھر مشترک ہو دو مردوں میں اور ان میں سے ایک نے اپنا حصہ یعنی کوٹھا بیچا تو جائز نہیں ہم اسطے کہ دو رجال سے خالی نہیں کہ یا اور شریک ہم کے ساتھ بشرط ترک کے یعنی جیسا گھر ہے وہ سیاہی جائے یا بیع کی ہو بشرط طبع یا ہم کے بیچی ہو تو جائز نہیں ہم اسطے کہ بائع نے مشتری کی منفعت شرط کی ہو سوائے بیچ کے نہیں ہے مانند شرط اجارہ کے ہوئی بیع میں اور بشرط ہدم اور قلع ہم جائز نہیں ہو سکتا کہ گھر کے گرانے میں اور شریک کا ضرر ہے جسنے اپنا حصہ نہیں بچا ہم بیچا ہم مگر سے فقط عمارت کی بیع مراد ہو خانچہ عادۃ یہ ہم ہوتا ہے اور اگر شریک نے اپنا نام حصہ یعنی عمارت کو ساتھ زمین کے بیچا وہ سے جواز کا کوئی مانع نہیں زمانے الحجی اور اجارہ شرط کر نا ہم میں بطریق عمارت کا حصہ بیچنے کے وقت اوسکی زمین کا اجارہ شرط کر نا تو ہم جائز نہیں ہو سکتا کہ اوخال ایک عقد کا ہو دو عقدین فی القادی اشیاء فیہ ہم احکم نصیبہ مشاعا والاشجار کذا فی النہایۃ اذا ان القلم حتی لا یدخلہا القلم جائز الشراء للمشتری ان یقطع لانہ لیس القطع ضرر اور دوسرا مسئلہ کہ درخت مشترک ہیں ایک تو ہم میں اور ان میں ایک شخص نے اپنا حصہ بیچا اور حالانکہ درختوں کا شاخ زیادہ ہو چکا کہ اپنے شتری اور شریک کو ہم ضرر نہیں کہ اجارہ ہم اور مشترک کو شاخ درست ہو سکتا کہ قسمت میں ضرر نہیں ہم طرفادی سے کہ اگر قطع مشتری بعد تقسیم درست ہو اور جسکے درخت اوس زمین میں فقط کہ مقصود حوالہ ہو یعنی مشتری شاخ اور کہاں ہو اور جن درختوں سے پھل مقصود ہو جاوے اور کہ جسکے درختوں فی النوازل اگر بیچے ہم اشجار تہ بلا ارض بلا اذن فلان کان آوان القطع اجاز البیع کانہ لا یتضرر المشتری بالقیمۃ وان لم یکن قد قسما لتضرر کل واحد منہما بالشیوع ان میں سے کہ ایک شریک نے اپنا حصہ درختوں کا بدوں زمین کے بلا اذن شریک بیچا اگر اوسکے قطع کا وقت ہو تو بیع جائز ہے ہم اور اگر شریک کو ضرر مشتری سے نہ ہو کہ قطع کا وقت ہنوز نہیں ہوا تو بیع فاسد ہے بصیر یہ ہم مشتری کے قسمت سو وہنا باع بناء بلا ارض علی انہ یترک للمشتری فناء کالبیع فاسدۃ عادۃ من الفصل الثلثین من مسائل الشیوع اور النوازل میں ہے کہ ایک شریک نے عمارت بدوں زمین کے بیچی اس طریقہ پر کہ مشتری عمارت کو چھوڑ دی یعنی بستور سابق قائم رکھو تو بیع فاسد ہے کذا فی العمادیۃ مسائل شیوع کی تمہیں فصل سے طحاوی کہا ہے بیچا اور عمارت یا دونوں سطح کو مشتری فاروین مذکور ہوا وہ دسرا اقامت میں والاحتیاط فی ہذا مسئلہ من احوال یکثر وقوعہ الا باذنہ لعدم شیوع الشرکۃ فی کل جزء بخلاف خراجہ وطاحونۃ عندہ فی دابۃ حیث یصح بیعہ حصتہ انفاقا کما یستفاد المحیط فی فتاوا ہم مشترک کی بلا اذن شریک صحیح ہو گا خلاف اوراء سن اولاد کی مشتریہ میں جو بلا منفعت اوسکے حاصل ہوا تو اوسکی بیع جائز نہیں گمراہ ان شریک بسبب شائع ہونے شرکت کی ہر ہر ذرہ زمین میں خلاف اوسکے عام اور یہی اوظاہر الروایۃ ہے جائز مشترک کی ہو سکو کہ اوس میں سوا اپنا حصہ بیچا لائق صحیح ہو جانچہ یہ سکو مشتری نے اپنی فتاوی میں ہم خلاف بلا منفعت کی صورت ہیہ ہو مثلاً کہ تھیلی بہت کہ درہم نکلوے نکلیا بیشک گھوڑا جا تو غلط ہو گیا اور عدم شیوع شرکت عدم جواز بیع کی علت ہو غلط اور خلا کی دونوں صورتیں خانچہ مسائل ماتقدم ہو گی تصویر ہو چکی ثم الظاہر ان التسلیم لیس بشرط لنفاذ البیع بل لزومہ کما ہو المختار عند المشائخ وہو مقتضی ما فی الوجیز البیزازی والمحیط السرخسی من الاشتباہ المشتری اذا قبض المبیع بغیر امر البائع ثم ہلک فی یدہ ہلک بالثمن ولیس للبائع ان یحبسہ لاستیفاء الثمن ولا یرجع بالزیادۃ ان کانت متصلۃ کالسمن والکبر ولا بالمنفصلۃ کالولد والثمر والکسب ولا بالغلۃ ان کان عبدا او دابۃ فتاوی فی الوجیز البزازی ان الاشتباہ المشتری اذا قبض المبیع بغیر امر البائع ثم ہلک فی یدہ ہلک بالثمن ولیس للبائع ان یحبسہ لاستیفاء الثمن ولا یرجع بالزیادۃ ان کانت متصلۃ کالسمن والکبر ولا بالمنفصلۃ کالولد والثمر والکسب ولا بالغلۃ ان کان عبدا او دابۃ

الاشباہ والنظائر میں ہے اور رسالہ ارشد شخص کو نافع ہو جو جہالۃ یا جہالۃ مفضیۃ کو منتفی کرے ھ رسالہ مبارکہ صاحب ہدایہ کی تصنیف ہو کذا فی الہدیۃ ذرۃ اد
الوانی بخش للدار الرشد ایضا فاجعلہ اور دانی بخشی دور عیش و شہد کو بھی بادہ و گیا ظلط اور خلط اور تخلط اور تواد کے طرف رجعت کرو حاشیہ بندگی
کی دیار ہے کا یہ مطلب ہو کہ استثناء و صورت خلط اور تخلط پر مبنی ہو اس واسطے کہ مصنف کو ان تینوں کا استثناء و صورت خلط کو بھی اشارہ کرنا چاہیے
اگر کوئی شخص وارث ہوں یہ بیٹی ہو تو ایک کو اپنا حصہ بیٹی مذکر غیر شریک سے بیچنا جائز نہیں بلا ان شریک کذا فی البحر المحیط و اما الانتفاع بہ فیقسم
شارحہ فہی بیت و حادم و فرض یقسم الکل ان کانت الارض بقدر الزرع و الا لا و اجر خلاف الدابۃ و حمولۃ و غلۃ فی الفصل الثالث و
الثلثین من الغصوب ایا اور فائدہ دینا اور چیز مشترک سو اس کو شریک کی غیبت میں سوبیت اور خادم اور زمین میں تو بالکل مشترک سے منتفع ہو گا زمین کی زیادہ
فائدہ کرتی ہو اور اگر زمین کو غیر مزروعہ رہنے سے کوئی جائز نہیں کرائی الجملہ بخلاف جانور اور اور کے مانند کے اور ہمکاروں ایمان فصولین کی تینتیسویں فصل میں
وھو ھذا کے کہا جانور مشترک پر سوار ہونا اور نیز ان شریک کے ہر اسطے کہ سواری میں تعاون ہو جیسے سوار کا کاری کی سواری ہی جانور کو تکلیف نہیں ہے
ما واقف کی سواری ہی مشقت ہوتی ہے اور علماء نے کہا ہے کہ مشترک لونڈی الگین ان میں ایک شریک کو بیاہ ہے اور دوسرے دن دوسرے کے پاس تو جائز ہے
جامع میں ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ مشترک کو اجارہ دینا جائز ہے بغیر رضا شریک کے اور اسی سے منافع مشترکہ میں جائز ہے بغیر رضا شریک کے
ہیں ان سے کہ اس میں منافع کا تبادل ہے زمان و حیوان اور جہالۃ میں جو منافع مطلقاً باطل نہیں ہوتی موت کو وارد ہوا اور قسم اجارہ اور
عاریت نہیں کہ اور کا بطلان ہو جہالۃ ہی موت سے اور جب ایک شریک طالب قسمت کا ہو تو نفقہ اس کا ہے اور کہا ہے کہ اگر کوئی ایسا عمدہ مکان ہے کہ دو دار قسم اجارہ اور
طلب جائز ہو سوا ہی جہالۃ کے اور جہالۃ دو قسم پر ہو ایک جہالۃ اور ہے جو حمل کی قسمت کرنے سے ہی حاصل ہو اور مختلف مستعمل سے
مختلف نہیں تو قسم صحیح ہو جیسا کہ ایک گھر کے دو حصوں میں مشترک ہو سوا دونوں نے آپس میں یہ قرار دیا کہ ایک یہاں رہے اور بعضوں دوسرا
آسمیں بیان مدت کی کچھ حاجت نہیں ہر شخص کو جائز ہے کہ آپ اسمیں رہے یا اور کسی کو بھیج دے اور اگر آپس میں یہ قرار پایا کہ ایک شخص ایک سال
رہے اور دوسرا پھر دوسرا جائز ہے اور دوسری قسم جہالۃ کی وہ ہے جو اس شے کے منافع میں ہو جو بغیر حمل کی قسمت کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی مگر
اختلاف پذیر نہیں ہوتا کہ دو غلام میں یوں قرار دیا کہ ایک غلام ایک سال کی خدمت کرے اور دوسرا غلام دوسرے مالک کی خدمت کرے اور یہ جائز نہیں
قول پر بسبب جائز ہونے قسمت رقبے کے اور امام اعظم اگرچہ جواز قسمت رقبت کو قائل نہیں لیکن ان کے نزدیک قسمت فی المنافع جائز ہے ہر ایک کو ہر ایک
غیر مختلف ہی جیسری قسم جہالۃ کی وہ ہے جو منافع مختلفہ میں ہو جیسا کہ سواری کے درمیان دو میں یہ بات مقرر ہو کہ ایک یہ ایک شریک سوار ہو اور دوسرے
دوسرا یا دونوں جانور دونوں شریکوں کی سواری میں رہیں تو یہ جہالۃ جائز نہیں بسبب مختلف ہونے منفعت دواب اور اسی طرح ایک سواری پر سواری ہی
سوار ہونا جائز نہیں بخلاف عبد واحد ہو اسطے کہ سوار ہونا مختلف ہو حالانکہ سواری اور خدمت غلام کی مختلف نہیں ہو اسطے کہ غلام اپنے جہاں
خدمت کرتا ہے مالا بطاق کا معین ہوتا اور جانور سوار ہیں ہوتا اور اگر دو شریکوں نے ایک شکل پر ایک گھر میں یہ مقرر کیا کہ ہر شخص ایک جانب کے پھل لیا کرے یا کپڑی یا
ایک ہی کا ایک شخص دو دانے اور دوسرا تین دانے لیا کرے تو یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص ایک جانب کے پھل لیا کرے یا کپڑی یا
دینی مستعد ہے اور پہلا اور دوسرا موجود ہے اور نہیں تو کوئی قسمت ہو سکتی ہے بعد حصول کے علاوہ اسکے اولاد اور البان متفاوت ہیں اور ایمان میں قسمت جائز
ہیں الاجمال کذا فی الظہیریۃ اور خلاصہ میں منصفا اور خلاصہ میں نے کہا فصولین کی فصل مذکور میں کہ مشترک گھر میں ایک شریک اور شریک کی غیبت میں
تو اور حصہ شریک غائب کا کرایہ نہیں اگرچہ وہ گھر اجارہ پر ہو اسطے کہ جہالۃ ہو اسطے کہ مشترک کی ہر جزو شریک کا حبس قرار دیا جاتا ہے ہی جہالۃ کی
ہو اسطے کہ اگر انسان ہو تو ہر شریک کا ہو سکتا ہے اور جہالۃ اور سبب جہالۃ کا منع ہوتا ہے جو منافع مانع ہو منافع مانع کو بالکل باطل ہو جاتا ہے اور علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ اگر ایک شریک
حاضر اپنی ملک میں سکان ہو تا اور سیر کرایہ پر دیتا ہو اسطے کہ وہ تبادل ملک نہیں ہے ذکرہ قاضی خان بقیہ بسبب عقد باطل کالاجارۃ الفاسدۃ وھو معنی قولہم شرکت کی

فصل ثالث

ہے کہ شرکت جو بمعنی اشتراک ہو واقع ہوتی ہے بسبب عقد کے قابل ہونے اور اسلئے وکالت کے درمیان اور ماھیۃ الایجاب القبول دلو من معنی کما لو تم لہ الفاظ قال اشترکنا واتفقنا والتبس بہما اور رکن اور کہا یعنی شرکۃ العقد کی ماہیت ایجاب اور قبول ہی اگرچہ ایجاب اور قبول لفظ ہو بلکہ ہو معنوی جیسا کہ ایک شخص نے دوسرے کو زر اور مال دیا اور کہا کہ تو میرے ساتھ تجارت کر سو ل لے اور نفع ہمارے تمہارے درمیان نصفا نصف ہوگا اور تو دوسرے شخص نے دراہم مذکورہ کو لیا اور اوسنے دراہم اپنے پاس رکھ لئے تو شرکت منعقد ہوگئی کذا فی البدائع وشرط العقل کونہا مفوضۃ اصالۃ فلا تنعقد الا بتفویض کل من المتشارکین الی صاحبہ کا خطاب اور شرکت العقد کی شرط تو ہونا معقود علیہ کا قابل وکالت کے تو صحیح نہیں شرکت اموال میں جب تک کہ ان میں ہر ایک مفوض طرف بعضہ یعنی جس کام کے واسطے شرکت واقع ہوئی ہے اوسمیں ہر ایک قابلیت وکالت کی ہو یعنی اوسکا ہر ایک شریک وکیل ہو کر اوسکے مال کا تاکہ جس چیز کو دونوں شریک حاصل کریں وہ دونوں ہی شریک واقع ہو تو عامل کے واسطے شرکت واقع ہوئی اور اسمیں قابلیت وکالت ہو اسلئے شرط ہوئی تاکہ جس چیز کو دونوں شریک حاصل کریں گے اوسمیں ہر ایک شریک کو وکالت حاصل ہو تو عامل کے واسطے بطریق اصالت کے ہوگی اور شریک کیواسطے بطریق وکالت کے تو یہ بات مہمات میں حاصل ہوتی ہے جیسا کہ خیاطی کی کرنا اور شکار میں ہونا سے کہ تو کہاں اوسمیں یہ تو مہمات کو جو شخص حاصل کرے گا وہی المغنم ہوگا اور کہا ہوگا شریک کذا فی شرح الطحاوی وعدم ما یقتضیہا کشرط ان یکون لاحدھما ثلثا ربح ولاخر ثلثاہ او ان یکون غنم احدھما لہ وغرمہ علیہ وکلمۃ الشرکۃ فی الربح اور شرکت العقد کی دوسری شرط نہ ہونا اوسکا جو عاطفہ ہو شرکت کا چاہیئے شرط کرنا دراہم معینہ کا منفعت سے ایک شریک کیواسطے ہو شرط کہ ممکن ہو کہ کاہی منفعت ہو اوسکے قدر سے کہ ہو اور حالانکہ حکم شرکت کا مشترک فی المنفعت ہو جیسے مثلاً زید اور خالد شریک ہیں تجارت میں اور زید نے ہزار روپیے دیئے اور خالد سے کہا کہ جاؤ تم بازار میں بیچو کرو ہمیشہ ہم بازار تو ہمیشہ طنا جائز ہو اور نہ ہمیشہ شرکت ہو ہمیشہ کہ شاید کبھی دوا چاہا رکہ سوا منفعت ہو نہ ہی و نقار منفعت ہو بے نصیب یا ہلاکی نائہ و نہ ہو افتاد ہی و مالگزاری میں برابر کے سے مقول ہے کہ شرکت العقد کی ہمیشہ ہو کہ نائہ و معلوم القدر ہو سوا گر مجہول القدر ہو گا تو منفعت شرکت کی ہو اور یہ شرط ہی کہ فائدہ و نفع شائع ہونی الجملہ معین ہیں شریک کیواسطے نصف منفعت پورے اتہائی سوا گر اوس سے اوسمیں دو سی تعین ہوگی تو شرکت فاسد ہو جائیگی انتہے وہی اربعۃ مفاوضۃ وعنانا وتقبلا وجوہا وکل من الاخیرات یکون مفاوضۃ وعنانا کما سیجیء اور شرکت العقد جائز ہے ایک مفاوضہ دوسری عنان تیسری تقبل یعنی وجوہ اور کہلی اوسمیں سوا مفاوضہ اور عنان ہیں ہوتی ہے چاہیئے اور گاہے عدم الرائج میں کہ اوسمیں شرکت ہر شریک کیواسطے ہو اس اعتبار سے کہ یا شرکت بالمال ہو یا شرکت بالوجوہ اور ہر ایک اور تسم میں مفاوضہ اور عنان اور یہی تقسیم ہوتی ہے شرکت ملکی اور شرکت عقدی کی اور کہا ہے کہ جانے کہ صاحب کنا صاحب کے شارح کیواسطے ہو کہ اخیرین یعنی تقبل اور وجوہ میں مفاوضہ اور عنان نہیں ہوتی ہے اور عالمگیری میں ہے کہ اوسکی تقسیم بھی ہے اور اوسکی تقسیم بھی ہے ہر ہر من وجہ سے اور ہر ہر اعتبار سے منقسم ہے اور ہر ہر اعتبار سے اوسکی تقسیم جدا جدا ہے اور ہر ایک اوسکا مشتمل ہے اوسی تقسیم پر جو اوسکے ساتھ مخصوص

اپنی مختصر میں تحریر شرائط صحت مفاوضہ کہا ہو کہ دونوں میں مساوات ہو یعنی بالتفصیل کہ اتنی الطحاوی و تقدم وما اخرجہ الدارقطنی فی السنن فی الدین اور بشرط کہ دونوں شریک برابر ہوں یعنی تصرف اور دین میں برابر ہو مسلمان ہونا دونوں کی برابری کو ہم اور اسلام لانے کے حالت کی یعنی جملہ فی الحقوق فی التصرفات کا برابر ہونا ہے اب اور سود کو حرمت کیا اور مسلمان ہونے میں برابر ہونا ضروری نہیں اور شرط مفاوضہ ہونے کے لئے کہ جمیع متبرعات شریک کی ہو قادر ہو اسلئے کہ دو دلیل سے ہم اور شرائین اور ہر سطح مسلم ان دونوں کی غرہ پر ہوتی اور نہیں وتجارۃ اقابوں ان مفہوم اختلاف الباب مع الکراہۃ اور الدر سنت کے مفاوضہ جائز کہا ہو خلاف اسکے کہ ہاتھ ہونے کے ساتھ ہو اسلئے کہ اگر عقد جائز ہو وصف نہیں فلا تفسد مفاوضۃ و ان صح عنانا بین حر وعبد او لو مکاتبا او ماذونا وصبی و بالغ ومسلم و کافر لعدم التساوی الا تو شرکت صحیح نہیں باعتبار مفاوضہ اگرچہ صحیح ہو باعتبار عنان درمیان آزاد اور غلام کے اگرچہ غلام مکاتب ہو یا ماذون اور درمیان صغیر و بالغ کے اور مسلم اور کافر کے بسبب برابر ہونے دونوں کے ہو اسلئے کہ جریان تفاوت تصرف کا مالک ہو اور مفاوضہ اور صغیر بالغ دین کے اور مسلم اور کافر تصرف میں برابر نہیں بخلاف عنان کہ جائز ہے باوجود ان دونوں میں تفاوت ہونے کے لعدم اہلیتہا للکفالۃ والوکالۃ وما ذکر فی الکفالۃ والوکالۃ وما ذکر فی الکفالۃ والوکالۃ وما ذکر فی ال

چنانچہ عوض نہ ملنا وغیرہ اہل نہیں کیونکہ ان الجہالۃ وکذا ان لزم احدھما بجنایۃ یدہ استغرقت قیمتہ فھی علیہ کما لو جنی علی الموہوب لہ الاجنبی او الواہب اور جو دین کہ ایک شریک کو لازم ہوگا بسبب تجارت اور قرض لینے اور غصب اور ان کے علاوہ اتلاف مال کی صورتوں کے دونوں پر لازم ہوگا اور جو دین کہ ایک شریک کو لازم ہوگا اگرچہ ہوا ہو تجارت کے اوزار سے ہو مگر شریک کے اوزار سے نہیں ہوگا لگا کی کہ کفالت بالمال ہو اور جو کہ ایک پر بدن کا لازم نہیں چنانچہ کفالت بنفس وہ بالمال جائز ہے اور جو دین کہ ایک پر لازم ہوا ہو بسبب کفالت بالمال کے تو نہیں لازم ہوگا دوسرے پر مگر اس صورت میں کہ دوسرا بھی کفیل ہو اس کا بالنفس یا بالمال اور جو دین کہ ایک پر لازم ہوا ہو بسبب ضمان کے نہیں لازم ہوگا دوسرے پر مگر اس صورت میں کہ دوسرا بھی ضامن

عرض کو نصف عرض سے بیچکر لایا تو شرکت ہوجائیگی دونوں کے اسباب برابر ہوں قیمت میں اور اگر قیمت میں تفاوت ہو اول کو کم قیمت والا اور دوسرا سبب بیچ کر جس سے شرکت ہوجاتی کرایہ اصح ابن کمال نے مصنف کا مدعا یہ حمل کیا کہ نصف عرض شریک سے بیچ کر ہی اتفاقی ہے ہو شرکت کے اسباب کی نہ ہو قیمت ہی اور دوسرے کے اسباب کی وہ نہ ہو قیمت ہی جو صاحب مال اپنے سبب کی دوسرا یعنی دوسرے کے اسباب کے بیچکر ہو تو تمام مال دونوں میں تین تہائی ہوجائیگا دو ثلث صاحب اکثر کے اور ایک ثلث صاحب قل کا ہوجائیگا دونوں شخص شرکت کو مستقر کرین دونوں میں نقد مکایہ کو ہوگی کذا فی البحر اور جسقدر دوسرے کا اسباب زیادہ ہو بیچا گیا وہ بھی شرکت نہیں ہوسکتے کہ کل اسباب بطل شرکت نہیں اور نصف عرض کی قید اتفاقی ہے قصدی نہا مفاد ومفاد اور عنان دونوں کو شامل ہے ہوسکتے کہ مفاد وضہ میں شاوی شرط ہو نہ عنان میں کذا فی الملتقط اوی لا نصف مال غائب الا دون مفاوضۃ کانت او عنانا لانعدام المقضی علی موجب الشرکۃ اور شرکت صحیح نہیں نہ مال اول اور دوسرے خواہ شرکت مفاوضہ ہو یا عنان اپنے اپنے کو موجب شرکت یعنی دونوں مال یا اکثر اگر ہر ہوا دونوں نصف نصف کا ہو یا متفاوت ہو ہر شبیکے اتفاقی سے بقل کیونکہ عقد کے وقت مال کا ہونا شرکت کی شرط تھی نہ بقاء کی چونکہ شرط بقاء ہلاک حکمی پر قیاس کیا گیا ہے اور اتفاقی پر نہیں کذا فی الکافی اور شرکت عنان بالکل نہ ہوگی اور نہ حصہ میں ہر ایک کا مال غائب ہو یا حاضر اور نہ دونوں کا غائب ہو یا حاضر اور نہ حصہ میں ایک کا حاضر اور دوسرے کا

مطلق نہیں کہا جاتا نہ اسکے شرکت بمعنی تصرف ہونے سے شرکت ملاک کہ وہ جسم ہے جملہ شرکاء کا جمعیۃ منافع ان میں سے کسی نفسہ ای مع قطع تعالی الشرکۃ ولا اما اشراء الخاصۃ لانہ لا یصیر مستدیناً علی مال الشرکۃ بالاذن بخلاف شرکۃ الملک بشرکت مشتری قبضہ بھی اسے شرکت نہیں ہوتا مگر نصف مشتری نے نصف اول کی ہوا ہو والی مال سے یعنی اجرہ والی مال سے مال شرکت کا نقد باقی نہیں ہوا کہ اس جملہ اعیان اور اسکے حکم ہو گا ہی تو فرید کرا مشتری ہی کے واسطے مخصوص ہو گا نہ شرکت بلکہ خریدی خریدی کرنے والا شرکت مال پر بدلا اذن شرکت کرنے والے جو ہم ضامنہ ہے گر ایک شرکت نہ کوئی چیز خریدی اور شرکت کا مال نقد موجود ہو تو شرکت ہو جائے بقدر ہونے کے اور اگر نقد نہ ہوا تو نہیں گیہوں ہے اور خاص شرکت ہوا اور مشتری نے دراہم یا زنانیر ادا کر دیا وغیرہ کی تو نہیں ہے فقط مشتری ہی کے واسطے مخصوص ہے ہو گا کہ اگر مشتری کے ہو تو لازم آوے گا دوسرے شرکت کے مال پر قرض کیا اور حالانکہ شرکت عنان میں ایسا نہیں کہ ذاتی الجوہر الخلط وتبطل الشرکۃ قبل المال او احدھما قبل الشراء وبعد الھلاک علی الملک قبل الخلط وعلیھما بعدہ ان ھلک کل المال او بعضہ قبل شراء احدھما او بعدہ وھلک بعد المال الخ ہر ایک کا مال نہیں ہوا ایک کا مال ہو گیا قبل اسکے خرید کرنے کے پھر بیچ خریدہ ہوئی مشترک کے ہو گا اور اگر ایک شریک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور بعد خریدنے کے دوسرے شریک کا مال ہلاک ہو گیا قبل اسکے خرید کرنے کے پھر بیچ خریدہ ہوئی مشترک کے ہو گا دونوں میں نسبت عدد ہونے کی شرط کے اور شریک مشتری اپنے شریک سے بیچ لیوے اسکے حصے کے مالک ہونے سے پہلے اور شرکت کی خرید کی وجہ سے اور اگر ایک شریک نے کوئی چیز خریدی اپنے مال سے اور دوسرے شریک ن

کرتے ہیں اور فقہا کا اس قول سے کہ شرکت فاسدہ نہیں ہوتی شرط فاسدہ صاحب بحر اور مصنف سے سمجھے ہیں کہ شرط تعین راس کی باطل ہے نہ شرکت تو خوب توضیح فرمادی ولکن الرجوع علی قدر المال اور یہ جو لکھا تعین قدر مال کے لیے اور صورت شرط راس مال ہمیشہ ہر شرکت کو نوع مقدار مال کے ملنگا ہوا سطح کہ شرکت فاسدہ کا بھی حکم ہو دیکھ لکل من شرکائی المفاوضۃ والعنان ان یتجر لہ الخ اور شریک کو عنان اور مفاوضہ کے دوسرے شریکوں کو جائز ہے کہ وکیل کر دے شریک کو کہ وہ تجارت کرے مال کی حفاظت کرے یہ ہوا سطے کہ یہ ہمارے دکی عادت ہے ویضمر اذی یدفع المال بضاعۃ فان کیفیۃ الدفع تدل علی الاذن اور شریک کو جائز ہے کہ مال کو بطریق بضاعت کے یعنی تمام نفع صاحب مال کے واسطے مشروط ہونے عامل کے اور ہم طحطاوی کی بضاعت سے سمجھے ہوئے ہیں اور باعتبار دفع کے مانع ہے شرکت کو کذا فی الخلاصہ وفی الذخیرۃ وان شرکۃ المفاوضۃ والعنان جائز ہے شریک کو کہ وہ اثمت کرے اور عنان ہی اور مال کو بطریق مضاربت کے دوسرے ہوا سطے کہ مضاربت شرکت کو کرے تو شرکت ہوگی مضاربت سے دبقول احسنہا یلیہ وشرط الربح لہما فی المفاوضۃ والعنان علی قدر المالین الاخیر صحیح ہے یعنی اگر شریک کو کہ شخص غیر کو بیع اور شرکا کو کیل کرے اور اگر شریک کو دوسرا شریک مفاوض منکر ہو تو کیل سے تو اور مکاتب کو جائز ہے کذا فی البحر مقید مفاوض کی اتفاقی ہے سوا سطے کہ ہر شریک کی نہی صحیح کرنے الخطاوی عن الجوہرۃ وبہ یفتی اخذا ان خلاصہ اور جائز ہے ہم کرانا شریک کا عنان کو بغیر راس المال کے کذا فی الخلاصہ یعنی بعوض قلیل یا بغیر یہ ہم جائز ہے دبقلیل لا بکثیر لانہ تجارۃ اور جائز ہے بیع قلیل اور اجارہ کذلک الزیلعی ویساوی المال لہ حملا علی الاکثر اھ والصحیح خلافہ وقیل ان لہ حملا فعلی الاکثر اھ کذا فی الظہیریۃ اور جائز ہے ہر شریک کو سفر میں لیجانا المال کو خواہ اوسکے واسطے ہو یا حمل ہو یا نہو یہی قول صحیح ہے بخلاف شباہ اور بعضوں نے کہا کہ اگر مال کے واسطے ہو تو شریک ہر نہیں ہوتا اور الا ہوتا ہے کذا فی الظہیریۃ ہم تنشیر الاحمل لہیں میں خیال نہ ہے بعضوں نے کہا اور محمول علی الاکثر اور بعضوں نے کہا جو اب کذا فی جامع الفصولین خلاصہ یہ ہے کہ سفر قلیل خلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مطلقاً منع جائز ہے سوا سطح کہ اذن نصرف کا بمقتضائے شرکت ثابت ہوا اور شرکت ہی الاطلاق صادر ہوئی اور حالانکہ علی الاطلاق ہر جائز نہیں ہوتا ہے مگر یہ لیس ومعتاد السفر کذا فی امن راس المال ان لم یجحف خلاصہ اور خرچ سفر اور کرایہ کا راس المال سے متعلق ہوگا گر شرط ہو تجارت میں کذا فی الخلاصہ ہم عالمگیری میں ہے مفوض ہے کہ شریک کا نفقہ اوسکی ذات اور طعام اور حمالی کا راس المال میں سے ہوا اور اگر نفع حاصل ہوا ہو تو اوسی حصہ سے جو مالک الشراب الشرکۃ الا باذن شریکہ یعنی جو مالک نہیں شراب کو شریک کرسکتا ہے کیونکہ اگر اوسنے شریک کی اجازت سے کذا فی الہدایہ اور اگر مال کا نہ ہو ہم اسطے شریک نہیں کرسکتا کہ شی اپنی برابر اپنی چیز کی متضمن نہیں ہوتی بلکہ کرتی کذا فی الہدایہ ولا یکفلون ھؤلاء عن فی من جنایۃ ان ہو مالک نہیں شریک اوسکا گرا سے شریک کا اوس پر جو راس المال ہی عائد ہو موجب ان میں ہم یعنی شریک ان کی چیز پر ان لی اور بعضوں اوسکی قیمت کی چیز شریک کی تو جائز ہوا اور سیجے ہیں جائز نہیں لا ہو مرتہن ولا ہو ولایت معہ کذا فی الہدایہ اعطاہ ذی عن البحر والزیلعی ویضمنہ فیہ اقرارہ بالرہن لا کان مراسلہ اور ہوتے ہیں یعنی جب کہ راہن وہی عاقد ہو اور ہو صحیح ہو اور اوسنے اقرار رہن اور راہن کا کذا فی الہدایہ ولا الکتابۃ والاذن بالتجارۃ وتزویج الامۃ وہذا اذا کفلہ لی عیالہ اما لو کفل عن غیرہ فلہ ذلک اور مالک نہیں شریک غلام مکاتب کرسکتا اور اوسکو تجارت کی اذن دے سکتا اور اوسکو نہ ملتی سکے کرسکتا ہے اور اوسکو ہبہ سب جو ذکر ہوا ہو قت پر جو ہب کہ وہ شریک عنان ہو اور شریک مفاوض کو تو یہ سب کچھ جائز ہے دلی فاوض ان یاذن شریکہ بالاستعقال ما یشاء من التجارۃ اور اگر شریک مفاوض کو شریک مفاوض بنادے اگر بہا ہو شریک کے اذن سے ہو تو جائز ہے اور نہیں تو شرکت عنان منعقد ہو جائیگی کذا فی البحر اور عنان کرے ہے مفاوض سے اور بھی اپنی کمتری منعقد ہوتی ہے ولا یجمع زلمفاوض عنانین ومفاوضۃ ترویجہم العبد ولا الاعتاق الی علی مال اور جائز نہیں موقوف شریکوں کو عنان اور مفاوضہ میں نہ بیع غلام کی اور نہ اوسکی آزاد کرنا جائز ہے اگرچہ عتاق بعوض مال کے ولا الصلح عن دم العمد اھ الی ہنا وجد تہ فلو بیع فی حصۃ شریکہ وجاز فی حصۃ ونقد ثمنہ شریکوں کو ہبہ کیا جائز ہے یعنی کپڑا اور اوسنے نہ کہا کہ اجازت

اور ویسا ہی لینا دین جو مرجع ہو قرض میں کرنا فی البزازیہ واذا قال لہ اعمل برأیک فلہ کل التجارۃ الا القرض والھبۃ الخ اور بزازیہ میں ہے جب کہ ایک شریک نے دوسرے کو کہا کہ عمل کرو اپنی تجویز کے موافق تو اور سب کو اس مال سے ہر تجارت جائز ہوگی سوائے قرض دینے اور ہبہ کرنے کے یعنی اس مال سے سفر اور ہبہ اور سفر اور عیال اور ترکے کے مال سے شرکت کرنا جائز نہیں مگر قرض دینے کو اور کذا اکل ما کان الا قلیلا او کان علیک المال بغیر عوض لان الشرکۃ وضعت لاسترباح وھذا یعیہ وما لیس کذلک لا یتضمنہ عقدھا اور شریف قرض کے اندر جس میں مال ضائع ہونا ہو علیک مال ہونے ہوتے ہیں بسبب اس کے کہ شرکت موضوع ہی واسطے طلب منفعت اور ایداع ہم منفعت کے اور جو کام ایسا نہیں ہے کہ ضمنا اس میں داخل ہو یہ عقد اس کو متضمن نہیں ہوتا ہے ولا یصح ایداع ولا مضاربۃ ولا شرکۃ ولا وکالۃ ولا وصیۃ بہ لانہ لا یملک الایداع ولا المضاربۃ ولا الشرکۃ ولا الوکالۃ ولا الوصیۃ الا من یملک التصرف فی مالہ بنفسہ وھذا ھو الضابط فی ھذا الباب کما فی الھدایۃ وشروحھا اور صحیح نہیں ہے شریک مفاوض کو یہ کہ اس نے شریک مفاوض کو یا وکیل کیا ہو یا وصی کیا ہو یا مضارب کیا ہو یا شریک کیا ہو یا وکیل کیا ہو یا وصی کیا ہو اس میں مگر جس کو کہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا مالک ہو اور یہ ضابطہ ہے اس باب میں جیسا کہ ہدایہ اور اس کی شروح میں ہے ویصح ایداع المفاوض والعنان ومضاربتھما وشرکتھما ووکالتھما ووصایتھما لانھما یملکان التصرف فی مال کل منھما بنفسہ فیملکان توکیل غیرہ بہ ولانہ اذا ملک التصرف لنفسہ ملک توکیل غیرہ بہ لان الوکالۃ تجارۃ وکذا الشرکۃ والمضاربۃ ولانہ اذا ملک التصرف لنفسہ ملک ایداعہ لان الایداع توکیل بالحفظ ولا یصح ایداع المفاوض والعنان ومضاربتھما وشرکتھما ووکالتھما ووصایتھما لانھما لا یملکان التصرف فی مال کل منھما بنفسہ فلا یملکان توکیل غیرہ بہ ولانہ اذا لم یملک التصرف لنفسہ لم یملک توکیل غیرہ بہ لان الوکالۃ تجارۃ وکذا الشرکۃ والمضاربۃ ولانہ اذا لم یملک التصرف لنفسہ لم یملک ایداعہ لان الایداع توکیل بالحفظ اور صحیح نہیں ہے ایداع کرنا مفاوض اور عنان کا اور مضاربت کرنا ان دونوں کا اور شرکت کرنا ان دونوں کا اور وکالت کرنا ان دونوں کا اور وصیت کرنا ان دونوں کا اس لئے کہ یہ دونوں مالک نہیں ہیں تصرف کے مال دوسرے کے بسبب اس کے اور جو مالک نہ ہو تصرف کا اپنے مال میں تو مالک نہیں ہوتا ہے اس کے کہ اپنے غیر کو اس مال میں تصرف کا وکیل کرے اور اس لئے کہ وکالت تجارت ہے اور کذا شرکت اور مضاربت اور اس لئے کہ جو مالک نہ ہو تصرف کا اپنے مال میں تو مالک نہیں ہوتا ہے اس کے کہ اپنے غیر کو اس مال کا امین کرے اور اس لئے کہ امانت توکیل ہے حفاظت کا ولا یصح توکیل الصبی والمحجور والمعتوہ والنائم والمغمی علیہ والمجنون والاعمی والاخرس والاصم والاقلف والخنثی المشکل والمرتد والحربی المستأمن والذمی والمکاتب والعبد المحجور والمریض والمرأۃ والمدبر وام الولد والمعتق بعضہ والمعتق الی سنین والمعتق علی خدمۃ انسان اور صحیح نہیں ہے توکیل کرنا نابالغ کا اور دیوانہ کا اور بیہوش کا اور سونے والے کا اور بیہوش کا اور مجنون کا اور اندھے کا اور گونگے کا اور بہرے کا اور نامرد کا اور خنثی مشکل کا اور مرتد کا اور حربی مستامن کا اور ذمی کا اور مکاتب کا اور غلام محجور کا اور مریض کا اور عورت کا اور مدبر کا اور ام ولد کا اور معتق بعض کا اور معتق الی سنین کا اور معتق علی خدمۃ انسان کا لان الوکالۃ تصرف فی مال الغیر بالاذن والصبی والمحجور والمعتوہ والنائم والمغمی علیہ والمجنون لیسوا باھلین لھذا التصرف لانہ یعتمد العقل والاعمی والاخرس والاصم والاقلف والخنثی المشکل والمرتد والحربی المستأمن والذمی والمکاتب والعبد المحجور والمریض والمرأۃ والمدبر وام الولد والمعتق بعضہ والمعتق الی سنین والمعتق علی خدمۃ انسان لیسوا باھلین لھذا التصرف لانہ یعتمد العقل والاھلیۃ

فلہ نصف حاصل بینہما لان الاول بمالہ وعن البدیع بینہما ولم یتعرضوا لما اذا اجاز ذلک بمال احدہما ہل یکون متبرعا او لا والظاہر انہ لیس بمتبرع لانہ واقع ہو وبہ یحصل ما ہو المقصود من الشرکۃ فیرجع بنصف ما اشتراہ بمالہ وبنصف ما اشتراہ بمال صاحبہ لانہ ملکہ بالاجازۃ وان کان الشراء لہ فی الظاہر ولو اشتری بالمالین شیئا فہلک احدہما قبل الشراء ہلک من مال الذی ہلک مالہ ولو ہلک بعد الشراء ہلک من مالہ وحدہ ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

ولو اشتری بالمالین شیئا فضاع احدہما قبل الشراء ضاع من مالہ وحدہ ولو ضاع بعد الشراء ضاع من مالہ ومن مال صاحبہ لان الشراء لہ فی الظاہر

صنعت مال ہو خواہ مال کا ہو خواہ دین ہو خواہ تقویم پر ہو یعنی عمل قبیل کی تقویم مال کے قبیل پر ہو چنانچہ ایک شخص کی مزدوری سے زیادہ دوسرے کی مزدوری ہو تو اس شرکت کی وجہ کر اجیروں کے اور زیادہ اجرت کے مستحق نہیں ہوں گے کذا فی الزیلعی وکل ما تقبل احدھما یلزم ما تحمل علی ھذا الاصل لان کل واحد منھما باقبالہ علی ان یتقبل الآخر فقد رضی بالتزام ما التزم بہ الآخر وھذا ای احدھما ای الاصل ھذا ای ھذا الاصل لان کل واحد منھما باقبالہ علی ان یتقبل الآخر فقد رضی بالتزام ما التزم بہ الآخر وھذا ای احدھما ای الاصل ھذا ای ھذا الاصل اور جس کام کو ایک شریک قبول کرلیگا خود دوسرا شریک بھی اس کام کا ضامن ہوگا کذا فی الزیلعی اور یہی اس کا مطلب ہے کہ ہر ایک شریک دوسرے کا وکیل ہے اور ہر ایک شریک دوسرے کا مطلب کر لیگا اور ہر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہوگا مگر وزنی کام کا ضامن ہوگا اور ہلکے کام کا ضامن نہیں ہوگا اور یہ بھی اسی کا مطلب ہے کہ ہر ایک شریک دوسرے کا کفیل ہے اور ہر ایک شریک دوسرے کا کفیل ہے اور ہر ایک شریک دوسرے کا کفیل ہے اور

ہیں زیادہ نفع شرط کرنا گیا تو شرط باطل ہے تو نفع دونوں میں لقمان خان کے ہوگا پھر اگر ایک چہارم اور اگر عمر کی اور شخص مثلاً نصف نصف کا ضامن ہوا اور ایک ہزار شریک نے نصف سے زیادہ دو ثلث نفع شرط کرایا تو یہ نفع اور گھاٹا جو ہوا کسی کا ضامن کسی پر نہیں لیا جائے گا نہیں کذا فی الطحطاوی حاشیہ الدر المختار الا بالاستیفاء الدرر الا بالاحداث ثلث مال اور علمی اور تقبل مال اور رہے کے نفع کا استحقاق نہیں ہوتا مگر بسبب ایک کے تین چوتھائی دونوں سے مال سوی کرا

فصل

یا قبول کرے سو مال سوی نفع حاصل ہوا جانبا جو صاحب مال کو حاصل ہوا تو ہوا مضاربت میں اور عمل سے نفع ہوتا جانبا جو مضارب کو ہوا تو ہوا اور قبول کرنے سے نفع ہوتا جانبا جو ایک شخص دوکان پر بیٹھا ہے اور لوگ اسکو سودے لیکر آتے ہیں اور وہ اپنی شریک سے کام کرواتا ہے تو نصف اجرت کا وہ حق دار ہے بقبول اور ضمان کے ان تین چیزوں کے سوا نفع لینا درست نہیں کذا فی الطحطاوی **فصل** فی الشرکۃ الفاسدۃ یہ فصل بھی پہلی فصل کے احکام میں شرکت فاسدہ کے جو صحیح ہے شرکت کی شرط کو پورا کرے کوئی شرط نہ ہو کذا فی المحیط **اختلفوا** فی اصطلاحہم **اختلفوا** فی اصطلاحہم **استیفاء** دستاویز **اثبات** کا حتیاط **تمام** مرمن **مال** اور **طلب** معین **من** کذا **ذکرہ** الخ جو **من** طلب **مباح** اشتغلہ **الوکالۃ** و **التوکیل** فی **الخصومۃ** **المباح** لا یصح صحیح نہیں شرکت سباح کی اور گھاس اور پرانی لینا اور شکار کرنے اور ابتدائی مباحات میں جنانچہ مچھلی کا جانا پانی اور کنز اور اینٹ کا پکا ہوا سبز مٹی سے بسبب متضمن ہونے شرکت کے اور وکالت کو اور حالانکہ مباح چیز کے لینے میں وکیل کرنا صحیح نہیں ہم شرکت بلا مال کو حاصل نہیں ہوا سطے کہ سوکل مباح میں اور ابتدائی مباحات میں تو کیل عبارت اثبات ولایت تصرف سے اور چیز میں جسمیں کل کا تصرف ثابت ہو سو یہاں جسکی وضع نہیں آدمی ہو اور کاندہ دلو نکوشامل ہے تو اگر شارع تعدد مباحات میں طلب معین وکیل نہ جانتا تو اسی قدر میں کہ ایک شخص اسکو مباح کہ کنز باطنی لفظ ہو مباح اور اگر ہتی اور کنکر ملوک ہوں اور شخص ان کو خرید کر کے اپنے اوپر کفارہ اور جرمانہ کا گرفتار ہو تو جائز ہے یعنی نے کہا ہم شریک ہوئے ہیں اور اس قدر میں کہا کہ ہر شریک کو اختیار ہے کہ اپنے اوپر جتنی

فاسد ہو اور حاصل کیا اس پر شرکت ہو اور اسی پر علیحدگی ہو جرت مثل سے وہ لی ہو بیع علیہا الکتاب اجر مثل اللہ الاجر ولی الاجر علیہا بعقل وللاجر بعیر ہو اجر مثلہ علی مثل اجر العقل والبعد فرما اور اگر ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا تا وہ اوسکے اوپر کچھ اور کرے جیسے گیہوں لاد کر پیسنے کیلئے مالک کو اور دوسرے کو جائز ہی جرت مثل لیگی اور اگر ایک شخص کا چرخہ ہے اور دوسرے کا اون تو ابرت دونوں میں منقسم ہوگی اجرا رائٹ کی اجرت کی اسلئے کہ ابی النوم صاحب نے کہا ہمارے اسطے شرکت فاسدہ کے جائز ہی کی مقدار مال شرکت ہونیکی لیاقت نہیں کہتی وبقبل الشرکۃ الی قدر العقد وفی احدھما علیہا الاخر الا الا انہ عن الحسنی اور باطل ہو جاتی ہی شرکت یعنی شرکت العقد ایک شریک سے دوسرے شریک نے اوسکی معلوم ہی ہو یہ ہمارے اسطے کہ موت عزل حکم ہے تو علم اور سمین شرط نہیں موت سے شرکت باطل ہوتی ہی اگر چہ موت حقیقی نہ ہو حکمی ہو جیسے لحاق مرتد اور موت سے وکالت باطل ہو جاتی ہی کذا فی الخ وان حکما بان قیس بالحاقا ہو ردۃ امت سے شرکت باطل ہوتی ہی اگر چہ موت حقیقی نہ ہو حکمی ہو جیسے لحاق مرتد اور موت سے حقوق اور الزوجیہ بر حالت ارتداد ہیں قاضی کا حکم ہو گیا ہو دتبطل ایضا بالجنون ولو یقولہ لا اجعل مالک فی یدہ شرکت کی بنا پر اور شرکت باطل ہوتی ہی شرکت کی بنا پر اور اگر جنون کے کم میں خبر سے ناقہ کام نہیں کر سکا ذا فی الخ وصحح احدھما ولو قال ان عاد فنحن علی الشرکۃ الاولی فعاد فالذی یظہر ان شرکت باطل ہو جاتی ہو ایک شریک کو فسخ کر ڈالے اگر مال شرکت عروض ہو نقد تو جائز ہی فسخ نہیں ہو سکتا کہ فسخ کرنے سے نفع میں کمی ہو اور بیع تولیہ جائز ہی کذا فی البزازیہ بخلاف رہنی کے کہ لاسکتا ہے کہا ہو جب مال عروض ہو تو فسخ جائز نہیں ویتوقف علی العلم الآخر کما نقل فی الخانیہ اور فسخ شرکت موقوف ہی دوسرے شریک کے علم پر ہو اسلئے کہ یہ عزل امینی ہے یعنی علم طرفین کے ہو تا ہے تو ہر طرف سے علیحدہ ہو جاتا ہے یعنی فسخ انکاری اور فسخ عدم رضا کا فسخ فسخ ہو جیسے فسخ بیع بخلاف ما اذا باع الوکیل الشرکۃ بنقد ان الوکیل یتصرف فی الحال ولیس لہ ان یتصرف فی الثمن بعد الفسخ لانہ یتصرف فی ملک الغیر بغیر اذنہ کذا فی الخانیہ اور شرکت باطل ہوتی ہو شریک کے جنون سے یعنی جنون مطبق ہو جیسے فسخ شرکت کے بعد کہ فسخ عامل کے وسطہ سے ہے لیکن وہ خبر دار کر دی جنون کے مال کی صنعت کر کذا فی الذخیرہ فہو کالموت فلہذا لم یشترط فسخ ہو یہاں حکم نہیں ظاہر ہی جنون اور اطباق جنون کی مدت ایک ہفتہ ہی ماہ ہو ہفتہ علی اختلاف القولین کذا فی الظہیریہ اور اگر ہو ہفتہ سے کم ہو تو ان کان الاخر یعبر ان ذہ فان اذن لہ ولی ذا فعا وان لم یعلم حتی تصرف صاحبہ نقدا او نسیئۃ او تقاضا او دینہ بالزیادۃ او رد ذکرہ وہو ایک شریک دوسرے شریک کا مال کی بدون اوسکے اذن کے برابر کسی شریک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دی کا اذن دیا ہو دونوں ساجھی زکوۃ دی یا تقسیم اور تاخیر معلوم نہیں تو ہر شریک حصہ شریک کا ضامن دیا ہو اور دونوں یا ہو کر اگر ایسی زیادتی کی ہے کہ شرکت منفاوت ہو جاتی ہو شرکت عنان میں دونوں کا مال برابر ہو تب تو ہا ہو کر اگر ایسی اور اگر شرکت عنان جو حصہ میں دونوں مال کر دونوں کو ہو ان تو زیادہ مال والا استقرار زیادت کو شریک ضمان ہوگا وان ادی ما کان الضمان علی الثانی علیہ ادا ادی ما کان علیہ ادا ادی الکل او الثانی او الثانی ادی الکل او الثانی ادی ما کان علیہ الثانی ادی ما کان علیہ الثانی ادی ما کان علیہ

اگر ہر تو وہ لونڈی اوسکی ملک خاص ہوگی نہ شرکت کی صفت محلوک مشتری ہوگی اسواسطے کہ وطی کے واسطے خرید کا اذن دینا بہ کا متضمن ہے سو ہو چکا کہ وطی حلال ہونیکا کوئی طریقہ نہیں سوائے بیع بہ بطریق حرام ہونے مشترک کے اور بیشک کی وطی کے اور بیشک کے اوس امر میں جسمیں شفیع نہیں ہوسکتی جائز ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ اگر شریک مشتری کو نصف نیمت دیتا لازم ہے وَلِلْبَائِعِ وَالْمُسْتَحِقِّ اَخْذُ اَیِّ شِئْتَ شِئْتَ وَعُهْدَتُهُ عَلَی الْمَشْتَرِیْ الْمَقْبُوْضِ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اور لونڈی سے وطی اور مستغل کو جائز ہے اور اوسکا مہر مثل اوسپر واجب ہے بسبب متضمن ہونے مشارکت کے ضمانت کے مہر بیان اسکے اور نشر میں ہے یعنی بائع مشترک ہر قیمت اوسکی لیسکتا ہے اور مستحق ہر مثل وہ من اشتری عبدًا مثلاً فقال له اخترک فی نصفه فقال قبلت ان قبل البعض لم یصر کله وان بقی کله صح وکان شریکه بنصف الثمن وان لم یعلم حتی هلک عند العلم به او حدث مثلاً ایک غلام خرید کیا تو مثلاً ایک شخص نے اوسکو کہا کہ میں نے تجھکو شریک کرلیے مشتری نے کہا کہ میں نے پورے پر کام کیا یعنی شریک کیا اگر یہ قول قبل قبض کے ہے تو صحیح نہیں اور اگر بعد قبض کے ہے تو صحیح ہے اور اوسکو نصف قیمت لازم ہے اور اگر دوسرے کو قیمت معلوم نہیں تو وہ مختار ہے قیمت معلوم ہونیکے وقت چاہے لے جاوے بغیر قبض کے شرکت نہ ہوگی اور بعد قبض کے ہم متقول ہے قبل القبض جائز نہیں اور قول اشترنی فیه فقال نعم ولم یقبضه حتی قال مثله واجبت یتم فان کان القائل عالمًا بمشارکة الاول فله ربحه وان لم یعلم فله نصف ربحه وان هلک المبیع فی ید البائع هلک علیهما بحصتهما ولو هلک بعد ما قبضه المشتری هلک علی الاول وان کان المبیع مشترکا بینهما فقال احدهما لصاحبه اشرکتک فیه فقال نعم ولم یقبضه حتی قال مثله واجبت یتم فان کان القائل عالمًا بمشارکة الاول فله ربحه وان لم یعلم فله نصف ربحه وان هلک المبیع فی ید البائع هلک علیهما بحصتهما ولو هلک بعد ما قبضه المشتری هلک علی الاول وان کان المبیع مشترکا بینهما فقال احدهما لصاحبه اشرکتک فیه اور اگر یہ شخص نے کہا کہ میں نے تجھکو شریک کرلیے مشتری نے کہا ہاں تو بیشک شریک ہوگیا اگر یہ قول قبل قبض کے ہے تو وہ جو تھا ہی کا مالک ہوا اور اگر بعد قبض کے ہے تو اوسکو شرکت کا اختیار ہے اور اگر دوسرے کو قیمت معلوم نہیں تو وہ مختار ہے قیمت معلوم ہونیکے وقت چاہے لے جاوے بغیر قبض کے شرکت نہ ہوگی اور بعد قبض کے ہم متقول ہے قبل القبض جائز نہیں اور قول اشترنی فیه فقال نعم ولم یقبضه حتی قال مثله واجبت یتم فان کان القائل عالمًا بمشارکة الاول فله ربحه وان لم یعلم فله نصف ربحه وان هلک المبیع فی ید البائع هلک علیهما بحصتهما ولو هلک بعد ما قبضه المشتری هلک علی الاول وان کان المبیع مشترکا بینهما فقال احدهما لصاحبه اشرکتک

ساجت نہیں مگر اگر مالکوں نے ثمرہ دیدیا ہو اور ضرر لحق بقطعہ فدیہ کے حلیف فقط ضرر لوگوں کو نہیں مگر اگر مالکوں نے ثمرہ دیدیا ہو اور اسکا باغ غیر کیلئے ہو اور اسکی قیمت تین سو ایک شخص کو دی حفاظت کے واسطے سو اس مال کو کوئی مین گاڑ دیا ہو تلاش کیا تو مال پایا تو اوس سے فقط قیمت لیجائیگی یعنی ضمان اور تین سو نہیں کرے وہ ہیں ہے ذہ لاخر ہ اگر قرضہ نعمہ وعقد الشرکۃ فی الکل فشرط متیۃ فطالب المال حصہ ہ ان یبیع فابی ہذکر المتلم یقعیۃ الوقت المکتمن دسکے کو کہ یہاں بالنصف اوسکو وعدہ دار اور کل مال میں شرکت مشترک کی سو دو سے شخص نے تجارت کی کاہ باغ خریدا کیں ہوا اس کے مالک نے اپنا حصہ طلب کیا یہاں تک اوس نے اوسکو قیمت ادا کردی اور مال بکنے اور نقد حاصل ہونے کے بعد ہر قرضہ کے واسطے فی المال کی قیمت لیوے فی الحال کی قیمت لیوے فریدنے کی موجب تہمت ہاسا علی ابتدا فی الطریق منعطفت فاکدی احصا بعینیا لا حرجوا من مالک المتاع الفضہ بہ حجتہ ہ فیہ شخص کا باغ ہے شرکت ایک ہاتھ دو تہائی میں دوسرا لوگ اوس شریک کو دوسرے شریک کی غیبت میں ہر دو بار خلاف کرکے اوس سے بیچا اور انفاق کے عوض تو اوسکو شریک سو دے اور اسکے حصے کو ہر ہے کہ اوس کی قیمت دیدے قال البیطار ان لا یکاد من تیہا فاکوہا فاضا عرض لہ فمن ایک جانور شرکت میں ہے جانور تو دونوں کی ایک ہی ہے اور اوس میں سے ضائع ہوا اور اوس کی قیمت دیدی اور دوسرے شریک کی غیبت میں ہر دو بار ہلاک ہو گیا تو ضامن نہیں کذا فی البحر الرائق اور تین سکہ اسکے ہاتھ میں ہیں اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ تین سکے میرے ہیں اور ایک سکہ میرا ہے اور اوس کے ہاتھ میں ہے تو اوس کو اختیار ہے کہ ان تین سکوں کو بیچ ڈالے اور ایک سکہ اوسکو دیدے اور اوس کو اختیار نہیں ہے کہ ان تین سکوں کو بیچ ڈالے اور ایک سکہ اوسکو دیدے کذا فی الظہیریۃ اگر دو شخص مشترک ہیں ایک گھوڑے میں ہر ایک نصف کا شریک ہے اور دوسرا ایک گھوڑے میں ہر ایک نصف کا شریک ہے پھر ہر دو گھوڑے مشترک ہیں ہر ایک نصف کا شریک ہے اور ہر ایک گھوڑے می

اور دوسرا صحی ہو کہ نہیں جانتا تو قاضی دا ان امین کو بھیجو کہ اگر ترکہ وسعت میں فروا کا خرچ معلوم کرکے تو تہائی دیدو ورنہ جتنا صحیح ہو اور جو اجناس المفصولین میں سے گیہوں چنا وغیرہ ہو کہ جنگل ہو گیا تو اوسکی تہائی میں جو زمین زمین کے دو نو شریک تقسیم کریں اور اگر عمارت قائم ہو اور کہے متہم ہو تو جو شریک کو مرست کرنی ہو مرمت کرے اور اگر محتاج ہو تو دوسرا شریک مرمت کرادے اور نصف خرچ لیوے وھو قولھما خلافا لابی حنیفۃ رح کذا فی الظہیریۃ ولو اذن شریکہ فی له شریکه نصف الدار لیکون الزرع بینهما فانبت الزرع بینهما قبل النبات او بعده جاز وان اراد قلعه قبله کان له ذلک ولیس علیه من نصیب ربّ البذر شیء کذا فی الجامع الصغیر نقصان الارض بالقلع والبذر لصاحبه نقصان الزرع بالترک کذا فی الکافی وھذا یدل علی ان الزرع لصاحب البذر کما ھو المذھب عندنا کما مر فی کتاب الغصب ومن ھذا قال ابو یوسف رح ان الزرع لصاحب البذر ویطیب له الفضل کما فی الغصب ولو اذن له بالزرع فی ارضه ثم رجع قبل ان یبذر فله ذلک ولا شیء علیه من نفقة البذر والعمل کذا فی الکافی ولو اذن له بالزرع فی ارضه ثم رجع بعد ما بذر فله ان یقلع زرعه ویعطیه ما انفق فی البذر والعمل ولیس له ان یترکه بغیر اجر الا ان یکون القلع یضر بالارض فیترکه بغیر اجر کذا فی الذخیرۃ ولو اذن له بالزرع فی ارضه ثم رجع بعد ما بذر فله ان یقلع زرعه ویعطیه ما انفق فی البذر والعمل ولیس له ان یترکه بغیر اجر الا ان یکون القلع یضر بالارض فیترکه بغیر اجر کذا فی الذخیرۃ ولو اذن له بالزرع فی ارضه ثم رجع بعد ما بذر فله ان یقلع زرعه ویعطیه ما انفق فی البذر والعمل ولیس له ان یترکه بغیر اجر الا ان یکون القلع یضر بالارض فیترکه بغیر اجر کذا فی الذخیرۃ

الباب الثالث عشر فی الشرکۃ الفاسدۃ

وھی علی وجوہ اما ان تکون بین غیر المتفاوضین او بین المتفاوضین فان کانت بین غیر المتفاوضین فھی علی وجوہ اما ان تکون بالمال او بالعمل او بالوجوہ او بالمفاوضۃ فان کانت بالمال فھی علی وجوہ اما ان تکون بلفظ الشرکۃ او بلفظ البضاعۃ او بلفظ القرض او بلفظ الھبۃ او بلفظ الاباحۃ او بلفظ الوکالۃ او بلفظ الوصیۃ او بلفظ الرھن او بلفظ الایداع او بلفظ الاجارۃ او بلفظ الصلح او بلفظ الکفالۃ او بلفظ الحوالۃ او بلفظ الشرکۃ والبضاعۃ او بلفظ الشرکۃ والقرض او بلفظ الشرکۃ والھبۃ او بلفظ الشرکۃ والاباحۃ او بلفظ الشرکۃ والوکالۃ او بلفظ الشرکۃ والوصیۃ او بلفظ الشرکۃ والرھن او بلفظ الشرکۃ والایداع او بلفظ الشرکۃ والاجارۃ او بلفظ الشرکۃ والصلح او بلفظ الشرکۃ والکفالۃ او بلفظ الشرکۃ والحوالۃ فان کانت بلفظ الشرکۃ او بلفظ البضاعۃ او بلفظ القرض او بلفظ الھبۃ او بلفظ الاباحۃ او بلفظ الوکالۃ او بلفظ الوصیۃ او بلفظ الرھن او بلفظ الایداع او بلفظ الاجارۃ او بلفظ الصلح او بلفظ الکفالۃ او بلفظ الحوالۃ فان کانت بلفظ الشرکۃ او بلفظ البضاعۃ او بلفظ القرض او بلفظ الھبۃ او بلفظ الاباحۃ او بلفظ الوکالۃ او بلفظ الوصیۃ او بلفظ الرھن او بلفظ الایداع او بلفظ الاجارۃ او بلفظ الصلح او بلفظ الکفالۃ او بلفظ الحوالۃ

الباب الرابع عشر فی الشرکۃ الباطلۃ

وھی علی وجوہ اما ان تکون بین غیر المتفاوضین او بین المتفاوضین فان کانت بین غیر المتفاوضین فھی علی وجوہ اما ان تکون بالمال او بالعمل او بالوجوہ او بالمفاوضۃ فان کانت بالمال فھی علی وجوہ اما ان تکون بلفظ الشرکۃ او بلفظ البضاعۃ او بلفظ القرض او بلفظ الھبۃ او بلفظ الاباحۃ او بلفظ الوکالۃ او بلفظ الوصیۃ او بلفظ الرھن او بلفظ الایداع او بلفظ الاجارۃ او بلفظ الصلح او بلفظ الکفالۃ او بلفظ الحوالۃ فان کانت بلفظ الشرکۃ او بلفظ البضاعۃ او بلفظ القرض او بلفظ الھبۃ او بلفظ الاباحۃ او بلفظ الوکالۃ او بلفظ الوصیۃ او بلفظ الرھن او بلفظ الایداع او بلفظ الاجارۃ او بلفظ الصلح او بلفظ الکفالۃ او بلفظ الحوالۃ

فتاوی عالمگیری سے منقول کہ زید نے ایک مرد سے مال حاصل کیا اور بیچنے والے کو اس کے مال کی قیمت ادا کر دی پھر مال اپنے ہی کا ہو گیا تو اس کی میراث میں ہر ایک کے حصے کے بارے میں اختلاف ہوا اور دونوں نے اپنی اپنی سی دلیل کر شریعہ کیا پھر تو وہ مال دونوں ہی کا ہو گیا تو وہ اسی کے معین اور مدعا پر ہوگی ان اگر زید کا طلوبہ پیدا ہو گیا تو اسی کا مال ہی ہوگی اور دو شخصوں کا جو دین کہ ایک شخص پر ہو جیسے گائے کا بیچنے اور مشتری دونوں شریک ہو گئے تو اب ایک شریک دین میں سے کچھ حاصل کر لیگا تو دوسرا شخص بھی اسی میں شارک ہوا جائز ہوا اور جو دین دو شخصوں کا اور سبب مختلف ہو جیسے ایک نے اپنی گائے کسی شخص کو بیچ ڈالی اور دوسرا شخص کسی شخص کو اپنی اونٹنی بیچ ڈالی اور دین میں شریک ہو سکتا ہے ایک شریک اس میں سے کچھ حاصل کر لے تو دوسرا شریک اس میں سے کچھ لے لیوے پھر اونٹنی والا دین میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو وہ ضامن ہوا اور اگر امید منتفی تو ضامن نہیں اور اگر ہر شریک اور کا حلال کر لیگا تو ہر صورت اس پر ضمان ہے یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو اپنا وکیل بنا لیا تو وکیل اور مدعو دین مشترک کو سوا اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز نہیں اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو بری کر دیا تو بری نہ ہوا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز نہیں اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو بری کر دیا تو بری نہ ہوا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز نہیں اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو بری کر دیا تو بری نہ ہوا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو اپنا حصہ لینا شریک کی غیبت میں جائز نہیں اگر ایک شریک نے دوسرے شریک کو بری کر دیا تو بری نہ ہوا یہ ہدایہ میں ہے

کتاب الوقف

یہ کتاب ہے وقف کے احکام میں ہم حاسن وقف کے ظاہر میں کہ ان میں انتفاع طبقات محبوس میں ہے بخلاف اہبی اللہ کے اور اصل اصالی کی اور ثبوت ہے کہ ابد مدت کا بھی ہے اور سکا ثواب جاری ہوا مام شافعی نے فرمایا کہ میری رائے میں اہل جاہلیت میں وقف نہیں تھا یہ خصلت صحیحہ اہل اسلام سے جاری ہوئی اور ثابت ہوا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صلت باغ مدینہ میں وقف زمانوں اور خلیل الرحمن علیہ السلام کے اوقات اب تک باقی ہیں اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے اوقات مشہور ہیں کذا فی الاسعاف مناسبت مسئلہ الشرکۃ اخذ الشرکۃ مصدر فی ماضیہ اشترک مالہ فیہ اشتراکا وشرکۃ فیہا مناسبت وقف کی شرکت سے اور بمعنی اول میں شریک داخل کرنا ہو اپنے ساتھ مگر اول کی اس میں شرکت ہوئی ہے وقف میں ہم شریک اور اخلال شرکت میں وقار ہے کہ شریک کا اس کے ساتھ تصرف اور نفع میں اہل ہو کیونکہ جب اپنے ساتھ شریک کو داخل کرنا اپنی ذات اور غیر پر وقف کرنے سے تو اگر شارع صحت وقف کی نہ کرتا تو مناسب تھا کہ وقف کے نہ ہونے کا حکم کرتا اور اقسام وقف میں داخل نہیں ہو سکتا ہے کہ مقصود دو قسم اول کا اتصاف ہو جو اصل مال پر زائد ہو لیکن شرکت میں اصل مال صاحب مال کی ملک میں رہتا ہے اور وقف میں اگر نہ کے نزدیک اسکی ملک نکل جاتا ہے تو خیر ازاضم ہوا کذا فی الطوطی ھو لغۃ الحبس ہی وقف لغت میں بمعنی حبس ہے یعنی منع کرنا اور روکنا فہم ولمہ اصرف اصحاب اوس مکان کو کہتے ہیں جہاں لوگ قیامت میں حساب کیواسطے محبوس ہوں گے وقف مصدر ہے بمعنی موقوف اسیطرح اوسکی جمع اور اضافت وہ شرعاً حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق بالمنفعۃ ولو فی الجملۃ اور اصطلاح شرع میں وقف عبارت ہے حبس عین سے وقف کو نیز اوسکی ملک پر اور خیرات کی منفعت ہو اگر چہ تصدق فی الجملہ ہو ہم یہ تعریف وقف کی امام کے مذہب پر شمار ہے فقہ حکم یا تمام تر نہیں زیادہ کی اور یہ صحیح نہیں اور اسکو تعریف قاصلی امام کے نزدیک رقبہ مملوک ہو وقف کے احتیاج سے تحکما اور توضیح فی الحکم ہو جیسے فہم الذہبہ کا صاف بیع المدبر کذا فی الکافی تعریف وتعریف ثانی عبارت زیادہ کی جاتی ہے اور صرف حبس العین کہنا کافی نہیں اسکی منفعت کا صدقہ کرنا ہو جیسا اور اسکو شرط نہیں اور تعریف کیطرف مرت کی بلا قصد مرت وقف نہیں صحیح ہو جیسا کہ اسکی تصریح مرت دائمی ہو لیکن قبیل اقسام اضیا وقف ثابت ہوا لا تصدق اور یہ مقدر زیادہ کی اس تعریف جامع ہو جاتی ہو حاصل جواب یہ ہو کہ تصدق فی الجملہ ہو اور اوپر جیسا کی عبارت کی دلالت کرتی ہو کہ اگر اضیا پر وقف کرے جو کہ تملیک نہیں اسکو کہ تو مرت نہیں مخالف ہو سکے گا اگر اسکو آخر میں ضمانت میں کہ ہو تو مرت ثابت ہو گی نہ کہ الجملہ کیونکہ فی الجملہ ولا صحۃ ان قصد ان کا ثبوت خیر کا لازم کا لعاریۃ اور یہ قول اصح ہے ہو کہ امام اعظم کے نزدیک وقف جائز ہوا لازم نہیں ہے عاریت کیطرح یعنی واقف کو ابطال وقف کا اضیا پر ہو وعندھما ھو حبس ما حاصل

حکمہ ملک اللہ تعالیٰ وصار ہذا منہ تصدقا علی من کان وتابد لو غیرہا فلیس لہ ان یبطلہ ولا یورث عنہ وعلیہ الفتوی ابن کمال وابن الشحنۃ اور صاحبین کے نزدیک وقف عبارت ہے اس کے حبس کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ملک کے حکم پر اور اسکی منفعت کے صرف کرنے سے جہاں چاہے اگرچہ موقوف علیہ خاص ہو جب وقف کی ملکیت سے خارج ہو اتو وقف لازم ہو گیا تو وقف کرنا اور کرانا عاطل کر دینا حبس نہیں اور نہ ہادی اور مسکود رشت میں نہ ہوگا اور صاحبین کہتے ہیں کہ وقف ہو جاتا ہے قول ان شاء اللہ ویستحب ارادۃ تحبیس النفس فی الدنیا بابقاء الاعیان بالانتفاع بہا مع الخیرۃ بالقرب الی اللہ بسبب ذلک فی مصارف اہل الخیر کما فی الہدایۃ اور مستحب ہے ارادہ حبس نفس کا دنیا میں باقی رکھنا اعیان کا ساتھ انتفاع کے اور ساتھ خیر کے قربت کے ساتھ اللہ کے بسبب اس کے مصارف میں اہل خیر کے جیسا کہ ہدایہ میں ہے وشرائط رکنہ من کونہ مؤبدا او مؤقتا لیس بشرط صحتہ بل یصح مؤبدا ومؤقتا کما فی الکافی یعنی صحیح ہے وقف ہمیشہ کا اور وقت کا اور شرائط وقف کے اندر اور شرائط میں سے نہیں ہے یعنی بالنسبۃ من اہلہا لانہ مما یحتمل التخصیص من الکافی یعنی صحیح ہے وقف ہمیشہ کا اور وقت کا اور شرائط وقف کے اندر اور شرائط میں سے نہیں ہے یعنی بالنسبۃ من اہلہا کیونکہ ی

ایرون کہا کہ اگر یہ تحریر سے اسلوک پر ہو ظاہر ہو کہ وقت تحکم ہو گا مگر مسکلہ کا عمل کیا جاتا ہو تو وقت صحیح ہو گا اسہ اسلوک کو تعلیق تحکم شرط مرجع و برہ ہو کا مقتضا کا ہو بعد ہو
شرط فی شرط وقت سے ہو کہ مضاف ہو اور یہ وقت نہو اور خیار شرط نہو کہ ہم اضافت وقت اسلوح کہ یہ اگر وقت ہو گا یا جس وقت مجلس تک کہ عدم اضافت قرینہ شرط وقت کی کہ
غلط ہو اسہ اسلوک کو بجواز دیں جامع للغیر ہیں سے ہیں اضافت متقبل ہو گی اگر کہ معاستقبال الطبیعۃ ہو ان کہ تعلیق شرط بان ہو اور شرط
یہ ہو گی وقف کے ساتھ اور مسکی ہم کو اور اسکی قیمت ہو بوقت کہ ہم کو ضرورت ہو اور اگر ایسا نہ کرے گا تو ہم کو اختیار ہو گا یعنی اسلوح کے نہ ہونے وقف ہو گا لیکن اگر ہم کو حاجت ہو گی
تو بیچ ہیں اسکی قیمت صرف کر دیگا اور وقف ہو گا باطلاق ہو کہ اذا قال الزیلعی و اذا قال الفتح لو وقف المرتفیل رمضان و اذا قال المسلم بطل وقفہ اور فتح القدیر
میں ہو کہ اگر مرتفع وقف کیا ہو وہ متقبل ہو جاوے مگر کیا یہ اسلوح پر وقت کہ تحکم نہ ہو گی اور اسکا وقف باطل ہو گا اور وہ متقبل ہو جاوے
اور قاضی بازجا ئز ہو مسلمان پر لیکن یہ صحیح ہو کہ اعادہ وقت صحیح ہو اور مرتکا وقف کیا صحیح ہو اسہ اسلوک کو متقبل نہیں ہوتی کہ اذا الحق بالعدم کا یصح وقف مسلم
اور ذمی جل بیتا و مسجد ہیں دعوی ہو اور گواہ مسلمان نہیں اور وقف کی مسلم اور ذمی کا مشترک ہو اور یہود یا ہو اور بصورت نہیں ہوا ہو تو ہم صحیح ہو گا
صحابہ کفار و باہیں صحابہ کفار کا وقف صحیح ہو اسلام میں باطل ہو اور اگر زمانہ روایت میں یعنی حربی ہو گئے وقت وقف کیا تو صحیح ہو گا جب ذمی ہو گئے اور ان
کے قبضہ نہیں اور قول مستدیہ ہو کہ قاضی نہیں محبوس ہو وقت جائز ہو گا اور ہو وقت کہ اذا دعی ہو اسہ اسلوک کو وہ قوت ہو اور ہو کفار و ہند اور کفار ہند جائز
علیہ الجمہور انتہ فلا یتم لہ کہ ہم شرط علی المذہب اور جائز ہو وقت کہ اذا دعی ہو اسہ اسلوک کو وہ قوت ہو اور ہو کفار و ہند اور کفار ہند جائز
مان ہو جاوے اور اسہ اسلوک کو اختیار ہو کہ اذا قال آن من اسلم من اہل الحرب او اہل الحرب اسلموا من قبلنا او اہل الحرب
ہو کہ اور اپنے قبضہ نہیں ہو اور اسہ اسلوک کو اختیار ہو کہ اذا قال آن من اسلم من اہل الحرب او اہل الحرب اسلموا من قبلنا او اہل الحرب
فجہنم کا ہو اور وصیت ہو کہ ان یسلم الی المتولی فیوضع بیت مال المسلمین انتہ
جو متولی ہو وقف میں کوئی ایسا متولی مقرر ہو جاوے کہ اسکو اختیار ہو کہ اسکو معزول کر دے جو متولی ہو اسکو معزول نہیں کر سکتا
بیان کرچکا اور اب تاسی کے کہ کہ ہو بند جواہا شاء کیف سو متولی مقرر ہو گا مگر کے حکم سے حکم قاضی کی اسہ اسلوک حاجت ہو گی کہ زوال ملک بسبب ہیں ہو اور
صورت اسکی یہ ہو کہ ہو جہت شرعی کو وقف تسلیم کر دے ہو جس ظاہر کر دے یعنی کہے کہ اب ہیں وقف نہیں کرتا کذا فی المعین المفتی عن الفقہ ہو حاصل یہ ہو کہ
متولی کے زوم کا حکم کر دے حکم معتدبہ لازم وقف کے زوال ملک کو تصور کیا اسہ اسلوک کو زوال ملک کو لازم ہو وقف اور وقف اگی ہتا ہو اور ہو کے مذہب پر ہو
اسہ اسلوک کو صحت وقف ہیں اختلاف نہیں خلاف تو زوم مرتا ہیں ہو اسہ اسلوک کے نزدیک لازم نہیں اور اسہ اسلوک کے نزدیک لازم ہو اور اسہ نہیں اور ترجیح
دیتے ہے اور فصاف کہ ہیں کہ مذہب کہ اسہ اسلوک کی ہو اسہ اسلوک اور اسہ صاحبین کے وقاف کے بکثرت ہو تا کیا ہو اور ابو یوسف اول الامر کے قول پر تھے
اور دن الشہادۃ ساتھ ہو گی اور اسہ ہو بند علیہ اور اسکو قوام من اوقاف صحابہ کرام کے دیکھ کر قوام کے مذہب سے رجوع کیا اور لزوم وقف کا فتوی دیا ظاہر
یہ ہو کہ وہ کہنے والے صاحبین کے قول کو ترجیح دیا ہو علاوہ اسکے کہ فقہاء نے تقریر کی ہو کہ جب قاضی نے قول اسکا حکم نافذ نہیں ہوتا اور ہتا ہو اور اسہ اسلوک کو
قاضی ہونے کی حاجت نہیں تو اسہ وقت میں لزوم وقف نہیں ہو سکتا کہ صاحبین کے قول پر کہ اذا الحق بالعدم و حیث ان البینۃ لا تقبل بلا دعوی اور اگر کوئی
کو گواہی قبول ہو بلا دعوی ہو حالانکہ ہو گواہی کا مکمل ہو تا ہو اور وہ حق تعالی کا حق ہو اور ہو تو اسہ بین قضاء القاضی و الشہادۃ تبلیغ عن مجرد صحیح کہ کذا
فی الہدایۃ قال القاضی و قضیۃ حلی الکاتبۃ ولا اسلم شیئا وعن ابی حنیفۃ آخر وقف اسکن الامر کذا قسم آخری ابو السعود و متفق الرد و محلا
و بالجزم فی المقرونیۃ المجیبۃ و ریحتہ المعترضۃ و عن اللیل لا یدل الا لمکنۃ نقل بدلا عن الخیرات المدینۃ الکاتبۃ فی الفواکہ البدریۃ و ہو
اقتی المعتمد کہ یوں کیا قضاء بالوقف حکم ہو سب پر کہ اسہ بین و دسری کی ملک پر اور ہو وقف کا ہو سوم نہیں یا سب کو لوگوں پر حکم نہیں کہ ہو کہ ہو سوم ہو
ابو سعود و متفق الرد کے قول اول یعنی عدم کا مختار دیا اور اسی قول پر مفتی بہ ہیں یقین کیا اور اسکی ترجیح معتمد ہے اور وقت الطلاق کے حلیوں کی محفوظ ہیں
لیکن معتمد ہے جس شرح ہیں اسکلام کے پہلے کہا ان قول اول یعنی جواز سماع ہو معتمد ہو اور اسکو فرمایا کہ بدریہ میں تصحیح کی ہو اور اسی پر کتا

مسئلہ ۲ دار اور المیت اذا علق ۹ ای موتہ کان کذا فالصحیح انہ کوصیۃ کذا فی السراج الثالث بالمال کانہ قبلہ ولو اوارثہ وان رد وہ لکنہ یقسم کالملک بین الملک ان مات قبل موت المریض بردت وقفہ کما سیاتی وہو اذا مات بعد موتہ فکذا بعدہ ولو مات بعد موتہ قبل قبضہ کما لو صح بخلاف ما لو مات قبل موتہ کما لو مات قبل القبض فی الہبۃ کما مر وہو ظاہر ولو اوصی بان یشتری بثلثہ عبد فلان ویعتق عنہ فمات قبل الشراء بطلت الوصیۃ کما فی الخانیۃ ولو اوصی بان یحج عنہ بالف فحج عنہ باقل منہا رد الفضل الی الورثۃ کما فی الخلاصۃ ولو اوصی بان یحج عنہ بالف فحج عنہ باکثر منہا لم یرجع الورثۃ بالفضل کما فی الخانیۃ ولو اوصی بان یحج عنہ بالف فحج عنہ باقل منہا رد الفضل الی الورثۃ کما فی الخلاصۃ ولو اوصی بان یحج عنہ بالف فحج عنہ باکثر منہا لم یرجع الورثۃ بالفضل کما فی الخانیۃ

وقف علی اولادہ ثم علی المساکین فمات احد اولادہ وترک ولدا وزوجۃ وابا وامہ فالغلۃ بینہم اثلاثا ثلثہا للولد وثلثہا للزوجۃ وثلثہا للابوین ثم اذا مات الولد فثلثہ لزوجتہ وثلثاہ لابویہ اثلاثا ثم اذا ماتت الزوجۃ فثلثہا لابویہ ایضا اسداسا ثم اذا مات الابوان فالغلۃ للمساکین ولو کان الواقف شرط فی الابتداء ان من مات من اولادہ عن ولد فنصیبہ لولدہ ومن مات منہم عن غیر ولد فنصیبہ للباقین منہم فمات احد اولادہ عن ولد وزوجۃ وابوین فالغلۃ بینہم اثلاثا ثلثہا للولد وثلثہا للزوجۃ وثلثہا للابوین ثم اذا مات الولد فثلثہ لزوجتہ وثلثاہ لابویہ اثلاثا ثم اذا ماتت الزوجۃ فثلثہا لابویہ ایضا اسداسا ثم اذا مات الابوان فالغلۃ للمساکین ولو کان الواقف شرط فی الابتداء ان من مات من اولادہ عن ولد فنصیبہ لولدہ ومن مات منہم عن غیر ولد فنصیبہ للباقین منہم

وقف علی اولادہ ثم علی المساکین فمات احد اولادہ وترک ولدا وزوجۃ وابا وامہ فالغلۃ بینہم اثلاثا ثلثہا للولد وثلثہا للزوجۃ وثلثہا للابوین ثم اذا مات الولد فثلثہ لزوجتہ وثلثاہ لابویہ اثلاثا ثم اذا ماتت الزوجۃ فثلثہا لابویہ ایضا اسداسا ثم اذا مات الابوان فالغلۃ للمساکین ولو کان الواقف شرط فی الابتداء ان من مات من اولادہ عن ولد فنصیبہ لولدہ ومن مات منہم عن غیر ولد فنصیبہ للباقین منہم

وقف علی اولادہ ثم علی المساکین فمات احد اولادہ وترک ولدا وزوجۃ وابا وامہ فالغلۃ بینہم اثلاثا ثلثہا للولد وثلثہا للزوجۃ وثلثہا للابوین ثم اذا مات الولد فثلثہ لزوجتہ وثلثاہ لابویہ اثلاثا ثم اذا ماتت الزوجۃ فثلثہا لابویہ ایضا اسداسا ثم اذا مات الابوان فالغلۃ للمساکین ولو کان الواقف شرط فی الابتداء ان من مات من اولادہ عن ولد فنصیبہ لولدہ ومن مات منہم عن غیر ولد فنصیبہ للباقین منہم

تسلیم ہے اگر ریح نہ ہو تو اور قسم ہے تو اس امر پر کہ ہمارے علم میں اس کا کوئی رجوع نہیں ہوا تو یہ قسم کافی ہے اور وقف تام نہیں ہوا یہاں تک کہ حاکم اس کا حکم دے یا حاکم جائز حنفیہ کے نزدیک وقف کا حکم کر دینا قسم کے بھی برابر ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس پر قسم نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر وقف کرنے والے نے مسجد بنائی اور نماز پڑھی اور لوگوں کو اجازت دی اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ کیا تو یہ وقف نہیں ہے اور اگر اس نے مسجد بنائی اور اس میں

انتہا ہیں ہے کسے کہ وقف کا مصرف معدوم ہو اور لو وقف بقعۃ عند تعذر الصلوٰۃ فیہا او خرب ما حولہا فالظاہر انہ کالمسجد فی عود حرمۃ الوقف وبان الکمال بعد ما کان ہو الذی فی القاموس ان الوقف حبس الملک والمحرم سبیل اللہ اعنی قال الحلوانی واعتمدہ فی الظہیریۃ والخلاصۃ وفی المجتبیٰ اور اگر وقف اس میں کا نصف وقف کیا جیسے کل کا وہ ہے اگر جو قاضی اس کو تقسیم کر دے اور جو وقف کیا صرح صدر الشریعۃ وابن الکمال اور وقف کی صورت کے برابر اسکو واپس کر دیتا ہو قاضی وقف کر لیا ہے کہ اگر وہ تقسیم جائز ہو قاضی وقف کو فسخ کر دیتا ہے کہ جائز ہو اور اسکو واپس کر دیتا ہے اور اسی طرح اگر وقف کی صورت کے برابر اسکو واپس کر دیتا ہو قاضی وقف کر لیا ہے کہ اگر

وارثہ یعنی وقف بحکم الواقف یہ ہے کہ کسی نے اپنا خانہ یا مسجد کے مصالح کو یا مطلق مسجد بیت المقدس کی سکونت کو وقف کیا پھر وہ اجڑ گیا تو اس کا مصالح یا مسجد کی سکونت اور کرایہ پر دینا اس کے وارثوں کی طرف لوٹے گا یا اس کا وارث جو مسجد بنائے گا اور اس کو اجڑنے کے بعد آباد کرے گا اور اس کا وارث باقی نہ رہے تو مسجد کی طرف لوٹ

ایک سے زیادہ ہوں تو وقف کا ہونا ضروری ہے کیونکہ وقف کی بدولت سے وقف کی ذات اپنی ملک سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملک ہو جاتی ہے اور ایک ذات کا اللہ تعالیٰ کی ملک ہونا ممکن نہیں ہے اس لئے وقف کا ہونا ضروری ہے اور اس کے ہونے کے لئے ایجاب و قبول ضروری ہے اور ایجاب و قبول کے لئے ایک سے زیادہ ہونا ضروری ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے بیع

عمارت متولی بعد مدت کے فاضل آمدنی سے تعمیر کرا سکتا ہے، فاضل کو لازم ہے کہ ہر چند بار بعد عمارت کے بسال اگر چہ کامل جماعت نہ ہو کہ شاید کچھ نہ کچھ بچتا ہی ہو اور محصول ہو بنات اسکو جب کہ وہ بنت تنہا ہو عمارت نہ شود کی ہو تو ہر سال اسکا کہنا لازم ہیں تو شرط اور عدم شرط کے فرق کو دار کہنا چاہیئے وفی انوار الدلوم المتوالی تفاصل الحال فیہ الکل لو فوض الوصی امرہ الی رجل فباع لہ اور رہا یہ ہیں ہو کہ اگر متولی نے اجرت مثل سے زیادہ دیکر معمار کی تعریف اجرت کار و مصالح میں اجارہ کر لیا ہے اور اسکو بھی کہ سطور سورت اسکی یہ ہو کہ متولی نے ایک مکتب کو مسجد میں الحدیث اور ایک دانگہ پر زمین دے دی گیا یا اور اجرت مثل ایک معمر ہو متولی کی تو اسکو اجرت اجوال نے زیادہ بتلا یا کہ زیادہ فی شرح الرہا یہ من فاضیحان اور دانگ شش سہم ہو ہر سہ کا وفی شرح مجمع الانس الی حدود قولہ ۵ ویدخل فی وقف المصاحف القبر امام الخطیب المعود ۱۲ السمار اور الذی تقدم شیر کام اور لیستوفی طرفا بعد العامۃ ھو ھذا عام و خطیب مدرس کو سی قدادہ و قراس ممرزی و نائب و فراش مؤذن و نائب و فراش و سقا و ماہ وضوء و دگدہ نقباء للیقصاۃ فلیس مباشرتہ شاھد اسماء و بساء خارج کتاب میں السمار فقد وقع فی فتح الحکم لیس من عرف بفعلہ الاقتیا بالمقف فی الواب و بعض ذلک ان قالہ فی الخزانۃ ولا مؤید فی تقدیم بواب و مؤذن الا ان و خادم کلھم فی انتھی الی زہد یہ شرح شرنبلالی من اسکو اسی قول کے باصل اور اصل ہو اور معلم وقت میں اظہر اور امام و خطیب اور خادم مطہرہ کی تقدیم میں انتہی کلام شرنبلالی ۱۲ مرنبلالی مسئلہ ہو کہ مطلب مزید روزی مقررہ بر متن ہو جیسے پانی سبیل ہو اور امیان و متعلقین جو اہل مسجد کے پانی پیتے ہیں پانی سبیل سے اور شاید و متعلقین جو بھر کر مسجد میں لیجاتے ہیں یعنی مسجد ہی ایک صاف رکھنے کیلئے سطور اور عام مطہرہ ہو جو اوسکو ایک صاف رکھو اور دو مرا رہنیں جسطرہ میں پانی ہو کہ وہ بھول کر جو چکا کہ انی الطوطا طلعت اقما کون المدرس من الشمار ۱۲ لو مدرس المدرسۃ کما مر امامۃ مدرس الجامع فلا لانہ لا یتعطل لغیبتہ بالاذان المدرس فیتحیث لا تعطل اصلا لامام کما ہو ظاہر کما ہو ان مدرس اور مسجد شمار میں داخل ہو گا اگر مدرسہ میں پہنچا کہ ذکر ہو چکا اور جامع مسجد کا مدرس شمار میں ہو گا جب اسکی غیبت سے تعطل نہیں ہوتا بخلاف مدرسہ کے کہ وہاں اسکے نہ ہونے سے بالکل معطل اور متعطل ہو جاتا ہے انتہی کہا ہو ہیں ہو کہ مدرسہ اور مسجد شمار میں ہو گا جب ملازم تدریس ہو گا جب ملازم تدریس نہیں ہو تو وہ کسی طرح مدرس شمار میں نہیں ہو گا اور ہو گا جو مدرسہ کا مدرس ہو گا اور مدرسہ میں ہو گا جب ملازم تدریس ہو گا جو ملازم تدریس ہو گا اور طالبین شرطیں کو تعلیم کرے ہو اور طالبین کو وھل یاخذ ایام البطالۃ کالعید و رمضان لم ار فیہ یقول الحاکم انہ بطالۃ القاضی واستاذ افیما ولا عبرۃ بما یاخذ لانھا لا یسیر احادا شبابا من عادۃ العادۃ محکمۃ وسیجی ۱۲ ولو تاخر المعلم اور کیا مدرسہ ایام تعطیل جیسے عید اور رمضان میں شرط دیگیا ہیں ہیں ہو کہ مدرسہ ہیں ہو کہ ہیں ہو کہ ہیں ہو ک

جمعہ میں امام کو منبر پر کھڑا ہونا اور اس کا خطبہ کرنا اور اس کا سنت کو قائم کرنا اور اس کا خطبہ کے لئے عصا یا کمان وغیرہ پر ٹیک لگانا اور اس کا سنت کے مطابق سلام کرنا اور اس کا اذان کے بعد خطبہ شروع کرنا اور اس کا خطبہ میں حمد و ثنا اور صلوٰۃ و سلام کے بعد وعظ و نصیحت کرنا اور اس کا خطبہ میں قرآن مجید کی آیتیں پڑھنا اور اس کا خطبہ کو سنت کے مطابق مختصر کرنا اور اس کا خطبہ کو سنت کے مطابق طویل

جب مسجد میں گنجائش نہ رہے تو پھر اجازت دینے کے بعد عوام مسلمین اس شخص کو مسجد میں روک نہیں سکتے اور اجازت دینے والے کو جائز ہے کہ جب چاہے اجازت واپس لے لے اور اس کو اختیار ہے کہ اس کو فنا و بنا کی طرف لوٹا دے اگر کوئی ارادہ کرے کہ وہ مسجد کو مسلمانوں کے گھروں میں تبدیل کر دے تو اگر وقف جائز نہیں تو بالاتفاق اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور مصنف کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور اگر وقف جائز ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس نے مسجد کو اس طریق پر بنایا ہو کہ اس کے لئے راستہ نہ ہو اور اگر اس نے مسجد کو راستہ بنایا ہو تو اس کو واپس لینا جائز نہیں ہے بالاتفاق اور اگر اس نے مسجد کے اوپر مکان بنا دیا ہو تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے مسجد کے نیچے مکان بنا دیا ہو تو اس کو بیچنا جائز ہے اور اگر اس نے مسجد کے نیچے کنواں کھودا ہو تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہے اور اگر اس نے مسجد کے نیچے قبر بنا دی

لکن یثبت بالشرط والنذر وحینئذ فالاولی الثانیۃ فیقول وقفت کل سہم جائز مواجر غیر کرار والا کی ثبت کے دوسری صورت ہو جو سہ کرخیا تو دوسری نہیں ہوتی نہ
نا نہ ہوگی اسکی تین صورتیں اور وقت ہوئی ۱ سابقہ کہ نہ کیا ہو بعد سہ کرنے کو کہ ہیں اسکو استبدال کہتے ہیں ۲ اسکو بیان کیا ہو بعد سہ کرنے کے اور شرط ہی نہیں ہوتی نہ
کہیں ۳ دوسری صورت والا کو الی المستاجر کا بعد ان الشرط فلا یملکہ الا بالقبض ۴ اور شرط فی البیع من جملہ الشروط الفاسدۃ ہے کہ ایسا کیا ہو تو بیکار ہے بیکار
عقاراً للمستبدل قاضی الحنفیۃ للغیر بتاریخ العلیور والفعل اور یہ دون شرط وقت نہیں ہوتا وقت کا بدلنا اگر یہ ہو استبدال نہ ملے مسافروں کے دے سکے ہو گئی اور کا انکے ہیں
سو اجتماعی کہ ذاتی الدار اور یہ ہو اس کو بیچنے والا قاضی کے واسطے شرط کیا ہو کہ بیچ بالا وقت کا انتظام ہو بالکل اور ہر الاوس کا نہیں اور ہر استبدال کا قاضی جائز نہیں لیکن قاضی حاکم علوم
عمل ہم شافع ہیں جو ان کی رائے میں ہو بیچ ہو وقت اور شرط ان کو دیکھ کر ہی بنا ہو بنا ہو بیچ ہو وقت کی ہو مت ہو کہ اور یہ ہیں نہیں واسطے نہیں ہوتا قاضی جائز ہمل کرو نہیں ہوتا
کیا جو طلب اور ہیں ہو وقف کے ہو کام کے بدلے ہے، رہتے کی کرو نہ قاضی ماہیں ہیں اور ایک قاضی ہیں ہیں قاضی نہ ہی کو وقف کیا ہو اور اسی ہو کہ کیا ہو اور جنت میں ہے
اور ہیں قاضی نہ ہی کو وقف کیا ہو ہم ہو کہ ایسا ہو کہ ایسا کہ ہو اور نہ ہیں ہیں ہیں کہ اور ہیں ہیں ہیں

کہ کہ ابو یوسف مجرد بستملا ہیں آنہ فی کہ ہر ہما اور ہم ارکا فتوی نہیں ہے اور بستہ ہمچنے بستملا ہیں بنیاد نسازد کہ ظاہر القاضی فی کی وسیلہ متولی کرتا ہے اور فتاوی تبیین کے ابطال ہیں ہمنے علاوہ اسکے اگر جائز ہو تو قاضی کا عمل کہ جائز ہو مرجوح ہے کہ برت احرے بھی فرماوہ مرجوح الوجہ صحیح وفیہا اضطرابات کما قالوا وقیل العزل والنصب سیأتی القضاء لمن یتولی ان لا یدخل احدا فیہا ولا یخرجہ کما لا یخرج احدا ولا یدخلہ وان ادخلوہ فعلیہم لعنۃ اللہ ھل یکون مدخلہم واخراجہ ایاہم وسنۃ ایام وادبعین ونیصف سنۃ قد خرجت ھذا الوقف ھلکا فالمتولون لو من الامراء یغرمون للدار العلیۃ صلح مقتضی الشرع رحمہ وکم من بتۃ یمرض مرض قضاۃ البلاد علی الشرح من المراد لا شیخا ایک القضاۃ المتولین والمتولون القضاۃ بعدا وترک الامر الذی فالوا فیقون لو آبادا وای ضیاع یصدر بصدر واذ ادخل القضاۃ او الامراء فعلیہم اللعنۃ فھم الملعونون قال اللہ تعالی ان الشراۃ لمن اشتراہ ما لہ فی الآخرۃ من خلاق الخ جمیع الشروط باطل انتہی ملخصا۔

اقول ومفہی الصدور کی عبارت متن میں یہ ہے کہ اگر وقف غرل اور فصیل بنانے تصرفات اشکار کے واسطے شرط کرے جو صدر کی اولاد اہل فسق ہو اور ہمارے زمانہ کے قاضیوں اور امیر جیسے کہ میں اور اگر وہ ایسے ہوں جیسے کہ ہمارے زمانہ کے قاضیوں اور امیروں کو فعل کرنا محکوم ہے اور مفتی مرحوم نے بہ جواب لکھا کہ اگر نہ ہو آلیس جری میں ایسا وقف مؤثر نہ ہو مرجوح ہوں جیسی شرط ہو میں تو متولی الاگر منجملہ امرا اور جابات ہوں تو وقف باطل ہو علیہ طابق کے اگر کہ وہ شرط کیا کریں اور اگر متولی اوسکے کنبہ کے ہوں تو قاضی کو اختیار ہے کہ اوسکو معزول کیا کریں اور وہ شرط عبث ہو گی کہ قاضی متولیوں کی تعلیم نہیں کریں متولی قاضیوں کی امر شرعت سلطانی اسی پر دلالت کرتا ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو اگر وقف کرنیوالے کہ متولیوں سے جو فساد صادر ہو وہ مادر ہو اگر جب کہ قاضی اور امیر وقت سے نہ ہوں تو اون پر لعنت ہو تو وہی واقف ملعون ہیں اس لعنت کا ثابت ہو چکا ہو کہ شرط مخالف شریعت بالکل لغو اور باطل ہیں انتہی کلام المفتی مرحوم کا ہو یاد رکھنا چاہئے ہم کو اوس میں سے جو جواب اقل ہیں وقف میں دخل ہو کہ تو ہمیہ شرط باطل ہو اسکا ہو جیسے متولیوں کی تعلیم کیا تصحیح اور وقف کی تعطیل ہے تو مقبول نہیں تصحیح جو حتی الامکان عبارت شرط وقف اور نہ ہو کہ لازم ہو جائے اور نہ اصفی مرجوح ہے تو اوس کا حکم کیا جیسی متولی ہا کم کی مرضی ہے وقف میں تصرفات کیا کریں حوالہ اسکا اگر کوئی ہا کم کرے اجازت نہ ہو تو ہا کم کو اوسمیں وہ قابلیت کی نہ ہو اور اوسپر کیسے گمان ہیں ملکہ وقف پر گمان ہے

قولہ الا ارض فتح وقف البناء قصدا بان بنی فی ارض محلولۃ لا یضر فیقلع بحکمہ الخ ایک مفصل ہے دین بعمارت بناتی ہے عمارت کو وقف کیا بالقصد بدون زمین کے اگر زمین مملوک ہو کہ بنی کو وقف صحیح نہیں اکثر ابل زمانہ کے نزدیک کذا فی الجوہرہ اور دلائل یہ ہے کہ صحیح ہو اور اسی پر فتوی ہو مسئل قاری الہدایہ عن وقف البناء والغراس بالارض فاجاب الفقیہ علی صحتہ ذلک وجزم بہ شارح الوہبانیۃ واقرہ المصنف مسلما لانہ منصوص علیہ تعاملا فیتعین بالاولویۃ فارسی ہا یہ وقف کرنے عمارت اور اشجار مال منقول ہوا اور اسی کو وقف میں عرف عادہ ہو تو وقف ہو اور اگر نہ ہو تو وقف نہ ہو عمارت اشجار ہو ہمانیہ سے اوقاف کرنا ہو اکثر مستحدث ابنی شرع میں یہ نہیں لاکر عمارت اور اشجار مال منقول ہوا اور اسی کو وقف میں عرف عادہ ہو تو وقف نہ ہو اور اگر کہ صحیح ہو بر بنائے تو ہو ہو اور اسی کو ترجیح

شاہ بیع نہ ہو جیسے اور اجارہ باطل ہو گا بہ بیت اجارہ منقضی ہو گی یا مرجع استاجر جس کو کوئی حکم آ کر صرف وقف میں منتقل ہو گی اگر ہو گا اور نہ ہو گا اور اگر
نہ ہو تو کیونکر ہو گا اور اگر کیونکر ہو گا اور اگر نہ ہو گا اور اگر کیونکر ہو گا اور اگر نہ ہو گا اور اگر نہ ہو گا اور اگر نہ

عنہ ورقبہ لجہۃ الخ یعنی حکم کما قبل الحکم یلزم لا ازاحۃ الشک الخ توجیہ فی حل الاستبعاد کما حققہ المصنف وقولہ اذ فی بعض النسخ وقولہ الدراہد

الملاہی الشہود علی الحکم جملہ والمراد بعزل القاضی المحتاج فراجعہ اجابت ومن قاضی وقت نہیں سجل کی ہم کو قف کی وارث کو سوا اس کے ہم کی تردید سے صحیح ہے

اور اجازت قاضی بطلان وقف کا حکم کرے گا اور اطلاق مسئلہ کا وقف کے ساتھ کہ اگر وقت تمام ہوا بعض کو بیع کر دیا رجوع کر کے وقف ہو اور دوبارہ اس کو وقف سے

مصنف اپنی شرح میں اور اسکا قوی دلیل ہونا دستاویز اور خارجی ہونا یا اور مضبوط ہونا یہ سب کہنا روا ہے لیکن محل کلام یہ ہے کہ حاکم قاضی کے محل اختیار میں بتانا کہ اس کو متولی کیا ہے

سوا اسکی طرف رجوع کرے ہم خلاصہ یہ ہوا کہ سجل کی بیع میں بصورت حکم قاضی جہالت مانع نہیں ہے خلاف خیر ہونا ضرور ہے صورت نقل کی اگر یہ قاضی مقلد الذہب

ہوا ور تسمیہ کی روایت اور اسکو بطلان میں بیع مرجوح ہونا اور یہ کہ علامہ قہستانی نے پسند کیا اور یہ بھی قول اول ہی کا سبب ہے اور اسی قول صحت پر فتوی ہے اور اما قول الخ یعنی وقف کا لازم

بلا حکم قاضی اگر چہ بلا تعلیق کے ہو اسکے مخالف میں عمر کر آیا اور حالانکہ غیر کے مال کو بیچنا جائز نہیں کذا فی الدرر الخ یعنی عدم جواز اور وقت بطلان شرع ہو اسکو کہ عادۃ بین

کے متولی وقت بیچا قاضی کے امر اور تحریر سے تو جائز ہو یعنی اسکو بطلان الشہر الذی ولی فیہ وانا المسجل فراجعہ شیخ ابو اداد کا الواقع ابطالہ فقال

الفقیہ ابو السعود فی معروضۃ فی معروضۃ فی مفہوم القضیۃ الخ یعنی ہذا ہو الاظہر شیخ ابو اداد کا الواقع ابطالہ فقال

کی اولاد اسکا ابطال جائز ہو تعلیق ابو سعود رضا نے بیع میں کہا کہ کسی امر عمومی کے استعلام سے قاضی معزوم ہیں تو اسکو اور کہنا جائز نہیں انفصال ثابت ہوا اور وقت

یہ صورت ہو کہ متولی قاضی کے سجل میں بیع مرقوم ہے کہ فلاں شخص نے فلاں زمین وقف کی اور قاضی نے اور حکم کر دیا لیکن سبب بطول مدت کا پتہ اور اسکو نہیں ہوا

الوقف فی عرض مونہ کبیع فیہ من الثلث مع التعیین وقف کرنا اپنی مرض الموت میں مثل بیع کے ہے مرض الموت میں یعنی ثلث مال سے متبرع کے قبض کرنے

ساتھ نافذ ہوتا ہے مگر الخ الوقف من الثلث اذا اجازت الورثۃ نفذ فی الکل الخ باطل فی الزائد علی الثلث ولو اجازۃ البعض صحت اگر بقدر ثلث مال سے ہو مگل ہوا اور اسکو وارث نے جائز نہ کیا تو کل میں فرق ہوگا اور اگر ثلث سے کچھ زائد ہو تو زائد میں باطل ہوگا اور اگر بعضہ جائز کیا تو بقدر

وقف صحت کا جائز کیا تو بقدر اسکو جائز ہوگا وباطل وقف ہوا ہو بعض مورثین مجہولین اور اطلاق ہو وقت کنایہ ابن ملک اور اگر بعضہ وارث

محیط کا مالوں پر ہے اور اسکو جائز کیا تو بقدر اسکو جائز ہوگا وباطل وقف ہوا ہو بعض مورثین مجہولین اور اطلاق ہو وقت کنایہ ابن ملک اور اگر بعضہ وارث

فغلتہ لمن جعل لہ الخاصۃ فتاوی ابن نجیم کلمات تندرست مریض کی اگر اس وقت کیا ہو قبل مرض الموت ہو کیے سے اگر اس وقت اسکے ادائے دین کی شرط کی ہو وقت

محصول ہے تو صحیح ہے اور اگر شرط کی موقوف ہوئی اور آمدنی ہو جو فاضل ہو وقف کے بعد کفایت سے باطل نہ فاضل خیرتی اور اگر وقت کیا ہو اور اسکو دین کی شرط کی ہو وقت

تو اسکی ذمہ دین کی اور سجل کے مخالف ہو اسکو وقت کے مقرر کردہ کے ذمہ کی دینا روا ہے اور اسکو نہیں ہوا اور اگر وقت کیا ہو اور اسکو دین کی شرط کی ہو وقت

اور اگر صحیح بیع سے مقامت یا دین کے مجرد التصرف ہوا تو وقت اور اسکا صحیح نہیں فلت فیہ تعلیق لان غیر المحیط یجوز فی ثلث مالہ دین کا ہو کذا فی الدرر الخ قولہ ومن

فوقہ کلہ فلو اعتبر الثلث لم تظہر المحاباۃ الخ یعنی ہذا ہو اعرض بلا ہا وقامہ فی الا استثنائی باب قدر الفرض من محیط ہے کہ ہمارے دین میں محیط کا نہیں ہوا

کہ دین غیر محیط میں وقت جائز ہوا اور ثلث مال میں ہو جو بعد ادائے دین باقی رہے بشرطیکہ وقت کے وارث ہوں اور اگر اسکو وارث نہوں تو اسکو کل مال میں بعد ادائے

دین وقت صحیح ہوگا پھر اگر قاضی نے وقت کو بیچا اور اسکو ادائے دین میں وقت کیا خواہ دین محیط ہو یا غیر محیط ہو پہلے وقت کا کامل ظاہر ہوا تو قاضی کا امر باطل ہے دوسری

زمین خواہ اسکو خرید کر خواہ بعد ایمان ہمکا اسعاف میں ہو وقت درایہ کے باب میں وفی الوہبانیۃ ؎ وان وقف المرہون فاقتک فیہ ؎ فارتک حین عیر

فیہ لا یتغیر ای والا فیبطل والمفتی بہ قول ثانی اور ہمارے میں ہو کہ اگر شی مرہون کو وقف کیا پھر اسکو فکاک کیا تو جائز ہو اگر کرایا اور مال ہو کر کرایا

جواب اگر ان میں سے کوئی وقف متصل ہو یعنی اگر وقف بعد مدت کے ہو تو بھی وقف باطل ہوگا اور وقف باطل ہونے کی وجہ سے یہ مکان ملک واقف ہی رہے گا اور وقف منقطع

الا بنقصان فی بدیہ او ذہاب الوقف فیضمنہ الا ما فات شیئا او اجرۃ مثل قبلہ وہی اکثر وما جاز بیعہ جازت اجارتہ بمثل اجرۃ مثلہ او بما تراضیا علیہ وان کرہ احدہما وان زاد احدہما فی اجرۃ مثلہ بعد العقد لم یلتفت الیہ وان زاد فی اجرۃ مثلہ قبل العقد لزمہ ذکرہ قاضی خان وہذا اذا کان الوقف مما یرغب فی استئجارہ بذلک القدر والا فلا یلتفت الی ما یتغابن الناس فیہ عادۃ کما فی الاشباہ والنظائر وان اجر الوقف باقل مما تقدر بہ اجرۃ مثلہ فی المدۃ المستقبلۃ لم یصح الا فی قدر اجرۃ المثل وان اجر بمثلہ او بزیادۃ یسیرۃ تغابن الناس فیہا صح وان اجر بغبن فاحش

ویسمی قضی بالقیمۃ بتشدید الضاد فاعتمادا علی الحکم الاول والاصح کون وقفا بقبول الاول اور مطلب یہ ہے کہ ہر ایک مُسمّٰی قول پر وقف کہے اسطرح زید و عمر و فاضی حسین علما کا اختلاف ہے کہ آیا حاکم کے قضا سے زمین وقف ہوئی یا نہیں کا مگر کہ تو دعویٰ اور کہ زید و عمر و نے زمین خرید کر موقوفہ بنائی زمین اول کی عمر و میں ہمارا دعوا وقف ہوا تھا مقدمہ حاکم پر ثبوت نہیں کہ آیا فی الحین وقف ہوئی یا نہیں اور اختلاف علمائے کہ ایک قول پر استعمال وقف ہو صرف غلہ مصول ہوا ہے اور دوسرا قول پر نہیں ہوا ہے تو قول اول پر ہمارا دعوا ثابت

یا لا فرق التقدیم فی الاستیناف لا فرق بین شرط اور متولی آن وقف میں گواہی ہو گواہی بنا اور گواہی ہو فرد کی مرد وں کے ساتھ اور جو متولی ہو شہرت کی گواہی اصل وقف کی ثابت ہو یہ اس لئے کہ یہ گواہی اپنی سماعت سے تعبیر کی ہے دیں اصل وقف میں اور گواہ کہ وقف ہمیں دیکھ رہے ہو صورت گواہی متولی ہے گا اور ثابت تدویر استعمال کی ہو جو خلاف ظاہر وقف کی ہو جیسے جمعیت مساجد یا بالتسامع جائز ہو جیسا کہ جو شرائط کی ہو صورت گواہی ہو گی اور اگر اسی میں گواہ ہو گواہی متولی ہو گی کذا فی الظہیریۃ اور اگر اختلاف شرائط میں ہو تو اختلاف ہو گا اور اگر اختلاف ہو گا اور اگر اختلاف ہو گا اور اگر

ملا آبادا اور اسکی بیوی جو زندہ تھی اور اسکو کسی نے نہیں مارا تھا اور سال دو سال موجود نہیں مات کل وقت کا امام کہ لیسوتہ فیا واطلبہ عباس الوقف مستند لانہ کالوقف اذ کالقاضی قبل الاسقط مہ کالاخرج کذا فی الدر وجزل کالبزازیۃ وغیرھا قال الحنفیۃ ثم وظائف کل من یتعاطی امور الحکایۃ کالقاضی قال الشیخ ابراہیم فی المنیۃ فتخصیص النسبۃ بالقاضی لیس بقید بل الحکم کذلک فی وقف کالمشایخ وھکذا فی الکبری وجزل کالمفتین اور اما امام و جالہ کہ وہ وقف کہ ابناء یا ایتام او قف مسجد میں یا اور مساجد پر اسکا متعلق قاضی کے اسکو بھی کہ وظیفہ مقرر کرے بعد میں تعین متولی نہیں ہوا اور وہ سال تولیت نہیں ہوا اسکو کہ وہ اجرت کی مستحق ہو کذا فی الدر وجزل صاحب مستصفی بھی شرح میں یہی کہا اور ظاہر مذہب صحیح قول اول کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ متولی کا استحقاق اجرت کا بعد تعین متولی کے ہوا ہے یعنی

الیکر کو دیا پھر وہ مر گیا تو وقف باطل ہو گیا اور مسجد میں اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس کو واپس لے لے اور اسی طرح اگر اس کو کسی شخص نے خرید لیا تو بھی اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس کو واپس لے لے اور اسی طرح اگر اس کو کسی شخص نے ہبہ کر دیا تو بھی اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس کو واپس لے لے اور اسی طرح اگر اس کو کسی شخص نے وصیت کر دیا تو بھی اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ اس کو واپس لے لے اور اسی طرح اگر اس کو کسی شخص نے وقف

الیہ ویتولاہ ہو المتولی کما فی الملتقی واما المستحق علی المعتمد بنازیہ وغیرہا اور اگر ان میں کوئی نہ ہو تو حاکم کرے گا اور اسکا وقف تو جیسا کہ ہمیشہ جاری ظاہر کرے گا مگر متولی ہونے کی قریب الحال ہرگز امید نہیں ہے اور حشل لانہم ہو گا اور وقف میں دو صورت ہیں اور اسکا مستحق ہی کے قول معتمد کنانی البزازیہ وغیرہا ہم وقف میں اجرت مثل لازم ہوتا ہے بخلاف عامل بمقابلہ تعین کے اور جو کہ شرعی سودہ کرنے پر قادر ہی ہو جیسا کہ پیشہ ور ہو سو جانے نہ پایا اور اسی جیسے ہیں مسائل جن میں مسمی اجر معین ہوا اور ظاہر بیان تمام کا اسپر دلالت کرتا ہے کہ مکتب میں بھی کہ جا ہیں کہ ہمارے لیے اسے محالف ہے مخالف نہیں ہوا اور خواندن کہ جیسے کہ سوال کے جواب میں لفظ گو اور ان پر اقتصار کیا ہوں ان سات مسائل کے بعد جو محمد نے کہا ہے کہ قاضی کی محفوظ سول عمل کرنا چاہئے کنانی الظہیریہ والمنتقی سیذکرہ القنی عبیۃ من ولا یستحق اجرۃ ومن سترہ کی جائز نہیں روکہ رکھنا وقف ذکر کیا ہے ذیلعی نے اور ہمکہ کذا فی المنیہ یہ الاستحقاق اسم ہو کہ جس کیلئے ہی ہو اسم ہو اور وقت میں جس ہو اسم ہو اور وقت میں جس ہو اسم ہو اور وقت میں جس

الشافعية بأن الإيصاء صادق على المالك يعني فيصح فيتنفذ برأي المرصد عليه إيداعها كما كانت إلى الحاكم بخلاف ما إذا مرض فأوصى أن يصرف غلة وقفه إلى فقير معين فمات ولم يعلم الموصي بموته حتى غل الوقف فإن الغلة لا تكون للفقير المعين بل تصرف إلى فقراء أقارب الواقف لأن الوصية بالصرف إلى الفقير المعين لا تصح لأنها تمليك مضاف إلى ما بعد الموت وهو لا يصح وإنما تصح الوصية بالصرف إلى الفقراء لأنها قربة وهي تصح بالصرف إلى الفقراء وإن لم يكونوا موجودين وقت الموت وإذا لم تصح الوصية بالصرف إلى الفقير المعين صار كأنه لم يوص بشيء فيصرف إلى فقراء أقارب الواقف لأن الوصية بالصرف إلى الفقراء تنصرف إلى فقراء أقارب الواقف كما في الوقف على الفقراء ولو أوصى بغلة وقفه إلى فقير معين فمات الموصي ولم يعلم بموته حتى غل الوقف فإن الغلة لا تكون للفقير المعين بل تصرف إلى فقراء أقارب الواقف لأن الوصية بالصرف إلى الفقير المعين لا تصح لأنها تمليك مضاف إلى ما بعد الموت وهو لا يصح وإنما تصح الوصية بالصرف إلى الفقراء لأنها قربة وهي تصح بالصرف إلى الفقراء وإن لم يكونوا موجودين وقت الموت وإذا لم تصح الوصية بالصرف إلى الفقير المعين صار كأنه لم يوص بشيء فيصرف إلى فقراء أقارب الواقف لأن الوصية بالصرف إلى الفقراء تنصرف إلى فقراء أقارب الواقف كما في الوقف على الفقراء

قال وقيد الوقف الاستغناء هل يدخل من حتمه بالبيت في الثاني اختلف الإفتاء أخذا من خلاف ما ذكروه في الخيرة ولكن في الخانية أوصى بثلث ماله للفقراء والموصى له محتاج هل يعطى من نصيب الفقراء اختلفوا والأصح أنه يعطى لأنهم أيضا فقراء كذا في التتارخانية وفي الخانية أوصى بثلث ماله لفقراء بلدة كذا وهو محتاج هل يعطى من نصيب الفقراء اختلفوا والأصح أنه يعطى لأنهم أيضا فقراء كذا في التتارخانية

أقول ينبغي أن يكون الخلاف في الموصى له الذي ليس من أهل الوقف كما يدل عليه التعليل بأنهم أيضا فقراء وأما الموقوف عليه المحتاج فلا يتأتى فيه الخلاف لأنه من أهل الوقف فلا يحتاج إلى التعليل بأنه فقير أيضا

وفي الخانية وقف على فقراء قرابته اختار ومنه يعلم حكم المسألة التي كثر وقوعها في زماننا وهي ما إذا وقف على فقراء قرابته ثم على فقراء بلد كذا ثم على الفقراء فإن الغلة تكون لفقراء قرابته ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت لفقراء البلد ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت للفقراء

وفي الخانية وقف على فقراء قرابته ثم على فقراء بلد كذا ثم على الفقراء فإن الغلة تكون لفقراء قرابته ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت لفقراء البلد ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت للفقراء

وفي الخانية وقف على فقراء قرابته ثم على فقراء بلد كذا ثم على الفقراء فإن الغلة تكون لفقراء قرابته ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت لفقراء البلد ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت للفقراء

وفي الخانية وقف على فقراء قرابته ثم على فقراء بلد كذا ثم على الفقراء فإن الغلة تكون لفقراء قرابته ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت لفقراء البلد ما داموا موجودين فإذا انقرضوا صارت للفقراء

لبعض العلماء العذراء فليحفظ اگر وہ بالغہ دخساک نہیں تو ان کو زیادہ کے وقت گواہ جب کہ وہ تعداد جو تراضی فقیروں پر وقف کیا تو بقدر نصاب یا کم و بیش
ان کی اجازت اختیار اور اسی سے معلوم ہو گیا حکم ترتب کیا کہ اگر کے وقت موجود تمام علماء کے واسطے اور اگر کہنا چاہیے کہ بعض فقیروں کے وقت نہ بقدر نصاب یا زیادہ
تمام علماء عالم کو رہنا جائز نہیں اور اسطرح کہ وقت صدقہ نہیں ہوتا ہے کہ وہ ایسی نہ ہو کہ وہ ایسی نہ ہو کہ وہ ایسی نہ ہو

فی حق المشروط لہ صحۃ فلو اقر الناظر انہ یستحق فلان دونہ صحۃ ولو جعل لغیرہ لا یستحق آخر الا اقرار علی نفسہ
کے موجب ہے حتی مجرد یہ کہنے پر کہ اگرچہ بعض معاملات وقف کے مخالف ہو لیکن بر عمل فقط عمر کے حق میں منحصر ہو گا سو اگر واقف شخص نے کسی دوسرے شخص کی آمدنی کو تولیت مشروط ہونا اقرار کیا اور اس آمدنی کا تولیت کے خلاف شخص مستحق ہے تو یہ صحیح ہے اور اگر وقف علیہ اپنا حصہ غیر کو مقرر کیا تو وہ غیر شخص مستحق ہو گا اور اگر کسی کے لئے تولیت کے اخیر میں بیس روپے مقرر کئے ہیں تو یہ اقرار صحیح ہے اور اس کے خلاف واقف یا متولی کا دعوی صحیح نہیں ہو گا اور اگر کسی نے اپنا حصہ غیر شخص کو مقرر کیا تو وہ غیر شخص مستحق ہو گا اور اگر کسی نے اپنا حصہ غیر کو مقرر کیا اور اس کے بعد اس نے اپنا حصہ غیر کو مقرر کیا تو یہ اقرار صحیح ہے اور اس کے بعد اس کا دعوی صحیح نہیں

گیا ہو تو ثابت کرے تو اس کا حکم کیا جائے اور اگر گواہی بھی نہ ہو تو تخویف و سرزنش کیا جائے جبتک کہ وجہ طلبان وقف فقیر پر بہ شرعی ظاہر ہو اور اگر سلطان وقت نظر ظاہر پر کرکے وقف ہونے کا حکم کردے اور وقف کرنے والے کی ملک میں رہ گیا تو اگر وہ زندہ ہو تو اس کی ملک میں اگر واقف مرگیا ہو تو بیت المال کی ملک میں عود کرے گا اگر واقف اور وارث کوئی نہ ہو تو وقف السلطان عاما جائز ولو جہة خاصة فظاهر كما في لا يطيح اور اگر وقف کیا ہو شاہ نے علی العموم تو جائز ہے اور اگر جہت خاص کے واسطے وقف کیا جیسا کہ ایک شخص کی اولاد پر وقف کیا تو ظاہر کلام نقایہ یہ ہے کہ یہ وقف خاص نہیں یعنی سلطان کا وقف بیت المال سے عام ہے جس کو خاص امور اہلکہ خصوصیت بن جانے سے کوئی نفع نہیں ہوتا کذا فی شرح الوہبانیہ لو تعذر المتولي مع أحقر فوقع مكان كذا في المحيط قيد بالمكان لأنه لو كان في زمان آخر لا يقع كما في ظاهر كلامهم قيد بالمتولي لأنه لو كان الواقف هو المتولي ثم مات فجعل القاضي منه بدلا جاز كما في الخانية ولو جعل متولي متولي المتولي لم يجز كما في التتارخانية وفيها لو جعل متولي متولي نفسه ثم مات فجعل القاضي متولي متولي المتولي جاز كما في الخانية ولو جعل متولي متولي الوصي لم يجز كما في التتارخانية وفيها لو جعل متولي متولي الوصي

منقول ہیں میں کہتا ہوں لیکن کتاب الوصایا میں آویگا اور یہ کہ کوئی بھی ہو جبکہ کہ متولی کو اپنے عمل کی اجرت مثل لینا جائز ہے تو اگاہ ہو جاؤ مطلقاً ہے فی ثمار رہنے اور استدراک کیا اور متن قول کا کہ متولی کو نفیسہ زیادہ لینا جائز نہیں اور علامہ تمیمی المقدسین کہ یہ مناقاۃ نہیں اسکو کہ عرف جواز دے صورت سدر کے رہنے اور قطع کے اور جو اجرت مثل اس صورتوں میں ہو جب کہ قاضی نے متولی کو مقرر کیا ہو جائیکہ ہر الواقع من مصطلۃ فرمایا ہے لو تسبیحی تھی اور دلو لیا الصغیر لا بینۃ علی فقرہ وقولہ معہ یمین جہۃ فاذا قضیٰ لہ استحقہ من حین الوقف علیہ فتاوی ابن حجیم اگر زید آتا ہے اور کہتا ہے اپنے قرابت والے محتاجوں پر تو قرابت کا مدعی مستحق وقف ہوگا اگرچہ مدعی عدم کا ہو اور گواہی کے اپنی محتاجی اور قرابت پر حجت قرار نہ کیا یعنی جب قاضی کا حکم ہوگا اسکا استحقاق ثابت ہوگا اور وقف کا ہوگا وقف کرنے کے وقت سے کذا فی فتاوا ابن حجیم

بخلاف وکیل کے کہ اولاد کی بیع اور اجارہ لینے فرزند سے صحیح نہیں وذکر فی الخصاف ان الوصی لا یملک بیع الشاۃ فتوالد الرکن فی الطلب الحدیث ودلیل المحتج کان فی الخصاف ان الرسل یقدم کونہ کمثل الرسل ویقدم من حیث الاحوط فی القیاس ایک شخص نے وقف کیا اہل حدیث پر تو اس نے شافعی مذہب نہ اختیار کیا جب کہ وہ علم حدیث نہ پڑھتا ہو اور حنفی مذہب اہل حدیث میں داخل ہو گا خواہ وہ علم حدیث کی طلب میں جہاں جائے کذا فی الذخیرہ یہی احوط ہے کہ حنفی مذہب حدیث مرسل پر عمل کرتا ہے اور حدیث اہل حدیث مرسل ہوتی ہے اور اسکو مقدم کرتا ہے قیاس پر بخلاف شافعی المذہب کے کہ وہ حدیث مرسل پر عمل نہیں کرتا اور قیاس کو احادیث احاد پر مقدم کرتا ہے ۱۲ منہ حدیث مرسل وہ حدیث ہے جس میں صحابی کا ذکر نہ ہو جیسے یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ جب حنفی کے نزدیک حدیث مرسل بھی قابل حجت ہوا اور بمقابلہ احادیث احاد قیاس متروک ہوا تو حنفی کو اہل حدیث کہنا اولیٰ ہوا علامہ شامی نے کہا ظاہر اس مسئلہ کا وہ ہے جب وقف کو تخصیص محتاجین کی خبر نہ ہو ورنہ الا لاحتاج الیٰ آخرہ اس سے معلوم ہو گیا کہ وقف کی مراد معلوم ہو گئی اور وصیت عدم نیت قرابت کا تقاضا کرتا ہے ۱۲ منہ مجاہدوں نے جب اہل حدیث پایا حنفی کو اور کہا اس نے موافق رائے شیر دل کے حدیث پر عمل کرنا چاہا جب چاہا اور حنفی کا عمل کرنا مرسل پر اور غیر مسکوک کا قیاس پر مقدم ہے کرنا اسکی تخصیص کا مقتضی نہیں ہوتا الخ وجاز علی الغنی ولو کان لاعلی الصوفی لزید الغنی ان ھو احوج اور وقف جائز ہوتا ہے تونگروں اور کنگلوں پر صوفیوں اور امیروں پر یہی قول صحیح تر ہے اگر ان میں ہو کر وقف میں بیشتر ہو کذا کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ ذکر کیا قرآن پڑھا مبائی اہل ہو لیکن فقیر اور محتاج ہو

العلة اليه وتجاوز وكربينة لهم صرح قوا بعدم الضمان تعويل الورثة على ارادته وتحميل ارادة مورثهم كما ترى ومن هذا ما اذا مرض الموصى له مرض الموت فمات بعد الموصى فان الموصى له لا يرث لان الوصية تنفذ من الثلث بعد الموت وقد تعلق حق الورثة بالمال عند مرض الموت فلا يسقط بموت الموصى له بعد ذلك كما في الفتح وغيره وقد صرح في الخانية بان الوصية للقاتل باطلة وان برئ من الجراحة ومات المجروح حتف انفه لان الوصية تتم بالموت وقد صار القاتل غير اهل عند الموت وهذا ظاهر في ان الوصية لا تتم بالموت الا اذا كان الموصى له اهلا عند الموت وان برئ من الجراحة ومات حتف انفه

باقی رہے تو برابر تقسیم ہوگی خدمت حالیہ اور سابقہ میں بدون زیادتی بعض کے بعض پر موجب بدعت ہے کہ تفاضل ہم تفاوت و عاقبت کی بیچ ہے کہ وقف کیا اپنی نسل اور ذریت پر خواہ ہمیشہ یا بعض نسل میں اور اولاد ذکور میں اور اناث میں اور بنات اسپین باہم میں اور اولاد ہیں اور اولاد کے اور اولاد کے اور اولاد کے

اولادِ ابنِ ابو هما من اولادِ الظهور و یأتیه یستحقُّ نصیبهما لصیرورتهما من اولادِ الظهور بما عتبار ابیهما کما یُعلم من الاستدراک و بتدبیر اور ہر شخص کے حق میں جسنے وقف کیا ذکور کی اولاد پر سو ایک عورت جس کو اسکے بیٹے کی بیوہ اور جو اسکے بیٹے کی بیوہ ہو ذکور کی اولاد میں سو ہر بیوہ قسم من کے جو کہ اسکے بیٹے کا حصہ اور نہ ولد کہ میراث منتقل ہوگا اسکو اسکے مرد فوت پر سبیہ صادق آتا ہے کہ وہ ذکور کی اولاد میں سو ہر ایک اپنے باپ کے اعتبار سے جیسا کہ اسمیں اور دیگر وجوہ سے ہو ہر ایک کو ہر ایک پر تفضیل ہے اور اسکے ساتھ ہی ہر ایک کو ہر ایک پر مساوات ہے تو وقف جامع نہیں ہوگا کیونکہ اسمیں ایسی عورت ہے جو اپنے باپ کے اعتبار سے اوروں پر تفضیل کرے گی اور اسکے ساتھ ہی ہر ایک کو ہر ایک پر مساوات ہے اور ذکور کی اولاد میں سو ہر ایک اپنے باپ کے اعتبار سے اوروں پر تفضیل کرے گا اور اسکے ساتھ ہی ہر ایک کو ہر ایک پر مساوات ہے اور اسی طرح اناث کی اولاد میں سو ہر ایک اپنے باپ کے اعتبار سے اوروں پر تفضیل کرے گی

ولو وقف علی اولادہ الذکور دون الاناث فکذلک فی الصحیح اور اگر وقف کیا تو اوسکی تمام نسل کی شامل ہوگا یعنی اگر کوئی کہے کہ میرا وقف اوپر میری اولاد کے ہے تو اوسمیں جو کوئی اوسکی نسل سے ہوگا خواہ اوسکی پشت سے ہو خواہ عورت کی پشت سے ہو سب شامل ہونگے اور یہی صحیح ہے اور اگر وہ کہے کہ میرا وقف اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پوتے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پوتے ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں کے ہے تو اوسمیں پڑپوتے کے بیٹے نہ ہونگے اور اگر کہے کہ اوپر میرے بیٹوں ک

علیہ برابر قسمت ہو گا یا فرق کسی کے لئے زیادہ کسی کے لئے کم ہو گا اور اگر وصیت کی زید اور اناث کو یہ سب لڑکے مشترک ۔ مشترین اور حالانکہ درمیان فرقہ ذکر میں یا فقط اناث ہیں تو حسب قرآن کے ساتھ مرد اور مرد دو عورتوں کے ساتھ عورتیں فرض ہونگی اور وصیت اور تقسیم ہو گی علی ذکر مثل حظ الانثیین اور مسلم مفروض اور قرآن کی تقسیم راجع ہو گا وہ فرق کی یہ ہو گا کہ وقف میں تمام اہل وقف واقف کی ملک سے نکل جاتا ہے اور اگر ذکور اناث مرد اور عورت فرض ہو تو وہ حصہ جو کہ مرد قوت علیہ مساکین کو ملیگا بخلاف وصیت کے اس واسطے کہ جب ذکور اور اناث کو بطور وصیت ہی فقط ذکور یا فقط اناث تو حین وصیت تسلیم ہوگئی اور واقف کے مملوک ہو گئے لہٰذا وصیت نہیں تو یہاں فرض کرنا ضرور پڑا معلوم ہو جاتا ہے کہ واقف کی طرف کسنا راجع ہو گا کما فی القہستانی وعن ہذا ذہب الاکثرون ثم ہذا ولد قال فی القنیۃ وقف علی اولادہ وعلی اولاد اولادہ ابدا ما تناسلوا وکلما مات احد منہم کان نصیبہ للباقین فالغلۃ بینہم علی حسب حقوقہم ویدخل فیہ ولد البنات ویقدم فیہ الذکر علی الانثی ویستوی فیہ ولد الابن والبنت عملا بالشرط اور اگر وقف کیا ہو واقف نے اپنی اولاد اور نسل پر ہمیشہ اور جو انہوں میں سے مر جاوے تو اس کا حصہ اسکی نسل کیلئے طبقہ اسکی طبقہ کے اور اسکی نسل کے ہر طبقہ میں اولاد اور نسل کے برابر ملیگا اور اگر وقف کیا ہو اپنی اولاد اور نسل پر ہمیشہ اور جو انہوں میں سے مر جاوے تو اس کا حصہ اسکی اولاد اور نسل کو ملیگا بشرطیکہ ہر طبقہ میں اولاد اور نسل کو برابر ملیگا اور اگر وقف کیا ہو اپنی اولاد اور نسل پر ہمیشہ اور جو انہوں میں سے مر جاوے تو اس کا حصہ اسکی اولاد اور نسل کو ملیگا بشرطیکہ ہر طبقہ میں ذکر کو مثل حصہ دو انثیٰ کے دیا جاوے

الفقیر قدیر وجود المنة الا ترى ان الصلاة اذا تمت تقيدت بالوقت فاذا خرج وقتها فات ولم يبق الا القضاء وكذا الصوم اذا مضى يومه فات ولم يبق الا القضاء وكذا الحج اذا فات عن وقته فات ولم يبق الا القضاء وكذا الزكاة اذا مضى عليه حول كامل وتمكن من الاداء فلم يؤد حتى هلك المال سقطت الزكاة ولم يبق الا الاثم وكذا الكفارة اذا وجبت بالحنث ولم يؤد حتى مات سقطت ولم يبق الا الاثم وكذا الوصية اذا وجبت بالموت ولم يؤد حتى هلك المال سقطت ولم يبق الا الاثم وكذا الدين اذا وجب بالاستهلاك ولم يؤد حتى هلك المال سقط ولم يبق الا الاثم وكذا الوقف اذا تم بالقبض وبالاستعمال ولم يؤد حتى هلك المال سقط ولم يبق الا الاثم فهذا ما ظهر لي في هذه المسئلة والله تعالى اعلم بالصواب

فصل في الاستثناء في الوقف

قال (ويجوز للواقف ان يستثني غلته او شيئا منها لنفسه او لمن يسميه من الناس مدة معلومة او غير معلومة) وقال الشافعي رحمه الله الاستثناء باطل والوقف جائز وقال زفر رحمه الله الوقف والاستثناء باطلان وقال مالك رحمه الله الوقف جائز والاستثناء جائز وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله الوقف والاستثناء جائزان وقال ابو يوسف رحمه الله الاستثناء جائز في الوقف والبيع والهبة والصدقة والعتاق والطلاق وقال محمد رحمه الله الاستثناء جائز في الوقف والبيع والهبة والصدقة والعتاق ولا يجوز في الطلاق وقال الشافعي رحمه الله الاستثناء باطل في الكل وقال مالك رحمه الله الاستثناء جائز في الكل وقال ابو يوسف رحمه الله الاستثناء جائز في الكل الا في الطلاق وقال محمد رحمه الله الاستثناء جائز في الكل الا في الطلاق والعت

والظاہر یعنی کہا البتہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس شرح میں جو حوالہ کیا ہے وہ بعض مسائل کو ذکر کیا ہے جن میں اختلاف شافعیہ متقدمین اور بین اول مسائل کو شمار کرکے دلایل ذکر کرتا ہوں کہ تمام ہوں مثلاً مسئلہ یہ ہے کہ ایک شاہد کی گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار روپیہ مدعی کے اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار روپیہ کا اقرار کیا تو گواہی مقبول ہے الشافعیہ اذا شہد واحد بجزء شیوع شہد الاخر بالاقرار بقدرہ تقبل الزیادۃ وتقضی بالاقل ۳ اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے مدعی کے پاس گیہوں کا ایک کھر تھا ہر تو ہر ایک کی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ناقص کیہوں ہر ایک کی گواہی مقبول ہوگی اور اقل پر حکم ہوگا ۴ کہ مضاربہ اول وثلثہ یا ثانی بیانہ کا ہے الثالثۃ اذا شہد واحد بقولہ قال لی فلان مضاربہ والاخر بضاعۃ قال لی فلان بضاعۃ تساقطا ویحلف المضارب عند ابی حنیفۃ رح کہ اس کو دینا ہوگا اور ایک گواہ نے کہا کہ بیشا بوری دینار تھا اور دوسرے نے گواہی دی بخاری دینار تھا اور مدعی بیشا بوری کا ہے مدعو علیہ کہتا ہے اور ہی کہ میں نے تو بخاری کا کہا ہے تو ایک گواہ کا اتفاق ہوا اختلفا فی البضاعۃ والمضاربۃ ۴ اگر دو گواہ اختلاف کریں ہبہ اور عطیہ میں الخاصمان فی ہبۃ واحدۃ اذا شہد احدہما انہ وہبہ والاخر انہ اعطاہ تساقطا فی نظر الکتاب والقدوری ۵ اگر شاہد کریں نکاح اور تزویج کے لفظوں میں ۶ کہ ایک گواہ نے کہا کہ تطابق لفظی میں ہے شرط نہیں کہ وہی بعینہ لفظ مذکور ہو بلکہ بالمعنی ہو اسکو مراد ہوں تو ہبہ اور عطیہ کا اختلاف نکاح اور تزویج کا اختلاف مانع قبول گواہی نہیں اتنو حمدی نے کہا تو اب استثنا کی حاجت نہیں کہ وہ اتفاق میں بیان اختلاف ہی نہیں السادسۃ شہد احدہما انہ جعلہا مہرہا موقوفۃ ابدا علی ان لزید ثلث غلتہا وشہد الاخر ان لزید نصفہا تقبل علی الثلث ۶ ایک نے گواہی دی کہ وقف نے زید کے اور دوسرے نے گواہی دی کہ وقف نے زید کے اور دوسرا نصف کا ہے اس شرط پر کہ زید کا دوسرا تمام غلہ ہا اور دوسرا گواہ دیتا ہے کہ زید کا دوسرا نصف غلہ ہا تو گواہی تمامی پر مقبول ہوگی اور بھی اگر ایک کل کی گواہی دی اور دوسرا نصف کی تو نصف متفق علیہ پر حکم ہوگا بشرطیکہ مدعی الکل کا دعوی کرتا ہو بالسابقۃ لانہ تم بہ الشہادۃ فشہد احدہما بالاحراز المستاجر اقر بذلک وشہد بہ الاخر تقبل ۷ ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے بیع الوفا کی بیع کی تو ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے بیع الوفا کی بیع کی تو گواہی مقبول ہوگی کہا کہ مشتری نے بیع الوفا کا اقرار کیا تو مقبول ہے ۸ بیع الوفا میں کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہر فعل کا یہی حکم ہے کہ بحالت فعل دو گواہ کے گزرانی الحلبی عن البحر الشامنۃ شہد احدہما انہا جاریتہ والاخر انہا کاتبتہ تقبل ۸ گواہی دی کہ وہ لونڈی اس کی ہے دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اس کو مکاتب کیا ہے تو گواہی مقبول ہوگی التاسعۃ ادعی انہا مطلقۃ فشہد احدہما علی اقرارہ بالفرض والاخر بالعفو عنہ تقبل ۹ دعوی کیا مطلق ہزار کا باقی قرض کا اور دوسرے نے سوا ایک کے گواہی دی مدعا علیہ کے اقرار پر قرض کی اور دوسرے نے ہزار امانت کی تو مقبول ہو العاشرۃ ادعی انہا وہبہ لہ واعاد الیہ فشہد احدہما بالہبۃ والاخر بالاعادۃ تقبل ۱۰ دعوی کیا ابراء دین کا اور دوسرے نے گواہی دی کہ دائن نے مدیون کو دین ہبہ کر دیا یا خیرات کیا یا دوسرا جائز ہو اسکو ہبہ کرنا اور رشتہ دار کو تو قبول ہوگا اور دائن نے اس کو واپس کر دیا الحادیۃ عشرۃ ادعی الہبۃ فشہد احدہما بالقبض والاخر بالہبۃ والاستلام تقبل ۱۱ دعوی کیا ہبہ کا یعنی دائن نے ابراء من دین کو ہبہ کر دیا سوا ایک نے براءت کی گواہی دی اور دوسرے نے ہبہ کا تحمیل کی تو جائز ہو الثانیۃ عشرۃ ادعی الکفیل الہبۃ فشہد احدہما بالاداء والاخر بالابراء جاز وقبلت الابراء ۱۲ دعوی کیا ضامن نے ہبہ کا یعنی مدیون اصیل کو دائن نے بری کر دیا تو ایک نے گواہی دی ادا کرنے کی اور دوسرے نے ابراء کی تو جائز ہوا اور ابراء قبول کی الثالثۃ عشرۃ شہد احدہما علی اقرارہ بالہبۃ والاخر علی الاقرار بالاعتاق بانہ اودع منہ ہذا العبد تقبل ۱۳ ایک نے گواہی دی مدعا علیہ کے اقرار پر کہ اس نے مدعی سے غلام لیا ہے اور دوسرے نے اسکی اس اقرار پر کہ اس نے مدعی کے غلام طلبہ ودیعت کے رکھا تو گواہی مقبول ہوگی ۱۴ صورت اسکی یہ ہے ایک شخص کا دعوی ہے کہ میرا غلام طلبہ ودیعت کے رکھا ہے اور دوسرے شخص کا دعوی ہے کہ میرا غلام طلبہ ودیعت کے رکھا ہے مدعی مذکورہ ثابت کی تو مدعی غلام کا ہے دیگر اور بیشتر ہو گا سلمۃ الاربعۃ عشرۃ شہد احدہما انہ غصبہ منہ والاخر انہ اودعہ منہ ہذا العبد تقبل ۱۴ ایک گواہ نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے مدعی سے غلام کو غصب کیا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ امانتاً اس کے پاس ودیعت رکھا ہے تو مدعی کا ہوگا الخامسۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ والاخر انہا جاءت بولد تقبل ۱۵ ایک گواہ نے گواہی دی کہ عورت اسکی باندی ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ عورت اسکی لڑکی جنی ہے اور دوسرے نے یہ کہا کہ اس سے عالم بھی ہوئی تو مقبول ہوگی صورت اسکی یہ ہے کہ زوجہ نے زید کے طلاق دیدی اسکی پرورش کی ہر گواہوں نے شہادت مذکورہ دی طلاق واقع ہوگی اس سے اسکو کمال خالی دلالت لازم ہو تو گویا اور اس نے دلالت کی گواہی دی السادسۃ عشرۃ شہد احدہما انہ اقر انہ لا حق لہ والاخر انہ سکت فتقبل ۱۶

ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ گھر مدعی کا ہے اور دوسرے نے یہ کہ مدعی اوسمین ساکن تہا تو مقبول ہوگی ھم ہر چند سکونت اجارہ وعاریہ بھی ہوتی ہے لیکن ملک
اوسمین اصل ہے لہذا گواہی مقبول ہوگی علی المتعدد میں کہ دوسرے کی شہادت سے ملک کی تائید ہوگئی السابعۃ عشرۃ شہد احدہما انہا ولدت منہ ذکرا وقال الاخر
انثی تقبل ۱۷ ایک نے گواہی دی کہ زوجہ نے لڑکا جنی اور دوسرے نے کہا کہ اوسکی لڑکی جنی تو مقبول ہے ھم صورت اوسکی یہ ہے کہ طلاق اوسکی معلق ولادت پر معلق
ہو جیسے تھی الثامنۃ عشرۃ انکر اذن عبدہ فشہد احدہما علی اذنہ فی الثیاب والاخر فی الطعام تقبل ۱۸ مولی نے انکار کیا اپنے غلام کو تجارت کے
اذن دینے کا تو ایک نے گواہی دی کپڑوں کی تجارت کا اذن کی اور دوسرے نے طعام کی تجارت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ ایک قسم میں اذن دینا تمام
انواع کو شامل ہوتا ہے کذا فی باب الاذن التاسعۃ عشرۃ اختلف شاہدا الاقرار بالمال فی کونہ اقر بالعربیۃ او بالفارسیۃ تقبل بخلافہ فی الطلاق
۱۹ اختلاف کیا اقرار مال کے دو شاہدوں نے کہ اوس نے عربی زبان میں اقرار کیا یا فارسی میں تو مقبول ہوگی بخلاف طلاق کے کہ اوسمین مقبول نہوگی یعنی اسواسطے کہ اقرار
میں اتفاق معنوی کافی ہے بخلاف طلاق کے العشرون شہد احدہما انہ قال لعبدہ انت حر والاخر انہ قال آزادی تقبل ۲۰ ایک نے گواہی دی کہ
مولی نے اپنے غلام سے عربی میں کہا کہ انت حر یعنی تو آزاد ہے اور دوسرے نے کہا فارسی میں آزادی یعنی تو آزاد ہے تو مقبول ہے الحادیۃ والعشرون قال لامرأتہ
ان کلمت فلانا فانت طالق فشہد احدہما انہا کلمتہ غدوۃ والاخر عشیۃ طلقت ۲۱ زوج نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو نے فلان سے بات کی تو تو طالق
ہے تو ایک نے گواہی دی کہ اوس نے اوس سے اول روز بات کی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اوس سے آخر روز بات کی تو وہ مطلقہ ہوگی الثانیۃ والعشرون ان
طلقتک فعبدی حر فقال احدہما طلقہا الیوم والاخر انہ طلقہا امس یقع الطلاق والعتاق ۲۲ زوج نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر میں تجھکو طلاق دوں تو
میرا غلام آزاد ہے سو ایک نے گواہی دی کہ اوس نے آج کے دن اوسکو طلاق دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اوسکو کل طلاق دی تو طلاق اور عتاق واقع ہوگی ھم
اس مسئلہ میں اور مسئلہ سابقہ میں مقصود وملحوظ ہے یعنی حصول شرط قطع نظر زمان سے الثالثۃ والعشرون شہد احدہما انہ طلقہا ثلثا البتۃ والاخر
انہ طلقہا ثنتین البتۃ یقضی بطلقتین ویملک الرجعۃ ۲۳ ایک نے گواہی دی کہ زوج نے زوجہ کو تین طلاق البتہ دی اور دوسرے نے گواہی
دی کہ دو طلاق البتہ دی تو دو طلاق کا حکم ہوگا اور زوج رجعت کا مالک ہوگا ھم اگر لفظ البتہ کا شہادت میں متعلق ہو نہ طلاق سے تو رجعت بلا کلفت ثابت ہے اور اگر
طلاق سے متعلق ہو تو ملک رجعت سے مراد یہ ہے کہ اعادہ نکاح کا مالک ہے بعقد جدید اسواسطے کہ طلاق بائن کے بعد اعادہ عقد جائز ہے الرابعۃ والعشرون شہد
احدہما انہ اعتق بالعربیۃ والاخر بالفارسیۃ تقبل ۲۴ ایک نے گواہی دی کہ مولی نے عربی زبان میں غلام کو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا فارسی میں
تو مقبول ہے ھم یعنی شاہد نے عربی فارسی میں گواہی دی اور شاہد نے یہ نہیں کہا کہ مولی نے حر یا آزاد کہا تو یہ مسئلہ بیسوین مسئلہ کے ساتھ مکرر نہوا کہ اوسمین
قول مولی کا عربی فارسی میں مذکور ہے الخامسۃ والعشرون اختلفا فی مقدار المہر یقضی بالاقل ۲۵ شاہدوں نے اختلاف کیا مقدار مہر میں تو
اقل مہر پر حکم ہوگا ھم طحطاوی نے کہا جامع الفصولین میں مذکور ہے کہ شاہدوں نے بیع اور اجارہ اور طلاق اور عتاق کی گواہی دی عوض مال کے اور مختلف ہوگی
مقدار مال میں تو گواہی مقبول نہیں مگر نکاح میں مقبول ہے اور مہر میں مہر مثل کیطرف رجوع ہوگا اور صاحبین نے کہا کہ نکاح میں بھی مقبول نہیں انتہی تو اقل پر حکم
کرنا اسکو منافی ہے السادسۃ والعشرون شہد احدہما انہ وکلہ بخصومۃ مع فلان فی دار سماہ وشہد الاخر انہ وکلہ بخصومۃ فیہا
وفی شیء اخر تقبل فی دار اجتمعا علیہا ۲۶ گواہی دی ایک نے کہ فلانے نے فلانے کو فلانے کے ساتھ خصومت کرنیکا وکیل کیا ہے اوس گھر میں جسکا وکیل نے
نام لیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اوس نے اوسکو خصومت کا وکیل کیا ہے اوسی گھر کی خصومت میں اور دوسری چیز کی خصومت میں بھی تو گواہی مقبول
ہوگی اوس گھر کی وکالت میں جسپر دونوں شاہد متفق ہوئے السابعۃ والعشرون شہد احدہما انہ وقفہ فی صحتہ والاخر بانہ وقفہ فی مرضہ
قبلا ۲۷ ایک نے گواہی دی کہ واقف نے اسکو وقف کیا اپنی صحت میں اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اوسکو اپنے مرض میں وقف کیا تو دونوں مقبول ہیں ھم
طحطاوی نے کہا لیکن اوسکی تصریح نہوئی کہ وقف کل میں ہوگا یا ثلث میں اگر اوسکا وارث ہی نہیں اور ظاہر ثلث ہی میں معلوم ہوتا ہے مگر اسکو نقل ثابت کرنا چاہئے
الثامنۃ والعشرون لو شہد شاہد انہ اوصی الیہ یوم الخمیس والاخر یوم الجمعۃ جازت ۲۸ اگر ایک شاہد نے گواہی دی کہ زید نے خالد کو

شہادت دی کہ یہ جنبہ کے دن تو بائع ہم التاسعة والعشرون اذ کنی مالا فشهد اشهدا المحتال علیہ انہ احالہ علیہ بما یشهد بالاحالة فقبل ۳۹ یعنی نے دعوی کیا ال کا اسوا ایک گروہ نے گواہی دی کہ محتال علیہ پر اسکو دا ہن سے مال ادا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعی علیہ مدعی کے میدون کا ضامن ہوا جو اسطوا سے مال کے تو گواہی مقبول ہے ہم خوتم مبنی دائن اور مدیون دونو کے بولا جاتا ہے سو میان حرتم اول مجنے دائن ہے اور خریم ثانی مبنی مدیون ہے اور محتال علیہ وہ جو سبب کو مدعی مال حوالہ کرنے کو مبنی اقرار ہوا اور وقبول کے صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ زید نے خالد پر مال کا دعوی کیا سو خالد نے انکار کیا تو زید نے دو شاہد لاکر انے ایک شاہد نے یہ گواہی دی کہ خالد محتال علیہ یعنی خالد نے زید کے دائن نے حوالہ کیا اور خالد پر کہ یہ مال ہے اور دوسرا دوین خالد پر ہے تو زید کو دلایا اور دوسرے نے گواہی دی کہ خالد نے ضامن ہوا تو مدیون زید کا خلاصہ یہ ہو کہ مال خالد پر بہ صورت ہو لیکن اب کیا ہے کہا کہ دو سبیل بطریق احالہ ہوا اور دوسرے نے کہا بطریق ضمانت ہوا دربارہ صورت شیخین صاحب کے کلام ہیں آگے آوے گی اور اس نے کہا ہو کہ حکم ضمانت ہے ہم کا سلسلہ کہ دو اہل ہو گواہ فی الطرفین الثلثین شهدا احدهما انه باعه كذا الشهر ومضى شهدا الآخر بالبيع والقبض لاجل الثمن ۳۸ ایک نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ ایک مہینہ کی مدت پر اور دوسرے نے بیع کی گواہی بلا ذکر مدت دی تو مقبول ہر الحادیة والثلثین شهدا احدهما انه باعه بشرط الخيار ثلثة ايام ولم يذكر الآخر الخيار تقبل فيهما ۳۱ ایک نے گواہی دی کہ اس نے بیع کی بشرط خیار تین دن کے اور دوسرے نے خیار کا ذکر نہ کیا تو دونو میں مقبول ہر الثانية والثلثين شهدا واحد انه وكله بالخصومة فهو لاغ الا في الكوفة او في مصر عند قاضي البصرة تقبل ۳۲ ایک گواہ نے گواہی دی کہ مدعی نے اس کو اس کمرہ کی خصومت میں وکیل کیا قاضی کوفہ کے سامنے اور دوسرے نے کہا کہ قاضی بصرہ کے سامنے تو دونو کی گواہی ہائیر ہر الثالثة والثلثين شهدا انه وكله بالقبض ولم يذكر انه جرّا تقبل ۳۳ ایک نے گواہی دی کہ مدعی نے قبض کرنیکا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اوسکو سلف کیا تو مقبول ہر ہم تو اجرا من الجرة بمعنى السليف كذا في المحيط الرابعة والثلثون شهد احدهما انه وكله بقبض كذا ولم يذكر انه سلّمه عليه فهو قبض تقبل ۳۴ ایک نے گواہی دی کہ مدعی نے قبض کا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اوسکو قبض کرنیکا وکیل کیا اور سلف نہ کیا ہم بہ صورت ہے سلسلہ کیا ہم کہ اوسکو قبض کرنیکا وکیل کیا تو مقبول ہر فرق ہے الخامسة والثلثون شهدا احدهما انه وكله بقبضه ولم يذكر انه اوصى له بقبضه جاز ويقبل ۳۵ ایک نے گواہی دی کہ اوسکو قبض کرنیکا وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اوسنوا وسکو اپنی زندگی میں اوسکو قبض کرنیکی وصیت کی تو مقبول ہر ہم موصی الیہ قبض میں نائب وکیل کے ہے حقیقہ تو کیل نہیں ہم اسکو کہ وکالت موت سوا طل ہو جاتی ہے السادسة والثلثون شهدا احدهما انه وكله بقبضه ولم يذكر انه اوصى له بقبضه فهو لغو تقبل ۳۶ ایک نے گواہی دی کہ اوسنوا وسکو وکیل کیا اپنے دین کے طلب کرنیمیں اور دوسرے نے کہا کہ یہ اضافہ نہ کیے کہ اسطو وکیل کیا تو مقبول ہی السابعة والثلثون شهدا احدهما انه وكله بقبضه ولم يذكر انه خليفته تقبل ۳۷ ایک نے گواہی دی کہ اوسنوا وسکو وکیل کیا اوسکی قبض کرنیکو اور اسطو اور دوسرے نے کہا کہ اوسکو خلیفہ کرنیکو اسطو تو مقبول ہر الثامنة والثلثون شهدا احدهما انه وكله بقبضه ولم يذكر انه اجره ولا انه اوصى له بقبضه فهو لغو تقبل ۳۸ ایک نے گواہی دی کہ اوسنوا وسکو وکیل کیا اور دوسرے نے کہا کہ اوسنوا وسکو اجیر کیا اوسکو قبض کرنیکو اور اوسکو نے تو مقبول ہر التاسعة والثلثون اختلفا في شئ اقر اقراره في الوقف تقبل ۳۹ دو شاہد نے اختلاف کیا وقف کرنیمیں زمانہ اقرار فی الوقف میں ہم اسمیں قاعدہ کلیہ ہم کہ مشہور ہر کہ اگر قول بعض ہو تو اختلاف زمانی یا مکانی تول شہادت کا مانع نہیں بسبب ممکن ہونے اعادہ اور تکرار کے قول ابن ابی لیلی بعض مشائخ نصب ہے اقوال متقابل فصل جامع ہر جامع کہ اگر قول دونو اسمیں اختلاف زمان یا مکان کا مانع ہو تو قبول نہ ہو لیکن بعض شارحین اسکو شرط جانا اور وہ فعل ہو کہ ازالی الطرفین عرض ہم الوساطة عرض ہم الاستقامة اختلفا في مكان اقراره باطل ۴۰ شاید دو نے اختلاف کیا وقف کے مکان اقرار میں تو قبول نہ ہو لانہ یمین اختلفا في وقفه او في حدوده قبل ۴۱ اہم کو اجرا نہ ہے اختلاف کیا وقف کا وقف کرنیمیں اوسکی حدود میں ہم مسئلہ سابقہ مسئلہ کے ساتھ ملحق کرو ہر گواہی الثانية والثلثون شهدا احدهما بوقفه على زيد والآخر على عمرو يكون وقفا على الفقراء ۴۲ ایک شاہد نے گواہی دی وقف کی زید پر اور دوسرے نے عمرو پر تو مقبول ہو اور یہ وقف فقیروں پر ہو گا اشتہ کلام الامام الحلوائي وزدت بفضل الله على ما ذكره المصنف مسئلا منها اختلفا في تاريخ الرهن بان

شهد احدهما انه رضی من الخمس الاخر بکذا قبل جواز القسمة ثم عند القسمة لم یعتد بما قالہ یعنی اگر دو شخص ایک مشترک مال کے بارے میں دو الگ الگ گواہیاں پیش کریں اور ایک گواہ یہ گواہی دے کہ اس نے سنا کہ ان دونوں نے آپس میں تقسیم سے پہلے یہ طے کیا تھا کہ پانچواں حصہ فلاں کو ملے گا اور دوسرا گواہ یہ گواہی دے کہ اس نے سنا کہ ان دونوں نے آپس میں تقسیم سے پہلے یہ طے کیا تھا کہ پانچواں حصہ فلاں کو ملے گا تو ایسی صورت میں گواہیاں قابل قبول نہیں ہوں گی اور اگر تقسیم کے بعد ایسی گواہیاں پیش کی جائیں تو بھی قابل قبول نہیں ہوں گی۔ وعن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یقبل اذا شهد احدهما انه رضی بعد القسمة بکذا وشهد الآخر انه رضی بکذا قبلت شهادتهما ویقضی بالنصف لکل واحد منهما لان الرضا بعد القسمة بمنزلة الاقرار بالملک ولو شهد احدهما انه رضی بکذا والآخر انه رضی بکذا وش

جامعین الفصولین اور بزاز نے بھی یہ کہا ہے کہ اگر کسی چور کی بالاتفاق گواہی دی اور اتفاقاً دیکھا اور دیکھنے والے میں کمزوری نہ ہو تو گواہی اس کمزور کے نزدیک مقبول ہوگی خانیہ صاحبین کے نزدیک فی جامع الفصولین ومنہا شہد احدہما بکفالۃ والآخر بکفالۃ ثبتت الکفالۃ بالاتفاق اور اگر جامع الفصولین اور بزاز نے کہا یہ کہ ایک نے کفالت کی گواہی دی اور دوسرے نے حوالہ دینے کی تو کفالت ثابت ہوگی اور اسی طرح کہا صاحبین کے نزدیک اور فی جامع الفصولین بھی یہ صورت ہے اور تاتارخانیہ میں عورت کے ساتھ مرد ہے ومنہا شہد احدہما انہ وکلہ بطلاقہا والآخر انہ وکلہ بطلاقہا وطلقہا فوقع طلاق واحد بالاتفاق فلو قال وکل وطلاق الخ اقتضاء اور ازبزازیہ ایضاً اور ازبحر یہ کہ اشباہ میں ہے کہ اگر ایک گواہی دی کہ شوہر نے فقط طلاق دی دوسرے نے گواہی دی کہ اس طلاق کا اور دوسری طلاق دینے کا وکیل کیا ہے تو ایک طلاق کا وکیل ہوگا اور دوسری طلاق کی گواہی نہیں ہے ومنہا شہدا علی طلاقہا انہ عزلہ ولم یشہدا بوکالۃ اخر فہو وکیل وطلاقہا واقع اور اسی بحر یہ سے ہے کہ اگر ایک گواہی دی کہ شوہر نے عورت کو طلاق دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس طلاق کا وکیل کیا ہے تو ایک طلاق کا وکیل ہوگا اور دوسری طلاق کی گواہی نہیں ہے ومنہا شہدا علی اقرارہا انہا اعتدت وانہا تزوجت فلانا وہی تنکر ذلک لا تقبل شہادتہما اور اسی بحر یہ سے ہے کہ اگر ایک گواہ نے کہا کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ شوہر نے اس کو تین طلاق دی ہیں اور دوسرے نے کہا کہ دو طلاق کا اقرار کیا ہے تو گواہی ثابت نہ ہوگی

اپنی کتاب بحر الرائق میں کہا جب بنیاد بنانے اور اکھاڑنے مکھنے کے وقت ازسرِ نو تبدیل ہو جائے اور اس کے باقی رہنے کا مقصود پورا نہ ہو تو حکم بھی وہی ہوگا جو بنیاد کے ہٹانے کا ہے اور ظاہر الجواہر میں جنید سے مسائل نقل کئے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مسجد بیچ دی اور مسجد کے متولی نے اس کو بیچ دیا پھر وہ مسجد بیچنے والے کے پاس لوٹ آئی تو اس کو اختیار ہے کہ اس میں نماز پڑھے یا اس کو بیچ دے اور اس کو اختیار ہے کہ اس کو بیچ دے اور اس کو اختیار ہے کہ اس کو بیچ دے اور اس کو اختیار ہے کہ

الصلاح فتشاغلین الزوائد بنحو عطارۃ کے کہا ہیں الزوائد جمع زائدہ کی اور حمل اور شاغلہ یا کہ
فقط اہل حمل اور صلاح کی تو یکلف سے ہر ایک میں ہر کہ مرجح کہ عبارت مذکور خالی از لکنت نہیں ہے
انت العلیم جہ اصلح فی الجملہ فرمایا ہے فتسلک حمل کا الحق ہے لیکن ان السکوت اجب کہ سکوت
واسکو کلا سے سکوت کرنا اور سکوت کرنا ہے جب باتوں اور سکوت کرنا ہے اسکا سکوت بنزلہ کلام ہے
ما فی القضیۃ بعدان رجع بعد القرعت ولو رفعت الیہ بلا جازلہ ان یطالب بالبینۃ کہ اگر
اصلیتی المبوض فی فہو شہیتین یقضی بالبینۃ اذا ادعی ہو یقبل منہ اذا ادعی بامر یشہد
زمانا یعرض بذلک رضاہ لو لیس لہ ان یطالب بعد ذلک وان لو یتکن کہ شی ہے
اگر یہ زوجہ زوجہ کے پاس بھی گئی ہو دن دیتہ کے تو زوجہ کو مطالبہ کرنا دون دنانیر کا جو اسکا ہا ہو
آزاد مقصد دیتہ کا جو ادکی عرف میں معہود ہے ساتھ لانے سے اور عرف میں یہ نہ ہو تو اسکو
مال کا وکیل لگا کہ سے بھیجا تھا جائز ہے اور معتبرہ دیتہ ہے جو زوجہ کی منعقت کیوجہ سے ہلکی یا بھاری ہو
کے اتنی مدت کے کہ اس میں عدم دیتہ یا قلت دیتہ کی رضامندی معلوم ہو گئی تو زوجہ کو پھر گذشتہ
قبح علامت ہو قاضی عبد الحیا کی اور عرف علامت ہے علاء الدین ترجمانی کی یعنی یہ مسئلہ تاتارخانیہ
فقط سکوت بعد نفاذ ہو حلبی نے فی عرفہم کے بعد یہ ضبط کیا ہے یا ہے تحمید و صلوۃ علی النبی کے
کرنے فی الطحطاوی اور مسئلہ دیتہ کا کتاب النکاح میں مفصل مذکور ہو چکا ومنہا اذا ابرأ
فی کتاب الاقرار زوجہ نے بجملہ یہ کہ جب ابرأ عن دیون کہ بیس سے میں کی کو یا سو دیون میں جب رہا ہو
کتاب الاقرار کے اندر ذکر کیا ومنہا اسکوت الراضی عند بیع المرتہن الراہن کہ
الاشتباہ اول القاعدۃ الحمد للہ العزیز الوہاب ہو اعلم بالصواب
میں بطلان نہیں ذکر کیا ہو اسکوت زیلعی وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اشارۃ معلوم ہوتا ہے ذکر کیا ہو اسکو
واما تعرہ ہو شیخ بات کا شیخ صالح المرحوم نے زوجہ نے زوجہ کے بعد حمد ربانی اور
اسباب الکبرہ کے پاس یکسہ دیا اور جب دہ باہر چلا گیا تو صاحب باب سردم بالا کہ بیچ
جنازہ اور شمایشہ کے دہلے قبرستان تک دو حال کرایا کہ کئی اور دوسرا وصی جاوے
تو جائز ہو اور میرا جرت جمیع ال سے ہو گی بنزلہ کفن کے اور بدعت اور خلاف شرع
قادر ہو اور اگر قادر نہو تو دل سے کروہ جانے یعنی دو صورت عدم قدرت کی کہ ہو تو کیسہ ظلم
ہو گا ہم زید نے خالد کو وصیت کی پھر خالد زید کی حیات میں ساکت رہا
ان مسائل کو محمدی کے تین الحکام سے نقل کیا ۵ زوجہ اپنی گھر میں رہتی
قیمت کا تاوان نہیں سکتا اور ساکت رہنا زوجہ کا رضامندی نہیں ہوتا
اور خالد نے اور سکوت ہو کیا تو زید کا سکوت اور کسی کی نہیں ہو
فی الطحطاوی عن البزری ہم تو معلوم ہوا کہ ترک مسائل میں سکوت
کے اور عطاء کے مستقل قول الاشباہ
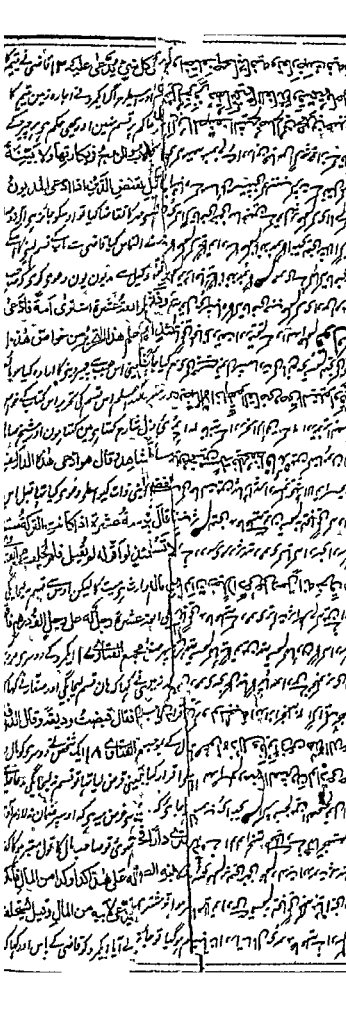
اپنی کتاب بحر الرائق میں کہا جب بیتا واقف کے اقرار کا ثابت کرنا صورت میں راضی ہو گیا غرض اسکی یہ کہ اسپر بالاقرار کرنا فی البلدۃ الثالثۃ الرکن الغیر مستثنیٰ اور مسائل مذکورہ بالا جو اس پر متفرع ہیں ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں نے اپنا گھر وقف کیا اور اسکے لئے کوئی متولی مقرر نہ کیا تو وقف صحیح ہے اور متولی کا مقرر کرنا واقف کے ذمہ نہیں ہے